ہفتم
اسلم راہی ایم اے

ناشر	○	عبدالحفیظ قریشی
باہتمام	○	محمد علی قریشی
مطبع	○	نیر اسد پرنٹرز
کمپوزنگ	○	خرم آرٹس لاہور
سن اشاعت	○	1999ء
تعداد	○	600
قیمت	○	400 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

غار سے نکلنے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا غار جس کے اوپر چڑھنے کے لئے اسے کوئی سیڑھی دکھائی نہ دی تھی سری قوتوں کے ذریعے وہ غار کے اوپر بنے ہوئے ایک اونچے ستون پر نمودار ہوا۔ پھر وہ لوگوں کو آوازیں دے دے کر اپنے سامنے اکٹھا کرنے لگا۔ لوگ یوناف کو غار کے اوپر بڑے ستون پر دیکھ کر بڑی حیرت اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ اور غار کے چاروں طرف جمع ہو کر شاید یہ سوچنے لگے تھے کہ وہ غار کے اوپر ستون پر کیسے چڑھا اس موقع سے یوناف نے فوراً" فائدہ اٹھایا اور غار کے باہر اسے دیکھنے کی خاطر جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

سنو تدمر شہر کے لوگو۔ تم ایک بہت بڑے گناہ۔ ایک بہت بڑے جرم میں مبتلا ہو چکے ہو۔ یہ تم دو کنیزوں کے مجسموں اور اس لاش سے جو تم سجدہ ریز ہو کر مانگتے ہو یہ شرک ہے بہت بڑا شرک ہے۔ جس کی وجہ سے تمہیں خداوند قدوس کسی عذاب میں بھی مبتلا کر سکتا ہے۔ سنو تدمر شہر کے لوگو۔ یہ تدمر بنت حسان بھی فانی تھی لہٰذا مر گئی۔ اور اس دنیا سے کوچ کر گئی۔ اور جن دو کنیز بہنوں کے مجسمے تمہارے شہر کے وسط میں چوک پر کھڑے کئے گئے ہیں وہ دونوں کنیز بہنیں بھی فانی تھیں وہ بھی اس دنیا سے کوچ کر چکی ہیں۔

تدمر شہر کے لوگو۔ یہ کائنات یہ خدائی پوری کی پوری بلا شرکت غیرے اس غیر فانی ذات کی ہے جو کسی کی بخشی ہوئی زندگی سے نہیں بلکہ آپ اپنی ہی حیات سے زندہ ہے۔ اور جس کے بل بوتے پر یہ کائنات کا سارا نظام قائم ہے۔ اپنی سلطنت میں خداوندی کے جملہ اختیارات کا مالک وہ اللہ خود ہی ہے۔ جو تمہارا خالق بھی ہے تمہارا رازق بھی ہے۔ کوئی دوسرا نہ اس کی صفات میں اس کا شریک ہے نہ اس کے اختیارات میں اور نہ اس کے حقوق میں لہٰذا یہ جو تم نے تدمر بنت حسان کی لاش اور کنیزوں کے مجسموں کے سامنے سجدہ ریز ہونا شروع کر دیا ہے تو یہ شرک ہے اسے چھوڑ دو اس لئے کہ خداوند قدوس کو چھوڑ کر زمین اور آسمان میں جہاں بھی کسی اور کو معبود اور الہ بنایا جاتا ہے وہ ایک جھوٹ گھڑا جاتا ہے اور حقیقت کے خلاف جنگ کی جاتی ہے۔

سنو تدمر شہر کے لوگو۔ تم عزازیل یعنی شیطان اور اس کے گماشتوں کی بندگی اور عبادت کرتے ہو۔ شہر کے لوگو میں تم پر واضح کروں کہ عزازیل اور شیطان کو اس معنی میں سے کوئی بھی معبود نہیں بناتا کہ اس کے سامنے مراسم پرستش ادا کرتا ہو اور اس کو الوہیت کا درجہ دیتا ہو۔ اسے معبود بنانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اسے جدھر وہ چلاتا ہے ادھر ادھر انسان چلتا رہتا ہے۔ گویا کہ یہ اس کا بندہ ہے اور وہ اس کا خدا۔ جو شخص بھی ایسا رویہ رکھتا ہے اور عزازیل اور

شیطان کی اندھی پیروی کرتا ہے وہ گویا شیطان ہی کی عبادت کرتا ہے۔

سنو لوگو۔ اس عزازیل اور شیطان کا سارا کاروبار ہی وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ انسان کو انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو اس کے آگے ایک سبز باغ پیش کرتا ہے کسی کو انفرادی لطف و لذت اور کامیابی کی امید کسی کو سربلندی کی توقع کسی کو نوع انسانی کی فلاح و بہبود کا یقین کسی کو صداقت تک پہونچ جانے کا اطمینان کسی کو یہ بھروسہ نہ خدا ہے نہ آخرت۔ مر کر مٹی ہو جاتا ہے۔ کسی کو یہ تسلی کہ آخرت ہے بھی تو وہاں کی گرفت سے فلاں کے طفیل فلاں کے صدقے میں بچ نکلو گے۔ سنو تدمر شہر کے لوگو۔ جو کوئی جس وعدے اور توقع سے فریب کھا سکتا ہے یہ عزازیل اس کے سامنے وہی کچھ پیش کرتا ہے اور اسے اپنے جال میں پھنساتا رہتا ہے۔ تدمر شہر کے رہنے والو۔ تم لوگ بھی تدمر بنت حسام کی لاش اور دو کنیز بہنوں کے مجسموں کے سامنے سجدہ ریز ہو کر شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہو۔ اور یہ شرک کا جال اور گناہ ہے۔ جس کی معافی نہیں ہے۔

سنو تدمر شہر کے لوگو۔ شرک کی چار قسمیں ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ تم ان چاروں قسموں میں مبتلا ہو۔ پہلی قسم خداوند کی ذات میں شرک ہے۔ اور وہ یہ کہ جو ہر الوہیت میں کسی اور کو حصہ دار قرار دیا جائے۔ مثلاً کسی کو خدا کا بیٹا کہنا۔ یا خدا کی بیٹیاں قرار دینا۔ دیوی دیوتاؤں یا شاہی خاندان کو الہہ کے افعل قرار دینا یہ سب شرک فی الذات ہے۔

دوسری قسم کا شرک خداوند کی ذات میں ہے۔ خدائی صفات جیسی کہ خدا کے لئے ہیں ویسی ان میں سے کسی صفت کو کسی دوسرے کے لئے قرار دینا مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی ساری باتیں روشن ہیں یا یہ کہ وہ سب کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے یا وہ تمام حقائق اور تمام کمزوریوں سے بالکل مبرا اور بے خطا ہے۔ یہ شرک فی الصفات ہے اور اہل تدمر تم میرے بیان کردہ ان دونوں شرکوں میں مبتلا ہو۔

اہل تدمر تیسرا شرک خداوند کے اختیارات میں شرک ہے اس لئے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے جو اختیارات اللہ کے لئے مخصوص ہیں ان کو یا ان میں سے کسی کو اللہ کے سوا اور کے لئے تسلیم کیا جائے مثلاً بافوق الفطرت طریقے سے نفع اور ضرر پہونچانا۔ دعائیں سننا اور قسمتوں کا بنانا اور بگاڑنا۔ نیز حرام و حلال جائز و ناجائز حدود مقرر کرنا اور انسانی زندگی کے لئے شرع اور قانون تجویز کرنا یہ سب خداوندی کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور اہل تدمر میں دیکھتا ہوں کہ تم اس تیسری قسم

کے شرک میں بھی مبتلا ہو۔

اہل تدمر چوتھی قسم کا شرک خداوند کے حقوق میں ہے اور وہ یہ کہ خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر جو خدا کے حقوق ہیں وہ یا ان میں سے کوئی خدا کے سوا کسی اور کے لئے مانا جائے مثلاً رکوع و سجود۔ دست بستہ قیام۔ شکر نعمت یا اعتراف برتری۔ اور ایسے ہی پرستش۔ تعظیم اور بندگی کی دوسری تمام صورتیں جو اللہ کے لئے مخصوص حقوق میں سے ہیں۔ اور اے اہل تدمر تم لوگ اس چوتھی قسم کے شرک میں بھی مبتلا ہو۔

اے اہل تدمر۔ اللہ ہی سب ذی حیات کا خالق اور کارساز ہے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا خودسری اور خود مختاری سے باز آ جانا ہی حقیقت کے عین مطابق ہے۔ جب اللہ زمین اور آسمان کا اور ان ساری چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمان میں ہیں تو انسان کے لئے صحیح رویہ یہی ہے کہ اسی کی بندگی اور اطاعت پر راضی ہوا جائے اور اس کے خلاف بغاوت اور سرکشی فوراً ترک کر دی جائے۔

لہذا اہل تدمر میری طرف سے تمہیں تنبیہہ ہے کہ یہ جو تم دو کنیزوں کے مجسموں کی پوجا پاٹ کرتے ہو یہ جو تم غار میں لاش کی صورت میں پڑی تدمر بنت حسان کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہو۔ اور اسے اپنا الہٰ مان کر اس سے دعائیں مانگتے ہو یہ شرک ہے۔ اے اہل تدمر اگر تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو یاد رکھو عنقریب تم خداوند قدوس کے عذاب سے دو چار ہو جاؤ گے۔

یوناف کی اس تقریر کا ملا جلا اثر ہوا تھا۔ کچھ لوگ دبے دبے لفظوں میں اس کے خلاف بول رہے تھے کچھ لوگ کھلے الفاظ میں اس کی حقیقت پسندی کی تعریف کر رہے تھے اور کچھ لوگ خاموش تماشائی کھڑے تھے۔ بہرحال یوناف نے ایلیکا کے کہنے پر تدمر کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔ یہ سرائے تدمر شہر اور تدمر شہر کے قلعے کے درمیان تھی۔ یہ قلعہ تدمر شہر کے نزدیک ہی صحرا کے اندر بنا ہوا تھا۔ شہر اور قلعے کے درمیان سرائے بڑی آباد اور بارونق تھی۔ اسی سرائے میں قیام کرنے کے بعد یوناف نے لوگوں کو شرک کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا تھا۔

○

یثرب شہر میں جس روز بنو نجار کے ساتھ روبیل بن حملو نے یہودی سردار قرزک سے ... لیا تھا اس کے چند دن بعد ایک روز شام کے وقت روبیل اور اس کا چھوٹا بھائی یہودا ... اپنے باغات میں کام کرنے کے بعد جب واپس لوٹ رہے تھے تو انہوں نے ذرا فاصلے

سے ہی دیکھ لیا کہ ان کے گھر کے باہر لوگوں کی خوب بھیڑ اور جمگھٹا ہو رہا تھا۔ اس قدر لوگوں کو اپنے گھر کے باہر کھڑے دیکھ کے یہودا نے پریشانی میں اپنے بھائی روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اخی ہمارے گھر کے سامنے یہ بھیڑ کیسی ہے۔ اور اس قدر لوگ کیوں جمع ہیں۔

تمسخرانہ انداز میں گفتگو کرنے والا یہودا اس وقت انتہائی سنجیدہ اور فکرمند دکھائی دینے لگا تھا۔ روبیل نے ایک گہری نگاہ اپنے بھائی یہودا پر ڈالی پھر وہ بکھری بکھری اور متفکر آواز میں کہنے لگا یہودا میرے بھائی اس قدر لوگوں کا ہمارے گھر کے سامنے جمع ہونا کسی غیر معمولی واقعہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ اللہ کرے میری ماں اور بہن ٹھیک ہوں۔ میرے بھائی آؤ جلدی سے گھر میں داخل ہوں اور دیکھیں کہ ہمارے گھر کے سامنے کیوں اس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں بھائی بڑی تیزی سے اپنے گھر کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دونوں بھائی آگے پیچھے جب اپنی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی کے اندر بھی ان گنت عورتیں اور مرد جمع تھے۔ صحن کی دیوار کے پاس ان کی ماں زمران اور چھوٹی بہن زرعہ دونوں اپنی گردنیں جھکائے اداس اور افسردہ کھڑی تھیں لگتا تھا وہ روتی رہی تھیں۔ ان دونوں کے قریب ہی حسین اور پرجمال راحیل کھڑی اپنے آنچل سے اپنی آنسو بہاتی آنکھیں خشک کر رہی تھی۔

راحیل کے ساتھ ہی دائیں طرف اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان اور اس کی بہن تنضورہ بھی کھڑے تھے اور ان سب کے سامنے لوگوں کے اندر ایک بوڑھی عورت اونچی آواز میں بین کرتی ہوئی رو رہی تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے جنہیں وہ بار بار نوچ رہی تھی۔

روبیل رونے اور واویلا کرنے والی اس بوڑھی خاتون کو پہچان گیا تھا اس لئے کہ وہ اس کے قبیلے بنو نجار کی ایک بیوہ تھی۔ اس کے بین کرنے سے روبیل اور اس کا بھائی یہودا دونوں سمجھ گئے تھے کہ وہ بین کرتے ہوئے اپنی بیٹی کے لئے رو رہی تھی اور اس بوڑھی خاتون کے قریب ہی راحیل کا باپ عجیل کھڑا اپنی نم آلود آنکھوں سے بار بار اس بڑھیا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تسلی اے تشفی دینے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ بڑھیا بے چاری اسی طرح بین کرتی ہوئی واویلا کرتی جا رہی تھی۔

جوں ہی روبیل اور یہودا دونوں بھائی آگے پیچھے اپنی حویلی میں داخل ہوئے۔ مالک بن عجلان نے اشارے سے یہودا کو اپنے پاس بلایا اور راحیل اور زرعہ کو بھی اس نے اپنے قریب بلا لیا اور بڑی رازداری کے ساتھ وہ یہودا۔ راحیل اور زرعہ کے ساتھ کوئی گفتگو

کرنے لگا تھا۔

روتی اور بین کرتی ہوئی بوڑھی عورت نے جب روبیل کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے بین اور واویلا کرنا بند کر دیا اور غضبیلی حالت میں روبیل کی طرف بڑھی۔ قریب آ کر بڑی سختی سے اس نے روبیل کا گریبان پکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے اس نے قہر برساتی آواز میں کہا حملو کے بیٹے۔ تو بنی نجار کا کیسا سردار ہے کہ تیری موجودگی میں میری بیٹی مجھ سے بچھڑ گئی۔

اس بوڑھی خاتون نے غصے کی حالت میں اس زور سے روبیل کو کھینچا کہ اس کا گریبان پھٹ گیا۔ روبیل نے بڑے صبر اور تحمل سے کام لیتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔ خاتون میں تمہاری بات کو سمجھا نہیں۔ کھل کر کہو تمہاری بیٹی کیسے اور کس نے چھین لی۔ یاد رکھو جو بھی اس کام میں ملوث ہوا خواہ وہ میرا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو میں بنو نجار کے سردار کی حیثیت سے اس سے تیرا انتقام ضرور لوں گا۔ خاتون کس نے تم سے تمہاری بیٹی کو چھین لیا ہے۔

روبیل کے اس استفسار پر وہ بوڑھی خاتون نے روبیل کا پکڑا ہوا گریبان چھوڑ دیا تھا پھر وہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہنے لگی ہائے میری بدقسمتی۔ موت میری بیٹی کو مجھ سے چھین کر لے گئی۔ پرسوں اس کی شادی تھی اور آج اس نے اپنے سینے میں خنجر گھونپ کر اس لئے خودکشی کر لی کہ شادی کے بعد اسے اپنے شوہر کی نہیں بلکہ فیطون کی خوابگاہ میں جانا نصیب ہو گا۔ وہ فیطون کے ہاتھوں بے آبرو اور عیب دار نہیں ہونا چاہتی تھی لہٰذا اس نے خودکشی کر لی۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھی خاتون ذرا رکی۔ پھر پاگلوں کے سے انداز میں وہ کہنے لگی۔ میری بیٹی نے اچھا ہی کیا۔ زندہ رہتی تو فیطون کے ہاتھوں عیب دار ہو جاتی۔ یہاں کسی کی کون سنتا ہے۔ مالک بن عجلان سے شکایت کی۔ اس نے کچھ نہ کیا۔ تمہارے سامنے فریاد کی ہے اور تم بھی خاموش ہو۔ میری بیٹی تو مر گئی۔ اب اس رسم کو توڑ کر کم از کم عربوں کی عصمت کو بے آبرو ہونے سے تو بچا لو۔

اس بے بس اور مجبور بڑھیا کی گفتگو سن کر بنو نجار کے سردار روبیل کے چہرے پر احساس کے سوزاں شعلے۔ ظلمت وقت کی شعلہ زنی، انتقام کی ستمگر آگ اور ظلم کی پگھلا دینے والی آتش جوش مارنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ساعتوں کی بے کلی۔ گھنی آندھیاں۔ برسوں کا دھواں دھواں تعصب اور نفرت بھرا روح کا اضطراب اپنا رنگ جما گیا تھا۔

پھر روبیل نے اپنی چیخ چلاتی اور غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ یثرب کے یہودی ہم عربوں کو قضا کی تمنائیوں کا آنسو بنا کر ہمارے تمام باتوں کو غیر مربوط بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ یہودی دنیا میں ہمیں شیشہ بنا کر پتھر پر گرانے کا عزم رکھتے ہیں ہمارے مقاصد کی کہکشاں کو یہ راکھ ہوتے ستاروں میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ یہودی ہمیں خزاں کا آخری پتہ جان کر ایک سرسراہٹ کے ساتھ اس شہر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن انہیں ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ ہم عرب دل کی ساری وحشتوں سے طوفانی شدت کا سہ ذات کے رنگوں میں ابر آتش۔ بیکراں خلاؤں کی وسعتوں میں حادثہ تقدیر اور گرجتی برستی راتوں میں دوزخ کی چیخ و پکار بن کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ان یہودیوں نے ابھی عربوں کی حمیت جاہلیہ اور شرکینہ نہیں دیکھا۔ جب ہم اپنی جانیں اپنی ہتھیلی پر رکھ کر ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے تو انہیں اسرار حیات میں سوزش و اضطراب۔ المناک تخمن اشک آلود آنکھ اور موت کی تاریکیوں میں گم جذبوں جیسا بنا کر رکھ ڈالیں گے۔

پھر ایک جھٹکے کے ساتھ روبیل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور بوڑھی عورت کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ تم یہیں رکو خاتون۔ میں فیطون کی طرف جاتا ہوں آج میں اس کی گردن کاٹ کر ہی رہوں گا چاہے اس جرم کی سزا میں یہودی میرا گوشت ہی کیوں نہ نوچ لیں۔ اگر میرا خون بہنے سے عربوں کی آزادی اور عزت بحال ہو سکتی ہے تو مجھے اپنا خون بہانے پر فخر ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی روبیل تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکلنا چاہتا تھا کہ مالک بن عجلان کے کھانے پر یہودا اور اس کی چھوٹی بہن زرعہ دونوں بری طرح روبیل سے لپٹ گئے تھے اور اسے باہر جانے سے روک دیا تھا۔ مالک بن عجلان نے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جس کے جواب میں لوگ روبیل کی حویلی سے نکلنے لگے تھے۔ کچھ عورتیں اس بوڑھی عورت کو بھی سہارا دے کر لے گئیں تھی جو اپنی بیٹی کی فریاد لے کر آئی تھی۔

روبیل اپنے بھائی اور بہن سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا کہ زمران اور راحیل بھی وہاں آ گئی تھیں۔ راحیل نے بڑے پیارے انداز میں میٹھی میٹھی نگاہوں سے روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ مجھ پر احسان کیجئے۔ اپنی تلوار مجھے دے دیں۔ کمرے میں چل کر ہماری بات سنئیں۔ اس کے بعد آپ جو بھی فیصلہ کریں گے ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس کے بعد راحیل نے زبردستی روبیل کی مٹھی کھولی اور تلوار لے لی۔ یہودا زرعہ نے ابھی تک روبیل کو اپنے بازوؤں میں جکڑ رکھا تھا۔ زمران نے یہودا اور زرعہ کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چھوڑ دو بھائی کو۔ یہودا۔ زرعہ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ روبیل لہجے میں مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہودا اور زرعہ کو مجھ سے لپٹ جانے اور راحیل کو مجھ سے تلوار لینے کا سبق تم نے ہی دیا ہے آخر کیوں۔ تم اگر فیطون کے خلاف نہیں بول سکتے تو ساتھ ہی میری زبان بندی کیوں کرتے ہو۔ تم اس ماحول میں زندگی بسر کر سکتے ہو لیکن میرے لئے یہ ماحول ناقابل برداشت ہے۔

سنو۔ عجلان کے بیٹے۔ اب میں ان یہودیوں کے سامنے مزید دھرتی کے اندھے راستوں کی پست امت بن کر نہیں رہ سکتا۔ میری روح زمانے کے قافلے سے الگ ہو کر مزید نہیں رہ سکتی۔ میں اب ایسے ترانوں کی بازگشت میں زندگی نہیں بسر کر سکتا جس میں آنسوؤں کے ساتھ روتے جذبے بھی ہوں۔ میں تمدن کے ان غاروں تہذیب کی ان گھاٹیوں میں مزید نہیں رہ سکتا جہاں کمینگی کی نحوست' فلکوسیوں کی ذلت' زرد رتوں کی پستی اور ڈستے زہریلے لمحوں کی تلخی ہو سنو عجلان کے بیٹے۔ میں ایسی زندگی پر صبح آزادی جیسی موت اور زندگی کی رات گزار مجاہد کی سی مرگ کو ترجیح دیتا ہوں۔

اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے روبیل کی ساری گفتگو بڑے صبر۔ بڑے تحمل کے ساتھ سنی۔ جب روبیل خاموش ہوا تب مالک بن عجلان اپنی بہن تنظورہ اور راحیل کے باپ نجیل کے ساتھ روبیل سے قریب ہوا پھر وہ بڑی شفقت بڑی نرمی بڑی چاہت بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔

روبیل میرے بھائی۔ میرے عزیز۔ میرے دوست۔ جذباتی مت ہو۔ وقت کا انتظار کرو۔ اور دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ اس پر روبیل مجروح لہجے میں کہنے لگا۔ کب تک انتظار کرتے رہو گے۔ کیا اس وقت حرکت میں آؤ گے جب عربوں کا سر مقتل اور دار و رسن پر لٹکا کر دیا جائے گا۔ اس وقت تم جاگو گے جب عربوں کی حمیت سلگ سلگ کر اپنے آپ ختم ہو جائے گی۔ اور وہ صدیوں کے فاصلوں کی خونی گرد میں دب چکے ہوں گے۔ کلیاں مرجھا جانے کے بعد باغبان حرکت میں آیا بھی تو کیا۔ آج تو تم نے میرے بھائی اور بہن کی وساطت سے مجھے روک لیا ہے کل عربوں میں اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تو تم کس کس کی رلو رو کو گے کس کس کی زبان بندی کرو گے۔ عجلان کے بیٹے۔ خدا کرے وہ لمحہ قبل از وقت ہی آ جائے جس کا تم انتظار کر رہے ہو۔

مالک بن عجلان کے کچھ کہنے سے قبل ہی اس کی بہن تنظورہ نے دکھتے الفاظ کی اذیت آمیز رقت میں کہا۔ روبیل میرے پیارے بھائی۔ وہ لمحہ قبل از وقت میں لاؤں گی۔ ایسا لاؤں گی کہ عربوں کی آنے والی نسلیں اور نسلیں تک یاد رکھیں گی کہ کسی عرب لڑکی نے

بے آبروئی کے خلاف احتجاج اور عذر کیا تھا۔ دیکھ روبیل میرے بھائی اب تجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ اب ہم عربوں اور یہودیوں کی بے حیائی کے خلاف فیصلہ ہو کر رہے گا۔

تنظورہ جب خاموش ہوئی تو مالک بن عجلان نے آگے بڑھ کر پیار سے روبیل کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا مجھے تم بھائیوں کی طرح عزیز ہو۔ میں جانتا ہوں ایسے موقعوں پر تمہارے کیا جذبات ہوتے ہیں۔ لیکن میں بے وقت عربوں کو یہودیوں سے ٹکرا کر ان کا خون بہانا نہیں چاہتا۔ مجھے مناسب وقت کی تلاش ہے روبیل میرے بھائی یاد رکھو جس روز میں ان کے خلاف حرکت میں آیا یہ یثرب میں اپنے مضبوط اور آہنی قلعوں کے اندر بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ اور تنہا محسوس کر رہے ہوں گے۔ اس روز میں ان کے ہر فعل کا احتساب کروں گا اور ان کی ہر بدی کا انتقام لوں گا۔ روبیل میرے بھائی تم دن بھر اپنے باغات میں کام کرتے کرتے تھکے ہوئے ہو۔ کھانا کھا کر آرام کرو۔ میں جاتا ہوں میرے بعد کوئی ہنگامہ نہ کھڑا کر دینا۔ میرے بھائی میرے عزیز تم مجھے چند یوم کی مہلت دو اس کے بعد تم دیکھنا اس یثرب شہر کے اندر کیسا ہولناک انقلاب اور کس قدر خونخوار تبدیلی لا کر رہتا ہوں۔ روبیل میرے بھائی اب تم مجھے جانے کی اجازت دو۔ تاکہ مجھے یہاں سے رخصت ہوتے وقت یہ احساس ہو کہ تم میرے بعد کوئی نیا ہنگامہ کھڑا نہیں کر دو گے۔ جواب میں روبیل نے کسی قدر نرمی کے ساتھ اثبات میں اپنا سر ہلا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مالک بن عجلان اور اس کی بہن تنظورہ جب روبیل کی حویلی سے نکلنے لگے تو اس موقعہ پر روبیل کی ماں زمران بولی اور دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

عجلان کے بیٹے تم دونوں بہن بھائی رک جاؤ۔ ٹھہرو اچھا ہوا آج اس گھر میں راحیل اور اس کے باپ کے ساتھ تم دونوں بہن بھائی بھی موجود ہو۔ میں ایک فیصلہ کرنا چاہتی ہوں اور اس میں تم دونوں بہن بھائی کی موجودگی بھی ضروری خیال کرتی ہوں۔ زمران کے پکارنے پر مالک اور تنظورہ دونوں بہن بھائی رک گئے پھر زمران ان کے قریب آ کر کھڑی ہوئی اس کے بعد سب کی موجودگی میں زمران نے راحیل کے باپ عجیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بھائی میں نے راحیل کو روبیل کے لئے پسند کیا ہے۔ کیا تم اس رشتے کو بخوشی منظور کرتے ہو۔

زمران کے اس انکشاف پر راحیل کے ہونٹوں پر اطمینان اور سکون کی گہری خوشیاں بکھر گئی تھیں ساتھ ہی وہ شرما کر ذرا پیچھے بھی ہٹ گئی تھی۔ اس موقعہ پر عجیل نے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا۔ روبیل کی ماں میرے لئے یہ ایک بہت بڑی سعادت اور خوشی ہو گی کہ

...ی روبیل جیسے شجاع اور جواں مرد کی بیوی بنے۔ میں بخوشی اس رشتے کو قبول اور ...تا ہوں۔

...ل کے ہاں کرنے پر روبیل کی چھوٹی بہن زرعہ بھاگ کر راحیل سے لپٹ گئی تھی ...س دو...ن زمران تیزی سے اندر گئی اور ایک طلائی انگشتری لا کر اس نے عجیل کو تھماتے ...وئے کہا۔ عجیل میرے بھائی یہ انگشتری میری طرف سے آپ اپنے ہاتھ سے راحیل کو پہنا ...و جس روز یہ میلے میں مجھے ملی تھی اور میں اسے اپنے ساتھ گھر لائی تھی اسی روز ہی میں ...نے اسے روبیل کے لئے پسند کر لیا تھا یہ صرف میری ہی پسند نہیں بلکہ یہ دونوں بھی اب ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے ہیں۔

عجیل نے زمران سے وہ طلائی انگشتری لے لی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور وہ انگشتری اس نے راحیل کے ہاتھ میں پہنا کر اس کے سر پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا راحیل ...ری بیٹی میری بچی تو خوش قسمت ہے آج سے تو سردار روبیل کی امانت ہے۔

روبیل کی چھوٹی بہن زرعہ بھاگ کر اندر گئی اور ایک دف اٹھا لائی پھر وہ دف سے ...گی ہوئی رسی اس نے گلے میں ڈال لی اور دف بجا بجا کر ترنم اور بڑی لے میں گانے لگی تھی۔

ہجوم یاس اور مجبوریوں کے استحصال میں چاندنی کی رت سنورنے لگی ہے۔
سنگی ویرانیوں پستی کی علامتوں میں ہر نفس میں پھول کھلنے لگے ہیں۔
سراب صداؤں میں قبولیت کی ساعتیں
مقدر کی سیاہیوں میں مرہم نوروز
تزئین گلستان میں لمس تازہ اور زندگی کی تکریم نمودار ہونے لگی ہے۔
میرے گھر میں آج سحر بہار طلسم صبا۔ غبار انجم اتر آیا ہے۔
میرے آنگن میں آج صبح نو کے کاروان شادمانیوں کی ساعتیں تازگی ثمر اور زمانے بھر ...ی خوشبو ہجوم کر آئی ہے۔
آج میں خوش ہوں حسن صبح آزادی کی طرح
...متا کی رسیلی گھنی چھاؤں جیسی شاداں ہوں
تر و تازہ فضاؤں میں اپنائیت کے سایوں تلے
عمر بھر کا اضطراب زیست کی بے رنگی ختم ہونے لگی ہے۔
ٹوٹے خوابوں کے مسیحا بیدار ہونے لگے ہیں۔
...ئی صبح کی تخلیق میں ذات کے شعور خوشبوؤں کے جذبے۔ تبسم کے اجالے اور

کامیابی کے رسول اپنا نزول کرنے لگے ہیں۔

زرعہ دف بجا بجا کر گا رہی تھی۔ عجیل روبئیل۔ زمران یہودا۔ مالک بن عجلان۔ تمر اور عجیل کھکھلا کر ہنس رہے تھے کہ راحیل دبی دبی اور پسندیدہ مسکراہٹ میں شرما رہی تھی ہنستے ہنستے مالک نے زمران سے اجازت لی پھر دونوں بہن بھائی وہاں سے چلے گئے تھے عجیل اور راحیل نے کچھ دیر وہاں قیام کیا۔ شام کا کھانا دونوں باپ بیٹی نے روبئیل کے ساتھ ہی کھایا پھر وہ بھی اپنے گھر کو چلے گئے تھے۔

○

ایران میں اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش سوئم کے دور میں رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی اور جس میں رومن لشکر میں طاعون پھوٹ پڑا تھا۔ یہ طاعون کی بیماری اٹلی بھی پہونچ گئی تھی جس سے بے شمار لوگ اس طاعون کی بیماری سے ہلاک ہو گئے۔ اسی طاعون کی بیماری سے رومنوں کا شہنشاہ مارک اوریلس بھی مر گیا تھا۔

مارکس اوریلس کے بعد اس کا بیٹا کموڈوس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ یہ ایک انتہائی ناکارہ اور برا انسان تھا۔ اس کے باپ کی زندگی میں ہی بہت سے مشیروں نے مارکس کو منع کیا تھا کہ اپنے بعد اپنے بیٹے کموڈوس کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے بھتیجے کو تخت و تاج کا وارث بنائے لیکن مرنے والا شہنشاہ مارکس ایسا نہ کر سکا لہٰذا اس کے بعد کموڈوس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ کموڈوس کو حکمرانی اور حکمران طبقے سے کوئی غرض و غایت نہیں یہ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے ملکی معاملات کو پس پشت ڈال دیا۔ اپنا زیادہ وقت یہ ایکٹر۔ ایکٹریسوں اور گلیڈ یٹر کے علاوہ دوسرے کھیل تماشوں میں گزارنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومن قوم کمزور ہوتی چلی گئی اس کے ہمسایہ ممالک قوت حاصل کرتے چلے گئے۔ کموڈوس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے رومن اسے سخت ناپسند کرنے لگے تھے۔ ایک موقع مناسب جان کر رومنوں نے کموڈوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کموڈوس کے بعد ایک شخص پرٹینیکس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ یہ بھی انتہائی نا اہل اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والا تھا۔ لہٰذا اسے بھی زیادہ دیر تک رومنوں نے حکومت نہ کرنے دی۔ اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار کر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

پرٹینیکس کے بعد رومن سلطنت میں ایک انتشار برپا ہو گیا اور بیک وقت تین سرکردہ لوگوں نے قیصر روم ہونے کا دعوہ کر دیا۔ ان میں سے پہلے کا نام کلاڈیوس البنوس تھا۔ دوسرے کا نام سیورس تھا جو رومن حکومت کے ایک صوبے کا حاکم تھا اور تیسرے کا نام

نگرو تھا جو شام میں رومن علاقوں پر حکمران تھا۔

نیگرو جو شام میں رومنوں کا حکمران تھا۔ اس نے جب قیصر روم ہونے کا دعویٰ کیا تو کچھ ہمسایہ سلطنتوں نے اسے مبارک باد کے پیغام بھی بھجوائے۔ یہاں تک کہ اس کے دور تک اب بلاش سوئم فوت ہو گیا اور اس کی جگہ بلاش چہارم اشکانیوں کا حکمران بنا تو بلاش چہارم نے بھی نیگرو کو مبارک باد دینے کے لئے اپنا سفیر اس کے پاس بھیجا۔ اور اسے یہ پیشکش کی کہ اسے قیصر روم بننے میں کوئی دشواری پیش ہو تو وہ اس کی مدد کے لئے اپنے لشکر بھی روانہ کر سکتا ہے۔ نیگرو کو سو فیصد امید تھی کہ رومن سینٹ اسے شہنشاہ تسلیم کرلے گی۔ لہٰذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش چہارم کا شکریہ ادا کیا اور اسے اس کی مدد کے لئے لشکر بھیجنے سے منع کر دیا۔

اس کے چند ہی دن بعد نیگرو کو خبر ملی کہ رومن سینٹ نے سیورس کو قیصر روم نامزد کیا ہے یہ خبر سن کر نیگرو بڑا برافروختہ ہوا اس نے سیورس کو قیصر روم ہونے سے انکار کر دیا اور خود قیصر روم ہونے کا دعوہ کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے اشکانیوں کے بادشاہ بلاش چہارم کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے مدد طلب کی تاکہ وہ سیورس کو اپنے راستے سے ہٹا کر رومنوں کا شہنشاہ بن سکے۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ سیورس بھی بڑا دانا بڑا عقلمند اور بڑا دلیر تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے حریف کلاڈیوس البنیوس کے خلاف کام کرنا شروع کیا۔ ایک لڑائی میں اس نے کلاڈیوس کو بد ترین شکست دی اور اس کا خاتمہ کر دیا۔ کلاڈیوس سے فارغ ہونے کے بعد سیورس نے شام میں قیصر روم ہونے کا دعوہ کرنے والے شام کے حکمران نیگرو کی طرف توجہ دی۔ اس موقعہ پر نیگرو نے چونکہ بلاش چہارم سے سیورس کے خلاف مدد طلب کی تھی تاکہ وہ قیصر روم بن سکے لیکن بلاش چہارم نے اس موقعہ پر بڑی احتیاط سے کام لیا۔ اس نے تھوڑا سا تامل کیا بہرحال اس نے شام سے ملحق اپنے صوبے کے حاکم کو حکم دیا کہ وہ اگر مناسب سمجھے تو اپنے کچھ ماہر تیر انداز نیگرو کی مدد کے لئے روانہ کر دے۔ بلاش چہارم اب نیگرو اور سیورس کے ٹکراؤ میں مکمل طور پر غیر جانبدار رہنا چاہتا تھا۔

اٹلی میں اپنے حالات درست کرنے کے بعد سیورس ایک لشکر لے کر شام کی طرف بڑھا۔ سیورس اور نیگرو کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی۔ جس میں سیورس نے نیگرو کو بد ترین شکست دی اور سیورس دریائے فرات کو عبور کر کے مغربی بین النہرین کے دار الحکومت نصیبین کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے بعد اس نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور آدیابن شہر کو فتح کر لیا۔ یہاں کا اشکانی حاکم کوئی پیش بندی نہ کر سکا اور اشکانیوں کے بادشاہ

بلاش چہارم نے بھی اس کی کوئی مدد نہ کی تھی۔ یہاں تک فتوحات حاصل کرنے کے بعد سیورس کو واپس اٹلی جانا پڑا اس لئے کہ اٹلی کے حالات خراب ہو گئے تھے۔ سیورس شام میں اپنا فوجی جرنیل مقرر کر کے جب اٹلی چلا گیا تو اس کی غیر موجودگی میں بلاش چہارم حرکت میں آیا اس نے رومنوں کے خلاف لشکر کشی کی۔ رومنوں کے ایک لشکر کو اس نے بدترین شکست دی اور آدیابن شہر پر اس نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔

اس دوران سیورس اٹلی میں اپنے حالات درست کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک بار وہ پھر لشکر لے کر شام کی طرف بڑھا۔ تاکہ اس کی غیر موجودگی میں جو بلاش چہارم نے رومن علاقوں پر حملہ کیا تھا اس کا قبضہ لیا جا سکے۔ سب سے پہلے سیورس اپنا لشکر لے کر آرمینیا آیا۔ آرمینیا کے حاکم نے سیورس کے سامنے سر اطاعت خم کیا۔ اور جو کچھ بھی شرائط سیورس نے اس پر مسلط کیں وہ اس نے تسلیم کر لیں۔

اس کے بعد سیورس دجلہ کو عبور کر کے آگے بڑھا اور اشکانیوں کے شہر سلیوکیا کو فتح کر کے اس علاقے سے اشکانیوں کا تسلط ختم کر دیا۔ پھر سیورس مزید آگے بڑھا۔ طیسفون شہر پر حملہ آور ہوا۔ یہاں بلاش چہارم نے مدافعت کے لئے جنگ تو کی لیکن شکست کھائی اس طرح طیسفون بھی رومنوں کے قبضے میں چلا گیا۔ اس کے بعد قیصر روم سیورس آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ آدیابن شہر پر بھی اس نے اشکانیوں کو بدترین شکست دی اور اس شہر پر بھی قبضہ کر کے اس نے اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

اس دوران ان دونوں بڑی سلطنتوں میں دو حادثے نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ اشکانی سلطنت میں۔ اور وہ یہ کہ بلاش چہارم مر گیا اور اس کی جگہ اشکانی سلطنت پر اس کے دو بیٹے حکمران ہوئے۔ ایک بلاش پنجم اور دوسرا اردوان۔ دونوں ہی چونکہ تخت و تاج کے دعویدار تھے لہٰذا دونوں کے درمیان جنگ چھڑی۔ جب جنگ طول پکڑنے لگی تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ سلطنت کو دونوں بھائیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ لہٰذا بابل کی حکومت بلاش پنجم کے سپرد کر دی گئی۔ اور باقی علاقے پر اردوان کو شاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح ایک ہی عہد میں دو اشکانی بادشاہ حکمران ہوئے اور دونوں کے نام سے سکے جاری کر دیئے گئے۔

دوسری طرف رومنوں میں بھی حادثہ نمودار ہوا۔ وہ یہ کہ ان کا نامور شہنشاہ سیورس مر گیا۔ اور اس کی جگہ ایک شخص کارہ کلا رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ کارہ کلہ نے حکمران ہوتے ہی دو انتہائی مکروہ اور برے کام کئے۔ وہ یہ کہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ سب سے پہلے آرمینیا کے حکمران پر چڑھ دوڑا۔ فریب کاری اور عیاری سے کام لیتے ہوئے اس نے آرمینیا کے حکمران کو گرفتار کر لیا اور اس پر بھاری تاوان جنگ عائد کر دیا۔ اس کا دوسرا مکروہ کارنامہ یہ

ہے کہ یہ مصر کی طرف گیا وہاں جب اس کی کوئی چالبازی کام نہ آئی تو یہ ادیسہ کے حکمران پر چڑھ دوڑا اور آرمینیا کی طرح ادیسہ کے حکمران کو بھی اس نے گرفتار کیا اور اس سے بھی بھاری تاوان جنگ وصول کیا۔ دو مکروہ اور کراہت آمیز کاموں میں کامیاب ہونے کے بعد اب کارہ کلہ نے تیسرے مکروہ کام کی ابتدا کی تھی۔

وہ اس طرح کہ جب کارہ کلہ نے سنا کہ ایران کے تخت و تاج کے لئے دو بھائی ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں تو ان کے اختلافات کو اپنے لئے فال نیک سمجھنے لگا بلکہ اس صورت حال کے پیش نظر اس نے رومی سینٹ کو مبارک باد بھی دی کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ رومن اشکانیوں کی حکومت کو تباہ و برباد کر کے ایران پر قبضہ کر لیں۔

اپنے مکروہ ہتھکنڈوں کی ابتدا کرتے ہوئے رومن شہنشاہ کارہ کلہ نے شروع میں یہ مناسب سمجھا کہ بلاش پنجم کو اشکانیوں کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے اور اس سلسلے میں اس نے کچھ پیش رفت بھی کی۔ لیکن اس کے فوراً ہی بعد اس نے بلاش پنجم کے بھائی اردوان سے بات چیت شروع کر دی اور اسے اشکانیوں کا شہنشاہ تسلیم کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس مقصد کے تحت رومن شہنشاہ کارہ کلہ نے اردوان کے پاس اپنے سفیر تحفے تحائف دے کر بھیجے اور اردوان کی بیٹی یعنی اشکانیوں کی شہزادی کے رشتے کا طلبگار ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر اردوان اپنی بیٹی کا رشتہ کارہ کلہ کو دے دے تو یہ رشتہ رومن اور اشکانی سلطنت کے درمیان روابط کو استوار کرنے کا موجب ہو گا۔

اردوان کو معلوم تھا کہ اس سے پہلے کارہ کلہ نے ادیسہ کے حکمران کو دھوکے سے گرفتار کیا تھا اور آرمینیا کا بادشاہ بھی اس کے ظلم کا شکار ہوا تھا۔ اس لئے وہ ڈرتا تھا کہ شاید اس کے لئے بھی کارہ کلہ نے کوئی دام فریب بچھا رکھا ہو۔

چنانچہ اردوان نے گول مٹول سا جواب دے کر اسے ٹالنا چاہا لیکن کارہ کلہ نے دوبارہ اپنے سفیر بھیج کر اس سے اپنے خلوص کا اظہار کیا اور شاہزادی کا رشتہ مانگا جس پر اردوان کو یقین ہو گیا کہ کارہ کلہ اس کے معاملے میں پرخلوص اور دیانتدار ہے۔ لہٰذا اس نے کہلا بھیجا کہ وہ اٹلی سے نکل کر اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر میں آئے اور یہاں اس سے میں اپنی شہزادی کو بیاہ دوں گا۔

کارہ کلہ نے اس پیش کش کو منظور کر لیا جس کے جواب میں اہل پارس کارہ کلہ کے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔ اشکانی بہت خوش تھے کہ دو حکومتوں کے دیرینہ تنازعے ختم ہو جائیں گے اور ایک دائمی خوشگوار تعلقات کی ابتدا پڑے گی۔

رومن شہنشاہ کارہ کلہ جب اشکانی سلطنت میں داخل ہوا اور بے تکلف آگے بڑھتا

شروع کیا وہ اس طرح لوگوں سے بے تکلف اور بے حجابانہ مل رہا تھا جیسے وہ اپنی سلط کے اندر سفر کر رہا ہو۔ اہل پارس نے ہر مقام پر اس کے استقبال کے لئے آنکھیں بچھا جگہ جگہ قربانیاں دی گئیں۔ ہوا کو معطر کرنے کے لئے قسم قسم کے عطر آگ میں ڈال اطراف میں خوشبو پھیلائی گئی۔

کارہ کلہ پورے تزک و احتشام کے ساتھ پارس کے مرکزی شہر میں داخل ہوا۔ گل میں اردوان اس کے استقبال کے لئے آگے بڑھا اور ایک وسیع میدان میں اس نے ا ہونے والے والہانہ کا خیر مقدم کیا۔ استقبال کے وقت خود شہنشاہ اردوان اور اس کے ام زر بفت کی پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر پھولوں کے تاج تھے ا شراب کے نشے میں مست گاتے اور رقص کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ساز و نغ صداؤں میں فضا معمور تھی۔ غرضیکہ اہل پارس کی ایک کثیر تعداد بڑے شاہانہ انداز میں کلہ کا استقبال کرنے کے لئے موجود تھی۔ ہر کوئی دیوانہ وار رومنوں کے شہنشاہ کارہ کلہ دیکھنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔

اس موقع پر جبکہ کارہ کلہ کے چاروں طرف اشکانیوں کا ہجوم ہو رہا تھا اور خود کارہ کل کے اردگرد اس کے محافظ دستے تھے کارہ کلہ نے اپنے محافظ دستوں کو اشارہ کیا شاید اس سے پہلے ہی اپنے محافظ دستوں کو کوئی بات سمجھا رکھی تھی کارہ کلہ کا اشارہ ملتے ہی اس کے دستوں نے اچانک ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ اہل ایران انگلیاں منہ میں لے کر ششدر رہ گئے۔ آخر جب ان پر رومنوں کی تلواروں کے وار پڑنے لگے تو سب حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے اس افراتفری کے عالم میں اردوان بھی اپنے محافظ دستوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر رومنوں کے چنگل سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

ایرانی چونکہ خالی ہاتھ رومن شہنشاہ کارہ کلہ کا استقبال کرنے کے لئے آئے تھے لہٰذا جس قدر ایرانی وہاں جمع ہوئے تھے رومنوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جگہ جگہ اور جا بجا ایرانیوں کی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ رومنوں کے مقابلے پر ایرانی چونکہ بغیر ہتھیاروں کے اور نہتے تھے لہٰذا ان کا خوب قتل عام ہوا۔ اس کے بعد رومن شہنشاہ کارہ کلہ نے لشکر کو ایرانی شہروں کو لوٹنے اور آگ لگانے کی عام اجازت دے دی تھی۔

لیکن رومن شہنشاہ کارہ کلہ اپنا یہ مکروہ کھیل زیادہ دنوں تک جاری نہ رکھ سکا انہیں دنوں کوئی زندہ دل جوان اس پر حملہ آور ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ کارہ کلہ کے مرنے کے بعد میکرینس رومنوں کا شہنشاہ بنا تھا دوسری طرف اردوان نے بھی کارہ کلہ کی

بربریت کا انتقام لینے کے لئے ایک لشکر ترتیب دے لیا تھا لہٰذا اس لشکر کے ساتھ وہ سرحدوں پر پہونچ گیا اس دوران کارہ کلہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا نئے رومن شہنشاہ میکرینس کو جب خبر ہوئی کہ اردوان پنجم اس کے خلاف جنگ کی زبردست تیاریاں کر رہا ہے۔ تو اس نے اردوان کو صلح کی پیش کش کی۔ اردوان نے صلح کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ اس لئے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ ایرانیوں کے لئے رومنوں کی طرف سے صلح کی پیش کش کی گئی تھی۔ اس صلح کے لئے حسب ذیل شرائط مرتب کی گئیں تھیں۔

اول یہ کہ ایرانی قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ جن شہروں کو کارہ کلہ نے تباہ کیا تھا انہیں اپنے خرچے پر رومن حکومت دوبارہ تعمیر کرے۔ اس کے علاوہ کارہ کلہ اور اس کے لشکریوں نے جن اشکانیوں کے بزرگوں کی قبروں کی بے حرمتی کی تھی انہیں سخت سزائیں دی جائیں اور دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے سے رومی بالکل لاتعلق ہو جائیں۔

یہ شرائط رومنوں کے نزدیک ناقابل قبول تھیں اس لئے کہ رومن شہنشاہ میکرینس نے ان شرائط کو یکسر مسترد کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ دوسری طرف اردوان چونکہ ایک نئے اور بہتر لشکر کو ترتیب دے چکا تھا۔ لہٰذا وہ بھی رومنوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

نصیبین شہر کے قریب ایرانی اور رومنوں کا آمنا سامنا ہوا۔ پہلے دن ایرانی تیر اندازوں نے رومن لشکر کو یکسر پسپا کر دیا۔ اور جنگ برابری کی بنیاد پر ختم ہو گئی۔ دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا اور شام کے قریب پھر برابری کی بنیاد پر جنگ موقوف کر دی گئی۔

تیسرے دن جب جنگ شروع ہوئی تو ایرانیوں نے اس جنگ میں اپنی ہر شئے جھونک کر رکھ دی اور بڑی خونخواری سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوئے۔ ایرانی شتر سواروں اور نیزہ بازوں نے رومنوں کو بے بس کر دیا یہاں تک کہ رومن پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ رومن شہنشاہ میکرینس کو جب خبر ہوئی کہ اس کے لشکری جنگ سے جی چرا رہے ہیں اور تھوڑی دیر جنگ اگر یوں ہی جاری رہی تو انہیں بد ترین شکست ہو گی لہٰذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ اردوان سے صلح کی درخواست کی۔ اردوان نے صلح کی اس درخواست کو قبول کر لیا اور آخر ان شرائط پر صلح ہو گئی۔ رومن اشکانیوں کو سترہ لاکھ پچاس ہزار پونڈ بطور تاوان کے ادا کریں گے اور وہ سارے ایرانی علاقے جن پر اب تک رومن قابض ہو چکے ہیں رومن خالی کر کے ایرانیوں کے سپرد کر دیں گے۔ رومنوں کو چونکہ پہلی مرتبہ اس قدر ایرانیوں کے مقابلے میں بے بس ہونا پڑا تھا لہٰذا تاوان کے نام پر یہ رقم پیش کرتے ہوئے اپنی ہتک اور بے عزتی

محسوس کر رہے تھے لہٰذا انہوں نے تاوان کی اس رقم کو نذرانے کا نام دے دیا تھا۔

رومنوں اور ایرانیوں کی تین ہزار سالہ باہمی رقابت کے بعد یہ لڑائی تھی جو رومنوں اور اشکانیوں کے مابین ہوئی جس میں رومنوں کو کثیر رقم بطور تاوان ادا کر کے صلح کی درخواست کرنا پڑی اس صلح نے اردوان اور ایران کو سربلند کیا اور رومن عظمت ان کے مقابلے میں سرنگوں ہوئی۔

اس موقعہ پر اردوان سے غلطی یہ ہوئی کہ صلح کے معاہدے میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ رومن دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے کو خالی کر دیں گے لیکن اس پر رومنوں کا قبضہ برقرار رہا اور اشکانیوں نے اس علاقے کی واپسی پر زور نہ دیا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ اردوانی کی حکومت داخلی طور پر بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور حکومت میں اتنا ضعف آ چکا تھا کہ اشکانیوں کی یہ فتح بھی ان کی حکومت کو خاصہ مستحکم نہ کر سکی۔ جس کی بنا پر اردوان نے یہ علاقے خالی کرنے پر رومنوں پر کوئی خاص زور نہ ڈالا۔

رومنوں کو شکست دینے کے بعد پیشتر اس کے کہ اردوان داخلی امور کی طرف توجہ دیتا ایک شخص اردشیر نے جو اشکانی حکومت کے تحت ایک علاقے کا حکمران تھا علم بغاوت بلند کر دیا۔ اردوان نے بغاوت فرو کرنے کے لئے اردشیر کی طرف پیش قدمی کی۔ اردشیر اور اردوان کے درمیان خون ریز جنگ ہوئی جس میں بد قسمتی سے اردوان اہواز سے چند میل دور حرمز کے مقام پر مارا گیا اردوان کے بعد اگرچہ اس کا بیٹا ارتا واسط تخت نشین ہوا لیکن اس کا عہد صرف چند روز پر مشتمل تھا۔ اس لئے کہ اہواز کے مقام پر اردوان کو شکست دینے کے بعد اردشیر نے بڑی تیزی کے ساتھ علاقوں کے علاقے فتح کرنا شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے مکمل طور پر اشکانی عہد کا خاتمہ کر دیا۔ اور ایران میں اس نے ایک نئے خاندان کی سلطنت کی ابتدا کی۔ جسے تاریخ میں ساسانی عہد کا نام دیا جاتا ہے۔

ساسانی عہد ایرانی تاریخ کا ایک باعظمت باب شمار کیا جاتا ہے۔ یہ عہد چار سو چھبیس سال تک قائم رہا اور اس کی شہرت کے ڈنکے اطراف عالم میں بجتے رہے۔ ساسانی بادشاہوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ قدیم ایران کے ہخا منیشوں کے قدیم وارث ہیں۔ انہوں نے اشکانیوں کی طوائف الملوکی کو ختم کر کے ایک مستحکم حکومت قائم کی اور اشکانی حکومت کے رہے سہے اشکانی اثرات مٹا کر قدیم روایات کو دوبارہ زندہ کیا۔

اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی ہخا منیشوں کے حقیقی وارث ثابت ہوئے اس لحاظ سے ساسانیوں کو انفرادیت بھی حاصل ہے کہ انہوں نے ایک مذہبی حکومت کا آغاز کیا جس میں اہل ایران کو ایک ہی مذہبی رشتے میں منسلک کر دیا۔ اور فکری یکجہتی کے لئے راہ ہموار

کی۔ فکری یکجہتی کی یہ صدائے بازگشت 905ء صفوی عہد تک سنائی دیتی رہی۔

ساسانی عہد کے موسس اور بنیاد رکھنے والے اردشیر کو ایران کا عظیم بادشاہ تصور کیا جاتا ہے۔ قدیم زمانے سے یہ روایت چلی آئی ہے کہ جس سربر آوردہ شخص نے بھی کسی عہد کی بنیاد قائم کی اس کے آغاز سے متعلق اس سے طرح طرح کی داستانیں مشہور اور وابستہ کر دی گئیں اسی قسم کی ایک داستان اشکانیوں کا خاتمہ کر کے ساسانی عہد کی ابتدا کرنے والے اردشیر سے متعلق بھی مشہور ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ داستان ایران کے حماسہ کا جزو بن چکی ہے پہلوی زبان کی ایک مشہور تاریخ کرنامک میں اس عہد کی تاسیس کی جو سرگزشت لکھی گئی ہے اس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

اسکندر اعظم کی وفات کے بعد ایران کی مملکت دو سو چالیس مختلف قبائل کے حکمرانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اصفہان۔ فارس اور نواحی علاقے کا بادشاہ اردوان تھا جس کے یہ سب حکمران تھے۔ اردوان کا سالار لشکر بابک تھا جسے اردوان نے فارس کی حکومت دی ہوئی تھی۔ اصطخر اس کا صدر مقام تھا۔ بابک کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی جس سے اس کی نسل برقرار رہ سکتی۔ اس کے ہاں ساسان نامی ایک چرواہا ملازم تھا جو ہخامنشی بادشاہ دارا کی نسل سے تھا۔ سکندر اعظم کی فتح ایران کے دوران وہ اپنی جان بچانے کے لئے گلہ بانوں میں شامل ہو کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

بابک نہیں جانتا تھا کہ ساسان ہخامنشی بادشاہ داریوش کی نسل سے ہے وہ اسے محض ایک چرواہا سمجھتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے چرواہے کے سر سے آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ اس کی شعاعوں نے سارا عالم منور کر دیا ہے۔ دوسری رات بابک نے ایک اور خواب دیکھا کہ ساسان ایک آراستہ پیراستہ سفید ہاتھی پر سوار ہے ملک بھر کے لوگ اس کے گرد جمع ہیں اور سر اطاعت خم کر کے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کی مدح اور ستائش بھی کرتے ہیں اور اسے دعائیں بھی دیتے ہیں۔

تیسری رات بابک نے ایک اور خواب بھی دیکھا کہ مقدس آگ کے شعلے ساسان کے گھر سے بلند ہو رہے ہیں۔ ان کی روشنی سے کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا ہے اس منظر کو دیکھ کر بابک ششدر رہ گیا۔ ملک بھر کے دانشور اور خواب کی تعبیر کرنے والے بلائے گئے ان سے بابک نے لگاتار تین خوابوں کا ذکر کیا۔ خواب کی تعبیر بتانے والوں نے بابک کو بتایا کہ خواب میں جو شخص نظر آ رہا ہے وہ خود یا اس کا کوئی بیٹا روئے زمین پر بادشاہ بنے گا کیونکہ سورج اور سفید ہاتھی فتح اور طاقت کی علامت ہیں اور آگ سے مذہبی پیشوا مراد ہے۔ جو مذہبی امور میں اعلیٰ تربیت یافتہ ہے۔ اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہے۔

بابک نے خوابوں کی تعبیر سن کر سب کو رخصت کر دیا اور ساسان کو بلا کر اس سے دریافت کیا۔ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ تمہارا حسب و نسب کیا ہے۔ کیا تمہارے آباد اجداد میں کبھی کوئی بادشاہ ہوا ہے۔ ساسان نے جان کی سلامتی کی امان پا کر اپنے حسب و نسب کا راز بابک پر ظاہر کر دیا بابک سن کر خوش ہوا اور اسے اعلیٰ منصب پر فائز کرنے کی امید دلائی۔

بابک کے حکم پر اس کے لئے شاہی پوشاک مہیا کی گئی جسے اس نے زیب تن کیا اس کے علاوہ اس کے لئے عمدہ خوراک کا خاص اہتمام کیا جانے لگا۔ آخر یوں ہوا کہ بابک نے اپنی لڑکی اس سے بیاہ دی جس سے ایرانی سلطنت ساسانی کا بانی اردشیر پیدا ہوا۔ بابک نے اس اردشیر کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔

اردشیر نے ہوش سنبھالا تو اسکی دانشمندی اور شجاعت کا عام شہرہ ہوا۔ یہاں تک کہ آخری اشکانی بادشاہ اردوان نے اسے اپنے دارالحکومت رے میں بلا بھیجا۔ یہاں اردشیر کا پر تپاک خیر مقدم کیا گیا اور اشکانی شہزادوں کے ساتھ اس کی بھی تربیت ہونے لگی۔

ایک دن اردشیر شہزادوں کے ساتھ شکار کو گیا۔ اس شکار کے دوران اس نے ایک شیر مار کر اپنی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ شکار سے جب یہ لوگ واپس آئے تو ایک شہزادے نے دعویٰ کیا کہ وہ شیر اسنے مارا ہے اسپر اردشیر بولا اور کہنے لگا شیر شہزادے نے نہیں مارا بلکہ خود اسنے مارا ہے اسپر اردوان سخت برہم ہوا اور شاہی مراعات جو اسنے اردشیر کو دے رکھی تھیں واپس لے لیں اور وہ اردشیر کی جان کے درپے ہو گیا تھا۔

اردشیر اردوان کی برہمی کے باعث کسمپرسی کی حالت میں زندگی گذارنے لگا۔ اسے ہر وقت اردوان کی طرف سے جان کا خطرہ بھی لاحق رہتا تھا۔ اتفاق سے شاہی محل کی ایک لونڈی جو اردوان سے ہمدردی رکھتی تھی اور جس کا نام گلنار تھا وہ اردشیر کو شاہی محل سے نکالنے پر تیار ہو گئی۔ چنانچہ جب اردشیر نے وہاں سے فرار ہونے کا قصد کیا تو لونڈی گلنار بھی اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ گلنار نے دو تیز رفتار گھوڑے مہیا کئے اور رات کی تاریکی میں دونوں رے سے راہ فرار اختیار کر گئے۔

اردشیر اور گلنار کے فرار کی اطلاع جب اردوان کو ہوئی تو اس نے چار ہزار فوج لیکر ان کا تعاقب کیا۔ دوپہر کو جب یہ لوگ اس مقام پر آئے جہاں پر ایک راستہ دوسرے سے علیحدہ ہوتا تھا۔ یہاں پہونچکر اردوان نے یہاں کے لوگوں سے پوچھا کیا تم نے دو سوار یہاں سے گذرتے دیکھے ہیں۔ اور اگر دیکھے ہیں تو وہ کس وقت یہاں سے گذرے۔ انھوں نے کہا کہ صبح سویرے جب سورج طلوع ہو رہا تھا یہ سوار تند و تیز ہواؤں کی طرح اڑے

جا رہے تھے۔

یہ اطلاع پانے کے بعد اردوان وہاں رکنے کے بجائے تیزی سے آگے بڑھنے لگا اور ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ ایک اور مقام پر پہونچ کر وہاں اس نے کچھ لوگوں کو پوچھا سوار یہاں سے کس وقت گذرے تھے انھوں نے جواب دیا آج دوپہر کو یہ سوار طوفانی ... میں گذر گئے۔ اردوان نے پھر تعاقب شروع کر دیا۔ دوسرے دن سورج طلوع ہوا۔ تو ... ان کئی فرسنگ کا فاصلہ طے کر آیا تھا۔

یہاں انھیں ایک کارواں ملا۔ کارواں کے لوگوں سے اردوان نے اردشیر اور گلنار کے ... پوچھا انھوں نے بتایا کو دو سوار ضرور یہاں سے گذرے ہیں اور وہ کوئی بیس فرسنگ ... آگے جا چکے ہوں گے اردوان اس تعاقب سے تنگ پڑ گیا لہٰذا ناکام اپنے مرکزی ... کی طرف لوٹ گیا تھا۔

اردوان کی زندگی سے متعلق ایک اور بھی فوق العادت واقعہ مشہور ہے۔ گو اس کی ... اہمیت نہیں ہے لیکن چونکہ یہ فارسی کی کتب میں نمایاں حیثیت اختیار کر گیا ہے لہٰذا ... والوں کی دلچسپی کے لئے یہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ کرمان میں ایک بلائے ارضی جس کی لوگ پرستش کرتے تھے۔ ... خون اس کی خوراک تھا۔ اس کا نام ہفتان بوخت تھا۔ اسے کرم بھی کہتے تھے۔ ... نے ہفتان بوخت کا نام سنا تو اس نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے برزک ... باتور نام کے اپنے دو دانشمند ساتھیوں کو بلایا۔ باہمی مشورے کے بعد کثیر تعداد میں چاندی کے سکے فراہم کئے۔ اردشیر نے خراسانی تاجروں کا لباس زیب تن کیا اور چار ... کو ساتھ لیکر کرماں کی راہ لی۔ آخر وہ اس قلعہ تک پہونچ گئے جو ہفتان بوخت کا ...

اردشیر نے اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی اوٹ میں بٹھایا اور کہا جس دن قلعے سے دھواں ... دیکھیں تو فوراً یلغار کر دیں۔ اردشیر خود قلعے کے محافظوں کے پاس گیا اور کہا کہ میں ... والت کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ محافظوں نے اردشیر کی ... مندی کا حال سنا تو اس کو معہ اس کے دو ساتھیوں کے قلعے میں آنے کی اجازت ...

... دن اور تین رات یہ لوگ قلعے میں مقیم رہے۔ اردشیر نے محافظوں کو چاندی کے سکے دیے جس سے وہ بے حد خوش ہوئے اور انھیں کرم تک لے جانے کے ... رضامند ہو گئے۔ اردشیر نے یہ خواہش بھی کی کہ اس کرم کو اپنے ہاتھوں سے خوراک

دینے کی اجازت دیدی جائے۔ پاسبانوں نے یہ خوشی بھی مان لی۔ آخر ایک دن اردشیر نے موقعہ پا کر تانبا پگھلایا حسب عادت کرم کی غذا کا وقت آیا تو اسنے شور و غوغا کر کے آسمان سر پہ اٹھایا اس سے پہلے اردشیر نے پاسبانوں اور خادموں کو شراب پلا کر مدہوش کر دیا تھا۔

اب وہ اپنے ہمراہیوں سمیت ہفتان بوخت کی روزمرہ خوراک یعنی بیلوں اور بھیڑوں کا خون جو اسے خادموں نے دے رکھا تھا لے کر وہاں پہونچا۔ کرم نے خون پینے کے لئے جوں ہی منہ کھولا اردشیر نے خون کے بجائے پگھلا ہوا تانبہ جو وہ اپنے ہمراہ لے گیا تھا اس کے حلق میں انڈیل دیا تانبے کا حلق سے اترنا ہی تھا کہ غضبناک چیخیں نکلیں اور اس کا جسم پارہ پارہ ہو گیا۔ اہل قلعہ نے یہ چیخیں سنیں تو حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر دوڑے۔ ایک افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا۔

اردشیر نے تلوار اور ڈھال سنبھالی اور جو بھی سامنے آیا اسے تہہ تیغ کیا اور گھاس پوس اکٹھا کر کے جلایا چھپے ہوئے سپاہیوں نے دھواں اٹھتے دیکھا تو دوڑ کر قلعے کے دروازے پر آن پہونچے دروازہ کھول دیا گیا اور اردشیر کے سپاہی اردشیر کے حق میں نعرے بلند کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اہل قلعہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور قلعہ پر اردشیر کا قبضہ ہو گیا۔

بہرحال اردشیر نے اشکانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور نئے ساسانی خاندان کی بنیاد رکھی۔ اردوان کو شکست دینے کے بعد اردشیر نے اپنی سلطنت کے پھیلاؤ کا کام شروع کیا۔ پہلے اس نے ہمدان پر لشکر کشی کی۔ سارا پہاڑی علاقہ مع نہاوند اور دینور فتح کر لیا پھر وہ آذر بائیجان اور آرمینیا پر حملہ آور ہوا اور ان دونوں علاقوں پر بھی قابض ہو گیا اور وہاں سے اس نے موصل کا رخ کیا۔ موصل کو بھی فتح کیا اور ساحل کے تمام شہر یکے بعد دیگرے تسلط میں آ گئے۔ ان فتوحات کے بعد اردشیر نے بحرین کا رخ کیا۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

محاصرے نے جب کافی طول پکڑا تو اس عرصے میں بحرین میں قحط کے آثار نمودار ہوئے اور محصورین نے اپنی بقا اسی میں دیکھی کہ بحرین کے حکمران سطرق کا قصہ پاک کر دیں اور قلعے کے دروازے اردشیر کے لئے کھول دیں۔ سطرق کو اہل بحرین کی سازش کا پتہ چلا تو اس نے قلعے کی دیوار سے نیچے کود کر خودکشی کر لی۔ اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اس شہر کی تسخیر سے اردشیر کو بحرین کے خزانے ہاتھ لگے۔ بحرین کی فتح کے بعد اردشیر نے سیستان اور خراسان کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر انھیں بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

اس کے بعد اردشیر نے مزید فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ اپنے لشکر کی تعداد اس نے

بڑھائی اور طیسفون یعنی مدائن شہر کی طرف بڑھا جو کسی دور میں اشکانیوں کا دار الحکومت بھی رہا تھا۔ اس شہر کو بھی اردشیر نے فتح کر لیا۔ شہر کو فتح کرنے کے بعد اردشیر نے اس شہر کو اپنی حکومت کا مرکزی شہر بنا دیا اور اپنے بیٹے شاہ پور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

سارے ایران اور اعراق پر قبضہ کرنے کے بعد اردشیر نے اپنے لشکر کو مزید مستحکم کیا اور ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ اپنے پہلے حملے میں اس نے پنجاب کو فتح کیا اس کے بعد وہ اپنی فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے سرہند تک جا پہنچا۔ ان دنوں ہندوستان پر جونہ نام کا ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس جونہ نے اردشیر کو بے شمار زر و مال اور جواہرات اور ہاتھی بطور خراج پیش کئے۔ اردشیر یہ خراج وصول کر کے ایران واپس آ گیا۔ اردشیر کے زمانے میں پنجاب سے ہر سال بدستور خراج آتا رہا۔ اس قدر فتوحات حاصل کرنے کے بعد اردشیر نے رومن سلطنت سے دو دو ہاتھ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

اردشیر سے قبل اردوان کے دور میں رومنوں کا شہنشاہ میکرینس تھا۔ میکرینس تھوڑا ہی عرصہ حکومت کر سکا پھر چل بسا۔ اس کے بعد ایلگبادوس رومنوں کا شہنشاہ بنا یہ بھی چند ماہ تک ہی برسر اقتدار رہ سکا یہاں تک کہ الیگزنڈر رومنوں کا بادشاہ بنا اور اسی الیگنڈر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اردشیر دن رات تیاریاں کرنے لگا تھا۔

○

یثرب شہر میں اوس و خزرج قبائل کے سردار مالک بن عجلان کی حویلی میں عربوں کے سب ذیلی قبائل کے سردار اور اکابر سب جمع تھے۔ اس لئے کہ اس روز مالک بن عجلان کی بہن تخمورہ کی شادی تھی اور اس کے انتظامات کرنے کے لئے ہی مالک بن عجلان نے سب سرداروں کو جمع کیا تھا عین اس وقت جبکہ مالک بن عجلان عرب اکابر کے ساتھ محو گفتگو تھا اس کی حسین اور نوخیز بہن تخمورہ بالکل ننگی اور برہنہ حالت میں حویلی کے اندر سے نکلی اور سارے عرب سرداروں کے پاس سے گزرتی ہوئی دوبارہ حویلی کے اندر چلی گئی۔ اپنی بہن تخمورہ کی اس حرکت پر غصے میں مالک بن عجلان کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ ایک سارے عرب سرداروں کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں تھیں۔

اس موقع پر مالک بن عجلان نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے رونبل کی طرف دیکھا وہ اداس اور افسردہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی گردن خوب خم تھی۔ مالک بن عجلان چند لمحوں تک وہاں بیٹھ کر اپنے ہونٹ کاٹتا رہا اور کبھی کبھی بڑے دکھ سے رونبل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ رونبل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ رونبل۔ رونبل میرے بھائی تم ذرا

میرے ساتھ آؤ۔

مالک بن عجلان اور روبئیل دونوں وہاں سے اٹھ کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف جانے ہی والے تھے کہ تنقورہ ایک بار پھر حویلی سے باہر آئی اب وہ کپڑے پہن چکی تھی۔ مالک بن عجلان نے اس کی طرف دیکھا اور غضبناک ہو کر پوچھا تو اس قابل ہے کہ تیری گردن کاٹ دی جائے تجھے کچھ شرم اور حجاب نہ آیا کہ تو اپنے بھائی اور ان سب عرب احباب کے سامنے دانستہ طور پر ننگی اور برہنہ ہو کر گزری۔ میں تجھے اس بے حجابی۔ اس بے حیائی اور بے حمیتی کی سزا ضرور دوں گا

تنقورہ نے بھی غصے کی حالت میں کہا مجھے ضرور سزا دو لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی سزا بھی تجویز کر رکھو کہ تم وہ لوگ ہو جو خود شادی کی پہلی رات اپنی بیٹیوں کو ننگا اور برہنہ ہونے کے لئے فیطون کی خلوت گاہ میں بھیجتے ہو۔ فیطون کے سامنے ننگا ہونے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ میں اپنے بھائی یا باپ کے سامنے ننگی ہو جاؤں۔ تم نے میری برہنگی کی سزا تو تجویز کی ہے لیکن تم سب کی سزا کیا ہو گی جب آج شادی کے بعد تم مجھے فیطون کے پاس بھیجو گے۔ اور رات کو وہ تم عربوں کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اسے اپنے ہاتھوں سے برہنہ کر رہا ہو گا۔

تمہاری حمیت اس وقت تو جوش و غضب میں آئی ہے جب میں برہنہ ہو کر تمہارے سامنے آئی لیکن اس وقت تم بے غیرت اور اندھے کیوں ہو جاتے ہو جب فیطون تمہاری بیٹیوں کو ننگا کر کے ان کی عزت اور عصمت سے کھیلتا ہے۔ پہلے تم سب مل کر اپنی بزدلی اور بے غیرتی اور بے حمیتی کی سزا تجویز کرو اس کے بعد تم لوگ جو سزا مجھے دو گے میں ہنس کر قبول کر لوں گی۔

سنو۔ اکابرین اوس و خزرج۔ تم لوگ عملی وجدان۔ سچائی کے عکس سے نا آشنا لوگ ہو۔ تم لوگ احساساتی۔ جبلی۔ وجدانی اور جمالیاتی۔ منطقی اور عقلی آدرشوں سے یکسر محروم ہو۔ تم لوگ درد جراحت میں مرہم تو طلب کرتے ہو پر ذاتی اغراض و مقاصد کو اجتماعیت میں نہیں ڈھلنے دیتے۔

تمہاری زندگی۔ بحر تنہائی کے جزیروں میں امید کی خاموش اور بے جان اور بے سراپا تشنگی ندیوں جیسی ہے جس کے اندر کوئی تبدیلی کوئی انقلاب برپا نہ ہوتا ہو۔ تم لوگ خمار لذت، قلوب کے نہاں خانوں، جذبات کی خاموشی اور دل کی نغمگی کی درمیان بیٹھ کر بے حمیتی کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہو چکے ہو۔ اور نکھرے صحرا۔ ماضی کے قصوں اور پراسرار داستانوں پر ہی اکتفا کرتے ہو

سنو اکابرین اوس و خزرج۔ میں تمہیں تنبیہ کرتی ہوں کہ اگر تم لوگوں نے اپنی بے بسی اور خطا کاری کو ترک کر کے اپنے اسرار ہستی کے عرفان میں کوئی قوت موجزن نہ ہونے دی تو قدرت کی کوئی غضبناک انگڑائی تمہارے خلاف حرکت میں آئے گی تمہاری عظمت کو فنا پذیر کر کے تم لوگوں کو خواب آلود فضاؤں۔ اجاڑ۔ ویران خانقاہوں جیسی بنا کر رکھ دے گی۔

تنقورہ کی اس گفتگو کے جواب میں کوئی کچھ نہ بولا۔ ان سب کی گردنیں جھک گئیں تھیں۔ تنقورہ بھی تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد وہ روبئیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اخی روبئیل آج اوروں کے ساتھ تمہاری گردن بھی کیوں جھکی ہوئی ہے۔ کیا چند روز قبل تمہاری حویلی میں کھڑی ہو کر میں نے یہ نہ کہا تھا کہ وہ لمحہ قبل از وقت میں لاؤں گی ایسا لاؤں گی کہ عربوں کی پشتیں اور نسلیں تک یاد رکھیں گی۔ میں نے اپنی برہنگی کی مثال دے کر تمہارے ضمیروں کو جھنجوڑ دیا ہے۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے چاہے تو دوبارہ اپنے اوپر غفلت مسلط کر لو چاہے تو بیدار ہو کر فیطون کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھاؤ۔ پر ایک بات یاد رکھنا میں شادی کے بعد فیطون کے پاس رات بسر کرنے کے بجائے موت کو ترجیح دوں گی۔

اخی روبئیل تمہیں خصوصیت کے ساتھ میں نے اس لئے مخاطب کیا ہے کیونکہ عربوں میں تم ہی واحد سردار ہو جس سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ فیطون کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے کے لئے عربوں میں امید کی چنگاری پیدا کر سکتا ہے۔ آخر کو ایک روز تمہاری شادی بھی راحیل کے ساتھ ہونی ہے کیا تم برداشت کر لو گے کہ راحیل ایک شب فیطون کی خلوت گاہ میں بسر کرے۔

تنقورہ جب خاموش ہوئی تو روبئیل نے گردن سیدھی کی اور مالک بن عجلان کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کہا۔ مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔ مالک نے بڑی سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تمہیں اجازت ہے تم جو کچھ کہنا چاہو میری اجازت کے بغیر کہہ دو۔ میں آج تک فیطون کے خلاف حرکت میں آنے سے تمہیں روکتا رہا۔ آج اور آج کے بعد اس سے متعلق تم جو بھی فیصلہ کرو گے۔ روبئیل میرے بھائی تمہیں میری پوری پوری تائید و حمایت حاصل ہو گی۔

روبئیل مڑا اور وہاں بیٹھے ہوئے سب اکابرین سے کہا اب سب لوگ فی الحال اپنے اپنے کام میں لگ جائیں۔ بہرحال تنقورہ کی شادی آج شام کو ضرور ہو گی کیسی بھی

بناء پر ہم اس شادی کو التوا میں نہ ڈالیں گے۔ روبتل کے کہنے پر سب سردار اٹھ کر چلے گئے تو روبتل نے مالک بن عجلان اور تنطورہ سے کہا تم دونوں یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو۔

تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے جہاں تھوڑی دیر قبل تک عرب سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر روبتل نے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عجلان کے بیٹے مجھے غور سے سنو۔ تنطورہ نے جو کچھ کہا ہے اسے بھول جاؤ۔ اس کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہیں کی جائے گی اس نے جو کچھ کیا ہے ہماری آنکھیں کھولنے اور خواب غفلت سے بیداری کی طرف لانے کے لئے درست ہی کیا ہے۔

آج جب تنطورہ کی شادی ہو گی اور فیطون کے آدمی تنطورہ کو لینے آئیں گے تو ہم دونوں بھی اپنا آپ ڈھانپ کر تنطورہ کی سہیلیوں کے بھیس میں اس کے ساتھ ہو لیں گے۔ اور جب تنطورہ کو فیطون کی خواب گاہ میں پہونچایا جائے گا تو وہاں تک ہم بھی ساتھ جائیں گے۔ اور موقعہ پا کر فیطون کو قتل کر دیں گے۔ اگر کسی نے ہمیں فیطون کو قتل کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ہم اسے بھی قتل کر دیں گے۔ اور رات کی تاریکی میں وہاں سے بھاگ کر ہم اپنے اپنے گھروں میں آ جائیں گے۔

اس کے بعد تم لباس تبدیل کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر میرے یہاں آ جانا اس وقت تک میں بھی تیار ہو چکا ہوں گا پھر ہم دونوں مل کر بنی قینقاع کے اس یہودی مہاجن کے پاس جائیں گے جس کا نام زولون ہے اور جس سے میرے قبیلے والے قرضے لیتے رہتے ہیں۔ میرے قبیلے کی وہ بیوہ جس کی لڑکی نے چند روز پیشتر خودکشی کر لی تھی وہ بھی اس کی مقروض ہے اور میں نے اس سے وعدہ بھی کر رکھا ہے کہ میں اس کے سارے قرضے ادا کر دوں گا ہم دونوں اس بیوہ کے سارے قرضے چکا کر وہاں زولون کے پاس ہی بیٹھے رہیں گے۔

اب تنطورہ کا کام شروع ہو گا۔ فیطون کے قتل کے بعد یہ اس کی خوابگاہ میں کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہے گی۔ جب اسے اندازہ ہو جائے گا کہ ہم لباس تبدیل کر کے زولون کے یہاں پہونچ چکے ہیں تو یہ شور کرنا شروع کر دے گی۔ کہ فیطون کے کمرے میں پہلے ہی سے تین آدمی چھپے بیٹھے تھے جنھوں نے فیطون کو قتل کر دیا ہے۔ اور کھڑکی کے راستے بھاگ گئے ہیں۔

روبتل ذرا رکا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ تنطورہ کے شور کرنے پر یقیناً" یہودی قاتلوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ہم دونوں چونکہ اس وقت زولون کے یہاں

ہوں گے اس لئے ہم پر کوئی شک بھی نہیں کر سکے گا۔ اس کے علاوہ زولون ایک ایسا ساہوکار ہے جو یہودیوں کے اندر سب مہاجنوں سے زیادہ اثر و رسوخ رکھتا ہے جب وہ یہ گواہی دے گا کہ ہم دونوں اس کے یہاں تھے تو یہودی اعتبار کر لیں گے۔

اس کے علاوہ اس وقت یہودی فیطون کی موت پر خوف زدہ اور پریشان بھی ہوں گے۔ اور انھیں زیادہ سوچنے کی مہلت بھی نہ ہو گی۔ گو ان کی قوت زیادہ ہے پھر بھی فیطون کو وہ اپنا ستون سمجھتے ہیں اور اس کے بل بوتے پر ہی وہ عربوں سے زیادتیاں کرتے رہتے ہیں۔ اس کی موت پر وہ عربوں کی طرف سے بھی دہشت زدہ اور فکرمند ہوں گے۔ اور معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔

روبتل جب خاموش ہوا تو مالک اور تنطورہ دونوں بہن بھائی کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ روبتل نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا کیسی ہے میری تجویز۔ عجلان نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ نہایت معقول اور مناسب تجویز ہے۔ اس پر اگر ہم عمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو آنے والی شب فیطون کی زندگی کی آخری شب ہو گی۔

روبتل نے کہا میں اب جاتا ہوں۔ مجھے تھوڑی دیر تک کھیتوں میں کام کرنا ہے جو کی ایک کھیتی پک گئی ہے اسے اگر کاٹا نہ گیا تو وہ ایک روز تک اس کے خوشے گرنا شروع ہو جائیں گے۔

مالک بن عجلان نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ جو کاٹنا موقوف کرو یہیں رہو۔ تمہارے یہاں ہونے سے مجھے حوصلہ اور دلیری ہو گی۔ روبتل نے بھی مالک بن عجلان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا میرا جانا ضروری ہے کئی روز سے راحیل ضد کر رہی تھی کہ ہمیں اپنے باغات دکھائیں۔ آج وہ دونوں باپ بیٹی بھی ہمارے ساتھ ہمارے باغ میں کام کریں گے جو بیرعدلیس کے قریب ہے۔ ناگہانی طور پر اگر تم میری ضرورت محسوس کرو تو مجھے وہاں سے بلا لینا۔ ویسے میرے خیال میں ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔

یہاں تک کہتے کہتے روبتل رک گیا کیونکہ حویلی میں یہودا داخل ہوا اور روبتل کو مخاطب کر کے اس نے کہا اجی آپ تو یہ کہہ کر گھر سے آئے تھے کہ میں ابھی آتا ہوں اور یہاں ایسے بیٹھے ہیں جیسے کوئی کام ہی نہ ہو۔

روبتل کھڑا ہوتا ہوا بولا کیا ماں درمعہ۔ راحیل اور عم مجیل باغ کی طرف چلے گئے ہیں اور یہ یہودا پھر جرح کرنے کے انداز میں کہنے لگا کہاں گئے ہیں۔ وہ مالک بن عجلان کی حویلی سے باہر کھڑے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

روبتل اٹھا اور حویلی کے اصطبل میں بندھا ہوا اس نے اپنا گھوڑا کھولا اور یہودا کے

ساتھ وہ حویلی سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا اس کی ماں زمران یہودا کے گھوڑے پر سوار تھی جبکہ مجیل اور راحیل دونوں باپ بیٹی اپنے بکریوں کے ریوڑ کو وہاں روکے ہوئے تھے۔ اور زرعہ بھی اس کام میں ان کی مدد کر رہی تھی۔ روبیل اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے راحیل کے پاس آیا اور اس سے کہا۔

راحیل۔ راحیل۔ تم اور زرعہ دونوں میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ ریوڑ کو اب ہم سنبھال لیں گے۔ راحیل اور زرعہ فوراً گھوڑے پر بیٹھ گئیں۔ جبکہ مجیل کے ساتھ مل کر روبیل اور یہودا ریوڑ کو ہانکنے لگے تھے۔ اس طرح وہ شہر سے نکل کر بیرعدلیس کی طرف جا رہے تھے۔

بیرعدلیس کے قریب آ کر وہ رک گئے اور ریوڑ کو پانی پلانے لگے تھے یہ کنواں قبا سے دو سو فٹ مغرب کی جانب ہے۔ اور یہ وہی کنواں ہے جس کے اندر اسلامی دور میں حضرت عثمان کی انگوٹھی گر گئی تھی۔ یہ انگوٹھی وہی تھی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہوا کرتی تھی۔ ان کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آخر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملی۔ ایک روز حضرت عثمان بیرعدلیس میں بیٹھے حسب عادت انگوٹھی انگلی میں پھرا رہے تھے کہ یہ انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی پھر تین روز تک کنوئیں کا سارا پانی خشک کر کے انگوٹھی تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملنی تھی اور نہ ملی۔ جس طرح حضرت سلیمان کی انگوٹھی گم ہو جانے سے ان کی مملکت میں افراتفری اور انتشار برپا ہو گیا تھا اس طرح حضرت عثمان سے انگوٹھی کا گم ہونا تھا کہ عالم اسلام میں فتنہ و فساد کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ تار تار ہو کر رہ گیا۔ انیس سو انسٹھ تک اس کنوئیں میں پانی موجود تھا مگر انیس سو چونسٹھ میں اس کا پانی خشک ہو گیا۔

اسلامی دور میں اینٹوں کی سیڑھیوں کی جگہ لوہے کی سیڑھیاں لگائی گئی تھیں اور کنوئیں کی زیارت کے لئے ان سیڑھیوں سے نیچے اتر کر جایا کرتے تھے کیونکہ اس کنوئیں سے حضور اکثر پانی پیا کرتے تھے۔ انیس سو اڑسٹھ تک اس کنوئیں کے آثار باقی تھے لیکن بعد میں ایک سڑک کی توسیع کی زد میں آ گیا۔ آج کل اس کے آثار معدوم ہیں۔ بہرحال ریوڑ کو پانی پلانے کے بعد روبیل سب کے ساتھ اپنے باغ میں آیا وہاں دور دور تک بلند و بالا کھجوریں کھڑی تھیں اور ان کھجوروں کے اندر گندم اور جو کی فصلیں کھڑی تھیں اور جو پک چکے تھے لیکن گندم ابھی ہری تھی۔ ریوڑ کو انہوں نے باغ کے اس حصے میں کھلا چھوڑ دیا جہاں فصل نہ تھی۔

روبیل یہودا اور مجیل جو کاٹنے لگے تھے جبکہ راحیل۔ زمران اور زرعہ جو کے گٹھے بنا بنا کر اس ہموار اور سخت میدان میں ڈھیر کرنے لگی تھیں جو کھجوریں خشک کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ سہ پہر تک انہوں نے جو کاٹ کر گٹھے بنا کر ان گٹھوں پر اس خیال سے پتھر رکھ دیئے کہ ہوا سے کھلیاں نہ اڑ جائے۔

کام سے فارغ ہونے کے بعد روبیل نے زمران سے کہا ماں تم گھر چلو۔ راحیل اور مجیل کو ساتھ لے کر جانا۔ یہ نہ صرف کھانا ہمارے ہاں کھائیں گے بلکہ رات بھی وہیں رہیں گے۔ میں اپنے بیرغرس کے باغ کی طرف چکر لگا کر گھر آتا ہوں۔ وہاں بھی جو ہیں اگر وہ پک گئے ہوئے تو کل انہیں بھی کاٹ لیں گے۔

روبیل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بیرغرس کی طرف چلا گیا جو وہاں سے نصف میل کے فاصلے پر شمال مشرق کی طرف تھا۔ راحیل۔ زمران۔ زرعہ مجیل اور یہودا ریوڑ کو ہانکتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے۔

جب وہ بیرعدلیس کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں بہت سے لوگ جمع تھے اور کنوئیں کے اردگرد کئی ریوڑ کھڑے تھے ایک جگہ گول دائرے کی شکل میں عرب مرد اور عورتیں جمع تھے۔ راحیل ریوڑ کو اس کچے حوض سے پانی پلانے لگی جس میں ہر وقت پانی جمع رہتا تھا یہودا۔ زمران مجیل اور زرعہ اس طرف بڑھے جہاں لوگوں کا جمگھٹا ہو رہا تھا۔ یہودا ہجوم کو چیر کر جب اندر گیا تو اس نے دیکھا وہاں ننگی زمین پر ایک بوڑھی عورت کی لاش پڑی تھی اور وہ خون میں لت پت ہو رہی تھی۔

یہودا نے قریب کھڑے ایک بوڑھے سے پوچھا یہ خاتون کون ہے اور اسے کس نے قتل کیا ہے اس بوڑھے نے اپنی بھیگیں پلکیں اپنے عمامے کے پلو سے خشک کرتے ہوئے انتہائی بے بسی اور مایوسی میں کہا۔

یہ عرب ہے اور بنو واقف سے ہے کنوئیں پر اس کا ریوڑ پانی پی رہا تھا کہ اوپر سے دو یہودی اپنا ریوڑ لے آئے انہوں نے زبردستی اس بوڑھی خاتون کے ریوڑ کو ہانک کر پیچھے ہٹا دیا اور اپنے ریوڑ کو پانی پلانے لگے۔ اس مرنے والی خاتون نے جب اعتراض کیا تو ان یہودیوں نے اسے اس قدر مارا کہ یہ بے بسی کی حالت میں مر گئی۔ یہ بے چاری آج ہی ریوڑ کے ساتھ آئی تھی۔ ریوڑ اس کا پندرہ سالہ بیٹا چرایا کرتا تھا وہ بے چارہ بیمار ہو گیا اور مجبوراً اس خاتون کو ریوڑ کے ساتھ آنا پڑا۔

یہودا نے غیظ و غضب کی حالت میں پوچھا وہ یہودی جوان کہاں ہیں اس بوڑھے نے کنوئیں کے قریب ہی کھڑے ہوئے دو یہودیوں کی طرف اشارہ کیا یہودا وہاں سے

نکل کر کنوئیں کے قریب کھڑے ان دونوں جوانوں کی طرف بڑھا ان کے قریب جا کر یہودا نے غضبلی اور زہریلے لہجے میں پوچھا تم دونوں نے اس بوڑھی عورت کو کیوں مار دیا۔

ان میں سے ایک نے کہا وہ ہمارے ساتھ الجھی تھی اور ہمارے ریوڑ کو پانی پلانے میں حائل ہوئی تھی۔ یہودا نے ان کی طرف خوفناک انداز میں دیکھتے ہوئے پوچھا پہلے اس کا ریوڑ پی رہا تھا تم نے اس کا ریوڑ زبردستی ہٹا کر اپنے ریوڑ کو کیوں پانی پلانا شروع کر دیا تھا

اس پر ان دو میں سے ایک یہودی نے ہٹ دھرمی اور بد معاشگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا یہ ہمارا حق تھا۔ اور پھر تم ہم سے سوالیہ اور استفہامیہ انداز میں کیوں پوچھ رہے ہو۔ تم ہمارے محتسب ہمارے قاضی۔ حاکم اور ناظم نہیں ہو کہ ہم تمہارے سامنے جوابدہ ہوں۔ اس بوڑھی اور ضعیف عورت کا قتل کوئی اتنا اہم نہیں۔ اگر ہم اسے نہ مارتے چند یوم بعد وہ اپنی موت آپ ہی مر جاتی۔

یہودا نے غصے کی حالت میں ایک زوردار طمانچہ اس یہودی کے منہ پر مارتے ہوئے کہا تو ایسی قدرت تو نہیں رکھتا کہ عربوں پر مظالم کو اپنا حق جانے۔ تو نے میری ایک عرب ماں کو قتل کیا ہے میں تیری کھال ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔ اور تجھ سے اس کے قتل کا قصاص لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یہودا نے ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار کھینچی اور اس یہودی کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

دوسرا یہودی زقند لگا کر پیچھے ہٹ گیا اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر دوبارہ آگے بڑھ اور یہودا پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اس وقت تک یہودا اس کے ساتھی کو قتل کر کے اس سے نپٹنے کو تیار ہو چکا تھا۔ لوگوں کے ہجوم سے زمران۔ مجیل اور زرعہ نے نکل کر یہودا کو اس لڑائی سے روکنا چاہا لیکن جب وہ اس کے پاس پہنچے تو یہودا نے دوسرے یہودی کی گردن کاٹ کر اس کے جسم سے علیحدہ کر دی تھی۔

راحیل کو ابھی تک اس لڑائی کی خبر نہ ہوئی تھی کیونکہ اس کے اور یہودا کے درمیان لوگوں کا ہجوم حائل تھا۔ لہٰذا وہ بڑے سکون سے اپنے ریوڑ کو پانی پلا رہی تھی۔

دو یہودی جوانوں کے قتل ہونے پر وہاں کھڑے بیس پچیس کے قریب یہودی جوان بھڑک گئے اور اپنی تلواریں سونت کر یہودا کی طرف بھاگے زمران۔ مجیل اور زرعہ نے آگے بڑھ کر ان سب سے یہودا کو بچانا چاہا لیکن وہ یوں حملہ آور ہوئے تھے جیسے بھوکے سور اپنے باڑے سے نکلتے ہیں۔ یہودا نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اتنے لوگوں کے سامنے وہ بے چارہ اکیلا کیا کرتا۔ اور حملہ آور یہودیوں نے یہودا کے ساتھ ساتھ زمران۔ مجیل اور زرعہ کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہاں کھڑے سارے عرب ایسے خوف زدہ ہو گئے

کر ان میں سے کسی ایک کو بھی جرات نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر یہودا کا دفاع کرتے۔

جب ریوڑ پانی پی کر پیچھے ہٹ گیا تو راحیل یہودا۔ زمران۔ مجیل اور زرعہ کو بلانے کے لئے اس سمت آئی جہاں لوگ جمع ہو رہے تھے۔ اس وقت تک حملہ آور یہودی اپنا کام کر کے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اور اب وہ اس خدشے کے تحت کہ وہاں کھڑے عرب کہیں پھر ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں اپنے اپنے ریوڑ ہانک کر وہاں سے کھسکنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ راحیل جب اس جگہ آئی جہاں اس کے باپ کے علاوہ یہودا۔ زمران اور زرعہ کی لاشیں خون میں لت پت پڑی تھیں تو وہ بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور ایک ایک سے لپٹ لپٹ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔

لیکن اسی وقت شمال مشرق کی طرف سے روبیل اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا تھا کنوئیں کے قریب آ کر جب اس نے لاشیں بکھری ہوئی دیکھیں تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔ وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا تو اس نے دیکھا راحیل یہودا کا سر اپنی گود میں لئے بیٹھی تھی اور دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔ اس کے سارے کپڑے بھی خون آلود ہو رہے تھے۔ راحیل نے جب سر اٹھا کر روبیل کو اپنے سر پر کھڑے ہوئے دیکھا تو وہ بے چاری اور زیادہ بے تاب ہو کر رونے لگی تھی وہاں کھڑے سارے عرب روبیل کے گرد جمع ہو گئے اور قبل اس کے کہ روبیل کچھ پوچھتا۔ وہ بوڑھا جس نے یہودا سے گفتگو کی تھی آگے بڑھا اور روبیل سے ساری داستان کہہ دی تھی۔

اس ستم کی پوری داستان سننے کے بعد روبیل نے وہاں کھڑے عربوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اوس خزرج حیف۔ حیف تمہاری بے بسی۔ تمہاری لاچارگی۔ تمہاری بزدلی اور کم ہمتی یہودی قتل کرتے رہے اور تم خاموش کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ میں پوچھتا ہوں کب تک تم لوگ پتھروں سے پانی تلاش کرتے رہو گے۔ کب تک تم یہودیوں کے اندر پر شکستہ کی طرح یاس و قنوط اور شدید نا امیدی ڈوبے رہو گے۔ اے اوس و خزرج کے فرزندان ازل کب تک تمہاری روح میں تڑپ اور قلب میں حرارت پیدا ہو گی۔

اپنے اوپر تسلط خاموشی کی کینچل کو اتار پھینکو اور زندگی کی حرارت اور توانائی سے کام لے کر تازہ سفر کا آغاز کرو۔ اگر تم یوں ہی خاموش رہ کر اپنے عرب بھائیوں کا قتل عام دیکھتے رہے تو یاد رکھو ایک روز وہ بھی آئے گا کہ یثرب کے یہ یہودی تمہاری نسلیں تک مٹا دیں گے۔ تاریخ کے بوسیدہ اوراق میں تمہاری حیثیت ایک بزدل اور بے حمیت قوم کی سی ہو کر بکھر جائے گی

روبیل ذرا رکا پھر انتہائی جانگسل اور کرب آمیز لہجے میں اس نے کہا کہ اے اوس و

خزرج، قاتل یہودی بچ کر یثرب میں داخل نہ ہونے پائیں آؤ ضرب قوی اور برق شکنی سے کر ان سے انتقام لیں اگر تم میرے ساتھ متحد ہو گئے تو میں تمہیں فتح کی نوید اور انقلاب آفریں پیغام کی خبر دوں گا۔

اپنے گھوڑے کو وہیں چھوڑ کر روبیل اپنی تلوار بے نیام کرتا ہوا بولا آؤ میرے ساتھ دیکھتا ہوں وہ ہم سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ عرب جو تھوڑی دیر قبل تک یہودیوں کے سامنے خوف و وحشت کا شکار تھے زور زور سے یہودیوں کے خلاف نعرے بلند کرنے لگے تھے۔ ایسا لگتا تھا انھوں نے روبیل کے کہنے پر غم اور حسرت کی نقاب اتار پھینکی ہو اور وہ وحشیانہ انداز میں اپنی تلواریں بے نیام کرتے اور آہ و بکا کرتے ہوئے ایک انوکھے نشے اور نادیدہ اشتیاق میں روبیل کے ساتھ ہو لئے تھے۔ روبیل ان کے ساتھ آگے آگے تھا اور سب عرب اس کے پیچھے پیچھے ان یہودیوں کی طرف بھاگے تھے جو کنوئیں کے اطراف سے اپنے ریوڑ سمیٹ کر وہاں سے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

یہودیوں نے جب عربوں کو روبیل کی سرکردگی میں اپنی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تو اپنے ریوڑ چھوڑ کر انھوں نے اپنی تلواریں سونت لیں اور ایک جگہ جمع ہو گئے۔ لیکن غصے اور انتقام کی آگ میں بپھرے ہوئے روبیل اور اس کے ساتھیوں نے ان پر اس قدر خشونت اور اس قدر قہرمانیت کے ساتھ حملہ کیا کہ یہودی جارحیت تو کجا اپنے دفاع تک کے سارے قاعدے اور حصول بھول گئے تھے۔

عربوں نے ایک ایک یہودی کے جسم کو کئی کئی ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ سارے یہودیوں کو ختم کرنے کے بعد روبیل نے عربوں سے کہا کہ وہ اپنے ریوڑ لے کر اپنے اپنے گھروں کو جائیں۔ لہٰذا سب عرب واپس آئے اور اپنے اپنے ریوڑ کو شہر کی طرف ہانکنے لگے تھے۔ روبیل اس جگہ آیا جہاں لاشیں پڑی تھیں اس نے دیکھا وہاں راحیل بیٹھی ابھی تک رو رہی تھی۔

جب روبیل اس کے پاس آیا۔ راحیل نے اسے خون آلود کپڑوں میں دیکھا تو تڑپ کر اٹھ بیٹھی اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے تشویش ناک لہجے میں پوچھا آپ زخمی تو نہیں ہیں روبیل نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا نہیں یہ قتل ہونے والے یہودیوں کا خون ہے ہم نے ان سب کو ٹھکانے لگا دیا ہے روبیل نے باری باری لاشوں کو اٹھایا اور انھیں وہ ابیہ اور یہودا کے گھوڑوں پر رکھنے لگا تھا۔

راحیل کو نہ جانے کیا سوجھی وہ بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور روبیل کی پشت سے لپٹتے ہوئے اس نے کہا آپ یہاں سے بھاگ جائیے میں لاشوں کو سنبھال لوں گی خدا کے

لئے آپ بھاگ کر اپنی جان بچائیے۔ ورنہ یہودی آپ سے انتقام لیں گے۔ میں آپ کی بہن۔ بھائی اور اپنے باپ کا غم تو سہہ جاؤں گی لیکن آپ کو اگر کچھ ہو گیا تو میں برداشت نہ کر سکوں گی۔ جیتے جی مر جاؤں گی۔ زندہ درگور ہو جاؤں گی۔

راحیل کی یہ ساری گفتگو اور منت اور سماجت کے جواب میں روبیل جب خاموش رہا تو راحیل نے اسے کندھوں سے پکڑتے ہوئے جھنجھوڑ کر کہا آپ میری زندگی کی حرارت اور میری گویائی ہیں۔ اگر یہودیوں نے آپ کو مجھ سے چھین لیا تو میں بے وطن طیور کی طرح عرب کے صحراؤں میں بھٹک بھٹک کر مر جاؤں گی۔ پھر اچانک راحیل نیچے بیٹھ گئی اور روبیل کے پاؤں پکڑ کر اس نے روتی اور سسکتی ہوئی آواز میں کہا۔ بھاگ جائیے۔ اللہ کے واسطے بھاگ کر اپنی جان بچائیے۔

روبیل مڑا اور زمین پر بیٹھی ہوئی راحیل کو شانوں سے پکڑ کر زمین سے اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔ راحیل۔ راحیل میں یثرب میں تمہیں تنہا چھوڑ کر کیوں بھاگ جاؤں۔ راحیل نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا چلئے میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ اب ہم یثرب میں نہیں رہیں گے۔ یہاں ہر وقت موت ہمارے سروں پر منڈلاتی رہے گی۔

روبیل نے سوچتے ہوئے کہا نہیں راحیل۔ ہم یہاں سے بھاگیں گے نہیں۔ آج رات میرے اور مالک بن عجلان کے ذمے ایک ایسا کام ہے اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو یہودیوں کی لعنت سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی اور اپنی قوم کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر لگا کر بھی میں یہ کام ضرور کروں گا۔

پھر روبیل نے راحیل کی پیٹھ پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا چلو راحیل گھر چلیں اور لاشوں کو دفنا کر بتان کے محل میں چاندی کے صندوق کے پاس بیٹھ کر دعا کریں کہ ابراہیم کا خدا اپنے آنے والے صحرائی رسول کے صدقے میں ہماری مدد کرے گا تم فکرمند نہ ہو راحیل میرا دل کہتا ہے کوئی ہمیں ہاتھ نہ ڈال سکے گا چلو گھر چلیں آج سے تم میرے ساتھ گھر میں رہو گی اپنا ریوڑ بھی وہیں لے چلو۔ کل سے میں تمہارے اس ریوڑ کو بنو نجار کے متحدہ ریوڑ میں شامل کر لوں گا آج کے بعد تم ریوڑ چرانے نہ جایا کرو گی گھر میں رہا کرو گی تم ریوڑ ہانک کر لاؤ میں لاشوں کو لے کر چلتا ہوں۔

راحیل نے ہار مانتے ہوئے کہا اگر آپ کی یہی رائے ہے تو مجھے بھی منظور ہے اگر کوئی مصیبت آئے گی تو دونوں پر اکٹھی ہی آئے گی اگر میرے مقدر میں آج کے دن موت ہی لکھی ہے تو میں آپ کے ساتھ مرنا پسند کروں گی۔ روبیل جب دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر چلنے لگا تو راحیل نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا آپ ابھی یہیں رکئے۔ میں ریوڑ کو ہانک

لاؤں پھر اکٹھے چلتے ہیں۔ میں آپ کو تنہا نہ جانے دوں گی۔ اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی۔

راحیل اپنے ریوڑ کو ہانک کر اس جگہ لائی جہاں روبیل دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے کھڑا تھا دونوں گھوڑوں میں سے ایک پر زمران۔ زرعہ اور بنو واقف کی بوڑھی عورت اور دوسرے گھوڑے پر یہودا اور عجیل کی لاشیں رکھی ہوئی تھیں۔ دونوں جب شہر میں داخل ہوئے تو اوس و خزرج کے ان گنت نوجوان دونوں کی حفاظت کے لئے ان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ شاید وہ عرب جنہوں نے یہودیوں کو قتل کرنے میں روبیل کی مدد کی تھی وہ پہلے ہی عربوں کو اس سانحہ کی اطلاع کر چکے تھے۔

بکریوں کو ہانکتے ہوئے راحیل روبیل کے پاس آئی اور کسی قدر سکون محسوس کرتے ہوئے اس نے کہا۔ یہاں تو ہر جوان ہماری حمایت میں مسلح ہو رہا ہے۔ آپ کا نہ بھاگنے کا فیصلہ مناسب اور درست تھا۔ آپ نے اس قدر مسلح عرب بھائیوں کے اندر اب میں محسوس کر رہا ہوں اب ہم دونوں محفوظ ہیں۔ اور یثرب میں ہمیں یہودیوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

روبیل نے اسے تسلی دینے کی خاطر کہا تم فکر مند اور غم زدہ نہ ہونا۔ راحیل اوس و خزرج کے مسلح نوجوانوں کی موجودگی میں یہودی آسانی کے ساتھ ہم دونوں پر چڑھائی نہ کر سکیں گے۔

اوس و خزرج کے مسلح جوانوں کے جھگٹے میں جب روبیل اور راحیل حویلی میں داخل ہوئے تو انہیں حیرت ہوئی کہ حویلی کا صحن بنو نجار کے مسلح جوانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب وہ اندر گئے تو کچھ جوان آگے بڑھے اور بکریوں کو پکڑ پکڑ کر صحن میں باندھنے لگے تھے۔ روبیل اور راحیل کچھ اور جوانوں کی مدد سے لاشوں کو گھوڑوں سے اتارنے لگے تھے۔ جبکہ حویلی کے چاروں طرف اور باہر گلی میں اوس و خزرج کے مسلح جوان پھیل کر روبیل اور راحیل کی حفاظت کے لئے پہرہ دینے لگے تھے۔

○

یثرب کے یہودیوں کا سردار فیطون اپنی حویلی کے دیوان خانے میں یہودی سرداروں اور زعماء کے ساتھ بیٹھا روبیل کے ہاتھوں مارے جانے والے بیس پچیس جوانوں کی موت کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ دیوان خانے سے باہر کچھ مسلح یہودی پہرہ دے رہے تھے اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا حویلی میں داخل ہوا شاید اسے خبر ہو گئی تھی کہ یہودی روبیل کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کے لئے فیطون کے ہاں جمع ہیں۔ وہ

دیوان خانے کے قریب آ کر اپنے گھوڑے سے اترا اور وہاں کھڑے مسلح پہرے داروں میں سے ایک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ فیطون سے کہو مالک بن عجلان آیا ہے وہ علیحدگی میں صرف چند لمحوں تک گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ پہریدار دیوان خانے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد فیطون باہر نکلا اور مالک بن عجلان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم باہر کیوں کھڑے ہو گئے اندر آ جاتے۔ اس گھر میں تم سے کوئی پردہ تو نہیں ہے۔

مالک نے باغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ذرا اس طرف آؤ میں علیحدگی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ سیڑھیاں اتر کر باغ کی طرف ہو لیا۔ مالک بھی اس کے ساتھ تھا۔ کھجور کے ایک درخت سے ٹیک لگاتے ہوئے فیطون نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ مالک نے عاجزی اور مسکنت میں کہا۔

دراصل میں بتانے آیا تھا کہ ناگزیر حالات میں روبیل اور چند عربوں کے ہاتھوں یہودی جوان قتل ہوئے ہیں وہ بے چارہ بے گناہ ہے اس کے ہاتھوں مرنے والوں نے پہلے بنو واقف کی ایک بوڑھی عورت کو مارنے کے علاوہ اس کی ماں اس کے بھائی اور اس کی بہن کے ساتھ اس کے ہونے والے سسر کو بھی قتل کر دیا تھا۔

فیطون نے چونکتے ہوئے پوچھا اس کی شادی کس سے ہونے والی ہے۔ اس پر مالک بن عجلان بولا اور کہنے لگا اس کی شادی بنو سالم کے عجیل کی بیٹی راحیل کے ساتھ ہونے والی ہے فیطون نے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میرے خیال میں وہ عربوں ہی میں نہیں بلکہ یثرب کی سب سے حسین اور پرکشش لڑکی ہے۔ میں ایک عرصے سے آس لگائے بیٹھا تھا کہ اس کی شادی ہو فوری طور پر ان دونوں کی شادی کا انتظام کرو۔

مالک بن عجلان نے مطمئن لہجے میں کہا میں کل ہی ان دونوں کی شادی کا بندوبست کر رہا ہوں مگر تم یہ وعدہ کرو کہ روبیل کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہ کی جائے گی

فیطون نے اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ میں جذبات میں یہ تو بھول گیا تھا کہ وہ قاتل ہے اور یہودی زعما" مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مالک نے دھیمی سی آواز میں کہا۔

سنو۔ فیطون اس کے قتل سے تمہیں کیا حاصل ہو گا۔ اگر ایسا ہوا تو راحیل خودکشی کر لے گی کیونکہ وہ روبیل سے محبت کرتی ہے اور پھر یہ بھی سوچو کہ اس بے چارے کی ماں۔ بہن اور بھائی بھی مارا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اوس و خزرج کے جوان مسلح ہو کر اس کی حویلی کے اندر اور باہر پہرہ دے رہے ہیں۔ اس موقع پر اگر اس سے باز پرس کی گئی تو عربوں اور یہودیوں میں ایسی جنگ چھڑ جائے گی جیسی یثرب کے آسمان نے پہلے کبھی نہ دیکھی

ہو گی۔ اور اگر اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے دوسرے عرب قبائل بھی اس جنگ میں کود گئے تو تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ جنگ کی صورت حال کیسی خوفناک ہو گی۔

فیطون نے پریشان آواز میں پوچھا کیا تم ہمیں جنگ کی دھمکی دے رہے ہو۔ مالک نے نرم لہجے میں کہا نہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ایسا بھی ممکن ہے۔ اور پھر اس کے خلاف اگر تادیبی کاروائی کی گئی تو میرے سارے اخراجات اور انتظامات پر بھی پانی پھر جائے گا کیونکہ آج شام میری بہن تنضورہ کی شادی ہے۔ اور روبیل کو کچھ ہو گیا تو یہ شادی روک دینی پڑے گی۔ جو اخراجات میں نے کئے ہیں اکارت جائیں گے۔

مالک بن عجلان ہر طرح لوبھ اور لالچ دے کر فیطون کو پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ فیطون نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ آج تمہاری بہن تنضورہ کی شادی ہے۔ اچھا اب مختصر کہو تم چاہتے کیا ہو۔

مالک بن عجلان نے نہایت نرم آواز میں کہا میں چاہتا ہوں روبیل کو معاف کر دیا جائے۔ چونکہ فساد کھڑا کرنے میں اس نے پہل نہیں کی۔ پھر یہ بھی تو سوچ رکھو کہ عرب اس بات سے بھی نالاں ہیں کہ ان کی بیٹی شادی کے بعد پہلی رات تمہارے پاس بسر کرتی ہے۔ روبیل کو اگر قتل کیا گیا تو وہ اور بپھر جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ چھپ کر تم پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر تم مارے گئے تو جانو تمہارے بعد تمہارے قبیلوں کی کیا حالت ہو گی لوگ تمہاری بیٹیوں کی عزت بھی برباد کریں گے۔ میں کہتا ہوں جبکہ تم سب کچھ کر سکتے ہو اس واقعے کو یہیں دبا دو۔ اسی میں تمہاری اور میری بہتری ہے۔

مالک کے ڈرانے دھمکانے اور رعب اور لالچ دینے کا ایسا اثر ہوا کہ فیطون نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ مالک تم درست کہتے ہو۔ روبیل کی زندگی ہی میں میری فلاح ہے تم مطمئن ہو کر چلے جاؤ۔ میں سب یہودی زعماء کو سمجھا لیتا ہوں کوئی بھی روبیل سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے گا۔

فیطون وہاں سے اٹھ کر دوبارہ دیوان خانے میں چلا گیا تھا جبکہ مالک بن عجلان مطمئن انداز میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑاتا ہوا حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

○

روبیل کی حویلی سے باہر مالک بن عجلان نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ وہاں کھڑے ہو کر پہرہ دینے والے اوس و خزرج کے جوانوں میں سے ایک نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ مالک بن عجلان گھوڑے سے اترا اور تقریباً" بھاگتا ہوا حویلی میں داخل ہوا تو

اس نے دیکھا چارپائیوں پر لاشیں پڑی تھیں اور راحیل اوس و خزرج کی ان گنت عورتوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ ایک ستون سے ٹیک لگا کر روبیل کھڑا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ ان کے اردگرد بنو نجار کے نوجوان اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے چاق و چوبند کھڑے تھے۔

مالک کی گردن غم اور دکھ میں جھک گئی تھی پھر وہ آہستہ آہستہ روبیل کی طرف بڑھا۔ اس کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے آگے بڑھ کر روبیل کو اس نے گلے لگا لیا تھا۔ مالک سے گلے ملنے پر روبیل بے چارہ اور زیادہ سسک پڑا اور اس کے آنسو تیزی سے مالک کے شانوں پر گرنے لگے تھے مالک نے پہلے اپنی آنکھیں خشک کیں۔ پھر اپنے عمامے کے پلو سے روبیل کی آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا

میرے محسن میرے بھائی صبر کرو۔ میں جانتا ہوں یہ گھر خالی ہو گیا ہے۔ لیکن قسم ہے اس زمین اور آسمان کے مالک کی عنقریب وہ وقت آیا چاہتا ہے جب میں یہودیوں کے گھروں میں بد ترین تباہی اور اس سے زیادہ ہولناک ویرانی برپا کر دوں گا۔ مجھے یہاں آنے میں دیر ہوئی میں تمہارے سلسلے میں بات کرنے فیطون کے پاس چلا گیا تھا۔ وہاں سارے یہودی سردار بھی جمع تھے۔ میں نے فیطون کو علیحدہ بلا کر اس سے گفتگو کی اور اسے اس امر پر آمادہ کر لیا ہے کہ تمہارے خلاف کوئی بھی تادیبی کاروائی نہ کی جائے گی۔

مالک بن عجلان نے ذرا رک کے راحیل سے کہا۔ روبیل۔ روبیل اگر تم کہو تو اس حادثے کے افسوس میں تنضورہ کی شادی ملتوی کر دی جائے۔ روبیل نے چونک کر کہا۔ نہیں۔ نہیں یہ شادی ضرور ہو گی اور آج رات ہم فیطون کا بوجھ عربوں کے سر سے اتار پھینکیں گے۔

مالک نے روبیل کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا پھر آؤ مرنے والوں کی تجہیز و تکفین کے بعد اپنی اصل مہم کی ابتدا کریں۔ دونوں وہاں سے ہٹے اور اوس و خزرج کے جوانوں کے ساتھ مل کر لاشوں کو دفن کرنے کا بندوبست کرنے لگے تھے۔

ساری لاشوں کو دفن کرنے کے بعد روبیل اور راحیل گھر آئے اب شام ہو گئی تھی اور اندھیرا پھیل کر خوب گہرا ہو گیا تھا۔ اوس و خزرج کے جوان ابھی تک روبیل کی حویلی کے اندر اور باہر پہرہ دے رہے تھے۔

اپنے کمرے میں کھڑا ہو کر روبیل کچھ دیر سوچتا رہا اور راحیل اس کے قریب افسردہ افسردہ سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔ پھر روبیل نے لکڑی کا ایک صندوق کھولا اور اس میں سے اس نے اپنی ماں کا ایک لباس نکالا اور بغل میں دبا کر جب وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا تو

پاس کھڑی ہوئی راحیل نے چونکتے ہوئے کہا۔ ٹھہریئے۔ روبیل رک گیا راحیل اس کے قریب آئی کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں اور اپنی ماں کا لباس آپ نے کیوں بغل میں دبا لیا ہے۔ روبیل نے اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا ابھی مت پوچھو راحیل۔ دعا کرو کہ جس کام کے لئے جا رہا ہوں اس میں مجھے کامیابی ہو تو واپس آ کر پوری داستان تم سے کہوں گا۔ راحیل نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔

آپ کے انداز بتا رہے ہیں کہ آپ کسی اہم کاروائی کے لئے جا رہے ہیں۔ پھر راحیل نے روبیل کا بازو پکڑ لیا اور پیچھے کھینچتے ہوئے اس نے کہا میں آپ کو رات کے اس وقت کہیں نہ جانے دوں گی۔ آرام سے گھر بیٹھئے اب آپ کو باہر نہ جانے دوں گی۔

روبیل نے کپڑوں کی گٹھری مضبوطی سے بغل میں دبا لی اور پیار سے راحیل کا گداز ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔ راحیل۔ راحیل یہ نہ سوچنا کہ میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں۔ میں جانتا ہوں تم اس دنیا میں تنہا رہ گئی ہو۔ تمہیں میری ضرورت ہے یہی نہیں بلکہ مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے میں اس ستون کو گرانے جا رہا ہوں جس کے گرنے کے بعد میں اور تم میاں بیوی کی حیثیت سے پرسکون زندگی بسر کر سکیں گے۔ تم فکرمند نہ ہو میں جانتا ہوں کہ میں کسی کا سہارا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے کی کوشش نہ کروں گا۔ میں مالک بن عجلان کے ساتھ مل کر وہ کام ایسی ترکیب اور تدبیر سے کروں گا کہ ہم دونوں پر کوئی حرف بھی نہ آ سکے گا۔ اور فیطون کا بھی کام تمام ہو جائے گا۔

دیکھو راحیل۔ میں تنضورہ کی شادی میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔ پانچ انسانی جانوں کے ضیاع کے بعد یہ شادی یقیناً" ملتوی ہو چکی ہوتی لیکن مجبوری کے تحت یہ شادی ہو رہی ہے حالات پرسکون ہوتے تو اس شادی میں تمہیں بھی میں ساتھ لے کر جاتا لیکن ان پرآشوب لمحات میں تمہارا گھر کے اندر رہنا ہی بہتر ہے۔ میری عدم موجودگی میں تم اپنے اوپر گھبراہٹ طاری نہ کر لینا۔ میں بہت جلد لوٹ آؤں گا۔ تم میری کامیابی کی دعا بھی کرنا۔

راحیل بے چاری اداس اور افسردہ سی ہو گئی تھی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ روبیل کمرے سے نکل کر اصطبل سے اپنا گھوڑا لیا اور حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔ عشاء کے تھوڑی دیر بعد تنضورہ کی شادی کی رسم ادا ہوئی اور جب فیطون کے آدمی اسے محمل میں بٹھا کر لے جانے لگے تو روبیل اور مالک بن عجلان بھی زنانہ کپڑوں میں اپنا آپ ڈھانپ کر اس کی سہیلیوں کی حیثیت سے اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور فیطون کے آدمی انہیں بھی

تنضورہ کے ساتھ فیطون کی حویلی میں لے گئے تھے۔

راستے میں روبیل نے مالک کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا میں تم سے ایک بات کہنا بھول گیا تھا سنو فیطون کو ٹھکانے لگانے کے بعد میں بھی تمہارے ساتھ تمہاری حویلی میں آؤں گا اسی لئے میں اپنا گھوڑا وہیں چھوڑ آیا ہوں۔ اور وہاں سے لباس تبدیل کر کے ہم یہودی مہاجن کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ میری حویلی میں چونکہ اپنے جوان پہرہ دے رہے ہیں اس لئے فیطون کو قتل کر کے زنانہ لباس میں میرا جانا مناسب نہیں۔ محمل فیطون کی حویلی میں داخل ہو گئی تھی لہٰذا روبیل خاموش ہو گیا تھا۔

فیطون کے آدمی پالکی کو سیدھا فیطون کی خوابگاہ میں لائے۔ انہوں نے پالکی ایک بچھی ہوئی مسہری کے قریب رکھ دی اور جب وہ واپس جانے لگے تو روبیل اور مالک بن عجلان طوفان کی طرح پالکی سے باہر نکلے۔ روبیل نے بھاگ کر خوابگاہ کا دروازہ بند کر دیا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور چاروں کہاروں کی گردنیں اس نے کاٹ دی تھیں۔ خود فیطون بھی چونکہ اس وقت خوابگاہ ہی میں موجود تھا لہٰذا مالک بن عجلان بھاگ کر فیطون کی طرف بڑھا اور اپنی تلوار کی نوک اس نے فیطون کی گردن پر رکھ دی تھی۔

تنضورہ بھی پالکی سے نکل کر باہر آ گئی تھی چاروں کہاروں کو ختم کرنے کے بعد روبیل فیطون کے پاس آیا۔ قہر آلود انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

ذلیل کتے۔ تم نے دیکھا تمہاری بداعمالیوں کے عوض قدرت نے کیسے تمہیں بے بس اور مجبور کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اس کے بعد روبیل اور مالک نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی اشارہ کیا پھر مالک کی چمکدار تلوار بلند ہوئی گری اور اور پھر فیطون کو دو حصوں میں کاٹتی ہوئی چلی گئی تھی۔ روبیل اور مالک نے اپنی تلوار فیطون کے لباس سے پونچھی اور میان میں کر لیں اور کھڑکی کے راستے وہ حویلی سے باہر کود گئے تھے۔

گہری تاریکی میں ڈوبی گلیوں میں وہ دونوں واپس بھاگتے جا رہے تھے۔ آسمان پر بادلوں کے ٹکڑے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ چاند ابھی طلوع نہیں ہوا تھا اور تاریکی اپنے عروج اور جوبن پر تھی۔ کبھی کبھی کوئی صحرائی پرندہ دنیا کے آغاز اور ابتدا کے گیت گاتا ہوا یثرب کے اوپر سے گزر جاتا تھا۔ ان کی آوازوں سے چند لمحوں تک فضا میں ایک ارتعاش سا پیدا ہوتا اور دوبارہ فضائیں کسی اداس گیت کی طرح مغموم اور ملول ہو کر رہ جاتیں۔

مالک کی حویلی میں دونوں بھاگتے ہوئے واپس آئے جلدی جلدی انہوں نے کپڑے بدلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ حویلی سے باہر نکل گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد وہ

یہودی مہاجن زبولون کی حویلی کے سامنے کھڑے تھے۔ دروازے پر دستک دینے سے قبل مالک نے رونبل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا یہ تم نے اچانک اپنا فیصلہ کیوں بدل لیا۔ اور فیطون کے ساتھ تم نے کہاروں کو بھی قتل کر دیا۔ رونبل نے بھی سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بھی دیر سے اس کا خیال آیا تھا ایسا کرنا ضروری تھا اگر ہم اکیلے فیطون کو مارتے تو لوگ یہ شک کر سکتے تھے کہ اسے تنطورہ نے مار دیا ہے۔ اب کہاروں کے ساتھ مرنے سے تنطورہ پر کوئی شک کی گنجائش نہ رہے گی۔

مالک بن عجلان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ رونبل میرے بھائی تم نے نہایت دانشمندانہ قدم اٹھایا ہے۔ زمین و آسمان کے مالک کی قسم جس کا تم جیسا رفیق و حبیب ہو اسے کوئی خطرہ کوئی خوف نہیں ہو سکتا۔ مالک جب خاموش ہوا تو رونبل نے دروازے پر دستک دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد زبولون نے دروازہ کھولا اور ان دونوں کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کہا آج تم دونوں سردار میری طرف کیسے نکل آئے ہو۔ رونبل نے کہا جو نجار کی وہ بیوہ جس کی بیٹی نے پچھلے دنوں خودکشی کر لی تھی میں اس کا نام بھول گیا ہوں اس نے تم سے کچھ قرض لے رکھا تھا۔ میں وہ ادا کرنے آیا ہوں۔

زبولون نے خوش ہوتے ہوئے کہا اندر آ جاؤ میں تمہارے لئے دیوان خانے کا دروازہ کھولتا ہوں پھر حساب لگا کر بتاتا ہوں کہ اس کے ذمے کتنی رقم ہے۔ زبولون نے دیوان خانے میں ان دونوں کو بٹھایا پھر اس نے اس بیوہ کی رقم بتائی جو رونبل نے ادا کی تھی اور جب وہ وہاں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ زبولون کا جاننے والا ایک یہودی بھاگتا ہوا آیا اور زبولون سے کہا۔

غضب ہو گیا۔ فیطون کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ آج جب مالک بن عجلان کی بہن تنطورہ کو اس کی خوابگاہ میں پہنچایا گیا تو کچھ دیر بعد وہ چیختی ہوئی خوابگاہ سے باہر نکلی اور لوگوں سے کہا فیطون کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ تنطورہ کا کہنا ہے کہ کچھ لوگ پہلے سے چھپ کر خوابگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے لہٰذا تنطورہ پہچان نہیں سکی۔ بہرحال اس کا کہنا ہے کہ وہ تعداد میں تین تھے۔ اور انہوں نے صرف فیطون ہی کو نہیں بلکہ ان کہاروں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ جو اس کی پالکی کو خوابگاہ میں لے کر گئے تھے۔

زبولون نے رونبل اور مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آؤ فیطون کی حویلی میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ فیطون کو کس نے اور کیسے قتل کیا ہے۔ رونبل اور مالک رضامند ہو گئے

اور اس کے ساتھ ہو لئے جب وہ فیطون کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا وہاں ان گنت یہودی جمع تھے اور فیطون کے قتل پر غم و غصے کا اظہار کر رہے تھے۔

رونبل اور مالک بن عجلان وہاں پہنچے تو یہودیوں نے دونوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا لیکن جب زبولون نے انہیں بتایا کہ یہ دونوں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو یہودی مطمئن ہو گئے۔ اس وقت تک تنطورہ اپنے گھر جا چکی تھی۔ مالک نے رونبل کو اشارہ کیا اور دونوں حویلی سے باہر نکل گئے۔ ایک تاریک اور ویران جگہ مالک آ کر رک گیا اور رونبل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

رونبل میرے بھائی۔ میں ابھی اور اسی وقت بنو غسان کے بادشاہ ابو جبلہ کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ میں آج رات ہی اپنے سفر کا کافی حصہ طے کر لوں گا میرے بعد تنطورہ اور گھر کے دوسرے افراد کا خیال رکھنا۔ میں واپس آ کر تنطورہ کو اس کے شوہر کے گھر روانہ کر دوں گا۔ میرے بعد اوس و خزرج کا خیال رکھنا کوشش کرنا کہ میرے آنے تک یہودیوں کے ساتھ کوئی الجھن نہ پیدا ہو۔

ویسے مجھے امید ہے کہ چند روز تک یہودی ویسے بھی مصروف رہیں گے۔ اور فیطون کی جگہ اپنا سردار بنانے کے لئے چند روز تک جوڑ توڑ اور بھاگ دوڑ کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک میں جبلہ کی صورت میں گریہ عذاب بن کر نازل ہو جاؤں گا۔ میرا کوئی پوچھے تو کہنا کہ بہن کی شادی پر اس نے کعبے کا طواف مان رکھا تھا اور وہ مکہ گیا ہوا ہے۔

گھوڑے پر بیٹھتے ہی مالک نے رونبل سے مصافحہ کیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ رونبل وہاں اندھیرے میں تھوڑی دیر تک کھڑا رہا۔ چاند اب طلوع ہو گیا تھا اور بادلوں کے ٹکڑوں کے بیچوں بیچ دامن آسمان پر ستاروں کے نقش و نگار فطرت کے گیت گاتے اور کائنات پر مسکراتے دکھائی دینے لگے تھے۔ جب مالک کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آنا بند ہو گئی تو رونبل نے اپنے گھوڑے کو موڑ کر ایڑ لگا دی تھی۔

رونبل اپنی حویلی میں داخل ہوا اور اوس و خزرج کے جوان حویلی کے اندر اور باہر کچھ سو رہے تھے اور کچھ جاگ کر پہرہ دے رہے تھے۔ رونبل اصطبل کی طرف گیا گھوڑے کو وہاں باندھ کر اس کی زین اور دہانہ اتارا اور اسے چارہ ڈال کر جب وہ اپنے کمرے میں گیا تو اس نے دیکھا کمرے میں راحیل نے زیتون کے تیل سے جلنے والا ایک چوکھ دیا روشن کر رکھا تھا اور وہ خود فرش پر چٹائی بچھا کر بیٹھی رونبل کا انتظار کر رہی تھی۔ جوں ہی اس نے رونبل کو دیکھا وہ کھڑی ہو گئی اور قریب آ کر اس سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو آپ کی کامیابی پر مبارک باد دیتی ہوں۔ میں جانتی ہوں آپ اور مالک کے

سوا نیطون کو کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اپنے آنے والے رسول کی قسم آپ نے اتنا عمدہ اور نیک عمل کیا ہے جس پر آنے والی عرب نسلیں فخر اور تعلّی کریں گی۔ راحیل نے روبیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا آپ نے کھانا کھایا ہے۔ روبیل نے نفی میں سر ہلا دیا تو راحیل نے اسے کھینچ کر چٹائی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

قنطورہ نے ہم دونوں کے لئے کھانا بھجوایا تھا۔ باہر پہرہ دینے والے جوان بھی باری باری جا کر کھانا کھا آئے ہیں۔ آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے کھانا گرم کر کے لاتی ہوں۔ روبیل چٹائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد راحیل آئی اور روبیل کے سامنے کھانا رکھنے کے بعد وہ پھر مطبخ میں گئی اور وہاں سے دودھ کا ایک برتن بھر کر لے آئی اور کہا آپ کے جانے کے بعد میں نے بکریوں کا دودھ بھی نکال لیا تھا اب آپ کھانا کھائیں۔

روبیل نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک راحیل کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے پوچھا راحیل تم نے کھانا کھایا۔ راحیل نے جب نفی میں سر ہلا دیا۔ تو روبیل نے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ راحیل نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا آپ ہاتھ کیوں روک رہے ہیں شروع کیجئے میں بھی آپ کے ساتھ کھاتی ہوں۔ دونوں مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔ گو دونوں اداس اور غمزدہ تھے لیکن دونوں کے وہاں اکٹھے ہونے سے ان کو کسی قدر اطمینان اور یکسوئی ضرور حاصل تھی۔

○

ایک روز دوپہر کے قریب مالک بن عجلان شام میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے سامنے پیش ہو رہا تھا یہ وہی کمرہ تھا جس میں ایک بار روبیل بھی جبیلہ سے مل کر گیا تھا۔ جبیلہ کی نشست کے عقب میں خدام کھڑے شتر مرغ کے پروں کا چھتر لہرا رہے تھے اور دائیں بائیں اس کے عرب محافظ کھڑے تھے۔ دائیں ہاتھ کی دیوار کے ساتھ مریم کا ایک مجسمہ رکھا تھا اس کے اوپر دیوار کے سامنے عیسیٰ کا بت تھا جو آبنوس کی صلیب پر لٹک رہا تھا۔

مالک بن عجلان ابو جبیلہ کے کہنے پر جب اس کے سامنے بیٹھ گیا تو جبیلہ نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ مالک بن عجلان بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام مالک بن عجلان ہے جبیلہ نے سوچتے ہوئے کہا تمہارا ایک سردار پہلے بھی میرے پاس مدد کی درخواست لے کر آیا تھا شاید وہ بنو نجار سے تھا اور اس کا نام روبیل تھا۔

مالک نے بڑی بے تابی سے کہا ہاں اس کا نام روبیل ہے وہ میرا قابل اعتماد ساتھی

ہے۔ وہ ایسا بہادر اور شجاع ہے کہ اس جیسے ایک ہزار جوان بھی اگر میرے ساتھ ہوں تو دنیا کے آخری کونے تک یہودیوں کا تعاقب کر سکتا ہوں۔ مدد کی جو درخواست روبیل لایا تھا وہی اب میں لے کر آیا ہوں۔

ابو جبیلہ نے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کیا نیطون کے مظالم تم پر اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ جواب میں مالک بن عجلان نے اپنی بہن کی شادی اور نیطون کے قتل کی پوری داستان کہہ دی تھی۔ ابو جبیلہ نے مسکراتے ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے کہا اب تو تم نے عربوں جیسا کام سرانجام دیا ہے۔ نیطون جب قتل ہو چکا ہے تو اب کس بات کا فکر ہے۔

مالک کہنے لگا۔ یہودی کسی وقت بھی ہم پر اور ہمارے گھروں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں جس روز میری بہن کی شادی تھی اس روز چند یہودیوں نے ایک عرب بیوہ عورت کو جان سے مار دیا تھا جس کے جواب میں روبیل کے چھوٹے بھائی یہودا نے ان دو یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جنہوں نے اس عرب بیوہ کو قتل کیا تھا۔

اس پر یہودی بپھر گئے انہوں نے روبیل کی ماں۔ بہن اور اس کے بھائی کے علاوہ اس کی ہونے والی بیوی کے باپ کو بھی قتل کر دیا۔ روبیل وہاں پر موجود نہ تھا جب اسے خبر ہوئی تو اس نے چند عربوں کے ساتھ یہودی جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس وقت اوس و خزرج کے مسلح جوان روبیل کی حفاظت کے لئے اس کے گھر کے اردگرد پہرہ دے رہے ہیں۔

اے بادشاہ یہودی چند روز تک اپنا نیا سردار منتخب کرنے میں الجھے رہیں گے اس کے بعد وہ ضرور عربوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور اگر ایسا ہوا تو یثرب میں ہم عربوں کا نام و نشان تک مٹا دیں گے۔ ابو جبیلہ غصے کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

قبل اس کے کہ وہ یثرب کے عربوں کو مٹائیں۔ عرب انہیں ایسی سزا دیں گے کہ وہ ان کے سامنے مفلوج اور اپاہج ہو کر رہ جائیں گے۔ تدمر سے لے کر حضرموت اور اومان سے لے کر غزہ تک کی سرزمین ہم عربوں کی ہے۔ اس کے اندر یہودی اگر ہم پر زیادتی کریں تو ہم پر حیف اور لعنت ہے۔ میں دیکھتا ہوں وہ عربوں پر کیسے مظالم اور ستم ڈھاتے ہیں۔ اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہے تو میں ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ یثرب کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہوں۔

مالک بن عجلان بھی کھڑا ہو گیا اور دبی دبی مسرت میں اس نے کہا آپ میری تھکاوٹ کا احساس نہ کریں۔ میں یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دنیا کے آخری کونے تک

برہنہ پا آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ ابو بیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم لوگ واقعی اس قابل ہو کہ تم لوگوں کی مدد کی جائے۔ پھر ابو بیدہ نے مالک بن عجلان کا ہاتھ تھام لیا اور اسے لے کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

○

رات بھاگتی جا رہی تھی۔ قدرت کے گماشتے سحر کی تلاش میں اندھیروں کی طنابیں پرانی زنجیروں کی طرح توڑ رہے تھے۔ آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے اپنے منجھے ہوئے چہروں کے ساتھ وقت کی نشو و ارتقا کا منظر دیکھ رہے تھے۔ روبتل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اس کے قریب ہی دوسری مسہری پر لیٹی ہوئی راحیل بھی اٹھی اور روبتل کے قریب آ کر اس سے پیار سے ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔

کیا ہوا۔ آپ یوں پریشان ہو کر اٹھ کیوں گئے۔ روبتل نے راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم جاگ رہی تھیں۔ راحیل کہنے لگی ہاں۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی لیکن آپ بھی تو جاگ رہے تھے۔ آپ نے ابھی تک بتایا نہیں آپ اٹھ کر کیوں بیٹھ گئے ہیں۔ روبتل نے کہا میں نے کسی کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی ہے۔ پھر روبتل نے چونکتے ہوئے کہا۔

سنو۔ سنو راحیل کیا تم گھوڑے کے دوڑنے کی آواز نہیں سن رہی ہو۔ جو قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے۔ یا یہ سماعت کا دھوکہ ہے۔ راحیل نے غور سے سنتے ہوئے کہا سماعت کا دھوکہ نہیں۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں کوئی اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا ہماری حویلی کی طرف آ رہا ہے۔

روبتل اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔ میں اٹھ کر اس کے لئے دروازہ کھولتا ہوں۔ راحیل نے پریشان ہو کر پوچھا کون ہے۔ جس کے لئے آپ دروازہ کھولیں گے۔ روبتل نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا دیکھو راحیل رات کے اس وقت یثرب کی گلیوں میں اکیلا سوار مالک بن عجلان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ راحیل بھی اس کے ساتھ ہو لی تھی اور حویلی کے اندر پہرہ دینے والے مسلح جوان ان دونوں کے اردگرد پھیل گئے تھے۔

کوئی سوار حویلی سے باہر آ کر رکا اور باہر کھڑا اوس و خزرج کے جوانوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگا تھا۔ روبتل نے جب آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو اس نے دیکھا سامنے مالک بن عجلان اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔ روبتل آگے بڑھا اور اس سے گلے ملتے

ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

ابو بیدہ کہاں ہے اور اس نے تم سے کیا کہا۔ مالک بن عجلان نے حویلی میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ روبتل میرے بھائی اتنے بیتاب نہ ہو۔ صبر سے کام لو۔ سب کچھ تم سے کہہ دوں گا۔ صحن میں آ کر انہوں نے دروازہ بند کر دیا پھر وہیں کھڑے کھڑے مالک نے رازداری میں کہا

روبتل۔ روبتل۔ میرے بھائی۔ ابو بیدہ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہے اس نے وادی ذی حضر میں اپنے چوتھائی لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہے اور باقی لشکر کو اس نے جبل احد کے تنگ اور تاریک دروں کے اندر چھپا دیا ہے۔ سنو روبتل۔ آج رات ہی وہ وادی ذی حضر کے کھلے میدان کی صفائی کروائے گا اور کل وہاں یہودیوں کی دعوت کرے گا۔ بس اس دعوت ہی میں وہ ان کا کام تمام کر دے گا اور جو مسلح یہودی شہر میں رہ جائیں گے ان سے میں اور تم خوب نپٹ لیں گے۔ روبتل نے غصے اور جوش میں آ کر کہا اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تعصب کے کھردرے ہاتھ بن کر یہودیوں کے چہروں کو چر مرا دیں اور سوچ لیں کہ کل جب ہم ان کے تصورات کے بت توڑ دیں گے تو انہیں وقت کے دامن میں پھیلی ان سیاہ کاریوں کی داستانوں کا صدیوں تک کا حساب دینا ہو گا۔ میری قوم کے چہرے پر ان کی ستم ظریفی کے باعث بے اعتمادی کے جو المناک واقعات ثبت ہیں انہیں ہم یہودیوں کے خون سے ہی دھو کر صاف کریں گے۔ دشت عرب میں یہودی حنظل اور اندرائین کی کڑوی بیل ہیں اب اس بیل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا وقت آ گیا ہے۔

روبتل جب خاموش ہوا تو مالک بن عجلان نے کہا۔ میں اب گھر جاتا ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کروں گا پھر کل اوس و خزرج کے اپنے لشکر کو منظم اور تیار کرنے کے بعد ابو بیدہ کے پاس جائیں گے کہ اس کے ساتھ جنگ کے طریقہ کار پر گفتگو کریں۔

مالک بن عجلان نے روبتل سے مصافحہ کیا اور اپنے گھوڑے کی باگ تھامتے ہوئے وہ حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔ روبتل اور راحیل دونوں کمرے میں واپس آئے روبتل بے حد خوش اور پر سکون تھا۔ اس نے راحیل کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ راحیل۔ راحیل اس سے قبل مجھے کچھ ہوش نہ تھا۔ میں ایک طرح سے بکھر گیا تھا۔ تمہارے باپ کے مرنے کا تم سے کوئی افسوس وغیرہ بھی نہ کر سکا تھا۔

راحیل آگے بڑھی اور پر سکون انداز میں اپنا سر راحیل کی چھاتی پر رکھتے ہوئے کہا۔ ہوش کیسے رہتا۔ میرا تو اکیلا باپ مرا ہے۔ جبکہ آپ کی ماں۔ بہن اور بھائی موت کے گھاٹ اتر گئے ہیں۔ روبتل مغموم اور افسردہ ہو کر گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔

راحیل نے پیار سے روبتل کی گردن پر اپنا حسین اور گداز ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ آپ میرے لئے طمانیت کی گود اور میری زندگی کا حسین ترین ورق ہیں۔ راحیل رکی پھر اس نے عجیب سی میٹھی تڑپ۔ اور ایک انوکھی ملائم اور مدھ بھری آواز میں کہا۔ آپ مجھے مل گئے ہیں تو میں سمجھوں گی میں نے کچھ نہیں کھویا۔ روبتل نے الفاظ کی رقت میں کہا کاش میری ماں۔ بہن اور بھائی زندہ ہوتے۔ اور تمہارے اس گھر میں آنے سے وہ ایک ابدی سکون اور ابدی راحت دیکھتے۔ اس سے آگے روبتل کچھ نہ کہہ سکا۔ اور اس کی زبان غوطہ کھا گئی تھی راحیل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

آپ کو آرام کی ضرورت ہے اب آپ سو جائیں۔ روبتل نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مسکرا کر کہا آج مالک بن عجلان میرے لئے ایک ایسی خوشخبری لایا ہے جس کا برسوں سے مجھے انتظار تھا۔ آج مجھے نیند نہیں آئے گی۔ آؤ فرش پر اس چٹائی پر بیٹھ جائیں اور اپنے ماضی کے حالات ایک دوسرے کو سنا کر سحر کا انتظار کریں۔

راحیل کے حسین چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ دونوں چٹائی پر بیٹھ کر گزرے وقت کی داستانیں ایک دوسرے کو سنا کر آپس میں کہہ رہے تھے اور رات سحر کی تلاش میں بڑی تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔

○

دوسرے روز ابو جبیلہ کے آدمیوں کے علاوہ مالک بن عجلان اور روبتل کے کہنے پر اوس و خزرج کے لوگوں نے یثرب شہر میں یہ خبر پھیلا دی تھی کہ بنو غسان کا بادشاہ ابو جبیلہ عربوں اور یہودیوں میں صلح کرانے کے علاوہ بتان کے اس محل کی زیارت کرنے آیا ہے۔ جو آنے والے نبی کے لئے بنایا گیا ہے۔

یہودی مطمئن ہو گئے کہ ان کے سامنے ابو جبیلہ کے لشکری یثرب کے بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے تھے اور یہودیوں کے ساتھ ان کا رویہ نہایت مہربانہ اور نرم تھا۔ لہٰذا انہیں کسی قسم کا شک اور وہم نہ گزرا تھا۔

روبتل اور مالک اس دوران ابو جبیلہ کے پاس گئے وہ اس وقت اپنے خیمے میں بیٹھا اپنے چند سالاروں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ روبتل اور مالک کے آنے پر سالاروں کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر اس نے روبتل اور مالک کے ساتھ مصافحہ کیا پھر وہ تینوں آمنے سامنے خیموں کے اندر بچھی ہوئی کھجور کے پتوں کی چٹائی پر بیٹھ گئے پھر ابو جبیلہ نے کہا اچھا ہوا تم آ گئے۔ ورنہ میں خود تم دونوں کو بلانے والا تھا۔ میں آج ہی یہودیوں سے نپٹ لینا

چاہتا ہوں۔ اس معاملے میں تم دونوں میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہے؟

مالک نے کہا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم تو خود چاہتے ہیں کہ ابھی اور اسی وقت اس ظالم اور سفاک قوم کا قتل عام شروع کر دیا جائے۔ ابو جبیلہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سنو۔ آج رات میں ان کے سرکردہ لوگوں کی دعوت کروں گا ان کی تعداد کم از کم ایک ہزار ہو گی۔ ان کے لئے کسی کھانے کا بندوبست نہ کیا جائے گا بلکہ میرے لشکر کے لئے جو کھانا تیار ہو گا اسی سے انہیں چکھ دیا جائے گا۔ کہ ان کی دعوت ہے۔ جب وہ سارے یہاں کھانے کے وقت جمع ہو جائیں گے تو میں ان سب کو اپنے اس لشکر کے ہاتھوں قتل کروا دوں گا جو اس وقت میرے ساتھ ہے۔ اب تم دونوں کا کام باقی ہے۔ روبتل میرے اس لشکر کا سالار اعلیٰ ہو گا جو اس وقت جبل احد کے دروں میں چھپا ہوا ہے۔ ایسا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ روبتل یہودیوں کے ان مضبوط ٹھکانوں سے واقف ہے جہاں یہودی چھپ کر پناہ لے سکتے ہیں۔ اور ہمارے مقصد کو ناکام بنا سکتے ہیں۔

اور سنو مالک تمہارے ساتھ اوس و خزرج کے جوانوں کا لشکر ہو گا تم شہر کے جنوب کی طرف حملہ آور ہونا۔ جبکہ روبتل میرے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف سے اپنے حملے کی ابتدا کرے گا۔ تم دونوں شہر کے اندر مسلح اور سرکش یہودیوں کو چن چن کر قتل کر دینا۔ اگر ایسا کرنے میں تم کامیاب ہو گئے تو آنے والے دور میں صدیوں تک یہودی تمہارے سامنے دب کر رہیں گے۔ ابھی میرا ایک سالار روبتل کو اپنے ساتھ لے کر جبل احد میں گھات میں بیٹھنے والے میرے لشکر میں لے کر جائے گا اور انہیں مطلع کرے گا کہ اس جنگ میں روبتل ان کا سالار ہو گا تاکہ وہ روبتل کو دیکھ لیں اور اس کا اتباع کریں۔ تم دونوں کے آنے سے قبل میں اپنے سالاروں کے ساتھ اسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔

ابو جبیلہ نے کسی کو آواز دی اور جواب میں ایک عرب بھاگتا ہوا خیمے میں داخل ہوا۔ ابو جبیلہ نے روبتل کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ روبتل بن حماد ہے جس کا ذکر میں تم سے کر چکا ہوں اسے جبل احد کے اندر اپنے لشکر میں لے جاؤ اور لشکریوں کو بتاؤ کہ آنے والی شام کو جس جنگ کی ابتدا ہو گی اس جنگ میں یہی روبتل بن حماد ان کا سالار اعلیٰ ہو گا۔

○

دوپہر کے قریب بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ نے تقریباً یہودیوں کے ایک ہزار کے لگ بھگ روؤسا اور زعماء کو شام کے کھانے کی دعوت دی جسے انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ جب شام ہوئی تو وہ یہودی جن کی دعوت کی گئی تھی وادی ذی حضر میں جمع ہو گئے اس

وقت کھانا تیار ہو چکا تھا جو حقیقت میں ابو جبیلہ کے لشکریوں کے لئے تھا۔

دوسری طرف رو بنبل بھی جبل احد کے اندر ابو جبیلہ کے لشکر میں جا چکا تھا اور مالک بن عجلان نے اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے جنگجو جوانوں کو چند حویلیوں میں جمع کر کے منظم کر لیا تھا۔ جب دعوت میں حصہ لینے والے یہودی کھانا کھانے کے لئے لمبی لمبی قطاروں میں بیٹھ گئے تو اچانک ابو جبیلہ نے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر کے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

اسی وقت جنوب کی طرف سے مالک بن عجلان اور شمال کی طرف سے رو بنبل نے حملہ کر دیا تھا۔ دونوں نے ایسی خونخواری سے حملہ کیا تھا کہ یہودیوں کے بڑے بڑے حرب آزما۔ بڑے بڑے سورما ان کے آگے صحرائی لومڑیوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ وہ دونوں چونکہ ایک عرصے سے انتقام کی آگ میں جل رہے تھے لہٰذا دونوں برفانی جھکڑوں اور درندوں کی طرح دھاڑتی آندھیوں جیسا شور کرتے ہوئے یہودیوں کے قلعوں میں گھس گئے تھے۔ اور ان سب یہودیوں کا قتل عام شروع کر دیا جو جنگ میں حصہ لینے کے قابل تھے۔

بھاگتے ہوئے یہودی کھو کھلی آوازوں میں ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکارنے لگے تھے لیکن کوئی کسی کی مدد کو نہ آیا اور رو بنبل اور مالک بن عجلان نے یہودیوں کے اعضائے بدن کاٹنے کا خوفناک کام جاری رکھا۔ یہاں تک کہ یثرب کے اندر انہوں نے ہر سرکش اور باغی یہودی کو قتل کر کے رکھ دیا تھا۔

اس وقت تک ابو جبیلہ بھی دعوت میں حصہ لینے والے یہودیوں کو قتل کرنے کے بعد انہیں آگ لگا چکا تھا۔ رو بنبل اور مالک نے بھی شہر کے اندر پھیلی ہوئی یہودیوں کی لاشوں کو وادی ذی حفتر میں جمع کیا اور انہیں جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

جب وہ اس کام سے فارغ ہوا تو ابو جبیلہ مالک بن عجلان اور رو بنبل کے پاس آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو اوس و خزرج کے محترم سردارو۔ میں نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا تھا وہ پورا کر دیا ہے۔ میں اب ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کروں گا لیکن روانگی سے قبل میں ایک کام کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو عجلان کے بیٹے۔ تم نے کہا تھا کہ رو بنبل کی ہونے والی بیوی کے باپ کو مار دیا گیا تھا وہ لڑکی کون ہے اور اس وقت کہاں ہے میں خود رو بنبل اور اس کی شادی کر کے یثرب میں اس امر کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں کہ اب یثرب میں عربوں کی بیٹیاں شادی کے بعد کسی فیطون کی خوابگاہ کے بجائے سیدھی اپنے شوہروں کے گھروں میں جایا کریں گی۔

جب تک میں اس شادی سے نپٹ لوں اس وقت تک میرا لشکر کھانا کھا کر کوچ کرنے

ل تیاری کرے گا۔ مالک بن عجلان نے کہا اس لڑکی کا نام راحیل ہے باپ کی موت کے بعد وہ اکیلی رہ گئی تھی۔ اور اب رو بنبل کے ساتھ اس کی حویلی ہی میں رہتی ہے۔ اس پر ابو جبیلہ نے کہا اگر ایسا ہے تو چلو مجھے رو بنبل کی حویلی میں لے کر چلو۔

ابو جبیلہ۔ رو بنبل اور مالک بن عجلان شہر کی طرف بڑھے۔ جب وہ رو بنبل کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ صحن میں حسین و جمیل پرکشش راحیل بکریوں کا دودھ نکال رہی تھی۔ مالک بن عجلان نے کہا وہ لڑکی جو اس وقت بکریوں کا دودھ نکال رہی ہے راحیل ہے۔

بنو غسان کا بادشاہ ابو جبیلہ آگے بڑھ کر راحیل کے قریب ہوا اور بڑی شفقت اور پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بیٹی تو دودھ نکالنا بند کر دے کہ ابھی تیری شادی رو بنبل سے ہو گی۔ راحیل بے چاری ایسی بوکھلائی کہ اس کے ہاتھ سے دودھ کا برتن گرتے گرتے بچا اور وہ کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔

ابو جبیلہ بھی رو بنبل اور مالک کے ساتھ اس کمرے میں گیا اور وہاں اس نے رو بنبل اور راحیل کا نکاح پڑھا دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ وہاں بیٹھا رہا پھر رو بنبل اور مالک کے ساتھ اپنے لشکر میں آیا اس کا لشکر اس وقت تک کھانا کھا کر تیار ہو چکا تھا۔ ابو جبیلہ نے رو بنبل اور مالک بن عجلان کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد کوچ کا حکم دے دیا تھا۔

رو بنبل اور مالک اپنے گھوڑوں پر سوار جبیلہ کے لشکر کو کوچ کرتا ہوا دیکھتے رہے جب چاند کی چاندنی میں ابو جبیلہ اپنے لشکر کے ساتھ جبل احد کے دامن میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑ کر مہمیز لگائیں اور وادی ذی حفتر کے اندر وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے۔ یوں یثرب شہر میں مالک بن عجلان اور رو بنبل نے ابو جبیلہ کی مدد سے یہودیوں کی طاقت کو کچل اور مسل کر رکھ دیا تھا۔

○

یوناف نے ابھی تک تدمر شہر اور صحرا کے اندر شہر کے قلعے کے درمیان پڑنے والی سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ وہ لگاتار شہر کے مختلف مقامات پر لوگوں کو شرک کے خلاف واعظ کرتا رہا اور اس مقصد میں اس نے خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل کر لی تھی۔ لوگ جہاں اس سے پہلے تدمر بنت حسان کے بت کے پاس جا کر مدد مانگتے تھے وہاں اب لوگوں نے تدمر بنت حسان کی لاش کے پاس جا کر ایسا کرنے سے بند کر دیا تھا۔ شرک کے جو

دوسرے طور طریقے اہل تدمر نے اپنا رکھے تھے ان سے بھی وہ کافی حد تک باز آ چکے تھے اس طرح تدمر شہر میں قیام کے دوران یوناف کی کوششیں رنگ لانے لگیں تھیں۔

ایک روز شام کے قریب یوناف سرائے میں داخل ہوا۔ تو اسے دیکھتے ہی سرائے کے مالک نے اسے اپنے پاس بلایا۔ یوناف اس کی طرف گیا اور سرائے کے مالک کے پاس جا بیٹھ گیا۔ سرائے کے مالک نے بڑی خوش طبعی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ یوناف میرے معزز اور محترم مہمان۔ آج کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔ کھانے کے بعد میں تجھ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو کھانے سے پہلے ہی پوچھ سکتے ہو اس پر سرائے کا مالک بڑی خوش طبعی میں کہنے لگا۔

نہیں یوناف میرے عزیز۔ پہلے پر سکون ہو کر دونوں اکٹھا کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد میں جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں پوچھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی سرائے کے مالک نے اپنے ملازموں کو اشارہ کیا اس کا اشارہ پاتے ہی وہ کھانا لے آئے لہٰذا یوناف نے سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ سرائے کے مالک کے ملازم خالی برتن اٹھا کر لے گئے تب سرائے کا مالک بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے ایران کی طرف سے کچھ تاجر اس طرف آئے ہیں اور انہوں نے میری سرائے میں قیام کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ایران کی سرزمین میں ایک انقلاب آ چکا ہے۔ اشکانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ایک شخص اردشیر نے ساسانی سلطنت کی بنیاد رکھ کر ایران کو رومنوں کے مقابلے میں مضبوط اور مستحکم بنانا شروع کر دیا ہے۔

یوناف میرے دوست۔ تم مجھے پہلے بتا چکے ہو کہ تم اشکانیوں کے اندر ایک عرصہ قیام کرتے رہے ہو۔ میں جانتا ہوں تم ایک ہمہ جہت قسم کے انسان ہو۔ کیا تم میرے لئے اشکانیوں کے مذہب ان کے طرز حکومت ان کی تہذیب و تمدن اور ان کے کچھ دیگر امور پر روشنی ڈالو گے۔ اس پر یوناف بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بھائی میں اشکانیوں کے متعلق جس قدر جانتا ہوں میں تجھے بتاتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنا گلا صاف کیا پھر وہ تدمر کی اس سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی۔ جہاں تک اشکانیوں کی سلطنت کا تعلق ہے تو وہ خراسان دامغان۔ شمنان۔ عراق۔ ہمدان۔ کرمان شاہ۔ نہاوند۔ آذر بائیجان۔ آدیابن یا قدیم آشوریوں کی سر

کردستان۔ قزوین۔ رے۔ اصفہان۔ بابل سے خلیج فارس۔ خوزستان۔ اور خراسان
ں تک پھیلی ہوئی تھی۔

اشکانی بادشاہوں نے جب اپنی حکومت کو دجلہ اور فرات تک پھیلا دیا تو انہوں نے اپنا الحکومت اصفہان کو بنا دیا۔ جو بین النہرین کا ایک مشہور اور معروف شہر ہے۔ اس سے ان کا پایہ تخت تساغون(1) شہر تھا جو اشک آباد اور فیروز نام کے شہروں کے درمیان واقع تھا۔

اشکانی سلطنت میں بادشاہ کو مختار کل نہیں خیال کیا جاتا تھا بلکہ اعلیٰ اختیارات کی تین مجلس ہوتی تھیں جن سے بادشاہ کو امور سلطنت میں مشورہ کرنا ہوتا تھا۔ ایک مجلس شاہی خاندان کے افراد پر مشتمل ہوتی تھی۔ ہر بالغ شہزادہ خود بخود اس کا رکن بن جاتا تھا۔ دوسری مجلس دینی رہنماؤں پر مشتمل ہوتی تھی۔ جسے مجلس مغتان کہتے تھے جبکہ تیسری مجلس کا نام مجلس مستان تھا جس میں پہلی دو مجلسوں کے نمائندے شریک ہوا کرتے تھے۔ مجلس مستان شاہی خاندان کے جس شخص کو بادشاہت کا اہل سمجھتی تھی اسے بادشاہ بنا لیتی۔ عموماً بادشاہ کا بڑا شہزادہ ولی عہد ہوتا تھا لیکن بادشاہ کے فوت ہونے پر شہزادہ نابالغ ہوتا یا بادشاہت کا اہل نہ ہوتا تو مجلس مستان مرنے والے بادشاہ کے بھائی یا چچا کو بھی بادشاہ منتخب کر لیا کرتی تھی۔

لیکن بادشاہ اگر ایک بار تخت نشین ہو جاتا تو مختار کل ہو جاتا تھا۔ اشکانیوں کے اندر سات بڑے خاندان تھے۔ جن میں بادشاہ کا اپنا خاندان بھی شامل تھا۔ بادشاہ صرف انہی خاندانوں میں شادی کر سکتا تھا۔ بادشاہ کو تقدس کا درجہ حاصل تھا۔ شاہی خاندان کے کسی فرد کو زخمی کرنا منع تھا بادشاہ تک عوام کو براہ راست رسائی نہ ہو سکتی تھی۔ شکایات درباریوں کے ذریعے بادشاہ تک پہنچائی جا سکتی تھیں۔

بادشاہ کے بعد سب سے بڑا عہدہ سپہ سالار کا تھا جسے سورینہ کہتے تھے اس کا مقام بہت اونچا سمجھا جاتا تھا۔ امور سلطنت میں بادشاہ کے بعد یہ دوسرا درجہ رکھتا تھا۔ سورینہ ہی بادشاہ کی تاج پوشی کرتا تھا۔ سورینہ کے تحت دو طرح کے لشکر ہوتے تھے۔ ایک سوار۔ دوسرے پیادہ۔

---

(1) حال ہی میں اس شہر کے کھنڈرات کی کھدائی ہوئی ہے اس سے متعدد پرانے آثار برآمد ہوئے ہیں ان میں اشکانی دور کے آلات، ظروف اور معبد شامل ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر واقعی شروع میں اشکانیوں کا دارالسلطنت رہا ہے۔ ان کھنڈرات میں ایک سرنگ بھی ملی ہے جس کے ذریعے معبد اور شاہی محلات کو ملایا گیا تھا۔ معبد کے دو دریچے بھی برآمد ہوئے ہیں جن پر اشکانی عہد کے نقش و نگار کندہ ہیں۔

جہاں تک اشکانیوں کے لباس اور وضع قطع کا تعلق ہے تو اشکانی لمبے لمبے چوغے ہیں جن کے ساتھ لمبی لمبی جیبیں ہوتی ہیں۔ لباسوں کے رنگ مختلف ہوتے ہیں بعض پوشاکوں پر زردوزی کا کام ہوتا ہے ان اشکانیوں کے بال عموماً گھنگھریالے ہوتے ہیں لوگ داڑھیاں بھی رکھتے ہیں۔

جہاں تک اشکانی سکوں کا تعلق ہے تو اشکانی عہد کے سکے۔ چاندی۔ تانبے اور کے ہوتے تھے۔ سونے کے سکے اشکانی نہیں ڈھالتے تھے۔ ان کے شروع کے سکوں یونانی حروف کندہ ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں ارمنی حروف بھی کندہ ہونے لگے۔ سکوں بادشاہوں کے نام نہ ہوتے تھے۔ صرف "اشک" کندہ ہوتا تھا۔ اس لئے یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ سکے کس بادشاہ کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر "سکوں" پر "اشک اول" شبیہہ ہوا کرتی تھی جسے ایک مخروطی چٹان پر بیٹھے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں کمان ہوا کرتی تھی۔ بعض سکوں پر اس کے ہاتھ میں عقاب بھی دکھایا گیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ سرائے کے مالک مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بھائی اب میں تجھے اشکانیوں کے مذہب کے متعلق بتاتا ہوں۔ میں تمہیں یہ بتاتا چلوں اشکانی آرین ہی تھے۔ جب یہ ایران کے ان علاقوں میں وارد ہوئے تو یہ قدیم آریاؤں کی طرح چاند۔ سورج اور ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ سورج کو وہ مہر کہتے تھے اور اسے کنبے کا محافظ خیال کرتے تھے۔ سورج طلوع ہوتا تو پرستش کے لئے اس کے سامنے سرخم کرتے آفتاب کے نام پر قربانی اور نذریں نیازیں دیتے تھے۔

جب ان لوگوں کا ایران کے قدیم باشندوں کے ساتھ میل جول ہوا تو یہ ان کے دیکھا دیکھی ہرمزد کی پرستش کرنے لگے۔ ہرمزد ان کے نزدیک سب سے بڑا خدا تھا۔ باقی تمام معبود ہرمزد کے نائب سمجھے جاتے تھے۔ ان اشکانیوں کا مذہب زرتشت کے مذہب سے کافی حد تک ملتا جلتا ہے۔ البتہ وہ زرتشتیوں کے خلاف مردوں کو جلا دیتے ہیں۔ شروع شروع میں ان اشکانیوں نے اپنے مذہب کی انفرادیت قائم رکھی۔ لیکن بعد میں انہوں نے بھی زرتشتی مذہب اختیار کر لیا۔ ایرانیوں کی دیکھا دیکھی اشکانی ہرمزد کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اپنی دیوی اناہیدہ کو دینے لگے۔ جگہ جگہ اس دیوی کے لئے معبد تعمیر کئے گئے۔ سب سے بڑا معبد کرمان شاہ کی مشرقی سمت کنگاور نام کے کوہستانی سلسلے کے اوپر ہے۔ اس معبد کا نام رین نو ہے یہ یونانی فن معماری کا نمونہ ہے یونانی اسے آرتمس بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور اسے ڈاینا یعنی دیوی اناہیدہ کا مندر خیال کرتے ہیں۔ اس مندر کا وسیع ہال دائرے میں ہے۔ اطراف میں چھوٹے چھوٹے برآمدے بنے ہوئے ہیں۔ معبد کے ستون بھی

کوہستانی سلسلے کے بڑے بڑے پتھروں کو تراش کر بنائے گئے ہیں۔

اس دیوی اناہیدہ کا دوسرا بڑا مندر ہمدان میں ہے۔ اس کا نام بھی رین نو ہی رکھا گیا ہے یہاں یونانی آ کر قربانیاں پیش کرتے ہیں تاکہ دیوی اناہیدہ ان سے خوش رہے۔ ایک بار سلیوکی حکمران انٹی سلیوکس نے اس معبد پر حملہ آور ہو کر یہاں جس قدر دولت کے انبار اور سونے اور جواہرات کے ذخائر جمع تھے وہ لوٹ لئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ دوبارہ بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ میرے بھائی اشکانیوں سے متعلق جس قدر معلومات میں تمہیں فراہم کر سکتا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دی ہیں اب تم مجھے اجازت دو کہ میں کمرے میں جا کر آرام کر سکوں۔ اس پر سرائے کے مالک نے مسکراتے ہوئے یوناف کے ساتھ مصافحہ کیا جواب میں یوناف اس کے پاس سے اٹھ کر سرائے میں اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔

یوناف جوں ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا دنگ رہ گیا اس لئے کہ اس نے دیکھا کہ اس کے بستر پر ایک ایسی لڑکی بیٹھی تھی جو کائنات کی بے کراں وسعتوں کے درمیان حسین سنہرے خوابوں جیسی پر جمال۔ پھول کلیوں سے گھرے آنگن میں تتلیوں کے رنگوں جیسے جذبوں کی طرح حسین زندگی کی گرم بازاری میں نوشگفتہ پھولوں پر شبنم جیسی پرکشش۔ زندگی کے ویران عجبوں میں تخلیقی امنگوں کی طرح خوبرو فصل شب اور وقت کی تیرگی میں سبل نغمہ اور بہاروں کے رہبر کی سی نو شگفتہ۔ آکاش سے دھیرے دھیرے برستی فضاؤں کی تنہائیوں میں آرزوؤں کے چاند کی طرح شاداب اور فرقتوں کے حساب میں قربتوں کے نصاب جیسی وجیہہ تھی۔ اس کی کشادہ حسین لانبی پلکوں والی نیلی گہری آنکھوں میں اس کے آرزوؤں کے نو شگفتہ پھول لہلہا رہے تھے جبکہ اس کے نازک سرخ ہونٹوں پر لگتا تھا اس کے جسم کی ساری سندرتا اور تن کی پوری شیرینی اور مٹھاس آ کر جمع ہو گئی ہو۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس لڑکی کو بڑے غور۔ بڑی توجہ سے دیکھتا رہا۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھا اور لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ تم کون ہو اور کیوں میرے کمرے میں داخل ہوئی ہو۔ وہ لڑکی یوناف کے اس سوال کا کچھ جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اسی لمحہ ایک نوجوان اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس آنے والے نوجوان کی شکل کمرے میں بیٹھی ہوئی اس لڑکی سے حیرت انگیز طور پر ملتی جلتی تھی۔ لگتا تھا وہ اس لڑکی کا بڑا بھائی ہو۔ اس لئے کہ وہ لڑکی اپنی عمر کے ایسے حصے میں تھی جہاں بچپن اور جوانی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ کمرے میں داخل ہونے والا وہ نوجوان بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے میرا نام شولین ہے اور یہ جو تمہارے بستر پر لڑکی بیٹھی ہے

میری چھوٹی بہن ہے اور اس کا نام کیرش ہے۔ ہم دونوں انسان نہیں بلکہ انسانی روپ میں تمہارے سامنے ہیں۔ ہمارا تعلق جنوں کی نسل سے ہے۔ لیکن ہم دونوں بہن بھائی بلکہ یوں سمجھو کہ صرف بہن اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے تمہاری طرف چلے آئے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ تم ہمارے دشمنوں سے ہماری اس بہن کی حفاظت ضرور کرو گے۔ یوناف نے کیرش سے نگاہیں ہٹا کر شولیس کی طرف دیکھا پھر کسی قدر نرمی میں اس نے پوچھا تمہارے دشمن کون ہیں اور کیوں وہ تمہاری بہن کی جان کے درپے ہیں۔ اس پر شولیس پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ میں اور میری بہن کیرش دونوں جانتے ہیں کہ تمہارا نام یوناف ہے۔ اور ماضی میں تم اپنی بیوی بیوسا کے ساتھ عزازیل اور اس کے رفقاء کے ساتھ برسرپیکار رہے ہو۔ عزازیل کے کچھ ساتھی میری اس بہن کے درپے ہیں وہ اس سے زبردستی شادی کرنا چاہتے ہیں جبکہ کیرش قطعی طور پر ان لوگوں کو ناپسند کرتی ہے۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں تم پر یہاں یہ بھی بات واضح کرتا چلوں کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے برخلاف میں اور کیرش دونوں بہن بھائی وحدانیت پرست ہیں اور خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کے سوا کسی کو بھی اس لائق خیال نہیں کرتے۔ اس لحاظ سے بھی عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے ہماری دشمنی ہے۔ عزازیل اور اس کے ساتھی ہمارے مقابلے میں طاقت ور اور زیادہ دراز دست ہیں۔ ہم نے بہت نگاہ دوڑائی لیکن تمہارے سوا ہمیں کوئی دکھائی نہ دیا جو عزازیل سے مقابلے میں ہماری مدد کر سکے۔ اب تم ہی میری بہن کیرش کو عزازیل کے ساتھیوں کے ظلم اور ستم سے بچا سکتے ہو اگر تم نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تو عزازیل کے ساتھی اسے زبردستی اٹھا لے جائیں گے اور اسے بے آبرو کرتے پھریں گے۔ کیا ایک نیکی کے نمائندے ایک وحدانیت پرست انسان کی حیثیت سے تم پسند کرو گے کہ خدائے واحد کو ماننے والی کسی لڑکی کو بدی کے گماشتے بے آبرو کرتے پھریں۔ میں اور میری بہن کیرش یہی استدعا لے کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ میں تو کسی نہ کسی طرح اپنے دشمنوں کے درمیان گزارا کر لوں گا اس لئے کہ وہ میرا کیا بگاڑیں گے۔ لیکن کیرش کی آبرو۔ اس کی عصمت کو ان سے خطرہ ہے۔ لہٰذا میں اسے تمہارے پاس لے آیا ہوں۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ کیرش کو اپنے ساتھ رکھو اس کی حفاظت کرو یہ بھی نیکی کا ایک کام ہے۔ اگر تم اس سے شادی کرنا چاہو اور اسے اپنی بیوی بنا لو تو یہ کیرش کی اور میری بھی خوشی کا باعث ہو گا۔ اور اگر تم کیرش سے شادی نہ کرنا چاہو اور اسے اس

سمجھو تو اسے نیکی کے کاموں میں اپنا ایک ساتھی بنا کر ہی اپنے ساتھ رکھ لو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم ہماری اس التماس کو ٹھکراؤ گے نہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد شولیس جب خاموش ہوا تو یوناف نے دیکھا کہ کیرش بے چاری بڑی التجا آمیز نظروں سے یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ شولیس اور کیرش مجھے پہلے اپنے ایک ساتھی سے مشورہ کرنے دو پھر میں تم دونوں بہن بھائی کو کوئی جواب دوں گا۔ اس پر کیرش فوراً بولی اور کہنے لگی۔ ساتھی سے اگر آپ کا مطلب ابلیکا ہے تو آپ بے شک اس سے مشورہ کریں اس پر یوناف نے حیرت انگیز انداز میں کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم ابلیکا کے متعلق کیسے جانتی ہو۔ اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی۔ ابلیکا کو تو ہم ایک عرصے سے جانتے ہیں۔ یہ کہ آپ ابلیکا ہی کی مدد سے اکثر و بیشتر عزازیل اور اس کے گماشتوں کو مار بھگاتے رہے ہیں۔ اور عزازیل اور اس کے گماشتوں کے ہاں ابلیکا کا اکثر و بیشتر ذکر ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا ابلیکا نام کی جو آپ کے پاس قوت ہے اس سے ہم خوب آگاہ ہیں۔ یوناف کے چہرے پر کیرش کے ان الفاظ سے ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلتا ہوا بولا۔ تم دونوں بہن بھائی یہیں رکو۔ میں مشورہ کرنے کے بعد تمہیں جواب دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کمرے سے نکل گیا تھا۔

کمرے سے نکلنے کے بعد یوناف ایک اوٹ میں گیا پھر اس نے ابلیکا کو پکارا۔ اس کے ایک بار پکارنے پر ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر وہ بولی اور کہنے لگی۔ میں یوناف میں تمہارے۔ شولیس اور کیرش کے درمیان ساری گفتگو سن چکی ہوں اگر میں غلطی پر نہیں تو تم کیرش اور شولیس کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا چاہو گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ابلیکا تمہارا اندازہ درست ہے۔ تم کہو یہ کیرش اور شولیس کیسے ہیں اور شولیس کے کہنے پر مجھے کیرش کو اپنے ساتھ رکھ لینا چاہئے یا نہیں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ جہاں تک شولیس اور کیرش کا تعلق ہے یہ واقعی دونوں بہن بھائی مظلوم ہیں۔ اگر شولیس کیرش کو تمہارے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ تو بے شک رکھو یہ تمہارے لئے خطرناک نہیں۔ تمہارے لئے تقویت کا ہی باعث بنے گی۔ چونکہ کیرش کا تعلق جنوں کی جنس سے ہے لہٰذا تمہاری طرح یہ بھی مافوق الفطرت قوتیں رکھتی ہے۔ اور عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف تمہاری بہترین مددگار اور معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں بہن بھائی تمہارے ساتھ دھوکہ اور فریب نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ دونوں ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ستائے ہوئے ہیں۔ شولیس تو واپس اپنے مسکن کی طرف چلا جائے گا۔ میرے

خیال میں وہ صرف کیرش کو تمہارے پاس چھوڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا خاموش ہوئی تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو ایلیکا۔ تمہاری گفتگو بتاتی ہے کہ یہ شولیس اور کیرش دونوں میرے لئے مخلص اور آنے والے دنوں میں میرے لئے خطرہ ثابت نہیں ہوں گے۔ لہٰذا میں کیرش کو ساتھ رکھ لیتا ہوں لیکن میں فی الحال اس سے شادی نہیں کروں گا۔ یہ میرے ساتھ رہے گی میں اس کے اطوار اور اس کے خلوص اور اس کے جذبوں کا جائزہ لوں گا۔ جب یہ میرے معیار پر پوری اتری تو پھر میں اس سے شادی کر کے اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے ساتھ رکھ لوں گا میرے خیال میں ماضی میں جس طرح بیوسا میری مددگار اور معاون رہی ایسے ہی میرے لئے کیرش ایک بہترین مددگار ثابت ہو گی۔ اس پر ایلیکا بولی اور کہنے لگی تمہارا اندازہ درست ہے اگر تم فی الحال اس سے شادی نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی۔ ایک مخلص۔ جاں نثار ساتھی کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھ لو۔ اور اگر تم دیکھو تمہارے معیار پر پوری اترتی ہے تو تم اس سے شادی کر لینا۔ اب تم کمرے کی طرف وہ دونوں بہن بھائی بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ یوناف اس اوٹ سے نکل کر دوبارہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اور شولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو شولیس میں ایلیکا سے مشورہ کر چکا ہوں۔ اس نے تم دونوں بہن بھائی کو واقعی مظلوم اور ضرورت مند بتایا ہے۔ لہٰذا تم دونوں بہن بھائی میرا بھی فیصلہ سنو۔ اگر تم پسند کرو تو کیرش کو میرے پاس چھوڑ سکتے ہو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اس کی پوری پوری حفاظت کروں گا۔ لیکن فی الحال یہ میرے ساتھ ایک ساتھی کی حیثیت سے رہے گی میں اس سے شادی نہیں کروں گا اسے اپنی جان اور اپنے جسم کا ایک حصہ سمجھ کر اس کا خیال رکھوں گا۔ اور اس کی حفاظت کروں گا۔ کہو کیا میری یہ تجویز تمہیں منظور اور قبول ہے۔ شولیس سے پہلے ہی کیرش اپنے لبوں پر گہری اور پر اثر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھئے ہمیں آپ کی یہ تجویز منظور ہے۔ شولیس بھائی واپس اپنے مسکن چلے جائیں میں اکیلی آپ کے پاس رہوں گی۔ میں آپ کے معیار پر پوری اترنے کی کوشش کروں گی اس لئے کہ میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی اور آپ کی زندگی کی ساتھی کی حیثیت سے رہنا چاہتی ہوں۔ اور اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے میں آپ کے معیار پر پوری اترنے کی کوشش کروں گی۔ کیرش کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ دونوں بہن بھائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں بہن بھائی بیٹھو۔ میں تم دونوں کے لئے کھانا منگاتا ہوں کیونکہ میں خود تو نیچے سرائے کے مالک کے ساتھ کھانا کھا کر آیا ہوں اس پر شولیس فوراً بولا اور کہنے لگا۔ یوناف بھائی تمہارا بے حد شکریہ۔ تمہاری بے حد مہربانی جو تم کیرش کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو گئے ہو۔ دیکھو میں تو اب یہاں سے رخصت ہوں گا۔ میں صرف کیرش ہی کو تمہارے پاس چھوڑنے آیا تھا۔ ہاں کیرش نے کھانا کھانا ہے اس کے کھانے کا اگر آپ انتظام کر دیں تو آپ کی مہربانی۔ مجھے اجازت دیں میں اب رخصت ہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی شولیس آگے بڑھا یوناف کے ساتھ وہ لپٹ گیا یوناف کی پیشانی پر ایک طویل بوسہ اس نے دیا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

شولیس کے جانے کے بعد یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ کیرش تو یہاں بیٹھ۔ میں تیرے لئے کھانا لے کر آتا ہوں۔ اس پر کیرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کے ساتھ نیچے جاتی ہوں وہیں کھانا کھا لوں گی۔ اس پر یوناف کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ کیرش چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہو لی۔ کیرش کو لے کر یوناف سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بھائی جس وقت میں تیرے ساتھ نیچے بیٹھ کر باتیں کر رہا تھا میری ساتھی لڑکی کیرش مجھ سے ملنے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اب میرے ساتھ ہی رہے گی اس پر سرائے کا مالک بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھنے لگا یوناف میرے عزیز کیا تم اس کیرش سے شادی کر لو گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ارادہ تو ہے لیکن ابھی میں ایسا نہیں کروں گا۔ فی الحال تم اچھا سا کھانا نکالو اس لئے کہ کیرش کو بھوک لگی ہے اس پر سرائے کے مالک نے چھوٹی سی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تم دونوں یہاں بیٹھو۔ میں کیرش کے لئے کھانا لگواتا ہوں۔ یوناف کیرش کو لے کر اس میز پر بیٹھ گیا۔ پھر سرائے کے مالک نے کیرش کے سامنے کھانا لگوا دیا اور کیرش چپ چاپ کھانا کھانے لگی تھی۔ اسی دوران یوناف اٹھ کر سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی۔ میرے کمرے میں کیرش کے لئے ایک اور بستر لگوا دو اس لئے کہ اب یہ مستقل میرے ساتھ ہی رہے گی۔ سرائے کا مالک خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تم فکر مند کیوں ہوتے ہو۔ میں ابھی اپنے ملازموں کو بھیجتا ہوں وہ تمہارے کمرے میں تمہارے بستر کے ساتھ ایک اور بستر لگا آتے ہیں اس کے ساتھ ہی سرائے کا مالک وہاں سے اٹھ کر توشک خانے کی طرف چلا گیا تھا۔ جبکہ یوناف دوبارہ کیرش کے سامنے

تھا۔

سرائے کے مالک نے اپنے ملازموں کے ذریعے یوناف کے کمرے میں کیرش کا بھی بستر لگوا دیا تھا۔ کھانا کھلانے کے بعد یوناف کیرش کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ اور اپنے اپنے بستروں پر آرام کرنے لگے تھے۔

○

ایران کی نئی ساسانی سلطنت کے پہلے حکمران اردشیر نے اپنی حکومت کو داخلی طور پر مستحکم کرنے کے بعد رومنوں سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا جو اشکانی دور میں ایران کی پریشانیوں۔ مصیبتوں ذلتوں اور پستیوں کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اردشیر نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ سب سے پہلے وہ اپنے جرار لشکر کو حرکت میں لایا اور دریائے فرات کو اس نے عبور کیا۔ اور جس قدر رومن مقبوضہ جات تھے ان کے اندر سارے رومنوں کو تہ تیغ کرنے کے بعد اس نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اردشیر کے دور حکومت میں رومنوں کا شہنشاہ الیگزینڈر سیور تھا۔ الیگزینڈر کو جب اردشیر کی فتوحات کا علم ہوا تو اس نے اردشیر کے پاس اپنے سفیر بھیج کر کہلا بھیجا کہ اردشیر کے لئے مناسب یہی ہو گا کہ وہ اپنی مملکت پر ہی قناعت کر لے اور رومنوں کے مقبوضہ جات پر قبضہ کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے۔

الیگزینڈر نے اردشیر کو یہ بھی پیغام بھجوایا کہ اگر وہ ایشیائے کوچک میں انقلاب کا خواب دیکھ رہا ہے تو یہ اس کی نگاہوں کا دھوکہ اور فریب ہے۔ الیگزینڈر نے یہ دھمکی بھی دی ہے کہ اگر اردشیر نے اپنے اطراف میں فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کی تو اسے رومنوں کی عظیم الشان سلطنت سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔

الیگزینڈر نے یہ بھی دھمکی دی کہ اگر اردشیر شمال کے وحشی قبائل کے خلاف فتوحات حاصل کرنے کے ساتھ اپنی مغربی سرزمینوں میں بھی کامیاب رہا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وحشی قبائل کے مقابلے میں رومنوں کے ساتھ جنگ کرنا انتہائی دشوار گزار ہے۔ اس کے علاوہ الیگزینڈر نے قاصدوں کے ذریعے سے اردشیر کو رومن شہنشاہ آگسٹس ٹراجن اور دوسرے حکمرانوں کی ایران کے خلاف فتوحات یاد دلائیں جو انہوں نے ایران کے بعض علاقوں کو تہ و بالا کر کے حاصل کی تھیں۔

اردشیر الیگزینڈر کی ان دھمکیوں میں آنے والا نہیں تھا۔ الیگزینڈر کا یہ پیغام سن کر نہایت برہم اور برافروختہ ہوا لہٰذا الیگزینڈر کی اس دھمکی کا جواب دینے کے لئے

سو قوی ہیکل۔ طاقت ور اور مسلح نوجوان مرصع گھوڑوں پر سوار کر کے سفارت کے طور پر اٹلی روانہ کئے یہ چار سو سوار رومن شہنشاہ الیگزینڈر سے ملے اور اردشیر کا پیغام دیا کہ پہلے روما نے ایشیا کے جن جن علاقوں کو غصب کر رکھا ہے وہ مملکت ایران کا ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہو گا کہ رومنوں کی حکومت ان سارے علاقوں کو ایران کو واپس کر دے۔ اور صرف اٹلی پر ہی اکتفا کرے۔

الیگزینڈر ایرانی سواروں کا یہ پیغام سن کر سخت برہم ہوا اور سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس نے ان سارے ایرانی سواروں کو زندان میں ڈال دیا تھا۔ اور ساتھ ہی اس نے اردشیر کے خلاف جنگ کرنے کے لئے زبردست تیاریاں شروع کر دیں۔

اور اپنی عسکری تیاریاں مکمل کرتے ہوئے رومن شہنشاہ الیگزینڈر نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک لشکر اس نے اپنے جرنیل کی سرکردگی میں آذر بائیجان پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ دوسرا لشکر جس کی تعداد پہلے لشکر کے ہی برابر ہی تھی اسے شوش شہر کی طرف روانہ کیا۔ تیسرا لشکر وہ خود لے کر ایران کے وسطی حصوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

رومنوں کا جو لشکر آذر بائیجان پر حملہ آور ہوا تھا اسے شروع شروع میں کچھ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اس لئے کہ آذر بائیجان میں اردشیر کا جرنیل جو رومنوں کے مقابلے میں تھا وہ جنگ کا اتنا تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ تاہم اس کی دلیری۔ شجاعت اور جوانمردی پر کسی کو کوئی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دو چار جنگوں میں وہ بے شک رومنوں کے مقابلے میں کمزور ہوا۔ بالآخر اس نے زور دار حملے کر کے آذر بائیجان پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ جوں ہی رومن پیچھے ہٹے تو ایرانی لشکر نے اس خونخواری سے حملہ کیا کہ رومن میدان جنگ چھوڑ بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

رومنوں کا جو لشکر شوش شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے پہونچا تھا اس کے مقابلے پر خود اردشیر آیا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں اردشیر نے اس خونخواری۔ اس قدر سختی کے ساتھ رومنوں پر نزول کیا کہ اس نے رومنوں کی صفیں کی صفیں درہم برہم کر کے رکھ دیں۔ اور شہر شوش کے باہر کھلے میدانوں میں اردشیر نے رومنوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ اپنے آگے بھاگتے ہوئے رومنوں کا اردشیر نے تعاقب کیا اور رومنوں کی اکثریت کو اس نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا تھا۔

شوش کے مقام پر رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد اردشیر برق رفتاری سے اپنے اس لشکر کی مدد کے لئے پہونچا تھا جو وسطی ایران میں رومن شہنشاہ الیگزینڈر کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ ابھی رومن شہنشاہ الیگزینڈر نے ایرانیوں کے اس لشکر پر حملہ بھی نہ کیا تھا کہ اردشیر بھی اپنا لشکر لے کر وہاں پہونچ گیا وسطی ایران میں بھی الیگزینڈر کے تحت کام کرنے والے رومن لشکر کو شکست ہوئی اور رومن شہنشاہ الیگزینڈر شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

اس طرح جہاں رومن شہنشاہ الیگزینڈر ایشائے کوچک سے ایرانیوں کو نکالنے کے لئے آیا تھا وہاں اسے خود پسپائی اختیار کرنی پڑی اور اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اس موقع رومنوں کی بد دلی اور شکست سے فائدہ اٹھا کر اردشیر اگر چاہتا تو ایشیا میں جس قدر رومنوں کے مقبوضہ جات تھے وہ سارے فتح کر کے رومنوں کو ایشیا سے نکل جانے پر مجبور کر سکتا لیکن نہ جانے اردشیر نے ایسا کیوں نہ کیا بہرحال رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ اردشیر نے آرمینیا کا رخ کیا جو ہمیشہ ایران کی اطاعت کا دم بھرتا اور پھر جب بھی موقع ملتا۔ ایران کے خلاف رومنوں کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو جاتا تھا۔ آرمینیا بھی ایرانی اور رومنوں کے مابین جھگڑے نزاع اور جنگ کا ایک مستقل سبب ہوا تھا۔

آرمینیا کا حکمران ان دنوں ایک شخص خسرو تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ نئی ساسانی مملکت کا بادشاہ اردشیر آرمینیا پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور اردشیر کا مقابلہ کیا۔ کوہستانی سلسلوں کے اندر آرمینیا کے حکمران اور خسرو اور ساسانی سلطنت کے پہلے بادشاہ اردشیر کے درمیان کچھ عرصے جنگیں ہوتی رہیں لیکن اردشیر ان کوہستانی جنگوں میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ آخر اردشیر نے آرمینیا کے حکمران خسرو کے ایک معتمد کو لالچ دے کر اسے خسرو سے منحرف کرا دیا اور درپردہ خسرو کو بعد میں اس نے قتل بھی کرا دیا۔ خسرو کے قتل کی خبر پھیلی تو اہل آرمینیا نے ہتھیار ڈال دیئے اور یوں اردشیر کا آرمینیا پر قبضہ ہو گیا۔

اردشیر سے قبل اشکانی حکمرانوں اور اس کے سرداروں نے آرمینیا والوں سے سلوک کر کے نفرت کے بیج بوئے ہوئے تھے۔ اشکانی اگرچہ شروع شروع میں زرتشت ہی مذہب کے پیروکار تھے لیکن رفتہ رفتہ وہ قدیمی آریائی مذہب کے مطابق ستاروں سیاروں کی پرستش کرنے لگے تھے۔ انہوں نے آرمینیا کے آتش پرستوں کو قدیم آریائی مذہب کی طرف لوٹانا چاہا ان پر سختیاں بھی کیں ان کی سختیوں کا یہ اثر ہوا کہ آرمینیا

...کدے ٹھنڈے پڑ گئے اور آتش پرستوں کے معبد اور مذہبی پیشوا اشکانیوں سے سخت ...ہو گئے تھے۔

ان کی دلجوئی کے لئے اردشیر نے انہیں آتش پرستی پر قائم رہنے کی اجازت دے دی۔ ...اشکانی شہزادوں اور امراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو آرمینیا میں پناہ لئے ہوئے ... ان میں سے بعض جو بچ گئے وہ بین النہرین ہندوستان اور افغانستان کی طرف بھاگ گئے۔

اردشیر نے ملک میں یک جہتی کا کام کرنے کے لئے آتش پرستی کو سرکاری مذہب قرار ...حکم دیا کہ آتش کدے جو سرد پڑ چکے ہیں پھر سے روشن کئے جائیں معبدوں کا ...اد کیا انہیں جاگیریں عطا کیں۔ آتش کدوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے وقف کی گئیں۔

اس کے علاوہ اس نے زرتشت کے دین کے علماء کو حکم دیا کہ زرتشت کی قدیم اوستا ...اندہ اجزاء جمع کر کے اسے از سر نو مرتب کریں۔ چنانچہ ان علماء کی جدوجہد اور ...سے اوستا پھر مرتب ہوئی اور اسے اردشیر نے مستند اور مصدقہ کتاب قرار دیا۔ ...نے امور مملکت میں زرتشت کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے امرا اور حکمرانوں ...فرمان بھی جاری کئے۔

اردشیر نے ملکی امور کی طرف توجہ بھی دی اور حکومت کی بنیادیں مضبوط کرنے کے ...ممالک میں خود مختار حاکم مقرر کرنے کا طریقہ بھی ختم کر دیا۔ جن کی وجہ سے ...اکثر فتنے سر اٹھاتے رہتے تھے۔ اس کے بجائے اس نے مضبوط مرکزی حکومت ...سب حاکموں پر اقتدار اعلیٰ حاصل تھا۔ آتش پرستی کو سرکاری مذہب قرار دینے ...ملک کی مرکزیت کے کام میں اور زیادہ مدد ملی تھی۔

اردشیر نے لوگوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا۔ سرکاری ملازموں کی درجہ بندی کی۔ ...امن عامہ کے ادارے قائم کئے۔ قدیم ایرانی شہنشاہ داریوش کی طرح اردشیر نے ...ہزار جانبازوں کا لشکر منظم کیا جس کا نام اس نے لشکر جاوداں رکھا تھا۔ یہ لشکر براہ ...بادشاہ کے معتمد سپہ سالار کے ماتحت ہوتا تھا۔

اردشیر کا عقیدہ تھا کہ ملک کی طاقت فوج کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور زر و مال ...کی ترقی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے فوج اور زراعت پر ...دی۔ اور محصولات میں کمی کر دی۔ اس کی دلی تمنا تھی کہ ملک خوشحال اور رعایا ...الحال ہو۔ چنانچہ اس نے عدل و انصاف کو بھی کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مذہب

پرستی اور عدل و انصاف کی جو روایات اردشیر نے قائم کیں وہ اس کے جانشینوں کے
مشعل راہ کا کام دیتی رہیں۔

اردشیر بڑا دلیر۔ دانشمند اور مستقل مزاج اور وسیع الظرف حکمران تھا۔ اس نے
اشکانی حکومت کی تمام مخالف جماعتوں کو اپنا ہی خواہ بنایا اور ان مشرقی ممالک کو بھی
سلطنت میں شامل کیا جنہوں نے اس سے پہلے کبھی اشکانیوں کا تسلط قبول نہ کیا تھا۔ اس
اپنی مملکت میں جو سیاسی اور مذہبی نظام رائج کیا وہ اتنا پائیدار تھا کہ یہ چار سو سال تک
رہا۔

اردشیر کی کامیابی اور اس کی عظمت کا پتہ ان تعمیرات سے بھی چلتا ہے جو اس نے
کیں۔ اس نے آٹھ شہر اپنے نام کی نسبت سے بسائے۔ سب سے پہلے اس نے سلیوک
شہر کی از سر نو تعمیر کی اور اس کا نام وہمہ اردشیر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے علاوہ اس
نے اپنے نام کی نسبت سے اردشیر خورہ۔ ریوشیر۔ رام اردشیر جیسے شہر آباد کئے۔ اور
خورہ جہاں آباد ہوا وہاں پہلے گوہر آباد شہر قائم تھا یہ شہر ویران ہوا تو اسے آباد کر کے اس
نے اپنے نام کی نسبت سے اردشیر خورہ رکھا۔ جس کا مطلب ہے شوکت اردشیر اب یہ
فیروز آباد کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک ہرمزد خورزستان میں آ
جو بعد میں شوکل اہواز کہلایا۔ اس کے علاوہ اردشیر نے انبار آباد۔ بورد اردشیر۔ اور
آباد شہر آباد کئے یہ بہشت آبادی شہر اسلامی دور میں بصرہ کے نام سے دوبارہ آباد ہوا۔
مورخین کا خیال ہے کہ خوارزم شہر بھی ابی اردشیر نے ہی بسایا تھا۔

اس کے علاوہ حالیہ کھدائی میں اردشیر کی یادگاریں بھی ملی ہیں۔ اس میں سب
مشہور یادگار چٹانوں پر نقشہ ہے جس میں ایرانیوں کا خدا آہور مزدہ اور اردشیر گھوڑ
سوار ہیں گھوڑے ساز و سامان سے مزین ہیں اور ان گھوڑوں میں فرق اس قدر
بادشاہ کے گھوڑے کے سینہ بند پر تختیاں نظر آتی ہیں جن پر شیروں کے چہروں کی ا
تصویریں ہیں۔ لیکن آہور مزدہ کے گھوڑے کے سینہ بند پر حوروں کی ابھرواں تص
ہیں۔ بادشاہ کے پیچھے ایک خواجہ سرا ہے اور اس کے علاوہ ایک مسلح شخص اردشیر
گھوڑے کے پاؤں پر گرا ہوا ہے۔ مورخین کا خیال ہے کہ گھوڑے کے پاؤں پر گ
شخص اشکانی سلطنت کا آخری بادشاہ اردوان ہے جسے شکست دے کر اردشیر نے
سلطنت کی بنیاد رکھی تھی

مرنے سے پہلے اردشیر نے اپنے بیٹے شاہ پور کو بارہ نصیحتیں کیں جو انتہائی دو
اور عبرت خیز ہیں۔ پہلی یہ کہ طاقت لشکر کے بغیر۔ لشکر مال و دولت کے بغیر۔ مال د

کے بغیر۔ زراعت عدالت اور حسن سیاست کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔
یہ کہ بغض اور کینے کو اپنا شعار مت بنانا۔
ی یہ کہ لوگوں کی رسد نہ روکو تاکہ تمہیں بھی قحط کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مسافروں
دارات کرو۔ کیونکہ تمہیں بھی سفر آخرت درپیش ہے۔ دنیا میں دل نہ لگاؤ یہ کسی
وفا نہیں کرتی۔ دنیا کو بالکل ترک بھی نہ کرو کیونکہ اس کے ذریعے عاقبت کے لئے
ک کا ذخیرہ کر سکتے ہو۔
تھی یہ کہ حکومت جب پست فطرت لوگوں کے سپرد کی جاتی ہے تو ندامت سے
ا پڑتا ہے۔ بادشاہ سے رعیت ڈرتی ہے وہ اس بادشاہ سے بہتر ہے جو رعیت سے
۔
ںویں یہ کہ بادشاہ ظالم ہو تو آبادی اور خوشحالی ممکن نہیں۔ عادل بادشاہ باران نعمت
ہوتا ہے۔ خونخوار شیر ظالم سلطان سے بہتر ہے۔
ی یہ کہ ہر شخص کو سخی ہونا چاہئے لیکن اگر بادشاہ سخی نہ ہو تو وہ ناقابل معافی ہے
سخاوت پر سب سے زیادہ قادر وہی ہوتا ہے۔
اتویں یہ کہ بادشاہوں کے لئے اس سے زیادہ اور کیا دہشتناک چیز ہو گی کہ سران کے
دم اور دم ان کے نزدیک سر ہو جائے۔
آٹھویں نصیحت یہ کہ بدترین بادشاہ وہ ہے جس سے بے گناہ لوگ ڈریں۔
ویں نصیحت یہ تھی کہ سلطنت کی بقا مذہب سے ہے اور مذہب کی ترویج اور اشاعت
ی قوت سے ہے۔
دسویں نصیحت یہ تھی کہ بادشاہوں پر لازم ہے کہ عفو اور چشم پوشی کو لوگوں کی تہذیب
بنائیں اور نہ تنبیہہ اور قطع حق کو۔
گیارھویں نصیحت یہ تھی کہ ہم سب جسم واحد کی مانند ہیں۔ کسی عضو کو کوئی راحت یا
ہو تو اس کا اثر تمام اعضای پر پڑتا ہے۔ تم میں بعض بمنزلہ سر ہیں۔ جس کی حکومت
ے اعضاء پر ہوتی ہے۔ بعض بمنزلہ ہاتھ ہیں جو نقصان رسا چیزوں کو رد کرتے ہیں اور
چیزوں کو حاصل کرتے ہیں۔ بعض قلب کی طرح ہیں جس سے فکر اور احساس پیدا ہوتا
بس تمہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کے کام آؤ۔ ہر شخص اپنے ساتھی کو نصیحت کرکے
ی رہنمائی کرے تاکہ حسد اور کینے سے دور رہے۔
بارھویں نصیحت یہ تھی کہ مذہب اور تخت و تاج کو لازم و ملزوم سمجھو۔ دونوں ایک
ے کی بقا کا ذریعہ ہیں۔ جس کا کوئی مذہب نہیں ہو سفاک انسان ہے۔

اردشیر کو اپنی رعایا سے بہت ہمدردی تھی اس کو جب اطلاع ہوئی کہ اس کی سلطنت میں اہل استخر خشک سالی کی تباہی کا حال بیان کرنے آئے ہیں تو ان کی داستان سن کر کہا بارش آسمان سے نہیں برسی تو ہماری سخاوت کی بارش ہو گی اور حکم دیا کہ رعایا کے نقصان کی تلافی خزانہ شاہی سے کر دی جائے۔

اس طرح ساسانی سلطنت کا پہلا بادشاہ اردشیر اپنے عدل و انصاف اپنی دانشمندی اور پیش بندی سے ایک کامیاب حکمران کی طرح حکومت کرنے کے بعد اس دنیا سے چل بسا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا شاہ پور ساسانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔

○

ایک روز یوناف اور کیرش دونوں تدمر شہر اور سرائے کے درمیان پڑنے والی سمت کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ اس لمس کے آتے ہی یوناف سنبھل گیا اور ایک جگہ رک گیا۔ کیرش بھی سمجھ گئی تھی کہ یوناف ابلیکا کے ساتھ گفتگو کرنے لگا ہے لہٰذا وہ بھی یوناف کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ میں سمجھتی ہوں تدمر شہر کے اندر تم نے اپنے کام کی تکمیل کر دی ہے۔ جہاں اس سے پہلے اس شہر میں شرک۔ گناہ اور بد تمیزی کا بازار گرم تھا وہاں تم نے جدوجہد اور کوشش کر کے شرک کو اس کی جڑوں سے اکھاڑ پھینکا ہے اب تدمر شہر کے لوگ تدمر بنت حسان کی لاش کے پاس جا کر نہ دعائیں مانگتے ہیں اور نہ کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تدمر شہر میں جو دو کنیزوں کے مجسمے ہیں ان کی پوجا بھی لوگوں نے ترک کر دی ہے۔ تمہاری اس کامیابی پر عزازیل ان دنوں بڑا برہم اور الجھا دکھائی دے رہا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی دیکھ یوناف۔ میرے حبیب۔ تدمر شہر میں اپنے کام کی تکمیل کرنے کے بعد اب تم انطاکیہ شہر کا رخ کرو۔ وہاں اس عزازیل نے عجیب و غریب حرکات کر رکھی ہیں۔ شرک کی ابتدا تو اس نے انطاکیہ میں عروج پر پہونچا ہی رکھی ہے پر وہاں اس نے ایک یہودی عالم کو بڑی اذیت بڑے کرود میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ یہودی عالم وحدانیت کا قائل ہے۔ اور انطاکیہ شہر میں ہمہ وقت خدائے واحد کی بندگی اور اطاعت کی تبلیغ کرتا ہے۔ پر اس عزازیل نے اسے ایک ایسے روگ میں مبتلا کیا ہے جو اس یہودی عالم کے لئے ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ شرک کے پھیلاؤ اور وحدانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے عزازیل نے یہ نیا ہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

دیکھ یوناف۔ اپنی مافوق الفطرت قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس عزازیل نے اس یہودی عالم کے دائیں پاؤں کو سانپ کے منہ کی طرح تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ جہاں اس یہودی عالم کے پاؤں کی انگلیاں تھیں وہاں بڑے بڑے زہریلے سانپ کے سے دانت نکل آئے ہیں۔ پاؤں کا درمیانی حصہ خوب پیچھے ہٹ چکا ہے جس کی وجہ سے اوپر کا حصہ جس میں دانت نکل آئے ہیں خوب نیچے جھکا ہے ایڑی بھی اوپر نکل آئی ہے اس کی ایڑی کی شکل ایسی ہو گئی ہے جیسے کسی گھوڑے کے منہ کا نچلا حصہ ہو۔ اب اوپر کا حصہ جہاں سانپ کی طرح بڑے بڑے زہریلے دانت نکل آئے ہیں وہ حصہ وقتے وقفے سے پاؤں کے نچلے حصے کو جس کی شکل و صورت گھوڑے کے منہ جیسی ہے کاٹتا رہتا ہے۔ اوپر کے حصے کے نیچے کے حصے کو کاٹنے سے وہ یہودی عالم بڑی اذیت بڑی تکلیف میں رہا ہے۔ اس یہودی عالم کو اذیت میں مبتلا کئے چند ہی روز ہوئے ہیں لہٰذا میرے حبیب تم کیرش کے ساتھ تدمر شہر سے کوچ کرو اور انطاکیہ کی طرف جاؤ۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور اس یہودی عالم کی مدد کرو۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے محسوس کیا جیسے ابلیکا نے اس کے لباس کی جیب میں کوئی چیز ڈالی ہو۔ یوناف اس چیز کا جائزہ لینے ہی لگا تھا کہ ابلیکا پھر بولی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب۔ تمہاری جیب میں میں نے چمڑے کا ایک ٹکڑا ڈالا ہے اس پر وہ عمل درج ہے جسے استعمال کر کے تم اس یہودی عالم کو عزازیل کی تکلیف اور اذیت سے نجات دلا سکتے ہوئے۔ انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے سے پہلے تم چمڑے پر لکھی ہوئی اس تحریر کو پڑھ کر زبانی یاد کر لینا۔ میرے خیال میں اب تم سرائے کی طرف چلو اپنا اور کیرش کا سامان سمیٹو اور انطاکیہ کی طرف کوچ کرو۔ میں اس یہودی عالم تک تم دونوں کی رہنمائی کروں گی۔

اس کے ساتھ ہی ابلیکا اپنا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اس کے کہنے پر سرائے کی طرف چل دیا تھا۔ اس موقع پر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ ابلیکا آپ کو کیا پیغام دے گئی ہے۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ابلیکا کہتی ہے کہ تم دونوں کو تدمر شہر سے انطاکیہ شہر کی طرف کوچ کر جانا چاہئے۔ اس لئے

کہ وہاں اس عزازیل نے ایک یہودی عالم کو بڑی اذیت اور کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس یہودی عالم کو جو وحدانیت پرست اور ہر وقت خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کی تبلیغ اور عبادت کرتا رہتا ہے اس عزازیل نے اس کے پاؤں کو شکل و صورت کے لحاظ سے تبدیل کر دیا ہے پاؤں کا اوپر کا حصہ سانپ کے منہ جیسا۔ درمیانی حصہ اندر گھسا دیا گیا ہے۔ پاؤں کا ایڑی والا حصہ گھوڑے کے منہ کے نچلے حصے کی شکل و صورت میں دے دیا گیا ہے اور بد سے بدتر حالت یہ کہ اوپر کا حصہ جس میں سانپ کی طرح بڑے بڑے دانت ہیں وہ نچلے حصے کو کاٹتا رہتا ہے جس سے وہ واحد پرست یہودی بری طرح تکلیف اور اذیت محسوس کرتا ہے۔ ابلیکا کا کہنا ہے کہ ہم دونوں کو تدمر سے کوچ کر کے انطاکیہ کی طرف جانا چاہئے اور اس یہودی عالم کو عزازیل کی عائد کردہ اذیت سے نجات دلانی چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی جیب کے اندر سے چمڑے کا وہ حصہ نکالا جو ابلیکا نے اس کی جیب میں ڈالا تھا۔ پہلے اس نے اس تحریر کو خود پڑھا۔ اور زبانی یاد کر لیا۔ پھر اس نے وہ ٹکڑا کیرش کو دیا۔ اور کہنے لگا کیرش یہ وہ عمل ہے جو ابلیکا نے دیا ہے اس عمل سے ہم اس یہودی عالم کو عزازیل کی دی ہوئی اذیت سے نجات دلا سکتے ہیں اور اس عمل کو تم زبانی یاد کر لو۔ تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد کیرش بھی اس عمل کو زبانی یاد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ پھر یوناف نے اس سے وہ چمڑے کا ٹکڑا لے کر دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔

یوناف اور کیرش تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ یوناف فوراً رک گیا۔ کیرش بھی پریشانی کی حالت میں چلتے چلتے رک گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور بدحواسی اور پریشان سی آواز میں کہنے لگی۔

دیکھو یوناف۔ تم اور کیرش دونوں سنبھلو۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ طوفانی انداز میں تم پر وارد ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے۔ یوناف تمہیں چاہئے کہ عزازیل کے وارد ہونے سے پہلے ہی تم کیرش کو اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کرنے کا علم سکھا دو۔ اس پر یوناف بڑے مطمئن انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا تم فکرمند نہ ہو۔ یہ عمل میں کیرش کو پہلے ہی سکھا چکا ہوں اور ہاں سنو۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ میں وہ سارے علوم بھی کیرش کو بتا اور سمجھا چکا ہوں جو تم نے مجھے اور یوسا کو مصری ساحر کے بیٹے سے حاصل کر کے دیئے تھے۔ اب تم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو آنے دو۔ کیرش خداوند قدوس نے چاہا تو جس طرح ماضی میں یوسا میرے ساتھ بہترین انداز میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرتی رہی ہے ایسے ہی کیرش بھی میر۔

ساتھ ان کے سامنے چٹان کی طرح جم جائے گی۔ اور سنو ابلیکا میں تم پر انکشاف کروں کہ یہ کیرش یوسا سے بھی زیادہ زوردار اور پرقوت ضرب لگانے والی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب رکا تو ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف میرے حبیب۔ تمہاری باتیں سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ تم نے یہ بہترین دانشمندی اور پیش بندی کا ثبوت دیا ہے کہ تم نے سارے علوم کیرش کو سکھا دیئے ہیں۔ اس طرح یہ اپنے آپ کو بہتر انداز میں مسلح کر کے تمہارے پہلو بہ پہلو عزازیل اور اس کے ساتھیوں پر ضرب لگا سکتی ہے۔ اب دونوں سنبھل جاؤ۔ میں بھی یہیں ہوں تینوں مل کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں اور بدی کی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا لمس دیتی ہوئی ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور کیرش دونوں صحرا کی اس پٹی میں ہمہ تن متوجہ ہو کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل صلاو' بارمس اور یوشا کے ساتھ تدمر کے ان صحراؤں میں یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہوا۔ ماضی میں شاید کیرش عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی دھمکیوں کا شکار رہی تھی لہٰذا جوں ہی عزازیل بارمس۔ صلاو اور یوشا اس کے سامنے نمودار ہوئے۔ وہ بے چاری کچھ پریشان۔ افسردہ اور اداس ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا پھر اسے تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو کیرش اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایک عرصے سے میں زندگی اور موت کا کھیل کھیلتا آ رہا ہوں۔ انہیں دیکھتے ہی تمہارے چہرے پر پریشانیاں کیوں برسنے لگی ہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں ہوں یہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ دیکھو اب یہ تجھ پر وارد ہونا چاہیں تو جس طرح میں نے تمہیں سمجھا رکھا ہے اسی طرح ان پر حملہ آور ہونا۔ اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ جب ان پر ضرب لگاؤ تو پہلے ان کی قوت کو طبعی حالت میں لانے کے بعد ان پر ضرب لگانا۔ اب تم ان سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کرنے لگا ہوں تم بھی ایسا کر لو۔ پھر دیکھو عزازیل کے یہ گماشتے کیسے مٹی کے کھلونوں اور ریت کے گھروندوں کی طرح ہمارے سامنے مسمار ہو کر رہتے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے کیرش کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ بڑی میٹھی میٹھی نگاہوں سے اس نے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی آپ کی باتوں نے میری ساری پریشانیاں۔ ساری افسردگیاں دھو کر رکھ دی ہیں۔ اب میں آپ کے پہلو بہ پہلو ان پر ضرب لگانے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں نے اپنی اپنی قوتوں میں دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔

یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہونے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک ان دونوں کو بڑے غور اور کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تو تم نے کیرش کو بھی پناہ دے رکھی ہے۔ تیری اس پناہ کے باوجود یہ کیرش ہمارے ہاتھوں بچ نہ سکے گی۔ پھر عزازیل یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر صادو۔ بارص اور یوشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ میرے ساتھیو۔ اس یوناف اور کیرش کے خلاف تدمر کے ان صحراؤں میں انتقام کی ایسی ستمگر آگ بھڑکاؤ کہ انہیں اپنے سامنے وحشتوں کے مناظر بولتے زخموں اور زیست و موت کی کشمکش کے سوا کچھ نہ نظر آئے۔ انہیں ایسا مارو کہ ان دونوں کی حالت سیاہ شب کی برہنہ میت کی طرح غم کا سیلاب بن کر رہ جائے۔

اس کے بعد عزازیل رکے بغیر کہتا چلا گیا تھا۔ سنو میرے رفیقو۔ آج ان دونوں پر اس طرح وارد ہو ان کی ایسی پٹائی کرو کہ ان دونوں ہی کی حالت بیکراں ملک کی وسعتوں میں خواہشوں کی سربریدہ لاش' چاروں طرف چپ کے سناٹے میں کربناک نقش' آوازوں کے سیل میں کڑے عذابوں کے محور' سیٹیاں بجاتی ہواؤں میں خزاؤں کے زرد آنچلوں جیسی ہو کر رہ جائے۔

عزازیل کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا پر یوناف بولا اور اس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا دیکھ بدی کے گماشتے۔ خیر و شر کے کھیل میں میں اکثر و بیشتر تیرے لئے زمین کا حادثہ اور فلک کا ایک سانحہ بنتا رہا ہوں۔ ماضی میں کئی بار میں بدن ٹٹولتی سردی میں رنگیں کھنگالتے کالے نوحوں کے تاروں کی طرح تم پر نزول کرتا رہا ہوں۔ دیکھ عزازیل ماضی میں کئی بار اس حقیقت فریب دنیا کے جھوٹے سچے خوابوں اور زیست لذتوں میں میں تیرے احساس کی کھڑکیوں سے تیرے تن کے بھید کھول کے رکھتا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں تو سرابوں کا سہارا لے کر دوسروں کے حق میں کانٹے بونے والا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو میری طرف کیوں بڑھاتا ہے خود مجھ سے ٹکرا۔ پھر دیکھ میں تیری منزل کے نشے کو خزاں کے نوحوں میں کیسے تبدیل کرتا ہوں۔

یوناف تھوڑی دیر رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے عزازیل کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ خداوند کے راندھے اور مردود۔ تو پائیرو کو اپنی سب سے بڑی قوت سمجھ کر میرے مقابل لایا تھا۔ لیکن یہ انکشاف تیرے لئے یقیناً" دل جلانے والا ہو گا کہ میں نے پائیرو کو ختم کر دیا ہے۔ اور دیکھ بد بخت مخلوق۔ تو بارص اور صادو کو مجھ سے ٹکرا کر کیوں انہیں میرے ہاتھوں مروانا چاہتا ہے۔ ماضی میں یہ دونوں بھائی کئی بار مجھ سے ٹکرا کر میرے

...ت کے داغ اٹھا چکے ہیں۔
...زازیل۔ تدمر شہر کے ان ویرانوں میں تجھے کیا ایسا ممکن نہیں کہ بارص صادو اور یوشا ... کھڑے رہ کر تماشہ دیکھیں اور تو اکیلا میرے ساتھ ٹکرائے۔ اگر تو ایسا کرنے پر ... ہو جائے تو میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ میں مار مار کر تیرے دل و ذہن میں کانٹے ... اور سیسے جیسے پگھلے الفاظ تیری سماعت میں ڈال دوں گا۔ عزازیل اگر تو مجھ سے ... میں تیری فرد عمل کو حروف سیاہ کی طرح مٹاؤں گا اور تیری سرشاریوں کی فصل ... کی دھوپ بن کر نمودار ہو جاؤں گا۔ عزازیل میں جانتا ہوں تو باتوں میں بادلوں کی ... جیوں کے زور جیسی صورت لے کر نمودار ہوتا ہے لیکن اپنے عمل میں تو دعائے ... لاشوں کے حرف میں مکڑی کے جالے' اڑتے خس و خاشاک اور ایام کے سوکھے ... بھی بدتر ہے۔ دیکھ عزازیل اس صادو اور بارص کو ایک طرف رہنے دے تو ... اور مجھ سے ٹکرا۔ پھر دیکھ فتح کس کے مقدر میں رہتی ہے۔ اور شکست کس کے ... بنتی ہے۔

...زازیل نے یوناف کے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس نے اشارے سے صادو۔ ... یوشا کو یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ عزازیل کی طرف ... اشارہ ملتے ہی صادو یوناف کے دائیں طرف سے رعونت سے لبریز' نفرت کی دھوپ' ... میں طوفانی سفر کی طرح آگے بڑھا۔ بائیں جانب سے بارص چٹانوں کے شہر میں ... یاس اور یاسیت اور نا آسودگی میں لمحوں کے آسیب کی طرح حرکت میں آیا تھا۔ ... دونوں کی بہن یوشا سوزناک کہر میں شعلوں کے آبشاروں اور گھپ اندھیروں کی ... ہر طرف لپکتی بجلیوں کی طرح کیرش کی طرف بڑھی تھی۔

...ری طرف کیرش بھی انتہائی تیز۔ انتہائی چالاک ثابت ہوئی۔ یوشا ابھی اس سے ... پر ہی تھی کہ وہ مقدر کی راہوں پر موت کے گہرے بھنور اور کھنڈروں کی سر ... گزرے وقت کی ضرب کی طرح حرکت میں آئی۔ اپنی جگہ سے وہ تیزی کے ساتھ ... قوت میں اس نے پہلے ہی دس گنا اضافہ کر رکھا تھا بھاگتے ہی بھاگتے اس نے یوشا ... کو دس گنا کم کرنے کے بعد لگاتار کئی ضربیں اس نے یوشا کے جسم کے مختلف ... اس زور سے لگائیں تھیں کہ یوشا زمین پر گرنے کے بعد بری طرح کراہنے اور ... کی تھی۔

...سری طرف یوناف ابھی تک کسی قدیم مجسمے اور ماورائی دیوتا کی طرح اپنی جگہ پر ... وہ تھا جیسے وہ کوئی چٹان ہو اور حرکت نہ کر سکتی ہو۔ بارص اور صادو لگاتار اس کی

طرف بڑھ رہے تھے۔ بارمس اور صادو نے جب دیکھا کہ ان سے قریب ہی کیرش کی بہن یوشا کو مار مار کر ادھ موا کر دیا ہے تو صادو یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا جبکہ بارمس نے اپنی بہن یوشا کی مدد کرنے کے لئے کیرش پر حملہ آور ہوا۔ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف بھی ٹوٹی قبروں کے میلے کتبوں میں رقص شروع وشت میں آبدار آئینوں کے عکس کی طرح حرکت میں آیا۔ بارمس کی طرف وہ بڑھا ضربیں اس پر ایسی جاندار لگائیں کہ بارمس بل کھاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ اسی لمحے یوناف پر لپکا تھا اور یوناف کی گردن پر اس نے ایک زوردار ضرب لگائی یوناف اس برداشت کر گیا تھا۔ حالانکہ وہ بڑی زوردار ضرب تھی اس لئے کہ صادو نے یہ ضرب طاقت میں دس گنا اضافہ کرنے کے بعد لگائی تھی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پھر حرکت میں آیا۔ صادو کی قوت کو اس نے کم کیا۔ صادو پر دو چار ضربیں ایسی لگائیں کہ صادو ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا یوناف پر اب ایک طرح کا سودا اور جنون سوار ہو گیا تھا۔ وہ لگاتار کو پیٹتا ہوا پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتا چلا جا رہا تھا۔ دوسری طرف کیرش نے اپنے سامنے مار مار کر زمین پر گرا دیا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ صادو کو یوناف مارتا ہوا پیچھے لے جا رہا ہے اور زمین پر گرا ہوا بارمس اٹھ کر یوناف کی پشت سے حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو وہ آندھیوں اور طوفانوں کی طرح حرکت میں آئی اور بارمس کی پشت کی طرف سے وہ ضربیں ایسی اس نے لگائیں کہ بارمس پھر کراہ اٹھا۔

یوناف صادو کو مارتے مارتے عزازیل کے قریب لے گیا تھا پھر یوناف نے ہوا کے ایک زہریلی جست لگائی اور اپنی دائیں ٹانگ اس زور سے اس نے عزازیل کے ماری کہ عزازیل بری طرح کراہتا ہوا دور جا گرا تھا۔

یوناف اور کیرش دونوں ایک بار پھر پہلو سے پہلو ملا کر اکٹھے ہو گئے۔ یوشا۔ بارمس صادو ایک بار خوب پٹنے کے بعد اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف نے بڑی رازداری اور بڑی نرم آواز میں اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیرش تم نے تو کمال کر دیا۔ مجھے تم سے قطعاً ایسی امید نہ تھی کہ تم یوں لمحوں کے اندر اس یوشا کو اپنے سامنے زیر کر لو گی اور اسے ادھ موا کرنے کے بعد میری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے بارمس پر بھی ضرب لگا دو گی۔ کیرش میں اس کے لئے تمہارا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے بارمس کو میری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے دیا۔ اس پر کیرش نے گہری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ چاہتوں اور اپنائیت اور سپردگی کے جذبوں سے بھرپور آواز میں کہنے لگی آپ کو میرا شکریہ ادا کرنے

کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں ایک دوسرے کے محافظ اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ ضرورت کے وقت آپ میری اور میں آپ کی مدد نہیں کروں گی تو پھر ہم دونوں کے ساتھ ہونے کا پھر کیا فائدہ۔ کیرش کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف کے سامنے آیا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ آج لگتا ہے مجھے تیرے ساتھ دو ہاتھ کرنا ہی پڑیں گے تو کچھ زیادہ ہی حد سے گزرتا چلا جا رہا ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ میں تیرے سامنے آنے سے کتراتا ہوں۔ میں جب اور جہاں چاہوں اپنی مرضی کے مطابق تجھ پر ضرب لگا سکتا ہوں۔ اس کے بعد عزازیل نے صادو، بارمس اور یوشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم تینوں ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں خود یوناف سے ٹکراتا ہوں پھر دیکھتا ہوں یہ میرا کیا بگاڑ لیتا ہے۔

عزازیل کے ان الفاظ سے یوناف کے چہرے پر بڑی گہری اور بڑی دل پسند مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش تو میرے پہلو میں کھڑی رہ۔ اور دیکھ میں اور عزازیل کیسے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی میں تماشائی نہیں بنوں گی اگر اس عزازیل نے اپنے سامنے آپ کو زیر کرنے کی کوشش کی تو میں اس پر ٹوٹ پڑوں گی اور اسے آپ پر حاوی اور غالب نہیں ہونے دوں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا کیرش تیری مہربانی شکریہ۔ لیکن تو عزازیل کے خلاف حرکت میں مت آنا۔ تماشہ دیکھ میرے اور اس کے ٹکراؤ کا کیا بنتا ہے اگر تو اس کے خلاف حرکت میں آئے گی تو صادو۔ بارمس اور یوشا بھی ہم دونوں پر الٹ پڑیں گے پھر اس عزازیل کے ساتھ مقابلے کا لطف ہی نہیں رہے گا۔ کیونکہ ایسی صورت میں ابلیکا بھی ٹپک پڑے گی۔ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تم بے فکر اور بے پرواہ ہو کر اس عزازیل کے ساتھ ٹکراؤ۔ کیرش سے بھی کہو کہ اسے اس مقابلے میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر عزازیل کی مدد کے لئے صادو۔ بارمس اور یوشا نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو کیرش ضرور انہیں سنبھالتی رہے۔ صادو اور بارمس سے میں خود نپٹ لوں گی۔ دیکھو اب عزازیل آگے بڑھنا شروع ہو گیا ہے اب تم اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ایک ہلکا سا لمس دے کر علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی ہوئی کیرش کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اب عزازیل مجھ سے ٹکرانے لگا ہے اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ

کرنا۔ ابھی ابھی ایلیکا نے میری گردن پر لمس کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر صادو۔ بارص اور یوشا نے بھی عزازیل کی مدد کرنا چاہی تو کیرش صرف یوشا سے ٹکرائے بارص اور صادو کو خود ہی ایلیکا سنبھال لے گی۔ لہٰذا تم ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہو۔ اور عزازیل کے ساتھ میرے ٹکراؤ کو دیکھو میں اس کی کیا حالت کرتا ہوں۔ یوناف کے کہنے پر کیرش یوناف کے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی اتنی دیر تک عزازیل آگے بڑھا اپنا ہاتھ اس نے بلند کیا پھر ایک زوردار ضرب اس نے یوناف کے پیٹ پر لگائی تھی۔ وہ ضرب کھانے کے بعد یوناف کسی دیومالائی مجسمے کی طرح بے حس کھڑا رہا۔ اس پر عزازیل نے ویسی ہی ایک دوسری ضرب اس کے پیٹ پر لگائی تھی جواب میں یوناف نے اپنے پیٹ کو تھوڑی دیر کے لئے سہلایا پھر وہ کھولتے لہجے میں عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بدبخت مخلوق۔ اے بدی کے فروغ کا کام کرنے والے مردود۔ اور قوت کے ساتھ میرے جسم پر ضرب لگا تا کہ میں برافروختہ ہوں اور تجھ پر ایسی ضرب لگاؤں کہ تیری توڑ پھوڑ کا کام شروع ہو عزازیل ہوا میں اچھلا اور ایک ایسی ضرب اس نے یوناف کے شانے پر لگائی جو واقعی یوناف کے لئے ناقابل برداشت تھی اور یوناف بل کھاتا ہوا پیچھے ہٹا اور زمین پر گر گیا۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کیرش بے چاری پریشان اور افسردہ ہو گئی تھی لیکن بہت جلد یوناف نے اپنے آپ کو سنبھالا فورا" وہ اٹھ کھڑا ہوا اپنی قوت کو بحال کیا عزازیل کی قوت میں اس نے دس گنا کمی کی۔ پھر جو اس نے ہوا میں جست لگاتے ہوئے عزازیل کی گردن پر ضرب لگائی تو عزازیل سسکتا ہوا کئی قدم پیچھے لڑھک گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف پر گویا جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا۔ اس نے لگاتار کئی ضربیں عزازیل کے دے ماریں ساتھ ہی ساتھ اس کی طاقت میں وہ دس گنا کمی بھی کرتا جا رہا تھا۔ اس لئے کہ ایسا کرنے سے عزازیل کسی بھی لمحہ اس کے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

تھوڑی دیر تک عزازیل کو ڈھول کی طرح بجانے کے بعد اور اس پر ناقابل برداشت ضربیں لگانے کے بعد یوناف پیچھے ہٹا۔ کیرش کے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ یوناف کی اس کار گزاری پر کیرش بے حد خوش دکھائی دے رہی تھی۔ یوناف جب اس کے پہلو میں گیا تو کیرش رازدارانہ انداز میں محبت بھری آواز میں کہنے لگی۔ میں تو اس عزازیل کو ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست خیال کرتی تھی لیکن آپ نے مار مار کر اسے ایسا ادھ موا کر دیا ہے کہ اس میں جیسے طاقت اور قوت ہی نہ رہی ہو۔ میں آپ کو آپ کی اس کار گزاری پر مبارک باد دیتی ہوں۔ کیرش کی ان باتوں سے یوناف کے چہرے پر پسندیدہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اتنی دیر تک عزازیل بھی اٹھ کر بارص کے پہلو میں آ کھڑا ہوا تھا۔ یوناف اسے

...ر کے کہنے لگا۔

...بدی کے گماشتے۔ معصیت کے پروردہ۔ تو نے مجھ پر ضربیں لگا کر دیکھ لیا۔ آخر تو ...کیا بگاڑا۔ اس پر عزازیل نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے ...جب میری تیسری ضرب تم پر پڑی تھی تو تم سر سے لے کر پاؤں تک ہل کر رہ ...اور انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گئے تھے۔ پھر بھی تم کہتے ہو کہ میں ...کیا بگاڑا ہے۔ اس پر یوناف قہر بھرے انداز میں کہنے لگا یہ جو میں تمہیں ڈھول کی ...ہوئے اور کسی آہنگر کی طرح تم پر ضربیں لگاتے ہوئے تمہیں کافی دور تک پیچھے ...لے گیا تھا تو یہ لمحہ یہ سانحہ تیرے ذہن سے نکل گیا ہے۔ اس پر عزازیل بڑی ...کہنے لگا

...نیکی کے نمائندے۔ اس خیال اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ تو مجھے اپنے سامنے کسی ...اور مغلوب کر سکتا ہے۔ میں جب چاہوں تم پر چھا سکتا ہوں۔ اس لئے کہ ...اس بہرحال غیر محدود۔ میری قوت ہر صورت میں غیر مغلوب ہے۔ عزازیل یہیں ...پایا تھا کہ یوناف خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بدبخت عزازیل۔ تو ...میرے خداوند کے مقابل کھڑا کرتا ہے۔ لامحدود قوتیں میرے خداوند کی ہیں۔ ...ہر حمد و تقدیس ہے۔ وہی عظمتوں اور بلندی کی معراج ہے۔ وہی پیغمبروں کو ...کرتا ہے۔ وہی ہواؤں کی شہزوری میں بادلوں کو بلند کرتا ہے۔ وہی ماہ و سال کی ...ندگی اور موت کی علامتیں کھڑی کرتا ہے۔ صبح و شام کے فرسنگ مٹا کر وہی ...ول کو ایک ساعت میں سمیٹ کر رکھ دیتا ہے۔ دیکھ عزازیل ہر شے کے ترانوں ...ای کے مقدس نام کے حوالے سے ہے۔ ہر مخلوق کے لبوں پر اسی کی تعریف ...ں ہیں۔

...آپ کو میرے خداوند کی قوتوں اور اس کی تعریفوں کے مقابل کھڑا کرنے ...گناہوں کی چتا" معصیت کا دشت" واہموں کی سیاہی" بدی کا آشوب رسوائیوں ...واہموں کا ایک حقیر اور ذلیل فقیر ہے تو کیسے اور کیونکر اپنی قوتوں کو لامحدود اپنی ...ال تسخیر قرار دے سکتا ہے۔ میرا خداوند بے ہمتا ہے لاشریک اور واحد ہے۔ ...ہے اور نہ ہو گا۔ نہ اس سے کوئی ہوا نہ ہو گا۔ پس تو ایسا ایک ذلیل وہم ہے ...اس ابھی مار کر اپنے سامنے پسپا ہونے پر مجبور کیا ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور

...کے نمائندے اتنے گھمنڈ اتنے عزم میں نہ کھو جا۔ تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ

ابھی ابھی تو نے مجھے مغلوب یا پسپا کیا ہے۔ اگر تو نے مجھ پر ضربیں لگائی ہیں تو ان کا لیا ہمت توڑ ضربیں میں نے بھی تم پر لگائی ہیں۔ اگر تو نیکی کے نمائندے کی حیثیت مجھ پر برس پڑنے کا دعویٰ کرتا ہے تو میں بھی بدیوں کے ایک گماشتے کی حیثیت سے ہر مقام پر تیری راہ روکنے کی ہمت اور جرات رکھتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی عزا اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہو سے غائب ہو گئے تھے۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد کیرش اور قریب ہو گئی اور اپنی آواز کی پوری مٹھاس میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے

اب تک میں سہمی سہمی اور خوفزدہ تھی کہ اگر کسی موقع پر عزازیل سے ہمارا گیا تو شاید وہ آپ کے ساتھ مجھے بھی پیس کر رکھ دے گا۔ لیکن اب مجھے یقین ہے کہ عزازیل آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ آپ جب اور جس وقت چاہیں پھوڑ اور بگاڑ کا کام کر سکتے ہیں۔ مجھے آپ کے ساتھی کی حیثیت سے اپنی ذات پر مجھے آپ کی رفاقت پر ناز اور زندگی کی راہوں پر آپ کے ساتھ چلتے ہوئے ایک اور بھروسہ ہے۔ اس پر یوناف کیرش کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو کیرش۔ تیری مہربانی۔ تیرا شکریہ کہ تو مجھ پر بھروسہ اور اعتماد کر رہی ہے۔ سرائے کی طرف چلیں اور وہاں اپنا سامان سمیٹ کر ایلیکا کی رہنمائی میں انطاکیہ طرف کوچ کر جائیں۔ کیرش نے یوناف کی ہاں میں ہاں ملائی لہٰذا صحرا کی اس کر وہ سرائے میں آئے۔ اپنا سامان انہوں نے سمیٹا پھر وہ وہاں سے ایلیکا کی انطاکیہ شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

ساسانی سلطنت کے پہلے اور اس سلطنت کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ اردشیر کے بعد اس کا بیٹا شاہ پور تخت نشین ہوا۔ شاہ پور کی پیدائش کے متعلق ایرانی لکھتے ہیں کہ وہ آخری اشکانی بادشاہ اردوان پنجم کی بیٹی کے بطن سے تھا۔ جسے اپ قتل ہونے اور اشکانی حکومت کے ختم ہونے کا بہت قلق تھا۔ اس نے انتقام لے اردشیر کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔

اردشیر کو اپنی ملکہ کی اس سازش کا علم ہو گیا تو اس نے ملکہ کو قتل کرنے دیا۔ پر جس وقت ملکہ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ ملکہ حاملہ تھی اردشیر کا ایک جس کا ابرقام تھا۔ اس ابرقام نے اس خیال سے کہ شاید ملکہ کے بطن سے ولی

اردشیر سے سفارش کر کے ملکہ کی جاں بخشی کرا دی۔ اور ملکہ کو اس نے اپنے ہاں لی۔

کے ہاں قیام ہی کے دوران ملکہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شاہ پور رکھا نے اس شاہ پور کی پیدائش اردشیر سے مخفی رکھی اور شہزادوں کی طرح اس کی کرنے لگا۔ شاہ پور نے ہوش سنبھالا تو اس کی ہوشمندی۔ دانشمندی اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

جوں جوں اردشیر کے آخری دن قریب آنے لگے اسے یہ غم بے چین کرنے لگا بیٹا ہوتا تو تاج و تخت کا وارث بنتا۔ بادشاہ کی یہ فکر مندی دیکھ کر ابرقام نے بادشاہ کو سکون اور چین فراہم کرنے کے لئے یہ کہہ دیا کہ بادشاہ کو فکر مند ہونے نہیں ہے بادشاہ کا ایک بیٹا زندہ ہے تاہم ابرقام نے ابھی تک شاہ پور کا ذکر کہ شاہ پور اردشیر کا بیٹا ہے۔ ابرقام سے یہ خوشخبری سن کر اردشیر کی خوشی اور کوئی اندازہ نہ تھا۔ اردشیر نے ابرقام سے بہتیرا پوچھا کہ میرا بیٹا کون ہے لیکن بتانے سے گریز کیا۔ اور کہنے لگا وہ ایسا بیٹا ہے کہ ایک روز وہ خود ہی آپ کے گا۔ اور آپ اسے پہچان پائیں گے کہ وہ آپ کا بیٹا ہے۔

دوران تک شاہ پور خاصہ بڑا ہو چکا تھا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی پہچان کے لئے کہ وہ چوگان کے کھیل کا انتظام کرے اور میرے بیٹے کو بھی اس چوگان کے وہ خود ہی پہچان لے گا کہ اس کا بیٹا کون ہے۔ بادشاہ کے کہنے پر ابرقام نے کیا اس کھیل کے دوران شاہ پور نے اپنے فن کا حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔ کھیل سے بے حد متاثر ہوا۔ ایک بار چوگان کا گیند بادشاہ کے قریب آ کر کھیلنے والے کو حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کے پاس جا کر گیند لے۔ آخر ایک لڑکا سے گیند کی طرف بڑھا اور گیند وہاں سے لے آیا۔ یہ شاہ پور تھا۔ اردشیر کا

اس لڑکے کی جراتمندی پر بے حد خوش ہوا اور اسے اپنے پاس بلایا جب شاہ سامنے آ کھڑا ہوا تو اردشیر نے بڑی شفقت اور نرمی میں پوچھا لڑکے تیرا نام کیا شاہ پور کہنے لگا میرا نام شاہ پور ہے۔ بادشاہ خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا خوب۔ یعنی بادشاہ کے بیٹے۔ اس موقع پر اردشیر کو شاہ پور کے چہرے پر اپنا عکس آیا آگے بڑھ کر اس نے بیٹے کو گلے لگا لیا۔ اپنے بیٹے کو اپنے سامنے زندہ اور کر اردشیر کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی تھی۔

○

اردشیر مر گیا اور اس کی جگہ شاہ پور ساسانی سلطنت کا دوسرا بادشاہ بنا۔ ا
وفات کی خبر گرد و نواح میں پھیلی تو آرمینیا اور تمرا میں ساسانی حکومت کے خلا
بغاوت بلند ہو گئے۔ شاہ پور نے پہلے آرمینیا پر لشکر کشی کی۔ بڑے زوردار او
انداز میں یہ آرمینیا پر حملہ آور ہوا اور باغیوں کی اس نے خوب سرکوبی کی۔ آر
حکمران نے اپنی پوری طاقت اور قوت استعمال کرتے ہوئے شاہ پور کا مقابلہ کیا لیکن
نے آرمینیا کے لشکر کو بد ترین شکست دی۔ اور آرمینیا کو اپنی سلطنت میں شامل

اس کے بعد شاہ پور نے تمرا کا رخ کیا جسے الحضر بھی کہہ کر پکارا جاتا تھا یہ
اور فرات کے درمیان شام کی سرحد پر واقع تھا۔ یہاں کا حکمران ساطرون تھا۔ جس
خیزن تھا۔ یہ شہر دفاع کے اعتبار سے ناقابل تسخیر اور انتہائی مستحکم خیال کیا جا
حکمرانوں اور حملہ آوروں نے اسے سر کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

الحضر یعنی تمرا کے قلعے کی مضبوط دیواروں کے سامنے رومنوں کا شہنشاہ ٹراجن
رہا تھا اور وہ بھی اس قلعے کو فتح کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اس کے بعد بھی کئی ایک
شہنشاہوں نے اس قلعے پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کرنا چاہا لیکن ہر ایک کو اس
ناکامی ہوئی۔ اب شاہ پور کو بھی ایسی مہم در پیش تھی۔ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے
طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔

الحضر کے محاصرے نے جب طول پکڑا تو شاہ پور کو یقین ہو گیا کہ جس طرح
رومن شہنشاہ اس قلعے کو فتح نہیں کر سکے اس کے مقدر میں بھی اس قلعے کو فتح
لکھا ہے۔ آخر کار ایک ایسا حادثہ اور سانحہ پیش آیا جس کی وجہ سے شاہ پور اس
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ہوا یوں کہ تمرا کے حکمران خیزن کی بیٹی تھی جس کا نام نظیبو تھا۔ اردشیر
مشاہدہ کرنے کے لئے ایک روز وہ تمرا کے قلعے کے برج میں آئی تو شاہ پور کو
نہایت خوبصورت جوان اور حسین تھا۔ فریفتہ ہو گئی۔ آخر ایک دن اس نے تیر
مراسلہ پرو کر شاہ پور کے خیمے کی طرف پھینکا۔ مراسلہ کا مفہوم یہ تھا کہ اگر شاہ پو
لے کہ مجھے اپنی ملکہ بنا لے گا اور شادی کے بعد میرے ساتھ اچھا سلوک کرے
شاہ پور کے لئے ایک ایسا انتظام کر دوں گی کہ شاہ پور با آسانی قلعے میں داخل ہو کر
کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

بہرحال جواب میں شاہ پور نے بھی تیر پھینکا اور نظیبو کی شرط کو قبول کر لیا۔ آخر وقت
مقررہ پر جبکہ تمرا قلعے کے پاسبان شراب کے نشے میں چور تھے اور اپنے اردگرد اور خود اپنی
ذات سے بھی بے خبر تھے نظیبو حرکت میں آئی اس نے رات کی تاریکی میں قلعے کا ایک
دروازہ کھول دیا۔ شاہ پور پہلے ہی اپنے لشکر کے ساتھ مستعد اور تیار تھا لہٰذا قلعہ کا دروازہ
کھلا تھا کہ شاہ پور اپنے پورے لشکر کے ساتھ یلغار کرتا ہوا قلعے میں داخل ہو گیا۔

اس صورت حال میں تمرہ کے حکمران خیزن کے لئے شاہ پور کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو گیا
تھا۔ چنانچہ تمرا کے حکمران کے لئے ہتھیار ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ بہرحال نظیبو
نے ساسانی حکمران شاہ پور کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا کر دیا اور اس ناقابل
تسخیر قلعے پر اس نے ساسانی پرچم لہرانے میں مدد فراہم کر دی تھی۔

لیکن شاہ پور ایسی لڑکی کو ملکہ بنانا نہیں چاہتا تھا جس نے اپنے باپ کے ساتھ ایسے
حالات میں دھوکہ اور فریب کیا ہو جبکہ شاہ پور کی ناکامی یقینی ہو چکی تھی۔ جب یہ لڑکی شاہ
پور کے سامنے آئی تو شاہ پور نے اس کا سر قلم کرنے کے لئے اسے جلاد کے حوالے کر دیا
تاکہ دنیا مفاد پرست لڑکی کا انجام دیکھ سکے۔ بعض مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شاہ پور نے
اس لڑکی کے لمبے لمبے بالوں کو ایک سرکش گھوڑے کی دم سے باندھ کر چھوڑ دیا۔ گھوڑا
اس لڑکی کو لے کر جنگلوں میں بھاگتا رہا اور لڑکی گھوڑے کے ساتھ گھسٹتی چلی گئی اور اس کے
جسم کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا۔ اس طرح اس لڑکی کا خاتمہ ہو گیا۔

اپنی سلطنت کے اندرونی حالات درست کرنے کے بعد شاہ پور نے رومنوں کی طرف
رخ موڑ دیا۔ اس لئے کہ رومن ماضی میں ایرانیوں کے لئے اذیت اور تکلیف کا باعث بنے
رہے تھے۔ شاہ پور کا ارادہ تھا کہ ایشیا میں رومنوں کے جس قدر مقبوضہ جات ہیں انہیں فتح
کر کے ان پر قبضہ کر لیا جائے اور اگر رومنوں کی طرف سے جوابی کارروائی کی جائے تو
رومنوں پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ آنے والے دور میں وہ کبھی بھی ایشیا کی طرف نگاہ اٹھا
کر نہ دیکھ سکیں۔ رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے شاہ پور بڑی تیزی سے
تیاریاں کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کی یہ حالت تھی کہ رومنوں کا شہنشاہ الیگزینڈر جب شاہ پور کے
باپ اردشیر سے شکست کھانے کے بعد واپس اٹلی گیا تو اس کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ
کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ وہ کچھ عرصہ چونکہ ایران کی سلطنت کے خلاف مشرق میں مصروف
رہا تھا لہٰذا دریائے رائن کے اس پار جرمنی کے وحشی قبائل نے اس کے خلاف بغاوت کر
دی تھی۔ دریائے رائن کے آس پاس رومنوں کے جو دستے تھے ان کے جرنیل نے اس

بغاوت کو فرو کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن اسے ناکامی ہوئی اور جرمنی کے وحشی قبائل نے لگاتار رومنوں کو شکست دے کر انہیں دریائے رائن سے دور آگے تک دھکیل دیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے دریائے رائن کے آس پاس رومن افواج کی کمانداری کرنے والے جرنیل نے رومن شہنشاہ الیگزینڈر کو پیغام بھیجا کہ جرمنی کے وحشی قبائل کے حوصلے بے حد بلند ہو چکے ہیں۔ اور جب تک الیگزینڈر خود لشکر لے کر اٹلی سے نہ آئے اس وقت تک جرمنی کے ان وحشی قبائل کو زیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ پیغام ملتے ہی الیگزینڈر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور بڑی تیزی سے وہ جرمنی کی طرف بڑھا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ الیگزینڈر نے دریائے رائن کے کنارے آ کر پڑاؤ کیا پھر اس دریائے رائن کے کنارے متحرک لکڑی کا پل تیار کیا اور اس پل کے ذریعے اس دریائے رائن کو عبور کیا اور وحشی قبائل کی طرف بڑھا۔

لیکن لگتا تھا جرمنی کے وحشی قبائل بھی رومنوں کے لشکر اور اس کے شہنشاہ کی ایک ایک نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ جوں ہی الیگزینڈر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رائن کو عبور کر کے دریا کے کنارے کے جنگل میں داخل ہوا وحشی قبائل چاروں طرف سے اس پر یوں ٹوٹ پڑے جس طرح مردار پر گدھ نزول کرتے ہیں۔ اس اچانک حملے سے جرمن وحشی قبائل نے رومنوں کو ایک طرح سے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ الیگزینڈر چاہتا تھا کہ جوابی کارروائی کرے لیکن اس وقت تک جرمن حملہ آور اس کے لشکر کو نقصان پہونچانے کے بعد جنگل میں غائب ہو گئے تھے۔

اپنے لشکر کو سنبھالنے کے بعد الیگزینڈر نے پھر پیش قدمی کی۔ لیکن وہ تھوڑا آگے گیا ہو گا کہ جرمنوں نے پھر ایک بار اپنی گھات سے نکل کر حملہ کیا۔ پہلے کی طرح چاروں طرف سے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں رومنوں پر ٹوٹ پڑے۔ رومنوں کو انہوں نے نقصان پہونچایا ان کے ان گنت لشکریوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کھانے پینے کا جو سامان ملا اس کے علاوہ جو ہتھیار ان کے ہاتھ آئے سب لے کر دریا کے کنارے کے جنگل میں غائب ہو گئے تھے۔

الیگزینڈر بنیادی طور پر سپاہی نہیں تھا۔ لڑائی کے فن اور تجربے سے اسے کوئی آگاہی نہیں تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ جرمن دوبار اس پر گدھوں کی طرح ٹوٹ کر اس کے لشکر کی کمر توڑ چکے ہیں تو اس نے جرمنوں کی طرف قاصد بھجوائے تاکہ صلح کی گفتگو ہو۔ جرمنوں نے صلح کی گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور الیگزینڈر کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ ان

سے نکل جائے ورنہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کچھ دن تک الیگزینڈر رائن کے کنارے پڑاؤ کئے رہا اور جرمنوں کے وحشی قبائل کے سرداروں سے [illegible] رہا۔ آخر جرمن قبائل کے سردار اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ الیگزینڈر اگر ایک معقول اور بھاری رقم ادا کرے تو وہ دریائے رائن کو پار کر کے رومنوں کے لشکر پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔ الیگزینڈر چونکہ جنگ سے بچنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے فوراً رقم جرمنوں کو ادا کر دی اور لشکر لے کر دریائے رائن کے دوسری طرف مینز کے پاس آ کر پڑاؤ کیا۔

الیگزینڈر کی یہ حرکت کہ اس نے رقم دے کر جرمنوں سے جان چھڑائی تھی بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ نا صرف اٹلی میں رومنوں کے سینٹ کے ممبران اور عالم نے الیگزینڈر کی اس حرکت کو ناپسند کیا بلکہ اس کی اس حرکت سے جو لشکری اس کے ساتھ تھے وہ بھی الیگزینڈر سے نفرت کرنے لگے تھے۔ آخر الیگزینڈر کے لشکر کے اندر ہی اور کچھ لوگوں نے مل کر الیگزینڈر اور اس کی ماں کو جو لشکر میں الیگزینڈر کے ساتھ تھی دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ الیگزینڈر کے قتل کے بعد ایک شخص میکسی مینوس کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا گیا۔

میکسی مینوس بنیادی طور پر کریلیا کا باشندہ تھا۔ یہ انتہائی ظالم بے رحم اور ستمگر انسان تھا۔ اس کے مظالم اور ستمگری کی وجہ سے جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سب سے پہلے بغاوت جرمنوں نے دریائے رائن کے اس پار سے کی اور دریائے رائن کو پار کر کے دور دور تک قتل و غارتگری کا ایک بازار گرم کر دیا تھا۔ میکسی مینوس چونکہ خود بڑا ایک طرح سے دہشت گرد انسان تھا لہٰذا یہ بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ دریائے رائن کے کنارے اس نے بڑی خونخواری سے جرمنوں کا سامنا کیا جرمنوں کو اس نے شکست دی اور دریائے رائن کے اس پار بہت دور تک ان کا تعاقب کرتا چلا گیا انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا یہاں تک کہ جرمن بری طرح پسپا ہو کر اپنی پناہ گاہوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔

دوسری بغاوت میکسی مینوس کے خلاف دریائے ڈینیوب کے اس پار رہنے والے گال قبائل نے کی تھی۔ میکسی مینوس ان کے خلاف بھی جرمنوں کی طرح حرکت میں آیا اور جس طرح جرمنوں کو اس نے دھکیل کر دور پھینک دیا تھا اسی طرح اس نے دریائے ڈینیوب کو بھی پار کیا۔ جگہ جگہ اس نے وحشی گال قبائل کو بدترین شکستیں دیں اور ان کی بغاوت کو بھی فرو کر کے اس نے سکون بحال کر دیا۔

ان جنگوں میں چونکہ میکسی مینوس لگاتار کئی ماہ تک مصروف رہا تھا۔ اور ان پر بے شمار اخراجات لگے تھے لہذا یہ اخراجات پورے کرنے کے علاوہ اپنے لشکر میں اضافہ کرنے کے لئے میکسی مینوس نے اپنی سلطنت میں ناقابل برداشت ٹیکس لگا دیے۔ ٹیکس اس قدر جبر اس قدر ظلم کے ساتھ وصول کئے گئے کہ لوگ چلا اٹھے۔ ٹیکسوں اور سختیوں کا پہلا رد عمل افریقہ میں ظاہر ہوا۔ جہاں لوگوں نے میکسی مینوس کے خلاف بغاوت کر دی۔ افریقہ کے وحشیوں نے اپنا ایک لشکر تیار کر لیا افریقہ میں جو رومنوں کا جرنیل تھا اسے انہوں نے مار بھگایا۔

افریقہ کے علاوہ خود اٹلی کے لوگ بھی میکسی مینوس کے مظالم سے تنگ آ چکے تھے پھر ایسا ہوا کہ کچھ زندہ دل سپاہی حرکت میں آئے اور انہوں نے مناسب موقع پا کر میکسی مینوس کو قتل کر دیا۔

میکسی مینوس کے بعد اٹلی ایک طرح سے طوائف الملوکی کا شکار ہو گیا اس لئے ایک وقت دو جرنیلوں نے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ان میں سے ایک ہمتی نوس اور دوسرا بلبی نوس تھا۔ ان دونوں کے اعلانات سے سینٹ کے ممبران بڑے پریشان ہوئے اور چاہتے تھے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو شہنشاہ مقرر کر کے رومنوں کی سلطنت کا نظم و نسق درست کریں لیکن ان میں سے کوئی بھی شہنشاہیت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سینٹ کے ممبران نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ دونوں محاذوں پر جا کر رومن سلطنت کے خلاف جو بغاوتیں اٹھ رہی ہیں انہیں فرو کریں۔ ان دونوں میں سے جو زیادہ کامیاب رہے گا اسے رومنوں کا شہنشاہ بنا دیا جائے گا۔ سینٹ نے یہ طے کیا کہ ہمتی نوس مشرق کا رخ کرے اور مشرق میں جو ایرانیوں کی سلطنت بڑی تیزی سے طاقت اور قوت حاصل کرتی جا رہی ہے اس کا سامنا کرے جبکہ بلبی نوس کو مقرر کیا گیا کہ وہ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کا رخ کرے اور میکسی مینوس کے بعد جن قبائل نے پھر رومنوں کی سلطنت کے اندر ادھر ادھر بغاوتیں پھیلانا شروع کر دی ہیں ان کی سرکوبی کرے لیکن ہمتی نوس اور بلبی نوس دونوں نے سینٹ کا کہا ماننے سے انکار کر دیا تھا

رومنوں کی خوش قسمتی کہ ان دنوں ان کا ایک نوجوان جرنیل گورڈن اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ رومن شہنشاہیت کا دعویدار تو نہیں تھا لیکن اس نے عزم کر لیا تھا کہ وہ ہمتی نوس اور بلبی نوس دونوں کا خاتمہ کر کے رہے گا تاکہ اٹلی کے اندر جو طوائف الملوکی کا دور ....

اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ گورڈن نے اپنے حامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اور شہنشاہیت کے دعویدار دونوں کے خلاف وہ حرکت میں آیا۔ گورڈن کی خوش قسمتی کہ پہلے وہ ہمتی نوس پر حملہ آور ہوا اسے بد ترین شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ بلبی نوس کے خلاف حرکت میں آیا۔ بلبی نوس کے لشکر کو بھی اس نے بد ترین شکست دی اور بلبی نوس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اہل روما گورڈن کے اس کردار سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے باتفاق گورڈن کو اپنا شہنشاہ مقرر کر لیا۔ اس طرح ہمتی نوس اور بلبی نوس کی موت کے بعد اٹلی میں طوائف الملوکی کا خاتمہ ہو گیا اور اہل روما نے متفقہ طور پر گورڈن کو اپنا شہنشاہ تسلیم کر لیا۔

○

رومن شہنشاہ گورڈن کے دور حکومت تک ایران کے بادشاہ شاہ پور نے اپنی جنگی تیاریوں کی تکمیل کر لی تھی اور رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے ایک بہت بڑا لشکر بھی تیار کر لیا تھا لہذا وہ اس لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ سب سے پہلے اس نے نصیبین شہر کا رخ کیا۔ جو ان دنوں رومنوں کے قبضے میں تھا۔ نصیبین شہر ایک طرح سے رومنوں اور ایرانیوں کی سرحد پر واقع تھا۔ اس کی جغرافیائی صورت حال کچھ ایسی تھی کہ جب بھی ایرانیوں اور رومنوں کا تصادم ہوتا نصیبین شہر کو ضرور ہدف بننا پڑتا۔

بہرحال ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے نصیبین شہر ہی کا رخ کیا۔ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ کچھ عرصہ جاری رہا۔ نصیبین شہر کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا وہ اپنا دفاع کرتا رہا یہاں تک کہ قلعے کے اندر جو رسد کا سامان تھا وہ ختم ہو گیا۔ رسد کی کمی ہوئی تو اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح یہ مستحکم قلعہ شاہ پور کے ہاتھوں میں آ گیا۔

نصیبین پر قبضہ کرنے کے بعد شاہ پور نے اپنے لشکر کے ساتھ بحیرہ روم کی طرف کوچ کیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ بحیرہ روم کے کنارے رومنوں کے سب سے بڑے مرکز انطاکیہ کو اپنا ہدف بنائے اور اسے فتح کرنے کے بعد رومنوں کی قوت پر کاری ضرب لگا کے رہے۔ اس مقصد کے لئے وہ بڑی تیزی اور ایک طرح سے برق رفتاری کے ساتھ حرکت میں آیا آگے بڑھ کر اس نے انطاکیہ شہر کا محاصرہ کر لیا۔ نصیبین شہر کی طرح جب انطاکیہ شہر کے محاصرے نے بھی طول کھینچا تو یہاں جو رومن لشکر تھا اس نے شاہ پور کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح انطاکیہ شہر پر بھی شاہ پور کا قبضہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف قیصر روم گورڈن کو جب ایران کے شہنشاہ شاہ پور کی ان پیش قدمیوں

کی اطلاع ہوئی تو وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکلا اور مشرق کی طرف بڑھا۔ شاہ پور کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کا شہنشاہ گورڈن ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ انطاکیہ سے پسپا ہو کر دریائے فرات کے کنارے آ گیا تاکہ رومنوں کے ساتھ جنگ کی صورت میں اسے اس کی پشت کی سمت اپنی سلطنت کی طرف سے رسد اور کمک کا سامان فراہم ہوتا رہے۔

دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ گورڈن بڑی خونخواری سے مشرق کی طرف آیا۔ آتے ہی وہ نصیبین شہر پر حملہ آور ہوا اور شہر پر اس نے بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا تھا۔ دریائے فرات کے کنارے رومن شہنشاہ گورڈن اور شاہ پور کے درمیان ایک جنگ ہوئی لیکن بدقسمتی سے رسی سینا کے مقام پر لڑی جانے والی اس جنگ میں شاہ پور کو شکست ہوئی اور شاہ پور اپنے لشکر کو لے کر پسپا ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ رومن شہنشاہ گورڈن اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

رسی سینا کے مقام پر شاہ پور کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ چاہتا تھا کہ مزید پیش قدمی کرے اور ایرانیوں کے مرکزی شہر مدائن پر ضرب لگائے۔ لیکن گورڈن کی بدقسمتی کہ اس کے لشکر کے اندر بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ باغی رات کی تاریکی میں گورڈن پر حملہ آور ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ گورڈن کے لشکر میں شامل ایک جرنیل فلپ نے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ فلپ بنیادی طور پر ایک عرب باشندہ تھا لہٰذا تاریخ میں اسے فلپ عربین کہہ کر پکارا گیا ہے۔ لشکری فلپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ سینیٹ بھی اس کی دانشمندی اور اس کے جنگی تجربے کی معترف تھی۔ لہٰذا جہاں لشکریوں نے عرب سے تعلق رکھنے والے فلپ کو اپنا شہنشاہ تسلیم کر لیا وہاں رومنوں کی سینیٹ نے بھی فلپ عربین کو اپنا شہنشاہ بنانے کی منظوری دے دی تھی۔

شہنشاہ بننے کے بعد فلپ عربین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے مشرق سے اپنے سارے لشکر کو سمیٹا۔ اٹلی چلا گیا۔ اور اس نے شاہ پور سے صلح کا ایک معاہدہ کر لیا اس معاہدے کے تحت فلپ نے آرمینیا اور بین النہرین کے علاقے شاہ پور کو واپس کر دیئے شاید عرب ہونے کے ناطے فلپ مشرق کو محفوظ کرنا چاہتا تھا اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان معاہدہ ہو جانے سے دونوں سلطنتوں کے درمیان امن کا سا ماحول قائم ہو گیا تھا۔

نئے شہنشاہ فلپ عربین کے مشرق کے کچھ علاقے سے دستبردار ہو جانے کی وجہ سے رومنوں نے اسے ناپسند کرنا شروع کیا تھا لیکن فلپ عربین نے ایک شہنشاہ کی حیثیت سے

اس قدر دانشمندی کے ساتھ کام کرنا شروع کئے اور عوام کی بہتری کے لئے اس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ اس نے اپنے کارناموں کی وجہ سے عوام کی نفرت کو محبت میں تبدیل کر دیا۔ اپنے انہی کارناموں کی وجہ سے عرب سے تعلق رکھنے والا فلپ ایک کامیاب شہنشاہ کی حیثیت سے لگاتار چودہ سال تک رومنوں پر حکومت کرتا رہا اس کے دور میں بڑا سکون بڑا امن قائم رہا۔ تاہم اس کے دور کے آخری ایام میں شمال کی طرف جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پہلے جرمنوں نے دریائے رائن کو عبور کر کے تباہی و بربادی پھیلا دی ان کی طرف دیکھتے ہوئے وحشی گال نے بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کیا۔ اور آگ اور خون کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ فلپ کو جب ان بغاوتوں کا پتہ چلا تو ایک جرار لشکر کے ساتھ وہ حرکت میں آیا سب سے پہلے اس نے وحشی جرمنوں کو بدترین شکستیں دیں اور انہیں دریائے رائن کے اس پار دور تک دھکیل دیا۔

فلپ کی ان فتوحات سے اس کی سلطنت میں جو یہ تاثر پھیلا ہوا تھا کہ فلپ جنگ کا کوئی تجربہ نہیں رکھتا اور یہ کہ وہ جنگ سے پہلو تہی کر کے بس سلطنت میں اصلاحات کر کے حکومت چاہتا ہے لیکن فلپ نے جب دریائے رائن کے کنارے جرمنوں کو بدترین شکست دی تو رومن یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ فلپ عربین ایک پیدائشی سپاہی ہونے کے علاوہ جنگ کا بہترین تجربہ بھی رکھتا ہے۔

وحشی جرمنوں کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد فلپ نے وحشی گال کا رخ کیا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس نے وحشی گال قبائل کو بھی بدترین شکست دی اور ان کا خوب قتل عام کر کے ان کی بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔ لیکن اس دوران کچھ لوگ چھپ کر فلپ پر حملہ آور ہوئے اور اس بیچارے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فلپ کی موت کے بعد رومنوں نے ایک شخص ویلرین کو اپنا شہنشاہ بنا لیا تھا۔

○

رومنوں کے شہنشاہ فلپ کا تعلق چونکہ عرب سے تھا لہٰذا جب تک وہ رومنوں پر حکومت کرتا رہا ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اس کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کی بالکل کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ شاید شاہ پور فلپ کے مشرق سے ناطہ رکھنے کی وجہ سے اس کی عزت۔ اس کا احترام کرتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ٹکرائے لیکن جوں ہی شاہ پور کو خبر پہنچی کہ فلپ عربین کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ایک شخص ویلرین رومنوں کا شہنشاہ بنا ہے تو وہ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ارادہ کر لیا کہ وہ مشرق

سے رومنوں کو نکال باہر کرے گا۔

لگاتار چودہ سال تک امن کا دور ختم ہو گیا۔ شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا بڑی برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ساتھ اس نے انطاکیہ کا رخ کیا۔ اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اس نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ شہر کے اندر اور اطراف میں جس قدر رومن لشکر تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔

نیا رومن شہنشاہ ویلیرین بوڑھا تھا اس کی عمر اس وقت کم از کم اسی برس کے قریب تھی۔ جب اسے انطاکیہ پر ایرانیوں کے قبضے کی خبر ہوئی تو اسے سخت رنج ہوا۔ چنانچہ اپنی کبر سنی کے باوجود وہ خود ایک لشکر لے کر مشرق کی طرف بڑھا تاکہ شاہ پور سے مقابلہ کرے اور اسے انطاکیہ خالی کرنے پر مجبور کر دے۔

انطاکیہ شہر سے باہر رومن شہنشاہ ویلیرین اور ایرانی شہنشاہ شاہ پور کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں بد قسمتی سے شاہ پور کو شکست ہوئی اور شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ویلیرین نے بھی اپنی پوری قوت اور طاقت سے شاہ پور کا تعاقب کیا اور یہ تعاقب انطاکیہ سے شام کے وسیع میدانوں تک جاری رہا۔

شام کے میدانوں میں آکر ایران کا شہنشاہ شاہ پور ایک بار پھر رومن شہنشاہ ویلیرین سے ٹکرانا چاہتا تھا کہ ویلیرین کی بد قسمتی کہ یہاں شام کے میدانوں میں وہ اپنے ہی ایک سپہ سالار میکریانس کی سازش کا شکار ہو گیا۔

یہ میکریانس ویلیرین ہی کے ایک لشکر کا جرنیل تھا یہ بڑا جاہ پسند تھا اور ویلیرین کو راستے سے ہٹا کر خود رومنوں کا تخت و تاج حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آخر شام کے میدانوں میں اس میکریانس نے ایک نہایت خطرناک چال چلی۔

"وہ اس طرح کہ وہ ویلیرین کے لشکر کو ایک ایسے مقام پر لے گیا جہاں ایرانی لشکر نے ویلیرین کے لشکر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ویلیرین نے وہاں سے نکلنے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ یہاں رومنوں اور ایرانیوں کے شہنشاہ شاہ پور اول کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو سخت جانی نقصان اور مالی تباہی اور بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ ایرانیوں نے کچھ اس طرح رومنوں کا قتل عام کیا کہ انہوں نے رومنوں کی صفوں کے اندر گھس کر ان کے شہنشاہ ویلیرین کو زندہ گرفتار کر لیا۔ یہ رومی سلطنت کی انتہائی بد قسمتی اور بدنامی تھی کہ ایرانیوں نے ان کے شہنشاہ کو گرفتار کر کے اسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔

رومن سینٹ کو جب اپنے بادشاہ ویلیرین کی ایرانیوں کے ہاتھوں شکست اور پھر

[ا]س کی خبر پہونچی تو انہوں نے ویلیرین کے بیٹے گیلی نوس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا

[شا]ہ پور رومن شہنشاہ ویلیرین کو اپنا قیدی بنا کر اپنے مرکزی شہر مدائن لے گیا۔ [...] اسیری میں بڑھاپے کی آخری منزل کو پہونچ گیا تھا اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی [رہت]یں۔ یہ ہتھکڑیاں مدائین اور تخت جمشید کی چٹانوں کی ابھرواں تصویروں میں اب بھی [نمایا]ں ہیں۔

[ایر]ان کے شہنشاہ شاہ پور نے رومن شہنشاہ ویلرن کے ساتھ بڑا سخت برتاؤ کیا۔ شاہ [پور جب] بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتا تو اس کے محافظ رومن شہنشاہ ویلیرین کو اس کے [گھوڑے] کے قریب زمین پر لٹاتے اور شاہ پور ویلیرین کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر اپنے گھوڑے [پر سوار] ہوا کرتا تھا۔

[ا]س کے علاوہ شاہ پور نے رومن شہنشاہ ویلیرین کے ساتھ جو دوسرے رومن قیدی [تھے] ان سب کو اس نے خوب استعمال کیا اور ان سے ایک بہت بڑا کام لیا اور وہ یہ کہ [اس نے] ان سارے رومن قیدیوں سے شوستر کا بند تعمیر کروایا۔ جو پندرہ سو قدم لمبا تھا آج [...]ئے قاروں کے پانی کو ان کھیتوں میں پہنچانے کے لئے جو بلندی پر واقع ہیں اس بند [...] لایا جاتا ہے۔ آج کل اس کا نام بند قیصر ہے۔

[رومن] شہنشاہ ویلیرین کی گرفتاری کے بعد اس کے جرنیل میکریانس نے پر پرزے نکالنا [شروع کئے]۔ اسی میکریانس نے ویلرین کو سازش کا شکار کر کے اسے شکست سے دو چار کیا [تھا اور] پیچھے لشکر کا سالار بن گیا۔ اور یہ منصوبہ بنایا کہ وہ شاہ پور کے خلاف حرکت [میں آئے اور] اسے کسی نہ کسی جنگ میں شکست دے اور نئے شہنشاہ گیلی نیوس کی ہمدردیاں [حاصل کر]نے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن شاہ پور نے اسے ایسا کوئی موقعہ نہ دیا۔ بلکہ شاہ [پور نے س]یاست سے کام لیا۔ اس نے رومی حکومت کے لئے مسائل کو کھڑے کرنا چاہا اور [رومنوں] کے ایک شخص قیادس کو جو اس کا خوب جاننے والا تھا۔ قیصر روم کا لقب دے کر [ر]ومنوں کا حکمران تسلیم کر لیا۔

[ایسا ک]رنے کے بعد شاہ پور ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ دریائے [فرات] کو اس نے عبور کیا۔ انطاکیہ پر اس نے حملہ کیا اور ایک بار پھر اس شہر پر اس نے [قبضہ کر ل]یا تھا۔

[اس] کے بعد شاہ پور کے قدم بڑھتے ہی چلے گئے۔ اور وہ ایشیائے کوچک کے کئی شہروں [...] چلا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے لشکر کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی لہٰذا ان مفتوحہ علاقوں [میں اس نے اپ]نے مستقل لشکر کو نہ رکھ سکا۔ نہ ہی ان پر اپنا قبضہ برقرار رکھنا ضروری سمجھا۔ اس

نے محض قتل و غارتگری کی۔ اور ہزاروں عورتوں اور مزدوروں کو غلام بنا کر واپس مرکزی شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

اسی دوران ایک معمولی واقعہ شاہ پور کی ذلت اور بدنامی کا باعث بن گیا تھا اور ہوا طرح کہ اوزینہ نام کا ایک عرب سردار تھا جس کی حکومت پالمیرہ میں تھی۔ یہ شہر اس ... میں عام تجارتی مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اور ایک طرح سے نیم مختار بھی تھا۔

شاہ پور نے جب انطاکیہ پر قبضہ کیا تو اوزینہ نے اس سے اپنی عقیدت کا اظہار کر... تحفے تحائف اونٹوں پر لاد کر اس کی خدمت میں بھیجے لیکن ساتھ ہی جو مراسلہ اس ... پور کے نام لکھا اس کا انداز خطاب قدیم عربوں جیسا تھا اور یہ خطاب شاہ پور کو ناگوار ... اور کہنے لگا یہ اوزینہ کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے جو ایران کے شہنشاہ کو خطاب ... کے آداب تک سے واقف نہیں ہے۔

پھر غصے کے عالم میں شاہ پور نے حکم دیا کہ اوزینہ کے بھیجے ہوئے تحائف کو ... فرات میں پھینک دیئے جائیں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اوزینہ نے چونکہ ناشائستہ طرز ... سے شاہ پور کی عزت میں گستاخی کی ہے لہذا اس نے اوزینہ کی طرف قاصد بھجوائے کہ ... نفس نفیس شاہ پور کی خدمت میں حاضر ہو اسے سجدہ کرے اور اپنی معافی کا طلبگار ہو۔

غرور و نخوت کا یہ بلاوجہ اظہار شاہ پور کے لئے ذلت اور مصیبت کا باعث بن گیا ... لئے کہ عرب سردار اوزینہ انتہائی جنگجو۔ انتہائی دانشمند اور اولوالعزم حکمران تھا۔ اس کی اس کی ملکہ جس کا نام زینب تھا۔ وہ بھی ایک انتہائی جری اور دلیر خاتون تھی۔ لہذا ... میاں بیوی نے صلاح و مشورہ کیا کہ کسی بھی صورت میں شاہ پور کی خدمت میں حاضر ... نہ سجدہ کیا جائے اور نہ ہی اس سے معافی مانگی جائے۔ بلکہ اس نے جو ان کے تحائف دریائے فرات میں پھینکے ہیں اس کا اس سے خوفناک انتقام لیا جائے۔

اوزینہ کی سلطنت دفاعی لحاظ سے بہت مستحکم تھی یہ صحرائے شام کے وسط میں واقع جہاں پانی بمشکل دستیاب ہوتا تھا اس لئے بیرونی حملہ آور وہاں تک پہونچنے کا خیال بھی میں نہ لاتے تھے۔

اوزینہ اپنے تحائف کا یہ حشر دیکھ کر سخت برافروختہ ہوا اور شاہ پور سے اس ... انتقام لینے کا منتظر رہا۔

آخر اوزینہ کو بہت جلد یہ موقع مل گیا۔ شاہ پور مال غنیمت کے ساتھ ایشیائے ... سے ہوتا ہوا ایران واپس جا رہا تھا کہ اوزینہ اپنے صحرائی قبائل کے انتہائی تجربہ کار ... ساتھ شاہ پور کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ یہ حملہ ایسا خونخوار اور برقت تھا کہ شاہ پور ...

... نے پوری طرح سے ادھیڑ کر رکھ دیا۔ شاہ پور کے لشکر کا ایک بڑا حصہ اوزینہ نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور جس قدر مال غنیمت شاہ پور ایران کی طرف لے جا رہا تھا وہ اوزینہ نے ...وٹ لیا۔ اس طرح کھلے میدانوں میں اوزینہ نے شاہ پور کو بد ترین شکست دی۔ اور پھر اوزینہ اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر کے صحرا کی طرف چلا گیا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے خلاف شاندار فتح کے بعد صحرائے شام کے حکمران اوزینہ نے مزید ہاتھ پاؤں پھیلانا شروع کئے۔ چند دن کا وقفہ ڈال کر اس نے اپنے لشکر کو آرام ...نے کا موقعہ فراہم کیا۔ پھر وہ نکلا اور ایرانیوں کے شہر آذان پر حملہ آور ہوا۔ اسے بھی ...س نے تہس نہس کر دیا۔ شہر کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اوزینہ نصیبین شہر کی طرف بڑھا۔ یہاں پر جو ایرانی لشکر تھا وہ بھی اوزینہ کا مقابلہ نہ ...کا اوزینہ نے سارے ایرانیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور نصیبین شہر پر اس نے قبضہ ...لیا۔

ایران کا شہنشاہ شاہ پور اوزینہ سے ایسا خوفزدہ تھا کہ اپنے دو شہروں کے نکل جانے کے ...اور بھی وہ اوزینہ کے مقابلے پر نہ آیا۔ اوزینہ کی اس فتوحات سے رومن ایسے خوش ...وئے کہ انہوں نے فوراً اوزینہ کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ ...طرح رومنوں نے نہ صرف اوزینہ سے گفتگو کر کے اسے اپنا اتحادی بنا لیا بلکہ رومنوں ...ینٹ نے اوزینہ کو رومنوں کا سب سے بڑا خطاب یعنی اسے آگسٹس کا خطاب عطا کیا۔ جو ...ف قیصر روم کے لئے مخصوص تھا۔

اس طرح پالمیرا ایران اور روم کے مابین ایک ریاست بن گئی جب تک اوزینہ زندہ ... شاہ پور کو اس کے خلاف حرکت میں آنے کی جرات نہ ہوئی

اوزینہ کی موت کے بعد اس کی ملکہ زینب حکمران بنی اس زینب کو رومن ملکہ زینوبیا ...ر پکارتے ہیں۔ اوزینہ کی موت کے بعد اس کی ملکہ تخت نشین ہوئی

ملکہ زینب نے پالمیرہ کی حکومت بڑے تدبر سے چلائی اور نہ صرف اپنے شوہر کے ...وضہ جات پر تسلط برقرار رکھا بلکہ اپنی حکومت کو مزید وسیع کرنے کے لئے بھی ہاتھ پاؤں ...لائے اپنے لشکر کے ساتھ یہ ملکہ حرکت میں آئی مصر پر حملہ آور ہوئی۔ بہترین فتوحات ...صل کیں اور مصر پر اس نے قبضہ کر لیا۔

مورخین کہتے ہیں کہ ملکہ زینب ایک انتہائی جنگجو عورت تھی وہ ماہر تیر انداز اور شمشیر ...تھی اور گھوڑے کی سواری میں بھی ماہر تھی۔ شکار اس کا بہترین مشغلہ تھا اس کا تیر کبھی ... بھی خطا نہ جاتا تھا۔ ہر وقت زرہ بکتر سے آراستہ رہتی تھی۔ پیدل اور سوار فوج کی

کمان وہ خود کرتی تھی۔ وہ بے حد حسین و جمیل تھی اور عربی کے علاوہ لاطینی۔ یونانی۔ شامی اور مصری زبانوں پر بھی خوب عبور رکھتی تھی۔

اوزینہ کے بعد جب ملکہ زینب حکمران بنی تو ایک موقع پر ایران کے شہنشاہ شاپور نے اس کے خلاف حرکت میں آنا چاہا۔ لیکن اس دوران جب ملکہ زینب نے مصر پر قبضہ کر لیا تو شاہ پور اس کی قوت سے ایسا خوفزدہ ہوا کہ اس نے ملکہ زینب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے مقابلے میں ملکہ زینب ایک تیسری بڑی قوت کی حیثیت سے حکمرانی کرتی رہی۔

ملکہ زینب نے جب مصر کو فتح کر لیا تو اس وقت وقتی طور پر ایران کا شہنشاہ شاہ پور اول ملکہ زینب سے خوفزدہ ہو گیا۔ اسے فکر مندی لاحق ہو گئی تھی کہ اگر اس نے ملکہ زینب سے ٹکرانے کی کوشش کی تو جس طرح ملکہ زینب نے مصر کو فتح کر لیا ہے اسی طرح کہیں وہ ایران پر بھی قابض نہ ہو جائے اور اسے تخت و تاج سے محروم نہ کر دے۔ ان وجوہات اور ان خدشات کی بنا پر شاہ پور اول فی الفور ملکہ زینوبیا کے خلاف حرکت میں نہ آ سکا لیکن اندر ہی اندر وہ اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتا چلا جا رہا تھا

ایران کے شہنشاہ شاہ پور اول کو جب یہ خبریں ملنا شروع ہوئیں کہ رومنوں نے پالمیرا کی ملکہ زینب کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات اور اچھے مراسم استوار کرنا شروع کر دیئے ہیں تو اسے یہ فکرمندی لاحق ہو گئی کہ اگر پالمیرا کی ملکہ زینب اور رومنوں کے تعلقات مزید استوار ہوئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ رومن پالمیرا کی ملکہ کے ساتھ مل کر ایرانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو جائیں اور اگر ایسا ہوا تو شاہ پور ان دونوں قوتوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور ان دونوں طاقتوں کے مقابلے میں شاہ پور کو کہیں بھی پناہ نہ مل سکے گی۔ ان خدشات کے تحت ایران کے شہنشاہ شاہ پور اول نے بڑی تیزی سے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے نئی بھرتی شروع کر کے نئے لشکریوں کی تربیت کا کام بڑی سرعت کے ساتھ اپنے تجربہ کار سالاروں کے ذمہ لگایا تھا۔ شاہ پور چاہتا تھا کہ اچانک شب خون کے سے انداز میں وہ پالمیرا کی ملکہ زینب پر حملہ آور ہو اسے بد ترین شکست دے اسے اپنے سامنے جھکنے اور زیر ہونے پر مجبور کر دے اور پالمیرہ کی ملکہ کو اپنا مغلوب اور مفتوح بنانے کے بعد اسے اس قابل نہ رہنے دے کہ وہ آنے والے دور میں ایک قوت بن کر صحراؤں سے اٹھے اور ایران کی سلطنت کے لئے کوئی خطرہ ثابت ہو۔ شاہ پور کا خیال تھا کہ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ملکہ زینب کو اس نے اپنے سامنے زیر کر لیا تو آنے والے دور میں رومن بھی اس پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ کر سکیں گے۔ اس صورت حال کے تحت شاہ

ول نے بڑی تیزی سے اپنی طاقت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

ری طرف پالمیرہ کی ملکہ زینب بھی بڑی صاحب فراست بڑی عقلمند عورت تھی۔ وہ ہائی خوبصورت اور پر کشش تھی وہاں وہ بڑی دور اندیش اور بڑی عاقل خاتون تھی۔ جاسوس صحراؤں سے نکل کر ایران کی سلطنت میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ اور کو ایران کے شہنشاہ شاہ پور اول کی پل پل کی خبریں پہونچا رہے تھے۔

ری طرف الیکا کی رہنمائی میں ایک روز انطاکیہ شہر کے ایک گھر کے دروازے پر ور کیرش دستک دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اور تو خیز لڑکی نے لا اور وہ دروازے پر کھڑے ہو کر یوناف اور کیرش کو بڑی حیرانی اور پریشانی میں ل تھی۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اجنبی میں نہیں جانتی تم کون ہو اور آئے ہو۔ اور یہ کہو تم کیا چاہتے ہو۔ اور کس سے ملنے کے خواہش مند ہو اس پر لا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میری بہن اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام کریون ہے اور تمہارے باپ کا نام اور جو یہودیوں کا ایک معتبر عالم اور کاہن ہے۔ کہو میں نے جھوٹ بولا یا سچ۔ اس تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ اجنبی کہا تو تم نے سچ ہے پر تم کون ہو اور میرے باپ کو تم کیسے جانتے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

کریون۔ میری بہن۔ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں۔ میں جانتا ہوں تمہارے باپ عزازیل نے ایک کرب۔ اذیت اور مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میں نمائندے اور خیر کے ایک گماشتے کی حیثیت سے تمہارے باپ آزان کو عزازیل کی نجات دلانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو کریون لے گی۔

اجنبی تیری بڑی مہربانی۔ تیرا شکریہ کہ تو نے ہم سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ پر تیری ہوئے مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ میں تم پر انکشاف کروں کہ اس سے پہلے جس حکیم، طبیب۔ عالم یا عیاش نے میرے باپ کا علاج کرنے کی کوشش کی وہ اپنی ہاتھ دھو بیٹھا۔ لہذا میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ تو میرے باپ کا علاج کرنے سے اسی میں تیری خیریت اور عافیت ہے۔ اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو اس لئے کہ عزازیل نے کچھ ایسی مافوق الفطرت قوتیں میرے باپ پر وارد کر دی ہیں کرنے والے کا خاتمہ کر دیتی ہیں اور میرے باپ کو تو انہوں نے ایک نہ ختم لے کرب میں مبتلا کر ہی رکھا ہے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ کریون۔ میری بہن تو کسی دھوکے کسی فریب میں مت رہنا۔ میں کوئی عام
عالم۔ عابد۔ طلسم گر یا ساحر نہیں ہوں۔ میں بتا چکا ہوں کہ میں مافوق الفطرت قوتوں
ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہارے باپ کو عزازیل کی اذیت
نجات دلاؤں گا۔ بلکہ جو قوتیں عزازیل نے تمہارے باپ پر مسلط کر رکھی ہیں ان کا بھی
کر کے رہوں گا۔ یوناف کی حوصلہ افزا گفتگو سن کر کریون کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکر
نمودار ہوئی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے مہمان اجنبی۔ اے نیکی کی خواہش رکھنے والے نووارد! اگر تیرے یہی ارا
عزائم ہیں تو میں آزان کی بیٹی تمہیں اپنے گھر میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ پر یہ
تمہارے ساتھ یہ لڑکی کون ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میری بہن
یوناف ہے اور میرے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام کیرش ہے۔ ہم دونوں کے متعلق
لئے اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ ہم ساتھی ہیں اور دونوں ہی نیکی اور خیر کے نمائندے
تو دیکھ مجھے اپنے گھر میں داخل ہونے دے۔ اور مجھے اپنے باپ کے پاس لے چل۔

کیرش نے دروازہ پورا کھول دیا۔ ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی پھر کہنے لگی
دونوں اندر آئیں میں آپ دونوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ یوناف اور کیرش جب
داخل ہو گئے تو کریون نے دروازہ پہلے کی طرح بند کر دیا۔ یوناف کو لے کر جب وہ
آگے بڑھی تو یوناف اور کیرش نے دیکھا کہ ایک بوڑھا مکان کے برآمدے میں
میں ایک تخت پوش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک پاؤں ننگا تھا جبکہ دوسرے پر کافی
ڈال رکھی تھی اور اس بوڑھے کے چہرے پر کرب کے آثار عیاں تھے اس بوڑھے
اشارہ کرتے ہوئے کریون کہنے لگی اے میرے مہمان اجنبی اے میرے رحمدل بھائی
باپ ہیں ان کا نام آزان ہے اور انہیں عزازیل نے اس اذیت اور کرب میں مبتلا
ہے۔ یوناف اور کیرش دونوں آگے بڑھے۔ آزان کے ساتھ بیٹھ گئے پھر یوناف
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں جانتا ہوں کہ آپ ایک نیک اور انتہائی مخلص انسان ہونے کے ساتھ ساتھ
واحد کی بندگی اور عبادت کرنے والے اور اسی کی عبادت کے لئے تبلیغ کرنے وا
اسی بناء پر عزازیل نے آپ کو اس کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میرا نام یوناف ہے
ساتھی اس لڑکی کا نام کیرش ہے۔ ہم دونوں آپ کا علاج کرنے کے لئے آئے ہیں
کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دونوں مل کر آپ کو عزازیل کی دی ہوئی اس اذیت اور
نجات دلا دیں گے۔ یوناف کے ان الفاظ سے اس بوڑھے کے چہرے پر انتہائی

دار ہوئے پھر وہ کہنے لگا۔

بیٹے یہ ایک ناممکن اور کار دشوار ہے اگر تو ایسا کرے گا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو
اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے محترم آپ فکر نہ کریں میں آپ
دلاتا ہوں کہ جن قوتوں نے آپ کو اس کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اگر انہوں نے
رانے کی کوشش کی تو میں انہیں لہو لہو اور ویران کر کے رکھ دوں گا۔ آپ اس
کپڑا اٹھایئے تاکہ میں اس کا جائزہ لوں اور آپ کو اس اذیت سے نجات دلانے کا
کروں۔

آزان ابھی کشش و پنج اور ہچکچاہٹ میں ہی بیٹھا تھا کہ کریون نے آگے بڑھ کر
کی ٹانگ سے کپڑا ہٹا دیا۔ ٹانگ کا جائزہ لیتے ہوئے یوناف اور کیرش دونوں دنگ رہ
انہوں نے دیکھا کہ پاؤں کا انگلیوں والا حصہ خوب آگے اور نیچے کو جھکا ہوا تھا۔ اس
صورت سانپ کے منہ کے اوپر والے حصے جیسی ہو چکی تھی اور اس میں سے دو
انت نکلے ہوئے تھے جو پاؤں کے اس حصے کو انتہائی دہشتناک بنائے ہوئے تھے۔
میانی حصہ خوب اندر دھنس گیا تھا اور اس کے بیچ میں خاصا بڑا سوراخ ہو چکا تھا
دھنسنے کے ساتھ ساتھ خوب اوپر اٹھ کر گھوڑے کے منہ کی نچلے حصے کی شکل و
ر کر گئی تھی۔ چادر کا اٹھنا تھا کہ اس عفریت نے ایک ہولناک غراہٹ سی لی اور
ف کی طرف کیا۔ پھر اسی موقع پر یوناف حرکت میں آیا اپنا خنجر اس نے ایک
اور اس پر اپنا عمل کیا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا تھا

طرف اس عفریت نے بھی حرکت کی درمیانی حصے میں جو سوراخ تھا اور جو
درانی حصے کی شکل و صورت اختیار کر گیا تھا اچانک وہ ایک خوفناک غراہٹ کے
اور اس میں سے ایک سانپ جیسی لمبی دو شاخی زبان یوناف کی طرف لپکی تھی۔
کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور اپنا خنجر اس نے اس زبان پر دے مارا

نے گو بہترین انداز میں اس زبان کا نشانہ لیتے ہوئے اپنا خنجر مارا تھا لیکن اس کی
اپنا نشانہ رہی تھی کہ خرق عادت انداز میں وہ زبان ایک دم سکڑ کر پیچھے ہٹ گئی
کے خنجر سے بال بال بچ گئی تھی اس کے ساتھ ہی اس سانپ نما عفریت کا منہ
میں کھلا اور اس میں سے آگ کے بھڑکتے اور دہکتے ہوئے خون کا ایک لاوا سا
کی طرح کھولتے ہوئے خون کا چھینٹا براہ راست یوناف اور کیرش کے چہرے پر
یہ چھینٹے ان دونوں کے چہرے پر جوں ہی پڑے یوناف اور کیرش دونوں اپنی

بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک ایسی کیفیت رہی۔ یوناف اور کیرش دونوں اپنی بینائی جانے کی حیرت اور پریشانی میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اسی لمحہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے ل ابلیکا کا یوناف کی گردن پر لمس دینا تھا کہ یوناف کی بینائی لوٹ آئی اس کے بعد ا لمس یوناف کی گردن پر دیتے ہوئے اس کے کانوں میں رس گھولتی آواز کے رازدارانہ گفتگو کرنے لگی تھی جس کے جواب میں یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھرتی چلی جا رہی تھی۔

یوناف کی بینائی جوں ہی لوٹ کر آئی اس نے اپنے سامنے دیکھا وہ دنگ رہ گیا کہ کاہن آزان اپنی جگہ پر نہیں تھا وہ مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو چکا تھا۔ جبکہ پوش جس پر تھوڑی دیر پہلے آزان بیٹھا ہوا تھا اس کے قریب ہی اس کی بیٹی کریون پڑی ہوئی تھی۔ یوناف تھوڑی دیر تک خالی تخت پوش اور اس کے قریب پڑی ہو کی لاش کو بڑی حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ کیرش کی طرف مڑا اس کے چہرے پر اور پریشانی کے آثار تھے اس لئے کہ وہ اپنی بینائی جانے پر بڑی فکر مند ہو رہی کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر شا کی بینائی لوٹانے کا عمل کرنے لگا تھا۔ اور یہ عمل شاید ابھی ابھی ابلیکا نے رازدا میں اس کے کان میں کہا تھا۔ اپنے ہاتھوں پر اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد جوں ہی یوناف نے کیرش کے چہرے پر پھیرے کیرش کی بینائی لوٹ آئی اور ایسا ہوتے ہی انتہائی ممنونیت کے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

اس عفریت کے اچانک خون تھوکنے کی وجہ سے جو میری بینائی چلی گئی تھی فکر مند تھی۔ میں سوچ رہی تھی کہ اب میری بینائی لوٹ کر نہیں آئے گی۔ اور میں اور تاریکیوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاؤں گی۔ پر آپ نے مجھے میری ایک طرح سے مجھے اپنی زر خرید لونڈی بنا کر رکھ دیا ہے۔ آپ کا یہ فعل میں فراموش نہ کر سکوں گی۔ کیرش تھوڑی دیر تک بڑی ممنونیت سے یوناف کی طر رہی پھر وہ کسی قدر پریشان کن لہجے میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے جو لکڑی کے اس تخت پوش پر جو آزان نام ہوا تھا وہ کدھر چلا گیا اور یہ کاہن آزان کی بیٹی کریون کیوں زمین پا بے سدھ ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ کیرش۔ کاہن آزان مافوق الفطرت حالت سے غائب ہو چکا ہے اور اس کی بیٹی ہلاک کر دی گئی ہے۔ تمہارے سامنے اس

وہ سلامت نہیں بلکہ اس کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر کیرش بے اداس اور افسردہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ رہی تھی

یوناف۔ میرے حبیب۔ اب تمہارا انطاکیہ میں ٹھہرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ دراصل انطاکیہ میں آنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ کاہن آزان کو عزازیل کی گرفت سے نجات دلائی لیکن اب معاملہ بالکل الٹ ہو گیا ہے عزازیل نے مکمل طور پر کاہن آزان کو اپنی گرفت میں کر لیا ہے جس سے خوش ہو کر عزازیل نے اسے کچھ مافوق الفطرت طاقتیں بھی دی ہیں اور انھیں طاقتوں سے مسلح ہو کر کاہن بہت کچھ بننے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دراصل اپنی ساری پرہیزگاری اور اپنی ساری طہارت کو فراموش کر چکا ہے اب اس کا سارا اپنی ذاتی شہرت کی طرف ہے۔ بہرحال تم فکر مند نہ ہو۔ میں آزان نام کے اس کاہن لاش جاری رکھوں گی اور دیکھوں گی کہ عزازیل کی طرف سے مافوق الفطرت قوتیں ملنے اور وہ کاہن ہم سے بچنے کے لئے کہاں پناہ لیتا ہے۔ میرے خیال میں تم دونوں اگر چاہو کی سرائے میں دوبارہ جا کر قیام کر لو۔ جہاں تم لوگوں نے اس سے پہلے قیام کر رکھا اور اگر تم پسند کرو تو انطاکیہ میں ہی قیام کر لو۔

ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد یوناف نے کیرش سے مشورہ کیا جواب میں کیرش نے انطاکیہ شہر میں رہنا پسند کیا تھا۔ کیرش کے اس فیصلے کے بعد یوناف نے انطاکیہ شہر کے ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

○

پالمیرہ یعنی تدمر کی ملکہ زینب ایک روز اپنے کمرے میں اکیلی اور تنہا بیٹھی ہوئی تھی کہ کے دروازے پر کسی نے کھٹکا دیا۔ ملکہ نے جب کھٹکا کرنے والے کو اندر آنے کی دی تو کمرے میں ملکہ کا مشیر بوڑھا اشمون بن حرب داخل ہوا وہ ملکہ کے قریب آیا رازدارانہ طریقے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مالکہ اگر آپ کے پاس وقت ہو اور آپ پسند کریں تو میں آپ کے لئے ایک بہت رکھتا ہوں۔ بوڑھے اشمون بن حرب کی طرف دیکھتے ہوئے زینب کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ آنکھ کے اشارے سے اشمون بن حرب کو اپنے سامنے بیٹھنے کے اشمون بیٹھ گیا تب ملکہ اسی طرح کی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی۔ کہو تم کیا کہنا ہو۔ اس پر بوڑھا اشمون بولا اور کہنے لگا۔

خانم محل میں ایک ایسا نوجوان داخل ہوا ہے جو بلا کا طاقتور۔ بہترین تیغ زن اور دلیری اور جراتمندی میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ میں نے اپنی طویل زندگی میں ایسا جراتمند اور دلیر جوان نہیں دیکھا۔ جب وہ محل میں داخل ہونے لگا تھا تو محل کے دروازے پر کھڑے پانچوں محافظوں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ رکا نہیں اس پر محافظوں نے تلواریں سونت لیں پر وہ اکیلا تلوار سونت کر ان کے مقابلے پر کھڑا ہو گیا۔ ہمارے پانچوں محافظوں کو زخمی کیے بغیر اس نے سب کی تلواریں کاٹ کر انہیں اپنے سامنے زیر کر لیا اور پھر محل کے اندرونی دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ اس پر ملکہ زینب کے چہرے پر گہری تشویش نمودار ہوئی اور وہ اپنے مشیر اشمون کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ نوجوان کون ہے جس کی تم تعریف کر رہے ہو اور کیوں یہ ہمارے محافظوں کو زیر کر کے محل کے اندرونی دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا ہے۔ اس پر اشمون نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ملکہ زینب کی طرف دیکھا پھر وہ بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا۔

خانم اگر برا نہ منائیں تو میں ایک ایسی بات کہوں جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے اس پر ملکہ زینب بڑی نرمی سے کہنے لگی کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں برا نہیں مانوں گی۔ اس پر اشمون کہنے لگا اس آنے والے جوان کا کہنا ہے کہ وہ ملکہ زینب کو پسند کرتا ہے اور اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی بنا پر جب محل کے محافظوں نے اسے روکنا چاہا تو وہ انہیں زیر کر کے محل میں آ داخل ہوا۔ اس پر ملکہ نے پہلے کی نسبت زیادہ تشویش سے اشمون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ جوان کون ہے کہاں سے آیا ہے کیا اس کا تعلق ہماری سلطنت سے ہے اس پر اشمون کہنے لگا اس کا تعلق ہماری سلطنت سے نہیں ہے۔ وہ دور دراز کے علاقوں سے ہے میں نے اس سے تفصیل تو نہیں پوچھی لیکن لگتا ہے وہ حجاز کی سرزمین کا رہنے والا ہے۔ وہ اس وقت محل کے اندرونی دروازے کے سامنے اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ تم یہیں رکو میں تمہارے آنے کی اطلاع ملکہ کو کرتا ہوں ملکہ زینب نے غور سے اشمون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تمہارے خیال میں وہ جوان کیسا ہے۔ اس اشمون نے کچھ دیر سوچا پھر وہ کہنے لگا۔

خانم۔ اس آنے والے نوجوان کا نام حارث بن حسام ہے۔ خانم جہاں تک میں نے اس نوجوان کا جائزہ لیا ہے اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسی برفانی سانسوں، ہوا کی آہوں، روحانی تشنگی میں انگاروں کے طلسم زاروں، کو بدے لپکاتی موت اور آتشیں حروف کا ایک ختم ہونے والا رقص جاری ہو۔ اس کا چہرہ کچھ ایسا ہے جیسے چپ کے گہرے گاڑھے

جزیرے میں تنہائیوں کی گہری پیاس، کرب کی سسکیوں میں مرگ کی چیخ و پکار۔ خاموشی کے گہرے بعید میں بے انت بھنوروں کے رقص اور کالی گاڑھی چپ کی دلدل میں آتش خیال کی طغیانی بکھری پڑی ہو۔

ملکہ جب وہ گفتگو کرتا ہے۔ جب وہ بولتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے زندگی کے شبستانوں میں گونج دار بے انت آوازیں شام کے زندان میں، ہنگامہ، شور و شر، صرصر کے جوش، بگولوں کی گردش میں وحشتیں جوش زن ہو گئی ہوں۔

ملکہ اس آنے والے جوان کے بازوؤں کی قوت۔ موت و اجل کی آغوش جیسی اس کی آنکھوں کی سناٹی ولولوں کی بیباکی جیسی ہے۔ جہاں تک میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے وہ ایک ایسا جوان ہے جو روح کی سرگوشیوں، پامال حسرتوں میں تنہائی کا پیکر آتشیں۔ محبت کی گرمی اور زندگی کی تلخی۔ ڈیرے ڈالتی شام میں وہموں کے رقص کٹڑے کر دینے کی جرات و ہمت رکھتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ زینب کا مشیر اشمون بن حرب جب خاموش ہوا تو ملکہ تھوڑی دیر تک عجیب سی دلکش مسکراہٹ میں اشمون کی طرف دیکھتی رہی پھر اس کی کھنکتی ہوئی آواز بلند ہوئی وہ اشمون سے کہنے لگی۔

حرب کے بیٹے مجھے لگتا ہے تم کچھ اس آنے والے جوان سے زیادہ ہی متاثر ہوئے ہو۔ تم نے اس کی تعریف میں جو اس قدر لمبا قصیدہ پڑھا ہے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ اس تعریف کے مطابق پورا اترتا ہے۔ اس پر اشمون بن حرب کسی قدر چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ خانم آپ جانتی ہیں میرے اندازے بہت کم غلط ہوتے ہیں۔ جس جوان کی میں نے تعریف کی ہے جس کا نام میں نے آپ کو حارث بن حسان بتایا ہے میں سمجھتا ہوں وہ میری تعریف کے الفاظ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے اس کی دلیری اس کی جراتمندی اس کی جسمانی ساخت۔ اس کے چہرے اس کی آنکھوں میں ہمہ وقت بھڑکتی ہوئی سرخ آگ کی بہتر ترجمانی نہیں کر سکا۔ اس پر ملکہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کسی قدر دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

حرب کے بیٹے اس انداز میں تم نے اس آنے والے نوجوان کی تعریف کر کے مجھے اس سے ملنے اور دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ میرے ساتھ چلو میں اسے ضرور دیکھنا پسند کروں گی۔ ملکہ کا یہ جواب سن کر اشمون بے حد خوش ہو گیا۔ وہ ملکہ کو ساتھ لے کر جب محل کے اندرونی دروازے پر آیا تو ملکہ نے دیکھا۔

وہاں ایک جوان اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔ اپنی عمر کے لحاظ سے وہ چوبیس

پچیس کے سن کا ہو گا۔ خوب دراز اور بھرے ہوئے جسم کا تھا۔ اس کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے ان کے اندر شعلے بھڑک رہے ہوں' اس کے چہرے پر سختی تھی ہاتھ اس کے درندے کے پنجوں جیسے تھے۔ اس کا جائزہ لیتے ہوئے ملکہ زینب نے اندازہ لگایا کہ اشمون بن حرب نے اس کی تعریف کرنے میں کوئی بہانہ طرازی سے کام نہیں لیا۔ اس جوان کے قریب اشمون بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ حسان کے بیٹے یہ خاتون جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑی ہیں یہی پالمیرہ کی ملکہ زینب ہیں۔

اشمون بن حرب کے اس انکشاف پر حارث بن حسان نے چونک کر ملکہ کی طرف دیکھا۔ تھوڑی دیر تک اس نے ملکہ کے سراپا اس کے چہرے اور جسم کے ہر اعضا کا بھرپور جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا ملکہ زینب فطرت کے جمال رنگین' بہاروں کے تازہ سیل' جیسی شگوفوں کے بانکپن۔ گلوں کے حسن جیسی شاداب' جیون کی رنگین آہٹوں۔ گلابی رت کے نزول جیسی خوبصورت' گیت بھرے لمحوں۔ جلترنگ کے جادو جیسی پر کشش اور حدت شوق اور خوابوں میں بکھری خوشبو کی طرح حسین تھی۔

حارث بن حسان نے یہ بھی دیکھا کہ ملکہ کے شعلوں کی طرح جسم کو جلاتے گلاب صبح کی شبنمی شفق جیسے مرمریں عارض' پریم کی ہلکی تتلی۔ رت اور خمار صبح جیسی آنکھیں لالہ رخ امنگوں سے بھرپور رنگوں کے ساغر جیسا اس کا چہرہ ملکہ کو حسن و خوبصورتی کا طوفان بنائے ہوئے تھے۔ اس وقت حارث بن حسان چونک پڑا جب ملکہ زینب نے بھرپور مٹھاس' لمحوں کی کھنک اور انگوروں کے گچھے جیسے شیریں لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تمہارا نام حارث بن حسان ہے۔

حارث بن حسان نے فوراً" اپنی نگاہیں جھکا لیں اور مدہم آواز میں کہنے لگا ہاں۔ میرا نام حارث بن حسان ہی ہے۔ ملکہ نے پھر دوبارہ ویسے ہی پر کشش لہجے میں پوچھا تم یہاں محل میں کیوں داخل ہوئے ہو۔ جب تمہیں محل کے محافظوں نے روکا تو تم ان سے جنگ کر کے اور انہیں زیر کر کے کس نیت سے محل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے۔ حارث بن حسان نے ایک بار پھر نگاہیں اٹھا کر ملکہ زینب کی طرف دیکھا۔ پھر دوبارہ جھکاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

دیکھ ملکہ چاہے تم میری گردن ہی کیوں نہ کاٹ دو۔ جو سچی بات اس وقت میرے دل میں ہے وہ میں ضرور کہوں گا۔ اور وہ بات یہ ہے کہ میں غائبانہ تمہیں پسند کر چکا ہوں گزشتہ کئی ماہ سے تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر ملکہ نے تیز نگاہوں سے حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جب تم نے مجھے آج پہلی بار دیکھا ہے تو یہ محبت کی

تمہارے اندر کیسے پیدا ہوئی۔ اس پر حارث بن حسان پر شوق نگاہوں سے ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملکہ میں آنے والے رسول کی سر زمینوں میں وادی تما کا رہنے والا ہوں۔ میں وہاں لوگوں کے بچوں کو حرب و ضرب کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس دوران ایک یہودی لڑکی مجھ سے بے حد متاثر ہوئی اور مجھے چاہنے لگی۔ جو بچے مجھ سے حرب و ضرب کی تربیت حاصل کرتے تھے ان کا تعلق بھی زیادہ تر یہودی خاندانوں ہی سے تھا۔ آخر اس یہودی لڑکی کے وارثوں نے مجھے اس لڑکی سے شادی کرنے کی ترغیب دی وہ لڑکی بڑی حسین بڑی خوبصورت اور مالدار تھی۔ لیکن دیکھ ملکہ میں نے تمہاری خاطر اس لڑکی سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے کہ اس سے بہت پہلے میں تمہاری محبت اور چاہت میں گرفتار ہو چکا تھا۔

اور یہ کچھ اس طرح ہوا ملکہ کہ وادی تما کے کچھ یہودی تاجر تمہارے اس شہر پالمیرہ کی طرف تجارت کے سلسلے میں اکثر آیا جایا کرتے تھے جب وہ یہاں سے جاتے تھے تمہارے حسن تمہاری خوبصورتی۔ تمہارے دلکش انداز کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے بس تمہاری تعریف ہی سن کر میں غائبانہ تمہاری طرف کھنچتا چلا گیا۔ جس طرح صحراؤں کے اندر چلنے والی تیز ہوائیں بغیر کسی شور کے اپنی رفتار کو جاری رکھتی ہیں ملکہ میری محبت بھی ایسی ہے۔ میں چپکے چپکے تمہیں چاہتا تمہیں پسند کرتا رہا۔ اس کا ذکر میں نے کسی سے نہ کیا۔

یہاں تک کہ وہ لمحہ بھی آیا وہ یہودی لڑکی جو مجھ سے محبت کرتی تھی اس کے لواحقین نے مجھے اس سے شادی کرنے کے لئے کہا تو میں نے انکار کر دیا۔ میرے انکار پر اس یہودی لڑکی کے والدین اور رشتہ داروں نے بڑا برا منایا انہوں نے میرے پاس تربیت کے لئے اپنے لڑکوں کو بھجوانا ترک کر دیا اس طرح وہ مجھے بیروزگار کر کے مجھے افلاس کا شکار کرتے ہوئے اس یہودی لڑکی سے شادی پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے جب بھی ان کی بات نہ مانی تو ان کے تین انتہائی دلیر اور جراتمند یہودی جوان ایک روز میرے گھر میں داخل ہوئے انہوں نے چاہا کہ یا تو میں اس لڑکی سے شادی منظور کر لوں یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤں

دیکھ ملکہ رات کی تاریکی میں میرا ان تینوں خونخوار یہودیوں سے مقابلہ ہوا۔ اور میں ایمان اور سچائی کی بات کہتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں ان تینوں یہودیوں کو قتل کر کے میں تمہارے شہر پالمیرہ کی طرف بھاگ آیا۔ ملکہ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں اکیلا ہوں۔ میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں بھائی بہن کوئی ہے ہی نہیں۔ وادی تما سے تمہارے شہر

پالمیرہ یعنی تدمر کی طرف بھاگتے ہوئے میں نے دل میں یہ سوچا تھا کہ پالمیرہ کی ملکہ کے یہاں مجھے پناہ مل گئی تو اس کے سامنے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔ اور اگر ملکہ کے یہاں مجھے پناہ نہ ملی تو میں پھر تدمر سے نکل کر بنو غسان کے یہاں جا کر پناہ لے لوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔ دیکھ ملکہ میں جانتا ہوں تم لطافت و نزاکت کی زیبائی۔ حیا و شوخی میں چھلکتا گلزار تبسم۔ حسن و خوشبو کا پیکر اور جوان ولولوں کی رفعت ہو۔ جبکہ تمہارے مقابلے میں میں ایک کڑوا بول۔ بنجر زمین۔ اکتا دینے والا موضوع اور انسانوں کی اس منڈی میں بے وقعت خون کا ایک دھارا ہوں۔ پھر بھی ملکہ میں تم سے کہوں کہ اپنے جذبات کا اظہار کرتا کوئی گناہ نہیں۔ دیکھ ملکہ جو میرے دل کے خیالات تھے ان کا اظہار میں نے تم سے کر دیا ہے اب یہ ضروری نہیں کہ تمہارے خیالات بھی میرے خیالات سے مطابقت کریں۔ ہو سکتا ہے جس چیز کو میں پسند کرتا ہوں یا جس چیز سے میں محبت کرتا ہوں اس سے تم نفرت رکھتی ہو۔ دیکھ ملکہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم میری محبتوں کا میری چاہتوں کا جواب محبت اور چاہت ہی سے دو۔ میں تو بس تمہیں دیکھنا چاہتا تھا سو میں نے دیکھ لیا اور تمہارے سامنے اپنے دلی جذبات کا اظہار بھی کرنا چاہتا تھا وہ بھی میں نے کر دیا۔ اب تم جو بھی جواب دو مجھے منظور ہے اگر تم مجھے اپنے یہاں پناہ دو تو یہ تمہاری طرف سے مہربانی اور میری خوش قسمتی ہو گی۔ اور اگر تم مجھے پناہ نہ دو تو میں یہاں سے چپ چاپ بنو غسان کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان جب خاموش ہوا تو ملکہ نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اپنے کن اوصاف کی بنا پر تم نے اپنے دل میں یہ امید رکھ لی کہ میں تمہاری محبت کا جواب محبت سے ہی دوں گی۔ میں تمہاری حالت دیکھتی ہوں تمہارا لباس پرانا اور بوسیدہ ہے۔ تمہارے جوتے برسوں پرانے ہیں جن پر کئی پیوند لگے ہوئے ہیں۔ جو عمامہ تم نے اپنے سر پر باندھ رکھا ہے اس میں مجھے کئی سوراخ دکھائی دے رہے ہیں۔ تمہاری یہ حالت آپ سے آپ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ تم ایک مفلس قلاش اور بے مایہ انسان ہو۔ پھر اپنی کس خصوصیت کی بنا پر تم میرے دعویدار ہونے کے متمنی ہو۔

ملکہ کی اس گفتگو کے جواب میں حارث بن حسان نے کچھ سوچا پھر اس نے اپنے سر سے ایک دم اپنا بوسیدہ اور پھٹا ہوا عمامہ اتار دیا ملکہ نے دیکھا اس عمامے کے نیچے چمکتا ہوا

آہنی خود تھا پھر حارث بن حسان نے اپنے لباس کا ایک حصہ ہٹایا ملکہ نے دیکھا اس کے بوسیدہ اور پھٹے ہوئے لباس کے نیچے چمکتی ہوئی صاف ستھری کڑیوں والی زرہ تھی۔ اس کے بعد حارث نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اور ملکہ نے دیکھا وہ تلوار شیشے کی طرح صاف ستھری اور چمک رہی تھی۔ اور اس کی چمک نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی اور ملکہ نے یہ بھی دیکھا کہ وہ ایک بھاری اور چوڑے پھل کی ایسی تلوار تھی جو کسی عام انسان کے پاس نہ دیکھی جا سکتی تھی۔ اس کے بعد حارث بولا اور ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ملکہ تیرا کہنا درست ہے مجھے اس سے انکار نہیں کہ میں ایک مفلس اور قلاش انسان ہوں۔ میں بے مایا ہوں کوئی دولت کوئی جمع جتھہ اپنے پاس نہیں رکھتا میرا لباس بھی بوسیدہ ہے۔ عمامہ بھی پھٹا ہوا ہے میں انکار نہیں کرتا یہ جوتے جو میں نے پہن رکھے ہیں پچھلے کئی برسوں سے میرے پاس ہیں اور میں لگاتار پیوند لگاتے ہوئے ان سے کام چلا رہا ہوں۔ مجھے اس سے انکار نہیں لیکن ملکہ تو نے میری تلوار۔ میری زرہ میرے آہنی خود کو دیکھا۔ دیکھ ملکہ میرے ظاہر پر نہ جا۔ جس طرح تو نے میرے ان جنگی ہتھیاروں کو خوب صیقل شدہ صاف اور چمکتا ہوا دیکھا ہے۔ ایسے ہی میرا باطن بھی میری ظاہر کے مقابلے میں صاف ستھرا۔ چمکدار اور شیشے جیسا آبدار ہے۔

ملکہ زینب نے اس بار موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔ یہ تو کہو تم نے میرے پانچ محافظوں پر حملہ آور ہو کر انہیں کیوں زیر اور مغلوب کیا۔ اس پر حارث بولا اور کہنے لگا کہ ملکہ وہ مجھے محل میں داخل نہیں ہونے دے رہے تھے۔ جبکہ میں نے اپنے دل میں عہد کیا ہوا تھا کہ میں ایک بار تدمر کی ملکہ سے مل کر ضرور رہوں گا چاہے ایسا کرتے ہوئے میری جان بھی خطرے میں کیوں نہ پڑ جائے۔ دیکھ ملکہ میں جو ارادہ کرتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں۔ دیکھ ملکہ جب تمہارے پانچ محافظوں نے مجھے محل کے اندر داخل ہونے سے روکا تو پہلے تو میں نے ان کی منت سماجت کی۔ انہیں میں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ میں ہر حال میں ملکہ زینب کو ملنا چاہتا ہوں لیکن جب انہوں نے کسی بھی صورت مجھے اندر داخل ہونے دیا تو ملکہ میں نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا۔

میں نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ اور ان پر حملہ آور ہو گیا۔ دیکھ ملکہ تجھے تو مجھے داد دینی چاہئے تھی۔ کہ میں نے ان میں سے کسی کو زخمی نہیں ہونے دیا۔ بلکہ ان پانچوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جہاں میں نے ان پانچوں کے حملوں کو روکا وہاں باری باری میں نے ان سب کی تلواریں بھی کاٹ کر انہیں بے بس اور مغلوب کیا۔ سن ملکہ کیا یہ کام میرے فن کا کمال نہیں ہے۔

حارث بن حسان کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ زینب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اس نے اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف دیکھا اور فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔ دیکھو حرب کے بیٹے۔ اس حارث بن حسان کو زندان میں ڈال دو۔ اور کل دوپہر سے پہلے اسے میرے سامنے پیش کرو۔ اس پر اشمون بن حرب فوراً" حرکت میں آیا اور چند محافظوں کے ساتھ وہ حارث بن حسان کو تدمر شہر کے زندان کی طرف لے گیا تھا۔

○

دوسرے روز دوپہر سے پہلے حارث بن حسان کو ملکہ زینب کے سامنے پیش کیا گیا۔ ملکہ زینب اس وقت اپنے محل کے سامنے ایک کھلے میدان کے اندر ایک نشست پر بیٹھی تھی اور اس کے اطراف میں تدمر شہر کے لوگوں کے علاوہ بہت سے مسلح جوان بھی کھڑے ہوئے تھے۔ جب حارث بن حسان کو ملکہ زینب کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کی حالت دیکھتے ہوئے ملکہ دنگ رہ گئی اس نے دیکھا اس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور جہاں جہاں سے لباس پھٹا ہوا تھا وہاں چوٹوں کے بد ترین نشان تھے۔ اس کے چہرے پر بھی ضربوں اور چوٹوں کے نشان نمایاں تھے۔ اس کے ہاتھ خون آلود تھے۔ کانوں پر بھی جگہ جگہ اور گردن پر بھی خون جما ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک ملکہ بڑے غور بڑی حیرت اور حسرت سے اسے دیکھتی رہی۔

پھر ملکہ نے حارث بن حسان سے اپنی نگاہیں ہٹائیں اور اپنے قریب کھڑے اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف دیکھا۔ اس وقت اشمون بن حرب۔ شرمندگی کے سے انداز میں اپنی گردن کو جھکائے ہوئے تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ملکہ زینب کے چہرے پر برہمی اور غصے کے آثار نمودار ہوئے پھر وہ اشمون بن حرب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

حرب کے بیٹے۔ کل جب اس حارث بن حسان کو میرے سامنے پیش کیا گیا تھا تو اس کا لباس بوسیدہ ضرور تھا پر اس طرح پھٹا ہوا نہیں تھا جس طرح آج ہے۔ جب یہ میرے سامنے آیا تھا تو اس کے چہرے جسم پر ضربوں اور چوٹوں کے نشان نہیں تھے اس کی یہ حالت کس نے اور کیوں بنائی ہے۔ اس پر اشمون بن حرب نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

خانم اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ کل جب آپ کے حکم کے مطابق اس حارث بن حسان کو زندان میں بند کر دیا گیا تو میں نے اس سے اس کے سارے ہتھیار۔ اس کی زرہ۔ اس کی ڈھال اور اس کا خود لے کر زندان کے ناظم کے پاس جمع کرا دیئے تھے۔ میری

موجودگی میں اس کے ساتھ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا۔ اس پر ملکہ زینب نے تڑپ کر پوچھا کیسا حادثہ۔ جواب میں اشمون بن حرب ذرا رک کر کہنے لگا۔

ملکہ ہمارے جن پانچ محافظوں کو زیر اور مغلوب کرنے کے بعد حارث بن حسان محل میں داخل ہوا تھا ان پانچوں محافظوں نے اس بات کو اپنے لئے توہین سمجھا کہ یہ اکیلا ان کی تلواریں کاٹنے کے بعد محل میں چلا گیا۔ لہٰذا کچھ رات گئے وہ پانچوں کے پانچوں زندان میں داخل ہوئے۔ زندان کے پہریداروں کے ساتھ مل کر یہ اس کوٹھری میں داخل ہوئے جس میں یہ حارث بن حسان بند تھا۔ زندان کے پہریداروں کے ساتھ مل کر پہلے انہوں نے حارث بن حسان کو زندان کے کمرے کے آہنی دروازے کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اسے خوب مارا پیٹا۔ شاید ایسا کر کے انہوں نے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔

اشمون بن حرب کے اس انکشاف پر ملکہ زینب کے چہرے پر غضبناکیاں اور جوش کے جذبے بکھرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ انتہائی غضبناکی کی حالت میں اپنے خوبصورت اور سرخ سرخ ہونٹ کاٹتی رہی۔ پھر وہ اشمون بن حرب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ان پانچوں محافظوں کو کیسے جرات ہوئی کہ وہ زندان میں داخل ہو کر ایک اجنبی مہمان پر ہاتھ اٹھائیں۔ سنو اشمون بن حرب۔ میں نے اس حارث بن حسان کو سزا کے طور پر زندان میں نہ بھیجا تھا۔ اس نے چونکہ پانچ محافظوں کو اپنے سامنے زیر کر کے محل میں داخل ہونے کی غلطی کی تھی لہٰذا اسے اس کی اس غلطی کا احساس دلانے کے لئے صرف ون کی علامتی سزا کے طور پر زندان کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ اشمون بن حرب یہ حارث بن حسان کیسا ہی غریب انسان کیوں نہ ہو لیکن بہرحال یہ ہماری سلطنت میں اجنبی ۔ ایک مہمان ہے اس شخص کی عزت کرنا ہم پر فرض ہے۔ ان پانچوں محافظوں کو بلاؤ۔ جنہوں نے رات زندان میں داخل ہو کر اسے باندھ کر مارا۔ اس پر ملکہ کا حکم سن کر اشمون بن حرب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اشمون بن حرب نے پانچ جوانوں کو ملکہ زینب کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اور ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا خانم۔ یہ وہ پانچ محافظ ہیں جو رات کی تاریکی میں زندان میں داخل ہوئے اور حارث بن حسان کو زندان کے محافظوں کے ساتھ مل کر باندھ کر مارا۔ اس پر ملکہ زینب تھوڑی دیر تک انتہائی غضبناکی کی حالت میں ان پانچوں کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ کڑکتی ہوئی آواز میں بولی۔ تم لوگ کیوں زندان میں داخل ہوئے۔ اور کس بناء پر تم نے حارث بن حسان پر ہاتھ اٹھایا۔

اس پر ایک محافظ بولا اور کہنے لگا۔ خانم یہ کل ہم پانچوں پر غالب رہا۔ ہم پانچوں کی

اس نے تلواریں کاٹیں اور ہمارے منع کرنے کے باوجود محل میں داخل ہوا یہ ہماری
عزتی اور توہین تھی۔ ہم اس سے یوں تو انتقام نہیں لے سکتے تھے لہٰذا ہم زندان میں
ہوئے اسے مارا اور یوں ہم نے اس سے اپنا انتقام لے لیا ہے۔ اس پر ملکہ پہلے کی
زیادہ برہمی میں بولی اور کہنے لگی تم لوگوں نے اسے زندان کے کمرے کے آہنی درو
سے باندھا کیوں۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر اسے باندھا نہ جاتا تو یہ تم پانچ
حاوی رہتا۔ اس پر دوسرا محافظ بولا اور کہنے لگا۔ خانم بات یوں نہیں ہے ہم اس با
تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تلوار اور تیغ زنی کے فن میں ہم سے اعلیٰ اور ارفع رہا اور ہم پ
کو اس نے تیغ زنی کے فن اور مہارت میں شکست دی۔ لیکن اگر یہ زندان کی کوٹھڑ
نہ باندھا جاتا تب بھی ہم پانچوں اس پر حملہ آور ہو کر اس کی ایسی ہی درگت بناتے
اب بنائی گئی ہے۔

ملکہ ان محافظوں کی گفتگو سے اور زیادہ برہم ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ
رہی پھر وہ حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی

بن حسان کے بیٹے۔ کیا تو ان پانچوں سے اکیلے مقابلہ کر کے اپنا انتقام لینا پسند ک
گا۔ جواب میں حارث بن حسان کی گردن جھکی رہی اس نے نہ ملکہ کی طرف دیکھا نہ
سے کچھ کہا بلکہ اس نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

حارث بن حسان کا مثبت جواب سن کر ملکہ زینب کے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکرا
نمودار ہوئی پھر وہ پانچوں محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ تم پانچوں ایک ط
کھڑے ہو جاؤ۔ یہ ہماری سرزمینوں میں داخل ہونے والا اجنبی مہمان اکیلا تم سے م
کرنے کی حامی بھر چکا ہے اب دیکھتے ہیں کون کس پر حاوی رہتا ہے۔ اس کے سات
حارث بن حسان حرکت میں آیا اپنے سر سے خود اتار کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔
سے بندھی ہوئی تلوار اور خنجر کی پیٹی بھی اس نے خود کے قریب رکھی۔ اپنی ڈھال اور
میں پکڑی ہوئی آہنی کڑیوں کی زرہ بھی وہیں اس نے رکھ دی تھی پھر سرسری سی ایک
اس نے ملکہ پر ڈالی اس کے بعد وہ پانچوں محافظوں کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

ملکہ کا اشارہ پاتے ہی وہ پانچوں محافظ بھوکے بھیڑیوں۔ برسوں کی گرسنگی کا شکار کتوں
طرح حارث بن حسان پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دوسری طرف حارث بن حسان بھی فطرت
کسی گماشتے کی طرح حرکت میں آیا۔ جو دو محافظ سب سے پہلے اس کے قریب آئے ان
سے ایک کا مکا حارث کی گردن پر پڑا۔ لیکن وہ برداشت کر گیا۔ ساتھ ہی اس نے
آہنی ضرب جو ایک محافظ کے جبڑے پر لگائی تو اس کے دو دانت ٹوٹ کر باہر گر گئے اور

سے خون بہنے لگا اور وہ ایک طرف ہٹ کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ دوسرے محافظ کے
میں حارث نے اپنا آہنی گھٹنا اس زور سے مارا کہ وہ بری طرح بلبلاتا اور چیختا ہوا زمین
لگا تھا۔ اس کے بعد حارث بن حسان کی حالت آندھی اور طوفان کے کسی مسافر
ہو گئی تھی وہ باقی تینوں محافظوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔
ئیں۔ بائیں ہاتھ کے مکے اس نے لگاتار ان کے سر گردنوں۔ چھاتیوں اور پیٹ پر
طرح مارے کہ وہ تینوں لدے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور حارث
لگاتار مارتا پیٹتا رہا۔ یہاں تک کہ ان تینوں کو مار مار کر اس نے ادھ موا کر دیا تھا
وہ تینوں زمین پر گر گئے تو جس کے دانت ٹوٹے تھے اور وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔
نے اس کے لگاتار دو ضربیں اس کی پیٹھ پر لگائیں اور وہ زمین پر لیٹ کر بری طرح
لگا تھا۔

اس کے بعد حارث بن حسان اس محافظ کی طرف آیا جس کے پیٹ میں اس نے اپنا
مارا تھا اور وہ ابھی تک درد کی شدت سے سسک رہا تھا حارث بن حسان نے اپنا
ہاتھ اس کی گردن پر ڈالا اور ایک کھلونے کی طرح اس کو اوپر اٹھاتے ہوئے فضا میں
کر دیا تھا پھر اس نے اسے ہوا میں اچھالتے ہوئے فضا میں بلند کیا اور جوں ہی وہ زمین
نے لگا اس کی پسلیوں پر اس نے اپنے پاؤں کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ محافظ زمین پر گر
طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ اس کے بعد حارث بن حسان پھر اپنی پہلی جگہ پر
سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ملکہ زینب حارث بن حسان کی اس کارگزاری پر
دل میں خوش ہوتی رہی پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔
تک وہ اپنی اسی کیفیت میں بڑے غور بڑے دلپسندانہ انداز میں حارث بن حسان کی
دیکھتی رہی پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ میرے اے جرأتمند اجنبی! دیکھ میرے مشیر اشمون بن حرب نے جو تمہاری
کی تھی تم نے اس تعریف کا حق ادا کرتے ہوئے آدھا فاصلہ تو طے کر لیا ہے آدھا
اگر اسے بھی تم نے طے کر لیا تو میں تمہیں اپنے لشکروں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دوں
دیکھ میرے شہر یالیرہ میں ایک تیغ زن ہے اس کا نام انوس بن دارم ہے اور وہ انتہائی
دلیر۔ جرأتمند اور تیغ زنی میں میری پوری سلطنت میں اپنا کوئی جواب اپنی کوئی مثال
رکھتا۔ میں اس کے ساتھ تمہارا مقابلہ کراتی ہوں اگر تم اس کے ساتھ مقابلے میں
بھی رہے تب بھی میں تمہیں اپنے لشکروں کا سالار مقرر کر دوں گی۔ دیکھ مہربان اجنبی
ہو گا کہ اب تک میں اپنے لشکروں کی سالاری خود کرتی رہی ہوں اور اس سے پہلے

یہ کام میرا شوہر ادا کیا کرتا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ زینب تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ پھر وہ دوبارہ اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اے مہربان اجنبی۔ اگر تو پسند کرے تو میں … کے لئے انوس بن دارم کو یہاں طلب کروں۔ حارث بن حسان نے ملکہ کی اس گفتگو … جواب میں منہ سے تو کچھ نہ کہا تاہم اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ اس کی اس … پر ملکہ زینب کے چہرے پر انتہائی خوشگوار اور پرکشش مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اس … اپنے مشیر اشمون بن حرب کو مخصوص اشارہ کیا جسے پا کر اشمون بن حرب وہاں سے … تھا۔

اشموں کے جانے کے بعد ملکہ پھر حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی

دیکھ حسان کے بیٹے۔ یہ انوس بن دارم انتہائی خطرناک قسم کا تیغ زن ہے اس … ساتھ بڑی ہوشیاری اور محتاط انداز میں مقابلہ کرنا۔ یہ انوس بن دارم میرے لشکروں کی تربیت کا کام انجام دیتا ہے۔ اور اس لشکر میں شامل ہونے والے جوانوں کی بہترین تربیت کا کام سرانجام دیا ہے۔ دیکھ اگر تو صحیح طریقے سے انوس بن دارم کا مقابلہ کر … میں تجھے اپنے لشکروں کا سپہ سالار مقرر کر دوں گی اور یہ ایک ایسا عہدہ ایسا مقام ہے … کے بعد سب سے زیادہ قابل عزت اور لائق احترام ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد … زینب خاموش ہو گئی پھر وہ اشمون بن حرب کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے تھے

اچانک ملکہ زینب کو پھر کوئی خیال آیا اور وہ حارث بن حسان کو مخاطب کر کے … گی۔ دیکھ حسان کے بیٹے۔ انوس بن دارم کے آنے تک تو اپنا جنگی لباس پہن لے … جوں ہی وہ آئے تم دونوں کا مقابلہ شروع کرا دیا جائے۔ ملکہ کے کہنے پر حارث بن … نے پہلے اپنی زرہ پہنی۔ سر پر آہنی خود جمایا۔ پھر وہ اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر اپنی … پر خاموش کھڑا ہو گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اشمون بن حرب لوٹا اس کے پیچھے ایک … دراز قد اور کڑیل جسم کا جوان تھا۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملکہ حارث بن … کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ حسان کے بیٹے یہ اشمون بن حرب کے ساتھ جو جوان … ہے یہی انوس بن دارم ہے۔ پھر ملکہ نے اپنے مشیر اشمون بن حرب کو مخاطب کرتے … پوچھا۔

کیا تم نے انوس بن دارم کو سارا معاملہ سمجھا دیا ہے۔ اس پر اشمون کہنے لگا خانم … نے انوس بن دارم کو یہ چیز سمجھا دی ہے کہ اس کا مقابلہ ہمارے تدمر شہر میں داخل … والے ایک اجنبی تیغ زن سے ہے اور اگر وہ مقابلہ جیت گیا یا برابر رہا تو ملکہ اسے …

… سپہ سالار مقرر کر دے گی۔ اشمون کا یہ جواب سن کر ملکہ خوش ہوئی اور اس بار … انوس بن دارم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

… دارم کے بیٹے۔ یہ جوان جو اس وقت میرے سامنے کھڑا ہے اس کا نام حارث بن … ہے۔ حجاز کی سرزمین میں وادی تیمہ کا رہنے والا ہے اور میرے ہاں پناہ کا طالب ہوا … ہیں یہ بلا کا تیغ زن بہترین جنگجو۔ انتہائی طاقتور اور دلیر ہے۔ تم اس کے ساتھ تیغ … مقابلہ کرو۔ میں دیکھوں تم دونوں میں کون تیغ زنی میں زیادہ مہارت رکھتا ہے۔ میں … کے ساتھ وعدہ کیا ہے اگر یہ تمہیں مقابلے میں ہرا گیا یا اس مقابلے میں برابر رہا … میں اسے اپنے لشکروں کا سپہ سالار مقرر کر دوں گی۔

… زینب کی اس گفتگو کے بعد انوس بن دارم عجیب سے انداز سے حارث بن حسان … دیکھنے لگا تھا۔ اس موقع پر حارث بن حسان حرکت میں آیا ملکہ کے قریب ہی وہ … سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر وہ بڑی عاجزی۔ بڑی رقت اور بڑے دکھ سے انداز میں … کے حضور دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے خداوند۔ اے ابراہیم کے خدا۔ اس وقت اور حالات نے مجھے لوح ازل پر خون … ایک حرف فرقت' کراہتی سسکیوں میں سلگتی زندگی کا خونی لمحہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ … مایوسیوں اور نامرادیوں کی ہوائیں میرے دامن میں تلخیاں اور آہیں بھرنے کے … ہیں۔ اے ابراہیم کے رب۔ یہ وقت کے خونی لمحے یہ حالات کی چیرہ دستیاں۔ میرے … ذات میں آنسوؤں کی لکیریں' درد کی ساعتیں' سسکتے لمحے' اشکوں کے طوفان اور … میرے ستارے بکھرنے کے درپے ہیں۔ اے خدا۔ اے ابراہیم کے خدا اس جہان … موت میں گرمئی نبض حیات تیرے دم سے' کاروان وقت میں علم و ہنر کے راستے … تیری ذات سے۔ یادوں کے ویران دریچوں میں لفظوں۔ خوابوں۔ آورشوں کی رونق … تیرے کن سے۔

اے ابراہیم کے رب۔ تو مہربان اور رجوع کرنے والا آقا ہے۔ میری زندگی کانٹوں میں … ہوئی تتلی جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ اور میں وقت کے سمندر میں پیاس کے تھپیڑے … کے اندر اس وقت لامرکز کھڑا ہوں۔ وقت کی بھٹکتی ارواح کی نوحہ گری۔ مجھے … کندہ تحریر جان کر مٹا دینے کے درپے ہیں۔ انسانوں کی اس منڈی میں حالات میرا … مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔

اے اللہ۔ اے میرے مولا۔ اے میرے آقا۔ میری مدد فرما۔ مجھے ظلمت کے اس … سے امرت کا چشمہ' بدائی کے زخموں سے خوابوں کی جنت بنا۔ مجھے نفرت کی شاہ…

سے چاہتوں کا سندیس اور حیات کی انتوں سے امن کی بشارت بنا کے نکال۔ اے
مجھے غرور کی صداؤں سے خوشحالی کا گیت۔ بنجر لمحوں سے وصال کا میگھ بنا کر اٹھا دے۔

اے اللہ۔ میں بے سہارا اور بے آسرا انسان۔ صرف تیری ہی ذات پر بھر
ہوں اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔ تیری ہی ذات کے سامنے سر بسجود ہوتا ہوں۔
زندگی کے امتحانوں میں زیست کی آزمائشوں میں مجھے کامیاب و کامران بنا کہ میں اپ
اپنی زندگی کا کوئی مرکز بنا کر ایک عزم کے ساتھ کھڑا ہو سکوں۔"

زمین پر سجدہ ریز ہو کر حارث بن حسان دعا مانگتا رہا۔ اپنے زرہ کے اوپر اس
پھٹا پرانا لباس پہنا ہوا تھا وہ تیز ہوا میں اڑتا رہا اس کی دعا کے الفاظ بن کر قریب کر
زینب کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک صاف اور نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی تھ
ختم کر کے حارث اٹھ کھڑا ہوا۔ اس لمحہ ملکہ زینب نے دیکھا اس کی آنکھوں میں
چمک اور ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ جیسے وہ اپنے رب اپنے مالک۔ اپنے خا
ساتھ کوئی عہد کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ زینب نے مقابلہ شروع کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ
ہی انوس بن دارم نے پہلے اپنے بائیں ہاتھ میں ڈھال سنبھالی پھر ایک جھٹکے کے سا
نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔

حارث بھی حرکت میں آیا اپنی ڈھال سنبھالی۔ تلوار بے نیام کی اور آہستہ آ
انوس بن دارم کی طرف بڑھا تھا اس موقع پر ملکہ زینب نے بڑے غور سے حار
حسان کا جائزہ لیا اس نے دیکھا کہ انوس بن دارم کی طرف بڑھتے ہوئے حارث بن
کی آنکھوں میں تاریخ کی گھٹاؤں کے اندر جوش مارتے اٹل طوفان اور سمندر کے جلا
جوش مارتی جوہر کی صلاحیت جیسی حالت طاری ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر سراو
طویل سلسلوں میں رقص کرتے حوادث کی لہریں۔ دکھ کے ویران لمحوں میں جلتے ا
کے چراغوں اور ان گنت کرنوں کی مسکراہٹوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ دیکھا
تھا۔

حارث بن حسان کی طرف دیکھتے دیکھتے ملکہ زینب چونک سی پڑی اس لئے کہ ا
دیکھا کہ انوس بن دارم بے انت دوریوں میں رت کی پیاس' بیکراں وسعتوں میں
کے سنز' تاریک لمحوں کی کوکھ میں وحشت بھری تنہائیوں کی طرح حرکت میں آیا اور
تلوار لہراتا ہوا۔ وہموں کے بگولوں' ہجر و فراق کے طوفانوں' خزاں رت کے جبر' ظلم کی
اور خون کی برسات کی طرح حارث بن حسان پر حملہ آور ہوا تھا۔

۔ زینب نے دیکھا حارث بن حسان نے بڑی آسانی کے ساتھ انوس بن دارم کے
روک دیا تھا اس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ حارث بن حسان نے اپنے آپ کو اب
لے روکنے تک محدود کر رکھا تھا۔ اور انوس بن دارم کے وار روکتے روکتے اس
الوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ خدوخال پہ ایک آسودگی اور زندگی کا بھرپور جمال تھا
تک اسی طرح بڑے سکون بڑے آرام سے حارث بن حسان انوس بن دارم کے
روک کر اپنا دفاع کرتا رہا۔

نے دیکھا کہ اچانک حارث بن حسان دفاع کے خول سے باہر نکل آیا تھا اور وہ
ے اضطراب اور کرب' طغیانیوں کے تلاطم اور گرداب کی یورش کی طرح
دارم پر حملہ آور ہونے لگا تھا ملکہ زینب نے اندازہ لگایا کہ حارث بن حسان
موت و نیستی کے کفن میں لپٹی آندھیوں' روح کو جسم سے علیحدہ کرتے مرگ
ں کی طرح انوس بن دارم پر چھاتا جا رہا تھا۔ حارث بن حسان نے اپنے حملوں
اس قدر تیزی اور تندی پیدا کر لی کہ وہ اپنے سامنے انوس بن دارم کو دور تک بھگا
تھا۔ کافی دیر تک حارث بن حسان انوس بن دارم کو اپنے سامنے الٹے پاؤں بھگاتا
تک کہ انوس بن دارم میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہو گئے اور انوس بن دارم کی
فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک حارث نے اپنی ڈھال اس کے شانے پر دے ماری
انوس بن دارم حارث کی ڈھال کی ضرب کھا کر لڑکھڑایا تھا اسی لمحہ حارث بن
ایک ساتھ اپنی تلوا اور ڈھال انوس بن دارم پر برسا دی تھی۔ انوس بن دارم
کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا جبکہ حارث کی ڈھال اس کے دوسرے شانے پر
اور یہ ضرب ایسی کاری تھی کہ انوس بن دارم زمین پر گر گیا تھا۔ حارث بن
ضائع کئے بغیر آگے بڑھا اور اپنی تلوار کی نوک زمین پر گرے ہوئے انوس
کی گردن پر رکھ دی اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس نے اس سے اس کی تلوار اور
کر دور پھینک دی تھی پھر حارث بن حسان نے ملکہ زینب کی طرف دیکھتے ہوئے

ملکہ مجھ جیسے اجنبی اور اپنے اس انوس بن دارم کے درمیان مقابلے کا انصاف
ے سامنے میں نے اسے تیغ زنی کے فن میں زمین پر گرا کر اس کی تلوار اور
ڈھال اس کے ہاتھ سے چھین لی ہے اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے چاہے تو مجھے
را دے چاہے تو پھر مقابلہ شروع کرا دے لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر
اس کا مقابلہ پھر کرایا گیا تو میں اس کی حالت پہلے کی نسبت بد ترین بنا کر رکھ دوں

گا ملکہ زینب کے جواب دینے سے پہلے ہی انوس بن دارم ہکلاتی ہوئی آواز میں حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے اجنبی میں نہیں جانتا کہ اس موقع فیصلہ دیتی ہے پر ملکہ سے پہلے تو میرا فیصلہ سن لے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تو مجھ سے بہتر مجھ سے اعلیٰ پایہ کا تیغ زن ہے تیرے حملہ آور ہونے کا انداز کم از کم میرے لئے اجنبی اور نا آشنا ہے دیکھ اجنبی تو نے اس مقابلے میں مجھے مات کر دیا ہے میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں انوس بن دارم کے ان الفاظ سے ملکہ زینب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کسی قدر اونچی آواز میں حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ حسان کے بیٹے یہ مت خیال کرنا کہ میں تیرے اور انوس بن دارم کے ساتھ کسی قسم کا ظلم یا نا انصافی کروں گی دیکھ تو انوس بن دارم سے مقابلہ جیت چکا ہے اب یہ شبہ اپنے ذہن میں مت لانا کہ میں تمہیں سپہ سالار کا عہدہ دینے کے بجائے کوئی دھوکہ اور فریب کروں گی نہیں اب میرا انصاف اور میرا فیصلہ بھی سن دیکھ حسان کے بیٹے تو یہ مقابلہ بڑی آسانی اور بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیت چکا ہے میں ابھی اور اسی وقت اپنے ان سارے لوگوں کی موجودگی میں تمہیں اپنے لشکر کا سالار مقرر کرتی ہوں پھر ملکہ زینب اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف مڑی اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سن حرب کے بیٹے تو ابھی اور اسی وقت حارث بن حسان کو اپنے ساتھ لے جا یہ میرے محل کے شرقی حصے میں قیام کرے گا اس کے لئے بہترین کپڑوں اور رہائش کا انتظام کرو اور ضروریات کی جو چیزیں ایک سپہ سالار کے لائق ہونی چاہئیں وہ فراہم کرو یہ انتظام جب ہو چکے تو مجھے اطلاع کرو میں ان سارے انتظامات کا معائنہ کروں گی۔ ملکہ زینب کا یہ فیصلہ سن کر حارث بن حسان کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اتنی دیر تک اشمون بن حرب آگے بڑھا اور حارث بن حسان کو اپنے ساتھ لے گیا۔ وہاں جمع ہونے والے لوگ بھی اب چھٹ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جبکہ ملکہ پھر اپنی خوابگاہ کی طرف چلی گئی تھی۔

○

یوناف اور کیرش ایک روز انطاکیہ شہر کی ایک نواحی سرائے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا کیرش سے گفتگو کرتے کرتے

یوناف خاموش ہو گیا تو کیرش بھی سمجھ گئی کہ یوناف پر ابلیکا وارد ہو رہی ہے لہٰذا وہ اپنے یوناف کی گردن کے قریب لے گئی تھی اور کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی تھی اس ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد بڑی خوش کن سی آواز میں کہنا شروع کیا۔

یوناف میرے حبیب تم اور کیرش دونوں اپنی نئی مہم کے لئے تیار ہو جاؤ میں نے آزان نام کے اس یہودی کاہن کو تلاش کر لیا ہے جو تمہیں اور کیرش کو اندھا کرنے کے بعد اور تمہارا گلا گھونٹنے کے بعد تم دونوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ابلیکا کے اس جواب پر یوناف نے تقریباً" چونکتے ہوئے کہا۔

ابلیکا اگر تم نے کاہن آزان کو تلاش کر لیا ہے تو کہو اس وقت وہ کہاں ہے اس پر ابلیکا فکر مند سی آواز میں کہنے لگی دیکھ یوناف۔ وہ آزان نام کا کاہن اب پہلے جیسا بے بس کاہن نہیں ہے بلکہ جب سے اس نے عزازیل کا کہنا ماننا شروع کیا ہے عزازیل نے اسے تقریباً" مافوق الفطرت بنا کر رکھ دیا ہے۔ دیکھ یوناف اس کاہن کے پاؤں کو جو عزازیل نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس سے پہلے ایک اژدھا کے منہ کی طرح شکل و صورت دے دی تھی وہ پاؤں اب اس کا ٹھیک ہو چکا ہے۔ لیکن میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اس آزان نے ایک طرح سے آدم خور کی سی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ عزازیل نے اسے اس قدر مافوق الفطرت قوتوں سے نوازا اور سنوارا ہے کہ وہ کاہن بوقت ضرورت بذات خود ایک بہت بڑے اژدھا کی صورت اختیار کرتا ہے جس طرح تم نے اس کے پاؤں کو دیکھا تھا کہ اس کے دانت کسی بہت بڑے سانپ کے دانتوں کی طرح خوفناک تھے اسی طرح اور ایسی ہی صورت اب وہ کاہن اپنی چہرے کی بنا لیتا ہے۔ یہ جانو کہ وہ کاہن اب بے شمار قوتوں کا مالک ہے اس سے نپٹنا اب تمہارے لئے اتنا آسان نہیں جتنا تم اس سے پہلے اس سے نپٹ چکے تھے۔

بہرحال ہم اسے کھلی چھٹی نہیں دیں گے کہ وہ اپنی مرضی اور منشا کے مطابق جو چاہے کرتا رہے۔ دیکھ یوناف۔ میرے حبیب۔ آزان نام کے اس کاہن نے ان دنوں دریائے دجلہ کے کنارے قدیم نینوا شہر کے کھنڈرات میں قیام کر رکھا ہے۔ گاہے گاہے وہ بہت بڑے اژدھا کی شکل و صورت اختیار کرتا ہے اور نینوا شہر کے کھنڈرات میں اپنی بکریاں اور ریوڑ چرانے والے چرواہوں پر وارد ہوتا ہے کبھی وہ کسی چرواہے کو نگل جاتا ہے کبھی موٹے موٹے جانور کو اس طرح نینوا شہر کے کھنڈرات میں ایک طرح سے اس نے خوف و ہراس پھیلا کر رکھ دیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے چونکہ آزان نام کے اس کاہن کو

اژدھا کی صورت میں نینوا شہر کے کھنڈرات میں دیکھا ہے لہٰذا وہ لوگ خیال کرنے لگے
کہ یہ نینوا شہر چونکہ قدیم اور ایک طرح سے دیومالائی شمار کیا جاتا ہے اور نینوا شہر کی تباہی
بربادی کا انتقام وہ اس شہر کے کھنڈرات میں داخل ہونے والے لوگوں سے لیتا ہے۔

اب نینوا شہر کے ان کھنڈرات کے آس پاس کی بستیوں کے لوگوں کی یہ حالت
ہے کہ وہ اسے نینوا کا کوئی قدیم دیوتا جان کر کھنڈرات میں اس کے لئے چڑھاوے چڑ
لگے ہیں۔ لوگ اپنی بھیڑ۔ بکریوں کے پہلوٹھے۔ دودھ۔ گوشت اور طرح طرح کی اش
مزیدار کھانے بنا بنا کر نینوا شہر کے کھنڈرات میں سجاتے ہیں جب سے بستی کے لوگوں
کرنا شروع کیا ہے کاہن آزان نے بھی تباہی اور بربادی کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ اس
لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ چڑھاوے چڑھانے سے نینوا شہر کے کھنڈرات کا وہ دیو
ہوتا ہے اور کسی کو نقصان نہیں پہونچاتا۔ اور اب لوگوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ
نینوا شہر کے کھنڈرات سے پتھر لے جا کر اس جیسے اژدھا کے بت بناتے ہیں جس
صورت میں انہوں نے آزان کو نینوا کے کھنڈرات میں دیکھا تھا۔ اسی طرح کے وہ
کے بت اپنے گھروں میں بھی رکھنے لگے ہیں اور نینوا شہر کے کھنڈرات میں بھی سجاتے
تا کہ دیوتا ان سے خوش ہو اور انہیں کوئی نقصان نہ پہونچائے۔ اس طرح سے کاہن
کو استعمال کرتے ہوئے عزازیل نے ایک طرح سے ان علاقوں میں شرک کی ابتدا
ہے۔ یوناف میرے حبیب آؤ۔ کیرش کو ساتھ لو اور کاہن کے خلاف حرکت میں آئیں
وہاں سے مار بھگائیں یا اس کا خاتمہ کریں تا کہ نینوا شہر کے ان کھنڈرات میں شرک کی
ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا

تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا۔ میں اور کیرش ابھی اور اسی وقت نینوا شہر کے کھنڈرا
طرف کوچ کریں گے۔ اور انطاکیہ کے کاہن سے نپٹنے کی کوشش کریں گے۔ اس پر
فکرمند سی آواز میں بولی اور کہنے لگی۔ دیکھو یوناف۔ انطاکیہ کے اس کاہن سے
آسان نہیں جتنا آسانی سے تم نے کہہ دیا ہے۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ
نے اسے انتہا درجہ کی اور خوفناک قسم کی مافوق الفطرت قوتوں سے لیس کر رکھا ہے
ہمیں دیکھ بھال کے بہت محتاط انداز میں سوچ سمجھ کر نینوا کے کھنڈرات میں داخل
انطاکیہ کے اس کاہن سے نپٹنا ہو گا۔ بہرحال تم دونوں تیار رہو۔ تا کہ یہاں سے
کریں۔ دیکھو اس کاہن کے خلاف حرکت میں آنے سے پہلے میرے مشورے اور
اقدام کا انتظار ضرور کرنا۔ اب تم اور کیرش حرکت میں آؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں
نینوا شہر کی طرف یہاں سے کوچ کریں۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی کیرش کی طرف تیز
ہوں سے دیکھا۔ جواب میں کیرش مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ میں آپ اور ابلیکا دونوں کی
و غور سے سن چکی ہوں آپ بے فکر رہیں۔ میں تو ہر حال میں آندھی طوفانوں گرم۔
میں آپ کا ساتھ دینے کا طے کئے ہوئے ہوں۔ لہٰذا آیئے نینوا شہر کی طرف کوچ کریں۔
کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں نے ایک دوسرے کو مخصوص اشارہ کیا پھر وہ دونوں
سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ شہر کی سرائے سے وہ نینوا کے کھنڈرات
طرف کوچ کر گئے تھے۔

سورج غروب ہونے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں دریائے فرات کے کنارے نینوا شہر
کھنڈرات میں نمودار ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہ انطاکیہ کے اس کاہن کو تلاش کرنے
لئے کھنڈرات کے اندر گھومتے رہے اچانک ایک جگہ دونوں ٹھٹک کر اور دہشت زدہ
ہو کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے سامنے ایک بہت بڑا اژدھا نمودار ہوا
نے اپنے پھن کو کسی بڑے درخت کے تنے کی طرح اوپر اٹھا رکھا تھا اس کی آنکھوں
جسم کو جلا دینے والی اور بھسم کر دینے والی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ قبل اس کے کہ
ا کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی یوناف اور کیرش کو اپنا ہدف بناتی۔ یوناف نے فوراً"
کو اپنے ساتھ لپٹایا پھر وہ زور دار انداز میں جست لگاتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا تھا۔
کے بعد یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایک بہت بڑی
کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے
لگا۔

دیکھ کیرش یہ جو اژدھا ہم نے دیکھا ہے اور جس کی آنکھوں سے جسم کو جلا دینے والی
کے کوندے جیسی روشنی پھوٹ رہی تھی میں سمجھتا ہوں یہی انطاکیہ کا کاہن آزان
۔ دیکھ کیرش تو یہیں بیٹھی رہ۔ میں بیٹھے ہی بیٹھے اس چٹان کے اطراف میں جس کی اوٹ
ہم بیٹھے ہوئے ہیں سری عمل کرتا ہوں تا کہ وہ اژدھا اگر ہماری طرف بڑھ کر ہم پر
آور ہونے کی کوشش کرے تو ہم محفوظ رہیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق
اس پر یوناف فوراً" حرکت میں آیا اور اپنی تلوار نکال کر اس نے اپنا سری عمل کیا پھر
چٹان کی اوٹ میں وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اس کے اردگرد اس نے ایک حصار کھینچ دیا
پھر دوبارہ اپنی جگہ وہ کیرش کے پہلو میں آ بیٹھا تھا۔

اس موقع پر کیرش بولی اور کہنے لگی۔ ہمیں چٹان کی اوٹ سے جھانک کر دیکھنا تو چاہئے
دھا اب کہاں ہے۔ یوناف نے کیرش کی اس تجویز سے اتفاق کیا جوں ہی ان دونوں نے

چٹان کے اوپر سے جھانکا انہوں نے دیکھا اژدھا اب ان کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا لہٰذا یوناف نے فوراً کیرش کو نیچے کھینچ لیا اور دونوں ایک کونے میں سے اژدھے کی طرف دیکھنے لگے انہوں نے دیکھا کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اژدھے نے جو منہ کھولا تو اس کے منہ سے گویا آگ کا ایک سیلاب پھوٹ نکلا تھا۔ اس آگ سے اژدھے نے اس چٹان کو ہدف بنانا چاہتا جس کی اوٹ میں یوناف اور کیرش بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ یوناف نے پہلے اس چٹان کے گرد ایک حصار کھینچ دیا تھا لہٰذا اژدھے کے منہ سے نکلنے والی آگ اس چٹان تک پہونچنے میں کامیاب نہ ہو سکی تھی۔ جس کی بناء پر یوناف اور کیرش دونوں محفوظ رہے تھے۔

اژدھے کے منہ سے نکلنے والی آگ جب اس چٹان کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکی اژدھا شاید فکر مند ہوا اس نے اپنا رخ پھیرا اور اپنے منہ سے نکلنے والی آگ کا رخ اس نے جب ایک دوسری چٹان کی طرف کیا تو یوناف اور کیرش دنگ رہ گئے تھے۔ اژدھے کے منہ سے نکلنے والی اس آگ نے ان کے قریب ہی ایک دوسری چٹان کو پاش پاش کر کے اور کرتے ہوئے راکھ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی پر سکون آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ یہ جو سامنے بڑے کے درخت کے کسی بڑے تنے کی طرح کھڑا ہے یہ ہی انطاکیہ کا کاہن آزان ہے۔ جو بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے۔ اس چٹان کے پیچھے چھپ کر یہ اژدھا قابو میں آنے والا نہیں اور زیر ہونے والا نہیں۔ ہمیں اس کے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ اب تم دونوں اس چٹان کے پیچھے اٹھ کھڑے ہو۔ یوناف تم نے بہت اچھا کیا جو تم نے چٹان کے گرد حصار کھینچ دیا ہے اس طرح اژدھے کی آنکھوں اور منہ سے نکلنے والی آگ اور روشنی تم دونوں کو نقصان نہیں پہونچا سکتی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ دیکھو یوناف۔ پہلے تم کھڑے ہو۔ جبکہ کیرش تمہاری پیٹھ پر کھڑی ہو گی۔ پوری طرح تمہارے جسم کے ساتھ لپٹ جائے گی۔ اس کے بعد میں کیا کرتی ہوں پھر دیکھتے جانا۔ اب تم دونوں کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے کام کی ابتدا کروں۔ ابلیکا کی تحریک پر یوناف چٹان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ کیرش بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یوناف کی پیٹھ سے لپٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اپنے دونوں ہاتھ اس نے یوناف کی چھاتی کے گرد لپیٹ لئے تھے۔ اژدھے نے جب اپنے سامنے یوں بے باکی کے ساتھ یوناف اور کیرش کو کھڑے دیکھا تو اپنے منہ سے انتہا درجہ کی خوفناک آوازیں نکالتا ہوا آگے بڑھا۔

اسی موقع پر ابلیکا بھی حرکت میں آئی۔ یوناف نے دیکھا کہ ابلیکا نے پہلے اس کی گردن پر لمس دیا پھر یہ لمس کچھ ایسا تیز ہوا کہ ابلیکا اپنی جسامت بڑھاتی چلی گئی پھر ابلیکا کی جسامت ایسی بڑھی کہ یوناف اور کیرش دونوں کو ابلیکا نے پاؤں سے لے کر کندھوں تک ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت میں لپیٹے دے کر ڈھانپ لیا تھا

اس وقت ابلیکا بہت بڑے اژدھے کی صورت میں یوناف اور کیرش کے جسموں پر بل دیے ہوئے انہیں ڈھانپ رہی تھی تو کیرش چلا اٹھی اور خوفزدہ سے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگی یوناف یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہم کسی نئے جال میں پھنس گئے ہیں اس پر یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

ا۔ کیرش فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اژدھا جو میرے اور تمہارے جسم کے گرد لپٹ کر ہمیں ڈھانپنے کی کوشش کر رہا ہے یہ حقیقت میں ابلیکا ہی ہے۔ جو ہمارے لیے اہم سرانجام دے رہی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر کیرش کو کچھ تسلی ہوئی اور پھر پر سکون انداز میں اس نے اپنی تھوڑی یوناف کے شانے پر جما دی تھی۔ اور بڑی فکر سے اپنے سامنے اس اژدھے کو دیکھ رہی تھی جو لحہ بالحہ قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اس طرف ابلیکا نے جو ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت اختیار کر گئی تھی یوناف اور کیرش کو سر سے لے کر گردنوں تک اپنی لپیٹوں میں ڈھانپ لیا تھا پھر ایسا ہوا کہ کیرش اور یوناف دونوں نے ابلیکا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ دنگ رہ گئے ابلیکا ایک بہت بڑے اور ایک اژدھے کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اور اپنا پھن وہ یوناف اور کیرش کے سر پر پھیلاتی ہوئی ان کے سامنے لے آئی تھی۔

کام کی تکمیل کے بعد جس طرح نینوا شہر کے کھنڈرات میں نمودار ہونے والے اژدھے کی آنکھوں اور منہ سے نکلی اور یہ روشنی اور آگ براہ راست اس اژدھے پر پڑی۔ لگا کہ فضاؤں کے اندر ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی یوں لگتا تھا جیسے نینوا کے ان کھنڈرات میں بیک وقت کئی لوگوں کو ایک ساتھ کند چھری کے ساتھ ذبح کر دیا گیا ہو۔ اس کے بعد جو انہیں تو یوناف نے دیکھا ان کے سامنے نمودار ہونے والا اژدھا وہاں نہ تھا اور کھنڈرات میں چاروں طرف اداسی اور افسردگی پھیلی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی ابلیکا نے یوناف اور کیرش کے گرد اپنے بل کھول دیے۔ اپنی جسامت کو اس نے تبدیل کر کے ایک ننھے اور باریک سے سانپ کی صورت میں اس نے یوناف کی گردن پر لپیٹا دیتے ہوئے لمس دیا اور قہقہے برساتی ہوئی آواز میں وہ بولی اور یوناف سے پوچھا۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ انطاکیہ کے اس کاہن کے خلاف میرا حرکت میں آنا تمہیں

کیا لگا۔ جوں ہی میں نے اسی کی سی شکل و صورت اختیار کرتے ہوئے اس پر آگ ا
روشنی پھینکی وہ چلا اٹھا اور یہاں سے بھاگ گیا۔ اس پر کیرش فکر مند سی آواز میں بولی۔
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف یہ ابلیکا تو کہہ رہی ہے وہ یہاں سے بھاگ
ہے کیا آزان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ کیرش کی آواز چونکہ ابلیکا نے بھی سن لی تھی لہٰذا ا
پہلے کی نسبت بلند آواز میں کہنے لگی اس کاہن کا خاتمہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا تم دونوں
سمجھ لیا ہے۔ بس میں نے تم دونوں کا اس سے دفاع کر لیا ہے تاہم وہ یہاں سے بھا
میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب ایک بار پھر مجھے اسے تلاش کرنا پڑے گا اب میں دیکھتی
وہ کس جگہ اپنا ٹھکانہ بناتا ہے اور اس بار ہم کسی نئے حربے کے تحت اس کے خلا
حرکت میں آئیں گے تا کہ اس کا خاتمہ کر سکیں۔ اب تم دونوں حرکت میں آؤ اس
شہر کے اندر جس قدر سانپ شماہت رکھے ہیں۔ وہ سارے توڑ پھوڑ دو۔ اور پھر وا
انطاکیہ کی اسی سرائے میں چلے جاؤ۔ اور میرا انتظار کرو یہاں تک کہ میں پھر تمہیں اس
سے متعلق معلومات فراہم کروں گی۔

ابلیکا کے اتنا کہنے پر یوناف اور کیرش فوراً حرکت میں آ گئے۔ نینوا شہر کے کھنڈ
میں لوگوں نے جو پتھروں اور مٹی کے ناگ دیوتا کے بت بنا کے رکھے تھے وہ دونوں
مل کر سب توڑ پھوڑ دیئے۔ اور ان سب کا صفایا کرنے کے بعد وہ دونوں پھر انطاکیہ
سرائے میں قیام کرنے کے لئے نینوا شہر کے کھنڈرات سے اپنی سری قوتوں کو حرکت
لاتے ہوئے کوچ کر گئے تھے۔

○

پالمیرہ یعنی تدمر کی ملکہ زینب اپنے نئے سپہ سالار یعنی حارث بن حسان کے سا
کر دن رات اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتی جا رہی تھی۔ یہ بات ایران کے بادشاہ
اول کے لئے یقیناً اندیشے کی علامت تھی۔ گو ایران کا شہنشاہ شاہ پور پالمیرہ کی ملکہ
طاقت اور قوت سے خائف بھی تھا لیکن دوسری طرف وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا
علاقوں میں ملکہ کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو۔ شاہ پور کو یہ بھی خطرہ اور اندیشہ
ملکہ نے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر لیا اور کسی موقع پر اس نے رومنوں کے
اس نے اتحاد کر لیا تو وہ ایران میں ساسانی سلطنت کے خاتمے کا باعث بھی بن سکتی ہے
ان خدشات اور ان خطرات کے تحت ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے ایک بہت
ترتیب دیا اور اپنے ایک نامور اور تجربہ کار جرنیل کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا۔ پھر اس

شاہ پور نے پورے کیل کانٹے سے لیس کرنے کے بعد ایران سے پالمیرہ کی طرف روانہ
کیا۔ تا کہ ملکہ زینب پر ایک کاری ضرب لگائی جائے اور وہ ضرب ایسی ہو کہ آنے والے
دور میں ملکہ زینب رومنوں کے ساتھ اتحاد کرنے کے قابل نہ رہے اور نہ ہی ایران میں
ساسانی سلطنت کے خاتمے کا باعث بن سکے۔

○

حارث بن حسان ایک روز ملکہ زینب کے کمرہ خاص میں داخل ہوا اس نے دیکھا ملکہ
اس کمرے کے وسط میں سونے کے کام سے مزین اپنی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی حارث بن
حسان کو دیکھتے ہوئے حسین و جمیل ملکہ کے خوبصورت چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار
ہوئی۔ ہاتھ کے اشارے سے ملکہ زینب نے حارث بن حسان کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے
کہا۔ حارث چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا پھر وہ ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پوچھنے لگا۔ خانم
کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے۔

اس پر ملکہ زینب تھوڑی دیر تک بڑے پیارے انداز میں حارث بن حسان کی طرف
دیکھتی رہی پھر وہ کہنے لگی دیکھ حسان کے بیٹے۔ میرے مخبروں نے یہ اطلاع کی ہے کہ ایران
کے شہنشاہ شاہ پور نے ایک لشکر ہماری طرف روانہ کیا ہے شاہ پور کو خطرہ ہے کہ میں کہیں
رومنوں سے اتحاد کر کے اس کے لئے خطرہ کا باعث نہ بن جاؤں لہٰذا وہ ایسا ہونے سے پہلے
ہی میرا اور میری سلطنت کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ حسان کے بیٹے۔ میں نے تمہیں اس لئے
طلب کیا ہے کہ اب تم میرے لشکروں کے سپہ سالار ہو۔ میں تم سے پوچھتی ہوں کیا تم شاہ
پور کے اس لشکر کو جو ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے ہمارے مرکزی شہر
پالمیرہ کا رخ کر رہا ہے۔ مار بھگانے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہو

ملکہ زینب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے حارث بن حسان نے ایک بار اسے
بڑے غور سے دیکھا پھر وہ اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا دیکھ ملکہ میں تیری بھی حفاظت
کروں گا اور تیری سلطنت کی بھی۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ شاہ پور نے جو لشکر پالمیرہ
پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا ہے میں اسے تمہارے اس مرکزی شہر تک نہ پہنچنے
دوں گا بلکہ اسے صحراؤں کے اندر ایسی شکست دوں گا کہ آنے والے دور میں پھر کبھی شاہ
پور کو تم پر حملہ آور ہونے کی جرات اور ہمت نہ ہو گی۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زینب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی
تھی۔ کچھ دیر تک وہ بھی بڑے غور سے حارث کی طرف دیکھتی رہی پھر ایک عزم اور فیصلہ

کن انداز میں وہ کہنے لگی۔ دیکھ حسان کے بیٹے۔ اگر تو نے شاہ پور کے اس لشکر کو جو حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے شکست دے دی تو میں تیرے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ جب تو فاتح کی حیثیت سے پالمیرہ شہر میں لوٹے گا تو میں شب عروسی کے لباس میں تیرا استقبال کروں گی اور جس روز تو شہر میں داخل ہو گا اسی روز میں تم سے شادی کر لوں گی۔ اور مزید سنو ابن حسان۔ اگر تم شاہ پور کے لشکر کو مار بھگانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ پھر میں تم سے شادی تو نہیں کروں گی لیکن تم میرے لشکر کے سپہ سالار اسی طرح برقرار رہو گے۔

ملکہ زینب کی اس پیشکش پر حارث بن حسان بے حد خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تیرے علاقوں کی خوب حفاظت کروں گا۔ حارث کا جواب سنتے ہوئے ملکہ زینب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارے کوچ کی تیاریاں کراتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ تم آج ہی لشکر لے کر شاہ پور کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ حارث بن حسان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چپ چاپ ملکہ زینب کے ساتھ ہو لیا۔ شام سے پہلے ہی پہلے ملکہ زینب نے کوچ کی تیاریاں مکمل کر دیں پھر حارث پالمیرہ شہر سے جنوبی صحراؤں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا لشکر بڑی تیزی سے صحرائے پالمیرہ میں جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا کہ صحرا کے اندر حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ ایرانی لشکر کے کماندار کو جوں ہی خبر ہوئی کہ ملکہ زینب کے سپہ سالار نے ان کی راہ روک دی ہے تو اس نے فوراً" اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

اپنے سالار کا حکم سنتے ہی ایرانی لشکری نفرت کے آشوب میں وحشت کے طوفان بیکراں وسعتوں میں وقت بد ترین تمرد، گرد و پیش کے دھوئیں میں جبر کی سلگتی آگ کی طرح ہر طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے میدان جنگ کے اندر پیاس کے الجھے طوفان۔ افق افق میں وحشتیں۔ قدم قدم پر ویرانیاں کھڑی کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف حارث بن حسان بھی بڑی حاضر دماغی سے کام لے رہا تھا۔ وہ ایرانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی اگلی صفوں کو پھیلاتا جا رہا تھا۔ اور اگلی صفوں کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ پچھلی صفیں بھی ان کے تعاقب میں پھیلتی جا رہی تھیں۔ شاید سب کچھ حارث بن حسان کی پہلے سے لشکریوں کے ساتھ طے شدہ تجاویز کے مطابق ہو رہا تھا۔

حارث بن حسان اپنے لشکر کو پھیلاتے پھیلاتے ایرانی لشکر کے پہلوؤں تک بڑھا کے لے گیا تھا۔ پھر وہ دفاع سے نکلا اور جارحیت پر اترا۔ سامنے اور طرفین سے اپنے لشکریوں کی امیدوں کو راکھ کرتے کڑوے کسیلے ذائقوں، صعوبتوں کے سلسلوں میں عزم کی بے پناہ امنگوں کی طرح حرکت میں لایا۔ ایرانی لشکر پر وہ سامنے دائیں بائیں سے موت کے سکوت جیسا اور زندگی کی ویرانیاں پھیلاتی بے کل خواہشوں، رقص کرتے سیالوں، موسم کے تغیر میں حرکت میں آنے والے فنا کے تباہ کن سیلاب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ میں تھوڑی دیر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ اس دوران حارث بن حسان نے اپنے تیز حملوں سے ایرانی لشکر کی حالت صدیوں کی تنہائی، مایوسی کی کرب، بھڑکتی آگ کے غضب میں بھسم ہوتے بنجر بگولوں جیسی بنا کے رکھ دی تھی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ حارث بن حسان نے اپنے لشکریوں کے ساتھ ایرانیوں کی اگلی صفیں مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دی تھیں اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے ایرانی اپنا سارا جنگی ساز و سامان اور خوراک کے ذخائر چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ حارث بن حسان کے ہاتھوں ایرانیوں کی بد ترین شکست تھی۔ حارث بن حسان نے ان کا تعاقب کیا اور یہ تعاقب کئی میلوں تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ حملہ آور ایرانی لشکر کی تعداد حارث بن حسان کے ہاتھوں قتل عام ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ بہت کم ایرانی لشکری اپنی جانیں بچا کر صحرائے پالمیرہ سے نکل کر اپنی حدود میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے تھے۔ حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور جس جگہ جنگ ہوئی تھی وہاں ایرانیوں کے پڑاؤ میں جو خوراک اور جنگی ساز و سامان سے بھرا پڑا تھا قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا تاکہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے کوئی اور ایرانی لشکر ادھر کا رخ کرے تو وہ اس کے لئے بھی عبرت خیزی کا سامان فراہم کر سکے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو جب اپنے لشکر کی بد ترین شکست کا علم ہوا تو اس نے دل میں ٹھان لی کہ وہ ملکہ زینب سے اپنے لشکر کی شکست کا انتقام ضرور لے گا۔ ملکہ کے سپہ سالار حارث بن حسان کے ہاتھوں اس شکست کو شاہ پور نے اپنی توہین اور اپنی بے عزتی جانا اور ملکہ پر دوبارہ حملہ آور ہونے کے لئے وہ تیزی سے لشکر تیار کرنے لگا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ملکہ زینب کا سپہ سالار صحرائے پالمیرہ میں پڑاؤ کر کے ایران کے کسی دوسرے لشکر کا منتظر ہے لہٰذا اس صورت حال میں اس نے اپنی تیاریوں میں اور اضافہ کر دیا تھا لیکن قدرت کو منظور نہ تھا کہ شاہ پور ملکہ پر دوبارہ حملہ آور ہو سکے۔ اسی دوران موت نے اسے آ لیا اور وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر گیا۔

شاہ پور نے جہاں مختلف مواقع پر رومنوں کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کیں
امن کے زمانے میں اس نے اپنی سلطنت کے لئے بھلائی کے کام بھی کئے۔

امن و امان کے زمانے میں شاہ پور نے تعمیرات کی طرف بھی توجہ دی۔ دریائے
میں اکثر طغیانی آتی تھی۔ جس سے شہروں کے شہر تباہ ہو جاتے تھے۔ شاہ پور نے شو
مقام پر ایک مستحکم بند تعمیر کرایا۔ جس سے طغیانی کے خطرات کا سد باب ہو گیا۔
شادروان یا بند قیصر کے نام سے منسوب ہے۔ اس بند کے ذریعے بلند تر مقامات پر پانی
کر کھیتوں کی آب پاشی ہوتی تھی۔ یہ بند اب بھی موجود ہے۔ اور رومن شہنشاہ و
اسیری کی یاد دلاتا ہے اس لئے کہ یہ بند رومن شہنشاہ اور اس کے ساتھ گرفتار ہونے
رومنوں کو کام میں لا کر تعمیر کیا گیا تھا۔

شاہ پور نے متعدد نئے شہر بھی آباد کئے ایک شہر کا نام شاہ پور رکھا جو اہواز کے
میں واقع تھا کہتے ہیں یہ شہر اس علاقے میں رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا اور پر
سردی کا موسم ہو یا گرمی کا یہاں شادابی میں کمی نہیں آتی تھی اس علاقے میں شاہ پور
شاہ پور کے نام سے بھی ایک اور شہر بسایا۔ اس شہر کا نام اصل میں انیتوک شاہ پور تھا
مطلب یہ ہے کہ یہ شہر انطاکیہ سے بہتر ہے بعد میں اس شہر کا نام وندی شاہ پور پھر
شاہ پور اور آخر میں جندی شاہ پور ہوا۔ یہ شہر شوستر اور ڈزفول شہروں کے مابین واقع
یہاں رومن اسیروں کو آباد کیا گیا تھا اس کے علاوہ شاہ پور نے استخر شہر کے مغرب میں
اور شہر بھی آباد کیا۔ جس کا نام اس نے اپنے نام پر شاہ پور ہی رکھا۔

اپنے دور حکومت کے آخری ایام میں شاہ پور نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب
خراسان کے حکمران پبلیرگ کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اور جس جگہ خراسان
حکمران کے ساتھ جنگ ہوئی تھی وہاں اس نے ایک مستحکم شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ اس
نام شاہ پور نے نیو شاہ پور یعنی پسندیدہ شاہ پور رکھا۔ جو بعد میں کافی عرصہ تک اس
مشہور رہا لیکن آنے والے دور میں اس کا نام بگڑ کر نیو شاہ پور سے نیشا پور مشہور ہو
شہر اب بھی نیشا پور کے نام سے موجود ہے۔

تعمیرات کے علاوہ شاہ پور نے فن سنگتراشی کی طرف بہترین دھیان دیا شاہ پور
روم ویلیرین پر فتح حاصل کرنے کی یاد میں متعدد مقامات پر ابھرواں تصویریں بنوائیں
قسم کی ایک بہت بڑی تصویر شور رستم میں ہے جس میں شاہ پور ایک گھوڑے پر سوار
گھوڑے کا دایاں پاؤں اوپر کو اٹھا ہوا ہے شاہ پور گلے میں کنٹھا اور کانوں میں بالے
ہوئے ہے اس کا بایاں ہاتھ تلوار کے قبضے پر ہے جو پٹی کے ساتھ آویزاں ہے وا

قیصر روم ویلیرن کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو اس کے آگے گھٹنے ٹیک رہا ہے اور
ہاتھ شاہ پور کی طرف پھیلا رکھے ہیں۔ جیسے وہ اس سے رحم کی التجا کر رہا ہو۔ اس کے
میں ایک شخص رومن لباس میں ملبوس کھڑا ہے مورخین کا خیال ہے کہ یہ شخص
ہو گا جو ایک رومن جرنیل تھا جس نے قیصر روم کے ساتھ دشمنی بناتے ہوئے شاہ
کیمپ میں پناہ لے لی تھی۔ یہ تصویر ساسانی عہد کے فن سنگتراشی کا ایک عمدہ نمونہ
تصویر کے نیچے بھی ایک کتبہ بھی کندہ تھا جو اب بھی موجود ہے لیکن اس کی تحریر
ھی جا سکتی۔

ایک اور تصویر میں شاہ پور گھوڑے پر سوار ہے اور رومن جرنیل سریاڈس اس کے
کھڑا ہے گھوڑے کے نیچے ایک شخص پڑا ہے سامنے قیصر روم ویلیرین گھٹنے دے کر
ہے اوپر ایران کے خدا آہور مزدا کے فرشتے کو پرواز کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور وہ
اپنے دونوں ہاتھوں سے شاہ پور کو تاج دے رہا ہے۔

ایک اور ابھرواں تصویر میں بہت سے اشخاص نیچے اوپر چار قطاروں میں کھڑے ہیں ان
بات واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ دائیں طرف کی اوپر کی دو قطاروں کے لوگ گھٹنوں
لے کرتے پہنے ہوئے ہیں نیچے پاجامے ہیں۔ بعض کے ہاتھوں میں تاج اور بعض کے
طشت ہیں۔

بائیں طرف کی تیسری تصویر میں کچھ لوگ رومن لباس میں ملبوس ہیں ان میں سے
اور دوسرا گھوڑا پیشکش کے لئے لا رہا ہے۔ اس سے آگے اہل روما کا مذہبی پیشوا
اس کے سر پر ایرانیوں کی دیوی اناہیدہ پرواز کر رہی ہے۔ یہ حلقہ سلطنت کا بادشاہ کی
بڑھ رہا تھا سامنے بادشاہ گھوڑے پر سوار ہے جس کی خدمت میں تحائف بردار لوگ
رہے ہیں۔ دائیں طرف کی نچلی تصویر میں بادشاہ کو رتھ میں سوار دکھایا گیا ہے اسے
کھینچ رہے ہیں۔ بائیں طرف کی چار قطاروں میں مسلح سوار دکھائے گئے ہیں۔ یہ
ٹوپیاں پہنے ہوئے ہیں سب کی ٹوپیاں اوپر سے گول ہیں۔ یہ تصویریں ساسان عہد کی
نگی تصویروں میں شمار کی جاتی ہے۔

بہر حال شاہ پور ساسانی خاندان کا ایک نامور بادشاہ ہوا۔ مورخین کہتے ہیں کہ یہ نہایت
دلیر۔ فیاض اور مستقل مزاج بادشاہ تھا۔ انہی صفات کی بدولت وہ لوگوں میں بہت
ہوا۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوا تو ایران کے گوشے گوشے میں اس کا ماتم کیا گیا۔
شاہ پور کی خارجہ سیاست ایران کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکی۔ کیونکہ وہ سیاسی تدبر کے
طاقت سے کام لینا چاہتا تھا۔ جہاں اس میں بہت سی خصوصیات تھیں وہاں اس میں

خامیاں بھی تھیں اور وہ یہ کہ وہ بے حد مغرور تھا۔ اس کی وجہ سے ایران کو
اٹھانا پڑا۔ اہل ایران اسے ساسانی عہد کا داریوش اعظم یعنی دارا سمجھتے ہیں
مماثلت کچھ درست نہیں کیونکہ اس کی فتوحات محض تخت و تاراج کے لئے تھیں
علاقوں کو اس نے فتح کیا وہاں اپنی حکومت قائم نہ کی بہرحال یہ ساسانی عہد کی
تھی کہ اسے اردشیر کے بعد شاہ پور جیسا حکمران ملا۔ جس نے ساسانی سلطنت کی
مستحکم کیا۔

○

یوناف اور کیرش انطاکیہ شہر سے باہر سرائے کے کمرے میں دونوں آمنے
تھے کہ یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آؤ کیرش نیچے بھٹیار خانے میں
دوپہر کا کھانا کھا کر آئیں۔ اس پر کیرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی
منہ دھو لوں۔ پھر نیچے بھٹیار خانے میں جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی کیرش اٹھ
خانے کی طرف جانے لگی تھی کہ اسے کچھ خیال گزرا دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی
کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

ہم دونوں نے ایک عرصے سے انطاکیہ کی سرائے میں قیام کر رکھا ہے میں
رکھا تھا کہ انطاکیہ میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جو دیکھنے کے قابل ہیں لیکن
مجھے وہاں لے کے ہی نہیں گئے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ انطاکیہ شہر میں
مقام ہی دیکھنے کے لائق ہیں۔ گو یہ شہر بڑا قدیم ہے لیکن تدمر شہر جیسا نہیں جہاں
چیزیں دیکھنے والوں کو اپنی طرف مائل کر سکتی ہیں۔ جو چیزیں یا مقامات انطاکیہ میں
قابل ہیں ان کے متعلق میں تمہیں زبانی بھی بتا سکتا ہوں۔ اس پر کیرش بڑے
یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کیا زبانی بتا سکتے ہیں۔ جواب میں
مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو کیرش جہاں تک انطاکیہ شہر کا تعلق ہے تو یہ ارض شام کا سب سے
ہے اس کی فصیل پتھر کی ہے جو شہر اور اس کے مضافات میں پھیلے ہوئے کو
ستیوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ فصیل کے اندر ہی کھیت اور باغات بیکیاں
باغات اور ہر قسم کی تفریح گاہیں ہیں جن پر انطاکیہ کے لوگ یقیناً ناز کرتے ہیں
ہے کہ انطاکیہ کی فصیل کا محیط ایک دن کی منزل کے برابر ہے۔ یہاں تمام گلی
منڈی اور مکانوں میں آب رواں کا بہترین انتظام ہے۔

انطاکیہ شہر میں جو سب سے اعلیٰ قسم کی دیکھنے کے لائق چیز ہے وہ انطاکیہ کی ایک
ہے جسے الدیماس کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس عمارت کے اندر بڑے بڑے پتھروں کی
کی گئی ہے جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ عمارت ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اس
وائی جب اس نے انطاکیہ شہر فتح کیا تھا اس عمارت میں بے شمار کھڑکیاں ہیں۔ رات
جب چاند نکلتا ہے تو اس کی کرنیں ایک کھڑکی سے اندر آتی ہیں اس طرح جوں
چاند اپنی منزل بڑھاتا جاتا ہے ساتھ ہی ساتھ کھڑکیاں بھی بدلی ہوتی چلی جاتی ہیں۔
انطاکیہ شہر میں دوسری بڑی عمارت پولوس کا گرجا ہے۔ جسے کشفلوں کی خانقاہ کہہ کر
اجاتا ہے۔ یہ خانقاہ انطاکیہ شہر کے باب فارس پر واقع ہے اس کے قریب ہی
نام کا ایک گرجا ہے جہاں مسیحی اپنا ایک بہت بڑا محترم تہوار مناتے ہیں یہ گرجا
پہلے یہودیوں کے قبضے میں تھا اور ان عیسائیوں نے چھین لیا۔ قریب ہی مریم کے نام
کلیسا بھی ہے جو مدور قسم کی عمارت ہے اور اپنی تعمیر کی خوبی اور بلندی کے لئے
عجائبات میں شمار کی جاتی ہے۔
کیرش انطاکیہ نہایت وسیع شہر ہے۔ اس کی اندرونی اور بیرونی دو فصیلیں ہیں۔
میں تین سو ساٹھ برج ہیں جہاں چار ہزار سپاہی نوبت در نوبت پہرہ دیتے رہتے ہیں۔
اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے انطاکیہ سے متعلق کیرش کو مزید معلومات
چاہتا تھا کہ اچانک وہ بولتے بولتے خاموش ہو گیا اس لئے کہ ابلیکا نے اس کی
لمس دیا تھا۔ کیرش بھی سمجھ گئی تھی کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا ہے
کان یوناف کی گردن کے قریب لے گئی تاکہ ابلیکا اگر کوئی نیا پیغام دے تو وہ بھی

کی گردن پر ہلکا لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھو یوناف میرے
جانتے ہو کہ نینوا کے کھنڈرات میں کاہن آزان ہم سے بچ کر بھاگ گیا تھا۔ نینوا
کھنڈرات سے بھاگ کر وہ تبت کی سرزمین کی طرف گیا۔ وہاں ایک کوہستانی سلسلے کو
اپنی آماجگاہ بنا لیا ہے وہاں اس نے حیرت انگیز اور مافوق البشریت کاموں کا مظاہرہ کیا
وہاں کے لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ اب وہ ہفتے میں ایک بار ایک کوہستانی سلسلے
بہت بڑے اژدھے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور لوگ دور دور سے اسے
کے لئے آتے ہیں۔ جب وہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر نمودار ہوتا ہے تو نیچے وادی اور سطح
جمع ہونے والے لوگ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں
آزان چونکہ اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر ہفتے میں صرف ایک بار نمودار ہوتا ہے لہٰذا

جس جگہ وہ نمودار ہوتا ہے ہفتے کے باقی چھ دن لوگ اس جگہ نذر و نیاز پیش کر
طرح طرح کی مرغن اور عمدہ چیزیں تیار کر کے اس آزان کی خدمت کرتے ہیں
ناگ دیوتا کی شکل و صورت اختیار کر لی ہے۔ لوگ اس آزان یعنی ناگ دیوتا سے
متاثر ہیں کہ کوہستانی سلسلے کے اطراف میں انہوں نے ناگ دیوتا کے کئی مندر تعمیر
ہیں جہاں پتھروں سے تراش کر ایسے ہی دیوتا تعمیر کئے گئے ہیں جس طرح کوہستانی
آزان اژدھے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس طرح نینوا شہر سے نکل کر اس آزان
تبت کی سرزمینوں میں کوہستانی سلسلوں کے اندر شرک کا کام شروع کر دیا ہے۔
یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

سنو ابلیکا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ ہم دونوں آزان کے خلاف حرکت میں آنے
یہاں سے کوچ کریں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی نہیں ابھی نہیں۔ چھ روز انتظار
ساتویں روز آزان اژدھے کی صورت میں تبت کے کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر نمودار
جس روز اس نے ایسا کرنا ہو گا میں تمہیں وہاں آمد سے پہلے اطلاع کر دوں گی۔ تم
دونوں اس جگہ نمودار ہونا جہاں وہ اژدھے کی صورت میں لوگوں کے سامنے آتا
جگہ وہ نمودار ہوتا ہے تم سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس جگہ کا حصار کر لینا
راستے پر اژدھے کی صورت میں رینگتے ہوئے آزان وہاں پہونچتا ہے اس راستے
تکوار پر عمل کر کے اس علاقے کو اپنے حصار میں لینا۔ تاہم سامنے کھلی جگہ چھوڑنا
اژدھے کی صورت میں آزان وہاں داخل ہو کر کوہستانی سلسلے کے اوپر لوگوں
نمودار ہو۔ اور جب وہ لوگوں کے سامنے آئے تو تم فوراً حصار کھینچتے ہوئے وہ راستہ
کر دینا جس راستے سے وہ کوہستانی سلسلے کے اوپر نمودار ہو گا۔ اس طرح کوہستانی
اوپر کھینچے ہوئے تمہارے حصار سے وہ باہر نہیں نکل سکے گا۔ اس کے بعد دیکھنا ہم
کر آزان کی کیا درگت بناتے ہیں۔ دیکھو یوناف میں جانتی ہوں تم اور کیرش
بھٹیار خانے میں کھانا کھانے جا رہے تھے۔ میں چھ دن بعد تمہارے پاس آؤں گی
اپنی تیاری کئے رکھنا۔ پھر میں تمہیں ساتھ لے کر تبت کے کوہستانی سلسلوں کی طرف
گی اور پھر ہم تینوں مل کر اژدھے کی صورت اختیار کرنے والے کاہن آزان
کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی
جانے کے بعد کیرش بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف۔ میں تو سمجھ رہی تھی کہ ابلیکا ہمیں فوراً کسی مہم پر روانہ کر
اس نے کم از کم ہمیں چھ دن کی مہلت دی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے

میں آپ مجھے انطاکیہ شہر ہی گھما پھرا دیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اچھا پہلے
دھو کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد انطاکیہ شہر کی طرف جاتے ہیں۔ یوناف کا جواب
کیرش خوش ہو گئی تھی وہ بھاگی بھاگی طہارت خانے کی طرف گئی ہاتھ منہ دھو کر لوٹی
دونوں اپنے کمرے سے نکل کر کھانا کھانے کے لئے بھٹیار خانے کی طرف جا رہے

○

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے لشکر کو شکست دینے کے بعد ملکہ زینب کے سپہ سالار
بن حسان نے چند یوم تک صحرائے پالمیرہ کے اندر اس احتیاط کے ساتھ قیام کئے رکھا
ایران کی طرف سے کوئی اور لشکر اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے روانہ کیا جائے تو
سے بھی نپٹ سکے۔

صحرائے پالمیرہ میں قیام کے دوران حارث بن حسان کو جب خبر ہوئی کہ شاہ پور فوت ہو
اور اب ایرانیوں کا انتقام لینے کا کوئی ارادہ نہیں تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ صحرائے
سے کوچ کر کے ملکہ زینب کے مرکزی شہر تدمر کی طرف بڑھا تھا۔
لشکر کے ساتھ حارث بن حسان ایک فاتح کی حیثیت سے تدمر شہر میں داخل ہوا تو
وعدے کے مطابق پالمیرہ کی ملکہ زینب نے شب عروسی کے لباس میں حارث بن حسان
استقبال کیا اور اپنے وعدے کے مطابق ملکہ زینب نے حارث بن حسان سے اسی
شادی کر لی تھی۔

○

شاہ پور کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا ہرمز اول ایران کا بادشاہ بنا۔ یہ ہرمز اول شاہ
کے دور حکومت میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا تھا۔
ہرمز اول نے عدل اور انصاف میں اردشیر اور شاہ پور کی تقلید کی اور اپنے مختصر سے
حکومت میں شہروں کی آبادی پر توجہ دی اور کئی ایک نئے شہر بسائے۔ جن میں
اہواز۔ اور ارم ہرمز کے شہر بڑے مشہور اور قابل ذکر ہیں۔
ہرمز کو زندگی نے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ امور مملکت کی طرف دھیان دے سکے۔ اس
وہ دو سال حکومت نہ کر پایا تھا کہ استخر کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔
ہرمز کے زمانے کا سب سے مشہور واقعہ مانی کا ظہور اس کی عزت اور توقیر ہے۔ مانی وہ

شخص تھا جس نے ایران کے اندر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ہرمز نے اس مانی کو
آنے کی دعوت دی جب وہ ایران آیا تو ہرمز نے اسے اپنے محل میں ٹھہرایا۔ اور طرح
سے نوازا۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ہرمز نے اس کا مذہب مانویت قبول کیا یا
بعض مورخین کا خیال ہے کہ ہرمز نے مانی کا مذہب قبول کر لیا تھا۔ اسی بناء پر اسے ا
اپنے محل میں قیام کرنے کا شرف بخشا تھا۔

○

ہرمز کے فوت ہونے کے بعد اس کا بھائی بہرام اول کے نام سے تخت نشین ہوا
کے دور میں چند بڑے بڑے حادثات نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ مانی کا عروج اور اس
تھا۔

مانی کے باپ کا نام فوتق تھا۔ بنیادی طور پر ہمدان کا رہنے والا تھا۔ لیکن ہمدان
ہجرت کر کے وہ بابل میں جا بسا۔ مانی کی والدہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اشکانی خا
ایک شہزادی تھی۔ مانی ۲۱۵ ق ۔ م ۔ میں بابل میں پیدا ہوا وہ ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا
کی پیدائش سے پہلے کہا جاتا ہے کہ اس کی والدہ کو خواب میں ایک فرشتہ نظر آیا جس
اسے مانی کے منصب کی بشارت دی۔

شاہ پور کے عہد میں مانی نے ہمہ گیر شہرت حاصل کی۔ اس نے زرتشت کی طرح
نیا مذہب پیش کیا جس نے صدیوں تک نہ صرف مشرق میں بلکہ مغرب میں بھی نوع ا
متاثر کیا۔

مانی کا باپ عیسائیوں کے فرقہ مغتسلہ سے تعلق رکھتا تھا جو عرفان کے عقید
قائل ہیں۔ اس لئے اس نے مانی کو بھی انہی عقائد کی تعلیم دی۔ ان عقائد کی
گوشت کھانا اور شراب پینا ممنوع تھا اس لئے باپ نے ان دونوں چیزوں سے مانی کو بھی
رکھا۔

بابل شہر جغرافیائی لحاظ سے تین براعظم یعنی ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے مابین واقع
یہاں مختلف مذاہب کے لوگ آتے جاتے تھے اور ایک دوسرے کے خیالات سے ا
کرتے تھے۔

مانی نے ہوش سنبھالا تو اسے مختلف مذاہب کے متعلق شوق ہوا یوں یہود
زرتشتیوں کے مذاہب کا اس نے بہترین انداز میں تقابلی مطالعہ کیا بالآخر اس نے عیسا
کے فرقہ مغتسلہ کے عقائد ترک کر دیئے۔

یں چوبیس سال کی عمر میں مانی کو فرشتے نے نئے مذہب سے روشناس کرایا۔ جس
پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ کہا کہ وہ فار قلیط ہے جس کے آنے کی حضرت
گواہی دی ہے۔ اس نے کہا کہ خدا وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجتا

اہل ہند کی ہدایت کے لئے مقرر ہوا۔ زرتشت اہل ایران کی ہدایت کے لئے
حضرت عیسیٰ نے اہل مغرب کو راہ ہدایت دکھائی اور کہا کہ مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے
اہل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔
کے متعلق اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس کے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں
ان کے ساتھ اس نے تعلق برقرار رکھا اور زرتشت کے امتزاج سے ایک نیا
کیا۔ جو اس کے نام کی مناسب سے مانویت کہلایا۔
کا اعلان مانی نے شاہ پور کی تخت نشینی کے موقع پر کیا۔ عرب مورخین لکھتے ہیں
شروع شروع میں مانی کے عقائد سے متاثر ہو گیا لیکن دس سال بعد وہ اپنے قدیمی
ستی کی طرف لوٹ آیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شاہ پور اس نئے مذہب کی وجہ
جس کی وجہ مانی کو شاہ پور کی طرف سے اپنی جان کا بھی خطرہ ہوا اور مانی ایران
کے دوسرے علاقوں کی طرف چلا گیا۔
سے نکل کر مانی ہندوستان آیا وہاں سے تبت اور چین کا رخ کیا وہاں سے نکل کر
گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام کیا جہاں وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا رہا ترکستان میں
ان نے اس کے دین کو قبول کیا اب بھی ترکستان میں ایسے لوگ ہیں جو مانویت
تاہم شاہ پور جتنا عرصہ حکمران رہا مانی ایران میں داخل نہ ہوا۔
عقیدہ پیش کیا کہ جو ہر دو ہیں تاریکی اور روشنی اور دو جوہروں کے ملنے سے
ہوئی ہے اب اس میں کوئی خوبی ہے تو وہ یہ کہ اس میں ایسے اسباب میسر ہیں
میں مدد دے سکتے ہیں اور ہم اصلی حقیقت یعنی روشنی تک پہنچ سکتے ہیں۔
کہتا ہے کہ جب سارے لوگ اس دنیا سے پیچھا چھڑا کر اس روشنی تک پہنچ
فرشتے جنہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو تھام رکھا ہے اپنی گرفت کو ڈھیلا کر
تمام مادی دنیا تباہ ہو جائے گی آخر ایک شعلہ نمودار ہو گا اور یہ روشنی تاریکی کو
چھوڑ جائے گی اور روشنی کی کرنیں عالم بالا کی طرف کوچ کر جائیں گے اور
چشمے سے جا ملیں گی
کی دوگانگی زرتشت کی تعلیم میں بھی پائی جاتی ہے اور مانی کی تعلیم میں بھی لیکن

زرتشت کی تعلیم اور مانی کی تعلیم میں بڑا فرق ہے زرتشت کی تعلیم کے لحاظ سے
اور مخلوق شر دونوں روح اور مادہ دونوں پر مشتمل ہیں مخلوق خیر کا ساتھ دینے وا
ہیں مفید جانور' کار آمد پودے اور درست عقیدہ رکھنے والے بھی مخلوق خیر کا ساتھ
اس کے علاوہ یہ سارے عناصر مخلوق خیر کی طرف سے مخلوق شر سے لڑتے ہیں جن
ضرر رساں جانوروں جادوگروں اور کافروں پر مشتمل ہے۔

زرتشت کا مذہب بنی نوع انسان کو تلقین کرتا ہے کہ نسل بڑھاؤ دنیا کو آباد کر
محنت کر کے فصلیں اگاؤ اور کاٹو۔ فاقہ کشی اس مذہب کی رو سے سخت ممنوع ہے
طرف مانی کے نزدیک یہ دنیا بدی ہے اور بدی کا نتیجہ ہے جس سے بچنے کی ہر ممکن
کرنا چاہئے اس لئے اس کی کسی چیز سے دل لگانا اور ایسا عمل کرنا جس سے اس
دیر تک برقرار رہنے میں مدد ملے برائی ہے دنیا کو ترک کرنا دنیا سے نفرت کرنا اس
اصل بنیاد ہے۔

مانی کے نزدیک بزرگ برگزیدہ اور صاحب عزت لوگ وہ ہیں جو نشہ آور اشیا
نہ کریں گوشت نہ کھائیں شادی نہ کریں بلکہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر اور بدی
کر کے گوشہ نشینی کی زندگی بسر کریں۔

مانی کا پیش کیا ہوا مذہب شروع شروع میں اہل بابل نے قبول کیا جو ایک
مذاہب کا مرکز تھا پھر فلسطین شام اور شمال مغربی عرب میں بھی ایک مذہب پہنچا اور
اسے قبول کیا بعد میں یہ بہترین انداز میں مصر تک بھی پھیلا۔

مصر کے بعد اہل طرابلس اور قرطاجنہ نے بھی اس مذہب کو قبول کیا ہسپانیہ
تک بھی یہ مذہب پہنچا مانی کی مذہبی کتابیں اطالوی زبان میں ترجمہ ہوئیں انھی
مذہب کا فرانس میں بھی چرچا ہوا۔

اس مذہب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کے دشمن بڑھتے گئے۔ یہودی ا
سے سخت متنفر تھے عیسائی بھی مانوئیوں کو برا سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے رد مانوئیت
بھی لکھیں آتش پرست مانوئیت کو بدعت خیال کرتے ہیں اور اس کے سد باب
انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

مانی نے اپنے مذہبی معاشرے کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا پہلا طبقہ فر
ایلیوں کا تھا دوسرا طبقہ اسپکان یعنی مذہبی پیشواؤں کا تھا تیسرا طبقہ مشتگان کا تھا
برگزید گان یعنی برگزیدہ لوگوں کا تھا۔ اور پانچواں طبقہ لیوشگان یعنی عام لوگوں کا تھا۔
مانی نے اپنے پیروؤں کے لئے ضروری قرار دیا کہ دن میں چار یا سات مرتبہ

ت پرستی نہ کریں لوٹ مار لالچ قتل۔ زنا۔ چوری۔ فریب۔ جادو یا مکرو فریب نہ کریں
ہ کے کاموں میں سرد مہری اختیار نہ کریں۔ ان کے ساتھ ہی احکام بھی تھے کہ خدا
کے بہشت کا بادشاہ ہے اس کی روشنی اس کی قدرت اس کی دانش پر ایمان رکھیں۔
میں سات دن فاقہ سے رہنا چاہئے بری گفتگو' برے خیالات اور برے اعمال سے
اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

انی نے مذہبی تعلیم کے لئے سات کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے چھ سریانی زبان
ایک پہلوی زبان میں ہے۔ اپنی آخری کتاب جس کا نام شاہ پور خان تھا جو پہلوی
لکھی گئی تھی اس نے ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے نام سے منسوب کی تھی۔

ساری کتابیں ایک مخصوص رسم الخط میں تھیں جو خود اس کا ایجاد کردہ تھا۔ اور خط
سے اخذ کیا گیا تھا۔ مانی کی تصنیفات تصویروں سے مزین ہوتی تھیں۔ اس کی یہ
دنیا بھر میں مشہور ہوئیں۔ اس کی تصویروں کی ایک کتاب ارژنگ مانی کے نام سے
ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد یہ تھا کہ روشنی اور تاریک کو انواع و اقسام کی
کے ذریعے واضح کیا جائے۔ تاکہ بے علم لوگ بھی خوبی اور بدی کا فرق سمجھ
اس کتاب کو وہ فوق العادت سمجھتا تھا اور اپنی پیغمبری کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا

ں میں قیام کے دوران مانی کو جب شاہ پور کے فوت ہونے کی خبر ملی تو وہ اپنے
اں کو لے کر ایران آیا۔ وہ شہنشاہ ہرمز کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور اپنے عقائد پیش
ہیں کہ ہرمز کو اس کے عقائد بڑے پسند آئے۔ اور ہرمز مانی کے خیالات سے اس
ہوا کہ نہ صرف یہ کہ اس نے مانوئیت کو قبول کیا بلکہ مانی کو اس نے اپنے محل میں
کا اعزاز بخشا۔ لیکن ہرمز جب جلد ہی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی بہرام
ہوا مانی نے دیکھا کہ بہرام ابھی تو عمر اور نا تجربہ کار تھا۔ لہٰذا اس نے خیال کیا کہ
کے سامنے ہرمز کی طرح وہ اپنے عقائد اپنا مذہب پیش کرے تو ایسا کر کے وہ بہرام
اثر کر سکتا ہے۔ لہٰذا مانی شہنشاہ بہرام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کے سامنے
د پیش کئے۔

بہرام زرتشت مذہب کا پیروکار تھا اور اپنے دین کے معاملے میں بڑا کٹر تھا۔ جب مانی
خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے عقائد پیش کئے تو بہرام نے مانی کو بڑے غور سے سنا
نے اپنے مذہب کے بڑے علماء کو طلب کیا۔ زرتشت کے دین میں علماء کو معبد کہہ کر
ہیں لہٰذا بہرام نے سارے معبدوں کو حکم دیا کہ اس کے دربار میں جمع ہوں اور مانی

کے ساتھ مناظرہ کریں۔ بڑے بڑے معبد بہرام کی خدمت میں حاضر ہوئے
شروع ہوا۔

زرتشت کے سارے معبدوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد
سلطنت میں جو سب سے بڑا معبد تھا اسے اپنا سربراہ مقرر کیا اور اسے مانی کے
کرنے کی اجازت دی۔ لہٰذا جب مناظرہ شروع ہوا تو ایران کے سب سے بڑے
اٹھ کر مانی سے سوال کیا۔

مخلوق خدا کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے۔

مانی نے جواب دیا مخلوق بدی کا نتیجہ ہے مخلوق کی پیدائش کے سبب پاک
نجس جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ خدا جسم اور روح کی اخلاط سے متنفر ہے۔ جب یہ
الگ ہو جائیں گے تو یہ حادثہ خدا کی خوشی کا باعث ہو گا۔

معبد نے دوسرا سوال کیا۔

آبادی بہتر ہے یا آبادی کی تخریب

مانی نے جواب میں کہا۔ تخریب بدن سے روح کی تعمیر ہوتی ہے

معبد نے تیسرا سوال کیا۔

تم اپنی موت کو کیا سمجھتے ہو۔ اسے تخریب سمجھو گے یا تعمیر۔

مانی کہنے لگا میں تخریب بدن ہی کو بہتر سمجھتا ہوں۔

اس پر معبد بولا اگر تخریب بدن تمہارے نزدیک بہتر ہے تو تمہیں ہلاک کیوں
جائے۔ تاکہ تخریب سے تمہاری روح تعمیر ہو سکے۔

مانی یہ سن کر خاموش ہو گیا کچھ نہ کہہ سکا۔ ایران کے شہنشاہ بہرام تخلیق
عقیدہ سن کر برافروختہ ہوا۔ پھر کہا یہ شخص مخلوق کو ہلاک کر کے ہی خیر و برکت
اس لئے بہتر ہو گا کہ تخریب کا عمل خود اس کی زندگی پر کیا جائے۔

چنانچہ ایران کے شہنشاہ بہرام نے حکم دیا کہ مانی کو ہلاک کر کے اس کی کھال
جائے۔ اس حکم پر فوراً عمل ہوا اور اس کی کھال میں بھس بھر کر گندی شا
دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ اس کی نسبت سے یہ دروازہ اب تک دروازہ مانی کے نام
ہے۔ مانی کو قتل کرنے کے بعد بہرام کے حکم پر مانی کے بارہ ہزار پیروکاروں کو بھی
دیا گیا تھا۔

شاہ پور کی طرح بہرام اول کے دور کا بھی ایک بہترین سنگتراشی کا نمونہ دیکھیے
شہر شاہ پور کی چٹانوں پر ایک ابھرواں تصویر بہرام اول کی یادگار ہے۔ اس تصویر میں

تاج پہنا ہوا ہے اس پر نوک دار دندانے نظر آتے ہیں۔ اس کے اوپر کپڑے کی گیند لگی
ہوئی ہے۔

اس تصویر میں گھوڑے پر سوار بہرام اول کے قریب ایرانیوں کا خدا آہور مزدہ کی تصویر
ہے دونوں گھوڑوں پر سوار ہیں آہور مزدہ حلقہ خلعت عطا کرنے کے لئے بہرام کی طرف
بڑھا رہا ہے۔ بہرام اسے حاصل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے۔

گھوڑے اور سوار کے درمیان جو عدم تناسب دوسری تصویر میں پایا جاتا ہے وہ اس میں
شامل نہیں۔ اس تصویر میں ایک لطیف کیفیت ہے جو پہلی مرتبہ دیکھنے میں آتی ہے۔
گھوڑوں کو اصلی ہیئت میں دکھایا گیا ہے۔ اور ان کی ٹانگوں کی نسوں اور پٹھوں کو خاص طور
نمایاں کیا گیا ہے۔

O

اس وقت تک رومنوں کے اندر بھی کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ رومنوں کے شہنشاہ
ورسین کے قتل ہو جانے کے بعد ایک شخص ڈیسوس کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا گیا۔ اس
ڈیسوس کے دور میں رومنوں کی سلامتی ایک طرح سے انتہائی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ اس
کہ ایشیا سے تعلق رکھنے والے گاتھ قبائیل شمال کے کوہستانی سلسلوں کے اندر مغرب
کی طرف مار دھاڑ کرتے ہوئے خلیج فارس تک پہونچ گئے تھے۔ خلیج فارس سے ان وحشی
قبائیل نے اپنا رخ بدلا اور وسطی یورپ کا انہوں نے رخ کیا۔ وسطی یورپ میں آ کر
گاتھ قبائیل کو تقویت ملی۔ اس لئے کہ یہاں سیتھین قبائیل بھی گاتھ قبائیل کی طرح
ایشیا سے تعلق رکھتے تھے اور کوہستان متان شیان کے سلسلوں کو عبور کرتے ہوئے یہ
گاتھ کی طرح مغرب کی طرف گئے تھے۔

سیتھین قبائیل اور گاتھ قبائیل کے مل جانے کے بعد ان دونوں گروہوں کو تقویت
حاصل ہوئی۔ لہٰذا وسطی یورپ کو پامال کرتے ہوئے یہ لوگ دریائے ڈینیوب کی طرف
بڑھے۔ دریائے ڈینیوب کے اس پار جو رومنوں کا لشکر تھا ان دونوں وحشی قبائیل نے اسے
بری شکست دی۔ اور دریائے ڈینیوب کے کنارے ہی آ نمودار ہوئے۔ دریائے ڈینیوب
کو انہوں نے مختلف جگہوں سے کشتیاں چھین کر عبور کیا۔ یہاں تک کہ بحر اسود کے
کناروں تک آن پہونچے۔ یہاں آ کر ان وحشی قبائیل سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد
ہوئی۔ وہ یہ کہ انہوں نے اپنی ساری جمعیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ مغرب
کی طرف پھیل کر قتل و غارتگری کرنے لگا۔ دوسرا مشرق کی طرف تباہی اور بربادی کا باعث

بنا۔

کاتھ اور سیتھین قبائیل کی تباہی اور بربادی کی خبریں جب اٹلی پہونچیں تو رومن
شہنشاہ ڈسیوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا وہ دریائے ڈینیوب
کنارے اس نے وحشی کاتھ اور سیتھین قبائیل کا مقابلہ کیا لیکن بد ترین شکست کھائی۔
اس شکست کے بعد رومن شہنشاہ ڈسیوس نے ایک اور لشکر تیار کیا اور وحشی
اور کاتھ قبائیل کے مقابلے پر آیا اور موجودہ بلغاریہ کے وسیع میدانوں میں سیتھین
اور رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو شکست
ہوئی۔ اس فتح مندی کے بعد کاتھ اور سیتھین قبائیل نے بڑی تیزی سے جنوب کی
پیش قدمی کی۔ رومنوں کا شہنشاہ ایک بار پھر اپنی قوتوں کو مجتمع کر کے وحشی سیتھین قبائیل
کے مقابلے پر آیا۔ لیکن پھر اسے بد ترین شکست ہوئی اور یہ اپنی جان بچا کر بھاگ
ہوا۔ اب ایشیا سے تعلق رکھنے والے کاتھ اور سیتھین قبائیل نے رومنوں کی سلطنت
تباہی اور بربادی پھیلا دی تھی۔ انہوں نے بستیوں کی بستیاں شہر کے شہر لوٹ کر آگ
شروع کر دی تھی۔ یہ سب کچھ رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس کے لئے ناقابل برداشت
ایک بار پھر اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور کاتھ اور سیتھین قبائیل کے مقابلے
آیا۔ لیکن اس کی بد قسمتی کہ ان وحشی ایشیائی قبائیل نے پھر رومنوں کو بد ترین شکست
دی۔ جنگ میں رومنوں کا شہنشاہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ مارا گیا۔ ڈسیوس کی موت کے
ویلیرین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ویلیرین کے تخت نشین ہونے تک ویلیرن کی خوش قسمتی
کہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے کاتھ اور سیتھین قبائیل نے دور دور
رومن سلطنت میں حملہ آور ہو کے بے شمار مال و دولت جمع کر لیا تھا۔ اب یہ مال و دولت
ان کے لئے پیش قدمی کرنے میں مزاحم ہو رہا تھا۔ لہٰذا جنوب کی طرف اور اٹلی کی
مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے انہوں نے جو کچھ مال لوٹا تھا وہ اسے سمیٹ کر واپس
گئے۔ اس طرح کاتھ اور سیتھین قبائیل کے آپ سے آپ ہی لوٹ جانے سے رومن
سلطنت کے سر پر منڈلاتا ہوا ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ویلیرین شاہ پور کے ہاتھوں شکست اور پھر گرفتار ہونے کے بعد اس
بیٹا گیلی نیوس رومن سلطنت کا شہنشاہ بنا۔ گو نئے رومن شہنشاہ گیلی نیوس کے تخت نشین
ہونے تک ایشیا کے وحشی کاتھ اور سیتھین قبائیل رومن سلطنت کے وسیع حصوں
روندنے اور لوٹ مار کا بازار گرم کرنے کے بعد واپس جا چکے تھے۔ لیکن گیلی نیوس
تخت نشین ہونے کے بعد اس کے لئے ایک نئی مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ اس طرح کہ ایشیا کے ارلمانی نام کے کچھ اور وحشی قبائیل نے یورپ کا رخ کیا۔
لوگ جرمنی میں داخل ہوئے اور چاروں طرف آگ اور خون کا کھیل انہوں نے
جرمن اپنے آپ کو دلیر بڑا شجاع اور ہنر مند سمجھتے تھے۔ لیکن ان ارمانی نام کے ایشیائی
نے جب جرمنوں کو روند کر رکھ دیا۔ جرمنی کے بیچوں بیچ ہوتے ہوئے ان لوگوں نے
رائن کو عبور کیا اور آندھی اور طوفان کی طرح یہ جنوب مشرق کی طرف پیش قدمی
ہوئے فرانس میں داخل ہوئے۔

کچھ عرصہ تک انہوں نے فرانس میں آگ اور خون۔ تباہی اور بربادی کا خوب کھیل
پھر انہوں نے کوہستان الپس کی برف پوش چوٹیوں کو عبور کیا۔ اور شمالی اٹلی میں داخل
رومنوں نے ان کی راہ روکنے کے لئے یکے بعد دیگرے کئی لشکر روانہ کئے لیکن
نام کے ان وحشی قبائیل نے ہر رومن لشکر کو بد ترین شکست دی شمالی اٹلی میں دور
پھیل گئے اور ہر طرف انہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے
کے بعد اٹلی کا بھی کوئی والی۔ وارث نہ رہا ہو۔

صورت حال دیکھتے ہوئے نیا قیصر روم گیلی نیوس بڑا فکر مند ہوا۔ اسے خدشہ لاحق
تھا کہ اب اگر المانی قبائیل اسی طرح پیش قدمی کرتے رہے تو پورے اٹلی کو روند کر
ایک روز وہ رومنوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دیں گے۔ ان خدشات کے تحت گیلی
نے رومنوں کی پوری قوت کو جمع کیا ایک ایسا لشکر اس نے تیار کیا جو اس سے پہلے
نہ ہوا تھا۔ پھر اس لشکر کی کمانداری وہ خود کرتا ہوا المانیوں کی راہ روکنے کے لئے
بڑھا۔ اس وقت تک المانی فرانس اور اٹلی سے لوٹ مار کر کے بہت کچھ حاصل کر
چکے۔ لہٰذا وہ مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے واپسی کے متعلق سوچ رہے تھے کہ
شہنشاہ گیلی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سر پر پہونچ گیا۔

اٹلی کے شمالی شہر میلان کے باہر کھلے میدانوں میں رومنوں اور المانی قبائیل کے
خونناک جنگ ہوئی یہ جنگ کئی روز تک جاری رہی یہاں تک کہ المانی قبائیل اپنا
سامان سمیٹتے ہوئے جس طرف سے آئے تھے ادھر ہی پسپا ہو گئے تھے

المانیوں کے ہاتھوں چونکہ جرمنی کو سخت نقصان پہونچا تھا۔ رومنوں نے ان کی
کا کوئی بندوبست نہ کیا تھا لہٰذا جرمنی میں رومنوں کے خلاف یکے بعد دیگرے پانچ
اٹھیں لیکن قیصر روم گیلی نوس کی خوش قسمتی کہ پانچوں بار سختی سے ان بغاوتوں کو
کر دیا گیا۔

المانی قبائیل کے واپس جانے کے بعد اور جرمن بغاوتوں کو فرو کرنے کے ساتھ گیلی

نوس کو کسی قدر اطمینان حاصل ہوا ہی تھا کہ اس کے لئے مزید مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ایشیا کے وحشی کاتھ اور سیتھلین قبائل جو اس سے پہلے جرمنی اور اٹلی کے وسیع حصوں کو لوٹ کر اور بے شمار مال و دولت جمع کر کے واپس چلے گئے تھے المانی قبائل کے واپس جانے کے بعد انہوں نے یلغار کرنا شروع کر دی۔ یہ دونوں وحشی ایشین قبائل اچانک نمودار ہوئے اور رومنوں کی سلطنت کے شمالی وسیع حصوں میں انہوں نے آگ اور خون کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ رومن شہنشاہ گیلی نوس نے ان کی راہ روکنے کے لئے یکے بعد دیگرے کئی لشکر روانہ کئے لیکن ان کی راہ روکنا انتہائی مشکل تھا اس لئے کہ یہ وحشی قبائل ٹڈی دل کی طرح رومنوں کی شمالی سلطنت میں پوری طرح پھیل چکے تھے۔ رومنوں کے ساتھ ان وحشی قبائل کے کئی معرکے ہوئے۔ جس میں انہوں نے رومنوں کو بد ترین شکستیں دیں۔ آخر جب لوٹ مار سے ان کا جی بھر گیا تو یہ خود بخود ہی واپس ہو لئے۔ المانی قبائل کی لوٹ مار اس کے بعد جرمنی میں اٹھنے والی بغاوتوں اور آخر میں کاتھ اور سیتھین قبائل کے ہاتھوں رومن سلطنت کے شمالی حصوں کی بربادی نے رومن شہنشاہ گیلی نوس کی ساکھ کو بالکل ختم کر کے رکھ دیا اور کچھ رومن جرنیل اندر ہی اندر اس کے خلاف کام کرنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سازش کر کے گیلی نوس کو قتل کر دیا۔ اس کی جگہ ارلیوس کو رومنوں کا شہنشاہ بنا دیا گیا تھا۔

○

پالمیرہ کی ملکہ زینب او رحارث بن حسان دونوں میاں بیوی ایک روز اپنے محل کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے کہ ایک پہریدار کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ پہلے اس نے سر کو خوب جھکاتے ہوئے ملکہ کو تعظیم پیش کی۔ پھر وہ کہنے لگا۔

خانم۔ مصر کے صحرائے سینا کی طرف سے ہمارے دو جاسوس آئے ہیں اور وہ آپ سے مل کر کوئی انتہائی اہم اطلاع آپ کو فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ملکہ زینب نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے حارث بن حسان کی طرف دیکھا۔ شاید وہ چاہتی تھی کہ اس کے بجائے حارث اس پہریدار کو جواب دے۔ ملکہ زینب کا اشارہ حارث سمجھ گیا تھا لہٰذا وہ محل کے محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

آنے والے جاسوس کو فوراً" لاؤ تاکہ پتہ چلے وہ کس قسم کی خبر پہونچانا چاہتے ہیں۔ حارث کا یہ جواب سن کر محل کا پہریدار پیچھے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ پالمیرہ کے ایک جاسوس کو لے کر کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ حارث نے اسے ہاتھ کے اشارے

[illegible]نے کو کہا۔ پہریدار خود تو دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا جبکہ آنے والا جاسوس [illegible]ہوئے ملکہ اور حارث کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ پھر حارث نے اسے مخاطب [illegible]

[illegible] اور کس قسم کی خبر صحرائے سینا کی طرف سے لائے ہو۔ اس پر وہ جاسوس بولا [illegible] خانم جانتی ہیں کہ کئی ماہ پہلے ہمارا ایک تجارتی کارروان ہمارے مرکزی شہر سے [illegible]۔ یہ تجارتی کارروان وادی القرا۔ تبوک۔ اور فلسطین کے شہروں میں تجارتی مال [illegible]کرتا ہوا اور خوب منافع حاصل کرتا ہوا جب مصر کی طرف بڑھا تو صحرائے سینا [illegible] مسلح جوان ہمارے اس تجارتی کاروان پر حملہ آور ہوئے۔ کارروان میں ہمارے [illegible]اور مسلح محافظ تھے ان سب کو مصریوں نے تہہ تیغ کر دیا اور تجارت کے [illegible] اور قتل ہونے والے تاجروں کے پاس جس قدر نقدی اور دولت تھی وہ لوٹ [illegible]کی طرف چلے گئے۔

[illegible]ارتی کارروان کی بربادی کا سن کر ملکہ زینب کا چہرہ لال پیلا ہو کر رہ گیا تھا اس [illegible]ث بن حسان بھی بڑے تاسفانہ انداز میں ملکہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ پھر [illegible]نے والے جاسوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب تم جاؤ۔ مصریوں نے اگر [illegible] کارروان کو لوٹ کر کارروان کے افراد کا قتل عام کیا ہے تو وہ اس سزا سے بچ [illegible]گے۔ حارث بن حسان کا یہ حکم سن کر وہ مخبر وہاں سے چلا گیا تھا۔ بعد میں [illegible]ان ملکہ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ملکہ خود بول پڑی۔ اور حارث [illegible]لے ہوئے وہ پہل کر کے کہنے لگی۔

[illegible]اس معاملے میں کیا خیال ہے ہمیں کیا اقدام کرنا چاہئے۔ مصریوں نے ہمارے [illegible]اور تاجروں کا قتل عام کر کے نہ صرف ہماری توہین کی ہے بلکہ مالی طور پر [illegible]ل تلافی نقصان پہونچایا ہے۔ اس کی مصریوں کو بہرحال سزا ملنی چاہئے۔ اس [illegible]سان جواب دیتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

[illegible]۔ مصری حملہ آوروں سے نپٹنے اور سزا دینے کا ایک ہی طریقہ سمجھ میں آتا [illegible]کہ میں اپنے لشکر کا ایک حصہ لے کر یہاں سے صحرائے سینا کی طرف روانہ [illegible] ایک تجارتی کارروان کی صورت میں سفر کریں جب مصریوں کو اطلاع ہو گی کہ [illegible]اروان صحرائے سینا سے گزر کر مصر کی طرف جا رہا ہے تو وہ ضرور اس پر [illegible]اسے لوٹنے اور پہلے کارروانوں کی طرح اس کا قتل عام کرنے کی کوشش [illegible]۔ وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ ہو جاؤں گا

اور مجھے امید ہے کہ میں ان سب کا قلع قمع کر کے رکھ دوں گا۔ اس طرح جب مصریوں
جواب کے طور پر قتل و غارت گری کی سزا ملے گی تو وہ آئندہ کسی بھی تجارتی کارواں
حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زینب خوش ہو گئی تھی پھر وہ بڑے پیار
چاہت میں حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کی تجویز بڑی معقول
قابل عمل ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس لشکر کے ساتھ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں
اس پر حارث بن حسان بولا اور کہنے لگا دیکھو زینب تیرا ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔

اس لئے کہ ایک تو تمہارا اپنے مرکز میں رہنا ضروری ہے۔ دوسرے جب
صحرائے سینا میں مصریوں کا قتل عام کروں گا اور اس قتل عام کا سن کر اگر مصر کی
حکومت نے ہمارے خلاف حرکت میں آنا چاہا تو پھر تم پالمیرہ سے کمک لے کر میری
پہونچ سکتی ہو۔ اس طرح کھلے میدانوں میں ہم مصریوں کا مقابلہ کریں گے۔ اور مجھے
ہے کہ ہم مصری لشکر کو بد ترین شکست دے کر رہیں گے۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زینب نے کچھ سوچا ایک بار اس نے
میٹھی اور چاہت بھری نگاہوں سے حارث بن حسان کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی میں
کی تجویز سے اتفاق کرتی ہوں لیکن آپ یہاں سے کب تک کوچ کرنا پسند کریں گے۔
پر حارث بن حسان بولا اور کہنے لگا۔ بس جب بھی تیاری ہو جائے۔ لشکر کوچ کے لئے
ہو تو میں دو دن تک یہاں سے کوچ کروں گا۔ اور صحرائے سینا میں میں مصریوں کے
موت و مرگ کا وہ کھیل کھیلوں گا جو ان کے لئے ایک عبرت بن کر رہ جائے گا۔ اس پر
زینب اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

اگر یہ معاملہ ہے تو آیئے لشکر گاہ کی طرف چلیں جس لشکر کو آپ کے ساتھ روانہ
ہے اس کی تیاری کریں۔ میرے خیال میں کل نہیں تو پرسوں آپ صحرائے سینا کی طرف
روانہ ہو جائیں حارث بن حسان نے ملکہ زینب کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں
میاں بیوی محل کے اس کمرے سے نکل کر اپنے مستقر کی طرف جا رہے تھے۔ دو دن
حارث بن حسان لشکر کے ایک حصے کو لے کر ایک تجارتی کارروان کی صورت میں صحرائے
سینا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

یوناف اور کیرش ایک روز انطاکیہ شہر کی نواحی سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے

گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف جب گفتگو کرتے
کرتے اچانک رک گیا تو کیرش سمجھ گئی کہ ابلیکا اس کی گردن پر لمس دے رہی ہے۔ لہذا
یوناف کے کندھے سے کندھا ملا کر اس کے قریب ہو گئی اور اپنا منہ وہ بالکل یوناف کے
منہ کے ساتھ لگاتے ہوئے اپنے کان اس نے یوناف کی گردن کے ساتھ ملا دیئے تھے۔
یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب۔ تم اور کیرش دونوں یہاں سے تبت کے اس کوہستانی سلسلے کی
طرف کوچ کرنے کی تیاری کرو جس پر آج کاہن آزان ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت
نمودار ہو گا تاکہ اس کے پیروکار اسے دیکھیں اس کی ہیبت۔ اس کی جسامت سے متاثر
ہو کر اس کی پرستش کا سلسلہ جاری رکھیں۔ میرے خیال میں ہم سب کو مل کر آج اس
کاہن آزان کا خاتمہ کر دینا چاہئے تاکہ عزازیل اس کی مدد سے مزید لوگوں کو شرک میں مبتلا
نہ کر سکے۔ میرے خیال میں تم دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور تبت کے اس
کوہستانی سلسلے کی طرف کوچ کرو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اور کوہستانی سلسلے تک
تمہاری رہنمائی کروں گی۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کیرش دونوں نے اپنا
اپنا سامان سمیٹا پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ کی اس
سرائے سے وہ تبت کے کوہستانی سلسلے کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

دوپہر کے قریب یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں تبت کے ایک کوہسانی سلسلے
پر نمودار ہوئے۔ اس موقعہ پر ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی یوناف
اپنے سامنے دیکھو۔ تمہیں کچھ چیز دکھائی دیتی ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا میرے
سامنے تو ایک چٹان ہے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے یوناف۔ یہ جو چٹان تم اپنے سامنے دیکھتے ہو ذرا غور سے اس کا
جائزہ لو۔ یہ بلند ہونے کے ساتھ ساتھ اوپر سے خوب چوڑی اور وسیع ہے اسی چٹان کے
اوپر آزان ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت میں لوگوں کے سامنے نمودار ہوتا ہے اور
اس کوہستانی سلسلے کے نیچے دیکھو کھلے اور وسیع میدان ہیں انہیں میدانوں کے اندر ناگ
دیوتا کی پرستش کرنے والے لوگ ان گنت تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ ناگ دیوتا کو
اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اس کے سامنے نذر و نیاز پیش کریں۔

دیکھو یوناف۔ شام سے تھوڑی دیر پہلے تم دیکھنا یہ سامنے والا میدان لوگوں سے بھر
جائے گا۔ یہاں لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جمع ہو گا اس وقت آزان ایک بہت
بڑے اژدھے کی صورت میں اس چٹان پر نمودار ہو گا۔ اور اپنا پھن دائیں۔ بائیں اور آگے

پیچھے لہراتے ہوئے لوگوں کے سامنے آئے گا تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کی پرستش کا سلسلہ جاری رکھیں۔ میرے خیال میں تم اور کیرش دونوں حرکت میں آؤ۔ پہلے اس چٹان کے اردگرد اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے حصار کھینچو پھر دیکھو چٹان کے دسطی حصے میں سے ایک راستہ شمال کی طرف ایک تدریجی ڈھلان کی طرف جاتا ہے اسی راستے پر اژدھے کی صورت میں آزان چلتا ہوا اس چٹان پر نمودار ہو گا۔ اس چٹان کے گرد حصار کھینچنے کے بعد شمال میں راستے کے دونوں طرف حصار کھینچتے چلے جاؤ۔ اس چٹان کے گرد حصار کھینچتے چلے جاؤ۔ راستے کو کھلا چھوڑ دو تاکہ آزان اژدھے کی صورت میں اس راستے سے گزر کر اس چٹان پر نمودار ہو سکے۔ اور جب تم دیکھو کہ وہ اژدھا چٹان پر نمودار ہو چکا ہے تو تم لیٹتے ہوئے اور رینگتے ہوئے پھر راستے کی طرف جانا اور راستے پر بھی حصار کھینچ دینا تاکہ اژدھا اس حصار کے اندر محصور ہو کر رہ جائے اور اس کے بعد ہم تینوں اس سے ایسا نمٹیں گے کہ دوبارہ یہ آزان اژدھا کی صورت اختیار کرنے کی کوشش ہی نہیں کرے گا۔ اور پھر لوگوں کے سامنے جب ہم اس کی بد ترین حالت کریں گے تو میرے خیال میں لوگ اس کی پرستش بھی ترک کر دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی اور پھر دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سنو یوناف۔ یہ حصار کا سارا کام مکمل کرنے کے بعد تم دونوں ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ جانا۔ اور وہیں سے اژدھے کے آنے کا نظارہ کرنا۔ ابلیکا کی اس تجویز پر یوناف فوراً حرکت میں آیا اپنی تلوار پر اس نے اپنا کوئی سری عمل کیا۔ پہلے اس چٹان کے گرد حصار کھینچا جس پر اس اژدھے نے نمودار ہونا تھا۔ پھر شمال کی طرف جانے والے راستے کے گرد دونوں جانب اس نے دور تک حصار کھینچ دیا تھا پھر وہ ابلیکا کے کہنے پر کیرش کو لے کر ایک چٹان کی اوٹ میں ہو بیٹھا تھا۔

یوناف اور کیرش کو وہاں بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم نیچے وادی کے کھلے اور وسیع میدانوں میں جمع ہونے لگا تھا پھر آہستہ آہستہ اس قدر لوگ وہاں جمع ہو گئے کہ دور دور تک کوہستانی سلسلے کے نیچے انسانی سر ہی سر دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں کے وہاں جمع ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش نے چٹان کی اوٹ سے دیکھا شمال کی طرف سے آنے والے راستے سے ایک بہت بڑا اژدھا نمودار ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ راستے پر چلتا ہوا وہ اژدھا اس چٹان کے اوپر آن رکا جس چٹان کی ابلیکا نے نشاندہی کی تھی۔

پھر یوناف اور کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے اس چٹان کے اوپر اژدھے نے اپنے جسم کو

روع کر دیئے تھے۔ اژدھے کی اس مصروفیت کو دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش دونوں دوسرے کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا پھر یوناف ہلکی اور رازدارانہ انداز میں طب کر کے کہنے لگا۔

یرش۔ ابلیکا کی ہدایت کے مطابق ہمیں فوراً اس راستے پر حصار کھینچ دینا چاہئے سے یہ اژدھا آیا ہے تاکہ یہ حصار مکمل ہونے کے بعد یہاں سے نکل نہ ل نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں کہیں جھکتے کہیں زمین پر لیٹتے کے قریب آئے اور اپنی تلوار نکال کر یوناف نے راستے پر حصار کھینچتے ہوئے ے اژدھے کے نکلنے کی ساری راہیں مسدود کر دیں تھیں اس کے بعد وہ اسی ٹ میں آکر بیٹھ گئے جہاں سے وہ نکلے تھے۔

ٹان پر اپنے جسم کے ان گنت بل دینے کے بعد اژدھے نے اپنا پھن والا حصہ اٹھایا۔ کچھ بلندی پر جا کر اس نے اپنے منہ کو آگے اور دائیں بائیں گھماتے منہ سے انتہائی خوفناک قسم کی آگ نکالنا شروع کی۔ یہ صورت حال دیکھتے پریشان ہو گیا اور اپنا منہ کیرش کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے کہنے لگا۔ لگتا ہے کوئی انہونی ہونے والی ہے۔ اس پر کیرش نے فکرمندی سے یوناف کی ہوئے پوچھا وہ کیسے۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

ل تو جانتی ہے کہ اس چٹان کے اردگرد میں نے حصار کھینچا تھا اور یہ حصار ل نے دونوں جانب دور تک لے جا کر بند کر دیا تھا لیکن تو دیکھتی ہے کہ یہ منہ سے خوفناک جو آگ نکل رہا تھا یہ آگ دائیں۔ بائیں اور سامنے کی طرف پھیلتی ہے۔ جبکہ حصار کھینچ جانے کی وجہ سے اس اژدھے کے منہ سے نکلنے اس حصار کے اندر ہی محدود ہو کر رہنا چاہئے تھا جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایسا لگتا ہے کہ اس اژدھے نے مافوق الفطرت انداز میں میرے حصار کا خاتمہ کر دیا ل اس گفتگو کے جواب میں کیرش کچھ کہنے ہی والی ہی تھی کہ ابلیکا نے یوناف س دیا اور وہ کسی قدر فکرمند کی سی آواز میں کہنے لگی۔

ے میرے حبیب۔ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے حصار کا اثر ے زائل نہیں کیا بلکہ انہی علاقوں میں کہیں عزازیل گھات میں بیٹھا ہوا تھا تم اور کیرش چٹان کی اوٹ میں آکر بیٹھ گئے تو تم نے جو چٹان اور راستے کے کھینچا تھا عزازیل نے حرکت میں آتے ہوئے اس حصار کے اثر کو زائل کر تم دیکھتے ہو کہ اژدھے کے منہ سے نکلنے والی آگ سامنے اور دائیں بائیں

دور دور تک مار کر رہی ہیں۔ سامنے لوگوں کی طرف دیکھو کہ وہ کیسے اب زمین پر ہو
ہوتے ہوئے اژدھے کی عبادت اور پرستش میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اگر تم مزید غور
لوگوں نے اپنے سامنے کھانے پینے اور نذر و نیاز کی چیزوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں بس
شرک ہے جس کے خلاف ہمیں حرکت میں آنا ہے۔ یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا کو رک
پڑا اس لئے کہ شاید عزازیل نے اژدھا کو یوناف اور کیرش کی نشاندھی کر دی تھی۔
اژدھے نے جوان کی طرف منہ پھیرتے ہوئے آگ پھینکی تو یوناف اور کیرش سے تھو
فاصلے پر جو آگے چٹانیں تھیں وہ اس آگ کی وجہ سے بھسم ہو کر رہ گئیں تھیں۔ اس
پر یوناف فوراً" بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو کیرش میں اس اژدھے کے خلاف ایک نئے انداز میں حرکت میں آنے والا
تم یہ احتیاط کرنا کہ میرے پیچھے پیچھے رہنے کی کوشش کرنا اگر تم ایسا کرو گی تو یہ اژ
تمہیں یقین دلاتا ہوں تمہیں کوئی نقصان نہ پہونچا سکے گا۔ اس پر کیرش بڑے
چاہت بھرے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی آپ کوئی فکر نہ کریں
جس طرح کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔ کیرش کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا
نے اپنے خنجر اور تلوار دونوں نکالے اور دونوں پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر خنجر
نے سامنے کیا اور تلوار اپنے دائیں ہاتھ میں تھامتے ہوئے وہ چٹان کی اوٹ سے
تھا۔ کیرش بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف کے پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔ ان دونوں
ہوئے اژدھا بری طرح غرایا تھا پھر اس نے اپنے منہ سے آگ نکالتے ہوئے یوناف
کیرش کو اپنا ہدف بنانا چاہا لیکن یوناف جو اپنے سامنے خنجر کئے ہوئے تھا اژدھے
سے نکلنے والی آگ اس خنجر کے قریب آ کر ختم ہو گئی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے
یوناف اور کیرش دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر خنجر کو اپنے سامنے ر
اپنی تلوار کو غصے میں لہراتے ہوئے یوناف آہستہ آہستہ اژدھے کی طرف بڑھا تھا۔ کیر
اس کے پیچھے پیچھے آگے بڑھنے لگی تھی۔

یہ منظر اور صورت حال دیکھتے ہوئے کوہستانی سلسلے کے نیچے کھلے میدانوں میں ا
سجدہ ریز تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بڑے تشویش اور فکرمندی سے وہ اژد
طرف بڑھتے ہوئے یوناف اور کیرش کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

اژدھا کچھ دیر تک یوناف پر آگ پھینکتا رہا جب اس نے دیکھا کہ اس کے
نکلنے والی آگ یوناف کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر تک محدود ہو جاتی ہے اور وہ
کوئی اثر انداز نہیں ہوتی تو اس اژدھے کی آنکھوں میں ایک عجیب سی فکرمندی کے

ہوئے عین اس لمحہ عزازیل اژدھے کے قریب نمودار ہوا اور اس نے اژدھے کے
سرگوشی کی جس کے جواب میں اژدھے کے روپ سے نکل کر آزان نے اپنی
اصل صورت اختیار کی اس کے بعد وہ عزازیل کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت
ہوا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل اور کاہن آزان کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا
تاسف اور فکرمند لہجے میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ یہ کاہن آزان ایک بار پھر ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں
ہو گیا ہے۔ بہرحال تم دونوں فکرمند نہ ہونا۔ تم ایسا کرو کہ دونوں انطاکیہ کی اسی
کی طرف چلے جاؤ جہاں تم دونوں نے قیام کر رکھا تھا۔ اب مجھے ایک بار پھر اس
تلاش کرنا ہو گا اور جب یہ مجھے ملے گا تو اس بار ہم ضرور اس کا خاتمہ کریں گے
دکھ اور افسوس ہے کہ آزان ہمارے ہاتھوں سے نکل بھاگا ہے۔ دراصل یہ سب
عزازیل کی وجہ سے ہوا۔ جس نے آتے ہی تمہارے حصار کے عمل کو زائل کر دیا۔
اس کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔ میرے خیال میں اب تم دونوں انطاکیہ کی طرف کوچ کر
یوناف اور کیرش دونوں نے ابلیکا کی تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں
کو حرکت میں لائے اور تیت کے اس کوہستانی سلسلے سے وہ انطاکیہ شہر کی طرف کوچ کر

○

حارث بن حسان اپنے کاروان کے ساتھ صحرائے سینا میں داخل ہوا۔ جب وہ صحرائے
سینا میں اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو شام۔ فلسطین سے ہوتی ہوئی مصر کی طرف
تو اچانک سامنے کی طرف سے مسلح مصری جوانوں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور وہ
دوزخ' تباہی کے جہنم اور نحوست کے ماہ و سال کی طرح حارث بن حسان کے
کی راہ روک کھڑا ہوا تھا۔

حارث بن حسان سمجھ گیا کہ یہ وہی مسلح جوان ہیں جو مصری یونانی حکومت کی شہ پر
کاروانوں کو لوٹتے ہیں۔ لہذا اس نے اپنے لشکریوں کو مخصوص اشارہ کیا جس کے
ساتھ ہی اس کے لشکری جو بظاہر تاجروں کے بھیس میں تھے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو
لمحوں۔ دھرتی کی آنکھوں میں بھڑکتی آگ کی طرح حرکت میں لائے۔ راہ روکنے
والے مصریوں پر وہ امڈتے سیلاب۔ وحشی اندھیروں کی مار۔ بیکل زندگی کی لہروں کی طرح

حملہ آور ہو گئے تھے۔

مصری یہی سمجھے تھے کہ وہ کوئی تجارتی کاروان ہے اور ارض شام سے مصر تجارت کی غرض سے جا رہا ہے۔ لہٰذا لوٹنے کی غرض سے وہ اس پر حملہ آور ہو لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ وہ ایک مسلح لشکر ہے جو ان کا قلع قمع کرنے کے لئے میں داخل ہوا تھا۔ حملہ آور مصریوں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی کہ حسان کے ساتھیوں کو وہ اپنے سامنے زیر کریں لیکن انہیں مکمل طور پر مایوسی ہوئی کہ حارث بن حسان اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ ان پر گہری سرشاری، سلگتی جوا کے زاویوں کی آنچ کی طرح چھا گیا تھا۔ پھر وہ لمحہ بھی آیا کہ حارث بن حسان طرف سے ان حملہ آوروں کو گھیر کر صحرائے سینا میں ان کی حالت فلاکت کے اسیر تاریکیوں سسکتی روایتوں، خالی جگہوں کی لکنت جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

مصری حملہ آوروں نے حارث بن حسان کے ہاتھوں اپنا قتل عام دیکھا تو اپنی ساری قوت کو مجتمع کرتے ہوئے ایک طرف حملہ آور ہو کر بچ نکلنے کی کوشش حارث بن حسان نے ان کی اس کوشش کو بھی ناکام بنا دیا اور پھر اس تیزی اور کے ساتھ اس نے ان پر حملہ آور ہونا شروع کیا کہ کسی بھی مصری حملہ آور کو بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ صحرائے سینا کے اندر حارث بن حسان نے سارے حملہ موت کے گھاٹ اتار کے رکھ دیا تھا۔

ان حملہ آوروں کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان روز صحرائے سینا کے اس وسطی حصے میں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے کوچ کیا سفر شروع کر دیا۔ ابھی وہ صحرائے سینا سے نکلا ہی تھا کہ ملکہ زینب کے جاسوسوں خبر دی کہ مصر کی یونانی حکومت کو صحرائے سینا میں مصریوں کے قتل عام کی اطلاع ہے لہٰذا مصر کے یونانی حکمرانوں نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا ہے تاکہ حارث کو بھاگ کر واپس نہ جانے دیا جائے اور اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا اطلاع ملتے ہی حارث بن حسان نے صحرائے سینا کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ لیا۔ تیز رفتار قاصد اس نے تدمر شہر کی طرف روانہ کئے اور ملکہ سے مصریوں کرنے کے لئے اس نے کمک طلب کی۔

اس موقع پر تدمر کی ملکہ زینب نے بڑی دلیری اور بڑی جرأتمندی کا مظاہرہ ہوئے ایک اور بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کی کمانداری وہ خود کرتی ہوئی تدمر سے سینا کی طرف روانہ ہوئی تھی۔

اس دوران مصر کی یونانی حکومت کا لشکر بھی صحرائے سینا میں آ کر عین حارث بن حسان کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر گیا تھا۔ مصری لشکر ابھی تک تذبذب کا شکار تھا۔ اس کے کماندار یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ تدمر کی ملکہ نے ان کے مقابلے میں اس قدر مختصر لشکر کیوں روانہ کیا ہے جو ان کے سامنے حارث بن حسان کی سرکردگی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

مصری جرنیلوں اور کمانداروں کو شک ہو گیا تھا کہ کہیں تدمر کی ملکہ نے صحرائے سینا کے اندر کچھ اور لشکر بھی گھات میں بٹھا کر اچانک حملہ کے لئے تیار نہ کر رکھے ہوں۔ اس جنگ کی باقاعدہ ابتدا کرنے سے قبل مصری جرنیلوں نے صحرائے سینا کے اندر مختلف سمتوں کو چھوٹے چھوٹے دستے روانہ کئے تاکہ تدمر کی ملکہ کا اگر کوئی لشکر گھات میں بیٹھا ہو تو اس کا پتہ لگایا جا سکے۔

مصری جرنیلوں کا یہ تذبذب حارث بن حسان کے لئے بڑا فائدہ مند اور سود مند ثابت اس لئے کہ جب تک مصری حکمران تذبذب کا شکار رہے اور اپنے دستوں کو صحرائے کے اندر ادھر ادھر ملکہ کے کسی اور لشکر کی تلاش میں روانہ کرتے رہے اس وقت تک زینب تدمر سے ایک اور لشکر لے کر حارث بن حسان کی مدد کے لئے پہنچ گئی تھی۔

جس وقت ملکہ زینب نئے لشکر کے ساتھ صحرائے سینا میں داخل ہوئی حارث بن کی سرکردگی میں پہلے سے وہاں پڑاؤ کرنے والے لشکریوں نے اس کی آمد پر زور زور خوشی آمیز نعرے لگائے اس طرح نہ ان کے حوصلے بلند ہوئے بلکہ وہ مصریوں کا مقابلہ کے لئے اپنے اندر بہتر قوت اور توانائی محسوس کرنے لگے تھے۔

اپنے ساتھ لانے والے لشکر کو ملکہ زینب نے صحرائے سینا میں پہلے سے پڑاؤ کئے اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہونے کا حکم دیا پھر لشکر کے وسط میں حارث بن حسان قریب آئی۔ حارث بن حسان اس وقت جنگی تیاریوں کو آخری شکل دے رہا تھا۔ ملکہ کے قریب آ کر جب گھوڑے سے اتری۔ تو حارث بن حسان نے بہترین انداز میں اس استقبال کیا۔ ملکہ اپنے گھوڑے سے اتر کر حارث بن حسان کے قریب آئی۔ اتنی دیر تک میٹھی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کے بعد کمال نرمی۔ چاہت اور جاذبیت ہوئی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

آپ نے تجارتی قافلوں پر حملہ آور ہونے والے مصری مسلح گروہوں کا خاتمہ کر کے وں سے کیسی تیزی سے سفر شروع کیا ہے۔ میں امید بھی نہیں کر سکتی تھی کہ آپ وں کے اندر سارے مصری حملہ آوروں کا صفایا کر کے رکھ دیں گے۔ جس طرح

آپ نے صحرائے سینا کے اندر تجارتی کاروانوں پر حملہ آور ہونے والے مسلح گر
خاتمہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسی طرح ہم دونوں میاں بیوی صحرائے سینا میں
سامنے پڑاؤ کرنے والے مصری لشکر کو بھی شکست دے کر انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیں
اس پر حارث بن حسان نے بڑے غور سے ملکہ کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

یقیناً" ایسا ہی ہو گا اور آج صحرائے سینا میں ہم ان مصر کے یونانی حکمرانوں پر
دیں گے کہ اگر انہوں نے تدمر کی ملکہ کو کمزور اور ناتواں سمجھ کر اس پر حملہ آور
کوشش کی تو ان کی ساری کوشش ان کی ساری جدوجہد کو ان کے لئے زہر کا جام
دیں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپ
کلام دوبارہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھو زینب ہمارے لشکر کے دو حصے رہیں گے جو حصہ پہلے سے میرے پاس کا
ہے وہ میرے پاس رہے گا اور جو حصہ تم لے کر آئی ہو وہ تمہاری ہی کمانداری میں
کرے گا۔ مصریوں سے نپٹنے اور انہیں شکست دینے کے لئے میرے ذہن میں جنگ
طریقہ کار ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ طریقہ اپناتے ہوئے ہم بڑی آسانی کے ساتھ م
کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پر ملکہ زینب نے ایک طرح سے چو
حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیسا طریقہ کار۔ جواب میں حارث بن
...

زینب۔ جس وقت جنگ کی ابتدا ہو گی میرا لشکر دائیں طرف اور تمہارا لشکر
رہے ہو گا۔ اور ہم دونوں مل کر دشمن کے حملوں کا دفاع کریں گے۔ تھوڑی د
دشمن کے ساتھ جنگ جاری رہے گی پھر جب دشمن اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر
میں زور دار آوازوں میں ابراہیم کے رب کو پکاروں گا میرے ساتھ کام کرنے والے
بھی ایسا ہی کریں گے۔ جب تم اس پکار کو سنو تو اپنے لشکر کو آہستہ آہستہ لے کر
طرف ہٹتی جانا جب کہ میں اپنے لشکر کو لے کر دائیں طرف ہٹتا چلا جاؤں گا۔ اس
مصری جرنیل یہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے لشکر کے وسطی حصے کی ضرب کو برداشت نہیں
سکے اور ادھر ادھر ہٹ گئے ہیں۔ جب مصری لشکر آگے پیش قدمی کرتا ہوا میرے
تمہارے درمیان حائل ہو گا تب ہمارے لئے ایک نیا کام کرنا ہو گا۔

وہ یہ کہ ہم دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئیں گے اپنے لشکر کو میں خوب
دوں گا۔ لشکر کے ایک حصے کو مصریوں کے پہلو پر حملہ آور ہونے کا حکم دوں گا جبکہ لشکر
دوسرے حصوں کو مصری لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہونے کے لئے کہوں گا جو ہم دو

ن حائل ہو چکا ہو گا۔ میری طرف دیکھتے ہوئے تم بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش
طرح جب ہم دونوں سامنے اور دائیں بائیں سے بھی مصریوں پر زوردار حملے
تو مجھے امید ہے کہ ہم مصریوں کو مجبور کر دیں گے کہ وہ شکست کا داغ اٹھاتے
ان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائیں۔

بن حسان جب خاموش ہوا تو ملکہ زینب خوش کن انداز میں حارث بن حسان
دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو حارث میرے حبیب۔ تمہاری یہ تجویز بہترین اور
وہ ہے اگر ہم دونوں میاں بیوی اس پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو
مصریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر ہم نے ایک بار پھر
پاؤں صحرائے سینا سے اکھاڑ کے رکھ دیئے تو حارث میری بات یاد رکھنا مصر کے
تک کوئی بھی مصری قوت ہمیں روکنے اور ہماری راہ میں حائل ہونے کی جرات
کر سکے گی۔

تک کہتے کہتے ملکہ زینب کو رک جانا پڑا اس لئے کہ ان کے سامنے مصری لشکر
کے طبل بجنا شروع ہو گئے تھے۔ اور جنگ کے لئے مصری اپنی صفیں درست
تھے۔ شاید مصریوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ان پر اچانک حملہ آور ہونے کے
خون مارنے کے لئے صحرائے سینا میں ملکہ کا کوئی اور لشکر گھات میں نہیں بیٹھا
وہ ملکہ کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ حارث اور
نے جب دیکھا کہ مصری جنگ کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کر رہے ہیں تو
ں بیوی بھی اپنے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

صفیں درست کرنے کے بعد مصری لشکر تھکی تھکی آنکھوں میں زمانے بھر کے
چہرے پر دھیمی آنچ، یاسیت اور ناآسودگی میں غموں کے آشوب کی طرح آگے
ہوا پھر وہ اپنے یونانی جرنیلوں کی سرکردگی میں حارث بن حسان اور ملکہ زینب
کر پر بے آہٹ سلگتے دکھ، غم کے بدنام اندھیروں، دکھ کے اندھے طوفانوں میں
زنگ و شرر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

تیز اور جان لیوا حملوں میں مصریوں نے میدان جنگ کی حالت صحرا کی تشنگی میں
صحراء، ہجر کے عذاب میں بے صدا آہوں اور پراسرار سرابوں کی سی کر کے رکھ
وہ چاہتے تھے کہ شروع ہی میں ملکہ زینب کے لشکر پر زور دار ضربیں لگا کر انہیں
پر مجبور کر دیں۔

دوسری طرف حارث بن حسان اور ملکہ زینب دونوں میاں بیوی بڑے صبر بڑے تحمل

کے ساتھ اپنے آپ کو محدود رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑی کامیابی بڑی سے مصریوں کے حملوں کو روکا۔ تاہم ابھی تک وہ جوابی کاروائی نہیں کر رہے دیر تک حارث بن حسان اور ملکہ زینب مصریوں کے حملوں کو روکتے رہے جب دیکھا کہ مصری اپنے تیز حملوں سے ان کے لشکر کی اگلی صفوں کو درہم برہم کر حارث بن حسان کے لشکر میں ابراہیم کے رب کی عظمت کے نعرے بلند ہو کے ساتھ ہی حارث بن حسان کا لشکر تھوڑا سا پیچھے ہٹتا ہوا مصریوں کے لشکر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ یہ نعرے سن کر زینب بھی حرکت میں آئی تھی اور وہ بھی تھوڑا سا پیچھے ہٹانے کے بعد مصریوں کے دائیں پہلو کی طرف پھیلنا شروع ہو گئی

مصریوں نے جب دیکھا کہ ان کے تیز اور خونخوار حملوں کی وجہ سے ملکہ دو حصوں میں بٹ کر دائیں طرف ہٹ گیا ہے اور ان کی ضربوں کو برداشت نہیں ان کے حوصلے مزید بلند ہو گئے۔ اس موقع پر مصری لشکر کے یونانی جرنیلوں نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو مختلف سمتوں کی طرف ملکہ زینب اور حسان کے لشکر پر آخری ضربیں لگا کر انہیں شکست سے دوچار کر دیں پر یونانی ایسا کرنا نصیب نہ ہوا۔ اس لئے کہ

عین اسی موقع پر حارث بن حسان گہرے زخموں سے دشمن کی عداوتوں کو یلغار اور جنوں خیز صحرائی آندھیوں کی طرح مصریوں کے لشکر کے بائیں پہلو آیا۔ پھر وہ وحشتوں کے شرر، آندھیوں کے سفر، مرگ کے سیلاب کی طرح مصر آور ہوا اور لمحوں کے اندر اس نے ان کی حالت مٹی کے زنگار بدن، خزاں پوش حروف شکستہ کی تصاویر، طاقوں کی ویرانی، محرابوں کے سناٹے کی آوارہ تھکن رکھنا شروع کر دی تھی۔

حارث بن حسان کو حملہ آور ہوتے دیکھ کر یونانیوں کے اوسان خطا ہو انہوں نے دیکھا کہ حارث بن حسان اس قدر خونخواری سے حملہ آور ہوا تھا کہ ا کے بائیں پہلو کی کئی صفیں الٹ کر اس نے لہولہان کر دی تھیں۔ اور اب وہ لشکر کی اندرونی صفوں کو اپنا ہدف اور نشانہ بنانے لگا تھا۔ یہ صورت حال مصری لشکر کے یونانی جرنیلوں نے اپنی پوری توجہ حارث بن حسان کی طرف مبذ تھی۔ لیکن شاید وقت شاید تقدیر صحرائے سینا میں ان کا ساتھ نہ دے رہے تھے

اس لئے کہ عین اس موقع پر پیچھے ہٹتی ہوئی ملکہ زینب اپنے لشکر کے ساتھ ہوس ساعتوں کا شکار کرتی وقت کی اڑتی رفتار، جاں عذاب موسموں میں رنگ بر

اور منزل سے بھٹکے بپھرے طوفانوں میں دکھ کے جلتے الاؤ کی طرح بڑھی اور لشکر کے دائیں پہلو پر وہ اندھیرے شیاطین میں غموں کی شدت، وقت کے جسموں کے آشوب، لہو کی وادیوں میں موت کی الجھنوں کی طرح حملہ آور ہوئی کے اندر اس نے حارث بن حسان کی طرح مصری لشکر کے دائیں پہلو کی حالت میں موت کے سلگتے خیالات اور بے بسی کے منظروں میں بریدہ جسموں جیسی بنانا دی تھی۔

دیر تک جنگ جاری رہی۔ بائیں طرف سے حارث بن حسان اور دائیں طرف زینب زندگی کا کھیل کھیلتے ہوئے مصریوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد بعد مصری لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ ان دونوں کے سامنے مصری جرنیل اب اپنے آپ کو مکمل طور پر بے بس اور لاچار محسوس کر انہوں نے جب دیکھا کہ اگر ایک طرف سے حارث بن حسان اور دوسری طرف زینب اسی طرح ان کے لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے رہے تو دونوں مل کر کہ انہیں بدترین شکست دیں گے بلکہ ان کے پورے لشکر کا صفایا بھی کر کے گے۔ اس صورتحال میں مصری لشکر کے جرنیلوں نے اپنی بلند آوازوں میں اپنے مخاطب کرتے ہوئے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں میدان جنگ میں جم مقابلہ کرنے کی ترغیب دی۔ ان کے یوں ترغیب دینے پر مصری لشکری ایک بار دکھ کا کانٹا بن کر اپنی پوری طاقت کے منظر میں کالے کوسوں کی پرہول رات کی آور ہوئے۔ وہ چاہتے تھے کہ اپنے لشکر کی حالت سوگ کے عصا اور بیوگی کے ملال کر کامیابی اور کامرانی کا نشان بنا کر رکھ دیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی۔ اس لئے بن حسان اور ملکہ زینب دونوں طرف سے مدت کے رکے تلاطم خیز بگولوں، پیچ و آندھیوں، دھواں دھواں کہر اور ایک ساحرانہ عمل کی طرح ان کے ہر عزم ان ان کے ہر ارادے ان کی ہر زندہ دلی کو کاٹتے چلے گئے تھے۔

حارث بن حسان اور ملکہ زینب پوری طرح مصری لشکر پر حاوی ہو گئے تھے اور چاروں طرف مصریوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مصری جرنیلوں نے دیکھا دشمن کو روکنے کا کوئی چارہ نہیں تو وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑے اس موقع پر حارث بن حسان اور ملکہ زینب دونوں فوراً حرکت میں آئے انہوں نے لشکر کو متحد کر لیا پھر ملکہ زینب اور حارث بن حسان اپنے لشکر کے آگے مصریوں کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

یہ تعاقب صحرائے سینا میں دور تک جاری رہا یہاں تک کہ ملکہ زینب اور حا... حسان نے بھاگتے ہوئے لشکریوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا اور مصری لشکر کے کسی ... بھی انہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچانے کا موقع فراہم نہ کیا تھا۔

جب سارے مصری لشکر کا صفایا ہو گیا تو ملکہ زینب اپنا گھوڑا دوڑاتی ہوئی اس ... جہاں حارث بن حسان اپنے لشکر کے سامنے گھوڑے پر سوار ملکہ زینب کو اپنی طر... دیکھ رہا تھا۔ ملکہ زینب قریب آ کر ایک جست کے ساتھ اپنے گھوڑے سے نیچے ا... ایک والہانہ اور پیار بھرے انداز میں وہ آگے بڑھی اور حارث بن حسان کے دونو... کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کے ہاتھوں کو ایک طویل بوسہ دیا۔ پھر وہ میٹھی میٹھ... سے حارث بن حسان کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ نے مصریوں کے خلاف وہ معرکہ سرانجام دیا ہے جس کا میں اکیلی گمان ... بھی نہیں کر سکتی تھی اب جبکہ ہم مصریوں کو مکمل طور پر شکست دے چکے ہیں تو ... آگے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حارث بن حسان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ زینب پہلے ... گھوڑے پر سوار ہو۔ پھر جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ کہوں گا۔ ملکہ زینب حارث بن ... کہنا مانتے ہوئے فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی۔ جب وہ اپنے گھوڑے کو حا... حسان کے قریب لائی تو حارث بن حسان بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ زینب اب تمہیں میرے ہاتھوں کو بوسہ دے کر میرا شکریہ ادا کرنے کی ضر... نہیں ہے۔ اس لئے کہ اب تو میری بیوی ہے میرے دشمن تیرے دشمن۔ میرے ... تیرے خیر خواہ۔ زینب تیری عزت تیرے ناموس کی خاطر میں حارث بن حسان ا... اپنے خون کے آخری قطرے کا بھی نذرانہ پیش کر سکتا ہوں۔ جہاں تک تمہا... استفسار کا تعلق ہے کہ اب ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہئے تو اس کے لئے ہو سکتا ... میرے خیالات سے اتفاق نہ کرو۔ اس پر ملکہ زینب تڑپ کر بولی اور کہنے لگی۔

آپ کہیں تو سہی کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں کیوں نہ آپ کے خیالات سے ا... کروں گی اگر اپنے خیالات اپنے ارادوں کی نفی کر کے بھی آپ کی بات ماننا پڑی ... ضرور آپ کی بات مانوں گی کہ اب آپ ملکہ زینب کے سر کے تاج اس کے ... ساتھی اور اس کے جسم کے مالک ہیں۔ پھر میں کیوں آپ کی بات کو رد کروں گی۔ ... آپ کے عزم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر دوں گی۔ ملکہ زینب کے ان الفاظ ... میں حارث بن حسان کے چہرے پر ہلکی ہلکی خوشنما مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر ... ملکہ زینب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

...نب جہاں تک میرے خیالات کا تعلق ہے تو میرا ارادہ یہ ہے کہ ہمیں صحرائے ... مصری لشکر کو شکست دینے کے بعد واپس اپنے مرکزی شہر تدمر نہیں جانا چاہئے کل ... پھر تیاری کر کے ہم سے صحرائے سینا کی اس شکست کا انتقام لے سکتے ہیں۔ ... ہم نے مصریوں کی طاقت اور قوت کی کمر پوری طرح توڑ کر رکھ دی ہے تو میرا ... کہ ہمیں مصر کے اندر یلغار کرنا چاہئے اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلا کر ہمیں پورے ... کر لینا چاہئے۔ کیا تم میری اس رائے سے میرے اس خیال سے اتفاق کرتی ہو۔

...ث بن حسان کی اس تجویز پر ملکہ زینب تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتی ... دوران اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بھی نمودار ہوتی رہی پھر اس نے نظر ...ث بن حسان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی دیکھ حارث اب جبکہ تم میری زندگی ... ہو تو میں تمہارے فیصلے تمہاری تجویز کو کیسے اور کیونکر رد کر سکتی ہوں اگر تم ... ہم مصر پر قبضہ کرنے کے قابل ہیں تو پھر ہمیں اس کام میں دیر نہیں کرنی ... اس لئے کہ ہم نے ایک بار مصر کی طاقت کو کچل کر رکھ دیا ہے اور انہیں ہمارا ... کے لئے کوئی نیا لشکر تیار کرنے میں ابھی وقت درکار ہو گا۔

...ینب کا یہ جواب سن کر حارث بن حسان خوش ہو گیا تھا۔ پھر دونوں میاں بیوی ... لشکر کو حرکت میں لائے اور صحرائے سینا سے نکل کر وہ مصر کے زرخیز علاقوں ... ہوئے۔ مصر کی سرزمین میں جگہ جگہ انہیں مختلف لشکروں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ... حسان اور ملکہ زینب نے اپنے سامنے آنے والے ہر لشکر کو شکست دی اور اس ... ہفتوں کی تگ و دو اور یلغار کے بعد ملکہ زینب اور حارث نے سارے مصر کو ... اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔

○

... اس کلاڈیوس کی موت کے بعد اورلیوس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ اورلیوس کے تخت ... ہی شمال کی طرف سے رومنوں کے لئے تکلیف دہ اور پر آشوب حالات اٹھ ... وہ اس طرح کہ جو تھنگی نام کے وحشی قبائیل جو اپنے آپ کو المانی قبائیل کا ... کیا کرتے تھے نمودار ہوئے۔ جو تھنگی نام کے یہ وحشی قبائیل تاریخ میں پہلی بار ... یورپ کے شمالی ساحلوں پر نمودار ہوئے اور شمالی ساحلوں کے ساتھ ساتھ انہوں ... شہر شہر قریہ قریہ قصبہ قصبہ حملہ آور ہو کر تباہی اور بربادی کا ایک نہ ختم ہونے ... شروع کر دیا تھا۔

دریائے ڈینیوب کے شمالی کناروں پر قبضہ کرنے کے بعد یہ وحشی جو تمنگی قبائل حرکت میں آ گئے۔ دریائے ڈینیوب کو انہوں نے عبور کیا اور رومن سلطنت کے صوبے میں داخل ہوئے جس کا صدر مقام راتیا تھا۔ اس صوبے میں وحشی جو تمنگی نے دور تک لوٹ مار تباہی و بربادی کا کھیل کھیلا یہاں تک کہ پورے صوبے کی کھسوٹ کرنے کے بعد یہ جو تمنگی قبائل صوبے کے مرکزی شہر راتیا کی طرف بڑھے۔

راتیا شہر میں رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا جس نے راتیا شہر سے باہر نکل کر قبائل کا مقابلہ کیا لیکن جو تمنگی اس قدر خونخواری اس قدر وحشیت کے ساتھ رومن حملہ آور ہوئے کہ اپنے پہلے ہی حملے میں جو تمنگی قبائل نے رومنوں کو شکست رومن لشکر راتیا شہر میں محصور ہو گیا تھا۔ لیکن لگتا تھا جو تمنگی قبائل رومنوں کو کرنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر راتیا شہر کا محاصرہ کر لیا۔

راتیا شہر میں محصور ہونے والے رومن خیال کرتے تھے کہ راتیا شہر کی فصیل مضبوط اور ناقابل تسخیر خیال کی جاتی تھی لہٰذا جو تمنگی قبائل شہر میں داخل نہ ہو سکیں گے لیکن وحشی جو تمنگی قبائل نے رومنوں کے سارے خیالات اور اندازوں کو دھواں تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اس لئے کہ ایک روز رات کی تاریکی میں وہ حرکت میں آئے جس طرح بندر بڑی تیزی سے درختوں پر چڑھتے ہیں ویسے ہی وہ فصیل پر چڑھے اور داخل ہو گئے۔ ایک گروہ شہر کے صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ انہوں نے دیا۔ دروازہ کھلنا تھا کہ جو تمنگی قبائل اپنی پوری وحشت کے ساتھ راتیا شہر میں ہوئے۔ جس قدر رومن لشکر وہاں تھا اسے انہوں نے تہہ تیغ کر دیا کئی روز تک جو قبائل نے راتیا شہر کو جی بھر کے لوٹا اور وہاں کے مکینوں کا قتل عام کیا۔ اس کے مزید جنوب کی طرف بڑھے اور سپیگن اور برینر کے کوہستانی دروں سے گزرنے کے اٹلی کے میدانوں میں داخل ہوئے دور تک انہوں نے یلغار اور لوٹ مار کی یہاں تک آگ اور خون کا اور لوٹ مار کا کھیل کھیلتے ہوئے اٹلی کے مشہور شہر اتھیلیا تک بڑھتے گئے تھے۔

رومن شہنشاہ اورلیوس کو جب وحشی جو تمنگی قبائل کے حملہ آور ہونے کی اطلاع تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا تاکہ جو تمنگی قبائل کی یلغار اور ان کے خونخوار کو روکا جا سکے۔ اس وقت جو تمنگی قبائل اٹلی کے شہر اتمیلیا تک اپنا خونی کھیل کھیل تھے۔ لیکن اتمیلیا تک آنے کے بعد وحشی قبائل نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا اس کہ ڈینیوب سے اتمیلیا تک جو انہوں نے لوٹ مار کی تھی اس کی وجہ سے ان کے

دولت کے علاوہ بے شمار سامان اور خوراک کے ذخائر جمع ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے کہ جس قدر مال اور خوراک کے وسیع ذخیرے انہیں ملے ہیں انہیں دریائے کے شمال میں اپنی آبادگاہوں میں محفوظ کرنے کے بعد دوبارہ دریائے ڈینیوب کو کے رومنوں کی سلطنت پر یلغار کریں۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد وحشی جو تمنگی قبائل سے واپس ڈینیوب کی طرف ہو لئے تھے۔

ی طرف رومن جرنیل اورلیوس بھی نہیں چاہتا تھا کہ جو تمنگی قبائل اس طرح لوٹ مار کر کے بخیریت واپس چلے جائیں لہٰذا اس نے اتمیلیا کی طرف براہ راست کرنے کے بجائے ایک دشوار گزار راستہ اختیار کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اچانک اپنے ساتھ جو تمنگی قبائل کے پہلو پر حملہ آور ہو کر ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دے سے ہر وہ شے چھین لے جو انہوں نے یلغار کے دوران اٹلی کی سلطنت سے ہے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اورلیوس نے اتمیلیا شہر کا رخ نہیں کیا۔ رکیوم شہر کی طرف بڑھا اور کوہستان الپس کے اندر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ ڈینیوب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا۔ اورلیوس کی بدقسمتی کہ دریائے ڈینیوب تک پہنچتے وحشی جو تمنگی قبائل کی اکثریت دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے شمال جا چکی تھی۔ ان کے بچے کچھ حصے تاہم ابھی تک دریا کو عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا کچھ کا اس نے قتل عام کیا باقی اپنی جانیں بچاتے ہوئے دریائے ڈینیوب کو ہوئے شمال کی طرف جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

کے وحشی جو تمنگی قبائل کا خطرہ ہی ٹلا تھا اور رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے لیا تھا کہ اس کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یوں کہ ہنگری اور گمنام میدانوں سے ایک اور وحشی قوم نمودار ہوئی۔ یہ ونڈال تھے۔ انتہائی خونخوار اور بشرگزیدہ لوگ تھے۔ ہنگری کے وسیع اور گمنام میدانوں میں انہوں نے شروع کی اور دریائے ڈینیوب تک لوٹ مار کرتے چلے آئے تھے۔ پھر دریائے انہوں نے عبور کیا اور اٹلی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اورلیوس کو کہ شمال کے وحشی ونڈال قبائل اس کی سرحد میں داخل ہو کر ان پر حملہ آور ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی سلطنت میں ہر طرف اپنے کمانداروں اور جرنیلوں کو کہ کھانے پینے کی ہر شے اور مویشی حتیٰ کہ ضرورت کی ہر چیز کو فصیل بند اور محفوظ کر دیا جائے اور جس سمت سے ونڈال اٹلی میں جنوب کی طرف بڑھ

رہے ہیں ان کے آگے آگے ہر چیز کو آگ لگا دی جائے۔

یہ احکام ملتے ہی جگہ جگہ رومن جرنیل حرکت میں آئے کھانے پینے اور ضرور ہر شئے انہوں نے قلعہ بند شہروں میں محفوظ کر دی ایک ایک مویشی بھی فصیل بند میں محصور کر دیا گیا اور پھر جن وسیع علاقوں اور میدانوں میں وحشی ونڈال قبائل پیش کر رہے تھے اس سارے علاقے کو آگ لگا دی گئی۔ اس طرح ونڈال قبائل کی پیش رک گئی اس لئے کہ آگے بڑھتے ہوئے نہ انہیں خوراک ملی اور نہ لوٹ مار کا سامان دکھائی دیا۔ اس دوران اورلیوس ایک جرار لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اس سے پہلے ہی ونڈال واپس جانے کا عزم کر چکے تھے اس لئے کہ ان کا لشکر بھوکوں لگا تھا۔ اور پھر ان پر اورلیوس کی صورت میں حملہ کا خطرہ بھی منڈلانے لگا تھا۔ واپس ہوئے اورلیوس ان کے سروں پر آن پہونچا اور ان پر حملہ کر دیا تاہم ونڈال مرتے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اٹلی سے نکل کر ڈینیوب کے شمال کی طرف چلے گئے طرح اورلیوس وحشی ونڈال قبائل سے بھی اٹلی کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ونڈال قبائل کی اٹلی سے واپسی آپ سے آپ پسپائی اورلیوس کے لئے انتہائی ثابت ہوئی اس لئے کہ جوں ہی وحشی ونڈال قبائل دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے طرف چلے گئے اس کے چند ہی دن بعد جو تھنگی قبائل پھر نمودار ہوئے اس بار انہ اپنے رشتہ دار المانی قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور یہ دونوں وحشی قبائل ڈینیوب کو عبور کر کے جنوب کی طرف بڑھے۔ لگتا تھا رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس دریائے ڈینیوب کے کنارے بچے کھچے جو تھنگی قبائل کا قتل عام کیا تھا یہ جو تھنگی قبائل دونوں متحد ہو کر اورلیوس سے اس کا انتقام لینا چاہتے تھے۔

دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد جو تھنگی اور آلائی قبائل نے اس راستہ اختیار کیا۔ اپنے راستے میں ہر آنے والے شہر اور بستی کو لوٹتے اور ہوئے یہ متحدہ وحشی قبائل اٹلی کے تاریخی شہر میلان کی طرف بڑھے۔ قیصر روم کو بھی جو تھنگی اور آلائی قبائل کے حملہ آور ہونے کی اطلاع مل چکی تھی لہٰذا وہ کے ساتھ بڑی تیزی سے میلان شہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھا لیکن اورلیوس شہر نہ پہونچا تھا کہ جو تھنگی اور آلائی قبائل نے میلان شہر پر حملہ کر دیا۔ ان کا تیز ایسا تند اور ایسا زوردار اور ہیبتناک تھا کہ لمحوں کے اندر انہوں نے میلان شہر لیا۔ شہر کی ہر چیز انہوں نے لوٹ لی اور اس کے بعد وہ میلان شہر سے آگے بڑھے کے میدانوں میں نمودار ہوئے یہاں رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے سا

راہ روک کھڑا ہوا۔

اورلیوس کو یقین تھا کہ جس طرح ماضی میں اس نے جو تھنگی قبائل کو اٹلی سے مار بھگایا تھا اور وہ بے بس اور مجبور ہو کر دریائے ڈینیوب کے اس پار چلے گئے تھے اس بار بھی وہ انہیں پسپا کرنے میں کامیاب رہے گا۔ پو کے میدانوں میں اورلیوس نے جو تھنگی اور آلائی قبائل کے سامنے اپنا پڑاؤ قائم کر لیا تھا۔ لیکن ہوا یوں کہ آنے والی رات کو گہری تاریکی اور اندھیرے میں جو تھنگی اور آلائی قبائل نے اچانک حرکت میں آتے ہوئے انہوں نے رومنوں پر ایسا خونخوار اور ناقابل برداشت شب خون مارا کہ رومنوں کو اس شب خون کے نتیجے میں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

رات کی تاریکی میں رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے اپنے لشکر کی تنظیم کو درست کرتے ہوئے جو تھنگی اور آلائی قبائل پر جوابی حملہ کیا۔ لیکن اس جوابی حملے کا وحشی قبائل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ صبح تک رومنوں اور وحشی قبائل کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ اس جنگ میں جو تھنگی اور آلائی قبائل نے رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کو بد ترین شکست دی اور اورلیوس اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا تھا۔

جو تھنگی اور آلائی قبائل کے ہاتھوں رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی شکست نے اس کے لئے اور زیادہ مصیبت اور بدبختی کے دروازے کھول دیئے۔ وہ اس طرح کہ چار جرنیلوں نے اورلیوس کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے قیصر روم ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔

ان میں پہلا سیپٹی فیئوس دوسرا اربانوس تیسرا ڈومیٹانوس اور چوتھا وحشی کاتھ قبائل کا کاندلیس تھا۔ گو وحشی کاتھ قبائل اب تک رومنوں کے مطیع اور فرمانبردار ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن اورلیوس کے جو تھنگی اور آلائی قبائل کے ہاتھوں شکست کے بعد کاتھ قبائل نے بھی اپنے سپہ سالار کاندلیس کی سرکردگی میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہٰذا کاندلیس نے بغاوت کرتے ہوئے رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا

ان چار جرنیلوں کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی جگہ جگہ اٹلی میں بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف اورلیوس کو بد ترین شکست دینے کے بعد وحشی قبائل جو تھنگی اور آلائی قبائل نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔

اورلیوس کو شکست دینے کے بعد وہ باہر ایڈریاٹک تک آئے اور ساحل عنبرین کے ساتھ ساتھ وہ جنوب کی طرف بڑھے۔ رومن شہنشاہ اورلیوس کے لئے یہ بڑا کڑا اور سخت وقت تھا۔ تاہم اس نے ان حالات سے نپٹنے کا عزم کر لیا تھا۔ اورلیوس اندرونی بغاوتوں کو فراموش کر کے سب سے پہلے بیرونی حملہ آوروں سے نپٹنا چاہتا تھا۔ لہٰذا بڑی تیزی اور

جلدی میں بہت بڑا لشکر تیار کیا اور جو تھنگی اور آلانی قبائل کی راہ روکنے کے لئے آگے بڑھا۔ اس وقت تک جو تھنگی اور آلانی قبائل اٹلی کے وسط تک پہنچ چکے تھے۔ اور انہوں نے اس قدر لوٹ مار کی تھی ان سے اب وہ سامان سنبھالا نہیں جا رہا تھا۔ جو لوٹ مار سے انہیں حاصل ہوا تھا۔ لہٰذا ان کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب چونکہ وحشی قبائل کافی لوٹ مار کر چکے ہیں لہٰذا اب واپس ہو لینا چاہئے یہ فیصلہ ہونے کے بعد جو تھنگی اور آلانی قبائل واپس ڈینیوب کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

ان کی پسپائی سے اورلیوس نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور ان پر حملہ کر دیا۔ اس طرح اس نے واپس جاتے ہوئے جو تھنگی اور آلانی قبائل کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ان کی پشت اور دائیں بائیں جانب کی سمتوں سے اس قدر تیز حملے کئے کہ جو تھنگی اور آلانی قبائل کی اکثریت کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔ اور بہت کم وحشیوں کو اس نے دریائے ڈینیوب کو پار کر کے بچ نکلنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

عین اس موقع پر جس وقت اورلیوس جو تھنگی اور آلانی قبائل کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کر رہا تھا دریائے ڈینیوب کے شرقی حصے سے گاتھ کے وحشی قبیلے نمودار ہوئے۔ جو تھنگی اور آلانیوں کو بدترین شکست دینے کے بعد اورلیوس گاتھ قبائل کی طرف بڑھا اور انہیں بھی اس نے دریائے ڈینیوب عبور کرنے نہ دیا۔ اس طرح اورلیوس نے ایک طرح سے اٹلی کو بیرونی اور اور وحشی حملہ آوروں سے محفوظ کر لیا تھا۔

جو تھنگی۔ آلانی اور گاتھ قبائل کا قلع قمع کرنے کے بعد اورلیوس سب سے پہلے وحشی گال قبائل اور ان کے کمانڈار کاندلیس کے خلاف حرکت میں آیا۔ کاندلیس کو کھلے میدانوں میں اورلیوس نے بدترین شکست دی اس طرح گاتھ قبائل کو ایک بار پھر قیصر روم اورلیوس نے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کے رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد اورلیوس نے چند ہی ہفتوں تک اپنی عسکری قوت کو مجتمع کیا۔ چند روز اس نے تیاری میں لگائے۔ اٹلی کے ان تین جرنیلوں کے خلاف حرکت میں آیا۔ جنہوں نے بغاوت کرتے ہوئے قیصر روم ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اورلیوس کی خوش قسمتی کہ وہ باری باری ان تینوں باغی جرنیلوں کو بھی اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح قیصر روم اورلیوس نے لگاتار کوشش اور جدوجہد کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اٹلی کو بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ کر دیا بلکہ اٹلی کے اندر جو بغاوتوں اور خانہ جنگی جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی اسے بھی ختم کر کے رکھ دیا۔

دوسری طرف ملکہ زینب جسے رومن ملکہ زنوبیا کہہ کر پکارتے تھے اس نے بھی اپنی ... کا دائرہ بڑھایا تھا۔ حارث کے ساتھ مل کے جب اس نے پورے مصر پر قبضہ کر لیا ... کے حوصلے اس کے ولولے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو گئے تھے۔ ... اپنا قبضہ مستحکم اور مضبوط کرنے کے بعد ملکہ زنوبیا اور حارث دونوں حرکت میں آئے ... شام میں رومنوں کے وسیع علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ ایشیائے کوچک کے وسیع ... پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ قیصر روم اورلیس اس وقت تک اٹلی کو ... اور اندرونی خطروں سے نجات دے چکا تھا۔ لہٰذا جب اسے یہ خبریں پہنچیں کہ ملکہ ... نے مصر کے بعد ایشیائے کوچک اور شام کے وسیع علاقوں کے علاوہ آس پاس کی ... وں پر بھی قبضہ کر لیا ہے تو وہ بڑا فکرمند ہوا۔ رومنوں کا یہ خدشہ تھا کہ اگر پالمیرہ کی ... زنوبیا اسی طرح اپنی قوت اور طاقت کو بڑھاتی رہی تو ایک وقت ضرور آئے گا کہ وہ ... کو ان کے ایشیائی مقبوضہ جات سے بیدخل کر کے رکھ دے گی۔

دوسری طرف رومنوں کو یہ فکرمندی لاحق تھی کہ اگر کسی موقع پر پالمیرہ کی ملکہ زینب ... ایران کی ساسانی سلطنت کے ساتھ سمجھوتا کر لیا تو ایسی صورت میں یہ دونوں قوتیں ... کے خلاف ایک ناقابل تسخیر طاقت بن کر نمودار ہوں گی اور یہ کہ رومنوں کو نہ ... اپنے ایشیائی مقبوضہ جات سے ہاتھ دھونا پڑیں گے بلکہ یہ متحدہ قوت ایشیا سے نکل کر ... بھی حملہ آور ہو کر رومنوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ لہٰذا ان خطرات ... ان نظر رومن شہنشاہ اورلیوس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر صورت میں پالمیرہ کی ملکہ ... کے خلاف حرکت میں آئے گا اس کی قوت کو توڑ پھوڑ کے رکھ دے گا تاکہ آنے ... دلوں میں وہ اکیلی رومنوں کے لئے خطرے کا باعث نہ بنے وہ ایران کی ساسانی ... کے ساتھ اتحاد کر کے رومنوں کو ان کے مقبوضہ جات سے محروم کرے۔

پالمیرہ کی ملکہ زینب کے خلاف حرکت میں آنے سے پہلے کئی ماہ تک شہنشاہ اورلیوس ... بہترین جنگی تیاریاں کیں۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کے ساتھ ... مشرق کی طرف کوچ کیا۔ اٹلی سے کوچ کرتے وقت اس نے اپنے بہترین وفادار اور ... اعتماد جرنیلوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں جیسا لشکر وہ لے کر روانہ ہو رہا ... ہی ایک اور لشکر تیار کریں تاکہ اگر ایشیا میں اسے کمک کی ضرورت پڑے تو وہ نیا لشکر اس موقع پر کام دے سکے۔ یہ احکامات جاری کرنے کے بعد اورلیوس اٹلی سے ... ہوا۔ سب سے پہلے اس نے مصر کا رخ کیا۔

ملکہ زینب نے مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد وہاں ایک مقامی سرکردہ

شخصیت کو حاکم بنا دیا تھا۔ ملکہ زینب کو جب یہ اطلاع ملی کہ اورلیوس مصر پر حملہ آور رہا ہے تو اس نے مصر کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے پالمیرہ صحراؤں سے نکل کر مصر کا رخ کیا اور وہاں جنگ کی ابتدا کی تو ہو سکتا ہے ان دور ا علاقوں میں وہ رومنوں کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکے اور اس کی رہی سہی ساکھ ختم ہو کر جائے۔ پالمیرہ کی ملکہ زینب سے جب مصر کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا گیا تو رومن اورلیوس نے آگے بڑھ کر بغیر کسی رکاوٹ کے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ اورلیوس نے جب مصر پر قبضہ کر لیا تو پالمیرہ کی ملکہ زینب بڑی فکر ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ مصر پر قبضہ کرنے کے بعد رومن ضرور ارض شام پھر ملکہ زینب مرکزی شہر پالمیرہ کا رخ کریں گے۔ لہٰذا اس نے جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ ا نے ایک بہت بڑا اور بہترین لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم ایک حصہ اس نے اپنی کمانداری میں رکھا۔ دوسرا حصہ اس نے حارث بن حسان سرکردگی میں دیا جبکہ تیسرا حصہ اپنے ایک اور جرنیل زبداس کی کمانداری میں دے دیا

مصر پر قبضہ کرنے کے بعد رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس ایشیائے کوچک کی طرف یہاں اس نے ان علاقوں پر دوبارہ قبضہ کیا جو ملکہ زینب نے فتح کئے تھے۔ ایشیائے ک میں اپنی فتوحات مکمل اور اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے بعد رومن شہنشاہ ارض شام کی طر بڑھا۔

ارض شام میں داخل ہونے کے بعد اورلیوس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے ایک جرنیل کو دیا اور اسے ایلما شہر پر حملہ آور ہونے لئے روانہ کیا دوسرا حصہ جو اورلیوس نے اپنی سرکردگی میں رکھا تھا اسے لے کر او انطی اوک شہر کی طرف بڑھا تھا۔

ملکہ زینب کو جب رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ہوئی فی الفور حرکت میں آئی۔ اپنے جرنیل زبداس کو اس نے انطی اوک شہر کی طرف روانہ کہ وہ اس شہر کی رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس سے حفاظت کرے۔ جبکہ حارث بن حس اس نے ایلما شہر کی طرف روانہ کر دیا تاکہ جو رومن جرنیل ایلما شہر کی طرف اپ کے لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے وہ اسے ایلما شہر میں داخل نہ ہونے دے۔

حارث بن حسان کے ایلما شہر پہونچنے سے پہلے ہی رومن لشکر شہر سے باہر پڑاؤ تھا اور ایک طرح سے اس نے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایلما آتے ہی حارث بن نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ نہیں کیا بلکہ آتے ہی وہ رومنوں پر حملہ آور ہو گیا۔

ی لڑائی میں حارث بن حسان نے رومن جرنیل کو بد ترین شکست دی۔ اور وہ رومن نیل ایلما شہر سے بھاگ کر انطی اوک کی طرف چلا گیا تھا۔ جہاں رومن شہنشاہ اورلیوس لشکر کے ساتھ پہونچ چکا تھا۔

ملکہ زینب کا دوسرا جرنیل زبداس بڑی تیزی سے انطی اوک پہونچا اس وقت تک وس وہاں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکا تھا اور ایلما شہر میں حارث بن حسان کے وں شکست کھانے والا رومن جرنیل بھی اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ وہاں پہونچ چکا انطی اوک شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں ملکہ زینب کے جرنیل زبداس ست ہوئی۔ زبداس کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس نے صحرا کے اندر ور تک اس کا تعاقب کیا لیکن زبداس اپنے لشکر کو بچا کر صحرا کی بھول بھلیوں میں ل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

انطی اوک کے مقام پر شکست کھانے کے بعد زبداس پہلے ڈفون شہر کی طرف گیا وہاں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اور جائزہ لینے لگا کہ رومن اب کس طرف پیش تے ہیں۔ ڈفون شہر میں قیام کے دوران زبداس کی طرف ملکہ زینب کے ایلچی آئے لچیوں کے ذریعے ملکہ نے زبداس کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایلما شہر کی جائے اور وہاں حارث بن حسان کے ساتھ مل کر رومنوں کے سامنے اپنے دفاعی حصار دا اور مستحکم کرنے کی کوشش کرے۔ ملکہ زینب کا یہ حکم ملتے ہی زبداس اپنے لشکر ساتھ حارث بن حسان کے ساتھ شامل ہونے کے لئے ایلما شہر کی طرف کوچ کر گیا

سری طرف انطی اوک شہر سے باہر زبداس کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ ایلما شہر کی طرف بڑھا۔ اس کی وہاں آمد سے پہلے ہی ن حسان اور زبداس دونوں نے مل کر ایلما شہر سے باہر اپنا دفاع مکمل کر لیا تھا۔ ونچ کر اورلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان کے متحدہ لشکر کے سامنے ا۔

رے روز فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف ئے۔ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے رومن شہنشاہ کے حکم پر اس کے لشکر میں بڑے جنگ کے طبل اور ڈھول اور تاشے بجنے لگے تھے پھر اورلیوس کے حکم پر اس کا آور ہونے کے لئے حارث بن حسان کے لشکر کی طرف آرزوؤں کی شورش، ولولوں ں، اور بد ترین تقدیر کے سایوں کی طرح آگے بڑھا تھا۔ حارث بن حسان اپنے لشکر

کو حرکت میں نہیں لایا تھا۔ شاید وہ اپنے آپ کو شروع شروع میں دفاع ہی میں محدود رکھنا چاہتا تھا۔ اور وہ بڑی بے چینی سے رومنوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کی بائیں طرف اس کا دوسرا ساتھی جرنیل زبداس بھی اپنے حصے کے لشکر کے آگے بڑی بے چینی سے رومنوں کے حملہ آور ہونے کا منتظر تھا۔

پھر رومن زور زور سے جنگی طبل بجاتے اور ڈھول اور تاشے پیٹتے ہوئے اپنی آوازوں میں عجیب عجیب سے نعرے لگاتے ہوئے زیست کے تلخ حقائق، آلام کی گرسنگی تنہائیوں، جذبوں کے بھڑکاؤ کی طرح حارث بن حسان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔ حارث بن حسان اپنے ساتھی جرنیل زبداس سے مل کر عجیب سے رقص ربدا، صدائے مستانہ، اجاڑ ویرانوں میں تند ٹکراؤ کی طرح رومنوں کے سامنے اپنا دفاع کرتا رہا۔ حارث بن حسان نے کچھ دیر تک اپنے پورے لشکر کو دفاع ہی میں محصور رکھا۔ جب اس نے اس تھوڑی دیر کی جنگ میں رومنوں کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگا لیا تب اس نے دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترنے کا ارادہ کیا۔

جارحیت پر اترنے سے پہلے حارث بن حسان اس آتش فشاں کی طرح حرکت میں آیا جو اپنی ٹھوکروں سے زمانے کی بساط کو الٹ دیتا ہے۔ چڑھتی ندیوں، آتش نفس جذبوں، شعلہ سامان نعروں کی طرح وہ عجیب سی آوازیں نکالتا ہوا اپنے ساتھی جرنیل زبداس کو پیغام دینے لگا تھا۔ حارث بن حسان کے یہ نعرے سن کر زبداس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رومنوں کے سامنے والے حصے پر جارحیت کا مظاہرہ کرتا ہوا حملہ آور ہوا تھا۔

جبکہ حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ دائیں طرف ہٹا پھر وہ رومنوں کے ... بلندی اور پستی کو زیر نگیں کرتی انوکھی اور اچھوتی جراتمندی، جلتے سورج کے ساتھ سنہری دھوپ کی برسوں کی ریاضت، لمحوں کے لامختتم سفر اور دکھ کے خنجر کی طرح ... کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ حارث بن حسان کے تیز، خونخوار اور جان لیوا حملوں کے باعث رومن لشکر کے اندر تلاطم و انقلاب بپا کرتے جذبے اوہام کے بھنور اور لمحات کرب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

دوسری طرف حارث بن حسان کا ساتھی جرنیل زبداس بھی دفاع سے نکل کر ... میں رومنوں پر سامنے کی طرف سے سیاہ مقدرات، سلگتی ریت کے صحرا، جور و جبر ... موت کے ہولناک سایوں میں درد کی تڑپ اور اضطراب کی برق بن کر حملہ آور ہوا تھا۔

ایلما شہر سے باہر جنگ اب اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی۔ انسان یوں کٹ کٹ کر

گر رہے تھے جیسے وقت کے سمندر میں مشیت کی چکی میں پستے ہوئے ذرے، میدان جنگ میں موت کے سایوں اور بدبختی کی تاریکیوں میں انحطاط کی کمر، زوال کی لہریں اور سفاک لمحوں کی ابتلا کی پھیل گئی تھی ہر سو ہر طرف وقت کا بدترین جبر اور زہر کی طرح دھیرے دھیرے دلوں میں اترنے والی ذلت و نکبت رقص کرنے لگی تھی۔

رومن شہنشاہ اورلیوس نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ ایلما شہر سے باہر ملکہ زینب کے لشکر کو شکست دے کر ایلما شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اس کی ہر خواہش اس کی ہر امید کو حارث بن حسان اور زبداس نے مل کر خاک میں ملا دیا تھا۔ سامنے کی طرف سے زبداس اور پہلو کی طرف سے حارث بن حسان نے حملہ آور ہو کر رومنوں کو خون میں نہلانا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ موقع بھی آیا کہ حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے رومنوں کی اگلی صفوں کا پوری طرح قلع قمع کرنے کے بعد رومنوں کے لشکر کے وسطی حصہ پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔

اورلیوس نے جب اندازہ لگایا کہ اگر جنگ تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی تو اسے بد ترین شکست ہو گی اور ایلما کے نواحی صحراؤں میں اس کے لشکر کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا جائے گا۔ لہٰذا اپنی اور اپنے لشکریوں کی جان بچانے کے لئے اس نے صحرا کے اندر پسپائی اختیار کی۔ حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے اب سامنے کی طرف سے رومنوں پر شور ڈالنا شروع کیا اور ان کی صفوں کی صفیں الٹ کر ان کا قتل عام کیا۔ تاہم اورلیوس اپنے کچھ لشکر کو بچا کر پیچھے ہٹنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک چونکہ رات ہو گئی تھی لہٰذا حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے رومنوں کا تعاقب چھوڑ دیا اور ایلما شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آ گئے تھے۔ رومن شہنشاہ اورلیوس نے اسے غنیمت جانا اور پیچھے ہٹ کر کھلے صحراؤں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا اسی وقت اس نے تیز رفتار قاصد اٹلی کی طرف بھجوائے اور ملکہ زینب کو مغلوب کرنے کے لئے اس نے مزید کمک طلب کر لی تھی۔

رومن شہنشاہ اورلیوس کو شکست دینے کے دوسرے روز حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کا چکر لگانے کے بعد جب اپنے ساتھی جرنیل زبداس کے ساتھ اپنے خیمہ میں داخل ہوا تو وہ دنگ رہ گیا اس نے دیکھا کہ اس کے خیمہ میں اس کی بیوی اور پالمیرہ کی ملکہ زینب بیٹھی ہوئی تھی۔ زبداس بھی ملکہ زینب کو دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا۔ دونوں آگے بڑھے پھر حارث بن حسان نے ملکہ زینب کو مخاطب کر کے پوچھا زینب تم یہاں خیریت تو ہے اس پر زینب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور چاہتوں بھری آواز میں حارث بن حسان کو

مخاطب کر کے کہنے لگی۔

تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تم دونوں کی رومنوں کے
اورلیوس کے خلاف فتح مندی کی خبر مل گئی تھی۔ لہٰذا میں تم دونوں کو ایک تو فتح کی مبا
دینے آئی ہوں دوسرے میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ یہاں سے اپنا پڑاؤ اٹھا لو۔
تک میرے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ اس کے مطابق اورلیوس نے یہاں سے
دس میل شمال میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا ہے اور اس نے اٹلی سے مزید کمک
کر لی ہے تاکہ وہ ہمارے ساتھ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کر سکے۔ میں نے
مرکزی شہر پالمیرہ کے اردگرد صحراؤں کے اندر نخلستانوں کی صورت میں آباد بدوی قبا
طرف اپنے قاصد بھجوا دیئے ہیں کہ جوں ہی رومن شہنشاہ صحرا سے گزر کر ہمارے
شہر پالمیرہ کا رخ کرے تو وہ رات کی تاریکی میں اس کے لشکر پر کچھ اس طرح کچھ اس
ے اور بھیانک پن سے شب خون مارنا شروع کریں کہ اورلیوس کو مجبوراً" پالمیرہ کی
پیش قدمی روک کے واپس جانا پڑے مجھے امید ہے کہ جب اورلیوس کو اٹلی سے کمک
جائے گی اور وہ ہمارے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف بڑھے گا تو وہ راستے میں نخلستانوں کے
جو صحرائی جنگ میں اپنا جواب نہیں رکھتے وہ رومن لشکر پر حملہ آور ہو کر اس کی پیش
کو یقیناً" روک دیں گے اس طرح مجھے امید ہے کہ رومن شہنشاہ کو ہم پر غلبہ حاصل
کے بجائے ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا۔

دوسری خبر میں تم دونوں کو یہ دینا چاہتی ہوں کہ آج ہی پالمیرہ سے اس طرف
ے قبل میں نے اپنے قاصد ایران کی ساسانی سلطنت کے شہنشاہ بہرام اول کی طرف
گئے ہیں اسے میں نے پیغام بھجوایا ہے کہ رومن آج اگر ہم پر چڑھ دوڑے ہیں تو
تمہیں بھی نشانہ بنا سکتے ہیں لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مل کر رومنوں کا مقابلہ کریں اور ا
صرف یہاں سے مار بھگائیں بلکہ انہیں ایشیائی مقبوضہ جات سے بھی محروم کر کے
دیں۔ مجھے امید ہے کہ بہرام اول میرے اس پیغام کا کوئی مثبت جواب دے گا۔

تیسری بات میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ تم آج ہی اپنے لشکر کا پڑاؤ یہاں
اٹھاؤ اور پالمیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں نے یہ سوچا
صحرا کے اندر جگہ جگہ پھیلے ہوئے اپنے چھوٹے چھوٹے شہروں کی حفاظت کرنے کے
ہمیں اپنی پوری قوت اور طاقت کو اپنے مرکزی شہر پالمیرہ میں جمع کر لینا چاہئے۔ اگر
کے اندر آباد عرب بدوی قبائل رومنوں کی پیش قدمی روک کر انہیں بھاگ جانے پر مجبور
دیں تو یہ ہماری خوش قسمتی ہو گی اور اگر رومن کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کو

مرکزی شہر پالمیرہ تک پہنچ ہی جائیں تو ہم شہر سے باہر نکل کر بڑے حوصلے اور بڑے
ساتھ رومنوں کا مقابلہ کر سکیں گے حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے ملکہ
کی اس تجویز کو پسند کیا لہٰذا ملکہ کے کہنے پر وہ دونوں اسی رات اپنے لشکر کو لے کر
شہر سے پالمیرہ کی طرف ملکہ کے ساتھ کوچ کر گئے تھے۔

○

جلد ہی رومن شہنشاہ اورلیوس کو اٹلی سے کمک کی صورت میں ایک بہت بڑا لشکر مل
لشکر کی تعداد اس لشکر سے بھی زیادہ تھی جو پہلے سے اورلیوس کے پاس تھا۔ اٹلی
لشکر ملنے کی وجہ سے اورلیوس کے حوصلے بلند ہو گئے لہٰذا اس نے مصمم ارادہ کر لیا
ملکہ زینب کو ہر صورت میں شکست دے کر اور اسے گرفتار کر کے اپنے ساتھ روم
جائے گا۔

ملکہ زینب کے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف پیش قدمی شروع کرنے سے قبل اورلیوس
صحرا کے اندر نخلستانوں میں آباد بدوی قبائل سے رابطہ کرنا شروع کیا اورلیوس جانتا تھا
اس کے صحرا کے اندر آگے بڑھتے ہوئے اگر وہ ملکہ زینب کے شہر پالمیرہ کی طرف
تو راستے میں نخلستانوں میں آباد بدو اس کے لئے مصیبت کھڑی کر دیں گے اور صحرا
جگہ جگہ وہ اس کے لشکر پر شب خون مار کر اس کے لشکر کو رسد اور کمک اور
ضروریات زندگی کے قیمتی سامان سے محروم کر دیں گے بلکہ قتل عام کرتے ہوئے
لشکر کی تعداد کو بھی گھٹا کر رکھ دیں گے۔

انہی خدشات کے پیش نظر اورلیوس نے اپنے نمائندے بدوی قبائل کے مختلف
کی طرف روانہ کئے بدوی قبائل کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کو اورلیوس نے
رقمیں اور تحائف پیش کئے اور ان سے عہد لیا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ملکہ
کے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف پیش قدمی کرے گا تو وہ اس کے لشکر پر حملہ آور نہ
اورلیوس کی طرف سے معقول رقم ملنے کے بعد ان بدوی قبائل نے اورلیوس کے
وعدہ کر لیا کہ وہ اس کے لشکر کے ساتھ تصادم کا کھیل نہیں کھیلیں گے یہ واسطہ
کرنے کے بعد اورلیوس نے ملکہ زینب کے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف پیش قدمی
کر دی تھی۔

○

دوسری طرف ملکہ زینب کے قاصد جب ایران کے شہنشاہ بہرام اول کی خدمت میں

پیش ہوئے اور رومنوں کے خلاف بہرام اول سے ملکہ زینب کی مدد کرنے کی درخواست
تو بہرام اول شش و پنج میں پڑ گیا چاہئے تو یہ تھا کہ بہرام اول اپنی پوری طاقت اور
قوت کے ساتھ ملکہ زینب کی امداد کرتا اور دونوں قوتیں متحد اور یکجا ہو کر رومنوں
صرف ان کے مقبوضہ جات سے محروم کر دیتیں بلکہ انہیں ایشیا سے بھی چلتا کرتیں
بہرام اول بنیادی طور پر کوئی مستحکم ارادہ اور صمیم عزم رکھنے والا انسان نہیں تھا۔

ایک طرف اسے یہ خدشہ تھا کہ اس جنگ میں اگر اس نے کھل کر ملکہ زینب
ساتھ دیا تو کہیں رومن اس کے خلاف نہ ہو جائیں اور آنے والے دنوں میں اس کے
مصیبت نہ کھڑی کر دیں۔ دوسرا خطرہ اس کے لئے یہ تھا کہ اگر اس نے ملکہ زینب کی
نہ کی اور اگر ملکہ زینب رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئی تو رومنوں کا صفایا
کے بعد وہ بہرام پر حملہ آور ہو کر اسے بھی تاج اور تخت سے محروم کر سکتی ہے۔ اس
ساسانی شہنشاہ بہرام اول رومنوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے بھی خوفزدہ تھا اور
زینب کی مدد نہ کر کے بھی وہ اپنے لئے خدشات محسوس کر رہا تھا۔

ان حالات میں بہرام اول نے چند دستوں پر مشتمل چھوٹا سا ایک لشکر ملکہ زینب
برائے نام مدد کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اس لشکر نے حماقت یہ کی کہ صحرائے پالمیرہ
ہوتے ہوئے ملکہ زینب کے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف جانے کے بجائے چند دستوں
مشتمل یہ چھوٹا سا لشکر دریائے فرات کے کنارے کنارے آگے بڑھا۔ اس کی آمد کی اطلاع
رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کو بھی ہو گئی تھی لہٰذا اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ ایرانی
کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا پس رومنوں نے دریائے فرات کے کنارے اس
لشکر کا پوری طرح قتل عام کر کے اس کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

بہرام اول کے لشکر کا پوری طرح صفایا کرنے کے بعد اور صحرائے پالمیرہ میں
ہوئے بدوی قبائل کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملانے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس
کسی قدر اطمینان اور سکون کے ساتھ پالمیرہ کی طرف پیش قدمی کرنے کے قابل ہو
لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو پالمیرہ شہر کی طرف بڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔

دوسری طرف ملکہ زینب۔ حارث بن حسان اور زبداس بھی رومنوں کی نقل و حرکت
سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لئے کہ ملکہ کے جاسوس پوری طرح انہیں رومنوں کی
حرکت سے آگاہ کر رہے تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی کہ رومن پالمیرہ کی طرف پیش قدمی کر
چکے ہیں تو ملکہ زینب نے اپنے کل لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ حارث بن
حسان کی سرکردگی میں رکھا گیا۔ دوسرا حصہ زبداس کے تحت رکھا گیا تیسرے حصے

اری خود ملکہ نے سنبھالی۔ حارث بن حسان اور زبداس دونوں اپنے اپنے لشکر کو لے کر
باہر خیمہ زن ہوئے وہ چاہتے تھے کہ شہر سے باہر نکل کر رومنوں کا مقابلہ کریں اور
شہر کا محاصرہ کرنے کا موقع نہ دیں۔ ملکہ زینب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر
ں رہی تھی اور اس نے اپنے لشکر کو شہر کی فصیل کے اوپر پھیلا دیا تھا تاکہ کسی
ے رومن چوری چھپے فصیل پر چڑھ کر شہر میں داخل نہ ہو سکیں۔

ں روز ملکہ زینب۔ حارث بن حسان اور زبداس نے مل کر یہ سارے انتظام مکمل
کے دوسرے روز رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پالمیرہ شہر سے باہر
وا۔ اورلیوس نے جب دیکھا کہ ملکہ کا لشکر مقابلہ کرنے کے لئے ان کی آمد سے پہلے
کے ہوئے ہے تو اورلیوس نے اپنے لشکر کو ملکہ کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرنے کا
دیا تھا۔

رہ شہر سے باہر دوسرے روز جنگ کی ابتداء ہوئی دونوں لشکر ازلی دشمنوں اور
بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دونوں لشکریوں کے زور شور سے
ہونے کے باعث میدان جنگ شیطانی آرزوؤں، جلتے تپتے ریگستانوں، منحوس گمن،
کی کڑی دھوپ اور غم فراق کے المیوں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر طرف ہر
ی بد ترین سراسیمگی، اوہام کی فتنہ انگیزی، نصیب کی اڑتی راکھ کے بھنور اٹھنے لگے
وں طرف کے لشکری تعصب کے جنوں کا شکار ہو کر ہر سمت ہر طرف مرگ کا
ل دھواں کرودھ پھیلانے لگے تھے۔

منوں کی خوش قسمتی کہ دوپہر کے قریب ملکہ کا جرنیل زبداس جنگ میں کام آگیا۔
کے مرنے کے بعد جنگ کی ساری ذمہ داری اور لشکر کو سنبھالنے کا سارا بوجھ اکیلے
بن حسان کے کاندھوں پر آ پڑا تھا۔ اس موقع پر حارث بن حسان نے بڑی چابک
مہارت اور بری جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ اس نے اپنے دونوں لشکر کے حصوں کو
اور متحدہ لشکر کو اپنی کمانداری میں رکھتے ہوئے اس نے رومنوں کے ساتھ جنگ
کی۔ لشکر میں بار بار وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے انہیں ضروری
دینے کی خاطر ایک سرے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا دوسرے سرے کی طرف جاتا اس
اں وہ لشکریوں کو ضروری ہدایات بھی دیتا تھا وہاں بلند آواز میں انہیں مخاطب کرتے
ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتا جا رہا تھا۔

رومنوں کی مزید خوش قسمتی اور ملکہ زینب کی بد قسمتی کہ جس وقت اپنے لشکریوں کا
بڑھانے کے لئے حارث بن حسان اپنے گھوڑے کو ایڑھ پر ایڑھ لگائے ایک سرے

سے دوسرے سرے کی طرف بڑھاتا لے جا رہا تھا۔ رومنوں نے تاک کر حارث بن
ایسی تیر اندازی کی جس کے نتیجے میں حارث بن حسان چھلنی ہو کر رہ گیا اور اپنے گھوڑے
سے نیچے گر کر وہ دم توڑ گیا تھا۔

حارث بن حسان کے مرتے ہی اس کے چھوٹے لشکریوں نے بڑی عقلمندی
دانشمندی کا ثبوت دیا۔ حارث بن حسان کی لاش کو اٹھاتے ہوئے انہوں نے لشکر کو
میدان جنگ چھوڑ کر شہر کے اندر محصور ہو جانے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ حکم سنتے ہی
سالار حارث بن حسان کی لاش کو لے کر اور اپنے لشکر کو سمیٹتے ہوئے شہر میں
گئے تھے۔ حارث بن حسان کی لاش کو شہر کے غربی دروازے کے قریب رکھ دیا گیا تھا۔

جس وقت لشکر ہزیمت اٹھا کر شہر میں داخل ہوا تھا اس وقت ملکہ زینب شہر کی
کے اوپر سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ تاہم اسے یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اس کا شوہر حارث
حسان تیروں سے چھلنی ہو کر دم توڑ چکا ہے۔ وہ فصیل کے اوپر لشکریوں کو مختلف
اندر متعین کرنے میں مصروف تھی کہ اسے حارث بن حسان کے مرنے کی اطلاع ہوئی
بے چاری کے پاؤں تلے سے شہر کی فصیل نکل کر رہ گئی تھی۔ اس نے سارے
اپنے چند چھوٹے سالاروں کو سونپے پھر وہ بھاگتی ہوئے فصیل سے اتر کر شہر کے
دروازے کی طرف بھاگی تھی۔

جب وہ حارث بن حسان کی لاش کے پاس آئی تو دنگ رہ گئی اس کے چہرے
ہوائیاں اڑنے لگی تھیں اور رنگ ہلدی ہو کر رہ گیا تھا۔ لاش کے پاس وہ بیٹھ گئی۔
دیر تک وہ عجیب سے انداز میں حارث بن حسان کے خون آلود چہرے کو دیکھتی رہی
پھوٹ پڑی اور بری طرح دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی ہوا
ملکہ زینب نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنی آنکھیں اس نے خشک کیں۔ حارث بن
چہرے پر اس نے اپنا نرم اور گداز ہاتھ پھیرا پھر وہ ایک عزم اور ایک چنگی میں
تھی۔

"حارث میرے حبیب۔ میرے رفیق۔ تم میری تنہائیوں میں امرت برساتا ول
ذات کے لئے حرمت کی میلسان' میری زیست کے لئے جینے کی گلابی خوشبو' نامرادی
مرادی کی ساعتوں میں میرے لئے خوشبو اور مسرتوں کا چرچا اور خواہش اور قوتوں
وعدوں میں تم میرے لئے امن کی بشارت۔ خوشحالی کی امید تھے۔

ان رومنوں نے دھوکہ دہی اور فریب سے کام لیتے ہوئے تمہیں سکوت مرگ
کی دلدل۔ تاریک لمحوں کی کوکھ میں پاتال کے بیلے اندھیرے۔ المناک گھٹن میں

اور فصل بہار میں جبر کی ارزانی بنا کے رکھ دیا ہے۔
حارث میرے حبیب۔ اس نیلے آسمان تلے اور ہیولہ زمین پر اب جبکہ تیری روح
کی تاریکیوں میں کھو گئی ہے تو تیری مرگ نے میری نظر نظر میں اداسیاں نفس نفس میں
یاں بھر دی ہیں۔ موت نے تیری روح کو جسم سے الگ کر کے میرے خیالات کی دنیا کو
کر دیا ہے۔ مجھے تیری موت نے ذلت و پستی اور موت اور نیستی کے کفن میں زندہ
کے رکھ دیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ زینب نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ سب سے پہلے اس نے حارث
ان کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا اس کے بعد وہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے
شہر کی فصیل سے کچھ اس طرح نکلی جیسے ازل و ابد کے حجاب سے کڑی دھوپ کی
۔ جیسے یاس و نا امیدی کے آسماں پر آگ کے بادلوں کا پھیلاؤ۔ جیسے سناٹوں کی گونج
لمحوں کے طوفان اور زندگی کے دھوپ چھاؤں کی طرح چیختے لمحوں میں خواہشوں کی اینٹھتی
کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

شہر کے غربی دروازے سے اپنے لشکر کے ساتھ ملکہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے
گی۔ بڑی جراتمندی۔ بڑی دلیری بڑی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ موت و معیبت
لمحوں۔ نحوست کے سال۔ تباہی کے جہنم اور نفرت کے دوزخ کی طرح رومنوں کے
آئی اپنے لشکر کی صفیں اس نے درست کیں پھر وہ رومنوں پر موت کی بھوکی
لمحوں۔ اذیت و کرب کے زیر و بم اور بجلیوں کے سائباں کی طرح حملہ آور ہوئی تھی۔
ملکہ زینب کا یہ حملہ اس قدر زوردار اور جاندار تھا لگتا تھا وہ بادلوں کے بادبان کھول
بجلیوں سے اٹھا کر کمال عطا کر دے گی۔ یا یہ کہ جبر کی سلگتی آگ کے دھوئیں سے
کی خاطر دوریوں اور قربتوں کی جنتوں کو ملا کر رکھ دے گی۔

جس طرح زوردار حملہ ملکہ زینب نے کیا تھا اسی زوردار انداز میں رومنوں نے اپنا
دفاع کرتے ہوئے جارحیت اختیار کی جس کے باعث میدان جنگ نفرتوں کے الاؤ۔ زخموں
کے گلستان۔ آوارہ ہواؤں کے سرد جھونکوں میں۔ اجاڑ چٹیل۔ ویران جذبوں۔ روح اور
جسم کی دیواریں گراتے لمحوں کے وحشیانہ رقص جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔

کافی دیر تک ملکہ زینب اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ رومنوں
کے مقابلے میں ملکہ زینب کے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی پھر کوئی قابل جرنیل بھی
اس کے پاس نہ رہا تھا۔ جو اس جنگ میں اس کی مدد کرتا وہ بے چاری اکیلی ہی رومنوں کے
سامنے ڈٹی رہی۔ آخر رومنوں نے اسے تین اطراف سے گھیر کر اس پر جان لیوا حملے شروع

کر دیئے تھے۔ جس کے باعث آہستہ آہستہ ملکہ زینب اور اس کے لشکر کی حالت احساس کی آگ میں گیلی لکڑی کے دھوئیں۔ محرومی سے اجڑی صورت کو ڈھانپتے رسوائی کے میلے آنچل۔ شدت فراق میں بے کل خواہشوں اور سونی ہوتی تنہائیوں میں احساس امیدوں کی سی ہونے لگی تھی۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ ملکہ زینب کے لشکر میں ہزیمت اور شکست کے آثار ہونے لگے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اورلیوس نے ملکہ زینب کے میدان جنگ بھاگ کر شہر میں داخل ہونے کے سارے راستے مسدود کر دیئے تھے۔ تاکہ ملکہ پسپا شہر میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس طرح شہر کی فصیلوں کے باہر لڑی جانے والی اس میں تھوڑی دیر بعد ملکہ زینب کو بدترین شکست ہوئی اور اسے زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

رومن شہنشاہ اورلیوس ایک فاتح کی حیثیت سے پالمیرہ شہر میں داخل ہوا۔ چند تک اس نے شہر میں قیام کیا۔ یہاں نظم و ضبط کے لئے اس نے اپنے آدمی مقرر کے اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ جاتے وقت وہ ملکہ زینب کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔

اورلیوس نے روم پہنچ کر ملکہ زینب کے خلاف اپنی شاندار فتح کا ایک بہترین منایا۔ اس جشن میں ملکہ زینب کو سونے کی ہتھکڑیاں پہنا کر روم شہر کے اندر گھمایا گیا۔ ملکہ کو دیکھتے ہوئے رومن شہریوں نے ملکہ کے خلاف نعرے لگائے اور اسے اس شکست اور اس کے خلاف اپنے شہنشاہ اورلیوس کی فتح کے طعنے دیئے۔ اس جشن کے ملکہ زینب کو زندان میں ڈال دیا گیا اور اس بے چاری نے اپنی زندگی کے باقی دن رو کی قید ہی میں کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔

پالمیرہ کی ملکہ زینب کو اپنے سامنے مغلوب کرنے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس خلاف سکندریہ میں ایک بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ صحرائے پالمیرہ میں ملکہ زینب کو مغلوب کرنے کے بعد رومن شہنشاہ اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بہت بلند تھے لہٰذا اورلیوس ایک جرار لشکر لے کر سکندریہ کی طرف بڑھا اور دنوں کے اندر اس نے اس بغاوت کو فرو کر کے رکھ دیا۔

اسی دوران شمال میں دریائے ڈینیوب کے اطراف میں وحشی گال قبائل نے رومنوں کے خلاف بغاوت کی لیکن اورلیوس کی خوش قسمتی کہ اورلیوس نے اس بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔ اس طرح اورلیوس اپنی مملکت کے چاروں اطراف میں شورشیں بغاوتیں فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے دور میں ایک طرح سے امن بحال ہو کر رہ گیا تھا

○

یوناف اور کیرش دونوں انطاکیہ شہر کی نواحی سرائے کے اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔ یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے کیرش بھی ہمہ تن گوش ہو گئی تھی۔ ابلیکا لمس دینے کے بعد بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب۔ آزان جو اب ایک مافوق الفطرت حیثیت اختیار کر گیا ہے اس سے نپٹنے کا قدرت ایک اور بہترین موقع فراہم کر رہی ہے۔

سن یوناف۔ عزازیل ان دنوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شمالی برفستانوں کے اندر اپنے کسی ہولناک عمل میں مصروف ہے۔ شاید اپنے اس عمل کو وہ تمہارے ہی خلاف کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ابھی تک کچھ واضح نہیں ہو سکا کہ وہ کیسے اور کس کام میں ہے۔ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی غیر موجودگی میں تم کاہن آزان پر وارد ہو کر اس کا خاتمہ کر سکتے ہو۔ اس پر یوناف نے چونکتے ہوئے پوچھا

ابلیکا یہ تو کہو کہ آزان اس وقت ہے کہاں اور کس حالت میں ہے اور مجھے اس پر کس طرح وارد ہونا چاہئے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ بحیرہ خزر یعنی کیسپین کے جنوب مشرق کی طرف جاؤ۔ جنوب مشرق میں جہاں مازندران کا شہر پڑتا ہے اس سے ذرا آگے جائیں تو بحر خزر کے اندر دریائے گورگان اور دریائے اتریک گرتے ہیں ان دونوں دریاؤں کے بیچ و بیچ چھوٹا سا ایک کوہستانی سلسلہ ہے جس کی چٹانیں کہیں کہیں سیاہ رنگ کی ہیں یہ چٹانیں انتہائی مضبوط ہیں جو دونوں دریاؤں کو آپس میں ملنے نہیں دیتیں۔ بس اسی کوہستانی سلسلے کے اندر اس وقت کاہن آزان نے قیام کر رکھا ہے۔ تم دونوں ابھی اور اسی وقت میری رہنمائی میں بحیرہ خزر کی طرف کوچ کرو تو میں سمجھتی ہوں کاہن آزان سے بڑی آسانی کے ساتھ نپٹا جا سکتا ہے۔

ابلیکا کی اس اطلاع پر یوناف چونک کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ کہنے لگا دیکھ ابلیکا میں اور کیرش ابھی اور اسی وقت آزان کا خاتمہ کرنے کے لئے تمہارے ساتھ کوچ کرنے کو تیار ہیں۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر کیرش بھی ایک عزم کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا اور یوناف کا ضروری سامان سمیٹ کر چمڑے کے دو تھیلوں میں ڈالنے لگی تھی۔ جب کیرش اپنی تیاری مکمل کر چکی تو پھر یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں اپنی سواریوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ شہر کی اس سرائے سے وہ بحیرہ خزر کے اس حصے کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ جہاں دریائے گورگان اور دریائے اتریگ بحر خزر میں گرتے

ہیں۔

یوناف اور کیرش دونوں جب دریائے اتریک اور دریائے گورگان کے درمیان
سرخ رنگ کی چٹانوں کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تو ایک بہت بڑی چٹان کے
ایلیکا نے یوناف اور کیرش دونوں کو رک جانے کے لئے کہا۔ دونوں ایلیکا کے کہنے
گئے پھر ایلیکا نے انہیں چٹان کے ایک طرف ہو کر سامنے دیکھنے کو کہا جب انہوں نے
تو دنگ رہ گئے۔ ان کے سامنے تھوڑے ہی فاصلے پر کاہن آزان ایک چٹان کی ٹیک
اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے کیرش کو بازو سے پکڑ کر اس
رنگ کی چٹان کی اوٹ میں بٹھا دیا تھا جس کے پیچھے رہ کر انہوں نے آزان کو دیکھ
قریب ہی پڑی ہوئی سفید سی مٹی کا ایک ڈھیلا تھا یوناف نے اسے اٹھایا اور بڑی تیزی
ساتھ اس نے سرخ رنگ کی اس چٹان پر دو تصویریں بنائی تھیں۔ ایک کاہن آزان
دوسری اس اژدھا کی جس کا روپ آزان دھارا کرتا تھا جب وہ دونوں تصویریں مکمل
گئیں تو تصویروں اور چٹان پر یوناف نے اپنا عمل کیا اس کے بعد اس نے اپنا خنجر
وہ خنجر اس نے کیرش کو تھماتے ہوئے بڑی رازداری میں اور سرگوشی میں کہا

دیکھ کیرش سرخ رنگ کی اس چٹان پر میں نے ایک تصویر آزان کی اور ایک
اژدھے کی بنائی ہیں جس کا وہ روپ دھارتا ہے۔ یہ جو خنجر میں نے تمہیں دیا ہے اس
میں نے اپنا عمل کر دیا ہے تو اسی چٹان کی اوٹ میں بیٹھی رہے گی جبکہ میں اکیلا آزان
طرف جاؤں گا۔ اس موقع پر کیرش نے کچھ کہنا چاہا لیکن یوناف نے اپنے ہونٹوں پر
رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر وہ دوبارہ بڑی رازداری میں کیرش
رہا تھا۔

دیکھ کیرش جب آزان اژدھے کا روپ دھار کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش
تو اژدھے کے عین سر والے مقام پر خوب زور سے میرا خنجر چبھو دینا پھر دیکھنا اس کا
ہوتا ہے۔ آزان فوراً اژدھے سے اپنے اصلی روپ میں آ جائے گا۔ اور اگر آزان
اصلی روپ میں اپنا کوئی عمل اپنی کوئی سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے میرے خلاف
میں آنا چاہے تب تم آزان کی بنی ہوئی تصویر پر عین دل کے مقام پر اپنا خنجر گھونپ
دیکھنا اس کا کیا خوب رد عمل ہوتا ہے۔ اس طرح میں بڑی آسانی سے آزان کو اپنے
مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

یوناف کی اس گفتگو سے کیرش کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی
وہ زاہد شکن تبسم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے

کسی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جس طرح چاہتے ہیں میں ایسے
ہی کروں گی۔ مجھے امید ہے کہ یہ طریقہ استعمال کرتے ہوئے آزان کو ہم یہاں سے بھاگنے
پر مجبور کر دیں گے اور ضرور اس کا قلع قمع کر کے رکھیں گے۔ جوں ہی آپ آزان کی طرف
بڑھیں گے میں خنجر سنبھال کر کھڑی ہو جاؤں گی آپ پر نگاہ بھی رکھوں گی اور حالات کے
مطابق اپنا خنجر بھی استعمال کرتی رہوں گی۔ کیرش کے اس جواب سے یوناف خوش ہو گیا تھا
اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا دوبارہ رازداری میں کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اب تو اپنا خنجر سنبھال کر کھڑی ہو جا۔ میں آزان کی طرف جاتا ہوں پھر
آج دریائے گورگان اور دریائے اتریک کے درمیان اس کوہسانی سلسلے میں آزان کا
خاتمہ ہوتا ہے۔ یوناف کے کہنے پر کیرش خنجر سنبھال کر کھڑی ہو گئی تھی جبکہ یوناف اس
سرخ رنگ کی چٹان کی اوٹ سے نکل کر آزان کی طرف بڑھا تھا۔

آزان کے قریب جا کر یوناف اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھانسا اس طرح وہ آزان
کو اپنی موجودگی کا پتہ دینا چاہتا تھا لیکن اس کے کھانسنے کے باوجود جب آزان اس کی طرف
متوجہ نہ ہوا تو یوناف کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے آثار نمودار ہوئے۔ وہ آگے بڑھنا
چاہتا تھا کہ اسی لمحہ آزان کی کرخت اور کھولتی ہوئی آواز سماعت سے ٹکرائی۔ آزان کہہ رہا

تھا۔ اے نیکی کے نمائندے۔ یہ مت جان کہ میں سرخ اور سیاہ چٹانوں کے اس کوہستانی
سلسلے میں گہری نیند سوئے ایک خرگوش کی طرح بے خبر پڑا ہوا ہوں۔ میں تمہاری اور
تمہاری ساتھی کیرش کی آمد سے باخبر ہوں۔ میں جانتا ہوں تو کیرش کو اپنے پیچھے سرخ چٹان
کی اوٹ میں بٹھا کر آیا ہے۔ اور خود میری طرف آیا ہے تاکہ مجھے اپنے سامنے زیر اور
مغلوب کرنے کی کوشش کرے۔

یہاں تک کہنے کے بعد آزان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری
رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے نیکی کے نمائندے۔ تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔ کس بات کا مجھ سے انتقام لینا
چاہتے ہو۔ سن رکھو تم نہ مجھ پر غلبہ حاصل کر سکتے ہو نہ اپنے سامنے مجھے زیر کر سکتے ہو۔
تم بھی سایوں کے سفر کے پیچھے لگ گئے ہو۔ ایسا کرو گے تو اپنا اجلا چہرہ سیاہ۔ گہری
آنکھیں خالی۔ لبوں کی تھرتھراہٹ کو وصال و ہجر کے پرانے قصے او رلالہ رخ چہرے پر
ملال کے آثار نمایاں کر لو گے۔ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ تم اپنے حال میں مست رہو
اپنے حال میں زندگی بسر کرنے دو۔ میں تم سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تم مجھ سے کوئی

رہا کوئی تعلق رکھنے کی کوشش مت کرو۔ جاؤ چلے جاؤ۔

یوناف جب وہاں سے نہ ہٹا اور جم کر وہیں کھڑا رہا تو آزان اپنی جگہ پر بیٹھے یوناف کی طرف دیکھے بغیر کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تم کیوں اپنی حالت گزرتی رات۔ قطرہ قطرہ آنسو گراتی شب میں روحوں کی چیخوں۔ لمحوں کے وحشیا جوش میں اپنے جسم کو سرد قید خانے میں بدلنا چاہتے ہو۔ اگر تم ایسا کرنے کی کو گے تو سن رکھو تم سوتے دشت۔ پیاس کے صحرا میں رقص کرتے شر رپت جھڑ کی شکار ہو جاؤ گے۔ سحر زدہ شہر میں جلتی حسرتوں کے انگاروں راکھ ہوتی امیدوں میں گر جاؤ گے۔ جاؤ چلے جاؤ۔ اپنے کام سے غرض رکھو۔ میں کیا کرتا ہوں۔ عزازیل کیا تمہیں اس سے کیا غرض تم کوئی اس زمین پر ہونے والے سارے کاموں کے اجارہ ٹھیکیدار ہو۔ اس پر یوناف اپنی جگہ جما رہا اور چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے۔ یہ مت گمان کرنا کہ تمہاری اس دھمکی۔ تمہاری اس کرخت گفتگو سے میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ کر یہاں سے چلے جانے پر جاؤں گا ہرگز نہیں۔ میں تو اس کوہستانی سلسلے میں تمہارے شعور اور لاشعور میں شعلے۔ دھواں ہی دھواں۔ اور مردہ گمان حائل کر کے رکھ دوں گا۔ دیکھ آزان اس سلسلے میں میں تمہاری خواہشوں کی گہری پرچھائیوں میں خون کے دھارے آگ کے تمہارے رفتگاں کی یادوں میں ضمیر انسانی کی چبھن بھر کے رکھ دوں گا۔ آزان ایک نیک دل کاہن تھا پر اب تو بنی نوع انسان کے لئے موت کا نذرانہ۔ زہر کا پیا بول۔ اندران کا پھول اور درد کی دیوار ہے جسے میں ہر حال میں گرا کے رہوں گا۔ ساتھ یوناف نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار نکالی تھی۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آزان بجلی کے نزول کرنے والے کسی کوندے کی کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا نگاہیں بھر کے اس نے یوناف کی طرف دیکھا۔ نے اندازہ لگایا اس کی آنکھیں بڑی تیزی کے ساتھ سرخ ہونا شروع ہو گئیں تھیں آہستہ ان کے اندر شعلے لپک کر یوناف کا رخ کرنے لگے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوا اپنی تلوار پر اپنا کوئی سری عمل کیا پھر تلوار کو اس نے اپنے چاروں طرف گھما کر اپنے چہرے کے سامنے کر لیا تھا۔

اتنی دیر تک آزان کی آنکھیں پوری طرح سرخ ہو گئیں تھیں پھر ان کے اں بے امان قسم کے شعلے بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کی طرف لپکے تھے لیکن وہ شعلے کی آنکھوں سے مافوق الفطرت انداز سے نکلے تھے وہ یوناف کی تلوار کے قریب آکر

توڑنے لگے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آزان کے چہرے اور آنکھوں میں کسی مندی کے آثار نمودار ہوئے تھے عین اس لمحہ چٹان کے پیچھے بیٹھی ہوئی کیرش نے کی بنی ہوئی صورت کے دل کے مقام پر خنجر خوب قوت سے دبایا تھا خنجر کا دبنا تھا کہ تکلیف کی اذیت سے آزان تڑپ کر دہرا سا ہو گیا اور وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر پھر اچانک ہی وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ایک بہت بڑا اژدھا بن کر کے سامنے آن کھڑا ہو اتھا۔

اسی وقت کیرش نے اپنا خنجر ہٹا کر اژدھے کے عین پھن کے اندر پوری قوت دیا تھا ایسا ہونا تھا کہ آزان جو اژدھا کی صورت اختیار کر گیا تھا لہراتا رہا پھر اچانک نے اپنی ہیت بدلی اور دوبارہ وہ آزان کی شکل و صورت میں نمودار ہوا۔ اس کا ایسا یوناف نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور بڑی برق رفتاری سے اپنی تلوار آزان گرائی تھی۔ یوناف کی قہر اور چمک برساتی ہوئی تلوار ایک ہی جھٹکے کے ساتھ گردن کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی۔ فضا میں تھوڑی دیر کے لئے کربناک چیخیں بلند بحیرہ خزر کے ان کوہستانی سلسلوں میں چاروں طرف ویران خاموشیاں طاری ہو کر تھیں۔

ان کا خاتمہ ہونا تھا کہ کیرش چٹان کی اوٹ سے نکلی اور اپنے ہاتھوں میں وہ خنجر یوناف کی طرف بھاگی آتے ہی وہ بری طرح یوناف سے لپٹ گئی پھر اس نے سے یوناف کی پیشانی پر دیئے پھر وہ چاہتوں اور محبتوں میں ڈوبی ہوئی اپنی آواز گی۔

نیکی کے نمائندے۔ تو نے اپنی نیکی کے بل بوتے پر اس بدی کے گماشتے آزان کا انجام کیا ہے۔ دیکھ ہم اپنے اس دشمن کا خاتمہ کر چکے ہیں جس کے پیچھے ہم سے تگ و دو کر رہے تھے۔ یہاں تک کہتے کہتے کیرش خاموش ہو گئی اس لئے یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا تھا۔ پھر ابلیکا کی چہکتی اور خوشیوں سے یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

میرے حبیب۔ تم نے وہ معرکہ سرانجام دیا ہے جس کا میں ایک عرصے سے تھی۔ اب جبکہ تم نے آزان کا خاتمہ کر دیا ہے تو میرا خیال ہے کہ تم اور پھر انطاکیہ کی سرائے میں جا کر قیام کرو۔ اگلا قدم کیا اٹھانا ہے یہ میں دونوں سے رابطہ کر کے بتاؤں گی۔ یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور بحیرہ خزر کے ان ساحلی

کوہستانوں سے وہ انطاکیہ کی اسی سرائے کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ جہاں سے وہ
بحیرہ خزر کی طرف آئے تھے۔

○

اپنے اندرونی خلفشار کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ایشیا میں ملکہ زینب کی ...
توڑنے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس اب ایرانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کے
سوچ و بچار کرنے لگا تھا۔ اس وقت ایران کا بادشاہ بہرام اول ایک کمزور حکمران ...
نے چونکہ رومن شہنشاہ اورلیوس کے مقابلے میں ملکہ زینب کی مدد کے لئے چند د...
کئے تھے لہٰذا رومن شہنشاہ ان دستوں کے بھیجنے کی وجہ سے ایران سے انتقام لینا چا...
بہرام اول کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن شہنشاہ اورلیوس اس سے ناراض ہے اور ...
خلاف جنگی تیاریاں کر رہا ہے لہٰذا اورلیوس کی ناراضگی دور کرنے کے لئے بہرام
کچھ تحائف دیکر اپنے سفیر رومن شہنشاہ کی طرف روانہ کیے۔
ان تحائف میں ارغوانی رنگ کے کچھ جبے بھی تھے جو بلحاظ وضع اور رنگ ...
تھے کہ رومنوں کا شاہی جبہ ان کے سامنے بے حقیقت تھا اورلیوس نے بہرام کے ...
شرف ملاقات بخشا۔ ان کے تحفے تحائف بھی قبول کر لئے لیکن دل اس کا صاف ...
بدستور ایران پر فوج کشی کرنے کی تیاریاں کرتا رہا۔
آخر جب اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں تو اپنے لشکر کے ساتھ اس ...
کی طرف کوچ کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے شمال کے وحشی الانی قبائل کی طرف ...
قاصد روانہ کیے اور انہیں پیغام بھجوایا کہ رومن شہنشاہ ایران پر حملہ آور ہونے ...
کوچ کر چکا ہے لہٰذا وہ بھی کوہستان قفقاز کو عبور کر کے ایران پر حملہ آور ہوں ...
شہنشاہ نے آلانی قبائل کو یہ بھی یقین دلایا کہ اس حملے میں انہیں بے شمار مال ...
حاصل ہو گا۔ وحشی آلانی قبائل رومن شہنشاہ کی اس ترغیب میں آ گئے لہٰذا وہ ...
بڑا لشکر تیار کر کے کوہستان قفقاز کو عبور کر کے ایران پر حملہ آور ہونے کے ...
قدمی کرنے لگے تھے۔
ایران کے بہرام اول جیسے کمزور بادشاہ کو دو طرفہ مشکلات کا سامنا تھا۔ ا...
سے رومن جرنیل بہت بڑا لشکر لے کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوسری طرف ...
آلانی قبائل بڑی خونخواری سے ایران کا رخ کر رہے تھے۔
لیکن ایرانیوں اور ان کے بادشاہ بہرام اول کی خوش قسمتی کہ رومن شہنشاہ ...

... ہی پہونچا تھا کہ اس کے ایک افسر نے سازش کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح
... نے حکومت ایران کی مدد کی ورنہ اورلیوس ایک کمزور ایرانی بادشاہ کی موجودگی میں
... کے اکثر علاقوں کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیتا۔ دوسری طرف آلانی قبائل
... رومن شہنشاہ اورلیوس کی ہلاکت کی خبر ملی تو وہ بھی ایران پر حملہ آور ہونے کے
... اپنے ٹھکانوں کو واپس لوٹ گئے تھے۔

○

... یوناف اور کیرش ایک روز انطاکیہ شہر سے باہر کوہستانی سلسلے کے اندر ایک کوہستانی
... کے کنارے شام سے تھوڑی دیر پہلے چہل قدمی کر رہے تھے کہ اچانک ابلیکا نے
... کی گردن پر لمس دیا پھر فکر مندی سی آواز میں ابلیکا یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
... یوناف۔ تم اور کیرش دونوں اپنا دفاع کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کیرش نے جو
... متوجہ ہو چکی تھی یہ انکشاف بڑی فکر مندی سے سنا۔ اس کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ تاہم
... کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے۔ بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اس نے
... مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔
... ابلیکا۔ تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے ہمیں کس کے مقابلے میں اپنا دفاع کرنا
... اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔
... یوناف۔ میں پہلے بھی تمہیں آگاہ کر چکی ہوں کہ عزازیل کسی بہت بڑے منصوبے
... کر رہا تھا۔ اس کا انکشاف اب مجھ پر ہوا ہے۔ اس وقت وہ تم پر حملہ آور ہونے
... عزم کر چکا ہے۔
... یوناف۔ مصری ساحر کا جب تم نے خاتمہ کیا تو نیلی دھند کی قوتوں کو عزازیل نے
... کے تحت کر دیا تھا۔ عزازیل نے جب عارب کا خاتمہ کیا تو نیلی دھند کی قوتوں کو
... نے ایک طرح سے اسیر بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے نیلی دھند کی قوتوں سے
... بڑا کام لیا ہے ان سب قوتوں کو جمع کر کے اس نے اپنی ذات میں ڈھالا ہے۔
... عزازیل دو روپ میں تمہارے سامنے آکر تمہارا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک اس کا عام
... جسے کر اب تک وہ تمہارے سامنے آتا رہا ہے دوسرا اس کا روپ وہ ہو گا جس
... اس نے نیلی دھند کی ساری قوتوں اور طاقتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ عزازیل کا یہ روپ
... بھیانک۔ انتہائی مہلک اور خطرناک ہے۔
... نیلی دھند پر اپنا کوئی عجیب سا عمل کر کے عزازیل نے انہیں اسطرح بنا دیا ہے کہ جب

چاہے وہ انھیں اپنی نئی تشکیل میں ڈھال کر تمہارے سامنے ایک بھرپور قوت کے ساتھ لا سکتا ہے اور جب چاہے وہ انھیں دوبارہ نیلی دھند کی قوتوں میں تبدیل کر کے مناسب موقع کیلئے تیار کر سکتا ہے۔ دیکھ یوناف۔ عزازیل تھوڑی دیر تک اپنی نیلی دھند کی اسی تشکیل کے ساتھ تمہارے سامنے آئے گا اور اپنی قوت کو تمہارے اوپر آزمانے کی کوشش کرے گا۔

یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو یوں لگا جیسا ابلیکا چونک سی پڑی ہو۔ وہ بڑی عجلت میں کہنے لگی دیکھ یوناف تم کیرش کو لے کر سنبھل جاؤ۔ عزازیل تھوڑی دیر تک تم پر وارد ہونے والا ہے۔ دیکھ یوناف میں یہیں رہوں گی۔ لیکن میری بے بسی اور لاچارگی یہ ہے کہ جس طرح میں پائیرو کے مقابلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکی اسی طرح عزازیل کی اس نئی تشکیل کے سامنے بھی میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گی اس لئے کہ اس نئی تشکیل میں بھی ایک کے بجائے کئی روحیں یکجا ہو گئی ہیں۔ ابلیکا اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھی پر وہ اچانک لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کا علیحدہ ہونا تھا کہ اس کوہستانی سلسلے میں یوناف اور کیرش کے سامنے عزازیل نمودار ہوا۔ اس سے دور مغرب میں سورج غروب ہو رہا تھا اور تاریکیاں آہستہ آہستہ ہر شے کو اپنے دامن میں سمیٹنے لگیں تھیں۔ یوناف اور کیرش کے سامنے آ کر عزازیل تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ وقت کی ان دیکھی نا آشنا ساعتوں کی طرح حرکت میں آیا۔ بھڑکتی آگ کے غضب میں بے انت بھیدوں کے سلگاہٹ کی طرح وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ شاید تو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میں نیکی کے گماشتے کی حیثیت سے تجھ سے زیر اور مغلوب ہونے کے بعد کبھی تیرے سامنے نہیں آؤں گا۔ یہ تیری بھول نہیں ہے۔ میں تو ہر طرح سے ہر جہت ہر سمت سے تجھے اپنے سامنے زیر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنا کوئی عمل کیا اور پھر یوناف اور کیرش دیکھتے ہوئے دنگ اور حیران رہ گئے تھے اس عمل کے باعث عزازیل نے اپنی ہیئت اور حالت بالکل بدل کر رکھ لی تھی۔ لگتا تھا اس عمل سے اس کے لہو کے دشت میں اور مساموں میں بجلیاں کوند گئی ہوں۔ یوناف اور کیرش دونوں سمجھ گئے کہ عزازیل نے اصل روپ کو چھوڑ کر وہ دوسرا روپ اختیار کیا ہے جو اس نے نیلی دھند کی طاقتوں اور قوتوں کو یکجا کر کے حاصل کیا ہے۔ اپنا دوسرا روپ اختیار کرنے کے بعد عزازیل یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ ماضی میں کئی بار تو میرے ساتھ زیادتیاں کر چکا ہے ... کے ان کوہستانی سلسلوں کے اندر میں تجھ سے ریت کی پیاس جیسا انتقام لوں ... اس کی سرحدوں پر آتش نفس سفاکی اور جبر و ظلم سے بھرپور جذبے بکھیروں گا۔ نیکی ... اس کوہستانی سلسلے میں میں غصے میں بے محیط آندھیوں کی نفرتوں اور پرانے ... کر نمودار ہونے والے سفاکی اور بدشگونی کی طرح تمہارے سامنے آؤں گا اور ... ل میں زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کروں گا۔

... عزازیل کی دھمکی آمیز گفتگو بڑی خاموشی بڑے صبر کے ساتھ سنتا رہا۔ جب ... ش ہوا تب یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

... کے گماشتے۔ میں اپنے کل کے روشن امکان کی خاطر میں پورے وجدان اور ... اوپ کر تیرا مقابلہ کروں گا۔ ان ان دیکھی صداؤں کے سناٹوں میں اپنے جسم کی ... کھول کر میں تیرے سامنے لاؤں گا۔ دیکھ عزازیل اب تک تیرے ہر مقابلے ... گدائی۔ اپنا کشکول بے نوائی۔ اپنے اللہ کے سامنے ہی دراز کرتا رہا ہوں ... وں کا حامی۔ بے دفاعوں کا مددگار ہے۔ وہی ہے جو فکر کے غبار پر عزم کی ... تھکن خیالات پر لفظوں کے نور کی برسات نازل کرتا ہے۔

... تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے ... آگے بڑھا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے عجیب سے انداز میں اپنے ... کھڑی کیرش کی طرف دیکھا شاید یہ ان دونوں کا آپس میں کوئی مخصوص اشارہ ... عزازیل ان دونوں کے قریب آیا ان دونوں نے اپنی جسمانی طاقت میں دس ... لیا تھا پھر دونوں ایک ساتھ آگے بڑھے اور ایک ساتھ ہی انہوں نے عزازیل ... ضربیں لگائیں تھی۔ یوناف نے اپنی ضرب عزازیل کے پیٹ میں جب کہ ... کی طرف گئی تھی اور اپنی ضرب عزازیل کی پشت پر لگائی تھی۔ لیکن وہ دونوں ... حالانکہ انہوں نے پوری قوت سے ضربیں لگائیں تھیں لیکن اس کے باوجود ... اس کا کوئی خاص اثر نہ ہوا تھا۔ درد کی شدت اور تکلیف سے تھوڑی دیر کے ... کے منہ سے سسکاریاں ضرور نکلیں تھیں لیکن اس نے فوراً اپنے آپ کو ... اس نے دائیں ہاتھ کی ایسی بھرپور ضرب یوناف کی گردن پر ماری کہ یوناف ... بل کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بائیں ہاتھ کی ایک ویسی ... کیرش پر لگائی اور کیرش یوناف سے بھی زیادہ ہوا میں بل کھاتی ہوئی یوناف سے ... جا گری تھی۔ پھر عزازیل نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ لگاتار مشینی ... اس نے اپنے دائیں بائیں ہاتھ کی ضربیں یوناف اور کیرش پر لگائیں اور انھیں

پوری طرح اپنے سامنے نڈھال اور مغلوب کر کے رکھ دیا تھا۔

اچانک یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہوا بھاگ کر وہ کیرش کے قریب آیا اس وقت عزازیل ان سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا۔ یوناف نے کیرش کے کان میں خاموشی سے اور کہنے لگا دیکھو کیرش۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے ہم دونوں اس وقت اس قابل عزازیل کی اس نئی طاقت اور قوت کا سامنا کر سکیں۔ آؤ اپنی جانیں بچانے کے کے سامنے سے بھاگ چلیں۔ کیرش نے پوری طرح یوناف کی تجویز سے اتفاق کیا دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور پھر وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ ان طرح بھاگنے سے عزازیل کے چہرے پر گہری مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں اس نے اپنی بھرپور اور بھیانک قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا دیکھو نیکی کے نمائندے آج تجھ پر ہاتھ ڈال مزہ آ گیا۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ تو میرے سامنے سے دم دبا کر بھاگنے والی لومڑی کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا اناکی کوہستانی سلسلے سے چلا گیا تھا۔

○

ایران کے بادشاہ بہرام اول کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا بہرام دوئم ساسانی مالک بنا۔ یہ ایک ظالم اور انتہائی جابر شخص تھا۔ اس نے شروع شروع میں ظلم و دراز کر کے اپنی حکومت کو مستحکم بنانا چاہا لیکن اس کی رعایا اس کی ظالمانہ روش ہی بیزار ہو گئی۔ چنانچہ اس بہرام دوئم کے بڑے بڑے امراء نے باہمی صلاح مشو کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ بہرام دوئم کے ظلم و ستم سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ا و تاج سے علیحدہ کر دیا جائے۔

امراء بہرام دوئم کو ابھی تخت سے محروم کرنے کے متعلق صلاح و مشورہ کر ر تھے کہ ایران کی مذہبی کونسل کا سب سے بڑا معبد حرکت میں آیا اس نے اپنا اثر استعمال کر کے ایران کے امراء کو ان کے ارادے سے نہ صرف باز رکھا بلکہ اس کو بھی تلقین کی کہ رعایا کی تالیف قلوب کرے چنانچہ معبد کی بات مانتے ہوئے نے اپنے طریقہ کار میں خاصی تبدیلی کی۔ ظلم و جبر اس نے بند کر دیا اور رعایا اپنے سلوک میں اس نے خوشگوار تبدیلی پیدا کر لی تھی۔

بہرام دوئم تخت نشین ہوا ہی تھا کہ اس کے لئے ایک مصیبت اور دشواری ا ہوئی۔ اور وہ یہ کہ وحشی سکائی قبائل نے سیستان میں سر اٹھایا اور ہر طرف تباہی ا

کی کھیل کھیلنا چاہا۔ یہ وحشی سکائی قبائل سیستان اور افغانستان میں کچھ عرصہ پہلے چکے تھے۔ ان کی بغاوت اور سرکشی کا سنتے ہوئے بہرام دوئم نے مردانہ وار ان کے طرح کشی کی اور پے در پے حملے کر کے انہیں اطاعت پر مجبور کر دیا تھا۔

ائی قبائل کی مہم سے فراغت پانے کے بعد بہرام دوئم نے ایشیائے کوچک کے ان فتح کرنا چاہا جو کسی دور میں ایرانی مقبوضہ جات رہ چکے تھے لیکن اب رومنوں کے تھے۔ دوسری طرف رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کے قتل ہونے کے بعد رومنوں شخص پروبوس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا تھا۔ پروبوس کو بھی بہرام دوئم کے سارے کی خبریں اس کے جاسوس پہنچا رہے تھے۔ اسے جب خبر ملی کہ سکائی مہم کی کے بعد بہرام دوئم ایشیا میں رومنوں کے مقبوضہ جات پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو وہ حرکت میں آیا اور ایک بہت بڑا لشکر لے کر ایران کی حدود میں داخل ہوا۔

لشکر کے ساتھ رومن شہنشاہ پروبوس نے ایک سرسبز و شاداب کوہستانی سلسلے پڑاؤ کیا۔ اس نے جب کوہستانی سلسلے کے نیچے وادیوں میں لہلہاتے ہوئے باغ اور دیکھے تو ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے کہنے لگا۔

فتح حاصل ہوئی تو اس علاقے کی زرخیز زمین ہماری ہو گی۔

بہرام دوئم کو جب خبر ہوئی کہ اس کے رومنوں کے علاقے پر حملہ آور ہونے سے پہلے شہنشاہ پروبوس ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک لشکر لے کر پہنچ چکا ہے صلح کرنے کے لئے اور معاملے کو ٹالنے کے لئے اپنے سفیر رومن شہنشاہ کی روانہ کئے۔

سفیر رومن شہنشاہ کے پاس پہنچے تو ان کا خیال تھا کہ رومن شہنشاہ کا دربار ہو گا اور بادشاہ امراء کے ساتھ بڑے جاہ و جلال سے بیٹھا ہو گا لیکن ان کے کوئی انتہا نہ تھی کہ جب انہیں ایک بوڑھے شخص کے روبرو لایا گیا جو ایک چٹان ہوا پھلوں اور میووں کا ناشتہ کر رہا تھا۔ صرف اس کے جبے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ شہنشاہ ہے۔

سفیر جب رومن شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے تکلف کو برطرف رکھا اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر انہیں اصل موضوع پر لے آیا۔

قیصر روم نے دھمکی کے سے انداز میں اپنے سر سے ٹوپی اتاری جو اس نے اس کے سر کو ڈھانپنے کے لئے اوڑھ رکھی تھی پھر حلفیہ انداز میں وہ ایرانی مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اگر ایران کے بادشاہ نے میری فرمانبرداری اور میرے

سامنے سر اطاعت خم نہ کیا تو میں اس کے ملک کو سبزے سے اسی طرح محروم کر دوں گا جس طرح میرا سر بالوں سے محروم ہے

اس تنبیہہ کے بعد جب ایرانی بادشاہ بہرام دوئم نے پروبوس کو کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا تو پروبوس نے ایران کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا پہلے اس نے بین النہرین کے علاقے کا رخ کیا اور دور تک اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلاتا چلا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ اصفہان شہر کی طرف بڑھا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چند یوم کے محاصرے کے بعد اصفہان کو فتح کرنے سے رومن شہنشاہ پروبوس کے حوصلے ایسے بڑھے کہ اس نے ایرانی مملکت کے اندر گھستے ہوئے اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلانے کا عزم کر لیا۔ لیکن اس دوران ایک ایسا حادثہ پیش آیا کہ رومن شہنشاہ کو اپنے منصوبوں اور اپنے ارادوں پر عمل درآمد کرنا نصیب نہ ہوا وہ یوں کہ جس جگہ رومن شہنشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا اچانک وہاں رات کے وقت ایک زور دار کڑک کے ساتھ بجلی گری اور اس کی زد میں آکر پروبوس ہلاک ہو گیا۔ پروبوس کی ہلاکت پر ایرانیوں نے شکر ادا کیا کیونکہ وہ ان کے لئے دن بدن آفتوں اور مصیبتوں میں اضافہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ دوسری طرف رومن لشکر نے اپنے شہنشاہ کی ہلاکت کو قہر خداوندی سمجھا اور ایران پر اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلانے کے بجائے رومن لشکر ایشیا سے واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

پروبوس کے مارے جانے کے بعد رومنوں نے ایک شخص ڈیوکلیشن کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔ اس دور تک رومنوں میں عیسائیت پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ رومن شہنشاہ پروبوس کے مرنے کے بعد ایران کے بادشاہ بہرام دوئم نے ارادہ کیا کہ جب تک رومن اپنے نئے شہنشاہ کا چناؤ کرتے ہیں۔ اسے اپنے لئے فوائد حاصل کر لینے چاہئیں۔ وہ چاہتا تھا کہ رومنوں کے مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر زیادہ سے زیادہ علاقے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لے۔ سب سے پہلے اس کی نظریں آرمینیا پر جم کر رہ گئی تھیں۔

آرمینیا عرصہ دراز سے ایران اور رومنوں کے درمیان وجہ جنگ بنا ہوا تھا۔ یہ کوہستانی علاقہ پوری طرح ایرانیوں کے تسلط میں چلا آ رہا تھا لیکن اب آرمینیا والوں کا جھکاؤ رومنوں کی طرف ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ وہ اب ایرانیوں کی برتری کو دل سے تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ساسانیوں نے مذہبی اختلافات کی بناء پر آرمینیا کے لوگوں کے جذبات کو سخت مجروح کیا تھا۔

ساسانی شہنشاہ چونکہ قدیم اشکانی مذہب کو ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے اور آرمینیا کے لوگ بھی اشکانی مذہب کے پیروکار تھے چنانچہ ساسانیوں نے آرمینیا میں چاند اور سورج کے

اس مجسمہ کو توڑ کر تباہ وہ برباد کر دیا جو گزشتہ چار سو سال سے آرمینیا والوں کے ہاں نہ صرف مقبول و مشہور تھا بلکہ آرمینیا والے اس چاند اور سورج کے مقدس مجسمہ کی پوجا کیا کرتے تھے جب ساسانیوں نے اس مجسمہ کو تباہ و برباد کیا تو ان کے خلاف آرمینیا والوں کی نفرت ایک فطری عمل تھا۔ آرمینیا والوں کو جب خبر ہوئی کہ ایران کا بادشاہ بہرام دوئم ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو انہوں نے مدد حاصل کرنے کے لئے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن سے رجوع کیا۔

نئے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کو جب خبر ہوئی کہ بہرام دوئم آرمینیا پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو وہ بہرام دوئم سے پہلے ہی حرکت میں آیا اس نے اٹلی میں قیام پذیر ایک اشکانی شہزادے تیرداد سے رجوع کیا اور اس کی ہمت بڑھائی کہ ڈیوکلیشن اسے ایک لشکر فراہم کرے گا جس کی مدد سے وہ آرمینیا پر حملہ آور ہو کر خود آرمینیا کا حکمران بن جائے اور آنے والے دنوں میں رومنوں کا مطیع اور فرمانبردار بن کر رہے۔ تیرداد نے ڈیوکلیشن کی اس تجویز کو پسند کیا۔ لہذا وہ ایک لشکر لے کر اٹلی سے آرمینیا کی طرف روانہ ہوا۔

تیرداد قوی ہیکل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا بہادر اور بڑا دلیر اور شجاع انسان تھا۔ وہ رومن فوج میں متعدد بار اپنی شجاعت کا مظاہرہ کر چکا تھا۔ اس کے علاوہ وہ قدیم اشکانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس کی بناء پر بچے کھچے اشکانی فوراً اس کے لشکر میں شامل ہونے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

اس طرح تیرداد نے اشکانیوں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ دوسری طرف چونکہ رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے بھی اسے چھوٹے سے ایک لشکر کی صورت میں مدد فراہم کی تھی۔ لہذا تیرداد اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ آرمینیا کی حدود میں داخل ہوا۔

اہل آرمینیا کو جب خبر ہوئی کہ تیرداد رومنوں کا بھیجا ہوا ہے اور یہ کہ اسے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کی تائید حاصل ہے اور وہ آرمینیا کا تاج و تخت حاصل کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے اس کا پر جوش استقبال کیا اور ساسانی فوج کے وہ دستے جو پہلے سے آرمینیا میں تھے انہیں نکال باہر کیا اس طرح تیرداد جنگ کے بغیر ہی آرمینیا کا تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آرمینیا پر قبضہ کرنے کے بعد تیرداد نے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کی ہدایات کے مطابق اپنے آپ کو ایرانیوں کے اثر سے آزاد رکھا بلکہ رومن شہنشاہ کے کہنے پر وہ ایرانی سرحدوں پر وقتاً فوقتاً حملے بھی کرنے لگا تھا۔

ایران کا شہنشاہ بہرام دوئم چاہتا تھا کہ آرمینیا اور رومنوں کے گٹھ جوڑ کو ختم کر
رکھ دے اس کا ارادہ تھا کہ پہلے آرمینیا پر زور دار حملہ کرے اور آرمینیا کو فتح کرنے
بعد وہاں اپنے پاؤں جمائے اس کے بعد اگر رومن آرمینیا کو واپس لینے پر حملہ آور ہو
ہیں تو ان کا مقابلہ کر کے انہیں بھی شکست دے اس طرح ایشیا سے رومنوں کی اجارہ
کو ختم کر دے اس مقصد کے لئے بہرام دوئم نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا لیکن ا
حالات ایسے ہو گئے کہ بہرام دوئم کو رومنوں کے ساتھ معاہدہ امن طے کرنا پڑا۔

یہ معاہدہ جو بہرام دوئم اور رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کے درمیان طے پایا اس کی ر
آرمینیا اور بین النہرین دونوں صوبے رومنوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ ایسے وقت
جب کہ حکومت روم میں کچھ کمزوری کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ ایران کا ان دو صو
سے دست بردار ہو جانا بظاہر ایرانی سلطنت اور اس کے بادشاہ بہرام دوئم کی کمزوری ا
دیتا ہے۔

لیکن بہرام دوئم کا اپنے دو صوبوں سے دست بردار ہونا رومنوں کے ساتھ معاہ
کرنا خالی از علت نہیں تھا اس لئے کہ جن دنوں وہ رومنوں اور آرمینیا والوں کے
حرکت میں آنے کے لئے اپنی تیاریاں مکمل کر چکا تھا انہی دنوں ایرانی سلطنت کے
حصوں میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس بغاوت کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ بہرام دوئم کے زمانے تک خراسان کا
ہمیشہ کوئی نہ کوئی شہزادہ ہوا کرتا تھا اور وہ کوشان شاہ کہلاتا تھا۔ مثال کے طور پر بہرا
کے بھائی نے اپنے سکے پر اپنا لقب کوشان شاہ بزرگ لکھا ہے۔

شاہ پور اول نے اپنے پوتے موبد کو جو بعد میں ساسانی سلطنت کا بادشاہ بنا خرا
حکمران مقرر کیا تو اس کو بھی اس سے زیادہ شاندار خطاب دیا گیا اسے شہنشاہ کوشان
لکھا گیا۔

بہرام اول اور بہرام دوئم بھی بادشاہ ہونے سے پہلے اس اعلیٰ عہدے پر سرفرا
بہرام دوئم کے زمانے میں اس کا بھائی حمد خراسان کا حکمران رہا۔ جن دنوں بہرا
رومنوں اور آرمینیا والوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی تیاریاں مکمل کر
بہرام دوئم کے بھائی حمد نے خراسان میں بغاوت کر دی اس نے خراسان کے وحش
کوشان اور گیل کو اپنے ساتھ ملایا اور ایرانی سلطنت کے مشرقی حصوں میں ایک
خود مختار سلطنت قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ بہرام دوئم نے روم
آرمینیا والوں کے خلاف جنگ کا ارادہ ترک کر دیا اپنی پوری طاقت اور قوت کے سا

...ن کی طرف بڑھا اور وہاں سے اٹھنے والی بغاوت کا اس نے خاتمہ کر دیا تھا۔ تاہم
...دوئم کے زمانے میں ایرانیوں کو اپنے دو بڑے صوبوں سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔
بہرام دوئم کچھ ہی عرصہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اس کی یادگار میں کچھ
تصویریں ہیں جو کچھ نقش رستم کے مقام پر اور کچھ شہر شاہ پور کی چٹانوں پر آج بھی نظر آتی
ہیں۔

نقش رستم میں اردشیر کی تاج پوشی کی تصویر کے ساتھ بہرام دوئم نے ایک تصویر
...ائی اس میں وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ کھڑا ہے۔ بادشاہ وسط میں ہے اس کے سر پر
...اس پر پر لگے ہوئے ہیں اس کے دونوں ہاتھ ایک لمبی تلوار کے قبضے پر ہیں۔

شہر شاہ پور کی چٹان پر بہرام دوئم کی ایک تصویر ہے جو اقوام ساقر پر فتح پانے کی یادگار
...کے طور پر بنائی گئی تھی بہرام گھوڑے پر سوار ہے اور مفتوح اقوام کے سردار اس کے سامنے
...لائے جا رہے ہیں۔ بادشاہ کے سامنے ایک ایرانی سپہ سالار ہے جس کے دونوں ہاتھ
...ہیں تصویر میں ایک گھوڑے اور دو اونٹوں کے سر بھی نظر آتے ہیں۔

بہرام دوئم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بہرام سوئم تخت نشین ہوا لیکن وہ صرف چار ماہ
حکومت کر پایا تھا کہ شاہ پور اول کے بیٹے نرسی نے اس کے خلاف بغاوت کی جس میں
...کامیابی ہوئی چنانچہ بہرام سوئم موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس کی جگہ نرسی ایران
...کا بادشاہ بنا۔

...ں تخت و تاج سنبھالتے ہی آرمینیا کی طرف متوجہ ہوا آرمینیا اردشیر کے زمانے
...ایرانی حکومت کے تحت تھا لیکن بہرام دوئم کے زمانے میں تیرداد نے حکومت روم کی
...وہاں کی حکومت سنبھال لی تھی چنانچہ اب آرمینیا براہ راست رومنوں کے تسلط میں
...نرسی کو یہ تسلط کسی صورت گوارا نہ تھا۔

...ں نے فوراً اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر کے آرمینیا پر حملہ کیا آرمینیا کے حکمران
...نے ایران کے بادشاہ نرسی کا مقابلہ کیا لیکن بدترین شکست کھائی اور بھاگ کر اٹلی کی
...چلا گیا۔ اٹلی میں جا کر تیرداد نے اپنے محسن اور رومنوں کے شہنشاہ ڈیوکلیشن سے
...کے نئے بادشاہ نرسی کی شکایت کی اور ڈیوکلیشن کو اس بات پر ابھارا کہ ڈیوکلیشن
...کے شہنشاہ نرسی کے خلاف جنگ کر دے۔ رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے تیرداد کی اس
...کو پسند کیا لہٰذا ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ بڑی تیزی سے جنگی تیاریاں کرنے
...لگا۔

یوناف اور کیرش اپنی سرائے کے کمرہ میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ [illegible]
نے یوناف کی گردن پر ہلکا سا مگر تیز اور چرچرا لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف چونک کر [illegible]
ہو گیا۔ پہلو میں بیٹھی کیرش بھی متوجہ ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک اپنا لمس دینے کے [illegible]
ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سن! یوناف میرے حبیب! تمہارے ہمسائے میں ایک ایسا ظلم ایک ایسا جبر ہو رہا [illegible]
جو کم از کم ہم جیسے نیکی کے نمائندوں کے لئے ناقابل برداشت ہے اس پر یوناف نے [illegible]
کر پوچھا۔ تفصیل سے کہو ابلیکا کیسا ظلم کیسا جبر اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سن یوناف میرے حبیب انطاکیہ شہر کے مغربی ساحل پر سمندر کے کنارے چند [illegible]
ہیں ان بستیوں میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے۔ چند ماہ پہلے تک اس بیوہ کا ایک بیٹا اور
انتہائی خوبصورت بیٹیاں تھیں اس بستی کے کچھ اہل اس بیوہ کی بیٹیوں پر غلط نگاہ رکھتے [illegible]
اس بیوہ سے بستی کے بدمعاشوں نے اس بیوہ کی بیٹیوں کو طلب کیا اس کے انکار پر وہ
اور جبر پر اتر آئے لیکن بیوہ کا بیٹا ان کے راستے میں دیوار بن گیا آخر بستی کے [illegible]
اوباشوں نے بیوہ کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اب بیوہ کے بیٹے کو قتل ہوئے دو ماہ ہو چکے [illegible]
اب وہ بیوہ اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ بالکل بے سہارا ہے اور بستی کے وہ اوباش جو بیوہ
بیٹے کے قتل کی وجہ سے کچھ عرصہ خاموش تھے اب پھر اس کے خلاف حرکت میں [illegible]
چاہتے ہیں۔ وہ زبردستی اس بیوہ سے اس کی حسین اور خوبصورت بیٹیوں کو چھین لینا [illegible]
ہیں لہٰذا یوناف تم اور کیرش ابھی اور اسی وقت اس بستی کا رخ کرو اور ان اوباشوں
بدمعاشوں سے اس بیوہ اور اس کی بیٹیوں کا دفاع کرو۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف چھاتی تانتے ہوئے بولا [illegible]
کہنے لگا دیکھو ابلیکا میں اس بیوہ کو بستی کے اوباشوں اور بدمعاشوں کے ہاتھوں برباد
ہونے دوں گا اور نہ ہی ان کے ہاتھوں میں اس بیوہ کی بچیوں کی عزت و عصمت لٹنے
گا تمہارے کہنے کے مطابق میں کیرش کے ساتھ ابھی اور اسی وقت اس بستی کی طرف [illegible]
کروں گا۔ ابلیکا کیا تم مجھے اس بیوہ کا نام اس کی بیٹیوں کے نام بتاؤ گی۔ اس پر ابلیکا
اور کہنے لگی۔ تم دونوں یہاں سے کوچ کرو۔ میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں اور [illegible]
اس بیوہ کے گھر تک لے جاتی ہوں باقی ساری تفصیل تمہیں وہیں سے مل جائے گی۔ یوناف
نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی
قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ کی اس سرائے سے ساحل سمندر کی طرف کوچ کر
گئے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں ایک بستی کے قریب ایک
[illegible] سلسلے کے اندر نمودار ہوئے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ
[illegible] گی دیکھو یوناف۔ وہ جو سامنے بستی ہے اس بستی میں وہ بیوہ رہتی ہے تم دونوں اس
[illegible] سلسلے سے اتر کر اس بستی کا رخ کرو میں اس کے گھر تک تم دونوں کی رہنمائی
[illegible] ہوں۔

ابلیکا کے اس انکشاف کے جواب میں یوناف اس کوہستانی سلسلے کے اندر سے اتر کر
[illegible] طرف بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ ناگہاں عزازیل اپنے نئے روپ میں ماتموں اور وحشتوں
[illegible]۔ ویران گوشوں کی نحوست کے زنگار میں زنداں کے سناٹے اور دکھ کے بھنور کی
[illegible] یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہوا۔ یوناف اور کیرش اسے دیکھتے ہی چونک سے
[illegible] تھے اس موقع پر عزازیل نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے
[illegible]

[illegible] کی کے نمائندے۔ میں کبھی بھی تیرے قدم نہ جمنے دوں گا۔ آج انطاکیہ کے
[illegible] کوہستانی سلسلے کے اوپر بھی میں تیری اور تیری ساتھی کیرش کی ذات کی تقدیس اور
[illegible] میں زرد پتوں کے ڈھیر لگا دوں گا۔ تمہارے دل کی صداؤں کی بازگشت میں بے رحم
[illegible] کی ٹیسیں بھر دوں گا اور تم دونوں کی حالت میں اس کوہستانی سلسلے میں کچھ ایسی
[illegible] جیسے سیاہ رات کے پھیلاؤ میں دھوئیں کے ٹیڑھے خطوط بنتے ہیں۔
[illegible] تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے
[illegible] دیکھ کالے موسموں کے باسی۔ گناہ کے گراوٹ۔ بدی کے بنجارے۔ میں ماضی میں
[illegible] داستان در داستان احساسات کی ندامت بھرتا رہا ہوں۔ تیرے فکر اور احساس کے
[illegible] میں سکتی مرگ کا کرب ڈالتا رہا ہوں اب بھی مجھے مناسب موقع ملا تو میں تیرے
[illegible] میں حرف و نظر کی کشمکش ضرور بھروں گا۔
عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ایک جست کے ساتھ یوناف
[illegible] طرف بڑھا جیسے کوئی شاہین بلندی سے اپنے شکار کی طرف لپکتا ہے۔ اور ایک ایسی زور
[illegible] اس نے یوناف کی گردن پر لگائی کہ کوہستانی سلسلے کے اوپر یوناف بل کھاتا ہوا
[illegible] گر گیا تھا۔ اس موقع پر کیرش حرکت میں آئی وہ فوراً عزازیل کی پشت کی طرف گئی
[illegible] ایک زوردار لات اس نے عزازیل کی پیٹھ پر دے ماری تھی۔ عزازیل فوراً مڑا وہ
[illegible] تھا کہ کیرش پر حملہ آور ہو کر اس پر بھی ناقابل برداشت ضرب لگائے کہ اتنی دیر تک
یوناف اٹھ کھڑا ہوا اپنی طاقت اور قوت میں اس نے دس گنا اضافہ کیا پھر ہوا میں اچھلا اور

ایک زوردار ضرب اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے عزازیل کے شانے پر دے ماری اس ضرب کا عزازیل پر خاطر خواہ اثر ہوا تھا۔ اس لئے کہ وہ اپنی جگہ پر رک گیا تعاقب اس نے ترک کر دیا جو ضرب لگی تھی اس کے کرب کی وجہ سے وہ سسک تھا۔

عزازیل کے آگے بھاگتی ہوئی کیرش نے جب دیکھا کہ پشت کی طرف سے یوناف عزازیل پر زوردار حملہ کر دیا ہے تو وہ پھر مڑی اس کے مڑنے تک عزازیل اپنا رخ یوناف کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ اس موقع سے کیرش فائدہ اٹھانا چاہتی تھی اور عزازیل حملہ آور ہونا چاہتی تھی اتنی دیر تک عزازیل نے مشینی انداز میں حرکت میں آتے ہوئے تین ضربیں یوناف کے دے ماری تھیں۔ یوناف اس کوہستانی سلسلے کے اوپر بری طرح اٹھا تھا۔ عین اس موقع پر جب کیرش نے عزازیل کی پشت پر ضرب لگانا چاہی تو عزازیل اس کی طرف پلٹے بغیر ایک لات ایسی زوردار اس کے پیٹ میں ماری کہ کیرش بل کھاتی ہوئی کوہستانی سلسلے کے اوپر دور جا گری تھی۔

یوناف نے اپنے آپ کو پھر سنبھالا سیدھا کھڑا ہوا ایک بار اس نے زوردار ... لی پھر لگاتار اس نے کئی گھونسے عزازیل کے پیٹ میں دے مارے تھے عزازیل ان کی تکلیف سے کسی قدر جھک گیا تھا اس کی اس تکلیف سے یوناف نے فائدہ اٹھایا فاصلے پر بے ہوش پڑی ہوئی کیرش کو اس نے اٹھایا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کوہستانی سلسلے سے وہ سمندر میں کود گیا تھا۔

پانی میں گرتے ہی کیرش ہوش میں آ گئی تھی۔ یوناف نے اسے فوراً" مخاطب ہوئے کہا۔ دیکھ کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا اور پانی کے اندر میرے ساتھ چلی جاؤ۔ ورنہ یہ عزازیل ہمارا تعاقب کرے گا۔ اس نے جو نیا روپ دھار لیا ہے سوچ بچار کے بعد اس کے اس روپ کے سامنے اسے نیچا دکھانا ہو گا۔ میں نے اس پیٹ میں زوردار ضربیں لگائی ہیں جس کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر ہمارا تعاقب نہیں کر اور ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے دور نکل جانا چاہئے۔ یوناف کے پر کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی پھر وہ پانی میں ڈبکی لگاتے ہوئے بڑی تیزی سمندر کی تہہ کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

سمندر کی تہہ کے قریب جا کر یوناف اور کیرش چونک سے پڑے۔ انہوں نے دیکھا ان دونوں کے سامنے ایک تیز روشنی تھی جو ان کے آگے آگے بڑھ رہی تھی۔ یوناف اور کیرش نے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے

پھر وہ سمندر کے اندر اس روشنی کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ وہ روشنی اس کے ...اؤں جیسی بے کل روح اور سرابوں جیسی بے جان ہیولوں کی طرح آگے بڑھتی ... وہ دونوں اپنی رفتار تیز کرتے تو وہ روشنی بھی اپنی رفتار تیز کر دیتی تھی۔ اور اگر وہ ...فتار میں دھیما پن لاتے تو اس روشنی کے آگے بڑھنے کی رفتار بھی دھیمی ہو جاتی

...ندر کی کوکھ میں چنگھاڑتے طوفانوں اور ابلتے سیلابوں کے اندر یوناف اور کیرش نے ...ب سی روشنی کا تعاقب جاری رکھا یوناف اور کیرش جب ذرا پیچھے رہ جاتے تو وہ ...سانپ کی ساکت آنکھوں کی طرح رکتی اور جب یوناف اور کیرش چل دیتے تو وہ ...رونے والے محروم خوردوں کی طرح شور کرتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھنے لگی تھی۔ ...ے اندر اس کے سفر سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں جیسے زہریلے سانپوں کی سرسراہٹ ...ی سنسناہٹ یا سیال کوندوں کی تملماہٹ۔ بہرحال یوناف اور کیرش اس روشنی کا ...رتے چلے گئے تھے۔

...اس روشنی کو پکڑنے کے لئے یوناف اور کیرش نے اپنی مزید سری قوت حرکت میں ...اور بڑی تیزی سے وہ اس روشنی کے پیچھے لگ گئے تھے وہ روشنی سمندر کی تہہ کے ...کوہستانی سلسلے کے غار میں جا داخل ہوئی تھی۔ یوناف اور کیرش بھی بلا جھجک اس غار ...اخل ہو گئے۔ غار میں وہ تھوڑا سا اور آگے گئے ہوں گے کہ غار کے اندر اچانک ایسی ...ا اور خوفناک آوازیں سنائی دینے لگی تھیں جیسے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ان گنت ...وروں کی زنجیریں کاٹ کر انہیں کسی شکار پر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کر دیا گیا

...سمندر کی تہہ کے کوہستانی سلسلے کی غار میں آگے بڑھتے ہوئے یوناف اور کیرش یک ...رک گئے تھے۔ جس روشنی کے تعاقب میں اس غار میں وہ داخل ہوئے تھے وہ روشنی ...سا آگے جا کر رک چکی تھی۔ غار کے اندر ابھی تک ایسی آوازیں بلند ہو رہی تھیں ...جیسے انسانیت۔ مشیت کی چکی میں پس کر رہ گئی ہو۔ یا کوئی ماورائی قوت جسموں کو ...اور بے شمار روحوں کو تحلیل اور الفاظ کے آئینوں کو ظلم و جہالت کے جبر تلے بلندی ...لت سے اٹھا کر پستی کی پنہائیوں میں اتار دینے کا عمل شروع کر چکی ہو۔

...وہ مہیب اور ہولناک آوازیں سن کر مجموعی طور پر یوناف کی حالت فکرمندی میں ...ی کے خرابوں، زنگ آلود الفاظ، خزاں کے گیتوں جیسی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف ...اپنا رخ موڑ کر اپنے پہلو میں پانی کے اندر معلق کیرش کی طرف دیکھا اس نے اندازہ

لگا یا غار کے اندر وہ آوازیں سنتے ہوئے کیرش بے چاری کی حالت فکرمندی میں سوچوں کے اعتکاف' اور اوہام کے بھنور میں خراب اور یاس انگیز موت کے سندیسوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے شاید کیرش کی ڈھارس کے لئے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

کیرش۔ کیرش۔ یہ اس غار میں اٹھنے والی مہیب اور خوفناک آوازیں تم کیرش نے پریشان اور فکرمند سی آواز میں کہا۔ سنو یوناف میں ان آوازوں کو ہوں۔ یہ آوازیں ایسی ہیں جیسے ان گنت ذی روحوں کو ایک ساتھ موت کے کرب کر دیا گیا ہو۔ یوناف میں اب تک پریشان اور فکرمند ہوں کہ جس روشنی کے ہم دونوں سمندر کے کوہستانی سلسلے کے اس غار میں داخل ہوئے ہیں اس روشنی حقیقت ہے۔ اور یہ روشنی ہمیں جس غار میں لے آئی ہے اس غار کے اندر یہ اور موت کو پکارتی آوازیں بلند ہونے لگی ہیں یہ کیسی ہیں۔ اس پر یوناف نے کسی آپ کو سنبھالا۔ انتہائی نرم اور تسلی آمیز لہجے میں وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا

دیکھ کیرش تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اور تم ان قوتوں کے مالک ہیں پھر ان غاروں کے اندر کیسی بھی کوئی مہیب طاقت اور قوت کیوں ہم دونوں مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ ذرا ٹھہرو کوئی قدم اٹھانے سے پہلے میں ابلیکا سے پوچھتا ہوں کہ روشنی کی کیا حقیقت ہے اور غار کے اندر اٹھنے والی یہ آوازیں کیسی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مدہم اور دھیمی آواز میں یوناف نے ابلیکا کو پکارا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا ابلیکا کا لمس محسوس کر کے یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ یوناف اس سے کچھ پوچھتا ابلیکا خود ہی بولی اور پرسکون لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ تم نے یقیناً" مجھے اسلئے بلایا ہو گا کہ مجھ سے یہ جان سکو کہ سمندر کے اندر جس روشنی کا تم نے تعاقب کیا تھا اور جو تمہیں اس غار میں لے آئی ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور یہ جو آوازیں غار کے اندر بلند ہو رہی ہیں یہ کیسی ہیں۔ یوناف کسی قدر مطمئن انداز میں کہنے لگا ہاں ابلیکا تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں یہی احوال تم سے جاننا چاہتا ہوں۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ میرے حبیب جہاں تک اس غار کے اندر اٹھنے والی خوفناک اور مہیب آوازوں کا تعلق ہے تو یہ آوازیں سمندری اژدھوں کی ہیں۔ یہ غار کافی لمبا اور طویل ہے

سمندری اژدھے غار کے آخر میں رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ تم دونوں کی طرف بڑھ رہے ہیں جوں ہی کوئی ذی روح شئے غار کے اندر داخل ہوتی ہے وہ اژدھے اسی طرح مہیب اور خوفناک آوازیں بلند کرتے ہوئے غار میں داخل ہونے والی چیز کی طرف بڑھتے ہیں لہٰذا وہ اژدھے بھی اس وقت تمہاری ہی طرف بڑھ رہے ہیں۔ لہٰذا میرا تم دونوں کو پہلا مشورہ یہ ہے کہ تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہو کر غار کی چھت کے قریب چلے جاؤ وہاں میں مزید تمہارے ساتھ گفتگو کرتی ہوں۔ ابلیکا کے اس مشورہ پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ غار کی چھت کی طرف اٹھ گئے۔

غار کی چھت کے قریب جا کر یوناف پھر بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ابلیکا اب تو اپنی ادھوری بات کو مکمل کر اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ ٹھہرو تھوڑی دیر تک اس غار میں رہنے والے ان گنت اژدھے اب نزدیک پہنچ گئے ہیں۔ تم ذرا دونوں چھت پر رہتے ہوئے ان کا نظارا کرو جب وہ تمہیں نہ پا کر واپس لوٹیں گے تو میں اپنی ادھوری بات مکمل کروں گی ابلیکا کے کہنے پر یوناف خاموش رہ کر انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ان کے نیچے بڑے بڑے اژدھے گزر کر غار کے دھانے کی طرف جا رہے تھے وہ اپنے منہ کھولتے ہوئے اور طرح طرح کی خوفناک اور مہیب آوازیں نکال رہے تھے ان کے دانت اس قدر لمبے اور بڑے تھے جیسے کوئی خونخوار چیتا اپنا منہ کھول کر سامنے کے دونوں دانتوں کو نمایاں کرتا ہے۔ وہ بے شمار اژدھے ایک دوسرے کے پیچھے ہی اجل انگیز آوازیں نکالتے ہوئے غار کے دہانے تک گئے جب انہیں کچھ دکھائی نہ دیا تو وہ سارے اپنے جسموں کو سمیٹتے ہوئے لوٹے اور جس سمت سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے تھے۔

اژدھوں کے واپس جانے کے تھوڑی دیر بعد ابلیکا پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف! یہ اژدھے جو غار کے دہانے سے ہو کر واپس گئے ہیں یہی اس غار کے اندر مہیب اور خوفناک آوازیں نکال رہے تھے۔ چونکہ وہ تم لوگوں کو دیکھ نہیں سکے لہٰذا ناکام و نامراد واپس چلے گئے ہیں۔ اب تم اس غار میں اٹھنے والی مہیب اور خوفناک آوازوں کا راز تو جان چکے ہو اب تمہیں اس روشنی سے متعلق بتاتی ہوں جس کے تعاقب میں تم اس غار میں آن داخل ہوئے ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف! تمہیں معلوم ہو گا کہ مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کا وزیر تھا جو
امحوتپ تھا اور وہ اپنے دور کا دنیا کے اندر مانا ہوا ساحر اور طلسم گر تھا اس امحوتپ
کے احرام کے اندر ایک طلسم ڈالا تھا جو کسی کو بھی احرام کے اندر داخل نہ ہو
تمہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ زوسر کے احرام میں امحوتپ کے اس طلسم پر عزازیل نے
ایک ممی کے اندر ڈال دیا تھا اور وہ ممی ان احرام کے آس پاس کھلے میدانوں میں
بربادی مچانے لگی تھی۔ آخر تم نے اس ممی پر قابو پایا اور امحوتپ کے اس سحر
دریائے نیل میں ڈال دیا تھا۔

یہ روشنی جو تم نے دیکھی ہے یہ اسی امحوتپ کا جادو اور سحر ہے سمندر کے
سحر اور جادو کو ایک سیپ نے نگل لیا تھا۔ وہ سیپ اپنی عمر پوری کر کے مر گئی لیکن
کا وہ سحر اور جادو اس سیپ کو حرکت میں لاتا ہے اور اب تک وہ سیپ ویسے کی
اور رواں دواں ہے جس روشنی کے تعاقب میں تم اس جگہ تک آئے ہو وہ ایک
ہے اور اس سے اٹھنے والی روشنی امحوتپ کے سحر کی وجہ سے ہے۔ لیکن یوناف اگر
سحر کو اپنے قبضہ میں کر لے تو تو اس سے بہت سے کام لے سکتا ہے اس پر یوناف
ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا پر دیکھ ابلیکا میں اس پر کیسے قابو پاؤں اور اسے
اپنے کام میں لاؤں اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تمہارے لئے اس سحر پر قابو پانا بڑا آسان اور سہل ہے اس
حالت میں تم اور کیرش ہو اس حالت میں کوئی بھی ذی روح تمہیں دیکھ نہیں سکتا
میں تم اس سحر کی طرف بڑھو اسے سیپ کے اندر سے نکالو اور پھر اپنی اس سحری
ذریعہ اس سحر کو اپنے دائیں ہاتھ کے اندر جذب اور تحلیل کر لو ایسا ہونے کے
ہاتھ سے تم مافوق الفطرت کام لے سکو گے۔ اور اس ہاتھ کی ضرب جس پر لگا
دن کے وقت بھی تارے نظر آنے شروع ہو جایا کریں گے۔ اس کے علاوہ بھی
اپنے ہاتھ میں تحلیل کرنے کے بعد تم امحوتپ کے اس سحر سے بے شمار کام لے
سب کی تفصیل میں تمہیں بعد میں کھل کر بتاتی رہوں گی اب تم آگے بڑھو ا
نے کہا ہے ویسا ہی کرو۔ ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے اپنے پہلو میں پڑ
کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیرش تم یہیں اسی حالت میں رہو جس میں تم ہو میں اس روشنی کی طرف
جو قدیم سحر امحوتپ کا ساحر ہے اور اسے اپنے قبضہ میں کرنے کی کوشش کرتا ہوں
ایسا کرنے کے لئے مجھے ابلیکا نے کہا ہے۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق

آگے بڑھا۔ وہ روشنی جو تھوڑی دور فاصلے پر جم کر کھڑی تھی اپنی جگہ پر ہی معلق
وہ یوناف کو دیکھ نہ پا رہی تھی اس لئے وہ کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہ کر پا رہی
اف اس کے قریب گیا وہ ایک سیپ تھی جس کے چاروں طرف سے روشنی سورج
کی طرح نکل رہی تھی۔ یوناف آگے بڑھا اور اپنے دائیں ہاتھ سے اس نے اس
اپنی گرفت میں لے لیا تھوڑی دیر تک وہ سیپ تڑپی تلملائی لیکن یوناف کی گرفت
وط تھی۔ یوناف نے اس سیپ کو کھولا۔ اپنا ایک سری عمل کیا اور پھر اس کے اندر
پ کا سحر تھا اسے اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں جذب اور تحلیل کر لیا تھا۔ ایسا
کے بعد یوناف پھر کیرش کے پاس آیا وہ کیرش سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ کیرش نے
ل پہل کی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

جس کام کے لئے گئے تھے اس کا کیا بنا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ کیرش
وہ سحر اب میرے دائیں ہاتھ میں محفوظ اور اسیر ہے۔ اور ابلیکا کا کہنا ہے کہ میں
بے شمار کام لے کر اپنے دشمنوں کو زیر کر سکتا ہوں۔ میرے خیال میں اب ابلیکا
ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس
ے لگی۔

یوناف میرے حبیب پہلے تو میں تمہیں امحوتپ کے سحر پر قابو پانے کے لئے
دیتی ہوں اب تمہارے دائیں ہاتھ میں یوں جانو کہ مافوق الفطرت قسم کی قوتیں ہیں
م میں لانے کے لئے میں تمہیں وقتاً" فوقتاً" تفصیل سے بتاتی رہوں گی اب تم یوں
اس غار سے نکلو جس سمت سے آئے ہو اسی سمت کو ہو لو۔ اور اسی کوہستانی سلسلہ
ں تھوڑی دیر پہلے تمہارا ٹکراؤ عزازیل سے ہوا تھا۔ عزازیل ابھی تک اسی
سلسلہ کے اوپر ہے اسے امید ہے کہ سمندر میں تھوڑی دیر گزارنے کے بعد تم پھر
خ کرو گے اس لئے کہ اسے علم ہو چکا ہے کہ تم دونوں کوہستانی سلسلہ کی قریبی
ں بیوہ کی مدد کرنا چاہتے ہو جس کی میں نے نشاندہی کی تھی۔ اس پر یوناف بولا اور

تمہارا کیا خیال ہے کہ سمندر سے نکل کر ہم پھر اس کوہستانی سلسلہ پر نمودار
عزازیل سے ٹکرا کر اس بستی کا رخ کریں اس پر ابلیکا ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے
اندازہ درست ہے اس سے پہلے جب عزازیل اپنے نئے رخ میں تم پر ضرب لگاتا
ضرب تمہارے لئے ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی لیکن اب امحوتپ کے سحر کو
میں جذب کرنے کے بعد جب تم اس سحر سے کام لیتے ہوئے عزازیل پر ضرب

لگاؤ گے تو دیکھنا عزازیل کیسے کرب کیسے دکھ میں مبتلا ہوتا ہے ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے اپنے پہلو میں مخصوص اشارہ نگاہوں ہی نگاہوں میں کہا اس کے بعد وہ دونوں بڑی تیزی سے سمندر کے اندر فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے انطاکیہ کے اسی کوہستانی سلسلہ کا رخ کر رہے تھے جہاں دونوں سمندر میں کودے تھے راستے میں ابلیکا یوناف کو اخوتپ کے اس سحر کے کر بھی بتاتی چلی جا رہی تھی۔

یوناف اور کیرش سمندر سے نکل کر اسی کوہستانی سلسلہ پر آئے جہاں تھوڑی دیر پہلے ان کا ٹکراؤ عزازیل سے ہوا تھا۔ ان دونوں نے دیکھا عزازیل ابھی تک اس کوہستانی سلسلہ پر ستون کی طرح جما کھڑا تھا۔ یوناف اور کیرش کو دیکھتے ہوئے عزازیل نے ایک قہقہہ لگایا۔ یوناف اور کیرش دونوں جب اس کوہستانی سلسلہ پر آئے تو عزازیل انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے میں جانتا تھا تو ضرور دوبارہ اس کوہستانی سلسلہ اور اس طرف آئے گا اس لئے کہ اس بستی میں تو ایک بیوہ کی مدد پر آمادہ ہے اس لئے کوہستانی سلسلہ پر تیری ہی واپسی کا منتظر تھا۔ دیکھ میں تجھے اس بستی میں داخل نہ ہونے دوں گا ایسے ہی تجھے مار بھگاؤں گا جیسے کوئی کھیت کھلیان سے کووں کو مار بھگاتا ہے سمندر میں غوطہ زن ہونے کے بعد کیرش کے ساتھ اس لئے لوٹ آیا ہو گا کہ تو نے خیال کیا کہ اب تک میں یہاں اس کوہستانی سلسلہ سے جا چکا ہوں گا اور تو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق ہر کام کر گزرے گا پر دیکھ میں تو اسی کوہستانی سلسلہ پر تیرا منتظر ہوں کہ تجھ پر پھر ضربیں لگاؤں۔ تجھے کرب میں مبتلا کروں اور کسی اور ہی سمت بھاگ جانے پر مجبور کروں۔

اس کوہستانی سلسلہ کے اوپر کیرش کے ساتھ عزازیل کے آنے کے بعد یوناف بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ عزازیل میں جانتا ہوں تو صدیوں سے میں وہموں کی سیاہی سے بھی بدتر شے ہے سن اے خدائے عزوجل کے دھتکارے ہوئے اے آگ کے بے آبرو شعلے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تو الیوں کے منحوس گمن جیسا فراز آدمیت کا بدترین دشمن ہے پر دیکھ کسی وہم کسی غلط فہمی کسی دھوکہ میں مت رہنا یہ مت خیال کرنا کہ اس کوہستانی سلسلہ میں تو مجھ پر ضرب لگا کر کسی اور سمت بھاگنے پر مجبور کر دے گا۔

دیکھ عزازیل تو جانتا ہے صدیوں سے میں تجھ پر ضربیں لگاتا چلا آ رہا ہوں

سے پسپا ہونے پر مجبور کرتا رہا ہوں اگر اب تم نے اپنا ایک اور روپ دھار لیا تو نے نیلی دھند کی قوتوں کو یکجا کر کے اپنے لئے ایک نئے روپ کو جنم دیا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا میں تیرے اس نئے روپ تیرے اس نئے جنم کو بھی لہو لہان کر دوں گا دیکھ عزازیل کسی دھوکے میں نہ رہنا انطاکیہ کے اس کوہستانی سلسلہ کے اوپر تیرے سامنے تیرے لئے قصہ الم، سحر شکن اور ستم کا ستیزہ گر ثابت ہوں گا۔ تیری دہلیز پر بے درد موسموں کی صلیب اور تیرے نقوش منزل پر نوائے سوگوار کھینچ کر رکھ دوں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو عزازیل طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے میری گفتگو کر کے تو اپنے حوصلوں کو صباحت تو نہیں بخش سکتا۔ کیا تھوڑی دیر پہلے اسی کوہستانی سلسلہ کے اوپر میں نے تمہیں اور کیرش کو مار مار کر یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جب تم اس کوہستانی سلسلہ سے کیرش کو اٹھا کر سمندر میں کود لگا گئے تھے تو ایسا تم نے کاہے کو کیا تھا۔ یقیناً تم بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے سامنے سے بھاگے تھے۔ کیا سمندر کے اندر تمہیں اپنا کھویا ہوا گوہر مقصود مل گیا ہے جو تم اس کوہستانی سلسلہ کے اوپر میرے ہاتھوں پٹنے کے لئے لوٹ آئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سن عزازیل اپنے آپے سے نہ نکل اتنے ہی پاؤں پھیلا جتنی تیری چادر ہے۔ ورنہ تجھے رکھ دوں گا۔ اس پر عزازیل کا چہرہ غصہ میں تپے ہوئے لوہے جیسا ہو کر رہ گیا قدم اٹھاتا ہوا وہ یوناف کی طرف بڑھا اور کہنے لگا۔ دیکھتا ہوں تو میرا کیا بگاڑتا ہے ساتھ ہی اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے عزازیل نے جب یوناف کے ضرب لگانا چاہی ابلیکا کی ہدایات کے مطابق یوناف اخوتپ کے اس سحر کو حرکت میں لایا اپنا ہاتھ اس نے خوب پھیلا کر ہتھیلی عزازیل کے سامنے کی تو یوناف کی ہتھیلی سے اسی چمک سے عزازیل کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور وہ یوناف پر ضرب لگانا بھول گیا اسی موقع پر یوناف نے اپنا اخوتپ کے طلسم والا ہاتھ بلند کیا اور جب یوناف نے اپنے اس ہاتھ کی ضرب عزازیل کی پسلیوں پر لگائی تو یہ ضرب ایسی زوردار تھی ایسی پر قوت تھی کہ عزازیل اچھلتا ہوا دور جا گرا اور اس کے منہ سے آہیں اور سسکیاں نکل کے رہ گئی تھیں۔ زمین پر بری طرح گرنے کے بعد عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے وحشت ناک انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے پتہ چلتا تھا گویا یوناف کی طرف سے اسے ایسے ردعمل کی قطعاً کوئی امید نہ تھی اور یہ کہ وہ یوناف کی طرف سے

ایسی ضرب کی امید نہ رکھتا تھا۔ قبل اس کے عزازیل بول کر اپنے تاثرات کا اظ
یوناف بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور لگاتار اس نے عزازیل کی پیٹھ پر کئی ضربیں د
تھیں۔ عزازیل بری طرح بلبلا اٹھا تھا اب وہ پوری طرح یوناف کے سامنے اپنے
عاجز اور بے بس محسوس کر رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ اگر یوناف نے اس کوہستانی
ایسے مزید ضربیں لگائیں تو وہ مکمل طور پر مغلوب ہو کر رہ جائے گا ایک لمبی جست
وہ پیچھے ہٹا اپنے آپ کو بحال کیا پھر اس نے ایک زہریلی جست لگائی اور ایک زوردار
جو اس نے یوناف کے شانے پر لگائی تو یوناف بری طرح زمین پر گر گیا تھا اور اپ
کو سہلانے لگا تھا۔ اس موقع پر عزازیل نے آؤ دیکھا نہ تاؤ وہ لگاتار کئی ضربیں یونا
شانوں، گردن اور پیٹھ پر دے ماری تھیں۔ لیکن بڑے ثبات کے ساتھ یوناف ان ضر
برداشت کرتا رہا عین اس موقع پر کیرش حرکت میں آئی اپنی قوت میں اس نے فورا
گنا اضافہ کیا اور عزازیل کی پیٹھ کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے عزاز
شانوں پر لگاتار کئی ضربیں دے ماری تھیں۔ ان ضربوں کے پڑنے سے عزازیل تلم
تھا۔ فوراً مڑا اور چاہتا تھا کہ کیرش کے ضربیں لگائے لیکن اسی موقع پر انحوتپ
طلسم کو حرکت میں لاتا ہوا یوناف اٹھا۔ اپنے دائیں ہاتھ سے اس نے جب انحو
طلسم ہی کی بناء پر عزازیل کے ضرب لگائی تو عزازیل کیرش پر حملہ آور ہونے کے
لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا تھا پر یوناف نے اسے دم نہیں لینے دیا۔ اس نے عزازیل
ضربیں دے ماریں۔ عزازیل بلبلا اٹھا پھر اپنی جان بچانے کی خاطر وہ اپنی سری
حرکت میں لایا اور اس کوہستانی سلسلے سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ایک تیز اور ر
دیا۔ پھر اس کے ساتھ ہی ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ
انطاکیہ کے اس کوہستانی نواحی سلسلے کے اوپر تو نے انحوتپ کے گم شدہ سحر سے
ہوئے عزازیل پر کیا خوب ضربیں لگائی ہیں۔ یہ ضربیں یقیناً عزازیل کے لئے
برداشت ثابت ہوئی ہیں تب ہی وہ اس کوہستانی سلسلے سے بھاگ کھڑا ہوا ہے میر
میں اگر تم اسی طرح اس سحر کو عزازیل کے خلاف استعمال کرتے رہو تو عزازیل ا
روپ میں بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

سنو یوناف۔ اب جبکہ عزازیل یہاں سے جا چکا ہے اب تم دونوں اس کوہستا
سے اتر کر اس سامنے والی بستی کا رخ کرو۔ بستی میں داخل ہونے سے پہلے میں
تفصیل سے بتا دوں جس بیوہ کے یہاں تم نے جانا ہے اس کا نام بعیشہ ہے اس کی

بیٹی کا نام عزیہ اور چھوٹی کا نام بحاطہ ہے۔ بستی کے جن بدمعاشوں نے اس بیوہ کے
قتل کیا ہے ان کے نام مناخیم۔ اموں اور یوآش ہیں مناخیم اس بستی کے سردار کا
تم یوں کہہ سکتے ہو وہ خود ہی اس بستی کا سردار ہے۔ اس لئے کہ اس کا باپ
اور بالفعل یہ مناخیم ہی اس بستی کا سردار ہے۔ یہ تینوں اوباش بدمعاش اور بد
ان ہیں اور بعیشہ کی خوبصورت اور حسین بیٹیوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا
کا مقصد یہ ہے کہ مناخیم۔ اموں اور یوآش سے نپٹتے ہوئے بیوہ بعیشہ کی دونوں
عزیہ اور بحاطہ کی حفاظت کی جائے اور اگر ممکن ہو تو ان دونوں کے گھر بھی آباد کر
یں۔ یہاں تک کہنے کے بعد بلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔
ابلیکا۔ تو جیسا چاہتی ہے ویسا ہی ہو گا۔ میں اس بستی میں داخل ہونے کے بعد
بدمعاشوں سے خوب نپٹوں گا۔ اور بیوہ بعیشہ اور اس کی دونوں بیٹیوں کی خوب
روں گا۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ بات ہے
تو پھر تم دونوں اس کوہستانی سلسلے سے اترو اور بستی کا رخ کرو۔ لیکن ایک بات تو
تم کیرش کو لے کر اس بستی میں داخل ہو گے اور بڑھیا کے گھر جاؤ گے تو بڑھیا
پوچھا کہ تمہارا کیرش کا کیا رشتہ ہے تو تم کیا بتاؤ گے۔ اس پر یوناف کچھ سوچتے
کہنے لگا۔ ابلیکا تم ہی بتاؤ ہمیں اس بیوہ بعیشہ کو اس سوال کا کیا جواب دینا چاہئے۔
اب میں ابلیکا کہنے لگی اگر میری مانو تو تم دونوں اپنا رشتہ بیوہ بعیشہ سے میاں بیوی
اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا۔ پر ابلیکا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر کیرش نے
ند کیا تب۔ کیرش بھی شاید یہ ساری گفتگو سن رہی تھی اس موقع پر اس کے چہرے
شرم کے گہرے تاثرات بکھر گئے تھے۔ پھر اس نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا
ھیمی سی آواز میں بولتے ہوئے کہنے لگی مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اگر
ہاں آپ مجھے اپنی بیوی بتاتے ہیں تو میں اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کروں
اس پر ابلیکا نے تیز لمس دیتے ہوئے خوشی سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب
ہوئے پھر کہا۔

یوناف کیرش نے تمہاری ساری دشواریاں آسان کر دی ہیں۔ اس موقع پر یوناف
نگاہوں سے کیرش کی طرف دیکھا۔ کیرش نے بھی لمحہ بھر کے لئے پیار سے بھرپور
یوناف کی طرف دیکھا اس کے بعد اس کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں تھیں۔ اس
یوناف پھر بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ کیرش ابلیکا کی رہنمائی میں پھر
تی کا رخ کریں اور اس بیوہ کی اوباشوں اور بدمعاشوں کے مقابلے میں مدد کریں۔

کیرش چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہو لی تھی۔

دونوں ایک ساتھ کوہستانی سلسلے سے اتر کر سامنے والی بستی میں داخل ہوئے۔ کی رہنمائی میں یوناف نے ایک مکان کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بوھیا نے جب دروازہ کھولا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اگر میں غلطی تمہارا نام بعشہ ہے۔ تمہاری دو خوبصورت اور حسین بیٹیاں ہیں جن میں سے عزیہ اور چھوٹی کا نام بناط ہے۔ جنہیں اس بستی کے تین بدمعاش ستا رہے ہیں۔ امون تنگ کرتے ہیں۔ کہو سچ کہا ہے۔ اس پر اس بوھیا نے تھوڑی دیر آنکھیں جھپکا سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر وہ بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ بیٹے تو کون ہے میں نہیں جانتی۔ بتا تو میرا۔ میری بیٹیوں کا نام کیسے میرے احوال سے کیسے واقفیت رکھتا ہے۔ جو کچھ تو نے کہا ہے یہ سچ اور حقیقت میں واقعی اپنی بیٹیوں کے حوالے سے بستی کے ان تین بدمعاشوں اور اوباشوں سے تنگ ہوں۔ یوں جانو ان تینوں نے میرا اور میری دونوں جوان بیٹیوں کا جینا دوبھر ا رکھا ہے۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ خاتون مجھے تم نیکی کا ایک نمائندہ سمجھو یوناف ہے۔ اور یوں سمجھو میں تمہاری مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر وہ اور کہنے لگی۔ اگر تم نیکی کے نمائندے ہو اور میری مدد کے لئے آمادہ ہو تو میں تمہیں اپنے گھر میں خوش آمدید کہتی ہیں۔ پر یہ جو تمہارے ساتھ لڑکی ہے یہ کون نام کیا ہے اور اس سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔ اس پر یوناف نے لحہ بھر کے لئے طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا اس لڑکی کا نام کیرش ہے اور یہ میری بیوی ہے۔ یوناف انکشاف پر بعشہ بڑی خوش ہوئی آگے بڑھ کر اس نے بڑے پیارے انداز میں سر پر ہاتھ پھیرا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی دیکھ نیکی کے نمائندے بدمعاشوں سے کیسے میری اور میری بیٹیوں کی حفاظت کرے گا۔ اس پر یوناف بولا لگا۔

دیکھ خاتون اگر تو اپنے ہاں مجھے رہنے کی اجازت دے دے تو میں نہ صرف تمہاری بیٹیوں کی جان اور عزت کی حفاظت کروں گا بلکہ کوشش کروں گا کہ یہاں دوران کسی اچھی جگہ تمہاری دونوں بیٹیوں کی شادی ہو جائے۔ اور اس طرح تم اور بدمعاشوں سے خود بھی اور اپنی بیٹیوں کو بھی محفوظ رکھ کر پرامن زندگی بسر کر پر بوڑھی بعشہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ مہربان اجنبی مجھے تمہاری یہ پیشکش قبول اور منظور ہے۔ پر تم دونوں میاں بیوی دیر کے لئے یہاں رکو۔ اس سلسلے میں میں اپنی دونوں بیٹیوں سے مشورہ کرتی ہوں۔ کہتی ہوں کہ وہ کیا کہتی ہیں۔ اگر انہوں نے بھی میری رائے سے اتفاق کیا تو پھر میں اپنے گھر میں رہنے کو جگہ دوں گی اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ خاتون اگر دونوں بیٹیاں میرے اور کیرش کے یہاں رہنے پر رضامند نہ ہوئیں تب بھی کوئی نہیں پڑتا ہم دونوں میاں بیوی بستی سے باہر کسی سرائے میں قیام کر لیں گے اور ہر تمہاری اور تمہاری بیٹیوں کی حفاظت کریں گے۔ اس پر بعشہ واپس مڑتے ہوئے گی تم تھوڑی دیر دونوں میاں بیوی یہاں رکو میں ابھی لوٹتی ہوں اس کے ساتھ ہی دروازے کے پاس سے ہٹ گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد بوڑھی بعشہ لوٹی اس کے ساتھ اس کی دونوں بیٹیاں عزیہ اور بناط تھیں۔ پھر بعشہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف۔ میرے بیٹے میرے بچے تم میاں بیوی اندر آ جاؤ۔ میری دونوں بیٹیاں بھی تم دونوں میاں بیوی کو اپنے گھر میں آمدید کہتی ہیں۔ بعشہ کا یہ فیصلہ سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل تھی جبکہ کیرش کے چہرے پر بھی خوشگوار اثرات دیکھے جا سکتے تھے۔ پھر یوناف اور کیرش میں داخل ہوئے بعشہ نے مکان کو اندر سے زنجیر لگا دی پھر وہ اپنے پہلو میں کھڑی اپنی دونوں بیٹیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ جو لڑکی دائیں طرف کھڑی ہے میری بڑی بیٹی عزیہ ہے اور دوسری چھوٹی بیٹی بناط ہے اس موقع پر وہ دونوں لڑکیاں کچھ کہنا چاہتی تھیں کہ یوناف نے بولنے میں پہل کی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے

سنو۔ میری دونوں بہنوں۔ میرے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام کیرش ہے اور یہ میری ہے۔ جیسا کہ تم تینوں ماں بیٹی ہم دونوں کو اپنے یہاں قیام کرنے کی اجازت دے چکی میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ آج سے تم مجھے اپنا وہ بھائی تصور کرو جسے تمہاری بستی بدمعاشوں نے مل کر ہلاک کر دیا تھا۔ سنو میری دونوں بہنوں۔ میں نہ صرف تمہارے والے بھائی کا انتقام۔ تمہاری بستی کے بدمعاشوں سے لوں گا بلکہ ان سے تمہاری حفاظت بھی کروں گا۔ اس پر بعشہ کی بڑی بیٹی عزیہ بولی اور اپنی خوشگوار آواز میں لگی۔

دیکھ اجنبی ہم تینوں ماں بیٹی نہیں جانتے کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ کن سرزمینوں سے ہے۔ تو نے چونکہ ہماری ڈھارس بندھائی ہے ہماری حفاظت کا ذمہ لیا ہے لہٰذا میں لور

میری چھوٹی بہن بناط آج سے تمہیں اپنا سگا بھائی ہی خیال کریں گے۔ اور اگر تم بستی
بدمعاش سے ہماری حفاظت کرو گے تو ہم زندگی بھر تمہارا یہ احسان فراموش نہ کر
گے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ ہمارے سر پر نہ باپ نہ کسی بھائی کا سایہ ہے اس لئے
بستی کے اوباش اور بدمعاش ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔ ہمارا اکلوتا بھائی تھا اسے
ظالموں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اس طرح ہمارے بھائی کے مرنے کے بعد
بدمعاشوں کی اوباشی کا راستہ بالکل صاف ہو گیا ہے۔ کوئی انہیں روکنے اور ٹوکنے والا
رہا۔ وہ جب چاہتے ہیں دندناتے ہوئے ہمارے گھر میں داخل ہوتے ہیں اور بے ہودہ
ناقابل برداشت گفتگو کر کے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں
ان کی باتیں خاموشی سے سنیں اور برداشت کرتے ہوئے گردنیں جھکالیں بس اس کے
ہم تینوں ماں بیٹی کچھ نہیں کر سکتے۔

عزیہ کی اس گفتگو سے یوناف بے حد متاثر ہوا وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے
کیرش بول پڑی اور عزیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میری بہن تمہاری بے بسی اور
لاچارگی کا وہ دور ختم ہوا اب اگر ان بدمعاشوں نے تمہارے یہاں داخل ہونے کے بعد
گھر میں کسی اوباشی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تو میں اور میرا شوہر یوناف انہیں مار مار
سب کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گے۔ اس پر اس بار بناط بولی اور بے کنار خدشات کا اظہار
کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

سنو۔ ہمارے دونوں مہمانو۔ وہ تین بدمعاش تو ہمارے گھر میں جب چاہتے ہیں آتے
ہیں ان کے پیچھے بستی کے بے شمار جوان ہیں جو ان کی حمایت میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اس
صورت میں ہمارے ساتھ تم دونوں کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی۔ اس پر یوناف
بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ بناط میری بہن تو فکرمند نہ ہو۔ وہ تینوں بدمعاش جو تمہارے گھر
داخل ہو کر بیہودہ گفتگو کرتے ہیں وہ اپنے ساتھ چاہے کتنے بھی ساتھی لے آئیں ہم دونوں
مل کر تمہاری حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اور ان کے سارے ساتھیوں کو یہاں
سے مار بھگانے کا ہنر اور طاقت رکھتے ہیں۔ اب جبکہ تم نے ہم دونوں کو یہاں رہنے
اجازت دے دی ہے تو پھر دیکھتی جانا ہم دونوں تم تینوں کی حفاظت کیسے اور کس طرح
کرتے ہیں۔ اس پر بوڑھی یعشہ فیصلہ کن انداز میں بولی اور کہنے لگی۔

میرے بچو۔ اگر یہ بات ہے تو صحن میں کیوں کھڑے ہو۔ آؤ اندر بیٹھتے ہیں۔ یوناف
اور کیرش یعشہ کے ساتھ چلے گئے۔ یعشہ انہیں اپنے سادہ سے دیوان خانے میں لے گئی
پھر وہ اپنی دونوں بیٹیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھو میری بچیوں اپنے ان دونوں مہمانوں کے لئے آج بہترین کھانے کا انتظام کرو۔
یوناف بولا اور عزیہ اور بناط کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میری دونوں بہنوں تم پہلے
پہلے میری بات سنو۔ اس کے بعد کھانے کا اہتمام کرنا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے
کمر سے بندھی ہوئی سنہرے سکوں سے بھری ہوئی ایک چھوٹی تھیلی نکالی وہ کھول کر اس
یعشہ کی گود میں رکھ دی پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھو میری ماں۔ اس تھیلی میں سنہرے سکے ہیں ان سکوں کو اپنے کام میں لاؤ۔ اس
گھر کے اخراجات بھی چلاؤ اور ــــــــ

یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ یعشہ نے تھیلی کھول کر دیکھی
حیرت زدہ سے انداز میں کہنے لگی دیکھ میرے بیٹے اس تھیلی میں سارے سنہری سکے
ہیں اتنی بڑی رقم کیا کروں گی اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ میری ماں۔ ان
سے گھر کے اخراجات بھی چلاؤ اور اپنی دونوں بیٹیوں کے لئے اچھے رشتے بھی تلاش
جب تک میں یہاں قیام کرتا ہوں اس وقت تک ان کی حفاظت بھی کروں گا اور
یہاں سے کوچ کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں ان دونوں کی شادیاں کرا کے ان کے گھر
آباد کرا چلا جاؤں۔ اس سلسلے میں دیکھ میری ماں اگر تجھے مزید نقدی کی ضرورت ہو تو
میں تمہیں مہیا کروں گا۔ اس پر یعشہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

اگر یہ بات ہے تو میں بازار جاتی ہوں اور کھانے کا اچھا سامان خرید کر لاتی ہوں۔
یوناف اور کیرش نے یعشہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا یعشہ تھیلی سنبھال کر دوسرے
کمرے میں چلی گئی۔ چند سکے اس نے لئے پھر وہ گھر سے نکل گئی تھی۔ جبکہ عزیہ اور بناط
یوناف اور کیرش کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگیں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھی
یعشہ لوٹ آئی۔ پھر اس نے اپنی دونوں بیٹیوں عزیہ اور بناط کو ساتھ لیا اور مطبخ میں جا کر
دونوں بیٹیاں کھانا تیار کرنے لگی تھیں اس وقت تک سورج غروب ہو گیا تھا اور فضاؤں
اور تاریکیاں پھیلنے لگی تھیں ایسے میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کسی
قدر گہری آواز میں مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تم اور کیرش دونوں سنبھل جاؤ۔ وہ تینوں بدمعاش جو اکثر نہیں
روزانہ اس بیوہ کے یہاں آتے ہیں اور جن کے نام متانیم۔ امون اور یواش ہیں وہ
ان کا رخ کرنے والے ہیں اس وقت امون اور یواش دونوں متانیم کے گھر ہیں اور
وہاں سے اٹھ کر وہ سیدھے ادھر ہی آنے والے ہیں۔ ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ وہ
یعشہ کو آ کر تنگ کرتے ہیں تاکہ وہ کسی نہ کسی روز اپنی دونوں بیٹیوں کو ان کے

حوالے کر دے۔ ایلیکا اپنا سلسلہ کلام جاری رکھنا چاہتی تھی کہ یوناف بیچ میں بول ا
سے پوچھنے لگا۔

دیکھ ایلیکا۔ پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کیا مناخیم کے یہاں اس کی کوئی بہن بھی ہے
ایلیکا فوراً بولی اور کہنے لگی ہاں۔ اس کی ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان بہن
کا نام ریغات ہے۔ پر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو۔ اس پر یوناف خوشی ا
کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ایلیکا۔ میں اس مناخیم۔ اسون اور یوآش کے منہ پر
ایک بھرپور طمانچہ مارنا چاہتا ہوں۔ پہلے میں مناخیم کی بہن کے خلاف حرکت میں آ
اگر یہ پھر بھی باز نہ آئے تو اسون اور یواش دونوں کی اگر بہنیں ہوئیں تو ان کے سا
میں ایسی ہی حرکت کروں گا۔ اس پر ایلیکا نے چونک کر پوچھا کیسی حرکت۔ ہوا
یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ایلیکا میں چاہتا ہوں کہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ا
اسون اور یوآش کے آنے سے پہلے ہی پہلے مناخیم کی بہن ریغات کو اٹھا کر اس
مکان کے ایک کمرے میں ڈال دوں۔ اور جب مناخیم۔ اسون اور یوآش آئیں
بہترین انداز میں استقبال کیا جائے اور مناخیم سے خصوصیت کے ساتھ مخاطب
جائے کہ چونکہ وہ لوگ ہر روز یہاں آتے ہیں ان کا یہاں آنا جانا اس بڑھیا بیوہ او
بیٹیوں کے لئے بے عزتی کا باعث ہے لہٰذا بڑھیا کی دونوں بیٹیاں وہ سامنے کمرے
تم جاؤ ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وہ تینوں جب وہاں داخل ہوں گے اور منا
اپنی بہن ریغات کو دیکھے گا تو دیکھ ایلیکا اخلاق اور کردار کے لحاظ سے وہ کہاں وہ
دیکھنے کے قابل ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تب ایلیکا
کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ تمہاری یہ ترکیب بے حد پسندیدہ اور قابل عمل ہے۔ اس لئے
لمحوں کے اندر ریغات کو اٹھا کر یہاں لا سکتے ہو اور ریغات کے حوالے سے خصو
ساتھ مناخیم۔ اور عمومیت کے ساتھ اسون اور یوآش کے چہروں پر یہ ایک بھرپور
گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ کسی قدر فکرمند
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی تھی۔

ناف! میرے حبیب جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔ اس لئے کہ مناخیم، اسون اور یواش
ے مکان کی طرف آنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس پر یوناف فوراً اپنی
اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بڑے پیارے انداز میں وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیرش
بیٹھو۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے مناخیم کی بہن ریغات کو اٹھا
لاتا ہوں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر یوناف اپنی سری قوتوں
میں لاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے اس کمرے سے غائب ہوا پھر وہ دوبارہ کیرش
نمودار ہوا اور پرسکون انداز میں وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیرش میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں۔ مناخیم کی بہن کو اٹھا کر میں نے اس بیوہ کے
ں جو سب سے بائیں طرف والا کمرہ ہے۔ اس میں لا بٹھایا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں
رسیوں سے جکڑ دیئے ہیں اور منہ پر کپڑا باندھ دیا ہے تاکہ وہ شور نہ کرے۔
ں یہ کارگزاری سن کر کیرش بھی خوش ہو گئی تھی۔ وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی
ایلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں وہ کہنے لگی۔

یوناف! میرے حبیب، کیرش کی طرف سے بھی محتاط رہنا۔ تم جانتے ہو کیرش بلا کی
ور خوبصورت اور پرکشش ہے اور یہ مناخیم، اسون اور یواش اس کے حسن، اس کی
ں سے متاثر ہو کر اس کی طرف بھی مائل ہو سکتے ہیں۔ اور اسے اپنی ہوس کا نشانہ
ارادہ کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کیرش
ایسا معاملہ کر کے گویا انہوں نے اپنی موت، اپنی مرگ کو دعوت دینی ہے۔ کیرش
ے یوناف اور ایلیکا کی ساری گفتگو سن رہی تھی۔ لہٰذا یوناف کے یہ الفاظ سن کر وہ
سین آمیز اور توصیفی انداز میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ جواب میں کچھ
چاہتی تھی کہ اسی لمحہ مکان کے بیرونی دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ اس پر
ولا اور اپنے سامنے بیٹھی کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیرش تم یہیں بیٹھو۔ میرے
ں میں وہ تینوں بدمعاش، اوباش آ گئے ہیں۔ میں دروازہ کھولتا ہوں۔ اس پر کیرش کہنے
بھی آپ کے ساتھ جاتی ہوں اگر وہ میرے حسن کو دیکھتے ہوئے میری طرف مائل
ں کوشش کرتے ہیں تو میرے خیال میں ہم آج ہی انہیں ایسا سبق سکھائیں گے کہ
اس گھر کا رخ نہیں کریں گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا نہیں ہمیں
بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم یہیں بیٹھو۔ اتنا کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا
کہ اس نے دیکھا کہ بوڑھی بیوہ کی دونوں بیٹیاں عزیہ اور بناط فکرمندی کے
میں مطبخ سے نکل کر صحن میں آن کھڑی ہوئی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے یوناف اور

کیرش بھی صحن میں آئے۔ کیرش عزیہ اور بناط کے قریب کھڑی ہو گئی جب کہ
کھولنے کے لئے یوناف آگے بڑھا تھا۔

دروازہ کھولتے کھولتے اچانک یوناف رک گیا۔ وہ پلٹا پھر وہ بعیشہ کو مخاطب
کہنے لگا۔ دیکھ میری بیوہ اور بوڑھی ماں تو عزیہ، بناط اور میری بیوی کیرش کو لے کر
خانے میں جا کر بیٹھ جا اور دیوان خانے کا دروازہ بند کر لے۔ اس پر بعیشہ بولی اور کہ
دیکھ بیٹے ان تینوں کے مقابلے میں ہم تمہیں اکیلا اور تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر ت
کے ساتھ ہمارا جھگڑا ہی ہونا ہے تو اس سلسلے میں ہم چاروں بھی مل کر تمہاری مد
گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ نہیں آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت
آپ عزیہ، بناط اور کیرش کو لے کر کمرے میں چلی جائیں۔ دیکھ میری ماں۔ جس وق
تینوں ماں بیٹیاں مطبخ میں مصروف تھیں۔ میں مناخیم کی بہن کو یہاں اٹھا لایا ہو
وقت مناخیم کی بہن کو میں نے تمہارے مکان کے سب سے بائیں طرف والے کمر
بٹھا رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں۔ اور میں نے اس کے منہ پر کپ
ڈال دیا ہے تاکہ وہ چیخ چلا نہ سکے۔ مناخیم جب اپنے بدمعاش ساتھیوں کے ساتھ
آئے گا تو میں ان تینوں کو اسی کمرے کی طرف بھیجوں گا۔ جس میں مناخیم کی بہن ہے
اس سے یہ کہوں گا کہ عزیہ اور بناط اس وقت دونوں اس کمرے میں ہیں۔ تم تینوں
انہیں اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔ میرا یہ رد عمل دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوں گے ا
کمرے کی طرف جائیں گے۔ جب مناخیم وہاں اپنی بہن ریغات کو دیکھے گا تو دیکھ
وہ سماں، وہ حادثہ بھی دیکھنے کے قابل ہو گا۔

اس پر بعیشہ نے فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرے
مناخیم کی بہن کو کیسے، کب یہاں اٹھا لائے۔ ہمیں تو خبر تک نہیں ہوئی۔ تم نے ا
کیا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ میں نے یہ سب کیسے اور کس وقت کیا اس کو تم بھول
جواب میں بعیشہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ دروازے پر پھر زور دار دستک ہوئی۔ جس
سے یوناف جلدی میں کہنے لگا۔ بعیشہ میری محترم ماں تو عزیہ، بناط اور کیرش کو لے
دیوان خانے کی طرف چلی جا۔ بعیشہ فوراً حرکت میں آئی۔ عزیہ، بناط اور کیرش بھی
کے ساتھ دیوان خانے کی طرف گئیں اور دیوان خانے کا دروازہ یوناف کے کہنے پر ا
نے بند کر لیا تھا۔

جوں ہی یوناف نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ تین بڑے کڑے خوب دراز قد او
جسامت کے جوان دندناتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ یوناف سمجھ گیا کہ وہ مناخیم، امو

ل ہیں۔ مکان میں داخل ہونے کے بعد ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کرتے
ہوئے پوچھا۔ تم کون ہو اور اس گھر میں کیسے موجود ہو۔ اس پر یوناف بڑی قہر بھری نگاہوں
ان تینوں کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا کہ پہلے میں تم تینوں سے پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو
کس سلسلے میں بغیر اجازت اس مکان میں داخل ہو گئے ہو۔ اس پر وہ جوان بولا۔ میرا
ناخیم ہے۔ میں اس بستی کا سردار ہوں۔ یہ میرے ساتھ میرے دو ساتھی ہیں یہ جو
دائیں طرف ہے اس کا نام امون اور جو بائیں طرف ہے اس کا نام یواش ہے۔ دیکھ
تو جانتا ہے کہ اس بیوہ بعیشہ کی دو بیٹیاں ہیں۔ جو اس بستی میں سب سے زیادہ
رت اور پرکشش ہیں۔ بس ہم تینوں کی نگاہ ان دونوں پر ہے۔ ہم ہر روز یہاں آتے
اس نیت سے کہ کسی نہ کسی روز تو بوڑھی بعیشہ تنگ ہو کر اپنی بیٹیوں کو ہمارے
کر دے گی۔ پر یہ تو کہو کہ تم کون ہو۔ اس پر یوناف بڑے ضبط، بڑے نظم کا مظاہرہ
ہوئے کہنے لگا۔

میرا نام یوناف ہے۔ میں حیدہ شہر کا رہنے والا ہوں۔ اس بیوہ بعیشہ کے دور کے
اقارب میں سے ہوں۔ اور بعیشہ سے ملنے کے لئے حیدہ شہر سے آیا ہوں۔ اس پر
بولا۔ لگتا ہے تم آج ہی اس گھر میں داخل ہوئے ہو۔ جواب میں کچھ کہنے کے بجائے
نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور مناخیم کو مخاطب کر کے کہنے
خیم تمہارے روز یہاں آنے جانے اور عزیہ اور بناط کو پسند کرنے کے متعلق بعیشہ
یل کے ساتھ بتا چکی ہے۔ دیکھو تم تینوں کا روز کا یہاں آنا جانا اچھا نہیں۔ اس
دونوں لڑکیاں اس بستی میں بدنام ہو کر رہ جائیں گی۔ اگر تم ان دونوں کو چاہتے ہو،
پسند کرتے ہو، ان کی صحبت سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہو تو وہ بائیں طرف والے
یں چلے جاؤ۔ وہ دونوں اس وقت اسی کمرے میں بیٹھی ہیں۔ اگر تم ان دونوں سے
ات کرنا چاہتے ہو تب بھی اور اگر تم ان دونوں کو اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتے
ھی تم تینوں کو اجازت ہے جاؤ لے جاؤ۔

یوناف کا جواب سن کر مناخیم اور امون اور یواش تینوں حیرت زدہ سے رہ گئے تھے۔
ان کے چہروں پر پرسکون اور پسندیدہ مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔ پھر مناخیم چند قدم آگے
ے پیارے اور پسندیدہ انداز میں یوناف کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔
تو نے تو ہمارا ایک رکا ہوا کام لمحوں کے اندر کر کے رکھ دیا ہے۔ تیرے جیسے
ہمارے لئے پسندیدہ اور محبت کے قابل ہوتے ہیں۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ بوڑھی
اس وقت کہاں ہے۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔ میرے عزیز۔ بعیشہ اس وقت

بازار میں سودا سلف خریدنے کے لئے گئی ہوئی ہے۔ تم وہ سامنے بائیں طرف والے کمرے میں چلے جاؤ۔ جس میں اس وقت عزیہ اور بناط تنہا ہیں۔ اور میں یہیں دائیں ہاتھ دیوان خانے میں بیٹھ کر تمہیں ان سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔ یوناف کے جواب پر مناخیم کے چہرے پر تھوڑی دیر کے لئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے اپنے لباس کے اندر سے چند سکے نکال کر یوناف کی طرف بڑھائے اور کہنے لگا۔ یہ اپنے پاس رکھو۔ تم نے ہمارا وہ کام کیا ہے جس کے ہونے کی ہمیں امید نہ تھی۔ اس پر یوناف بولا۔ پہلے تم تینوں اس کمرے میں جاؤ' جب تم وہاں سے فارغ ہو کر نکلو گے تو جس قدر رقم تم مجھے دو گے میں تم سے لے لوں گا۔ مناخیم یوناف کے اس جواب سے بے حد خوش ہوا۔ پھر وہ اپنے دونوں ساتھیوں اسون اور یواش کو لے کر مکان کے بائیں والے اس کمرے کی طرف چلا گیا جس کی طرف یوناف نے انہیں اشارہ کیا تھا۔

تینوں اس کمرے میں داخل ہوئے تب یوناف صحن میں کھڑا ہلکے ہلکے مسکرا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں انتہائی غصے اور غضبناکی کی حالت میں اس کمرے سے نکلے پھر مناخیم یوناف کے قریب آیا اور غصے اور خفگی میں یوناف کا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تم نے ہم سے کیسا برا مذاق کیا ہے؟ یہ میری بہن ربقات اس مکان اور کمرے میں کیسے آئی۔ کس نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اس کے منہ پر کپڑا ڈال کر ہمیں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر یوناف تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ وہاں تو عزیہ اور بناط بیٹھی ہوئی تھیں۔ تمہاری بہن ربقات وہاں کیسے پہنچ گئی۔ ذرا میرا گریبان چھوڑو۔ میں کمرے سے ہو کر آتا ہوں۔ مناخیم نے فوراً" یوناف کا گریبان چھوڑ دیا۔ یوناف بڑی تیزی سے اس کمرے میں گیا۔ وہاں کمرے کے وسط میں ربقات پریشانی کی حالت میں کھڑی تھی۔ یوناف آگے بڑھا اور بڑی نرمی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ربقات' میری بہن" تمہارا بھائی مناخیم اپنے دو ساتھیوں اسون اور یواش کے ساتھ روزانہ یہاں آتا ہے۔ وہ اس بیوہ بعیشہ کی بیٹیوں عزیہ اور بناط کو تنگ کرتا ہے اور ان کی عزت ان کی آبرو کے در پے ہے۔ میں تمہیں اٹھا کر یہاں اس لئے لایا تھا۔ تاکہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو یہ احساس ہو کہ جس طرح ان کی اپنی عزت عزیز ہے اسی طرح دوسروں کی عزت بھی ایسی ہی قدر و قیمت رکھتی ہے۔ دیکھ میری بہن میں تمہیں کسی اور نظریے سے اٹھا کر یہاں نہیں لایا تھا۔ اس پر ربقات خوش کن انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ میرے اجنبی بھائی۔ میں تیری شکر گزار ہوں کہ تو نے میرے بھائی مناخیم اور اس کے دوستوں کا اصل چہرہ دکھا دیا ہے۔ یوناف پھر بولا۔ تو پچھلے دروازے سے باہر نکل جا تاکہ میں تیرے بھائی اور اس کے اوباش دوستوں سے نپٹ سکوں۔ یوناف کے کہنے پر ربقات فوراً" حرکت میں آئی اور اس کمرے کی پشت کی طرف جو دروازہ تھا اس سے نکل کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

کمرے سے نکل کر یوناف دوبارہ صحن میں آیا اور مناخیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا مناخیم تمہارا اندازہ درست ہے۔ وہاں واقعی عزیہ اور بناط نہیں تھیں بلکہ تمہاری بہن تھی۔ اس پر مناخیم پریشان کن سے لہجے میں بولا تم کیسے جانتے ہو کہ وہ میری بہن تھی۔ کیا تم اسے جانتے اور پہچانتے ہو۔ اس پر یوناف بولا۔ میں اجنبی ہوں اسے کیا جانوں گا۔ بس اس سے گفتگو کر کے آ رہا ہوں۔ گفتگو کے دوران مجھے پتہ چلا کہ وہ تمہاری بہن ربقات ہے۔ اور میں نے اسے اس کمرے کے پشتی دروازے کی طرف سے نکل جانے کا موقع دے دیا ہے۔ لہذا تمہاری بہن اس کمرے سے نکل کر چلی گئی ہے۔ اس پر مناخیم قہرمانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اس کا چلا جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ میں تو تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ یہاں کیسے آئی۔ اس پر یوناف بھی کسی قدر غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ جس طرح تم اس مکان میں آ گئے ہو' اس طرح تمہاری بہن بھی آ گئی ہو گی۔ جس طرح تم فحاشی کے لئے اس مکان میں آئے ہو اس طرح تمہاری بہن بھی آ گئی ہو گی۔ اس پر مناخیم بپھر گیا۔ اپنا ہاتھ اٹھایا۔ چاہتا تھا کہ غصے میں یوناف کے منہ پر ایک بھرپور طمانچہ مارے لیکن یوناف نے ہوا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ پھر اس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ وہ بری طرح بل کھاتا ہوا صحن میں دور جا گرا تھا۔

اس موقعہ پر بعیشہ' عزیہ' بناط اور کیرش بھی دیوان خانے سے نکل کر صحن میں آن کھڑی ہوئی تھیں۔ ان چاروں کو دیکھتے ہوئے مناخیم چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور حیرت زدہ انداز میں وہ اپنے ساتھیوں اسون اور یواش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ عزیہ اور بناط تو اس کمرے میں تھیں۔ ان کے ساتھ ایک تیسری لڑکی ہے جو ان دونوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ اب یہ تینوں ایک ایک ہمارے حصے میں آجائیں گی۔ اور یہ جوان جس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے اس کو تو ہم اس صحن میں ذبح کر کے ان تینوں لڑکیوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ پھر دیکھتے ہیں کون ہماری راہ روکتا ہے۔ اور کون ان تینوں کو ہمارے ہاتھوں سے بچاتا ہے۔ اس کے بعد مناخیم نے اسون اور یواش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

دیکھو میرے دونوں ساتھیو۔ آگے بڑھو اور مار مار کر اس جوان کو جس نے اپنا نام

یوناف بتایا ہے حلیہ بگاڑ دو۔ یہ کیا سمجھے گا مناخیم پر ہاتھ اٹھانے کا کوئی نتیجہ نہیں اسے اتنا مارو کہ اس حویلی کے صحن میں اس کا دم نکل جائے۔ میرے خیال میں جو اور نئی لڑکی ہم دیکھ رہے ہیں اسی کے ساتھ میدہ شہر سے آئی ہے۔ اس کا خاتمہ کر بعد پھر ان تینوں لڑکیوں کو لے کر ہم ان کے ساتھ وہ داد عیش دیں گے جو آج تک کے لئے مثال نہ بنی ہو۔ مناخیم کے کہنے پر اموں اور یواش دونوں آگے بڑھے تھے یوناف پر حملہ آور ہوں۔ یوناف اپنی جگہ پر بالکل پر سکون کھڑا تھا۔ تاہم اس موقع کیرش' بعیشہ' عزیہ اور بناط کی طرف سے ہٹ کر یوناف کے پہلو میں آن کھڑی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے مڑ کر کیرش کی طرف دیکھا۔ بڑی نرمی' بڑی محبت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیرش تم وہیں بعیشہ' عزیہ اور بناط کے پاس ہی کھڑی رہتیں۔ میں ان تینوں سے بڑی آسانی کے ساتھ نپٹ لوں گا۔ اس پر کیرش محبت اور چاہت بھری آواز میں کہنے لگی میں ایسے موقعوں پر آپ کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ میں آپ کے ساتھ مل کر بتاؤں گی کہ کسی کی بیٹی پر غلط نگاہ رکھنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اتنی دیر تک اموں اور یواش قریب آ گئے تھے۔ دونوں ایک ساتھ حملہ آور ہوئے اور چاہتے تھے کہ آگے بڑھ کر یوناف پر اپنے مکوں کی بارش کر دیں کہ ان کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی یوناف نے ایک وار گھونسہ اموں کی گردن پر اس انداز میں مارا کہ اموں بری طرح ہوا میں اچھلتا ہوا مناخیم کے قریب گرا تھا۔ عین اسی وقت کیرش بھی حرکت میں آئی تھی اور جس طرح یوناف نے اموں کے مارا تھا ایسا ہی گھونسہ اس نے یواش کے دے مارا اور یواش قلابازیاں کھاتا ہوا مناخیم کے پاؤں کے قریب جا گرا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے مناخیم کے چہرے پر اور زیادہ قہرمانیاں برس گئی تھیں۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

لگتا ہے تو اپنے اور میرے مقام کو بھول گیا ہے۔ دیکھ اجنبی تو اس بستی میں مسافر ہے جب کہ میں اس بستی کا سردار مناخیم ہوں۔ میں جب اور جس وقت چاہوں اس بستی میں تمہارا خاتمہ کروا دوں اور کوئی بھی تمہاری مدد تک کو نہ آئے۔ تم نے میرے ساتھ یہ جو بد ترین مذاق کیا ہے کہ میری بہن کو تم یہاں لائے اور میری بہن ہی کے ہاتھوں مجھے پٹوایا یہ ناقابل معافی ہے۔ اس کی سزا ہم ضرور تمہیں دیں گے۔ مناخیم کے خاموش ہونے پر یوناف بولا۔

دیکھو بدی کے پروردو۔ کیا صرف دوسروں کی بیٹیوں کی عزت اور ناموس ہی بے وقعت ہے۔ تم اپنی بہن ریفقات کو وہاں دیکھ کر کیوں پریشان ہو گئے تھے۔ جس

طرح تمہاری بہن کی عزت و عصمت اہمیت رکھتی ہے اسی طرح عزیہ اور بناط کی عزت بھی قابل قدر ہے۔ جس طرح اپنی بہن ریفقات کو یہاں دیکھ کر تمہاری غیرت نے جوش مارا تھا اسی طرح عزیہ اور بناط کے سلسلے میں بھی تمہاری حمیت کو جوش زن ہونا چاہئے تھا۔ دیکھو بہن' بیٹی بہو کسی کی بھی ہو وہ قابل عزت اور قابل توقیر ہے۔ لہٰذا میرے ہاتھوں مرنے سے قبل میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تم تینوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اور پھر کبھی تم نے اس مکان کا رخ کرنے کی کوشش کی تو میں تم تینوں کی گردنیں کاٹ کر کسی جگہ تمہاری لاشوں کو دفن کر دوں گا۔ اور کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ تم کہاں کھو گئے۔

اس پر مناخیم بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہیں قتل اور دفن تو ہم کریں گے اور اس گھر کے صحن میں کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی مناخیم نے اپنے دونوں ساتھیوں اموں اور یواش کو مخصوص اشارہ کیا پھر وہ تینوں تین مختلف سمتوں سے یوناف اور کیرش کی طرف بڑھے تھے۔ اس موقع پر یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیرش میری رفیقہ۔ تم بعیشہ' عزیہ اور بناط کی طرف چلی جاؤ اگر ان میں سے کوئی ان کی طرف بڑھے اور ان کی بے عزتی کا باعث بننا چاہے تو تم ان تینوں کی حفاظت کرنا۔ اگر ان میں سے کوئی اس طرف نہ بھی بڑھا تو تم جانتی ہو میں لمحوں کے اندر ان تینوں سے نپٹنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔

یوناف کا کہا مانتے ہوئے کیرش عزیہ اور بناط کے قریب جا کھڑی ہوئی تھی۔ اتنی دیر تک وہ قریب آ گئے تھے۔ ان تینوں کے قریب آنے پر یوناف بارود کے دھماکے کی طرح حرکت میں آیا اور ان تینوں پر باری باری اس نے اپنے مکوں' طمانچوں اور لاتوں کی بارش کر دی۔

تاہم اموں اور یواش نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ سنبھل کر یوناف کا مقابلہ کریں اور اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کریں لیکن یوناف نے انہیں نہ ہی ایسا کرنے دیا اور نہ ہی وہ یوناف پر کوئی کارگر ضرب لگا سکے تھے۔ یہاں تک کہ یوناف نے ان تینوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔ اور تینوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف نے بعیشہ کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری مہربان ماں میں ان کا ایسا حلیہ بگاڑوں گا کہ دوبارہ یہ اس طرف کا رخ نہیں فرمائیں گے۔ دیکھ تو ایسا کر کہ اپنے گھر کے چولہے سے راکھ لے آ۔ پھر دیکھ میں ان کا حلیہ بگاڑتا ہوں۔ بعیشہ راکھ لانے کے لئے چپ چاپ مطبخ کی طرف چلی

گئی۔ اتنی دیر تک یوناف حرکت میں آیا۔ اپنا خنجر اس نے نکالا اور اس تیز دھار یوناف نے ان تینوں کی داڑھیاں سر کے بال، مونچھیں صاف کر دی تھیں۔ اتنی بعیشہ بھی راکھ لے کر وہاں آن کھڑی ہوئی تھی۔ ان تینوں کے سر اور چہرے صاف کے بعد یوناف نے ان کے سر اور چہروں پر راکھ سے کالک مل دی تھی۔ پھر وہ تحکمانہ انداز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اب تم تینوں اٹھو اور اس دفع ہو جاؤ۔ اور اگر تم تینوں میں سے کسی نے مزید یہاں رکنے کی کوشش کی تو یاد اس کی گردن کاٹ دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف نے ا ہوئی تلوار نکال لی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ تینوں اپنی جگہ سے اٹھے تیزی کے ساتھ مکان سے نکل گئے تھے۔

ان تینوں کے جانے کے بعد بوڑھی اور بے بس بعیشہ مسکراتی ہوئی قریب آئی ماں کی سی شفقت میں اس نے اپنا ہاتھ یوناف کے کندھے پر رکھا۔ نرمی میں کہنے لگی۔ دیکھ میرے اجنبی بیٹے۔ تم نے میرے لئے وہ کام کیا ہے جو کر سکتا تھا۔ یہ تینوں جب میرے گھر آئے تھے تو میں فکر مند تھی کہ تم اکیلے ان طرح نپٹو گے۔ لیکن جس طرح تم نے اکیلے ان تینوں کو مار مار کر ان کی حالت ہے۔ تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اگر یہ اپنے اور ساتھی بھی لے آئیں تب بھی تم ہاتھوں میری اور میری دونوں بیٹیوں کی حفاظت کر سکتے ہو۔ اس پر یوناف بعیشہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میری مہربان ماں۔ جب میں تمہیں ماں کہہ چکا مجھے اپنا بیٹا پکار چکی ہو۔ تو پھر میں ہر بدمعاش، ہر اوباش سے تمہاری اور اپنی بہنوں کی حفاظت کروں گا دیکھ میری ماں اگر یہ مناخیم اسون اور یواش اس بستی بدمعاشوں اور اوباشوں کو بھی یہاں لے آئیں تب بھی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں ہاتھوں میں اسی طرح تمہاری حفاظت کروں گا اور ان سب بدمعاشوں کی حالت کروں گا جیسی ابھی میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہارے سامنے مناخیم۔ اسون اور ہے۔

اس پر بعیشہ بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ میرے چلے تو گئے ہیں۔ پر میرے خیال میں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوٹیں گے اور ایک طوفان کھڑا کر دیں گے۔ دیکھ میرے بیٹے کھانا بھی تیار ہے آؤ ان کے پہلے کھانا کھا لیں تاکہ وہ اپنے مزید ساتھیوں کو یہاں لا کر انتقام لینا چاہیں تو تکے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ میری مہربان ماں۔ کھانا تو ہم کھا لیتے ہیں

اگر انہوں نے کسی رد عمل کا اظہار کیا تو دیکھنا میں ان کے سارے رد عمل کو بھی کاٹ کے رکھ دوں۔ یوناف کا جواب سن کر بعیشہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ سب دیوان میں جا کر بیٹھ گئے اور بناط نے وہاں کھانا لگا دیا پھر وہ پرسکون سے ماحول میں کھانا کھا تھے۔

کھانا کھا چکنے کے بعد جب بعیشہ، عزیہ اور بناط خالی برتن اٹھا کر مطبخ کی طرف چلی تب ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ کسی قدر پرسکون آواز میں یوناف کو کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب، یہ جو تم نے مناخیم۔ اسون اور یواش کے بال اور داڑھی منڈوا دی ہیں اور ان کے منہ پر کالک ملی ہے تو اسے انہوں نے اپنی انتہائی بے اور توہین جانا ہے کالک تو انہوں نے یہاں سے نکلنے کے بعد ایک کوہستانی چشمے سے جا دالی تھی۔ اس کے بعد وہ تینوں چوری چھپے اپنے ایک دوست کے یہاں گئے اور اطلاع دی کہ وہ تجارت کی غرض سے کچھ عرصے کے لئے تاز شہر کی طرف جا رہے لہٰذا اسی دوست کے ذریعے سے مناخیم نے اپنے یہاں سے کافی تعداد میں نقدی ہے۔ اب وہ اسون اور یواش کے ساتھ یہاں سے تاز شہر کی طرف چلا گیا ہے۔ داڑھی، مونچھیں اور بال منڈوائے جانے کے بعد وہ کچھ عرصہ تک لوگوں کے سامنے آنا چاہتے جب تک کہ ان کے بال اپنی اصلی حالت میں نہیں آ جاتے۔ وہ اس کہ اس بستی میں ان کی ایک خاص عزت، رعب اور ایک اعلیٰ اور ارفع مقام ہے۔ لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ کسی نے ان کی بے عزتی کی ہے، انہیں مارا پیٹا ہے، ان داڑھی اور مونچھیں منڈوائی ہیں تو ان کی عزت بستی میں خاک کے برابر نہ رہے۔ تینوں تجارت کا بہانہ کر کے تاز شہر کی طرف چلے گئے ہیں۔ وہاں کچھ عرصہ گزاریں جب تینوں کے بال پھر ٹھیک سے ہو جائیں گے تو وہ میرے خیال میں تم سے اور بعیشہ سے انتقام لینے کے لئے ضرور لوٹیں گے۔ میرے خیال میں ان کے بال نے میں چند ماہ تو لگیں گے ہی۔ لہٰذا اس دوران تم یہیں قیام کرو۔ ان کے جو وں گے ان سے میں تمہیں برابر مطلع کرتی رہوں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا خاموش ہو گئی اس لئے کہ بعیشہ، عزیہ اور بناط پھر میں داخل ہوئی تھیں۔ پھر بعیشہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ میرے بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تم مناخیم کی بہن رفعات کو کس طرح اور کیسے میں ان کی حویلی سے میرے یہاں لے آئے۔ یوناف یہ سن کر بولا۔ ماں میرے

پاس کچھ مافوق الفطرت قوتیں ہیں۔ جنہیں حرکت میں لا کر میں ریغات کو یہاں لا
کامیاب ہو گیا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر مناثیم اسون اور یواش نے تمہا
خلاف کوئی بڑا قدم اٹھانے کی کوشش کی تو انہی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
مار مار کر ان کی حالت بدترین کر دوں گا۔ اس پر بعیشہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے
گی۔ میرے بیٹے تم دونوں میاں بیوی ہم تینوں ماں بیٹیوں کے لئے فرشتہ صفت
ہوئے۔ اب میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی اٹھو اور اسی کمرے میں جا کر آرام
جس کمرے میں تم نے ریغات کو بٹھایا تھا۔ بعیشہ کے کہنے پر یوناف اور کیرش بڑی
نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھے اور پھر جس کمرے کی نشاندہی
نے کی تھی اسی کمرے میں جا کر وہ آرام کرنے لگے تھے۔ یوں یوناف اور کیرش نے
بعیشہ کے یہاں قیام کر لیا تھا۔

○

ایران کے نئے شہنشاہ نرسی نے جب آرمینیا پر قبضہ کر لیا اور آرمینیا کا
بھاگ کر اٹلی میں رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کے پاس چلا گیا تو ڈیوکلیشن نے اسے اپنی
اور بے عزتی جانا کہ ایرانیوں نے آرمینیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نے زور شو
جنگی تیاریاں کیں اور اپنے ایک جرنیل گیلیے ریلس کو ایک بہت بڑے لشکر کے سا
کے شہنشاہ کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ گیلیے ریلس ان دنوں دریائے ڈینیوب کے
رومنوں کے لشکر کا جرنیل تھا۔ وہ دریائے ڈینیوب سے روانہ ہوا اور ایشیا کی طر
اپنے لشکر کے ساتھ وہ پہلے وہ بین النہرین پہنچا۔ پھر دریائے فرات کے کنارے ہرام
قریب رومن جرنیل گیلیے ریلس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گیا تھا۔ دوسری طرف ایر
شہنشاہ نرسی کو جب علم ہوا کہ رومن لشکر نے ہرام کے قریب دریائے فرات کے
پڑاؤ کیا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا اور رومن لشکر کے سامنے صف آرا
دریائے فرات کے کنارے ہولناک جنگ کی ابتدا ہوئی۔ اس جنگ کی
رومنوں نے کی۔ نرسی شاید جنگ کو طول دینے پر تلا ہوا تھا۔ اور رومنوں کو تھکا
چاہتا تھا۔ جب کہ رومن جرنیل فی الفور حملہ آور ہو کر اور ایرانیوں کی صفیں
کر کے جنگ کے نتائج کو اپنے حق میں لینے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔
اسی بنا پر جونہی دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں، رومن جرنیل
نے جنگ کی ابتدا کی۔ گیلیے ریلس کے حکم پر رومن ایرانیوں پر خزاں کے زرد

کے العیفے، کڑے عذابوں کی سرزمینوں میں گونجتی ہواؤں اور ذلت کے سمندر میں
لات کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔
رومنوں کے اس حملے سے دریائے فرات کے کنارے کی ریت کی پیاسی گہرائی خون
نے لگی تھی۔ کڑی دھوپ کی تشنہ لبی برزخ کی سنگینی کی طرح خون آلود اور دجلہ
کے آنگن میں ان گنت اجسام بے آواز ہونے لگے تھے۔
دریائے فرات کے اس کنارے جہاں جنگ شروع ہوئی تھی۔ جذبوں کی لذت،
گداز پن، رنگوں کے گلابی سائے، لطف و لذت کے لمس، شباب کی چنچلی، کچی
ادائیں، زندگی کے گمنام راستے، سوچوں کے شیشے غرضیکہ ہر شے خون آلود ہو کر رہ
گئی۔ میدان جنگ میں چاروں طرف گہری مرگ کے بھنور اور ذلت آمیز موت کی
قص کرنے لگی تھی۔
رومن زور شور سے حملہ آور ہو رہے تھے جب کہ ایرانی شہنشاہ نرسی نے اپنے لشکر
رومنوں کے حملے روک کر اپنے دفاع تک محدود رکھا ہوا تھا۔ لگاتار دو دن تک
یت رہی۔ رومن برابر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے رہے۔ لیکن نرسی بڑے تحمل،
ن کے ساتھ ان کے حملوں کو روک کر اپنا دفاع کرتا رہا۔ رومنوں نے بڑی کوشش
ان جنگ میں ایرانیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کریں لیکن نرسی کمال جراتمندی کا
رہا تھا۔ رومنوں کے حملوں کو روکتے ہوئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک قدم بھی
اٹھا۔ اور لشکر کی ہر سمت سے اس نے اپنے لشکر کی صفوں کو رومنوں کے سامنے
رکھا تھا۔
ے دن جب ایرانی شہنشاہ نرسی نے دیکھا کہ رومنوں کے اندر تھکاوٹ کے آثار
ے ہیں تو اس نے اپنا اصل رنگ دکھانا شروع کیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ
سمندر سے نکلی اذیت۔ دکھ کے صحرا سے اڑتے طوفان، اندیشوں کی ریت سے
نے والے پیاسے صحرا کی طرح حرکت میں آیا۔ اندیشوں کے گھور اندھیروں، فن
رنگ، منزل سے بھٹکاتے بپھرے طوفان کی طرح وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا اور
لشکر کی ہر سمت کو اس نے دھول دھول ہر جہت دھواں دھواں کر کے رکھ دیا
شہنشاہ نرسی نے تیسرے روز کی اس جنگ میں رومنوں کو دم نہ لینے دیا۔ رومن
لگاتار دو دن جنگ کرتے ہوئے تھکے ہوئے تھے۔ جو نرسی نے اپنا رنگ دکھاتے
لشکر کو بگولوں سے آندھیوں اور طوفانوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا تو رومن جی
ان کی اس حالت سے نرسی نے پورا فائدہ اٹھایا اور چاروں سمت سے رومنوں

پر زور دار حملے کرتے ہوئے انہیں پسپا کرنا شروع کر دیا۔ جونہی رومنوں نے پسپائی
ایرانیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا۔
فرات تک رومنوں کا قتل عام ہوا جہاں تک نگاہ پڑتی تھی رومنوں کی لاشیں
بکھری دکھائی دیتی تھیں۔ یوں ہرام شہر سے باہر دریائے فرات کے کنارے
بدترین شکست ہوئی۔ رومنوں کے لشکر کی اکثریت کو ایرانی شہنشاہ نرسی نے موت
اتار دیا۔ رومن جرنیل گیلے ریس اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریائے فرات
جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کو اپنے جرنیل گیلے ریس کی اس شکست کا بے حد
دکھ ہوا۔ وہ کسی بھی صورت آرمینیا کو رومنوں کے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہتا
اپنے جرنیل گیلے ریس کی شکست کا سن کر اس نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کر
دیا اور جب گیلے ریس اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ اٹلی پہنچا تو ڈیوکلیشین
نیا لشکر دے کر ایرانی شہنشاہ نرسی کے خلاف حرکت میں آنے کا حکم دے دیا تھا۔

اس بار رومن جرنیل گیلے ریس بڑے خفیہ انداز میں اٹلی سے روانہ ہوا
روانگی رات کے وقت ہوئی اور اسے پوری طرح راز میں رکھا گیا تھا جس وقت
اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تو سات سات میل دور تک رومن جاسوس پھیل
کہ اگر کوئی ایرانی جاسوس آس پاس ہو تو اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور کسی کو
خبر نہ ہو کہ رومن جرنیل گیلے ریس ایک اور لشکر لے کر ایرانیوں کے خلاف
ہونے کے لئے ایشیا کی طرف بڑھا ہے۔

ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے اس بار گیلے ریس نے دوسرا راستہ اختیار
میدانی علاقوں میں سفر کرنے کے بجائے آرمینیا کے کوہستانی سلسلوں میں سے
دریائے فرات کے اس جانب بڑھا جہاں ایرانی شہنشاہ رومنوں کو شکست دینے کے
تک اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

رومن جرنیل گیلے ریس رات کے وقت اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرتا اور
وقت کہیں نہ کہیں گھات میں چھپ رہتا تھا تاکہ کسی کو اس کی پیش قدمی کی اطلاع
اسی طرح چھپتا چھپاتا بڑے رازدارانہ انداز میں رومن جرنیل گیلے ریس آ
کوہستانی سلسلوں سے ہوتا ہوا رات کی تاریکی میں دریائے فرات کے کنارے اس
پہنچا جہاں ایرانی بادشاہ نرسی نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا۔

ایرانی شہنشاہ نرسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ رومن اس

لشکر تیار کر کے اس کے ہاتھوں شکست اٹھانے والے جرنیل گیلے ریس کو ایک بار
کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیں گے۔ وہ فتح کے نشے میں مست ابھی
لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ یہاں تک کہ
تاریکی میں رومن جرنیل گیلے ریس نے اس وقت دریائے فرات کو نرسی کے پڑاؤ
میل دور عبور کیا۔ جس وقت رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی۔

گیلے ریس بڑی خاموشی اور رازداری کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے
ایرانی شہنشاہ نرسی کے پڑاؤ کی طرف بڑھا۔ رات کے پچھلے حصے میں جب کہ ایرانی
نیند سویا ہوا تھا رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ افق سے اٹھتی آندھیوں' لپکتی
برق' آفاق گیر سناٹوں میں تند عناصر کی ترکتاز' راستوں میں جنم سجاتی انقلاب
اور خونی سایوں کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ یہ حملہ ایسا اچانک' ایسا زور
جان لیوا تھا کہ رومنوں کے مقابلے میں ایرانی سنبھل نہ سکے۔ اور لمحوں کے اندر
نے ان گنت ایرانیوں کو کاٹتے ہوئے ان کے لشکر کی حالت لہو میں ڈوبے تاریکیوں
' بے چراغاں مزار' بجھ کر ٹھنڈی ہو جانے والی خوابوں کی اڑتی سیاہی جیسی بنا کر
تھی۔

رات کی تاریکی میں شب خون مارتے ہوئے رومنوں نے ایرانیوں کے لشکر کی
موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس اچانک حملے کے بعد ایرانی شہنشاہ نرسی نے
کوشش کی کہ اپنے لشکر کو سنبھال کر اور اس کی تنظیم درست کر کے رومنوں سے
جنگ کی ابتدا کرے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا کیونکہ شب خون نے ایرانیوں میں
عالم برپا کر دیا تھا اور جس طرف جس کا منہ اٹھا وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ جب کہ
ان کا تعاقب کر کے ان کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے
چند محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلنے میں
ہو گیا تھا۔

اپنے مرکزی شہر پہنچ کر ایرانی شہنشاہ نرسی نے اپنے سفیر رومن جرنیل گیلے ریس کی
روانہ کئے تاکہ اس کے ساتھ صلح کی گفت و شنید اور شرائط طے کی جائیں۔ ایرانی
دریائے فرات کے کنارے رومن جرنیل گیلے ریس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
ایرانی سفیر نے بڑی فصیح اور بلیغ تقریر کرتے ہوئے رومنوں اور ایرانیوں کو انسان کی دو
آنکھوں سے تشبیہ دی اور کہا کہ دونوں آنکھیں باہم مل کر انسان کی بصارت میں مدد دیتی
دونوں ایک دوسرے کی قدر چاہتی ہیں۔ لہٰذا دونوں حکومتوں کو بھی دو آنکھوں کی

طرح ہونا چاہئے۔

لیکن گیلے ریس کو اپنے سابق رومن شہنشاہ ویلیرین کا انجام یاد تھا۔ ... کرکے شاہ پور اول مرکزی شہر لے گیا تھا۔ اور جس وقت وہ گھوڑے پر سوار ہوا ... رومن شہنشاہ ویلیرین پر پاؤں جما کر گھوڑے پر بیٹھا کرتا تھا۔ ایرانی سفیر کی یہ ... تقریر بھی گیلے ریس کو مصالحت پر آمادہ نہ کر سکی۔ وہ یہ تقریر سن کر اور زیادہ ... یہ کہہ کر ایرانی سفیر کو لوٹا دیا کہ جن شرائط پر ایرانی حکومت کے ساتھ مصالحت ہو ... وہ میں بعد میں ایران کی حکومت کو واضح طور پر بھجوا دوں گا۔

آخر چند ہی دن بعد رومنوں کے فاتح جرنیل گیلے ریس نے ایرانیوں سے ... کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پیش کیں۔

اول یہ کہ ایرانی حکومت دریائے دجلہ کے دائیں ساحل تک کے پانچ ... دستبردار ہو جائے یہ پانچ صوبے ارزون تک' زابدہ' رحیمہ اور تھے۔

دوئم یہ کہ رومنوں اور ایرانیوں کے مابین فرات کے بجائے دریائے دجلہ ... سرحد تسلیم کر لیا جائے۔

سوئم یہ کہ آرمینیا سے لے کر آذربائیجان کے قلعہ تک کا علاقہ رومنوں ... میں دے دیا جائے۔

چہارم یہ کہ آئیبریہ (گرجستان) پر روم کا تسلط تسلیم کیا جائے۔

پنجم یہ کہ نصیبین ہی صرف ایسا مقام ہونا چاہیے جہاں رومنوں اور ایرا... تجارتی مال کا تبادلہ ہو سکے گا۔

ایران کی عسکری طاقت چونکہ رومنوں کے ہاتھوں شکست کے بعد پوری طر... چکی تھی۔ اور ایرانی شہنشاہ نرسی کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر اس نے شرائط کو تسلیم ... رومنوں کا فاتح جرنیل گیلے ریس پیش قدمی کرتے ہوئے ایرانیوں کے مرکزی شہر ... پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا اس نے شرائط کو تسلیم کر لیا۔ ان شرائط کی رو سے ایرانیوں ا... کی مشترکہ سرحد دریائے فرات کے بجائے دریائے دجلہ کو تسلیم کر لیا گیا۔ آ... قلعہ تک کے علاقہ پر رومنوں کا تسلط مان لیا گیا۔ گرجستان جس کے تحت قفقاز ... تھے وہ بھی رومنوں کے زیر اثر آ گئے۔

نرسی نے چونکہ خود ہی جنگ کا آغاز کیا تھا لیکن اس کا انجام جس صور... ایران کے لئے انتہائی رسوا کن اور مہلک تھا۔ ایسا معاہدہ جس نے آذربائیجان ... کے لئے خطرہ پیدا کیا نہ اشکانی عہد میں ہوا نہ ہی اس سے پہلے ساسانی دور میں ہوا ...

...ے دور میں شاہ پور دوئم اس ذلت آمیز شکست کا بدلہ چکا کر اس صلح نامہ کی ... بھیریتا تو ساسانی حکومت کو رومنوں کے ہاتھوں ہمیشہ ہی خطرہ لاحق رہتا۔

... اس ذلت آمیز معاہدہ کے بعد نرسی نے اپنے آپ کو حکومت کے قابل نہ سمجھا اور ... حمد کو اپنا جانشین نامزد کرکے تخت و تاج سے دست بردار ہو گیا اور اس ... کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ بہرحال اس کے بعد اس ... ایران کا شہنشاہ بنا۔

... ایران کے شہنشاہ نرسی کی یادگاروں میں شہر نقش رستم کی چٹان پر ایک ابھرواں ... اس میں بادشاہ علامتِ سلطنت ایک دیوی کے ہاتھوں سے لے رہا ہے۔ محققین کا ... کہ یہ دیوی ایران کی مشہور و معروف دیوی اناہیدہ ہے اس کے سر پر اس قسم کا ... جیسا اس کے عہد کے سکوں پر ہے یہ ایک تنگ ٹوپی کی شکل کا ہے جس کے اوپر ... گیند سی ہے۔ سر کے گھنگریالے بال کندھوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ گلے میں موتیوں ... دیوی نے ایک دیوار دار تاج پہنا ہوا ہے۔ بال کندھوں پر لٹک رہے ہیں۔ گلے ... کے ہار ہیں۔ قبا اوڑھے ہوئے ہے اس کے اوپر کمر بند ہے دیوی اور بادشاہ کے ... ایک لڑکا ہے یہ شاید نرسی کا بیٹا حمد ہے۔

... نرسی جب تک زندہ رہا وہ موسم گرما اپنے شہر اور موسم سرما ملائن میں بسر کیا کرتا ... روز نیا لباس پہنتا تھا۔ صرف وہی لباس دوبارہ پہنا جاتا جو انتہاء نفیس اور گراں بہا ...

... نرسی اپنے قریبی حلقوں کی بہت عزت کرتا تھا۔ کھانا اس کے لئے مخصوص نہ ہوتا ... جو کھانا مہمانوں کے لئے ہوتا خود بھی وہی کھاتا۔ وہ کبھی اپنی برتری کا اظہار نہ کرتا ... دربار کے اوقات میں' جب شہنشاہ ہونے کی حیثیت میں اس کی شان امتیازی ... تھی۔

... نرسی کا حرم دو بیگمات اور دو لونڈیوں پر مشتمل تھا وہ کبھی عبادت کی غرض سے ... میں نہیں جاتا تھا۔ جب اس سے سوال کیا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو اس نے ... کہا کہ خدا کی پرستش مجھے اتنی مہلت نہیں دیتی کہ میں آگ کی پرستش کر سکوں۔ وہ ... اور مخلص تھا۔ یہی وجہ تھی کہ رومیوں کے ساتھ اس نے نہایت رسوا کن شرائط ... کر لی تھی۔

O

... پولاف اور گیرش ایک روز بوڑھی حبشہ کے دیوان خانہ میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے

کہ ایلیکا نے یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیا پھر وہ بڑی خوش طبعی میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! انطاکیہ کی اس نواحی بستی میں اپنے کام کو جلد سمیٹو اس لئے کہ میرے، تمہارے اور کیرش کے لئے ایک اور مہم اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اس پر یوناف نے تجسس آمیز آواز میں ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ مہم کونسی، کہاں اور کس جگہ ہے۔ اس پر ایلیکا چہکتے ہوئے کہنے لگی۔ وہ مہم کہاں، کیسی اور کس طرح ہے اس کی تفصیل تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی پہلے تم اپنی اس موجودہ مہم کو تو نمٹاؤ۔ دیکھو تینوں بدمعاش متانیم، اسون اور یواش تائر شہر سے آج ہی لوٹے ہیں اور اس وقت متانیم اپنے دونوں دوستوں اسون اور یواش کے ساتھ اپنے دیوان خانے میں بیٹھا تم سے نمٹنے کے لئے صلاح و مشورہ کر رہا ہے۔

یوناف! تم یعیشہ نام کی اس بیوہ سے بات کرو کہ وہ اپنی دونوں بیٹیوں عزیہ اور بناط کو کہیں بیاہنے کی بات کرے اور جب ان دونوں بچیوں کا بیاہ ہو جائے اور یہ اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں تو پھر تم دونوں میری راہنمائی میں اپنی نئی مہم کی طرف جا سکو گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا جب خاموش ہو گئی تو یوناف بولا۔ تم ٹھیک کہتی ہو ایلیکا میں ابھی یعیشہ سے بات کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں وہ کیا جواب دیتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی کیرش کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھ کیرش تو ذرا یعیشہ کو تو بلا کر میرے پاس لا اور عزیہ اور بناط کو وہیں رہنے دینا۔ یعیشہ سے کہنا کہ میں اس کی بیٹیوں کے متعلق اس سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیرش فوراً" اپنی جگہ سے اٹھی اور دیوان خانے سے نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد کیرش لوٹی۔ اس کے پیچھے یعیشہ بھی تھی۔ دیوان خانہ میں داخل ہوتے ہوئے یعیشہ نے تھوڑی دیر تک تجسس آمیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا۔ یوناف نے اپنے سامنے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی نرمی سے کہا۔ میری مہربان ماں یہاں بیٹھو میں انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ یعیشہ آگے بڑھی اور یوناف کے ساتھ بیٹھ گئی۔ کیرش بھی یعیشہ کے پہلو میں جم گئی تھی۔

دیوان خانہ میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بوڑھی یعیشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میری مہربان ماں! میں تم سے تمہاری بیٹیوں اور اپنی بہنوں عزیہ اور بناط سے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں۔ کیرش بھی ایسی ہی ہے اور ہم دونوں کا کسی ایک جگہ جم کر رہنا اور قرار سے رہنا

کہ ہماری فطرت ہمارے خمیر کے خلاف ہے۔ میں عنقریب یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے اور کیرش کے یہاں سے جانے سے پہلے تمہاری دونوں بیٹیوں عزیہ اور بناط کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے گھر میں خوش اور آباد ہو جائیں۔ کیا تم اپنی بیٹیوں کے لئے چند دن میں کوئی مناسب رشتے تلاش نہیں کر سکتی ہو۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھی یعیشہ کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر وہ دکھ اور پریشانی کی ملی جلی آواز میں کہنے لگی۔ یوناف میرے مہربان بیٹے! میری نگاہ میں دو نوجوان ایسے ہیں جو میری بیٹیوں عزیہ اور بناط کو بھی پسند کرتے ہیں لیکن وہ ان سے شادی نہیں کر سکتے۔ نہ اس شادی پر ان کے گھر والے آمادہ ہیں۔ اس پر یوناف نے چونک کر یعیشہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ میری مہربان ماں! وہ نوجوان کون ہیں۔ ایک طرف وہ عزیہ اور بناط کو پسند بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ ان سے شادی پر آمادہ نہیں ہیں۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس پر یعیشہ پہلے کی نسبت زیادہ ملول اور غمزدہ آواز میں کہنے لگی۔

میرے بیٹے! اس بستی کے دو نوجوان ہیں۔ دونوں بھائی ہیں۔ ایک کا نام عبزاد اور دوسرے کا نام اخزیا ہے۔ دونوں میری بیٹیوں عزیہ اور بناط کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے ماں باپ بھی ان کی اس پسند سے اتفاق کرتے ہیں پر یہ شادیاں نہیں ہو سکتیں۔ یوناف نے احتجاجی انداز میں یعیشہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ شادیاں کیوں نہیں ہو سکتیں؟ یعیشہ گہری دکھ بھری آواز میں کہنے لگی۔ اس لئے کہ عبزاد اور اخزیا دونوں بھائیوں کے ماں باپ ڈرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنے بیٹوں کی شادیاں میری بیٹیوں سے کر دیں تو بستی کے اوباش اور بدمعاش متانیم، اسون اور یواش شادیاں ہونے ہی نہیں دیں گے۔ اور اگر یہ شادیاں ہو گئیں تو جس طرح اب وہ عزیہ اور بناط کو تنگ کرتے ہیں ایسے ہی وہ انہیں شادی کے بعد بھی تنگ کرتے رہیں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ عزیہ اور بناط کی وجہ سے وہ ان کے بیٹوں عبزاد اور اخزیا کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ اس پر یوناف فوراً" بولا اور یعیشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر عبزاد اور اخزیا کے ماں باپ کو متانیم، اسون اور یواش کا خوف نہ رہے تو کیا وہ عزیہ اور بناط سے شادی پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اس پر یعیشہ نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟ یوناف نے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ ماں! تم یہ نہ سوچو کہ کیا ممکن ہے اور کیا نہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ اگر ان کا ڈر اور خوف نہ رہے تو کیا عبزاد اور اخزیا اور ان کے گھر والے ان شادیوں پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اس پر یعیشہ بڑے وثوق سے بولی۔ میرے بیٹے! میرا خیال ہے کہ پھر وہ اس شادی پر آمادہ ہو جائیں گے۔

یوناف بولا اور بعشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میری ماں! تو جا عزاد اور اخزیا کو بلا کر میرے پاس لا۔ میں خود ان سے بات کرتا ہوں۔ میں چند ہی دن میں عزیہ اور بہالط کی سے فارغ ہونا چاہتا ہوں۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر بعشہ خوش ہو گئی۔ پھر وہ دیوان سے نکل گئی تھی۔ جب کہ یوناف اور کیرش وہیں بیٹھ کر بڑی بے چینی سے بعشہ کی کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد بعشہ لوٹی۔ اس کے ساتھ دو جوان بھی تھے۔ دونوں کی آپس میں خوب ملتی جلتی تھیں۔ دیوان خانے میں آ کر بعشہ نے باری باری یوناف اور اخزیا' عزاد کا آپس میں تعارف کرایا۔ یوناف کے کہنے پر عزاد اور اخزیا دونوں اس سامنے بیٹھ گئے۔ پھر یوناف نے ان دونوں بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ مجھے خبر ہے کہ تم دونوں بھائی عزیہ اور بہالط کو پسند کرتے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟ اس پر بڑا بھائی بولا۔ ہاں اجنبی یہ سچ ہے۔ یوناف نے پھر پوچھا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تم ان دونوں سے شادی کرنے سے کیوں ڈرتے ہو؟ اس بار چھوٹا بھائی اخزیا کہنے لگا۔

شادی کرنے سے ہم اس لئے ڈرتے ہیں کہ عزیہ اور بہالط دونوں کو بستی بدمعاشوں مناخیم' اسون اور یواش نے اپنی نگاہوں میں سما رکھا ہے۔ وہ ان پر فریفتہ ہیں۔ ان دونوں سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتے بلکہ ان دونوں بہنوں کو بے آبرو کرنے ہوئے ہیں۔ ہم دونوں بھائی ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے اس لئے کہ ایک تو وہ انفرادی اور مال و دولت میں ہم سے زیادہ ہیں دوسرے مناخیم بستی کا سردار بھی ہے۔ لہٰذا ہم بھائی ان کے سامنے مکمل طور پر بے بس اور مجبور ہیں۔

یوناف نے بڑے صبر' بڑے تحمل سے ان دونوں بھائیوں کی گفتگو کو سنا۔ جب خاموش ہوا تو یوناف پوچھنے لگا اگر یہ لاچارگی' یہ بے بسی نہ رہے تو کیا تم دونوں بھائی عزیہ بہالط سے شادی کر لو گے۔ اس پر عزاد نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ہاں! اگر مناخیم اور یواش کا خوف نہ رہے تو ہم عزیہ اور بہالط سے شادی پر آمادہ ہیں۔ اس پر یوناف پوچھا یہ خوف اور یہ خدشہ کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ کیا مناخیم' اسون اور یواش ان شادیوں کا خود اہتمام کریں تو تم اس پر رضامند ہو۔ اس پر عزاد خدشات کا اظہار کرتے ہوئے لگا۔

اول تو مناخیم' اسون اور یواش تینوں خود مل کر ان شادیوں کا اہتمام کریں گے نہیں۔ اور اگر کسی مجبوری' کسی لاچارگی کے تحت وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو بھی جائیں تب وہ جب یہ مجبوری ختم ہو جائے گی تو پہلے کی طرح عزیہ اور بہالط کو تنگ کرنا شروع کر

کہ ہم دونوں بھائیوں کا جینا بھی حرام کر دیں گے۔ اس پر یوناف پھر پوچھنے لگا۔ اگر مناخیم کو بستی کی سرداری سے محروم کر کے کسی اور کو بستی کا سردار بنا دیا جائے تو اس بستی میں پر امن ماحول کی توقع رکھتے ہو۔ اس پر عزاد کہنے لگا اگر ایسا ہو تو امن کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس طرح بستی کے لوگ دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ کچھ سردار کا ساتھ دیں گے اور کچھ لوگ ڈر اور خوف کے مارے مناخیم' اسون اور ساتھ دینا شروع کر دیں گے۔ اس طرح بستی کے لوگ دو حصوں میں بٹ کر ایک کے خلاف جنگ و جدل پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور بستی کی حالت پہلے سے بھی بدتر کی۔

عزاد کے اس جواب پر یوناف نے تھوڑی دیر تک سر جھکا کر مزید کچھ سوچا۔ اس دونوں بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ کیا مناخیم' اسون کے علاوہ بھی کوئی بدمعاش اور اوباش اس بستی میں ہے۔ جو ان جیسا کھیل کھیلتا اخزیا کہنے لگا۔ نہیں' بڑے اوباش اور بدمعاش تو یہی تینوں ہیں۔ باقی ان کے سنگی وہ خوف اور خدشے کی وجہ سے ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو کہتا ہوں کہ بستی کے اندر سے بدمعاشی اور اوباشی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ سن کر کن انداز میں بولا۔ اگر مناخیم' اسون اور یواش کا خاتمہ کر دیا جائے تو کیا تم سمجھتے اس شادی پر آمادہ ہو اور بستی میں امن بھی رہے گا۔ عزاد نے بے پناہ سکون اور اظہار کیا اور کہنے لگا۔

مناخیم' اسون اور یواش کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً" یہ شادیاں بھی ہو سکتی ہیں اور امن بھی قائم رہ سکتا ہے۔ پھر اچانک عزاد کے چہرے کی حالت بدل گئی۔ پھر وہ تشویش آمیز آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ لیکن دیکھو اجنبی! ان تینوں میں ایک قباحت بھی ہے۔ اگر ان تینوں کے خلاف تم حرکت میں آ کر ان تینوں کا ہو اور اس کے بعد ہماری شادیاں ہوتی ہیں تو بستی کے لوگ یقیناً" ہم دونوں شک اور شبہ کریں گے۔ کہ عزیہ اور بہالط سے شادیاں کرنے کی خاطر ہم نے اسون اور یواش کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس پر یوناف پھر کچھ سوچا اور پھر وہ انداز میں عزاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

عزاد میرے بھائی۔ میں مناخیم' اسون اور یواش کو خود قتل نہیں کروں گا۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ اور ایک دوسرے کے قتل کا ہوں گے۔ پھر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اس پر چھوٹا بھائی اخزیا بڑے اطمینان

کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اگر وہ تینوں ایک دوسرے سے الجھ پڑیں اور ایک دوسرے
خاتمہ کر دیں تو پھر اس تجویز کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ نہ ان کے قتل کا کسی پر الزام
گا۔ نہ کسی سے کوئی انتقام لیا جائے گا اور ان کے خاتمے پر بستی میں امن و سکون کا
دورہ بھی ہو جائے گا۔ اس پر یوناف فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا تو تم دونوں بھائی جاؤ۔
مطمئن رہو۔ بہت جلد تم دیکھو گے کہ مناثیم' امون اور یواش آپس میں ایک دوسرے
خاتمہ کرنے کے در پے ہو گئے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے عیزاو اور اخزیا دونوں
مطمئن سے ہو کر دیوان خانے سے نکل گئے۔

ان دونوں کے جانے کے بعد یوناف نے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی کیرش کو مخاطب
کہا۔ کیرش تم یہیں بیٹھو۔ میں مناثیم' امون اور یواش کو آپس میں لڑانے کا ایک
ہوں۔ جواب میں کیرش بولی کیا ایسا ممکن نہیں کہ اس معاملے میں بھی آپ کا ساتھ
جواب میں یوناف کہنے لگا نہیں۔ ایسا کرنے میں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں
مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد مناثیم' امون اور یواش کا آپس میں ٹکراؤ کرا کے ان
کرا دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھا اور دیوان خانے سے نکل گیا تھا۔

راستے میں یوناف نے ابلیکا کو پکارا۔ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔
نے فوراً پوچھا ابلیکا اس وقت مناثیم' امون اور یواش کہاں ہیں۔ جواب میں ا
لگی۔ مناثیم' امون اور یواش یہ تینوں مناثیم کے یہاں اکٹھے بیٹھے باہم گفتگو کر رہے
گفتگو کا موضوع تم اور بناط تھے۔ اب تھوڑی دیر ہوئی امون اور یواش اس کے ساتھ
سے اٹھ کر نکلے ہیں۔ کیا تم ان کے خلاف کوئی حیلہ استعمال کرنے لگے ہو۔ اس پر
بولا۔ ابلیکا میرا حیلہ دیکھتی جا۔ میں کیسے ان تینوں کو باہم لڑاتا ہوں اور ان اوباش
بدمعاشوں کا کیسے خاتمہ کراتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے آگے بڑھا

مناثیم کی حویلی سے تھوڑی ہی دور یوناف کو امون اور یواش اپنی طرف آتے
دیئے۔ امون اور یواش مناثیم کے ساتھ اس سے پہلے چونکہ یوناف کے ہاتھوں
تھے۔ لہٰذا یوناف کو دیکھتے ہی وہ خوفزدہ ہو گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ راستہ بدل لیں لیکن
نے انہیں پکارا اور رک جانے کو کہا۔ اس کے یوں نرمی اور شفقت سے پکارنے پر
رک گئے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو! میں تم دونوں سے تمہارے ہی فائدے اور منفعت کے لئے
کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم دونوں مجھے کہیں اکٹھے مل سکتے ہو۔ اس پر امون یوناف
کے پوچھنے لگا۔ تم ہمارے ساتھ کیسی گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ یوناف بولا جو میں نے

اس کا جواب دو۔ جو کچھ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے
اگر تم پسند کرو تو تم دونوں کسی جگہ جمع ہو۔ اور میں تھوڑی دیر بعد تم سے ملوں اور
ہی فائدہ کی گفتگو کروں۔ اس بار یواش کہنے لگا۔

میں امون کو اپنی حویلی میں لے جاتا ہوں اور دونوں دیوان خانے میں تمہارا انتظار
ہیں۔ دیکھو یوناف ہمارے ساتھ دھوکہ اور فریب نہ کرنا۔ اس پر یوناف مسکراتے
کہنے لگا تم دونوں جاؤ میں ابھی تھوڑی دیر تک تم سے ملتا ہوں۔ اور تم سے ایسی گفتگو
گا جس میں تم دونوں کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور سنو یہ گفتگو عزیہ اور بناط کے سلسلے
ہو گی۔ امون اور یواش ان الفاظ پر خوش ہو گئے۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔

امون اور یواش کے جانے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ایک
بوڑھے اور پارسا شخص کا بھیس اس نے بدلا پھر وہ مناثیم کے دیوان خانے میں داخل
وہ اپنے دیوان خانے میں امون اور یواش کے رخصت ہونے کے بعد اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔
پر آ کر یوناف نے مناثیم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے بستی کے سردار میں
بہتری اور بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اجازت دو تو میں اندر آؤں۔ اس
نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بزرگ اگر تم کوئی ایسی گفتگو کرنا چاہتے ہو جس میں میری بہتری اور
ہے تو پھر تمہیں اندر داخل ہونے کے لئے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں
آؤ میرے سامنے بیٹھو اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف آگے بڑھا۔ مناثیم کے سامنے
پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مناثیم! یہ مت پوچھنا کہ میں کون ہوں؟ میرا نام کیا ہے؟ اور کہاں سے آیا ہوں؟
ذہن میں یہ بات بٹھانا کہ میں تیرے خیر خواہوں میں سے ایک ہوں۔ تیری بھلائی'
بہتری چاہتا ہوں۔ مناثیم بڑی جستجو سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ کیا کہنا
ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھو مناثیم! تمہارے دونوں دوست امون اور یواش تمہارے یہاں سے اٹھ کر
ہی خلاف گفتگو کرتے جا رہے تھے۔ اس وقت وہ دونوں یواش کے دیوان خانے میں
ان کی گفتگو کا موضوع بستی کی حسین اور خوبصورت لڑکیاں عزیہ اور بناط ہیں۔
دونوں نے یہ مشورہ کیا ہے کہ جب تک مناثیم زندہ ہے اس وقت تک وہ عزیہ اور بناط
حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان دونوں نے باہم مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں قتل کر کے
سے ہٹا دیا جائے۔ اس طرح وہ دونوں مل کر عزیہ اور بناط کو حاصل کر لیں۔ یہاں

تک کہنے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مناخیم کے ضمیر کے اند
اور یواش کے خلاف اس نے غضبناکی اور غصہ پیدا کرنے کا عمل کیا۔

اس صورت حال میں مناخیم کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا پھر وہ
ہوئے یوناف کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ دیکھو اجنبی! جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ سچ
یقین جانو میں اس اسون اور یواش دونوں کی گردنیں کاٹ دوں گا۔ اس پر یوناف پھر بولا
تو ایسا کرے تو اس میں تیری ہی بہتری ہے۔ اس لئے کہ اسون اور یواش کو اگر تو ٹھکانے
ہے تو پھر عزیہ اور بحلاط کا اکیلا مالک اور وارث بن سکتا ہے۔ اگر تجھے میری باتوں پر اعتبار
ہو تو اپنے کچھ ساتھی لے اور یواش کی حویلی کی طرف جا۔ پھر دیکھنا وہاں یواش اور
دونوں مل کر تیرے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہیں اور انہوں نے یوناف نام
شخص کو بھی اپنے ساتھ ملا رکھا ہے جس نے ان دونوں عزیہ اور بحلاط کے یہاں ا
کیرش کے ساتھ قیام کر رکھا ہے۔ اور یہ یوناف وہی شخص ہے جس نے ایک بار
علاوہ اسون اور یواش کے ساتھ بھی جھگڑا کیا تھا۔ مناخیم اور زیادہ برہمی کا اظہار کرتے
کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے تو اسون اور یواش دونوں میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتے۔
ابھی ان کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے مجھ سے بچتے ہیں۔ اس پر یوناف
بولا۔ دیکھ مناخیم، تیرے ہمدرد تیرے خیر خواہ کی حیثیت سے میں تمہیں نصیحت کروں
اکیلے مت جانا۔ اپنے چند ساتھی ساتھ لے کر جانا۔ اس لئے کہ اگر اسون اور یواش نے
حملہ کر دیا تو اس طرح تمہاری جان بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس پر مناخیم اپنی جگہ
اٹھتا ہوا بولا۔ نہیں۔ میں تمہاری نصیحت پر عمل کروں گا۔ اپنے کچھ ساتھی ساتھ
جاؤں گا۔ اور اس اسون اور یواش کو ختم کر کے رہوں گا۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھا اور
لگا۔ تمہاری بہتری اور بھلائی کے لئے میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ دیا اب میں رخصت
ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مناخیم کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کئے بغیر یوناف اس
دیوان خانے سے نکل گیا۔

مناخیم کی حویلی سے تھوڑی دور جانے کے بعد یوناف نے پھر اپنے سری قوتوں
حرکت میں لاتے ہوئے اپنی اصل شکل و صورت اختیار کی اس کے بعد وہ یواش کی حویلی
دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کے کہنے پر دیوان خانے میں یواش اور اسون اسی کا
کر رہے تھے۔ یوناف آگے بڑھا اور اسون اور یواش کے آگے بیٹھتے ہوئے بولا۔ سنو
صاحبو! مجھے آنے میں کچھ دیر ہو گئی۔ اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ جواب میں
پوچھنے لگا۔ اگر تو ہمارے ساتھ ہمدردی ہی کرنا چاہتا ہے اور ہماری خیر خواہی کو پیش نظر

ہے تو کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ جواب میں یوناف نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔
دیکھو میرے دونوں صاحبو! میں تم سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ تمہارا تیسرا دوست اور اس
سردار مناخیم تم دونوں کے خلاف ایک سازش تیار کر رہا ہے۔ اصل میں وہ بستی کی
کی دونوں بیٹیوں عزیہ اور بحلاط کو اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ تمہاری
میں وہ چونکہ ایسا نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ تم دونوں کو قتل کر کے
سے ہٹا دے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف پھر اپنے سری عمل کو حرکت میں لاتے
اسون اور یواش پر ایک طرح سے وارد ہوا اور ان دونوں کے دل میں مناخیم کے
اس نے کرود اور غصہ پیدا کر دیا۔
ان باتوں اور اس کے سری عمل سے اسون اور یواش دونوں کی حالت بدل کر رہ گئی
دونوں کے چہرے غصے میں لال سرخ لوہے جیسے ہو گئے تھے۔ پھر اسون بولا اور یوناف
کرتے ہوئے کہنے لگا۔
دیکھ ہمارے اجنبی مہمان! جو کچھ تم نے کہا ہے اگر سچ ہے تو قبل اس کے مناخیم
گردنیں کاٹنے میں اور یواش اس کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی اس کا حلقوم کاٹ
دیں گے۔ جوں ہی اسون خاموش ہوا یوناف ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو
دونوں صاحبو! مناخیم کے خاتمے میں تم دونوں کا فائدہ اور بھلائی ہے اس لئے کہ مناخیم
دونوں مل کر ختم کر دیتے ہو تو عزیہ اور بحلاط کے سلسلے میں تم دونوں کی راہیں بالکل
ہموار ہو جائیں گے۔ مناخیم کے خاتمے کے بعد تم میں سے ایک عزیہ کو اپنے ہاں
اور دوسرا بحلاط کا مالک بن جانا۔ اس طرح تم دونوں کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہو
یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا
ہی سرگوشی کی۔ کہنے لگی۔ یوناف سنبھل۔ مناخیم اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ
اور یواش کا رخ کر رہا ہے۔ وہ ضرور ان پر حملہ آور ہو گا لہٰذا تو ایک طرف ہو جا۔
کہنے کے بعد جب ابلیکا نے اپنا لمس ختم کیا تو یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور
دیکھو میرے ساتھیو جو تمہاری بھلائی اور بہتری کی بات تھی وہ میں نے تم دونوں
دی ہے۔ اب تم دونوں اپنی تیاری کرو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مناخیم اپنے
کے ساتھ تم پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ اس پر یواش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور
دیکھ میرے مہربان تو ٹھیک کہتا ہے۔ مناخیم کے آنے سے پہلے ہی پہلے ہم اپنی
کر لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف وہاں سے نکل گیا۔
یواش کے ہاں سے نکل کر یوناف بستی کے اس محلے میں جس قدر یواش اور اسون

کے رشتہ دار تھے انہیں اطلاع کرنے لگا کہ مناخیم' یواش اور اموں پر حملہ آور ہونا چاہتا
لہٰذا ان کی حفاظت کا سامان کریں۔ عین اسی موقع پر مناخیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوا
حویلی میں داخل ہوا۔ اموں اور یواش کو دیکھتے ہی وہ برہم ہوا اور کہنے لگا میں کی
صورت تم دونوں کی خواہش کو کامیاب نہ ہونے دوں گا۔ اس پر اموں نے بے پناہ
اظہار کرتے ہوئے کہا۔

سن مناخیم! تو کتے سے بھی بدتر ثابت ہوا ہے۔ کتا بھی اپنے ساتھی اپنے مالک
کر دم ہلاتا ہے اور پاؤں چاٹتا ہے تو نے تو نمک حراموں سے بھی بدتر معاملہ کیا ہے
اور یواش ہر صورت میں تجھے قتل کر کے رہیں گے۔ تیرے قتل کے بعد ہی ہم عزیہ
کے مالک بن سکتے ہیں۔

مناخیم کو جو باتیں یوناف نے سمجھائی تھیں اموں کی اس گفتگو سے اسے ان باتوں
یقین ہو گیا۔ لہٰذا اس کے جو ساتھی تھے انہیں ان دونوں پر حملہ آور ہونے کا حکم
تھا۔ مناخیم کا اشارہ ملتے ہی اس کے ساتھیوں نے اپنی تلواریں سونت کر آگے بڑھے
اور یواش پر انہوں نے حملہ کر دیا۔ اموں اور یواش نے اپنا دفاع کرنا چاہا لیکن وہ ناکام
اور مناخیم کے ساتھیوں نے لمحوں کے اندر ان دونوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں

جوں ہی مناخیم کے آدمی اموں اور یواش کا خاتمہ کرنے کے بعد فارغ ہوئے
لوہ یوناف کے اکیخت کرنے پر اموں اور یواش کے مسلح رشتہ دار وہاں داخل ہو
جب انہوں نے دیکھا کہ مناخیم کے ساتھیوں نے اموں اور یواش کو قتل کر دیا ہے
سارے مناخیم اور اس کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور بڑے خونخوارانہ انداز میں
نے مناخیم کے ساتھ ساتھ اس کے سارے ساتھیوں کی بھی گردنیں کاٹ کر رکھ دی

○

مناخیم اس کے ساتھیوں' اموں اور یواش کے قتل کے بعد چند روز تک
اندر عداوت اور دشمنی کی فضا چلتی رہی پھر لوگوں نے باہم مل بیٹھ کر آپس میں
کروا دی۔ اس صلح صفائی کے چند ہی روز بعد عیرار کی شادی عزیہ سے اور بہلاہ
اخزیا کے ساتھ کر دی گئی۔ عیرار نے عزیہ کے ساتھ اپنے ماں باپ کے یہاں رہائش
کر لی تھی جب کہ اخزیا اپنی بیوی بہلاہ کے ساتھ حبشہ کے ہاں مستقل طور پر سکونت
گیا تھا۔

عزیہ اور بہلاہ کی شادی کے دوسرے روز جس وقت یوناف اور کیرش

خانے میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے تو ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ قبل اس کے
لمس مکمل کرنے کے بعد کچھ کہتی یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کیا اور پوچھا۔
ابلیکا اس سے پہلے تو نے اطلاع کی تھی کہ ہمیں حبشہ کی دونوں بیٹیوں عزیہ اور
شادیوں سے فارغ ہونے کے بعد ایک نئی مہم کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ کیا تم بتاؤ گی
نئی مہم کہاں اور کس جگہ ہے۔ اس پر ابلیکا مسکراتی' کھلکھلاتی ہوئی آواز میں کہنے

یوناف میرے حبیب! یہی بات کہنے کے لئے تو ابھی میں نے تیری گردن پر لمس دیا
تم دونوں اب انطاکیہ کے اس علاقے سے صحرائے عرب کی طرف کوچ کرو۔ اس پر
نے ایک طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا ابلیکا' یہ صحرائے عرب کے اندر کیا مہم اٹھ
والی ہے۔ کیا وہاں عزازیل نے کسی نئے اور ناپاک کھیل کی ابتدا کر دی ہے۔ اس پر
اب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف کھیل کی ابتدا ہوئی نہیں بلکہ بہت جلد ہونے والی ہے۔ یوناف بولا۔ جو کچھ تم
ہو کھل کر کہو۔ اس کے جواب میں ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف۔ صحرائے عرب سے انسانی گروہ کا ایک طوفان انگڑائیاں لیتا ہوا اٹھا ہے اور
جزیروں کا رخ کر رہا ہے۔ اس انسانی گروہ کا عزم اور ارادہ ہے کہ وہ بحرین کو
تسلط سے نجات دلا کر خود قبضہ کر لیں گے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف نے
پھر وہ پوچھنے لگا۔

ابلیکا! تفصیل سے کہو۔ صحرائے عرب سے اٹھنے والا یہ انسانوں کا گروہ کیسا ہے اور
لوگ بحرین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ابلیکا نے کہا۔

صحرائے عرب سے اٹھنے والا انسانوں کا گروہ عرب کے مختلف قبائل پر مشتمل ہے
میں زیادہ تر لوگ بنو عدنان سے تعلق رکھتے ہیں اور بنو عدنان ہی کے ایک ذیلی
عبدالقیس کا سردار حمیر بن وائیل اس انسانی گروہ کی سرداری اور سرکردگی کر رہا ہے۔
میں زیادہ تر لوگ بنو عدنان کے ذیلی قبیلے عبدالقیس سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ حمیر
کی سرکردگی میں انسانوں کا یہ گروہ بحرین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے یہ لوگ پوری طرح
اروں سے مسلح ہیں اور ان کے پاس سواری کے لئے اونٹ گھوڑے اور ٹٹو بھی
وں نے اپنے ساتھ رسد اور کمک کا سامان بھی وافر مقدار میں جمع کر رکھا ہے۔ اور
بھی رکھتے ہیں کہ ایرانی حدود میں داخل ہونے کے بعد وہ چاروں طرف لوٹ مار کا
کر کے اپنے لئے مزید رسد اور کمک کا سامان حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس انسانی

گروہ کے لئے چند خطرات بھی منڈلا رہے ہیں۔ اس پر یوناف نے فوراً پوچھا۔
ابلیکا! پہلے یہ بتاؤ کہ یہ انسانی گروہ جس کا تعلق تر زیادہ عربوں کے قبیلے
سے ہے اور جس کی سالاری حمیر بن وائل کر رہا ہے کیوں کہ بحرین پر قبضہ کرنا چا
اور یہ ان کے لئے کون سے خطرات سر اٹھا رہے ہیں۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ یوناف
کا خیال ہے کہ بحرین بنیادی طور پر ان کا علاقہ ہے اور ایران نے اس پر قبضہ کر ر
لہٰذا وہ بحرین کو ایرانیوں سے واپس لینا چاہتے ہیں۔
بحرین پر حملہ آور ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کے لئے عربوں کے پاس ایک
وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ بحرین موتیوں کی سرزمین خیال کی جاتی ہے۔ اس کے س
بیش بہا قیمتی اور کافی تعداد میں موتی نکلتے ہیں۔ ہر وقت پانچ سو کشتیاں بحرین کے ساحل
ساتھ ساتھ موتی تلاش کرنے میں سرگرداں رہتی ہیں۔ اور یہ موتی دنیا کے سب
قیمتی اور نایاب خیال کئے جاتے ہیں۔ ان موتیوں سے ایران کی حکومت کافی دو
ہے۔ لہٰذا عرب ان قیمتی موتیوں کی وجہ سے بھی بحرین کو اپنے قبضے میں کرنا چا
یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا۔
تم نے کہا ہے کہ عربوں کا جو گروہ بحرین پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قد
ہے اس کے لئے خطرات بھی منڈلا رہے ہیں تو کیا تم بتا سکو گی کہ عربوں کے اس گ
لئے کہاں اور کدھر سے خطرات اٹھنے کے اندیشے ہیں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہ
ان حملہ آور عربوں کے لئے خطرات ایران کی مملکت کی طرف سے اٹھ رہے ہیں
ایران میں نرسی کی دست برداری کے بعد اس کا بیٹا ہرمز دوئم ایرانیوں کا بادشاہ بنا
دوئم کو ایک عادل بادشاہ ہے اس نے ملک میں عدل و انصاف کے لئے ایک دار العدل
ہے جس شخص پر کوئی ظلم و ستم ہوتا ہے وہ بلا روک ٹوک دار العدل کا دروازہ
ہے۔ غربا بلا جھجک اپنی شکایات بادشاہ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اور انصاف طل
ہیں۔ بہرحال یہ ہرمز لوگوں کو خوشحال بنانے کے لئے اپنی پوری کوششیں کر رہا ہے
باوجود وہ نہیں چاہتا کہ عرب بحرین پر قبضہ کر لیں۔
بحرین پر حملہ آور ہونے والے ان عربوں کو روکنے کے لئے ہرمز نے پہلے
چال چلی ہے۔ وہ یہ کہ اس نے اپنے کچھ انتہائی خونخوار قسم کے جاسوس بحرین ک
بڑھنے والے عربوں کے اس گروہ کی طرف روانہ کئے ہیں۔ ہرمز کے یہ خونخوار جا
کی طرف بڑھنے والے عربوں کے سالار حمیر بن وائل، اس کے بیٹے معوب بن حم
حرمہ بنت حمیر پر حملہ آور ہو کر ان تینوں کا خاتمہ کریں گے۔ ہرمز کا خیال ہے

کا خاتمہ کر دیا جائے تو ان کی سالاری اور ان کی سرکردگی میں جو خونخوار عربوں کا گروہ
کی طرف بڑھ رہا ہے وہ بحرین کی طرف جانے کے بجائے واپس جانے کے لئے منتشر ہو
گا لہٰذا یہ جاسوس حمیر بن وائل اور اس کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کرنے کی کوشش
گے۔ یہ ایرانی جاسوس ابھی کافی دور ہیں۔ اور تم اور کیرش ان سے پہلے ہی حمیر بن
وائل کے پاس پہنچ کر اس کی حفاظت کا سامان کر سکتے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ بحرین کی
طرف بڑھنے والے یہ عرب ایران کے بادشاہ ہرمز کی طرف سے کسی تکلیف، کسی اذیت میں
ہوں۔
دیکھو یوناف! عربوں کا وہ گروہ جس میں زیادہ تر لوگ عبدالقیس کے ہیں اس کی
سالاری میں، میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ حمیر بن وائل کر رہا ہے۔ اس حمیر بن وائل کا
ایک بیٹا ہے جس کا نام معوب بن حمیر اور ایک ہی بیٹی جس کا نام حرمہ بنت حمیر ہے۔
بادشاہ ہرمز چاہتا کہ ان تینوں کو قتل کر دیا جائے تو اس کے یہ اثرات ہوں گے کہ وہ
بحرین کی طرف بڑھنے والے عربوں کے قدم رک جائیں گے اور وہ واپس جانے پر مجبور ہو
جائیں گے۔ میں نہیں چاہتی کہ خونخوار ایرانی جاسوس ان تینوں کا خاتمہ کر کے بحرین کی طرف
بڑھنے والے عربوں کے قدم روک دیں۔ لہٰذا تم کیرش حرکت میں آؤ اور بحرین کی طرف
بڑھنے والے عربوں کے اس گروہ میں شامل ہو کر ہرمز کی طرف سے جو خطرات حمیر بن
وائل کے لئے اٹھ رہے ہیں اسے آگاہ کرو اور دونوں مل کر ان تینوں کی حفاظت کا انتظام
کرو۔
اور ہاں میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ ایران کے بادشاہ ہرمز نے جہاں اپنے خونخوار
جاسوس حمیر بن وائل، اس کے بیٹے اور اس کی بیٹی کو قتل کرنے کے لئے روانہ کئے ہیں وہاں
اس نے بڑی بڑی کشتیوں اور جہازوں میں سوار کر کے ایک بہت بڑا لشکر بھی بحرین کی طرف
روانہ کر دیا ہے۔ جو بحرین کی حفاظت کرے گا۔ عربوں کا گروہ جب خشکی پر سفر کرتے ہوئے
جب سمندر کے کنارے آئے گا تو سمندر کے کنارے وہی ایرانی لشکر اس کی راہ روک
لے گا تاکہ عربوں کا یہ گروہ کسی نہ کسی طرح سمندر عبور کر کے بحرین میں داخل ہونے
میں کامیاب نہ ہو جائے۔
دیکھو یوناف! میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ بحرین اس وقت چھ جزیروں پر مشتمل
ہے۔ اس کا پرانا نام دلمن ہے جن چھ جزیروں پر یہ سرزمین مشتمل ہے اس میں
ایک جزیرے کا نام بحرین، دوسرے کا نام ابنیہ صالح، تیسرے کا نام ام الصبان، چوتھے کا
ام الصبان اور پانچویں کا نام ام النسان ہے۔

یوناف! اگر تم ہرمز کے روانہ کردہ خونخوار جاسوسوں سے حمیر بن وائل' اس کے بیٹے معوب بن حمیر اس کی بیٹی حرمہ بنت حمیر کی حفاظت کرو تو جو ایرانی لشکر بحرین پہنچ کر ان کی راہ روکنا چاہتا ہے میرے خیال میں یہ خونخوار عرب اس ایرانی لشکر کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو کوئی طاقت ان عربوں کو بحرین میں داخل ہونے سے روک نہیں سکتی۔ میرے خیال میں اب تم دونوں عربوں کے اس گروہ کی طرف کوچ کرو۔ اپنے سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ' میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اس گروہ تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اس کے بعد وہ کوچ کر گئے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش صحرائے عرب میں ایک ایسی جگہ نمودار ہوئے جہاں ان کے سامنے دور دور تک مختلف رنگوں کے خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے تھے۔ زیادہ تر اونٹ کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔ ایک جگہ کھڑے ہو کر یوناف اور کیرش دیر تک حد نگاہ پھیلے ہوئے ان خیموں کے شہر کو بڑے غور سے دیکھتے رہے۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف! یہ جو تم اپنے سامنے دور دور تک پھیلے ہوئے خیمے دیکھ رہے ہو یہ عربوں کا وہی گروہ ہے جو اپنے سردار حمیر بن وائل کی سرکردگی میں بحرین پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔ تم ایسا کرو کہ لشکر میں سے ہوتے ہوئے حمیر بن وائل کے خیمے کی طرف جاؤ۔ ایران کے بادشاہ ہرمز نے جو اس کے خلاف اپنے جاسوس بھیج کر سازش کی ہے اسے اس سے آگاہ کر کے اس کی ہمدردی حاصل کرو۔ اور حمیر بن وائل' اس کی بیٹی اور اس کے بیٹے کی حفاظت کے لئے تم لشکر کے اندر ہی قیام رکھو۔ دیکھو آگے کیا صورت نمودار ہوتی ہے۔ یا تو ایران کا بادشاہ ہرمز عربوں کے اس گروہ پر حملہ آور ہو کر انہیں بھگائے گا یا یہ خونخوار اور جنگجو عرب ہرمز کو شکست دے کر بحرین پر قبضہ کر لیں گے۔ بہرحال دونوں میں سے کوئی نہ کوئی حادثہ ہو کر ہی رہنا ہے۔ اب تم جاؤ اور حمیر بن وائل کے خیمے کی طرف بڑھو۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی۔

ابلیکا کے جانے کے بعد یوناف اور کیرش خیموں کے اس شہر میں داخل ہوئے۔ ایک نوجوان کو یوناف نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ میرے عزیز اگر میں غلطی پر نہیں تو یہ عربوں کا وہ گروہ ہے جو بحرین پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا ہے۔ اس پر وہ عرب نوجوان خوشی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا تم دونوں ہمارے اس گروہ میں اجنبی لگتے ہو۔ بہرحال تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہم بحرین پر ہی حملہ آور ہونے کے لئے نکلے ہیں اور ہمارے ارادے یہ ہیں کہ ہم ہر صورت میں ایران کے بادشاہ ہرمز کے لشکر کو شکست دے کر بحرین پر قابض ہو کر رہیں گے۔ اس عرب نوجوان کی یہ گفتگو سن کر یوناف خوش ہوا۔ پھر وہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو میرے بھائی! میں تمہارے رئیس' تمہارے سپہ سالار حمیر بن وائل سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس کے خیمے تک میری رہنمائی کرو گے۔ اس پر وہ عرب نوجوان مڑا اور کہنے لگا کیوں نہیں۔ تم دونوں میرے پیچھے آؤ میں تمہیں اپنے سردار اور سپہ سالار کے خیمے تک لے جاتا ہوں۔ یوناف اور کیرش چپ چاپ اس عرب نوجوان کے پیچھے ہو لئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ عرب نوجوان اونٹ کی کھال سے بنے ہوئے ایک بہت بڑے شامیانے نما خیمے کے سامنے رکا۔ پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو اجنبی یہ ہمارے سالار حمیر بن وائل کا خیمہ ہے۔ خیمے کے سامنے جو وہ محافظ کھڑے ہیں ان سے بات کرو۔ وہ تمہیں حمیر بن وائل سے ملا دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ عرب نوجوان چلا گیا تھا۔ یوناف آگے بڑھا اور خیمے کے دروازے پر پہرہ دینے والے پہریداروں میں سے ایک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیز بھائی! میں تمہارے سپہ سالار اور سردار حمیر بن وائل سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ میرے پاس ایسی خبریں ہیں جن میں اس کی بہتری اور اس کے فائدے پنہاں ہیں۔ اس پر وہ پہریدار ہاتھ کے اشارے سے اسے کہنے لگا تم یہیں رکو۔ تمہاری اطلاع اپنے سالار کو دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ محافظ خیمے میں گھس گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ محافظ باہر آیا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو میں نے تیری اطلاع اپنے سالار حمیر بن وائل سے کر دی ہے۔ جاؤ اس نے تمہیں طلب کیا ہے۔ اس وقت وہ اپنے بیٹے معوب بن حمیر اور بیٹی حرمہ بنت حمیر کے ساتھ بیٹھا ہے۔ تم جو کچھ اس سے کہنا چاہتے ہو جا کے کہہ دو۔ یوناف نے اس پہریدار کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ کیرش کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔

خیمے میں داخل ہوتے ہوئے یوناف نے اندازہ لگایا کہ وہ بہت بڑا شامیانہ نما خیمہ تھا۔ اس کے اندر پردے لگا کر کئی کمروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ سامنے والے کمرے میں سردار حمیر بن وائل اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ یوناف کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ کمرے میں کھجوروں کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی بچھی تھی۔ اور

سامنے حمیر بن وائیل بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دائیں طرف اس کا بیٹا معوب بن حمیر اور طرف اس کی بیٹی حرمہ بنت حمیر بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد نے حمیر بن وائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو میں اس وقت عربوں کے سردار اور سپہ سالار حمیر بن کے سامنے کھڑا ہوں۔ اس پر حمیر بن وائیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اجنبی تمہارا درست ہے۔ میں ہی حمیر بن وائیل ہوں۔ میرے دائیں طرف یہ میرا بیٹا معوب بن ہے اور بائیں طرف میری بیٹی حرمہ بنت حمیر ہے۔ میرا پہریدار مجھے بتا رہا تھا کہ تم کچھ بات مجھ سے کرنا چاہتے ہو جس میں میری بہتری اور بھلائی ہو۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ کچھ کہنے سے پہلے تم یہاں آگے آکر میرے سامنے قریب بیٹھ جاؤ۔ اس پر یوناف بڑھا اور کیرش کے ساتھ حمیر بن وائیل کے سامنے بیٹھ گیا۔ حمیر بن وائیل کچھ دونوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس موقع پر اس نے اپنی بیٹی حرمہ بنت حمیر کے کان کچھ کہا۔ جسے سن کر حرمہ بنت حمیر اس کمرے سے نکلتی ہوئی ایک ملحقہ کمرے کی طرف گئی۔ حمیر بن وائیل تھوڑی دیر تک یوناف اور کیرش دونوں کا جائزہ لیتا رہا۔ اس حرمہ بنت حمیر لوٹ آئی۔ اس کے ہاتھ میں بلور کی ایک بڑی صراحی تھی۔ جس میں رس بھرا ہوا تھا۔ اور دو جام اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ جام باری باری کے رس سے اس نے بھرے اور پھر چھوٹی سی ایک طشتری میں اس نے رکھ کر یوناف کیرش کو پیش کئے۔ یوناف اور کیرش نے گلاس لے لئے۔ انار کا رس پینے کے بعد واپس کرتے ہوئے حرمہ بنت حمیر کا شکریہ ادا کیا۔ اس پر حرمہ بنت حمیر نے صراحی گلاس اور طشتری ایک طرف رکھ دی۔ پھر وہ اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں وہ پہلے بیٹھی ہوئی اس کے بیٹھنے کے بعد اس کا باپ حمیر بن وائیل بولا اور یوناف کو مخاطب کرکے کہنے

اجنبی اب کہو تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟ سب کچھ بتانے سے پہلے یہ کہو کہ تم دونوں کے نام کیا ہیں؟ اور تم دونوں کا آپس رشتہ ہے؟ اس سوال پر یوناف نے عجیب سے کشمکش کے عالم میں کیرش کی طرف اس موقع پر کیرش نے اس کی مشکل حل کر دی۔ وہ خود ہی حمیر بن وائیل کو مخاطب کہنے لگی۔

دیکھو سردار! ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ میرا نام کیرش ہے اور میرے شوہر یوناف ہے۔ اب جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو اس کا جواب میرا شوہر ہی تمہیں دے گا پر حمیر بن وائیل بولا اور یوناف کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

اب جب کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تمہارا یوناف ہے اور تمہاری بیوی کا نام کیرش تم وہ کون سی بات کہنا چاہتے ہو جس میں میری بھلائی ہے۔ اس پر یوناف بولا اور یت میں وہ حمیر بن وائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھو ابن وائیل! اگر میں یہ کہوں کہ میں اور میری یہ ساتھی کیرش دونوں ہی کچھ الفطرت قوتوں کے مالک ہیں تو کیا تم تینوں اس پر اعتبار کر لو گے۔ اس بار حمیر بن کی بیٹی حرمہ بنت حمیر بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ اجنبی! کھل کر کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

یہ سن کر یوناف کہنے لگا۔ میں تم تینوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میری یہ یرش کچھ مافوق الفطرت قوتیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ انہی قوتوں کے ذریعے ہمیں پتہ کہ ایران کا بادشاہ ہرمز اپنے چند خونخوار جاسوسوں کے ذریعے تم تینوں کو قتل کرانا ہے۔ ایران کے بادشاہ ہرمز کو خبر ہو چکی ہے کہ تم ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو کر بحرین کو ایرانیوں سے چھین لینا چاہتے ہو۔

ہرمز سب سے پہلے یہ چاہتا ہے کہ تمہیں، تمہارے بیٹے اور بیٹی کو ہلاک کر دیا اور تم تینوں کی ہلاکت کے بعد وہ توقع رکھتا ہے کہ جو لشکر تمہارے ساتھ بحرین کی رواں ہے وہ دل برداشتہ ہو کر واپس چلا جائے گا۔ اور اگر یہ لشکر واپس نہ گیا تو ایک لشکر تمہارے لشکر کی راہ روکنے کے لئے سمندر کے کنارے کھڑا کرے گا تاکہ وں کے ساتھ جنگ کرے اور تمہیں بحرین کی طرف بڑھنے سے روک دے۔ پر یہ سرا قدم ہو گا۔ اس کا پہلا قدم یہی ہے کہ تم تینوں کو قتل کروا دے اور اس کے ے خونخوار جاسوس رات کی تاریکی میں کسی وقت تم پر حملہ آور ہو کر تم تینوں کا نے کی کوشش کریں گے۔

یوناف جب خاموش ہوا اس بار حمیر بن وائیل کا بیٹا معوب بن حمیر بولا اور یوناف کو ب کرکے کہنے لگا۔

دیکھو اجنبی! جیسا کہ تو بتا چکا ہے کہ تیرے اور تیری بیوی کے پاس مافوق الفطرت ہیں تو کیا جن قوتوں کی مدد سے تمہیں یہ پتہ چلا ہے کہ ہرمز اپنے خونخوار جاسوسوں یے ہم تینوں کا خاتمہ کرانا چاہتا ہے کیا ان ہی قوتوں کے ذریعے تم یہ نہیں جان سکتے جاسوس کب اور کس وقت ہم پر حملہ آور ہوں گے تاکہ ان سے ہم اپنا دفاع کر اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابن حمیر میں نہ صرف یہ کہ تمہیں بتا سکتا ہوں کہ ے وہ جاسوس تم پر کب اور کس وقت حملہ آور ہوں گے بلکہ ان سے تم تینوں کے

دفاع اور حفاظت کا کام بھی سر انجام دے سکتا ہوں۔ یوناف کے اس جواب پر حرمہ بنت حمیر بڑے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ حمیر بن وائیل کی آنکھوں میں یوناف کے اس جواب سے ایک چمک پیدا ہوئی تھی پھر حمیر بن وائیل بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن مہمان اجنبی! اگر تو یہ بتا سکتا ہے کہ وہ خونخوار جاسوس کب حملہ آور ہوں اور اگر تو ان سے ہماری حفاظت بھی کر سکتا ہے۔ تو پھر تیری حیثیت میرے لشکر میں ایک دلعزیز مہمان ایک محترم اور قابل عزت رفیق کی سی ہو گی۔ یہ تو بتا تیرا اور تیری بیوی کا تعلق کن سرزمینوں سے ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ سردار! زمین ساری اللہ کی ہے۔ مشرق سے مغرب جنوب سے شمال تک زمین کے اوپر پھیلے ہوئے سارے سمندر اور زمین کا وہ مالک ہے۔ میں کیرش دونوں چونکہ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں لہذا ہم ایک جگہ ٹھہر کر زندگی بسر نہیں کرتے۔ بس یوں جانو کہ یہ زندگی کا کاروان رواں دواں ہے۔ آج یہاں کل وہاں۔ بس یونہی یہ زندگی کا کاروان چلتا جا رہا ہے۔ اور چلتا رہے گا۔ یوناف کے اس گول مول جواب سے گو حمیر بن وائیل مطمئن نہ ہوا تھا تاہم اس نے کچھ سوچا پھر وہ بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو یوناف! اب جب کہ تو اپنی گفتگو اپنی باتوں سے یہ ثابت کر چکا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی ہمارے بھلے ہمارے فائدے کی بات کرنا چاہتے ہو اور یہ کہ ہرمز کے خونخوار جاسوس سے تم ہماری حفاظت بھی کر سکتے ہو۔ تو میں تمہیں دعوت دوں گا کہ تم دونوں ہی میاں بیوی میرے ہی خیمے کے ایک حصے میں قیام کرو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ میرے سردار مجھے اور کیرش کو تمہارے خیمے کے کسی حصے میں قیام کرنے پر اعتراض تو نہیں۔ پر کیا ایسا ممکن نہیں کہ تمہارے خیمے کے قریب ہی ہمیں ایک خیمہ مہیا کر دیا جائے۔ جس میں ہم دونوں رہیں۔ اور تمہاری حفاظت کا سامان بھی کریں۔ اس پر حمیر بن وائیل بڑے غور اور پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ کیا میرے خیمے میں رہتے ہوئے تم ہم تینوں کی بہتر حفاظت نہ کر سکو گے؟ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ اس سے متعلق تم بے فکر رہو۔ میں پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں اور کیرش دونوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں اگر ہم تمہارے خیمے سے میلوں دور ہوں تب بھی ہم بروقت پہنچ کر تمہارے دشمنوں سے تمہاری حفاظت کر سکتے ہیں۔ اس پر حمیر بن وائیل خوش ہوتا ہوا بولا اور کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے پھر ابھی اور اسی وقت ایک بہترین خیمہ تم دونوں میاں بیوی کے لئے مہیا کیا جائے گا یہ خیمہ تم دونوں کے لائق ہو

بنات کا ہو گا۔ جس میں تم دونوں میاں بیوی رہو گے۔ اس کے ساتھ ہی حمیر بن وائیل نے اپنے بیٹے یعوب بن حمیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یعوب میرے بیٹے اپنے خیمے کے دائیں طرف جو خالی جگہ ہے وہاں سرخ بنات کا اور سب سے عمدہ خیمہ نصب کراؤ اور جب یہ خیمہ نصب ہو جائے تو پھر آ کر مجھے اطلاع کرو۔ حمیر بن وائیل کا یہ حکم پا کر یعوب بن حمیر وہاں سے اٹھا اور خیمے سے نکل گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یعوب بن حمیر لوٹا اور باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے باپ خیمے کے دائیں طرف میں نے ایک خیمہ نصب کرا دیا ہے۔ آپ اٹھ کر خیمہ دیکھ سکتے ہیں۔ حمیر بن وائیل فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ یوناف اور کیرش بھی کھڑے ہو گئے اور حرمہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سب خیمے سے نکل گئے تھے۔

اپنے خیمے کے دائیں طرف آ کر پہلے اس خیمے کے چاروں طرف گھوم کر حمیر بن وائیل نے خیمہ دیکھا پھر وہ سب کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا۔ خیمہ بالکل نیا تھا۔ اور اس میں چٹائی بچھا کر بستر اور ضرورت کی دوسری سب چیزیں بھی مہیا کر دی گئی تھیں۔ خیمے کا جائزہ لینے کے بعد حمیر بن وائیل نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ مہمان اجنبی یہ تم دونوں میاں بیوی کا ہے۔ تم دونوں اس میں رہو۔ جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ ہرمز مجھ پر خونخوار جاسوسوں کے ذریعے حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ اگر یہ حملہ ہوا اور تم دونوں میاں بیوی نے ہم تینوں کی حفاظت کی تو پھر یہ بات اپنے دل پر رکھو کہ تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں ایسی ہی ہو گی جیسے اس وقت یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر کی ہے۔ تم دونوں میاں بیوی آرام کرو۔ پر جب وہ ہرمز کے خونخوار جاسوس ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے آئیں تو ہمیں بروقت اس کی اطلاع کرنا۔ اس پر یوناف ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں حمیر بن وائیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ سردار تو فکر مند نہ ہو۔ میں تیری، تیرے بیٹے، اور بیٹی کی خوب حفاظت کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی حمیر بن وائیل، یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔ جب کہ یوناف اور کیرش خیمے میں پرسکون ماحول میں بیٹھ کر ابلیکا کے رد عمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ خوشی سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف اب تک میں تمہاری اور کیرش کی حمیر بن وائیل کی اور اس کے بیٹے اور بیٹی کی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ تم دونوں نے بہت خوب اور بے حد مناسب گفتگو کی ہے۔ اور یہ جو تم دونوں نے اپنے لئے علیحدہ خیمہ حاصل کر لیا ہے یہ بھی

تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ اب میری بات غور سے سنو۔ ہرمز کے چار جاسوس آج رات
بھی وقت عربوں کے اس لشکر میں داخل ہوں گے۔ وہ پوری طرح مسلح ہوں گے
آدھی رات کے قریب وہ حمیر بن وائل' یعوب بن حمیر' اس کی بیٹی حرمہ بنت حمیر کو
کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس پر یوناف بولا۔ ابلیکا تیری بڑی مہربانی کہ تو آنے
حالات سے مجھے آگاہ کرتی جا رہی ہے۔ پر سن کیا تو یہ نہ بتا سکے گی کہ یہ چاروں حملہ
کون ہیں' ان کے نام کیا ہیں؟ اور کس وقت وہ حمیر بن وائل اور اس کے بیٹے اور بیٹی
حملہ آور ہوں گے؟ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف! میرے حبیب! مطمئن رہ۔ رات آنے دے۔ پھر جس وقت وہ چاروں
عربوں کے اس لشکر میں داخل ہوں گے میں تجھے اسی وقت اطلاع کر دوں گی۔ کہ ان چاروں
کے نام کیا ہیں؟ اس وقت وہ لشکر میں کس جگہ ہیں۔ اور یہ کہ کس وقت وہ حمیر بن وائل
کے خیمے کے سامنے نمودار ہوں گے۔ اس پر یوناف نے ایک بار پھر ابلیکا کا شکریہ ادا کیا
جواب میں ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

○

سورج روشنی کی زندگی کا لہو نچوڑتا ہوا کب کا غروب ہو گیا تھا۔ افق کا چہرہ لہو
ہونے کے ساتھ ساتھ اندھیرے اور تاریکیاں قافلہ در قافلہ' صحرا روح کی گہرائیوں
کرنوں کے بنجارے اور قربتوں کی آہٹوں میں وصل کی خواہشیں جوش مارنے لگی تھیں
فضاؤں کے اندر چاروں طرف گہری تاریکیاں پھیل چکی تھیں ایسے میں یوناف اور کیرش
اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا پھر ابلیکا تیز
میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف! ایران کے بادشاہ ہرمز نے اپنے چار خونخوار جاسوس عربوں کے اس لشکر
سردار حمیر بن وائل' اس کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کرنے کے لئے بھیجے تھے۔ وہ اس لشکر میں
داخل ہو چکے ہیں۔ وہ تعداد میں چار ہیں۔ وہ ایک ایسے خیمے میں داخل ہوئے ہیں جس میں
دو عربوں نے قیام کیا ہوا تھا۔ ان عربوں کو بے خبری کی حالت میں ان چاروں جاسوسوں نے
جا لیا۔ ان دونوں کو ڈرا دھمکا کر ان سے چاروں جاسوسوں نے حمیر بن وائل کے خیمے کا
محل وقوع معلوم کر لیا ہے اور یہ سب کچھ جاننے کے بعد ان دونوں عربوں کا گلا گھونٹ کر
اسی خیمے میں دفن کر دیا ہے۔ اس وقت وہ چاروں اسی خیمے میں ٹھہرے ہوئے ہیں تا
مناسب موقع جان کر وہ حمیر بن وائل کے خیمے کی طرف بڑھیں۔ اسے' اس کے بیٹے اور

لگا کر اپنی منزل کی طرف لوٹ جائیں۔
کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا۔ ابلیکا! تمہارا شکریہ کہ تم
ان چاروں جاسوسوں کے آنے کی اطلاع دی۔ کیا تم اس خیمے تک میری رہنمائی
اس میں ان چاروں جاسوسوں نے قیام کر رکھا ہے۔ ابلیکا نے جواب دیا کیوں
اس خیمے تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں۔ اگر کہو تو ان چاروں جاسوسوں کے
تمہیں بتا دیتی ہوں۔ اس پر یوناف کہنے لگا نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ کیرش
حمیر بن وائل کے خیمے کی طرف جاتے ہیں۔ اسے ساتھ لے کر ہم اس خیمے کی
اس خیمے میں ان چاروں جاسوسوں نے قیام کر رکھا ہے۔ بس تم اس خیمے تک
کرنا۔ اس پر ابلیکا بولی۔ اگر ایسا ہے تو اٹھو۔ وقت ضائع مت کرو۔ دونوں حمیر
خیمے کی طرف جاؤ۔ اسے ان چاروں جاسوسوں کے آنے کی خبر کرو۔ میں تم
خیمے تک رہنمائی کروں گی۔ یوناف اور کیرش دونوں ایک دوسرے کی طرف
ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خیمے سے نکل کر وہ حمیر بن وائل کے خیمے پر
وہ پہریدار پہرہ دے رہے تھے ان میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف
جاؤ اور اپنے سردار حمیر بن وائل سے کہو کہ میں یوناف ایک انتہائی اہم کام
ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ پہریدار بولا۔ اندر جا کر اجازت لینے کی ضرورت
کہ سردار حمیر بن وائل کے اپنے خیمے کے ارد گرد پہرہ دینے والے سب
احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ آپ اور آپ کی بیوی بغیر کسی اجازت کے حمیر
خیمے میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ بغیر کسی رکاوٹ کے خیمے میں جا سکتے
پہریدار کا یہ جواب سن کر یوناف اور کیرش کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار
دونوں گہری نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے حمیر بن وائل کے خیمے میں
گئے۔

یوناف اور کیرش جب اس خیمے کے پہلے ہی کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے
کمرے کے اندر چھوٹی سی ایک صندلی مشعل روشن تھی جس کی وجہ سے اس کمرے
میں ہلکی ہلکی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اس کمرے کے وسط میں چٹائی پر عربوں کا سردار
حمیر بن وائل' اس کا بیٹا یعوب بن حمیر اور بیٹی حرمہ بنت حمیر بیٹھے ہوئے تھے۔ جونہی
یوناف اور کیرش اندر داخل ہوئے وہ تینوں باپ بیٹا اور بیٹی اپنی جگہ پر چونک کر اٹھ کھڑے
ہوئے۔ حمیر بن وائل نے کسی قدر پریشانی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔
یوناف! کیا تم ہمیں ہرمز کے جاسوسوں سے متعلق کوئی نئی اطلاع دینا چاہتے ہو۔ اگر

پر یوناف نے کہا سردار تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہرمز نے جو اپنے چار جاسوس تم
قتل کرنے کے لئے روانہ کیے تھے وہ تمہارے لشکر میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سنتے
بن وائیل' اس کا بیٹا اور اس کی بیٹی کچھ دیر کے لئے پریشان ہو گئے۔ پھر ان تینوں
اپنے آپ کو کسی قدر سنبھال لیا۔ پھر حمیر بن وائیل بولا۔ یوناف میرے عزیز۔ ہر
جاسوس اس وقت کہاں ہیں۔ تم بتا سکتے ہو کہ وہ کیسے میرے لشکر میں داخل ہوئے ا
وقت وہ کہاں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

ابن وائیل۔ ہرمز کے وہ چاروں جاسوس تمہارے لشکر میں داخل ہوئے۔ ا
ایک نواحی خیمے میں جس کے اندر دو عربوں نے قیام رکھا تھا۔ ان دونوں کو ان چ
نے اپنا ہدف بنایا۔ وہ خیمے میں داخل ہوئے۔ دونوں عربوں پر قابو پا کر انہوں نے
تشدد کیا اور تمہارے خیمے کا محل وقوع معلوم کرنے کے بعد ان چاروں نے ان
عربوں کا گلا گھونٹ کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ دونوں عربوں کی لاشیں انہوں نے اسی
میں دفن کر دیں۔ اور ان چاروں جاسوسوں نے اسی خیمے کے اندر قیام رکھا ہے۔
کوئی مناسب موقع جان کر تم تینوں کے خیمے میں داخل ہوں گے اور تمہارا خاتمہ کر
کوشش کریں گے۔

اس پر حمیر بن وائیل کی بیٹی حرمہ بنت حمیر بڑی نرم آواز میں یوناف کو مخاطب
پوچھنے لگی۔ یوناف کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہرمز کے ان چاروں جاسوسوں تک تم
رہنمائی کرو تاکہ ان کا خاتمہ کیا جا سکے۔ اور وہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ یوناف
لگا۔

تم سب ہم دونوں کے ساتھ آؤ۔ میں اس خیمے تک تم سب کی رہنمائی کر
جس خیمے میں ہرمز کے جاسوس چھپے ہوئے ہیں۔ ان چاروں کو وہیں گھیر کر ان کا خا
دیتے ہیں۔ اس طرح ہرمز کی طرف سے خطرہ جو تم تینوں کے سر پر منڈلا رہا ہے
خاتمہ ہو جائے گا۔ یوناف کی اس تجویز سے حمیر بن وائیل نے فوراً" اتفاق کیا۔ پھر
لگا۔ مہربان عزیز۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو ہمارے اندر نیکی کا ایک فرشتہ بن کر وارد ہوا
تیرے ان احسانوں کو میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکوں گا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔
یہ تم پر کوئی احسان نہیں ہے۔ یوں سمجھو کہ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں۔ اور ایسا
میں صرف اپنے فرض کی ادائیگی بجا لا رہا ہوں۔ بہر حال تمہیں وقت ضائع نہیں کرنا
اور ان چاروں جاسوسوں پر وارد ہو کر انہیں گرفتار کر لینا چاہئے۔ حمیر بن وائیل فوراً
چلو چلیں۔ دیر کس بات کی ہے۔ اس کے بعد سب باہر نکلے۔ خیمے سے باہر سب یوناف

کے پیچھے پیچھے خیموں کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ یوناف کی
اس موقع پر ابلیکا کر رہی تھی۔

ایک خیمے کے قریب آ کر یوناف رک گیا اور بڑی راز داری میں وہ حمیر بن وائیل کو
کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ابن وائیل یہی وہ خیمہ ہے جس کے اندر وہ چاروں ایرانی
نے قیام کر رکھا ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر حمیر ابن وائیل نے اپنے
اشارہ کیا وہ محافظ اپنے بائیں ہاتھوں میں جلتی مشعلیں اور دائیں ہاتھوں میں ننگی
لئے خیمے کے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ اس کے بعد یوناف پھر بولا۔ سردار تو
اور ان چاروں جاسوسوں کی بے بسی کا تماشہ دیکھ۔ میں خیمے کے دروازے پر جا کر
انہیں باہر آنے کو کہتا ہوں۔ وہ یقیناً" مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔
موقع پر پیچھے ہٹ جاؤں گا اور جب وہ دیکھیں گے کہ خیمے کو چاروں طرف سے
مسلح جوانوں نے گھیر رکھا ہے تو ان کی بے بسی' ان کی لاچاری دیکھنے کے قابل ہو

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس کے پہلو میں کھڑی کیرش
نے تلوار بے نیام کر لی تھی۔ پھر یوناف نے قریب کھڑے ایک محافظ سے جلتی ہوئی
لی۔ وہ خیمے کے دروازے پر آیا اور مشعل سے روشنی جب اس نے خیمے میں پھینکی
دیکھا کہ چاروں ایرانی اس خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف نے
گونجتی ہوئی آواز میں کہا۔ تم چاروں باہر آجاؤ۔ اس پر ان چاروں میں سے ایک
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم کون ہو اور ہمیں باہر آنے کو کیوں کہتے ہو؟ اس پر یوناف بولا۔ یوں جانو کہ میں
ایک عام فرد ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم چاروں قاتل ہو۔ اس خیمے کے
دو عربوں نے قیام کر رکھا تھا انہیں تم چاروں نے قتل کر کے اسی خیمے میں دفن کر
کیا تم سمجھتے تھے کہ ان دو عربوں کو قتل کرنے کے بعد تم حمیر بن وائیل کے خیمے
جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور وہاں تم حمیر بن وائیل' اس کے بیٹے اور اس
قتل کر دو گے۔ ہرگز نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم چاروں باہر آجاؤ۔ ورنہ یاد رکھو
خیمے کو آگ لگا دی جائے گی اور تم اسی آگ میں جل بھن کر مر جاؤ گے۔ اس پر
ان بولا۔

لگا ہے جس طرح ہم نے دو عربوں کو قتل کر کے خیمے میں دفن کر دیا ہے اس طرح
کی موت بھی ہمارے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے۔ تم اور تمہارے ساتھ لڑکی اگر تجھ

اور لوہے کے نہیں بنے ہوئے ہو تو ہم تم دونوں کو رات کی تاریکی میں اسی خیمے میں
کے گھاٹ اتار کر یہیں دفن کر دیں گے۔ اس ایرانی کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے
دھوئیں کی چادر اوڑھے اندیشوں کی دھول' وحشت بھری ہواؤں' خوف و ہراس کے
اور ریگستانوں کی ویرانیوں جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ جب کہ اس کی آنکھوں
طلسماتی انداز میں دکھ کے بھیانک کالے ساگر' درد و الم کی آگ شرر برساتی شعلے
گھن اور بربادی کے سیلاب جوش مارنے لگے تھے۔ پھر وہ ان چاروں ایرانیوں ا
کر کے کہنے لگا۔

سنو! رات کی اس تاریکی میں اپنی بربادی' اپنی مرگ کو آواز دینے والو! ب
اور کوئی غلط حرکت کئے بغیر خیمے سے باہر آجاؤ ورنہ یاد رکھو اس خیمے کے اندر ہی ت
کو کاٹ کر لہولہان کر دیا جائے گا۔ تم میں سے کوئی بھی اپنی تلوار بے نیام کرنے ک
نہ کرے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ میں چاہوں تو اکیلا اس خیمے میں داخل ہو کر تم چاروں
کر سکتا ہوں۔ لیکن میں تمہیں اس خیمے سے باہر لا کر یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس
چاروں طرف سے مسلح جوانوں نے گھیر رکھا ہے۔ اور تم بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ م
خیمے میں داخل ہو کر اکیلا بھی تم چاروں کو ابدی نیند سلا سکتا ہوں لیکن تم چاروں ک
ضروری ہے تا کہ اس لشکر کا سپہ سالار حمیر بن وائل اپنی مرضی اور خواہش کے م
سے معلومات حاصل کر سکے۔ میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں کہ خیمے سے باہر آ
پچھتاؤ گے۔ اس بار ایک دوسرا ایرانی بولا۔ ہم ہرگز خیمے سے باہر نہیں آئیں
تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم خیمے کے اندر آؤ۔ پھر دیکھو ہم تمہاری کیا حالت ک
ان ایرانیوں کا یہ جواب سن کر یوناف کے چہرے پر غضبناکی اور غصے رقص کرنے لگے
تلوار پر اس نے اپنا کوئی سری عمل کیا پھر جب وہ اپنی تلوار عین اپنے منہ کے ق
ہوا ایک قدم خیمے میں داخل ہوا تو اس کی تلوار سے ایسی چنگاریاں نکل کر ان ایرا
طرف بڑھی تھیں کہ چاروں ایرانی اپنی جگہوں سے اٹھے اور بڑی اذیت اور بڑی
میں شور کرتے ہوئے مخالف سمت سے خیمے سے باہر نکل گئے تھے۔

وہ جب خیمے سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ خیمے کو چاروں طرف
جوانوں نے گھیر رکھا تھا۔ خیمے کے بیچ میں سے گزر کر یوناف اور کیرش پھر ان ایرا
سامنے آئے اور اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے یوناف نے پھر تحکمانہ انداز م
چاروں اپنے سارے ہتھیار اپنے سامنے پھینک دو ورنہ یاد رکھو کہ ایک جھٹکے کے
چاروں کی گردنیں کاٹ دی جائیں گی۔ وہ چاروں ایرانی یوناف سے کچھ اس قدر

کر چپ چاپ ان سب نے اپنے ہتھیار اپنے سامنے پھینک دیئے۔ پھر یوناف کے
حمیر بن وائل کے ایک پہریدار نے وہ سب ہتھیار اٹھائے اور پیچھے ہٹ گیا۔
اور یوناف حمیر بن وائل کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو ابن
جو کچھ تم ایرانیوں سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ سکتے ہو تا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے
تصدیق ہو سکے۔ اس پر حمیر بن وائل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ یوناف میرے
تمہاری باتوں پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ یوں جانو کہ
ہے۔ پتھر پر لکیر ہے۔ جسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ بہرحال ان چاروں ایرانیوں سے
مطلب کی چند باتیں ضرور اگلواؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی حمیر بن وائل نے اپنی
ام کی اور ان چاروں ایرانیوں کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور بیٹی
یں بے نیام کرتے ہوئے اپنے باپ کے ساتھ ہو لئے تھے۔
آکر حمیر بن وائل نے ان چاروں ایرانیوں میں سے ایک کی گردن پر اپنی
رکھی۔ پھر وہ انتہائی غصیلی اور غضبناک آواز میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے
ون ہو اور کس نیت سے میرے لشکر میں داخل ہوئے ہو؟ اور جس خیمے پر تم
یا تھا اس خیمے میں قیام کرنے والے دونوں عربوں کو تم نے قتل کیوں کیا؟ حمیر
ان سوالات پر وہ ایرانی کچھ نہ بولا۔ بس اس نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔
ن وائل نے باری باری چاروں ایرانیوں سے وہ سوال کیا جب ان میں سے
ال جواب نہ دیا تب حمیر بن وائل کا غصہ اپنے عروج پر آگیا۔ پھر اس نے گرج
اپنے محافظوں کو حکم دیتے ہوئے کہا ان چاروں کو پکڑ کر زمین پر لٹا دو۔ اور
ن سب کا ایک ایک اعضا کاٹتے چلے جاؤ۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ میں ان
وں اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ حمیر بن وائل کا یہ حکم سن کر اس کے
روں کو پکڑ کر زمین پر لٹانے ہی لگے تھے کہ ان میں سے ایک ایرانی بولا۔ ہمیں
ی موت مت مارو۔ پوچھو تم کیا پوچھتے ہو؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کچھ سچ سچ
اس پر حمیر بن وائل پھر بولا اور کہنے لگا۔
یرا نام حمیر بن وائل ہے اور میں اپنے لشکر کا سردار ہوں۔ میرے ساتھ میرا
حمیر اور بیٹی حرمہ بنت حمیر ہے۔ دیکھو جو کچھ پوچھتا ہوں سچ سچ کہنا اگر تم نے
ھوٹ بولنے کی کوشش کی تو بڑی ذلت کی موت رات کی اس تاریکی میں مارے
ل بات یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ اس پر وہ ایرانی بولا۔
را تعلق ایران سے ہے اور ہمیں ہمارے بادشاہ ہرمز نے اس طرف روانہ کیا

ہے۔ حمیر بن وائیل نے پھر اسے مخاطب کرکے پوچھا۔ ادھر آنے کی تمہاری کیا
وہ ایرانی کہنے لگا۔ ہمیں ہرمز نے تمہیں، تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹی کو قتل کرنے
بھیجا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ تم تینوں کو قتل کر دیا جائے، تاکہ عربوں کا یہ لشکر جو بحرین
آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے منتشر ہو جائے۔ اس ایرانی نے جب یہ
حمیر بن وائیل نے اپنے بائیں طرف کھڑے ہوئے یوناف کی طرف توصیفی انداز
پھر دوبارہ وہ ایرانیوں کو مخاطب کرکے پوچھنے لگا۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ تم چاروں اس خیمے میں داخل ہوئے اور وہاں قیام کر
دو عربوں کو قتل کرکے تم نے خیمے میں دفن کر دیا ہے۔ یہ بھی سچ کہنا ورنہ اگر
جھوٹ بولا تو میں خیمے کی کھدائی کروا کے حقیقت جان جاؤں گا۔ اس پر وہی ایرانی
سردار یہ بھی صحیح ہے ہم اس خیمے میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں قیام کر
دونوں عربوں سے تمہارے خیمے کا محل وقوع جانا اس کے بعد ہم چاروں نے
دونوں عربوں کا گلا گھونٹا اور پھر انہیں انہی کے خیمے میں دفن کر دیا۔ یہاں تک کہ
ایرانی جب خاموش ہوا تو حمیر بن وائیل کی آنکھوں میں غضبناکیاں اور انتقام کی
مارنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر وہ خاموش رہا پھر وہ کڑک دار آواز میں اپنے محافظوں
کرکے کہنے لگا۔

ان چاروں کے سر قلم کر دو تاکہ ہرمز کو یہ پتہ چل جائے کہ جو جاسوس
ہماری طرف روانہ کیے ہیں ہم نے ان کے مقدر میں ناکامیاں اور نامرادیاں بھر
حمیر بن وائیل کا یہ حکم سن کر اس کے محافظ آگے بڑھے اور انہوں نے ان چاروں
کی گردنیں کاٹ دی تھیں۔ اس کے بعد حمیر بن وائیل بائیں طرف ہٹا۔ بڑے
شفقت میں اس نے یوناف کا ہاتھ تھاما پھر وہ اپنے خیمے کی طرف ہو لیا تھا۔ کیرش
بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔ دو روز تک لشکر
جگہ قیام کیا پھر لشکر بحرین کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔ یوناف اور کیرش بھی
شامل ہو گئے تھے۔

○

رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے جہاں مشرق میں ایران کے شہنشاہ نرسی
بہترین کامیابیاں حاصل کی تھیں وہاں اس نے یورپ میں بھی اپنی کامیابیوں اور
کے علم بلند کیے۔ جس وقت ڈیوکلیشن ایرانی شہنشاہ نرسی کے خلاف برسرپیکار

رومن سلطنت کے شمالی حصوں میں وحشی گال قبائل جو اب تک رومنوں کے ماتحت
تھے بغاوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

ان گال قبائل کی بغاوت کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ رومنوں نے ان پر
لگا رکھے تھے۔ جو گال کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ لہٰذا وحشی گال قبائل
سرداروں کی سرکردگی میں اٹھ کھڑے ہوئے اور رومنوں کے خلاف انہوں نے بغاوت
کی۔ لیکن گال قبائل کی بدقسمتی کہ اس وقت تک رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن ایران
نرسی کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد فارغ ہو چکا تھا۔ لہٰذا بڑی برق
اپنے لشکر کو لے کر ڈیوکلیشن یورپ کی طرف چلا گیا تھا۔

پہنچتے ہی ڈیوکلیشن نے جو سب سے پہلا قدم اٹھایا وہ یہ کہ اس نے اپنے دو
اور جنگجو جرنیلوں کا انتخاب کیا۔ ایک کا نام میکسیمین اور دوسرے کا نام کراسیور
میکسیمین کو اس نے بری افواج کا کماندار مقرر کیا جب کہ کراسیور کو اس نے اپنے
کا امیر البحر مقرر کر دیا تھا اور دونوں بہترین لشکروں کو مسلح کرنے کے بعد گال
بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ گال قبائل اس قدر عسکری یا فوجی
قوت رکھتے تھے کہ وہ لگاتار کئی ماہ تک رومنوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ لیکن گال
بدقسمتی کہ جس وقت رومن جرنیل میکسیمین اور کراسیور گال قبائل پر حملہ
اور گال قبائل نے ان کے ساتھ جنگ چھیڑی تو پشت کی طرف سے گال قبائل
اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ کچھ جرمن وحشی قبائل بڑی تیزی سے ان
طرف سے پیش قدمی کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ گال قبائل کو
ان کی پشت کی طرف سے وحشی جرمن قبائل آندھی اور طوفان کی طرح
رہے ہیں تو انہیں اپنا وجود ہی خطرہ میں محسوس ہوا۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے
جرمن قبائل کا مقابلہ کسی بھی صورت نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف رومن
بھی احساس ہو گیا تھا کہ اگر انہوں نے جلد گال قبائل کے ساتھ صلح نہ کی تو
جرمن قبائل گال کے ساتھ ساتھ انہیں بھی روند کر رکھ دیں گے۔ لہٰذا رومنوں
گال قبائل کے سرداروں کے ساتھ گفت و شنید کی ابتدا کی جو کامیاب رہی۔ گال
عائد کیے گئے تھے ان میں نرمی کی گئی اور گال قبائل کے جو باغی سردار تھے
رومن جرنیل میکسیمین اور کراسیور کے سامنے آکر اپنے گزشتہ رویہ کی معافی
اس طرح گال اور رومن ایک بار پھر متحد ہو کر حملہ آور دشمنوں کا مقابلہ
تیار ہو گئے تھے۔

گو جرمنی' فرانس اور برطانیہ ان دنوں پوری طرح رومنوں کے ماتحت جرمنی کے شمالی علاقوں سے وقتاً" فوقتاً" باغی قبائل اٹھ کر رومنوں کے لئے دشواریوں کا باعث بنتے رہے تھے۔ جن دنوں وحشی جرمن قبائل دریائے رائن بڑھ رہے تھے اور رومنوں اور گال نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آپس میں تھا۔ انہی دنوں ایسا ہوا کہ ان گمنام وحشی جرمن قبائل کے پیچھے ہی پیچھے ایک اور اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بھی وحشی قبائل تھے۔ ان وحشی قبائل میں فرینک' المانی اور بر تھے۔ یہ تینوں نسل کے وحشی قبائل بھی گمنام جرمن وحشی قبائل کے ساتھ آ کے اندر رومن مقبوضات پر حملہ آور ہو کر ان وحشی قبائل نے دور دور تک بربادی کا کھیل کھیلا اور ہر طرف انہوں نے رومنوں کی لاشیں بکھیر دیں۔

پھر ان وحشی قبائل نے دریائے رائن کو عبور کیا۔ پہلے رومن جرنیل آگے بڑھ کر ان کی راہ روکنا چاہی لیکن فرینک المانی برگنڈی اور دیگر جرمن نے کراسیوز اور اس کے بحری بیڑے کو بدترین شکست دی۔ کراسیوز کی شکست رومنوں کو وحشی قبائل کی طاقت اور قوت کا احساس ہوا لہٰذا کراسیوز اور میکسیم جرنیل اپنے لشکروں کو ملا کر ایک متحدہ طاقت بننے پر مجبور ہوئے۔ انہی دنوں ڈیوکلیشن نے میکسیمن اور کراسیوز کی مدد کے لئے اٹلی سے ایک اور لشکر روانہ طرح یہ تینوں لشکر متحد ہو کر ایک بار پھر وحشی قبائل فرینک' المانی اور برگنڈی آئے لیکن اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔ اس لئے کہ یہ وحشی قبائل دور دور آور ہو کر اپنے لئے بہترین خوراک اسلحہ اور ضرورت کی دیگر اشیاء حاصل کر جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے پاس اس قدر مال و دولت جمع ہو گیا ہے کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تو وہ خود ہی لوٹ مار کا سامان سمیٹتے ہوئے جس سمت سے آ سمت لوٹ گئے۔ اس طرح ان وحشی قبائل کے واپس چلے جانے کے بعد رومنوں سرحدیں ایک بار پھر محفوظ ہو گئیں تھیں۔

ایک کامیاب حکمران کی حیثیت سے ڈیوکلیشن رومنوں پر حکومت کرتا رہا باندہ دور امن و سلامتی میں گزرا۔ اس لئے کہ مشرق میں کوئی ایسی قوت اب تھی جو اس کے خلاف سر اٹھاتی۔ شمال کے وحشی قبائل بھی جن میں خصوصیت فرینک' المانی' برگنڈی' گال اور سیکسن شامل تھے وہ بھی لوٹ مار کرنے کے بعد دشوار گزار کوہستانی سلسلوں کی طرف چلے گئے تھے۔ اس طرح ڈیوکلیشن کی مو قسطنطین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

قسطنطین پہلا رومن حکمران تھا جس نے باقاعدہ عیسائی مذہب اختیار کیا۔ اس کے اختیار کرنے کی وجہ سے رومن سلطنت میں بڑی تیزی کے ساتھ عیسائیت پھیلنے لگی قسطنطین نے ایشیاء میں قسطنطنیہ نام کا شہر بھی آباد کیا۔ بڑی تیزی سے اس نے اپنے وں کی طاقت بڑھاتے ہوئے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کیا۔ اب وہ دنیا بھر کے وں کا پاسبان اور محافظ ہونے کا دعویٰ کرنے لگا تھا۔

○

حمیر بن وائیل کی سرکردگی میں عربوں کا لشکر صحرا کے وسیع خطوں کو روندتا ہوا جب کے سمندر کے کنارے کے قریب پہنچا تو ایرانی لشکر اس کی راہ روک کھڑا ہوا حمیر بن نے فوراً" وہاں اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ دوسری طرف راہ روکنے ایرانی لشکر بھی اپنی صفیں درست کرنے لگا تھا اس موقع پر حمیر بن وائیل اپنے قریب یوناف کی طرف آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یوناف! اب جب کہ میں تجھے اپنے بیٹے کی طرح سمجھنے لگا ہوں۔ تم پر کامل بھروسہ کرتا ہوں اس لئے کہ تو مجھ پر ایسے احسان کر چکا ہے جن کا اتارنا میرے بس کی ہیں اس موقع پر میں تم سے یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا اس ایرانی لشکر کے مقابلہ میں تم ساتھ دو گے۔ اس پر یوناف بڑی نرمی' بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔

اے ابن وائیل! میں کیوں تمہارا ساتھ نہ دوں گا۔ میں اور کیرش تو تمہارے لشکر کامل ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ ہم ایرانیوں کے مقابلہ میں تمہاری کامیابیوں اور وں کے متمنی ہیں۔ اس پر حمیر بن وائیل خوشی اور سکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے

یوناف! تو نے اپنے فیصلے' اپنی گفتگو سے میرا دل خوش کر دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ راہ روکنے والے ایرانی لشکر کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کروں۔ حصہ اپنے پاس' دوسرا تیرے پاس اور تیسرا اپنے بیٹے یعوب بن حمیر کی سرکردگی میں اس کے بعد میں ان ایرانیوں سے جنگ کی ابتدا کروں۔ اس پر یوناف کہنے لگا تم ایسا کرو ابن وائیل میں اپنے حصے کے لشکر کی کمانداری خوب کروں گا۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم بہت جلد اس ایرانی لشکر کو شکست دے کر اپنے سامنے سے بھاگنے پر مجبور گے۔

حمیر بن وائیل بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تمہاری گفتگو'

تمہارے فیصلہ سے مجھے اپنی کامیابیاں اور اپنی فتح مندی صاف دکھائی دینے لگی
میرے ساتھ آؤ تاکہ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کے ساتھ ہی یو
کیرش حمیر بن وائیل' یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر کے ساتھ ہو لئے تھے۔
وائیل نے فی الفور اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے ا
رکھا' دوسرا یوناف کی کمانداری میں دے دیا اور تیسرا یعوب بن حمیر کے ماتحت رکھا
اس کے بعد دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کی ابتدا ہوئی۔

حمیر بن وائیل نے اپنے حصہ کے لشکر کو وسط میں رکھا دائیں طرف یو
کیرش اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ اور بائیں طرف یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت
کی کمانداری کر رہے تھے۔ جنگ کی ابتدا ایرانیوں نے کی۔

ایرانی لشکر کا کماندار اپنے لشکر کے وسط میں تھا اور وسط میں ہی جنگ کے
ڈھول' تاشے پیٹتے ہوئے جنگ کی ابتدا کی اور اپنے لشکر کو اس نے حملہ آور ہونے
تھا۔ یہ حکم ملتے ہی ایرانی لشکر منجمد و رائیگاں کر دینے والے جذبوں' بے برگ و
کرتی آندھیوں تزئین گلستان کو سسکتی ویرانیوں اور مقتل وقت میں تبدیل کرتے طوفان
طرح عربوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

پر وہ عرب بھی عجیب مٹی کے بنے ہوئے تھے انہوں نے بڑی جراتمندی کا
کرتے ہوئے ایرانیوں کے لشکر کو روکا وہ شب کے صحرا میں سنگ طلسمات کی دیوار
وقت کی جھنکار میں' اجالوں کے شرار اور آندھیوں کے سفیر بن کر ایرانیوں کے خونخوار
کو روک رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد عرب خوابیدہ مشیت میں تابندہ حقیقتوں' آئینہ
آبگینوں میں گوہر تابدار کی طرح حرکت میں آئے۔ پھر انہوں نے ادراک کے اسم
کامرانیوں کے رسولوں' طوفانوں کے عناصر اور اعلان سحر کی طرح جوابی حملہ کر دیا تھا۔
حملہ کرتے ہی عرب ایرانیوں کی صفوں میں یاسیت و نا آسودگی کی پرچھائیوں اور
دھوپ کی طرح گھسنے لگے تھے۔

عربوں کے اس جوابی حملہ سے میدان جنگ میں ایسی کیفیت طاری ہو گئی تھی
اجالوں کے صحرا میں گمان کے اندھیرے رقص کرنے لگے ہوں۔ جیسے حرفوں کے خد
میں بہری' گونگی تاریکیاں زخموں کی قبائیں بڑی تیزی سے کھولنے لگی ہوں۔ کافی دیر تک
جنگ جاری رہی یہاں تک کہ ایرانیوں نے محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ عرب ان کی
صفوں کا خاتمہ کرتے ہوئے پچھلی صفوں پر زور ڈالنے لگے ہیں۔ یہ صورتحال ایرانیوں

شکستگی اور دل برداشتگی کا باعث تھی۔

بحرین کے سمندر کے قریب کھلے اور تپتے صحراؤں کے اندر عربوں اور ایرانیوں کے
ہولناک جنگ کافی دیر تک جاری رہی جنگ کی ابتداء کرتے وقت ایرانیوں کو پورا
اور اعتماد تھا کہ وہ عربوں کے اس حملہ آور گروہ کو شکست دے کر اسے بحرین
طرف پیش قدمی کرنے سے روک دیں گے۔ لیکن جنگ جب اپنے شباب اپنے عروج پر
ایرانیوں کے سارے حوصلے ان کے سارے گمان ان کی ساری امیدیں ان کی ساری
تنکوں کی طرح بہہ کے رہ گئی تھیں۔

دوسری طرف عرب اپنے پورے ولولوں' اپنی پوری جراتمندی کے ساتھ اپنی خمدار
لہراتے ہوئے ایرانیوں کا قلع قمع کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ جنگ جب اپنے پورے
آئی تو ایک موقع ایسا بھی آیا کہ حمیر بن وائیل یوناف اور یعوب بن حمیر نے آپس
مشورہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کو پھیلانا شروع کر دیا۔ پھر سامنے کی طرف سے
بن وائیل' دائیں طرف سے یوناف اور بائیں طرف سے یعوب بن حمیر آندھی اور
اور آگ کے شرر کی طرح ایرانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اب تین اطراف سے
کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔

ایرانی کچھ دیر اس تین اطراف کے حملہ کو برداشت کرتے ہوئے جنگ کرتے رہے
آخر کار صورتحال ان کے ہاتھوں سے نکلنی شروع ہو گئی۔ اس لئے کہ عربوں نے ان
صفیں مکمل طور پر ختم کر کے پچھلی صفوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ یہاں
عرب بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے ایرانیوں کے وسطی حصہ تک پہنچ چکے تھے۔
انہوں نے چاروں طرف پھیل کر ایرانیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ یہ قتل عام
ہوتے ہی ایرانی ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے لگے تھے۔ لیکن عربوں نے بری
ان کا تعاقب کیا۔ انہیں بھاگنے کا موقع نہ دیا اور بحرین کے سمندر کے قریب کھلے
کے اندر عربوں نے سارے ایرانی لشکر کا صفایا کر دیا۔

ایرانی لشکر کو شکست دینے کے بعد حمیر بن وائیل اپنے لشکر کے ساتھ صحرا کے اندر
گیا تھا۔ دوسری طرف ایران کے بادشاہ ہرمز کو جب اپنے چاروں جاسوسوں کے قتل
اور پھر بحرین کے سمندر کے کنارے کھلے صحراؤں میں اپنے لشکر کی شکست کی خبریں
تو وہ فوراً" ایک بہت بڑے اور جرار لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ حمیر بن وائیل
صحرا کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا کہ ہرمز اپنے جرار لشکر کے ساتھ
پہنچ گیا اور عربوں کے اس لشکر کی راہ روک کھڑا ہوا۔

سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ صحرائی پٹی میں ایک بار پھر عرب اور ایرانی
دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے جس ایرانی لشکر کو اس سے پہلے عربوں نے
شکست دے کر مکمل طور پر اس کا صفایا کر دیا تھا۔ ایرانی شہنشاہ ہرمز اپنے تباہ ہوئے
لشکر سے کئی گنا بڑا لشکر لے کر عربوں کی سرکوبی کے لئے آیا تھا۔

ہرمز کا خیال تھا کہ اس سے پہلے عربوں نے جو صحرائی پٹی میں ایرانی لشکر کا
تھا وہ عربوں سے اس کا بدترین اور بھیانک انتقام لے گا۔ لہٰذا اسی انتقام کی خاطر اس
جنگ کی ابتدا کرنے میں پہل کی تھی۔ عرب پہلے ہی وہاں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ لہٰذا
کے لئے فی الفور انہوں نے اپنی صفیں درست کر لیں تھیں۔ جنگ کی ترتیب انہوں
وہی رکھی۔ لشکر کا وسطی حصہ خود حمیر بن وائیل نے اپنی کمانداری میں رکھا۔ لشکر کا
حصہ یوناف اور بایاں حصہ یعرب بن حمیر کی سالاری میں دیا گیا تھا۔

حملہ آور ہونے کا حکم ملتے ہی ایرانی اپنے سالاروں اور اپنے جرنیلوں کی
میں پھیلتے لاوے، بدبختیوں کی اڑتی سیاہی کی طرح آگے بڑھے اور جس طرح وقت
ٹہنیوں میں بارود کی بو، روگ کی اندھیری راتوں میں سلگتے خیالات اور قصہ الم جوش
ہیں ایسے ہی وہ بھی آگے بڑھ کر عربوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

عربوں نے اس بار اپنا طریقہ جنگ تبدیل کر دیا تھا۔ پہلے ٹکراؤ کے مقابلہ میں
نے پہلے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا تھا۔ اور پھر دفاع سے نکل کر وہ جارحیت
آئے تھے۔ اور ایرانیوں کو بدترین شکست دی تھی۔ لیکن اس بار وہ دفاع پر نہیں
جونہی ایرانی ان پر حملہ آور ہوئے انہوں نے بھی حملہ کا جواب حملہ سے ہی دیا۔
نے اپنے آپ کو دفاع تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ ایرانیوں کے حملہ آور ہوتے ہی
نے بھی اپنے ساحرانہ عمل کی ابتدا کی اور وہ بھی خاموشیوں میں ڈوبی خزاں کی شام،
جذبات میں جان کنی کے لمحات اور ریگستانوں کی ویرانیوں میں ابد کے اسرار بھری
رات کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

ایران کے شہنشاہ ہرمز نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اس صحرائی پٹی
کسی نہ کسی طرح ان عربوں کو شکست دے کر ان سے اپنا انتقام بھی لے اور
طرف ان کی پیش قدمی کو بھی روک دے۔ لیکن عربوں نے اس کی ہر کوشش، اس کی
جدوجہد، اس کی ہر امید اس کی ہر خواہش کو خاک میں ملا کر رکھ دیا تھا۔ جنگ طول
رہی تھی۔ اور جنگ کا طول پکڑنا ہرمز اپنے لئے خطرہ کی گھنٹی سمجھ رہا تھا۔ پھر وہ وقت
آیا کہ عربوں نے ایسی جانفشانی، ایسی سرفروشی اور خونخواری سے حملے شروع کئے کہ

صفوں کے سپاہی جنگ سے منہ موڑتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ ان کا پیچھے ہٹنا
صفوں کی بدنظمی اور افراتفری کا باعث بننے لگا تھا۔

اگلی صفوں کا پیچھے ہٹنا تھا کہ عرب شیر ہو گئے انہوں نے پہلے کی نسبت زیادہ
سے حملہ کرنا شروع کیا اور پھر ایرانیوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر کاٹنے کے بعد
لشکر کے وسطی حصہ پر اس جگہ حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے جہاں ہرمز اپنے
دستوں کے ساتھ بچے کھچے لشکر کو جنگ کی ہدایات دے رہا تھا۔ عربوں کے سالار حمیر
نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اگر وہ اس جنگ میں ہرمز کو قتل کر دے تو ایرانیوں کی
ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اگلی صفوں کے کچلے جانے کے باوجود ایرانیوں کے
اب بھی عربوں کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ تھی۔

ان خیالات کے تحت حمیر بن وائیل حرکت میں آیا۔ اپنے حفاظتی دستوں کے ساتھ
اور طوفان کی طرح وہ ایرانی لشکر کے وسطی حصہ میں گھسا اور عین ہرمز کے سر پر جا
نے جونہی عربوں کے سالار کو حملہ آور ہوتے دیکھا اس نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن حمیر
نے اسے ایسا نہ کرنے دیا اور اپنے دستوں کے ساتھ اس خونخواری سے حمیر بن
آور ہوا کہ ہرمز اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور حمیر بن وائیل نے تلوار مار کر ہرمز کا
دیا تھا۔ اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ ہرمز کے مارے جانے کے ساتھ ہی ایرانی
افراتفری اور بدنظمی پیدا ہو گئی تھی اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حمیر بن
تھوڑی دیر تک بھاگتے ایرانیوں کا تعاقب کیا پھر وہ واپس آ گیا۔ ایرانیوں کے
خوراک اور اسلحہ کے بے شمار ذخائر ہاتھ لگے تھے۔ اس طرح دوسری جنگ
عربوں نے نا صرف ایرانیوں کو بدترین شکست بلکہ ان کے شہنشاہ ہرمز کو بھی موت
اتار دیا تھا۔

اب بحرین کی طرف پیش قدمی کرنے والے ان عربوں کے لئے میدان صاف تھا۔
کوئی قوت اب ایسی نہ تھی جو بحرین کی طرف ان کی پیش قدمی کو روک سکتی
بن وائیل کی سرکردگی میں عرب بحرین میں داخل ہوئے بحرین میں جو ایرانیوں کا
تھا اسے بھی حمیر بن وائل نے بدترین شکست دی اس طرح تاریخ میں پہلی بار
کو پے در پے شکستیں دینے کے بعد عربوں نے بحرین پر قبضہ کر لیا تھا۔ یوناف اور
نے بھی بحرین ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہرمز ایران کا پہلا شہنشاہ ہے جس
پر بادشاہ اور ملکہ دونوں کی شبیہیں موجود ہیں۔

ہرمز کی موت کے بعد اس کا بیٹا آذر نرسی تخت نشین ہوا۔ یہ انتہائی ظالم انتہائی جابر

مخص تھا۔ اس نے حکومت کا آغاز ہی بے رحمی اور سفاکی سے کیا ذرا ذرا سی بات پر
ہو جاتا تھا۔ اور سر قلم کروا دیتا تھا۔ امراء کو وہ شاہی اقتدار کی راہ میں حائل سمجھتا تھا
لئے بعض امراء بھی اس کے ہاتھوں مارے گئے۔ آخر امراء نے آپس میں صلاح
کرنے کے بعد آذر نرسی کو قتل کروا دیا اور اس کے ایک بھائی کو اندھا کر دیا۔ ایک
بھائی امراء سے بھاگ کر اٹلی میں رومنوں کے یہاں پناہ گزین ہو گیا تھا۔

ہرمز کی اولاد میں سے اب کوئی اور نہ بچا جسے تخت نشین کیا جاتا اس اثناء میں
دوئم کی ملکہ سے متعلق پتا چلا ہے کہ وہ امید سے ہے۔ آتش پرستوں کے معبدوں نے
کو دیکھتے ہوئے پیش گوئی کی کہ ملکہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہو گا چنانچہ پیدا ہونے وا
لڑکے کو بادشاہ سمجھ کر شاہی تاج ملکہ کی خوابگاہ میں آویزاں کر دیا گیا تھا۔

قدرت نے معبدوں کی پیش گوئی پوری کر دی اور ملکہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس
نام شاہ پور رکھا گیا۔ شاہی تاج اب اس شاہ پور کے گہوارہ کی زینت بنا۔ مورخین لکھتے
کہ شاہ پور پہلا اور آخری بادشاہ تھا جس کو شکم مادر ہی میں بادشاہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔

شاہ پور چونکہ اپنی پیدائش سے پہلے ہی شہنشاہ تسلیم کر لیا گیا تھا لہٰذا اپنی پیدائش
سے پہلے سے لے کر اپنی موت تک تقریباً" ۷۰ برس تک شہنشاہ رہا جب تک وہ بالغ
اس کی مادر ملکہ امراء سلطنت کے مشورہ سے ایران پر حکومت کرتی رہی۔

شاہ پور بچپن ہی میں بڑا ہونہار تھا۔ مورخین اس کے بچپن کی روایت بیان کر
ہوئے لکھتے ہیں۔ شاہ پور پانچ سال کا تھا کہ ایک رات وہ مدائن کے شاہی محل کی چھت
سو رہا تھا۔ دفعتاً" باہر سے کچھ شور سنائی دیا۔ جس پر شاہ پور کی آنکھ کھل گئی اور اس
اپنے خدام سے پوچھا یہ شور کیسا ہے؟

اس کے پوچھنے پر خدمتگاروں نے بتایا کہ لوگ دجلہ کے پل پر سے گزر رہے ہیں
کچھ لوگ آ رہے ہیں کچھ جا رہے ہیں۔ اس وجہ سے پل پر ہجوم ہو گیا ہے۔ جس کی
لوگ گزرنے میں دقت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے شور ہو رہا ہے۔

شاہ پور نے یہ بات دل میں بٹھا لی۔ دوسرے روز جب دن نکلا تو اس نے اپنے وز
کو بلوایا اور حکم دیا کہ دجلہ پر ایک پل اور بنوا دیا جائے۔ ایک پل آنے والوں کے لئے او
دوسرا جانے والوں کے لئے۔ دوسرا پل بادشاہ کے حکم کے مطابق فی الفور تیار کر دیا گیا
جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور لوگوں کو دریائے دجلہ کو عبور کرتے ہوئے آنے جانے
میں آسانی ہو گئی تھی۔

رومنوں نے اس سے پہلے ایرانیوں کے ساتھ بڑی زیادتیاں کر رکھی تھیں۔ کئی
رومنوں نے ایرانیوں کو شکست دی اور ان کے کئی صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن
کے پہنچنے کے کئی سال بعد تک شاہ پور رومنوں کے خلاف کوئی انتقامی جنگ
نہ کرتا تھا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ شروع کے دور میں وہ اپنی مالی مشکلات پر قابو
مشغول رہا پہلی مشکل امراء کی تھی جو اس کے ابتدائی زمانے میں بہت زور پکڑ

دور کی یہ خصوصیت چلی آ رہی تھی کہ جب کوئی بادشاہ کمزور ہونے کی وجہ
من مانی کرنے کی اجازت دے دیتا تو بغاوت کا خطرہ پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ شاہ
ابتدائی زمانہ میں بھی امراء نے اقتدار حاصل کرنا چاہا تھا۔ لیکن سولہ سال کی عمر
میں اس نے امراء کے اقتدار کو محدود کر دیا بلکہ ان کے دلوں میں بھی اپنے
دی۔

مالی مشکلات پر قابو پانے کے بعد اس نو عمر بادشاہ نے عربوں سے اپنے ملک کی
محفوظ کیا وہ اس طرح کہ بحرین پر عربوں نے قابض ہونے کے بعد وہاں اپنا ایک
بنا لیا۔ پھر وہ وہاں سے چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں نکل کر ایرانی سرحدوں پر حملہ
دور دور تک لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ اس طرح عربوں کے ان حملوں
کی اکثر سرحدیں غیر محفوظ ہو کر رہ گئی تھیں۔ شاہ پور نے عربوں کے ان حملوں
لئے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے بے شمار کشتیاں تیار کروائیں۔ ان کشتیوں میں
مسلح جوان بٹھائے اور جونہی چھوٹی کشتیوں میں عرب بیٹھ کر اس کی
حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ایرانی لشکری ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مار
طرح انتظام سے شاہ پور نے اپنی ملک کی سرحدوں کو بحرین کے عربوں سے
لیا تھا۔

کے عربوں سے اپنے ملک کی سرحدوں کو محفوظ کرنے کے بعد شاہ پور رومنوں
متوجہ ہوا ان دنوں قسطنطین اعظم رومنوں کا شہنشاہ تھا جس نے اپنے نام پر
شہر بسایا تھا۔

رومنوں کا نیا شہنشاہ قسطنطین بنیادی طور پر بلقان کا رہنے والا ایک معمولی اور دوغلا
اس نے اپنی ذاتی قابلیت کی بناء پر ترقی کرتے کرتے رومنوں کا تاج و تخت
لیا تھا۔ قسطنطین جب رومنوں کا شہنشاہ بنا تو حسب دستور اس کے لئے روم کے
کے پاس ایک فتح کی محراب تعمیر کی گئی۔ شہنشاہ بنتے ہی قسطنطین نے محسوس کیا

کہ اس کی سلطنت میں خصوصیت کے ساتھ یورپی شہروں میں سکون و جمود پیدا ہو چلا
وہ دیکھ رہا تھا کہ میلان سے لے کر کولون تک جتنے شہر وجود پذیر ہوئے تھے ان کا
صرف یہ تھا کہ وہاں فوج رہ سکے اور تجارتی قافلوں کی آمدورفت میں کوئی خلل پیدا نہ

سب سے پہلے قسطنطین کا ارادہ تھا کہ وہ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس قصبے کے
قریب کوئی بڑا شہر تعمیر کرے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ لیکن بعد میں وہ اپنے اس ارادہ سے
رہا اس لئے کہ دریائے ڈینیوب کے کنارے کا یہ علاقہ ہر وقت خطرہ سے دو چار رہتا
کیونکہ شمال کے وحشی قبائل اکثر و بیشتر دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن ہی کے راستے
سے اتر کر رومن سلطنت پر حملہ آور ہوتے رہے تھے۔

بلقان کے بعد کئی ایک جگہیں قسطنطین کے زیر غور تھیں جہاں وہ اپنا نیا مرکزی
تعمیر کرنا چاہتا تھا۔ ان میں اسکندریہ، افی سوس اور انطاکیہ جیسے پر رونق اور مشہور شہر
تھے۔ لیکن آخر کار ان شہروں کو بھی قسطنطین نے رد کر دیا وہ چاہتا تھا کہ نیا دارالحکومت
کسی ایسے مقام پر بنایا جائے جسے مشرقی تجارت میں مرکز کی حیثیت حاصل ہو اور جو
حملوں کے تلاطم سے محفوظ ہو۔ اس مقصد کے لئے قسطنطین کی توجہ کچھ مدت کے لئے
پہاڑی پر بھی جمی رہی جہاں بہت عرصہ پہلے کبھی ٹرائے شہر آباد تھا۔ یہ بہت قدیم شہر
جہاں کبھی ہیلن کی وجہ سے ایک طویل جنگ ہوئی تھی اس شہر کو ایلین بھی کہہ کر پکارا
تھا۔

اپنے نظریات کے لحاظ سے قسطنطین بڑا سخت، بڑا جابر اور بڑا شکی انسان تھا۔
بناء پر اس نے ٹرائے کو بھی رد کر دیا۔ انہی دنوں جب کہ وہ اپنے نئے دارالحکومت کے
سرگرداں تھا اس کی زندگی کے دو بڑے حادثے اسے پیش آئے۔ پہلا حادثہ اس کے
کرپس کی موت اور دوسرا حادثہ اس کی ہر دلعزیز بیوی فاشا کی موت تھی۔ جس کی تفصیل
کچھ یوں تھی۔

فاشا قسطنطین کی دوسری نو عمر اور انتہائی خوبصورت بیوی تھی لیکن یہ اخلاقی کمزوری
کا شکار تھی۔ اس فاشا نے قسطنطین کے بڑے بیٹے کرپس سے ناجائز تعلق قائم کرنے
کوشش کی لیکن قسطنطین کے بیٹے کرپس نے اپنی سوتیلی ماں سے ناجائز تعلق استوار کرنے
سے جب انکار کر دیا تو فاشا نے الٹا کرپس پر الزام لگایا کہ وہ اسے بے آبرو اور بے عزت
کرنا چاہتا تھا۔ اس انکشاف پر قسطنطین آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے اپنے ہاتھ
اپنے بیٹے کرپس کی گردن کاٹ دی۔

بعد میں فاشا نے محل کے ایک غلام ہی سے تعلقات قائم کر لئے لیکن فاشا

ان تعلقات کا علم قسطنطین کو بھی ہو گیا لہٰذا قسطنطین نے ایک حمام کو خوب گرم
گرم حمام میں اپنی بیوی فاشا کو بند کر دیا یہاں تک کہ وہ اسی حمام کے اندر دم
توڑ گئی تھی۔

قسطنطین اپنے نئے مرکزی شہر سے متعلق کوئی فیصلہ نہ کر پایا اس لئے کہ تخت نشین
ہوتے ہی رومن سلطنت میں اس کے لئے گوناگوں مسائل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔
ان میں اس کا سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ رومنوں کے ایک جرنیل میکسی نیوس نے
شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ میکسی نیوس ان دنوں شمالی اٹلی میں ایک بہت بڑے لشکر کی
کمان کر رہا تھا۔ اور دوسری بڑی مصیبت قسطنطین کے لئے یہ اٹھ کھڑی ہوئی کہ
دو دوسرے بڑے جرنیل گیلریوس اور لیسی نیوس نے بھی اس موقع پر قسطنطین
کے مقابلے میں میکسی نیوس کا ساتھ دینے کا عزم کر لیا۔ میکسی نیوس کے شہنشاہ ہونے کا دعویٰ
اور دوسرے دو جرنیلوں کا ان کا ساتھ دینے کی وجہ سے رومن سلطنت میں قسطنطین
کے لئے مشکل ہی مسائل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

قسطنطین نے ہمت نہیں ہاری۔ اس نے چالیس ہزار رومنوں پر مشتمل ایک
لشکر تیار کیا اور میکسی نیوس سے نپٹنے کے لئے وہ شمالی اٹلی کی طرف بڑھا۔ میکسی
نیوس نے رومن شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس وقت اس کے پاس بہترین
فوج تھی تاہم شمالی اٹلی کے کوہستانی سلسلوں کے اندر قسطنطین اور میکسی نیوس کے
درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں قسطنطین فتح مند رہا اور میکسی نیوس کو بدترین شکست
ہوئی۔ میکسی نیوس اس جنگ میں مارا گیا۔ شہروں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا۔
اب باقی دو مخالف جرنیل رہ گئے تھے۔ ایک گیلریوس اور دوسرا لیسی نیوس۔ گیلریوس
جرنیل تھا جو پہلے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کی طرح عیسائیت کا بدترین دشمن تھا۔ جس
ڈیوکلیشن نے اپنے دورِ حکومت میں نا صرف یہ کہ عیسائیوں پر مظالم کئے بلکہ ان کے
گرجوں کو مسمار کیا اس طرح گیلریوس بھی عیسائیت کا مخالف اور ان کے گرجوں اور
عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کا شوقین تھا۔ جب کہ دوسری طرف قسطنطین بڑی تیزی سے
عیسائیت کی طرف جھکاؤ کرتا جا رہا تھا۔ قسطنطین کی خوش قسمتی کہ گیلریوس ان دنوں شمالی
اٹلی کے ایک گمنام قصبے میں قیام کئے ہوئے تھا۔ کسی گمنام شخص کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس
طرح میکسی نیوس کے بعد گیلریوس سے بھی قسطنطین کی جان بھی چھوٹ گئی تھی اب باقی
صرف لیسی نیوس رہ گیا تھا جسے قسطنطین اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا۔

لیکن قسطنطین لیسی نیوس کو ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس لئے کہ رومنوں کا ایک بہت

بڑا لشکر میسی نیوس کا حامی تھا۔ جنگ کی صورت میں میسی نیوس قسطنطین کے لئے
کھڑی کر سکتا تھا۔ لہٰذا قسطنطین نے میسی نیوس کو رومن سلطنت کے شمالی حصوں
لشکروں کے ساتھ پڑے رہنے دیا جو اس کی کمانداری میں کام کر رہے تھے۔

انہی دنوں ایک حادثہ رونما ہوا جس نے قسطنطین کے دل میں میسی نیوس
شبہات اور نفرت پیدا کر دی اور وہ اس طرح کہ میسی نیوس نے اپنے بھائی سین
ذریعہ قسطنطین کی بہن اناس تیسیہ کے شوہر باسیانوس سے ساز باز کرنی شروع کر دی
کو یہ ترغیب دی کہ اگر وہ قسطنطین کو موقع جان کر قتل کر دے تو اس کی حیثیت
سلطنت میں رومن شہنشاہ کے بعد سب سے زیادہ ہو گی۔ باسیانوس اس سازش میں
چاہتا تھا کہ قسطنطین کے خلاف حرکت میں آئے لیکن اس دوران قسطنطین کو اس
علم ہو گیا۔ لہٰذا اس نے اپنے بھائی باسیانوس کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ
چونکہ اس سازش میں میسی نیوس کا بھائی سین سیو بھی شامل تھا لہٰذا قسطنطین نے میں
سے اس کے بھائی سین سیو کو طلب کیا تاکہ اسے بھی موت کے گھاٹ اتار جائے
اس کے خلاف سازش میں شامل تھا۔ لیکن میسی نیوس نے اپنے بھائی سی سیو کو
کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر قسطنطین نے میسی نیوس کے خلاف اعلان
کر دیا تھا۔

قسطنطین اپنے لشکر کے ساتھ روم سے نکلا اور شمال کی طرف بڑھا دوسری طرف
نیوس بھی اپنے جرار لشکر کے ساتھ شمال سے جنوب کی طرف بڑھا۔ اٹلی کے وسطی
میں قسطنطین اور میسی نیوس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ یہ جنگ لگاتار کئی دن
جاری رہی جس میں قسطنطین فتح مند رہا اور میسی نیوس کو بدترین شکست ہوئی۔
کھانے کے بعد میسی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ بلقان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

لیکن بلقان جا کر بھی میسی نیوس چین سے نہ بیٹھا اور لگاتار اپنے لشکر میں
کرتے ہوئے اس نے اپنی قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب
نے دیکھا کہ اس کے ساتھ کافی بڑا لشکر ہو گیا ہے تو پھر اس نے قسطنطین کے خلاف
جنگ کر دیا تھا۔ قسطنطین ایک بار پھر اپنا لشکر لے کر نکلا۔ ایڈیا نوپل اور فلبوپولس
کے درمیان قسطنطین اور میسی نیوس کے درمیان ایک بار پھر ہولناک جنگ ہوئی۔ اس
میں پھر قسمت نے قسطنطین کا ساتھ دیا۔ میسی نیوس کو شکست ہوئی لیکن روم کے کچھ
لوگوں کے بیچ میں پڑنے سے قسطنطین اور میسی نولیس کے درمیان صلح ہو گئی۔ اس طرح
توقع کی جانے لگی تھی کہ اب رومن سلطنت میں امن و امان بحال ہو جائے گا۔

اس دوران ایک اور تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا جس نے ایک بار پھر روما کے امن کو
دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ رومن سلطنت میں اس وقت عیسائیت کی دو شاخیں
تھیں۔ ایک آرتھوڈیکس دوسری مشرقی عیسائیت۔ اٹلی میں کچھ گرجوں کے
عیسائیت کے ان دونوں گروہوں میں تنازعات اٹھ کھڑے ہوئے۔ قسطنطین نے
بہتر طور پر حل کرنے کے لئے یہ معاملہ روما سلطنت کے عیسائی بشپ کے
لیکن جب عیسائیوں کے دونوں گروہوں نے بشپ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا
کی بحالی کے لئے قسطنطین نے خود اپنی طرف سے فیصلہ کیا اور اس فیصلہ کو
منوایا۔ یہ فیصلہ چونکہ قسطنطین نے آرتھوڈیکس عیسائیوں کے حق میں دیا
عیسائیت کے علمدار قسطنطین کے خلاف ہو گئے۔ میسی نیوس نے افراتفری
سے فائدہ اٹھایا اور اس نے مشرقی عیسائیت کے علمدار کی حمایت کا اعلان کر
کے دل میں ایک بار پھر میسی نیوس کے خلاف نفرت کا لاوہ اٹھ کھڑا ہوا۔
رہتا تو شاید قسطنطین اور میسی نیوس کی جنگ نہ ہوتی لیکن میسی نیوس نے
اور تنازعہ کھڑا کر دیا۔

طرح کہ جن دنوں سابق رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کے دور حکومت میں
کے نائب اور رومیوں کے ایک بہترین جرنیل کی حیثیت سے کام کر رہا تھا ان
گال قبائل کی بہتری کے لئے بے شمار کام کئے جس بناء پر گال قسطنطین سے
کرتے تھے۔ میسی نیوس نے جب مشرقی عیسائیت کے علمداروں کے حق میں
گال قبائل نے قسطنطین کا ساتھ دیتے ہوئے میسی نیوس کی مخالفت کی اس پر
لشکر لے کر گال پر چڑھ دوڑا اور ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کے اندر
کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ قسطنطین کو جب ان حالات
وہ اپنا لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہوا تاکہ میسی نیوس سے جنگ کر کے
اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

نے میسی نیوس کی سرکوبی کرنے کے لئے جو لشکر تیار کیا اس میں دو سو بحری
باربرداری کے بحری جہاز، ایک لاکھ بیس ہزار پیدل فوج اور دس ہزار سوار
طرف میسی نیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ قسطنطین اس سے جنگ کرنے کے
کوچ کر چکا ہے۔ لہٰذا قسطنطین سے مقابلہ کرنے کے لئے میسی نیوس نے ایک
پیدل فوج کے علاوہ پندرہ ہزار سوار اور تین سو پچاس بحری جنگی جہاز بھی تیار
قسطنطین نے روم سے کوچ کرتے ہوئے بری افواج کی کمانداری اپنے ہاتھ

میں رکھی تھی۔ جب کہ اپنے بحری بیڑے کا کمانداراس نے اپنے بیٹے کرسپوس کو
اس طرح قسطنطین اپنی بری اور بحری دونوں قوتوں کے ساتھ میسی نیوس کا خاتمہ
لئے شمال کی طرف بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا تھا۔

جولائی ۳۲۳ء کو اینڈریا نوپل کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے
خیمہ زن ہوئے۔ باغی جرنیل میسی نیوس پر امید تھا کہ وہ انڈریا نوپل کے کھلے
میدانوں میں رومن شہنشاہ قسطنطین کو شکست دے گا۔ اس لئے کہ اس کے
ہی کی نہیں سواروں کی تعداد بھی زیادہ تھی اس کے علاوہ اس کا بحری بیڑہ بھی
بحری بیڑے سے بڑا تھا۔

ایک دن اور رات دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن
کیا۔ دوسرے دن جنگ کی ابتداء ہوئی اور دونوں لشکروں میں جنگ کے طبل
آوازوں میں بجنے لگے تھے۔ پھر میسی نیوس نے جنگ کی ابتداء کی اور وہ اپنے لشکر
قسطنطین اور اس کے لشکر پر تحقیر و تذلیل بھری نا دریافت ریت کی پیاس،
خلاؤں میں امواج آتش کی سفاکی اور آنے والے کالے موسموں کی توحہ گری
ہوئے بے بسی کے زہر کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ قسطنطین بھی غلبے اور فتح کی امید لگائے بیٹھا
نے بھی اپنے آپ کو دفاع تک محدود نہیں رکھا بلکہ جونہی میسی نیوس اس پر حملہ
بھی جوابی حملہ کرتے ہوئے میسی نیوس کے لشکر پر رات کے بھاری کواڑوں
انسانی خون کی پروردہ آندھیوں، زوال اور انحطاط کی لہروں میں بگولوں کے رقص
اضطراب خون خون پیچ و تاب کھاتی تقدیر کے اندھے اوہام کی طرح حملہ آور ہو گیا
اینڈریا نوپل کے کھلے اور وسیع میدانوں میں قسطنطین اور میسی نیوس
میدان جنگ لق و دق ریت کے کہرام، تعصب کی خونخواری کی آماجگاہ سیاہ رات
خواہشوں کی پیاس اور بدبختی کے گھمبیر طلسم کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر طرف
چیخوں کے کہرام ابل پڑے تھے۔ موت باہیں پھیلائے ہر سو ٹوٹی کرنوں، بکھرے
بوندوں اور صداؤں کے عکس کی طرح پھیلنے بکھرنے لگی تھی۔

میسی نیوس نے جنگ کی ابتدا کی اور وہ بڑے خونخوار انداز میں اپنے شہنشاہ
پر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن جب قسطنطین نے بھی جوابی کارروائی کی تو میسی نیوس اور
لشکری بوکھلا اٹھے تھے۔ کافی دیر تک اینڈریا نوپل کے میدانوں میں گھمسان کا رن
اس جنگ میں میسی نیوس کو شکست ہوئی۔ اور وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر

گیا وہاں اس نے مزید لشکری جمع کئے اور ایک بار پھر اس نے اپنی پوزیشن
مستحکم کر لی تھی۔

دوسری طرف قسطنطین نے بھی وقت ضائع نہیں کیا۔ اینڈریا نوپل کے میدانوں میں
شکست دینے کے بعد اس نے میسی نیوس کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا پھر وہ طوفانی
بزنطین کی طرف بڑھا۔ جہاں میسی نیوس نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ بزنطین کے مقام پر
خون ریز جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی قسطنطین نے میسی نیوس کو بدترین شکست
میسی نیوس گیلی پولی کی طرف بھاگ گیا۔ اس لئے کہ وہاں اس کا بحری بیڑا لنگر انداز
میسی نیوس کو امید تھی کہ اپنے بحری بیڑے کو ساتھ ملا کر وہ اپنی شکست کو فتح میں
بدلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

دوسری طرف قسطنطین کا بیٹا کرسپوس جو رومن بحری بیڑے کا امیر البحر تھا وہ اپنے
بیڑے کو لے کر گیلی پولی میں میسی نیوس کے بحری بیڑے کے سامنے آکر لنگر انداز
گیلی پولی کے مقام پر دونوں بحری بیڑوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ اتنی دیر تک خود
قسطنطین اپنے لشکر کے ساتھ گیلی پولی پہنچ چکا تھا۔ بہرحال اس بحری جنگ میں بھی میسی
نیوس کو شکست ہوئی۔ گیلی پولی میں شکست کھانے کے بعد میسی نیوس بحیرہ باسفورس کو
عبور کرنے کے بعد ایشیا میں داخل ہوا اور کالسدان کے مقام پر اپنے بچے کھچے لشکر کے
ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

میسی نیوس چین سے نہیں بیٹھا بلکہ بھاری رقوم خرچ کر کے اس نے ایشیا
میں بھرتی کرنے شروع کیے۔ اس طرح اس نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کر لیا۔
اس لشکر کے ساتھ کرائسوپوس کے مقام پر وہ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

قسطنطین جانتا تھا کہ اگر میسی نیوس کو سنبھلنے کی مہلت دی گئی تو وہ آنے والے دنوں
میں اس کے لئے مصیبت اور خطرات کھڑے کر دے گا لہذا قسطنطین نے بھی فوراً گیلی پولی
سے اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اپنے بحری بیڑے کے ذریعہ بحیرۂ باسفورس کو عبور
کیا اور کرائسوپوس کے میدانوں میں میسی نیوس کے لشکر کے سامنے آکر خیمہ زن ہوا تھا۔
ستمبر ۳۲۳ء کو ایشیا کی سرزمینوں میں کرائسوپوس کے کھلے میدانوں میں ایک بار
قسطنطین اور میسی نیوس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں بھی
میسی نیوس کو شکست ہوئی اور قسطنطین فاتح رہا۔ جنگ میں قسطنطین نے باغی میسی نیوس کو
گرفتار کر لیا تھا۔

بعد ازاں قسطنطین نے میسی نیوس کو معاف کر دیا اور اسے تھیسالونیکا کے قلعہ میں

نظر بند کر دیا لیکن قسطنطین جانتا تھا کہ اگر میسی نیوس زندہ رہا تو وہ کسی بھی حامیوں کی مدد سے زندان سے فرار ہو کر پھر اس کے لئے خطرات کا باعث لہٰذا چند ہی دن بعد قسطنطین نے میسی نیوس پر بغاوت کا مقدمہ چلایا اور اسے گھاٹ اتار دیا۔

رومن شہنشاہ قسطنطین باغی جرنیل میسی نیوس سے فارغ ہوا ہی تھا کہ میں آباد عیسائیت کے مختلف دھڑوں میں ایک بنیادی مسئلہ پر اختلافات اٹھ کھڑے عیسائیت کے ایک گروہ کا کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ مخلوق ہیں جب کہ دوسرا گروہ کہ نہیں وہ مخلوق نہیں بلکہ خالق ہیں۔ اس طرح ایک گروہ حضرت عیسیٰؑ کو بندہ تسلیم کرنے لگا تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قسطنطین نے اپنی صدا کے مقام پر بڑے بڑے عیسائی علماء کی ایک کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس میں و مباحثے ہوئے۔ لیکن کوئی بھی گروہ اپنے عقیدے سے ہٹنے کے لئے تیار نہ تیسرا گروہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یہ آخری فیصلہ دے دیا کہ حضرت عیسیٰؑ بندہ بلکہ خدا کے بیٹے تھے۔ اس طرح ایک تیسرے گروہ کے اٹھنے سے یہ مسئلہ چونکہ دب گیا تھا لہٰذا قسطنطین بھی اس مسئلہ پر خاموش ہو گیا تھا۔

○

جب قسطنطین کو کسی قدر بیرونی اور داخلی طور پر امن اور سکون حاصل نے اپنا نیا دارالحکومت تعمیر کرنے کا عزم کر لیا۔ کیونکہ باغی جرنیل میسی نیوس جنگوں کے دوران قسطنطین نے بیز نطین اور بحیرۂ باسفورس کا علاقہ بڑے غور سے دیکھا تھا لہٰذا اسؐ نے بیز نطین کے مقام پر بحیرۂ باسفورس کے کنارے اپنا تعمیر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ دارالحکومت کی اس تبدیلی کی کئی وجوہات تھیں۔

اول یہ کہ قسطنطین ایک ایسا دارالحکومت بنانا چاہتا تھا جو خود اس کے اس میں کسی اور کا حصہ شامل نہ ہو اور نہ ہی وہ شہر اس کے علاوہ قدیم ہو۔ دارالحکومت کی تبدیلی کی دوسری وجہ یہ تھی کی قسطنطین چاہتا تھا کہ نیا شہر کرے جہاں عیسائیت قبول کرنے والے رومن اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے کر سکیں۔ اٹلی میں چونکہ عیسائیت پوری طرح مقبول اور مشہور نہ ہوئی تھی تک بہت سی مزاحمت کرنے والی قومیں باقی تھیں لہٰذا بحیرۂ باسفورس کے کنارے نے نیا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ کیا۔

دارالحکومت کی تبدیلی کی تیسری اور سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اٹلی پر شمال کی بیشتر وحشی قبائل حملہ آور ہوتے رہتے ہیں اور گاہے بگاہے وہ اٹلی کے گھس کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلتے رہتے تھے یہ وحشی قبائل دریائے رائن ڈینیوب کو عبور کرتے اور پھر اٹلی کے اندر دور تک خاک و خون کا کھیل کھیلتے لوٹ مار کا سامان حاصل کرتے اور پھر لوٹ جاتے۔ اس طرح شمال کے ان نے حملہ آور ہو کر رومن سلطنت کی جڑیں کھوکھلی کرنا شروع کر دی تھیں۔ تھا کہ دارالحکومت کسی ایسی محفوظ جگہ ہو جہاں نہ بیرونی حملہ آوروں کا کوئی ہی وحشی قبائل کے وارد ہو جانے کا کوئی خطرہ ہو۔ انہی وجوہات کی بناء پر نکل کر بحیرۂ باسفورس کے کنارے آیا اور نئے دارالحکومت کی بنیاد ڈال اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا تھا۔

جس قدیم بستی کے قریب قسطنطین نے اپنے نئے دارالحکومت قسطنطنیہ کی بڑی پرانی اور قدیم بستی تھی۔ شمالی یونان کے رہنے والوں کا خاصہ تھا کہ میں فتوحات حاصل کرتے تو وہاں اپنی نو آبادیاں قائم کرتے۔ ان کی دیکھا یعنی جنوبی یونان نے بھی اپنی نو آبادیوں میں بستیاں بسانی شروع کیں۔ ایک نے آبنائے باسفورس کے دہانے پر بسائی۔ یہ ایشیا کے ساحل پر کیلشی ڈون) کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے تقریباً ۳۰ سال بعد میگارا یعنی جنوبی وڑاس نے بحر باسفورس کے کنارے ایک نئی بستی بسائی جس کا نام بیز نطین کے قریب ہی قسطنطین نے اپنا نیا دارالحکومت قسطنطنیہ آباد کیا اس شہر سے رومن حکومت ایک طرح سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ ایک میں تھی اور دوسرے مشرقی روما جو قسطنطنیہ میں تھی۔

کو جن نادر خصوصیتوں سے قدرت نے نوازا تھا وہ غالباً" کسی دوسرے شہر کو سکیں۔ مثلاً" محل وقوع اور ماحول کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ اپنی مثال ایسے شہر بہت کم ملیں گے جن کی ڈھائی ہزار سال کی سرگزشت کسی نہ کسی بندگان خدا کے لئے مفید نیز اقوام عالم کے محل رشک اور جاذب توجہ رہی

شہر کی دیگر سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ یہ شرق و غرب کے درمیان تجارتی مرکز بن گیا اور یہاں کے صرف تاجر ہی نہیں بلکہ ماہی گیر بھی خوب گے تھے۔ یہ شہر خشکی کی ایک چھوٹی سی نوک پر تعمیر کیا گیا جو مدوجزر سے

محفوظ زمین بند سمندر میں آگے بڑھی ہوئی تھی اور یہی وہ مقام ہے جہاں تین
یورپ' ایشیا اور افریقہ زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں۔
شاہراہیں اس شہر کو جانے لگیں اور یہیں سے بڑے دریا خشکی میں اندر کی طرف
کا ذریعہ بن گئے۔ دوسرے لفظوں میں جن آبی راستوں کے ذریعے سے
ذریعے پہنچنا ممکن تھا وہ خشکی کے اس خطے کی حفاظت کا فرض بھی انجام دیتے
پر قسطنطنیہ واقع ہے۔ بحر روم کی قدیم تہذیب کو غالباً" اس شہر کے علاوہ کہیں
رکھا جاسکتا تھا۔

○

یوناف اور کیرش نے ابھی تک بحرین ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک
سرائے سے باہر چہل قدمی کر رہے تھے جس میں ان دونوں نے قیام کیا ہوا تھا
یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس پر یوناف جب چونکا تو کیرش بھی متوجہ ہو گئی
کہنے والی ہے۔ ابلیکا نے تھوڑی دیر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس کی آواز یوناف
سے ٹکرائی۔ کیرش بھی وہ آواز غور سے سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ ا
تھی۔

یوناف! میرے حبیب۔ تمہارا بدترین دشمن عزازیل ان دنوں خاموش ا
اور نہ جانے کن انجانی سرگرمیوں میں وہ مشغول ہے۔ تاہم عنقریب میں ا
گی اور تمہیں بتاؤں گی کہ وہ تمہارے خلاف کسی سازش کی تیاری میں
نہیں۔ فی الحال میں تم سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم دونوں کا اب بحرین میں قیا
نہیں ہے۔ یہاں بیکار پڑے رہنے سے بہتر ہے کسی جدوجہد اور سعی اور کوشش
زندگی کی ابتدا کی جائے۔ ابلیکا اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ یوناف اس کی بات کاٹ

ابلیکا! تمہارا کیا خیال ہے بحرین سے کوچ کرنے کے بعد ہمیں کس
چاہئے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ اس وقت دو بڑی سمتیں اور بڑی حکومتیں ہیں
تم دونوں رخ کرسکتے ہو۔ اول رومنوں کی حکومت دوئم ایران کی سلطنت۔
حکومت ان کے شہنشاہ قسطنطین کے زیر سایہ اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔ اور ا
کی حدود بھی وسیع سے وسیع تر ہو چکی ہیں۔ دوسری طرف ایران کی سلطنت
تک اکثر مواقع پر رومنوں کے سامنے جھکتی اور مغلوب ہوتی نظر آئی ہے۔ ا
شہنشاہ شاہ پور بنا ہے۔ وہ اب جوان ہونے کے علاوہ جنگ کے بہترین تجربات ا

میرے خیال میں حالات بتاتے ہیں کہ عنقریب وہ رومن شہنشاہ قسطنطین کے خلاف
میں آئے گا اور ماضی میں جو ایرانیوں کو رومنوں کے ہاتھوں زک اور شکست اٹھانا
اس کا انتقام لے گا۔ میرے خیال میں شاہ پور ان ایرانی علاقوں کو بھی واپس لینے
کرے گا جو رومن ماضی میں اپنے مقبوضہ جات میں شامل کر چکے ہیں۔
ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر کہنے لگا۔ ابلیکا اگر جدوجہد اور کوشش کی زندگی
کرنے کے لئے مجھے اور کیرش کو رومنوں یا ایرانیوں میں کسی ایک سلطنت کی طرف
جانا ہو گا تو پھر میں شاہ پور کا انتخاب کروں گا۔ میں نے سنا ہے کہ یہ شخص بڑا جنگجو'
سرگرم اور کچھ کر گزرنے کی آرزو اور امید رکھتا ہے۔ میرے خیال میں مجھے اور
کیرش کو یہاں سے کوچ کرنے کے بعد ایرانی سلطنت کے مرکزی شہر جانا چاہئے اور پھر
جائزہ لیتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ اگر شاہ پور اور قسطنطین کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو کون
کون مفتوح رہتا ہے۔
یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا اور پھر سلسلہ کلام جاری
کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ابلیکا! میں یہاں سے کوچ کرنے کے بعد ایران کے شہنشاہ شاہ پور
سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ اور اسے اس کی آئندہ جنگوں میں اس کی مشاورت کرنے کی
پیشکش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری اس مشاورت کو قبول کرے گا اور میں اسے
رومنوں کے خلاف کامیابیوں کے لئے بہترین مشوروں سے نواز سکوں گا۔ اس پر ابلیکا فوراً"

یوناف تو نے یقیناً" میرے دل کی بات کہی ہے۔ میں بھی یہی چاہتی تھی کہ تم
دونوں رومنوں کے بجائے ایرانی سلطنت کا رخ کرو۔ اس لئے کہ ایرانی اب تک رومنوں کے
ہاتھوں مغلوب رہے ہیں۔ اور بہت سے مواقع پر رومنوں نے ایرانیوں پر حد سے بڑھ
کر ظلم بھی کئے ہیں۔ اگر شاہ پور کی سرکردگی میں ایرانی رومنوں کے خلاف سینہ سپر ہوتا
چاہتے ہیں اور اپنی ماضی کی شکستوں اور ہزیمتوں کا انتقام لینا چاہتے ہیں پھر تمہیں اور کیرش
کو ایرانی سلطنت ہی کا رخ کرنا چاہئے۔
اس پر یوناف بولا۔ ابلیکا! اب یہ آخری فیصلہ ہے کہ میں اور کیرش دونوں بحرین
سے کوچ کریں گے اور ایرانی سلطنت کے مرکزی شہر کا رخ کریں گے۔ اور آئندہ جنگوں
میں شاہ پور کو رومنوں کے خلاف بہترین مشوروں سے نوازنے کی کوشش کریں گے۔ ابلیکا
نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا تو یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو
حرکت میں لائے۔ بحرین سے وہ ایران کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

یوناف اور کیرش کے بحرین سے ایران کے مرکزی شہر مدائن پہنچنے ۔۔۔
ایرانیوں کا شہنشاہ شاہ پور اعظم جو دو وجوہات کی بنا پر رومنوں پر حملہ آور ہو۔۔۔ ارادہ کر چکا تھا پہلی وجہ یہ تھی کہ شاہ پور اعظم کے دور میں رومنوں کا شہنشاہ [illegible] تھا۔ جس نے قسطنطنیہ کا شہر بسایا تھا۔ اس نے رومنوں میں ہم۔ گیر یکجہتی پیدا کر۔۔۔ عیسائیت کو رومنوں کا سرکاری مذہب قرار دے دیا تھا اور اب وہ اپنے آپ ۔۔۔ عیسائیت کا محافظ سمجھتا تھا۔ ایران کے عیسائیوں کی حفاظت کرنا بھی اس نے اپ۔۔۔ لیا تھا۔ جو ایرانی حکومت کے اندرونی معاملات میں ایک طرح کی مداخلت تھی ا۔۔۔ ایران کا شہنشاہ شاہ پور رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین کو اپنا بدترین دشمن خیال کر۔۔۔

شاہ پور کے رومنوں کے خلاف جنگ کی تیاری کرنے کی دوسری وجہ یہ ۔۔۔ اور فرات کے درمیان پانچ صوبے جو قدیم زمانے میں ایرانیوں کے تسلط میں ۔۔۔ رومنوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس سے اہل ایران کے جذبات سخت مشتعل تھے۔ ۔۔۔ اس انتظار میں تھے کہ کوئی ان کا ایسا حکمران آئے جو رومنوں کے خلاف اٹھے او۔۔۔ اپنے مفتوحہ علاقوں کو واپس لے لے۔ رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے ۔۔۔ پور کے سامنے دو طرح کی مشکلات تھیں۔ اول یہ کہ اگر وہ رومنوں کے خلاف ابتدا نہیں کرتا تو اس کے اپنے ملک کے اندر شورش' بغاوت اور سرکشی اٹھنے ۔۔۔ تھے۔ اس لئے کہ ایران کے عوام بڑی سرگرمی کے ساتھ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ ۔۔۔ فرات کے درمیان جن پانچ صوبوں پر رومنوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہ ہر صورت ۔۔۔ لے لینا چاہئے۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ اگر شاہ پور رومنوں کے خلاف جنگ کی ۔۔۔ ہے تو اس کا واسطہ رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین جیسے حریف سے پڑتا تھا جس کی ۔۔۔ قد کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور جس نے وسیع فتوحات کر کے روم۔۔۔ میں خاصہ اضافہ کیا تھا۔ شروع شروع میں شاہ پور کچھ ہچکچایا۔ کچھ ایرانی روایات ۔۔۔ کچھ حب الوطنی کے جذبے سے اپنے علاقے واپس لینے کا اس نے عزم کر لیا۔

شاہ پور کی خوش قسمتی کہ اچانک ۳۸۷ء میں رومن شہنشاہ قسطنطین کا انتقال ۔۔۔ فوت ہو گیا اس سے شاہ پور کا کام قدرے آسان ہو گیا۔ اس لئے کہ قسطنطین کی ۔۔۔ سے رومنوں کی یک جہتی برقرار نہ رہ سکی کیوں کہ قسطنطین نے اپنی زندگی ہی میں سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اب اگر شاہ پور رومنوں پر فوج کشی ۔۔۔ اسے صرف ایک تہائی مملکت کے حکمران کا مقابلہ کرنا پڑتا۔

اس کے علاوہ اب آرمینیا میں بھی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ

۔۔۔ کا حکمران تیرداد بھی عیسائیت کا دشمن تھا۔ اور عیسائیوں کا خون بہانے میں ذرا بھی دریغ ۔۔۔ کرتا تھا۔ اب وہ خود عیسائیت قبول کر چکا تھا۔ اور آرمینیا کے باشندوں کو عیسائیت ۔۔۔ کرنے پر بھی آمادہ کرتا تھا۔ اس کی مذہبی مہم سے اہل آرمینیا کے دل مجروح ہو رہے ۔۔۔ اور ان کے سینوں میں اس کے خلاف نفرت کے جذبات موجزن تھے۔ اسی دوران ۔۔۔ بھی فوت ہو گیا تو اس کے جانشینوں میں کوئی بھی اس لائق نہ تھا کہ حکومت کر سکتا ۔۔۔ ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو روم اور آرمینیا دونوں ملکوں میں اپنی فتوحات کے لئے ۔۔۔ صاف نظر آنے لگا تھا۔

ایک روز ایران کا شہنشاہ شاہ پور جب مدائن شہر میں چوگان کھیلنے کے لئے اپنے محل ۔۔۔ تو اس کا ایک محافظ اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آقا۔ ایک ۔۔۔ جوان ہے اور اپنا نام یوناف بتاتا ہے آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے۔ اس کے ۔۔۔ ایک لڑکی بھی ہے جس کا نام وہ کیرش بتاتا ہے اور وہ اس کی بیوی ہے۔ یوناف نام ۔۔۔ جوان کا کہنا ہے کہ وہ ایران کے شہنشاہ شاہ پور سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کا مزید کہنا ۔۔۔ شہنشاہ شاہ پور رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے والا ہے لہٰذا وہ کہتا ہے کہ ۔۔۔ کے خلاف فتوحات کرنے کے لئے ایرانیوں کے شہنشاہ شاہ پور کو بہترین اور ۔۔۔ مشوروں سے نواز سکتا ہے۔

اپنے اس محافظ کی یہ گفتگو سن کر شاہ پور نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ فی الوقت تو میں ۔۔۔ کھیلنے کے لئے جا رہا ہوں۔ جب میں واپس لوٹوں تو ان دونوں کو میرے سامنے پیش ۔۔۔ وہ محافظ ہٹ کر واپس ہوا ہی تھا کہ شاہ پور کو کچھ خیال آیا۔ اس نے محافظ کو بلایا وہ ۔۔۔ سامنے آیا تو شاہ پور کہنے لگا اچھا ان دونوں کو بلاؤ میں ان سے گفتگو کرنے کے ۔۔۔ کے لئے نکلتا ہوں۔ اس پر وہ محافظ بھاگا بھاگا گیا تھوڑی دیر بعد اس نے یوناف ۔۔۔ دونوں کو شاہ پور کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔

یوناف اور کیرش جب شاہ پور کے سامنے آئے تو شاہ پور یوناف کو مخاطب کر کے ۔۔۔ لگا۔ میرے محافظ نے بتایا ہے کہ تمہارا نام یوناف ہے اور تمہارے ساتھ تمہاری بیوی ۔۔۔ کا نام کیرش ہے اور یہ کہ تم مجھے رومنوں کے خلاف جنگ کے لئے کارآمد مشورے ۔۔۔ کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بادشاہ جو کچھ تمہارے محافظ نے کہا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں رومنوں کے خلاف یقیناً" تمہیں بہترین اور کارآمد مشورے دے سکتا

ہوں اور میں یہ بھی بتا دوں کہ میں جنگوں کا بہترین اور وسیع تجربہ رکھتا ہوں۔ اس پر
پور مسکراتے ہوئے کہنے لگا میں تمہاری اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں لیکن میں تم پر
کروں کہ شروع میں میں صرف اپنے مشوروں پر عمل کروں گا اور میں یہ دیکھنا اور ا
لگانا چاہتا ہوں کہ میرا اپنا ذاتی جنگی تجربہ کس قدر رومنوں کے خلاف کامیاب رہتا ہے
کے بعد اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں مشورے کے لئے ضرور طلب کروں گا۔
دونوں میاں بیوی کو باقاعدہ طور پر اپنے لشکر میں شامل کرنے کے احکامات جاری کرتا ہوں
تمہاری حیثیت میرے لشکر میں ایک سالار کی سی ہوگی۔ تمہیں بہترین عزت، بہترین
دیا جائے گا اور جب ضرورت پڑی میں تم سے مشورہ بھی طلب کروں گا۔ اس کے بعد
پور نے اپنے محافظ کو حکم دیا کہ وہ یوناف اور کیرش دونوں کو مدائن کے مستقر میں لے
اور ان کے لئے بہترین رہائش کا بندوبست کرے۔ خود شاہ پور چوگان کھیلنے کے لئے نکلا
تھا۔ جب کہ اس کا وہ محافظ یوناف اور کیرش دونوں کو مدائن شہر کے عسکری مستقر کی طرف
لے گیا تھا۔

چند ہی دن بعد شاہ پور نے رومنوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کی۔ اس نے اپنے
لشکر کو ہلکے پھلکے ہتھیاروں سے لیس کیا۔ رومنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے وہ
سے نکلا۔ دوسری طرف رومنوں کی سلطنت میں قسطنطین کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین
رومنوں کا شہنشاہ بنا اور اس نے اپنے دونوں بھائیوں کو اپنے سامنے زیر کر کے خوب
اور طاقت حاصل کر لی۔ اس قسطنطین دوئم نے رومن افواج کی سپہ سالاری خود اپنے
میں لی اور جب اسے خبر ہوئی کہ ایران کا شہنشاہ شاہ پور رومنوں کے خلاف جنگ کی
ڈالنے والا ہے تو قسطنطین دوئم اٹلی سے نکل کر ایشیا میں اپنی مشرقی سرحدوں کے لئے
کر گیا۔

شاہ پور کے مقابلے میں ایشیا میں رومن افواج کی تعداد کم تھی اور جو تھی وہ بھی
دل تھی۔ اس لئے کہ کافی عرصہ سے ان کی کسی نے ہمت افزائی نہ کی تھی۔ ادھر شاہ پور
بھی اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا وہ اگر چاہتا تو رومنوں کا مقابلہ کھلے میدانوں میں
کر سکتا تھا لیکن اس نے مختلف وقتوں میں رومنوں پر چھاپے مارنے کی ابتدا کی۔
شاہ پور کی اس حرکت سے قسطنطین دوئم کو نئے لشکری بھرتی کرنے اور اپنے لشکر
منظم کرنے کا موقع مل گیا۔ اسی دوران شاہ پور نے اپنے کچھ دستے آرمینیا میں بھی بھیجے
کہ اس پر حملہ آور ہو کر آرمینیا پر قبضہ کر لیا جائے۔ لیکن شاہ پور کی بدقسمتی کہ آرمینیا
میں داخل ہونے والے ایرانی لشکر کو شکست ہوئی گویا اس لحاظ سے شاہ پور کے لئے یہ سال

...ل ہی رہا۔

○

اگلے سال شاہ پور پھر رومنوں کے خلاف جنگ کے لئے نکلا۔ اس نے سب سے پہلے
...شہر کا رخ کیا۔ جو بین النہرین میں رومن طاقت کا بڑا اہم مرکز خیال کیا جاتا تھا۔
...شاہ پور نے محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ دو ماہ تک جاری رہا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت
...آئی اس لئے شاہ پور محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔
...سین کے محاصرے کی ناکامی کا غصہ شاہ پور نے بین النہرین کے وسیع علاقے کو تخت
...ج کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ یلغار کے دوران جہاں کہیں بھی رومن لشکر شاہ پور کے
...شاہ پور نے اسے شکست دی لیکن اس کے باوجود شاہ پور رومنوں کے مضبوط
...کو مسخر نہ کر سکا۔
...سین شہر کے محاصرے میں ناکامی کے بعد بین النہرین کے علاقے کو تاراج کرنے
...شاہ پور نے آرمینیا کا رخ کیا۔ آرمینیا کو اپنے سامنے شاہ پور نے زیر کیا اور وہاں
...نرسے نیوس کو حکمران مقرر کر دیا۔ اس طرح گویا آرمینیا نے ایران کی برتری کو
...لیا تھا۔

آرمینیا کے جھگڑے اور قضیے سے فارغ ہو کر شاہ پور نے رومنوں کے خلاف اپنی
...مہم کی پھر شروعات کی۔ دوبارہ وہ نسین پر حملہ آور ہوا لیکن اب کی بار بھی ناکام
...اس ناکامی کے باوجود وہ مایوس نہ ہوا۔ بلکہ وہ اپنے لشکر کو لے کر سنگار شہر کی طرف
...جہاں رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ یہ شہر کردستان میں تھا اور
...دور دور تک کوہستانی سلسلہ تھا۔ جنگ کے دوران رومنوں کا شہنشاہ کوہستانی سلسلوں
...لے کر مدافعت کرتا رہا۔ دوسری طرف شاہ پور نے بھی کوہستانی سلسلے سے گھری
...ایک وسیع وادی میں اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا۔ اس طرح دونوں لشکر اپنی اپنی گھات سے
...ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے۔ ایک جنگ کے موقع پر شاہ پور کو رومنوں
...شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ ایرانیوں کی اس پسپائی اور شکست پر رومن بے
...حال ہوئے اور فتح کی خوشیاں منانے لگے۔ یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ اس
...کہ اچانک شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا۔
اس اچانک حملے سے رومن بدحواس ہو گئے۔ اور پھر سنبھل نہ سکے۔ جس کی وجہ
...ایرانیوں نے بری طرح رومن سپاہیوں کا قتل عام کیا۔ اس افراتفری میں شاہ پور کا بیٹا

بھی رومنوں کے ہاتھ لگ گیا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ جنگ بھی فیصلہ کن نہ تھ
اس لئے کہ رومن شہنشاہ اپنا بچا کھچا لشکر لے کر بھاگ گیا اور پھر اپنی جنگی تیاریوں
مصروف ہو گیا۔

رومن شہنشاہ کے سنگار کے نواح سے شکست اٹھا کر بھاگنے کے نتیجے میں ایرانی
شاہ پور قسمت آزمانے کے لئے ایک بار پھر نصیبین شہر کی طرف بڑھا اور اس کا محاص
لیا۔ اس دفعہ شاہ پور نے اپنے ہاتھیوں کے وہ دستے جو اس نے ہندوستان سے حاصل
تھے آگے بڑھائے۔ محاصرے نے طول پکڑا تو اس نے قلعہ کے گرداگرد گہری خندق کھو
دریا کا پانی اس میں بہا دیا۔ پانی کے بہاؤ نے قلعے کی دیوار میں شگاف کر دیئے جس سے
میں داخل ہونے کا راستہ تو نکل گیا لیکن پانی کی وجہ سے وہاں اس قدر دلدل ہو چکی تھی
گھوڑے اور ہاتھی اس میں دھنس دھنس جاتے تھے۔

اس پر مستزاد یہ کہ نصیبین کے محافظ لشکر نے نہایت حوصلہ مندی سے راستہ
کرنے کے لئے "آناً" فاناً" آگے ایک اور دیوار بنا کر کھڑی کر دی۔ اس طرح نصیبین شہر
خلاف شاہ پور کی یہ چوتھی مہم بھی ناکام رہی۔ اس مہم میں تقریباً" بیس ہزار ایرانی فوجی
آئے۔ اور شاہ پور کو ایک بار پھر نصیبین شہر کا محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔

اس عرصے میں ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو ایک اور پریشانی لاحق ہوئی اور وہ یہ
اس کی سلطنت کی شمال مشرقی سرحدوں سے اچانک وحشی ہن قبائل نمودار ہوئے او
لوگ شمال سے اترتے ہوئے سیل وقت موسموں کے خمار' زیست کے زہریلے رہ گزار
اور رود شب کے خونی ہنگاموں کی طرح ایرانی سلطنت پر ٹوٹ پڑے تھے۔ چاروں طر
انہوں نے تباہی و بربادی اور خونخواری کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

ہن قبائل کے حملہ آور ہونے کے بعد شاہ پور فوراً" ان کے خلاف حرکت میں
لیکن اس دوران شاہ پور کی بدقسمتی کہ شمال مشرق ہی سے وحشی گیلان قبائل نمودار ہو
اور وہ بھی ہن قبائل کی طرح ایرانی سلطنت پر ہجر لمحوں کے عذاب' زندگی کی ویرانیوں
رقصاں قضا' وقت کی اندھی آہٹوں اور شیطانی جذبوں جیسی تاریکیوں کی طرح حملہ آور ہ
گئے تھے۔ اب شاہ پور کو بیک وقت دو محاذوں پر جنگ کرنا پڑ رہی تھی۔ ایک ہن قبائل کے
خلاف دوسری وحشی گیلان قبائل کے خلاف۔

لیکن شاہ پور نے ہمت نہیں ہاری۔ بلکہ وہ دونوں قبائل پر خواہشوں کے منہ زور
سمندر' رگ رگ میں چبھتے خوف' سکوت کے صحرا میں راتوں کی تیرگی کی آندھیوں کی
طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ ایک عرصہ تک شاہ پور ہن اور گیلان قبائل کے خلاف برسرپیکار رہا

ان دونوں قبائل کو اس نے شکست دی اور پھر شاہ پور کو یہ فائدہ ہوا کہ یہی
قبائل جو اس سے پہلے ایرانی سلطنت کی بربادی کے درپے تھے وہ شاہ پور
اور وفادار بن گئے تھے۔

ے میں رومن شہنشاہ قسطنطین چاہتا تو فائدہ اٹھا سکتا تھا اس لئے کہ شاہ پور
قبائل کے خلاف صف آرا تھا اور قسطنطین پشت کی طرف سے حملہ آور ہو
ایرانی سلطنت کو نقصان پہنچا سکتا تھا بلکہ ایرانیوں کے بہت سے علاقوں پر قبضہ
لیکن قسطنطین دوئم کی یہ بدقسمتی کہ جس وقت وہ شاہ پور سے شکست اٹھا کر
داخل ہوا تو اس کی اس شکست کے بعد اٹلی میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی
اٹلی کی خانہ جنگی کو ختم کرنے اور امن و امان بحال کرنے میں کامیاب ہو
طرح جس دوران شاہ پور ہن اور گیلان قبائل کے خلاف برسرپیکار رہا'
قسطنطین اپنی اندرونی شورشوں میں مصروف رہا۔ تاہم وہ ملک کے اندرونی
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

کے شہنشاہ قسطنطین اول نے چونکہ عیسائیت کو سرکاری مذہب قرار دیا تھا۔
اس لئے کیا تھا کہ ملک میں یک جہتی قائم ہو جائے چنانچہ رومن شہنشاہ یہ
وہ عیسائی مذہب کے محافظ ہیں اور پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی عیسائی آباد ہیں
کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے۔ یہ خیال رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ
مستقل وجہ بن گیا تھا۔

طور پر اب شاہ پور کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ اس کی مملکت کی عیسائی رعایا جب
اپنے تحفظ کی ضرورت سمجھے گی۔ اپنے بادشاہ کے بجائے وہ رومنوں کے بادشاہ
کی اور ایران سے ان کی وفاداری مشکوک ہو جائے گی۔ گویا ملک میں جتنے
گے اتنے ہی غداروں کی تعداد میں اضافہ ہو گا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ
اور رومنوں میں تصادم ہوتا اور رومن فتح پاتے تو ایرانی قوم کے عیسائی اسے
اور جب ایرانیوں کو فتح ہوتی تو ان کی امیدوں پر اوس پڑ جاتی۔ گویا مذہب
کر لینے سے ایران کی غیر عیسائی اور عیسائی رعایا کے مابین اجنبیت کی دیوار
گی۔ اور وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے تھے۔

سمجھتے تھے کہ دین عیسائیت نے ان کے قدیم مذہب کی روح پر کاری ضرب
کہتے تھے کہ عیسائیت کے پیروکار تثلیث کی پرستش کرنا سکھاتے ہیں حالانکہ نیکی
کرنے والے ہمارے خدا ہیں۔ ایرانیوں کا کہنا تھا کہ ہمارے تمام آباؤ اجداد

اور مشاہیر جن کی زندگیوں سے ہمیں شجاعت' حب الوطنی' نیکی اور خیر کا سبق ملتا ہے ہمارے خدا ہیں۔

اس کے علاوہ ایرانیوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ عیسائی جسے اپنا رسول' اپنا پیغمبر' اپنا اور نبی مانتے ہیں وہ عمر بھر کنوارا رہا۔ اس لئے عیسائی پیشوا بھی تلقین کرتے ہیں کہ نہ کرو اور اولاد پیدا کرنے سے اجتناب کرو۔ ایرانیوں کا یہ خیال تھا کہ ایران کے عیسائیوں کی تمام ہمدردیاں ان کے رومن دینی بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایران عیسائی مملکت پر حملہ کرتے ہیں تو یہ ہمارا ساتھ نہیں دیتے۔ اور اگر ساتھ بھی ہیں تو غداری کرنے کے لئے۔ اس لئے کہ یہ ایران کی نسبت روما کے زیادہ ہیں۔

ایرانی اب یہ بھی خیال کرنے لگے تھے کہ ایران کے اندر آباد عیسائی اپنے بھائی بندوں کو اپنے بھائی نہیں بلکہ روما کے عیسائیوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور دیگر خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں آباد کیوں نہ ہوں انہیں اپنا ہمدرد خیال کرتے ایرانیوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ یہ عیسائی لوگ سور کو مارتے اور کھاتے ہیں اور کوئی امتیاز کرتے کہ کونسا جانور بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے اور کونسا مضر۔ اپنی میتوں کو زمین دفن کر دیتے ہیں حالانکہ زمین کا ذرہ ذرہ مقدس ہے۔

ایرانیوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہمارے عقیدے کے مطابق بری مخلوق کا خالق اور ہر اچھی مخلوق کا خالق بھی یزدان ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو کہتے ان کے نزدیک سانپ اور بچھو تک کا خالق بھی خدا ہے۔ جس نے کھیتی باڑی کے لئے سواری کے لئے گھوڑے' حفاظت کے لئے کتے اور دوسرے مفید جانور پیدا کئے ہیں۔

ان مذہبی نظریات کے اختلافات سے ایرانی بادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ سخت کرنا قدرتی امر تھا۔ اس کے علاوہ ایران کے عیسائیوں سے کچھ کوتاہیاں بھی ہوئیں۔ یہ کہ ایران کے عیسائی ایرانی فوجی مہم میں حصہ نہیں لیتے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے شاہ پور نے ان پر دوہرے ٹیکس عائد کئے۔ ایک ٹیکس لڑائی کے موقع پر مالی امداد دوسرا ٹیکس فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہونے کا۔

شاہ پور نے یہ ٹیکس وصول کرنے کا کام ایران میں عیسائیوں کے سب سے بشپ لارڈ شمعون کے سپرد کرنا چاہا لیکن اس نے دو وجوہ کی بناء پر ٹیکس وصول کرنے انکار کر دیا۔ ایک تو یہ کہ عیسائی مفلس ہیں اور دوسرے یہ کہ بشپ کا منصب ٹیکس کرنا نہیں ہے۔ اسی نافرمانی کی پاداش میں شاہ پور نے ایران کے بشپ لارڈ شمعون

ان گنت پادریوں کے ساتھ قتل کرا دیا۔ عیسائی پادری چونکہ ایرانیوں کے پیغمبر کی تعلیمات کو علی الاعلان برا بھلا کہتے تھے اس لئے بھی ایرانی ان کو طرح طرح ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے لگے تھے۔

○

ہن اور گیلان قبائل کے خلاف برسرپیکار آنے سے پہلے رومن شہنشاہ قسطنطین دوئم خلاف شاہ پور کو جب فتح حاصل ہوئی تھی تو اس سے شاہ پور کو یقین تھا کہ اب بھی ایرانی تسلط سے روگردانی نہیں کرے گا لیکن اس کا خیال غلط نکلا۔

اس لئے کہ جونہی شاہ پور نے ہن اور گیلان قبائل کی سرکوبی کے لئے شمال مشرق رخ کیا آرمینیا کے حکمران نے موقع غنیمت جان کر اپنا سفیر اٹلی بھیجا اور رومنوں خانہ مراسم قائم کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ خواہش بھی کی کہ اگر کسی رومن کی شادی اس سے کر دی جائے تو اس سے دوستانہ روابط ہمیشہ کے لئے برقرار رہیں

رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین دوئم نے اس سے اتفاق کیا اور ایک رومن منصب دار اس کا نام اولمپس تھا اس کے رشتہ ازدواج میں منسلک کر دی تھی۔ اس کے علاوہ اور آرمینیا دونوں ملکوں کے مابین معاہدہ دوستی ہو گیا جس کی رو سے آرمینیا پر اقتدار تسلیم کر لیا گیا۔

دوسری طرف شاہ پور نے جب لگاتار جنگوں کے بعد وحشی ہن اور گیلان قبائل کو اور فرمانبردار بنا لیا اور اپنی شمال مشرقی سرحدوں پر امن و امان قائم کرکے فارغ ہو رومنوں کی طرف سے رومنوں کا ایک سردار شاہ پور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور یہ کی کہ دونوں حکومتوں میں مصالحت ہو جانی چاہئے۔

شاہ پور مصالحت کے لئے آمادہ ہو گیا اور قیصر روم قسطنطین کے پاس اپنا سفیر بہت دے کر بھیجا اور ایک خط سفید کپڑے میں لپیٹ کر دیا اس خط کا مضمون کچھ

شاہ پور شاہ شاہاں قرین تارگان برادر مہوماہ۔ اپنے بھائی قیصر قسطنطین کو سلام پیش اور بھرپور خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ قیصر بالآخر تجربے کے بعد راہ راست پر آگیا

میں شاہ پور نے مزید لکھا تھا کہ اس کے آباؤ اجداد نے سلطنت کو وسعت دے کر

دریائے اسٹریمون اور مخدومیہ کی سرحد تک پہنچا دیا تھا اور وہ خود جاہ و جلال اور ... خوبیوں کے اعتبار سے تمام گزشتہ بادشاہوں پر فائق تھے۔ لہٰذا شاہ پور اپنا فرض سمجھتا ... آرمینیا اور میسوپوٹامیہ یعنی بین النہرین کے صوبوں کو جو اس کے ہاتھ سے دھوکہ ... چھین لئے گئے تھے واپس لے لے۔

سن قسطنطین دوئم اگر تم گستاخانہ طور پر یہ ظاہر کرو کہ جنگ میں کامیابی ہر لحاظ قابل تعریف ہے خواہ وہ کامیابی شجاعت کا نتیجہ ہو یا مکر و فریب کا تو ہم تمہاری رائے ... ہرگز اعتبار نہیں کریں گے۔ جس طرح طبیب بعض وقت جسم کے خاص اعضاء کو کاٹ ... جلا دینا مناسب سمجھتا ہے تاکہ کم از کم باقی اعضاء کام دے سکیں اسی طرح قسطنطین ... چاہئے کہ ایک چھوٹا سا علاقہ جو اس قدر تکلیف اور خوں ریزی کا موجب ہے وہ ایران ... دے ڈالے تاکہ باقی سلطنت امن و امان کے ساتھ حکومت کر سکے۔

شاہ پور نے یہ بھی دھمکی دی تھی کہ اگر ایرانی سفیر بغیر کسی نتیجہ کے واپس آ ... شاہ پور موسم سرما میں آرام کرنے کے بعد رومنوں پر بھرپوری اپنی عسکری طاقت کے حملہ آور ہو گا۔ اور پھر جو بھی نتائج نکلیں گے اس کی ذمہ داری قسطنطین دوئم پر ہو گی۔

اس خط کے جواب میں رومن شہنشاہ قسطنطین نے شاہ پور کی تجویز سے اتفاق ... سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی شاہ پور کو اس کی بے اندازہ اور روز افزوں حرص پر ملامت کی۔ ساتھ ہی اس نے ایک جوابی خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ اگر اہل روما کسی ... مدافعت کو حملے پر ترجیح دیں تو اسے بزدلی پر معمول نہ کرنا چاہئے کہ وہ اس کی میانہ روی ... دلیل ہے۔ اور اگرچہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ رومنوں نے لڑائی میں نیچا دیکھا ... جنگ کا قطعی اور آخری فیصلہ کبھی ان کے نقصان پر ختم نہیں ہوا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے جب دیکھا کہ رومن شہنشاہ قسطنطین سیدھے ہاتھ ... بین النہرین اور آرمینیا سے دست بردار نہ ہو گا تو اس نے جنگ کے ذریعے اپنے ... علاقے واپس لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ایک روز شاہ پور اپنے مرکزی شہر مدائن میں قصر ... اندر اپنے سارے عمائدین سلطنت کے ساتھ جنگی تیاریوں سے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ ... اسے کوئی خیال گزرا پھر اس نے اپنے قریب ہی رکھی ہوئی لکڑی کی ایک ہتھوڑی اٹھا ... اور اپنے دائیں پہلو میں لکڑی کے چوکھٹے پر لٹکتے ہوئے پیتل کے ایک طشت پر ... ہتھوڑی کو زور سے دے مارا تھا۔

لکڑی کی اس ہتھوڑی کا پیتل کے اس طشت پر ضرب لگانا تھا کہ ایک گونج ... آواز پیدا ہوئی جس کی بازگشت تقریباً سارے محل میں سنائی دی ہو گی۔ پھر ایک محافظ ...

... اور اپنے سر کو خم کرتا ہوا وہ شاہ پور کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شاہ پور نے لمحہ ... اسے غور سے دیکھا پھر وہ تحکمانہ سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

... نام کے اس شخص کو بلا کے لاؤ جو ہمارے لشکر میں اپنی بیوی کیرش کے ساتھ ... اس کا کہنا تھا کہ وہ جنگ کے متعلق بہترین صلاح و مشورہ دے سکتا ہے۔ اب ... بڑی کوشش کی کہ رومنوں کے مقابلہ میں ہمیں کوئی کامیابی حاصل ہو لیکن ... اور مدعا حاصل نہ کر سکا۔ اب میں اس شخص کے صلاح مشورہ پر بھی عمل ... چاہتا ہوں کہ آیا اس کے صلاح مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیں کچھ کامیابی ... ہے۔ شاہ پور کا یہ حکم سن کر وہ محافظ شاہ پور کو تعظیم دیتا ہوا پلٹا اور پھر محل ... نکل گیا۔

... دیر بعد وہ محافظ اپنے ساتھ یوناف اور کیرش کو لے کر آیا اور دونوں کو اس ... کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ شاہ پور اور اس کے سامنے بیٹھے قطار در قطار اس ... سلطنت بڑے غور اور بڑی توجہ سے یوناف اور کیرش دونوں کی طرف دیکھ رہے ... یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

... اجنبی! جس وقت تو پہلی بار میرے سامنے آیا تھا اور مجھے جنگوں میں مفید مشورہ ... کی اس وقت میں نے تمہیں کوئی اہمیت نہیں دی تھی چونکہ تو میرے لشکر ... کا خواہشمند تھا لہٰذا میں نے تیری خواہش کا احترام کرتے ہوئے تمہیں اپنے ... کر لیا تھا لیکن اب میں تیری صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ اگر ... میرے لئے سود مند ثابت ہوئے تو تمہاری عزت میرے یہاں بہت ہو گی۔ ... میں نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق رومنوں سے جنگیں کی ہیں اس میں مجھے ... حاصل نہیں ہوئی۔ دیکھ اجنبی پہلے تو مجھے یہ بتا کہ تیرا تعلق کس سرزمین ... کہاں کہاں جنگ کا تجربہ رکھتا ہے۔ اور یہ کہ مجھے رومنوں کے خلاف کیسے ... حرکت میں آنا چاہئے۔ جس کے نتیجہ میں مجھے کامیابی اور کامرانی کا منہ دیکھنا ...

... یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بادشاہ جہاں تک ہم دونوں کا کسی سرزمین سے تعلق ... تو اے بادشاہ تو ہمارے متعلق یہی سمجھ لے کہ اس دنیا میں ہمارا تعلق ہر ... جہاں تک میرے جنگی تجربے اور عسکری ممارثت کا تعلق ہے تو میں یہ ... میں کہاں کہاں جنگی صلاحیتیں حاصل کیں۔ تاہم میں جو جنگ کے لئے ... گا ان سے ہی اے بادشاہ تمہیں میرے تجربہ کی پختگی کا احساس ہو جائے

گا۔

دیکھ بادشاہ تیرا تیسرا سوال یہ تھا کہ تمہیں رومنوں کے مقابل کیسے حرکت
چاہئے تاکہ تمہیں کامیابی و کامرانی ہو۔ دیکھ بادشاہ جہاں تک میری ذاتی صلاحیتوں
ذاتی تجربہ کا تعلق ہے تو اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اب تک جو تم نے
خلاف کارروائی کی ہے بالکل غلط اور بے بنیاد تھی۔

بادشاہ! تو نے رومنوں کے مقابل آتے ہوئے دو غلطیاں کیں۔ پہلی غلطی
نے رومنوں کے مقابلہ میں اپنے حلیفوں کو اپنی مدد کے لئے آواز نہ دی اور
رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تم نے غلط شہر کا انتخاب کیا۔ اس پر شاہ
کہنے لگا۔

میری دو غلطیوں سے تمہاری کیا مراد ہے؟ وہ کون سے حلیف ہیں
رومنوں کے مقابلہ میں مدد کے لئے پکارنا چاہئے تھا۔ اور رومنوں کے لئے میں
غلط شہر کا انتخاب کیا۔ اس پر یوناف بولا۔

دیکھ بادشاہ! جہاں تک اپنے حلیفوں کو نہ پکارنے کی تمہاری غلطی کا
تمہارے دو بڑے حلیف ہیں۔ ایک ہن قبائل اور دوسرے گیلان قبائل۔ جنہیں
تم نے بدترین شکست دی تھی اور وہ اب تک تمہیں اپنا بہترین سرپرست اور
سے اپنا حاکم اور حکمران خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا بادشاہ تمہاری پہلی غلطی یہ ہے
کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے تمہیں اپنی مدد کے لئے ہن اور گیلان
کے لئے آواز دینی چاہئے تھی۔ انہیں اپنے ساتھ ملا کر رومنوں کے خلاف
چاہئے تھا۔

بادشاہ تمہاری دوسری غلطی یہ ہے کہ رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتدا
لئے تم نے نصیبین شہر کا رخ کیا۔ دیکھ بادشاہ یہ شہر کھلے وسیع میدانوں میں واقع
کے ارد گرد لشکر کو گھات میں بٹھانے کی کوئی جگہ نہیں لہٰذا یہی وجہ ہے کہ کئی
کشی کے باوجود تم نصیبین شہر کو فتح نہیں کر سکے۔ اس وجہ سے جہاں تمہیں
اذیت ہوئی وہاں تمہارے لشکر بھی دل شکستہ ہوئے اور پھر بعد کی جنگوں میں
رومنوں کے ساتھ جنگ نہ کر سکے۔ اس پر شاہ پور فوراً" پوچھنے لگا۔

دیکھ اجنبی جو باتیں تو نے کہی ہیں وہ واقعی حقیقت پر مبنی ہیں اور مجھے
احساس ہے۔ تم بتاؤ کہ مجھے رومنوں کے ساتھ جنگ کے لئے کس جگہ
چاہئے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دشاہ سب سے پہلے ہن اور گیلان قبائل کو اپنی مدد کے لئے آواز دو۔ جب وہ
کے لئے آئیں اور تمہارے لشکر میں شامل ہو جائیں تب تم حرکت میں آؤ اور
جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے آمد شہر کا انتخاب کرو۔ آمد شہر کا دوسرا نام دیار
شہر بادشاہ تم جانتے ہو رومنوں کا ایشیا میں سب سے بڑا گڑھ خیال کیا جاتا
کے اطراف میں کوہستانی سلسلہ بھی ہے۔ پس بادشاہ جب ہن اور گیلان
مدد کے لئے پہنچ جائیں تو تم اپنے لشکر کے ساتھ آمد شہر کی طرف کوچ کرو۔
کوچ سے پہلے ایک احتیاط کرنا جس لشکر کے ساتھ تم کوچ کرو گے اس سے
لشکر علیحدہ سے تیار کر کے رکھنا۔ اس لشکر کو یہ ہدایت دینا کہ وہ بھی
بڑی رازداری کے ساتھ آمد شہر کی طرف کوچ کرے۔ دن کے وقت
میں چھپ کر بیٹھا رہے۔ رات کو سفر کرتا رہے تاکہ رومنوں کو اس لشکر
کے متعلق خبر نہ ہو سکے۔ اور پھر اس لشکر کے سالار سے کہنا کہ اپنے لشکر
خونخوار جاسوس پھیلا دے جہاں کہیں بھی وہ رومنوں کے کسی مخبر یا طلایہ
انہیں ان پر حملہ آور ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اس طرح
داری کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے آمد شہر کے نواح میں کوہستانی سلسلوں
کے بیٹھ جائے گا۔

جب تمہارے مخبر تمہیں اطلاع دے دیں کہ تمہارے دوسرے لشکر نے
میں کوہستانی سلسلہ کے اندر گھات پکڑ لی ہے تب تم آمد شہر پر حملہ آور
یقیناً" رومن شہر سے باہر تمہیں روک کر تمہارے ساتھ جنگ کی ابتدا
کریں گے۔ دیکھ بادشاہ آمد شہر پر حملہ تم بہار کے موسم میں کرنا اس لئے
میں آمد شہر سے باہر کئی روز لگاتار ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے اس میلہ
ہزاروں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ان دنوں جب جنگ ہو گی تو میلہ میں آنے
خوف و ہراس اور بھگدڑ مچ جائے گی جس سے رومنوں کے حوصلے پست
میدانوں میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کی بجائے آمد شہر کے اندر
مقابلہ کرنے کو ترجیح دیں گے۔ اس سے تم فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ شہر کا بڑی
اسے تم آسانی سے فتح کر سکتے ہو۔ دیکھ بادشاہ میں لشکر میں تمہارے
گا اور تمہیں ساتھ ساتھ بتاتا رہوں گا کہ کس طرح تم آمد شہر پر قبضہ

کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر تک شاہ پور تحسین

آمیز انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
اجنبی! میرے مہمان تیری گفتگو نے مجھے خاصا متاثر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں
تم نے بتائی ہے اس پر عمل کر کے میں یقیناً" رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو
گا۔ دیکھو یوناف! اب جب کہ میں نے تمہیں اپنی مشاورت کے لئے منتخب
جہاں کہیں بھی میرا لشکر پڑاؤ کرے گا تمہارا خیمہ میرے خیمہ کے قریب نصب
تاکہ میں بروقت تم سے صلاح مشورہ کر سکوں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جا
اس لئے کہ تمہاری نصیحتوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے میں رومنوں پر ضرب
کوشش کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں شاہ پور کے
کمرے سے نکل گئے تھے۔

○

یوناف کی تجویز کے مطابق ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اپنی مدد کے
قاصد بھیج کر ہن قبائل کے بادشاہ گرمباٹس اور گیلان قبائل کے بادشاہ الب
کے مقابلہ میں پکارا۔ شاہ پور کی اس پکار کے جواب میں چند ہی دن بعد
گرمباٹس اور گیلان قبائل کا حکمران البان اپنا اپنا ایک لشکر لے کر ایران
مدائن پہنچ گئے۔ ان کی آمد سے شاہ پور جہاں بہت خوش ہوا وہاں اس کی
میں بھی بہت اضافہ ہوا اور پھر مزید چند روز کی تیاری کے بعد اس نے متحد
رومنوں کے شہر آمدہ کی طرف کوچ کیا اور یوناف کے ساتھ پہلے سے طے
مطابق اس نے ایک لشکر آمدہ شہر کے نواح میں گھات میں بٹھانے کے لئے روا
وہ لشکر دن کے وقت گھات میں بیٹھ جاتا' رات کو سفر کرتا اور اپنے مخبر ا
تک پھیلا دیئے تھے تاکہ رومن مخبروں کا خاتمہ کرتے ہوئے وہ لشکر آمدہ شہر
گھات میں بیٹھ جائے اس طرح شاہ پور بڑی تیزی سے آمدہ شہر کی طرف بڑھا
دوسری طرف رومنوں کو بھی شاہ پور کے آمدہ شہر پر حملہ آور ہونے کی
لہٰذا آمدہ شہر سے دور ہی دریائے زاب کے کنارے رومن شاہ پور کی را
ہوئے۔ رومنوں کے سامنے آتے ہی شاہ پور نے جنگ کی تیاری کر لی۔ اپنی
کرتے ہوئے اپنے لشکر کو اس نے بیچ میں رکھا۔ دائیں طرف اس نے
حکمران گرمباٹس کو اس کے لشکر کے ساتھ متعین کیا جب کہ اپنے بائیں
وحشی گیلان قبائل کے حکمران البان کو اس کے لشکر کے ساتھ رکھا تھا۔

اب دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کر لیں تو جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جنگ
ابتدا رومنوں نے کی تھی۔ رومن جرنیل اپنے لشکر کو زندگی کے ویرانوں میں اپنے
تلاش کرتے عناصر کی طرح ایرانیوں کی طرف بڑھا پھر وہ تیرگی کے صحرا میں
جلتی دھوپ' سنگریزوں کے طوفان میں غم کی آزمائش کی طرح ایرانیوں پر ٹوٹ پڑا
ایرانیوں پر حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ہن قبائل کا بادشاہ گرمباٹس اور گیلان
بادشاہ البان بھی رومنوں کے مقابلے میں دکھ کے استعارے اور درد کے طوفانوں کی
بڑھے۔ پھر وہ رومنوں پر صدیوں کے سکوت میں درد کے الاؤ اور بیکراں وسعت
اوہام کے کالے بادلوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔
دریائے ذاب کے کنارے ہولناک جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔ جب جنگ اپنے شباب
اور ہر طرف ایک شور مچا ہوا تھا شاہ پور کا دوسرا لشکر اپنی گھات سے نکلا اور وہ
پشت کی طرف سے سناٹوں کے پھیلے جال میں رگ رگ میں چبھتے خوف' دستک
کے لمحوں اور بھورے لاوے کی ابلتی ندیوں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گیا
میں پیچھے بیٹھے لشکر کے حملہ آور ہونے' میدان جنگ میں ہر سو ہر سمت خاک
گراوز' منافرت کی گرد' تن من کو گھائل کرتا عالم برزخ اور آنشیں قہر اور شر
لگا تھا۔ دریائے ذاب کے کنارے کافی دیر تک رومنوں اور شاہ پور کے متحدہ
میان ہولناک جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ اس جنگ میں رومنوں کو بدترین
اور وہ دریائے ذاب کو عبور کرتے ہوئے پسپا ہوئے اور آمدہ شہر میں محصور ہو

میں ان دنوں چونکہ میلا لگا ہوا تھا لہٰذا رومن شکست کھانے کے بعد جب محصور
شہر میں پہنچے تو شہر میں ایک ہلچل اور کہرام اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف
شکست دینے کے بعد شاہ پور نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دیا اور اس
دوسرے اس نے اپنے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ دریائے ذاب کو عبور کرتے
وہ شہر کی طرف بڑھا تھا۔
شہر میں محصور رومنوں نے دیکھا کہ چاروں طرف جہاں نگاہ کام کرتی تھی ہر
ایرانیوں کے لشکر ہی لشکر دکھائی دے رہے تھے۔ اور سواروں کی جگمگاتی
آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔
شہر میں محصور رومنوں نے یہ بھی دیکھا کہ خود ایرانیوں کا بادشاہ شاہ پور جو
سب سے بڑھ چڑھ کر تھا گھوڑے پر سوار لشکر کے آگے آگے آ رہا تھا۔ اس

کے سر پر تاج کے بجائے ایک مسلح ٹوپی تھی جس کی شکل بکرے کے سر کی تھی اور
جواہرات جڑے ہوئے تھے۔

امراء جو کثیر تعداد میں شاہ پور کے ہمرکاب تھے اور خدم و حشم جو مختلف ا
لوگوں پر مشتمل تھا۔ شاہ پور کے رعب و جلال کو دوبالا کئے ہوئے تھا۔

اپنے لشکر کے آگے آگے شہر کی فصیل کے قریب آ کر شاید شاہ پور کا یہ خیا
مدافعین شہر کو اس بات کی ترغیب دینے کی کوشش کرے گا کہ بہ رضا و رغبت
اطاعت قبول کر لیں۔ شاہ پور کو اس بات کا پورا وثوق بھی تھا کہ بس جونہی وہ آ
محصور لشکر کے سامنے آئے گا تو رومن فرط رعب سے اس سے رحم کی درخواست
گے۔

چنانچہ جب شاہ پور اپنے محافظ دستوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر
بڑھا اور نہایت اطمینان کے ساتھ اس قدر قریب پہنچ گیا کہ اس کے چہرے کے
کی فصیل کے اوپر سے پہچانے جا سکتے تھے تب ایک انقلاب اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اس طرح کہ اس کا قریب آنا تھا کہ زرو جواہرات کو دیکھ کر آمدہ شہر کی
اوپر جو رومن تیر انداز تھے انہوں نے شاہ پور کو اپنے تیروں کا نشانہ بنانے
اندازی شروع کر دی تھی۔ حسن اتفاق سے اس وقت چونکہ شاہ پور کے لشکر میں
دوڑنے کی وجہ سے گرد و غبار کا ایک بادل اٹھ رہا تھا لہٰذا اس گرد و غبار کی وجہ
شاہ پور پر اپنا صحیح نشانہ نہ لے سکے اور شاہ پور اس تیر اندازی سے صحیح سلامت
گیا صرف اس کا جبہ ایک تیر لگنے سے چاک ہوا تھا۔

رومنوں نے جب اس طرح شاہ پور پر تیر اندازی کی تو شاہ پور بڑا غضبناک
واپس اپنے لشکر میں آ کر کہنے لگا۔ ان لوگوں سے بڑی بے حرمتی کا گناہ سرزد ہوا
لوگوں نے میری توہین کرنے سے حقیقت میں ایک اس شخص کی توہین کی ہے
فرمانرواؤں اور قوموں کا آقا ہے۔ پھر شاہ پور نے کمال سرگرمی سے آمدہ شہر
کرنے کی تیاری شروع کر دی تھی۔ شاہ پور کو غضبناک دیکھتے ہوئے اس کے
روسا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ شاہ پور آمدہ شہر پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں رہنے
قتل عام کا حکم دیدے گا۔ لہٰذا لشکر کے برگزیدہ سرداروں نے بہ منت التجا کی
اور محترم بالشان ہونے کی حیثیت کو نظر انداز نہ کیا جائے اور شاہانہ طریقے سے
قوت استعمال کرتے ہوئے فتح کیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ لشکر کے
امیروں نے بھی اپنے خیر خواہانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس کو شرمندہ کیا

اگلے دن محصورین کو حکم دے دیا جائے کہ وہ اس کی اطاعت قبول کر لیں۔
لہٰذا اگلے روز صبح سویرے ہن قبائل کے بادشاہ گرمباتس کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ
قریب جا کر محصورین کو شاہ پور کا یہ حکم سنائے کہ وہ اطاعت قبول کر لیں۔ ورنہ
کی ضمانت نہ دی جا سکے گی۔ گرمباتس کمال وثوق کے ساتھ محصورین کو شاہ
پہنچانے کے لئے شہر کی فصیل کی طرف بڑھا۔ ایرانی سواروں کا ایک دستہ بھی
ساتھ تھا۔ گرمباتس کا ایک جانثار دستہ بھی گرمباتس کے ہمراہ تھا۔

جونہی وہ فصیل کے قریب تیروں کی زد میں آئے تو ایک بڑے ماہر تیر انداز نے
نشانہ لگایا تو تیر ہن قبائل کے بادشاہ گرمباتس کے بیٹے کو لگا جو اس کے برابر
وار جا رہا تھا۔ اس زہریلے تیر سے گرمباتس کا بیٹا مر گیا اور اس کی لاش
نیچے گر گئی۔

بھاری پھل کا ایسا نوکدار تیر تھا جو گرمباتس کے بیٹے کی زرہ اور سینے کے پار ہو
گرمباتس کا بیٹا جو نہایت حسین اور جوان تھا اور قامت اور رہنمائی میں اپنے ہم
منفرد تھا اس کے مرنے پر اس کے تمام ہم وطن پراگندہ ہو گئے لیکن پھر یہ محسوس
اس کی لاش رومنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے وہ گرمباتس کے بیٹے کی لاش لے کر
گئے اور پھر وہ ہن قبائل کو بلند آوازوں میں پکارتے ہوئے رومنوں کے خلاف
خونخواری کی دعوت دینے لگے تھے۔

گرمباتس کے بیٹے کی موت نے شاہ پور کے سارے شاہی خاندان کو سوگوار بنا دیا
امراء اس ناگہانی صدمے میں گرمباتس کے شریک غم ہوئے۔ تمام جنگی کارروائیاں
کے لئے موقوف کر دی گئیں۔ ہن قبائل کی قدیم رسوم اور دستور کے مطابق
عزاداری کی رسمیں ادا کی گئیں۔ مرنے والا نہ صرف اپنی عالی نسبی کی وجہ سے
تھا بلکہ خود بھی بہت ہر دل عزیز تھا۔

گرمباتس کے بیٹے کی تجہیز و تکفین کے دو دن بعد شاہ پور نے آمدہ شہر پر حملے شروع
لڑائی ہوتی رہی۔ شہر کے اندر اور باہر کشتوں کے پشتے لگ گئے لیکن فیصلہ نہ ہو

دن شاہ پور اس قدر غضبناک ہوا کہ لڑائی شروع ہوتے ہی ایک معمولی
طرح لڑائی کے میدان میں گھس گیا، تلوار چلاتا اور تیر برساتا ایک صف سے
کی طرف دوڑتا پھرا۔ اس کارروائی سے اتنا جوش پھیلا کہ ایرانی موت سے بے
غضبناک حملے کرتے رہے۔ آخر ایرانیوں کو شہر میں داخل ہونے کا راستہ مل

گیا۔ جس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے اور رومن ہمت ہار بیٹھے۔ آخر ایرانی رو... عام کرتے ہوئے اور خون کا سیلاب بہاتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اور شہر... انہوں نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ شاہ پور کے ہاتھوں ان کی شکست اب یقینی ہو... بچے کھچے رومن لشکری شہر سے نکلے اور پناہ لینے کی خاطر بازبدی اور ورتا شہروں... بھاگ گئے تھے۔ جہاں ان دونوں شہروں کی حفاظت کے لئے بہت بڑے بڑے ... موجود تھے۔

اس طرح آمدہ شہر پر شاہ پور کا قبضہ ہو گیا تھا۔ آمدہ پر شاہ پور کو مکمل... ہوئی اور اسے اطمینان اور سکون ہوا تو اس نے شہر کے ایک کھلے میدان میں اپنا... اور اپنے محافظ دستے کے ایک سالار کو اس نے یوناف کو طلب کرنے کا حکم دیا۔... بلانے پر جب یوناف کیرش کے ساتھ اس کھلے میدان میں شاہ پور کے سامنے آ... تھوڑی دیر تک بڑے تجسس آمیز انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔

میرے محترم صلاح کار! آمدہ شہر کی فتح سے پہلے میرے لشکر میں ایک ... اور سکوت طاری تھا۔ چونکہ رومنوں کے مقابلے میں اس سے پہلے ہمیں کوئی جیت... نہ ہوئی تھی لہٰذا رومنوں کے مقابلے میں میرے لشکری کسی قدر بددل ہوتے جا... تمہارے جنگی مشورے سے میں نے آمدہ پر حملہ آور ہو کر رومنوں کے خلاف... حاصل کی ہے۔ تم میرے لشکر میں پہلے جمود کے عالم اور سکوت کے مہینوں میں... کرن' عزم جوان' رمز خودگری اور وقت کی بے ثباتی کے قصوں میں زندگی کی ... ہوئے ہو۔ تم یقیناً" ان جوانوں میں سے ہو جو ویران بے رحم گھنے سناٹوں میں... تقاضا بن کر نمودار ہوتے ہیں۔ تم یقیناً" ان جنگجوؤں میں سے ہو جو بے کران... ویرانوں میں اپنے مخالفوں کے لئے سرد آہوں کا ہجوم بن جاتے ہیں۔ دیکھ یو... ذات میری کامیابیوں کا پہلا دروازہ ہے۔ میں تیری سحر شکن دانشمندی' تیرے ... کی طلب فروزاں' تیرے عزم کی تازگی۔ تیری امنگوں کی شدت کو سلام کرتا ہوں۔

دیکھ میرے معزز اور محترم مہمان! اب جب کہ میں نے آمدہ شہر کو فتح کر... رومنوں کا بہت بڑا مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ میں پہلے بازبدی... ہوں اس کے بعد ورتا شہر کا رخ کروں۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے۔

شاہ پور کے اس استفسار کے جواب میں یوناف نے تھوڑی دیر تک کچھ... کہنے لگا۔ دیکھ بادشاہ! جہاں تک بازبدی شہر کا تعلق ہے تو اس میں رومنوں کا...

...لیکن اس شہر کی فصیل اتنی مضبوط نہیں ہے لہٰذا میرا یہ خیال ہے کہ بغیر کسی سخت ... کے بازبدی شہر پر قابض ہونے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

جہاں تک ورتا شہر کا تعلق ہے تو اس شہر کی فصیل انتہائی مضبوط پتھروں سے بنی ہے۔ اس شہر کی فصیل اس قدر چوڑی ہے کہ اس پر بیک وقت کئی گھوڑے دوڑائے ... ہیں۔ اور مزید یہ کہ اس شہر کی عظیم پتھروں سے بنی ہوئی فصیل کافی بلند اور اونچی ... اس پر چڑھنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ دیکھ بادشاہ جہاں تک بازبدی شہر کا ... ہے تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تم اسے ضرور فتح کر لو گے لیکن ورتا شہر کی فتح ... سلسلے میں تمہیں کافی جدوجہد کرنا پڑے گی۔ لیکن چونکہ اس وقت رومنوں کو شکست ... کے بعد تمہارے لشکر کے حوصلے کافی بلند ہیں تو ہو سکتا ہے تم ورتا شہر کو بھی جلد فتح ... میں کامیاب ہو جاؤ۔

شاہ پور کہنے لگا دیکھ میرے محترم مہمان! میں تمہارے مشورے' تمہارے اس ... کا بہت شکر گزار ہوں۔ تمہاری گفتگو سے لگتا ہے کہ تم نے بازبدی شہر کے علاوہ ... کو بھی خوب دیکھا ہے۔ اس پر یوناف بولا۔ اے بادشاہ تمہارا کہنا درست ہے۔ میں ... دونوں شہروں کو کئی بار دیکھ رکھا ہے۔ اس پر شاہ پور فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ اب ... میاں بیوی جا کر آرام کرو۔ میں تمہارے مشوروں کے مطابق عمل کرنے کی ... کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش اس میدان سے نکل گئے تھے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے آمدہ شہر میں چند روز تک قیام کیا اور اپنی فتح کا جشن ... موسم سرما اس نے آمدہ شہر میں گزارا۔ موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی اپنی نئی مہم کا ... کے لئے اس نے آمدہ شہر سے کوچ کیا۔ نصیبین شہر کے پاس سے گزرتا ہوا شاہ ... لشکر کے ساتھ بازبدی شہر کی طرف بڑھا۔ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا لیکن شہر کے ... رومن لشکر تھا اس نے تھوڑی دیر ہی مقابلہ کیا ہو گا کہ شاہ پور کے لشکریوں نے شہر ... فصیل میں شگاف کر دیا۔ شہر کی فصیل میں شگاف ہوتا تھا کہ شاہ پور کا لشکر بند توڑنے ... سیلاب کی طرح شہر میں داخل ہوا اور شہر کے اندر جس قدر رومن تھے ان کا قتل عام ... اس سے بڑی آسانی کے ساتھ شاہ پور بازبدی شہر پر بھی قابض ہو گیا تھا۔

بازبدی کو فتح کرنے کے بعد شاہ پور ورتا شہر کی طرف بڑھا۔ یہ شہر بین النہرین کی ... آخری شہر خیال کیا جاتا تھا۔ جو دفاعی لحاظ سے بے حد مستحکم تھا۔ اور اہل قلعہ پورا ... سازو سامان لئے بیٹھے تھے۔ اس لئے شاہ پور نے جب اس کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ طول ... پکڑ گیا تھا۔

شاہ پور ابھی ورتا شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ رومن شہنشاہ قسطنطین دوئم
میں آیا۔ اس نے آرمینیا کے حکمران کو ایشیائے کوچک میں اپنے پاس بلایا اور اسے
طرح کے تحائف سے نوازا۔ مقصد یہ تھا کہ رومن مہموں میں وہ رومنوں کا وفادار
اس کے بعد رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین نے آرمینیا کے لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر بازبدی
پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا جسے حال ہی میں شاہ پور نے فتح کر لیا تھا۔

قیصر روم قسطنطین بازبدی پر حملہ کر کے اپنی شکست کا انتقام لینا چاہتا تھا لیکن
بھی اس کی قسمت میں ناکامی لکھی ہوئی تھی۔ اس لئے کہ زندگی نے اسے ایسا کر
مہلت نہ دی کہ وہ کسی میدان میں ایرانیوں کو شکست دے سکے۔ ایشیائے کوچک
بازبدی کے شہر کی طرف کوچ کرتے ہوئے قسطنطین کو موت نے آ لیا اور وہ راہی ملک
ہوا۔

قسطنطین کی وفات پر اس کا بھتیجا جولین قیصر روم بنا۔ وہ سخت جنگجو تھا۔ رومنوں
تخت پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ قسطنطین دوئم کے دور حکومت میں
جگہ گال قبائل کے اندر بغاوتیں رونما ہو رہی تھیں اس نے ان سب بغاوتوں کو بڑی
اور تشدد کے ساتھ کچل دیا۔ قسطنطین دوئم آخری دور میں رومن سلطنت کے اندر جگہ
بغاوتیں اور سرکشیاں بھی سر اٹھا رہی تھیں۔ لہٰذا دوسرا بڑا کام جولین نے یہ کیا کہ
نے تمام داخلی شورشوں اور بغاوتوں کو ختم کر کے اپنی سلطنت میں امن و امان بحال کر

وحشی گال قبائل کی بغاوتوں کو فرو کرنے اور ملک کے اندر امن و امان قائم
کے بعد جولین نے سابق قیصر روم ٹراجن کے نقش قدم پر چل کر مملکت ایران پر حملہ
کا منصوبہ بنایا اور اپنے اس کام کی تکمیل کے لئے وہ بڑی طرح جنگی تیاریوں میں مصروف
گیا تھا۔

دوسری طرف ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ قسطنطین دوم
بعد اس کا بھتیجا جولین قیصر روم بنا ہے اور یہ کہ گال قبائل کی بغاوتوں کو فرو کرنے اور
کی امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے بعد وہ ایران سے جنگ کرنے کے لئے
طرح جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے شاہ پور نے جولین
مصالحت کرنا چاہی اور اس غرض کے لئے اپنا سفیر جولین کے دربار میں بھیجا۔

لیکن رومن شہنشاہ جولین سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھ کر ایرانی سفیر کے
بڑی نفرت اور خشونت سے پیش آیا۔ جس کی وجہ سے ایرانی سفیر کو ناکام واپس آنا پڑا
روم کے اس سلوک سے صاف پتہ چل گیا تھا کہ ایران کے خلاف جولین کے کیا ارا

اور یہ کہ وہ ہر صورت میں ایران کے ساتھ جنگ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے جولین نے بہترین تربیت یافتہ ایک لاکھ کا لشکر تیار
گ کی ابتدا کرنے سے پہلے قیصر روم جولین نے اپنے کچھ قاصد بحرین اور آس پاس
ب سرداروں کی طرف روانہ کئے۔ اور انہیں اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ اپنی
اہوں کو محفوظ کرنے کے لئے سوار لشکر منظم کریں اور ان شاہراہوں سے ایرانیوں کو
نے دیں۔

بحرین اور آس پاس کے عرب علاقوں کے سرداروں کا خیال تھا کہ اگر وہ اپنے لئے
کر منظم کرتے ہیں تو ایسے لشکر تیار کرنے کے لئے قیصر روم ضرور ان کی مدد کرے
ذا انہوں نے جولین کی خواہش کے مطابق سوار فوجی دستے تیار کرنے شروع کر دیئے

ربوں کے علاوہ آرمینیا کا حکمران رومنوں کے شہنشاہ جولین کا دوسرا حلیف ثابت ہو
آرمینیا کا موجودہ بادشاہ اشک عیسائی ہو چکا تھا جب کہ جولین اپنے چچا قسطنطین
ل عیسائیت کا سخت دشمن تھا۔ اس لئے جب ایرانیوں کے مقابلے میں مدد حاصل
ے لئے جولین نے اپنے قاصد آرمینیا بھجوائے تو آرمینیا والوں نے قیصر روم جولین
کرتے ہوئے اس کے قاصدوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔

ہوں بھی اہل آرمینیا کا کردار اب تماشائی کا سا رہا تھا۔ انہوں نے روم اور ایران
ائی میں ہمیشہ اپنا دامن بچانے کی کوشش کی۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کیا کرتے تھے کہ
جس فریق کی فتح ہوتی آگے بڑھ کر اسے ہدیہ تبریک پیش کر دیتے تھے۔ اس لئے
ن بہتری کی توقع رکھنا عبث تھا۔

بہرحال حلیف ہونے کی وجہ سے انہوں نے بادل نخواستہ رومنوں کو اپنے فوجی دستے
ایرانیوں کے خلاف فوجی دستے بھیج کر مدد دی۔

سارے انتظام کرنے کے بعد قیصر روم جولین اپنے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ
حملہ آور ہونے کے لئے پہلے میڈیا کی سرزمین پر حملہ آور ہوا۔ یہاں تک آرمینیا
نے رومنوں کا مکمل ساتھ دیا لیکن میڈیا کی مہم کے بعد آرمینیا والے اچانک جولین
کر واپس آرمینیا چلے گئے۔

قیصر روم جولین نے مملکت ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے تمام ملکی وسائل وقف
تھے۔ اور اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو لے کر وہ میڈیا سے نکلا اور وہ دریائے فرات
ساتھ ہو لیا۔

جس وقت قیصر روم جولین دریائے فرات کے کنارے کنارے ایران کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا ایک ہزار جہازوں پر مشتمل اس کا بحری بیڑہ بھی دریائے فرات میں اس سے آن ملا تھا۔ اس کے علاوہ بحرین اور آس پاس کے عرب سردار جنہیں جولین نے اپنا لشکر تیار کرنے کے لئے کہا تھا وہ بھی اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ اظہار اطاعت کے لئے جولین کے ساتھ آ ملے تھے۔ قیصر روم جولین بین النہرین کے لق و دق میدانوں سے ہوتا ہوا بابل کی سرسبز و شاداب زمین میں آ پہنچا۔ اس طویل راستے میں کہیں بھی اس کی مڈبھیڑ ایرانی لشکر سے نہ ہوئی۔

جس وقت قیصر روم جولین دریائے فرات کے کنارے کنارے جنوب کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کر رہا تھا اس وقت ایران کا شہنشاہ شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اس پڑاؤ کے دوران اچانک اس نے یوناف کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ یوناف کیرش کے ساتھ شاہ پور کے خیمے میں آیا۔ اس وقت شاہ پور اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے پہلو میں ہاتھ مارتے ہوئے شاہ پور نے ان دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ دونوں وہاں پر بیٹھ گئے تو شاہ پور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف شاید تو جانتا ہو گا کہ قیصر روم جولین ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے کنارے ہماری سرزمینوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اپنا ایک لاکھ کا بہترین تربیت یافتہ لشکر ہے جب کہ بحرین اور آس پاس کے عرب سرداروں کے لشکر بھی اس سے آن ملے ہیں اس طرح اس کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہو گیا ہے۔ دیکھ میرے مہربان تو نے مجھے بہت اچھے مشورے دیئے ہیں۔ اب جب کہ رومنوں نے اپنی پوری قوت کو میرے خلاف جھونک دیا ہے تو ان سے نپٹنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن کو جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ شاہ پور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بادشاہ میرا دل کہتا ہے کہ تو آگے بڑھ کر رومن شہنشاہ جولین کی راہ مت روک۔ قیصر روم کو دریائے فرات کے کنارے کنارے آگے بڑھنے دو۔ اسے خبر ہے کہ تو نے دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ اور تمہاری پشت پر بہترین اور مضبوط فصیلیں رکھنے والا شہر تیسفون ہے۔ دیکھ بادشاہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تو تیسفون شہر کو اپنی پشت پر رکھ کر رومنوں کا مقابلہ کر۔ اگر دریائے دجلہ کے کنارے تجھے رومنوں کے مقابلے میں فتح اور کامیابی حاصل ہوتی ہے تو تیرا سارا ہی کام سیدھا ہو جائے گا۔ پر دیکھ بادشاہ اگر

رومنوں کے مقابلے میں پسپائی اختیار کرنا پڑتی ہے تو تو اپنے لشکر کے ساتھ تیسفون شہر میں داخل ہو جانا تیسفون شہر کی دوہری فصیلیں اس قدر مضبوط ہیں کہ رومنوں کو ان فصیلوں کو توڑنے اور شہر میں داخل ہونے کے لئے کئی ماہ لگ سکتے ہیں۔ اور میرے خیال میں رومن اتنا لمبا عرصہ تیسفون شہر کا محاصرہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو اپنے مرکزی شہر قاصد بھجوا کر حکم دینا کہ ایک اور لشکر تیار کیا جائے جو باہر سے رومنوں پر شب خون مارے اور کبھی کبھی تم بھی تیسفون شہر سے باہر نکل کر رومنوں پر شب خون مارتے رہنا۔ اس طرح ان شب خونوں سے تنگ آ کر رومن خود ہی تیسفون شہر کو چھوڑ کر کسی اور طرف رخ کریں گے۔

اے بادشاہ جب رومن ایسا کریں اور وہ تیسفون شہر سے ہٹ کر کسی اور سمت جائیں تو ایک دم تیسفون شہر سے نکلنا اور اچانک ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ان کی ساری کامیابیوں کو ان کی شکست اور نامرادیوں میں بدل دینا۔

ایران کا شہنشاہ شاہ پور، یوناف کی اس تجویز سے اس قدر خوش اور مطمئن ہوا کہ اس نے اپنا ہاتھ اس نے آگے بڑھائے، یوناف کا دایاں ہاتھ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر یوناف کے ہاتھ پر بوسہ دینے کے بعد وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے میرے مہربان محسن! جو تجویز تم نے بتائی ہے میرا دل کہتا ہے کہ اس پر عمل کر کے میں ضرور رومنوں کے خلاف کامیاب و کامران رہوں گا۔ میں ایک بار پھر ایسی تجویز کے لئے تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جاؤ اور جا کر آرام کرو تاکہ میں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے لشکر کو حرکت میں لاؤں۔ اس کے ساتھ یوناف اور کیرش دونوں شاہ پور کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

دریائے فرات کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے رومنوں کے شہنشاہ جولین نے بڑی تیزی سے مسافتوں کو طے کیا۔ پھر وہ ایرانیوں کے شہر فیروز شاہ پور آ پہنچا جو دریائے فرات کے کنارے میں واقع تھا۔ ایرانیوں کا یہ شہر دفاعی اعتبار سے بہت مستحکم تھا تاہم اس شہر پر حملہ آور ہو کر جولین نے اپنی مہم کا آغاز ایرانیوں کے خلاف کیا۔

فیروز شاہ پور شہر پر قیصر روم جولین آندھیوں کی سرسراہٹ میں آگہی کے آشوب، دشت و دیار کی دھاروں، کھلے حقائق کو سراب کرتی صدیوں کی آندھیوں کی طرح ٹوٹ پڑا۔ جولین کا اس شہر پر حملہ اس قدر خونخوار، اس قدر تیز تند تھا کہ رومنوں نے شہر کی فصیل توڑ ڈالی۔ پھر وہ شہر میں گھس گئے۔

رومنوں نے شہر کے اندر گھس کر وہاں موجود ایرانیوں کا خوب قتل عام کیا اور کے شہر کو لوٹا۔ شہر پر تو رومنوں کا قبضہ ہو گیا لیکن شہر کے اندر جو قلعہ تھا اس پر ایرانی لشکر قابض رہا۔ تاہم جولین نے شہر کے قلعے کا بھی محاصرہ کر لیا تھا۔

قیصر روم جولین نے بڑی سختی' بڑی تندی سے قلعہ کا محاصرہ کیا لیکن اہل قلعہ ڈالنے پر آمادہ نہ تھے۔ آخر تنگ آ کر جولین کے حکم پر قلعے کی دیوار کے ساتھ ایک تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا تاکہ اس کے ذریعے قلعہ میں داخل ہونے کی تدبیر کی برج کی تعمیر درجہ بدرجہ اوپر اٹھتی گئی۔ جس سے اہل قلعہ سخت ہراساں ہوئے۔ آخر نے جولین کی شرائط مان کر قلعہ رومنوں کے حوالے کر دیا۔

قلعہ فیروز شاہ پور کو فتح کرنے کے بعد قیصر روم جولین نے دریائے فرات کنارے کنارے پر اپنا سفر جاری رکھا۔ اور اس نہر پر پہنچ گیا جو دریائے فرات اور ملاتی تھی۔ پھر اس نہر کے ذریعے جولین نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دجلہ کی بڑھنا شروع کیا۔ اس نہر کے کنارے پر جگہ جگہ ادھر ادھر بکھرے ہوئے ایرانی لشکر ساتھ رومنوں کی مڈبھیڑ ہوئی تاہم چھوٹے چھوٹے ایرانی لشکر جولین کی راہ نہ روک آخر کار جولین اپنے لشکر کے ساتھ نہر کو عبور کر کے ایک ایسے شہر جا پہنچا جس کا ملکہ تھا۔

اس شہر پر بھی جولین توڑتی پھوڑتی آندھیوں' کرچی کرچی کرتے طوفان' قتل و جان' اور وقت کی بدترین گھات کی طرح حملہ آور ہوا اور اس شہر کو بھی اس کرکے اس پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

اس شہر کی فتح سے رومنوں کے حوصلے اور ولولے مزید بلند ہو گئے جب کہ طرف ایران کا شہنشاہ شاہ پور ابھی تک دریائے دجلہ کے کنارے سیفون شہر کو اپنے رکھے ہوئے دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ دراصل شاہ پور چاہتا رومن شہنشاہ جولین اپنے لشکر کے ساتھ جب دریائے دجلہ کے کنارے آئے تب ساتھ فیصلہ کن جنگ کرے۔ جولین بھی سمجھ چکا تھا کہ شاہ پور دریائے دجلہ کے سے نہیں ہلے گا لہٰذا اس نے بھی بڑی تیزی سے ماخوذ ملکہ شہر پر قبضہ کر کے دریائے دجلہ کا رخ کیا تھا۔

دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے شاہ پور رومنوں کی پیش قدمی سے نہیں تھا بلکہ اس کے جاسوس اسے رومنوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک پل دے رہے تھے۔ دریائے فرات اور دریائے دجلہ کو ملانے والی نہر کے کنارے کنارے

ولین آگے بڑھا جب کہ اس کا بحری بیڑہ بھی دریائے فرات سے نکل کر نہر میں سے وا دریائے دجلہ کی طرف بڑھا تھا۔

جہاں دریائے فرات سے نکلنے والی نہر دریائے دجلہ میں گرتی تھی قیصر روم نے اپنے روکا۔ اتنی دیر تک اس کا بحری بیڑہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اپنے سارے لشکر کو قیصر ولین نے اپنے بحری بیڑے میں سوار کروایا تاکہ دریائے دجلہ کو عبور کرنے کے بعد ے کنارے پر وہ شاہ پور اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہو سکے۔

رومنوں کا بحری بیڑہ جب دجلہ کے اس کنارے پہنچا جس کنارے پر ایران کے شہنشاہ پور نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا تو رومنوں سے جنگ کرنے کے لئے شاہ پور اپنے لشکر کی صفیں درست کیں۔ اس نے اپنے لشکر کی کئی اگلی صفوں میں ہاتھی متعین ے تھے۔ رومن ان ہاتھیوں کو دیکھ کر بہت ہراساں اور خوفزدہ ہوئے لہٰذا رومن شہنشاہ ن نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس وقت ایرانیوں سے ٹکرایا گیا تو رومن ان ہاتھیوں سے زدہ ہو کر ہو سکتا ہے میدان جنگ سے بھاگ نکلیں۔ لہٰذا جولین نے یہ فیصلہ کیا کہ کے وقت ایرانیوں پر حملہ کیا جائے۔

چنانچہ رات کو حملے کا آغاز کیا گیا لیکن اس پر بھی رومنوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ وں نے آتش گیر تیر برسائے جن سے رومنوں کی بعض کشتیاں جل اٹھیں۔ رومن لشکر توں کر کے دریائے دجلہ کے بائیں کنارے آ اترا۔ اور سنبھل کر صف آرا ہوا۔ ئے دجلہ کے کنارے رومنوں اور ایرانیوں کا آمنا سامنا ہوا۔

رومن چونکہ اس سے پہلے ایرانیوں کے شہر فیروز شاہ پور اور ماخوذ ملکہ کو فتح کر چکے لہٰذا ایرانیوں کے مقابلے میں ان کے حوصلے بڑے بلند اور ان کے اعتماد بڑا بحال تھا۔ اب رومن شہنشاہ جولین نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا تو رومن صفوں کو کرچیاں کرتے ' تیز و برق گام طوفانوں' دل کی سطح سوزاں پر لرزاں اندیشوں اور کالی راتوں کی چادر سکوں کی شدت کی طرح ایرانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف ایرانیوں نے بھی مدافعت اور جارحیت میں کسی طرح کی کمی نہ رہنے وہ بھی حیات کے کالے لمحوں میں فکر کے سفینوں' زیست کے پرخطر قربتوں اور وقت گمنام جزیروں میں حیرتوں کے بحر بیکراں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ دریائے کا وہ کنارہ جہاں جنگ ہوئی تھی اندھے سرابوں کے لاانتہا سلسلوں' کڑی کسیلی رت درد کے کالے حبس اور تجسس کے سمندر میں ہجر کے عذاب لمحوں کا سماں پیش کرنے لگا۔ صبح سے شام تک نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ دریائے دجلہ کے ساتھ ساتھ خون کا

ایک اور دجلہ بہہ نکلا تھا۔ جب شام کی تاریکی بڑھی تو ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے … رومنوں کا کھلے میدانوں میں مقابلہ کرنے کے بجائے تیسفون شہر میں محصور ہو کر … کے مقابلے میں مدافعت کی جائے اس لئے کہ دن بھر دریائے دجلہ کے کنارے لڑی … والی اس جنگ میں ایرانیوں کا کافی نقصان ہوا تھا۔ گو بے شمار رومن بھی اس جنگ … آئے تھے لیکن رومنوں کی نسبت ایرانیوں کا زیادہ نقصان ہوا تھا۔ لہٰذا شاہ پور نے … شہر میں محصور ہو کر مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

آخر شام کی تاریکی جب بڑھی تو ایرانی لشکر اپنے بادشاہ شاہ پور کے حکم پر پسپا … اور تیسفون کے قلعے میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ رومنوں نے شہر کے دروازے … ایرانیوں کا تعاقب کیا تھا۔ لیکن یہ تعاقب کامیاب نہ رہا اور شاہ پور اپنے لشکر کو … تیسفون شہر میں محصور ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

رومنوں کے حوصلے اس ابتدائی فتح سے کافی بلند ہو گئے تھے۔ اب موقع تھا کہ … تیسفون شہر کا محاصرہ کر لیتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ مورخین اس کی وجہ یہ بتا… کہ دریائے فرات کے کنارے ایرانیوں نے جو قلعے بنائے تھے وہ دفاعی لحاظ سے بہت … تھے۔ جولین نے بعض قلعے فتح تو ضرور کر لیے لیکن بڑی دانشوری کے ساتھ۔ اب وہ … نتیجے پر پہنچا کہ تیسفون فتح کرنے میں چونکہ کامیابی کا کوئی امکان نہیں لہٰذا اس کا محاصرہ … بیکار ہے۔

تیسفون شہر کا محاصرہ کر کے شاہ پور کے لشکر سے ٹکر لینے کے بجائے رومن … جولین نے ایک چال چل کر اپنے بحری بیڑے کو نذر آتش کر دیا۔ اس کا خیال یہ تھا … پور رومنوں کے اس اقدام کو ان کی مایوسی پر مامور کرے گا اور لشکر لے کر قلعے سے … آجائے گا لیکن شاہ پور نے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ وہ یہ خبر سن کر اپنے لشکر کے … شہر سے باہر نہ نکلا۔

آخر سرما اور بہار کا موسم گزر گیا اور گرمی اپنے عروج پر آ گئی۔ ایران کے … شاہ پور کو اسی موسم کا انتظار تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سردی میں ان علاقوں کے اندر رومن … کر مقابلہ کریں گے لیکن جونہی گرمی شروع ہو گی وہ ان علاقوں سے بھاگنے کی کوشش … گے۔ بس ایسا ہی ہوا۔ جونہی جون کی شدید گرمی نے اس علاقے کو آن گھیرا تھا … شہنشاہ جولین اپنے لشکر کو لے کر کردستان کی طرف کوچ کر گیا۔

ایرانیوں نے جب دیکھا کہ رومن اب کردستان کی طرف پسپا ہو گئے ہیں تو … نے تیسفون شہر سے نکل کر ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ گرمی کی وجہ سے رومن کہیں …

…رانیوں کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے لہٰذا اس تعاقب کی وجہ سے رومنوں کو خوراک کی … سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے کہ ان کا رابطہ اپنے ان دستوں سے منقطع ہو چکا تھا جن … رسد پہنچانے کا کام لگایا گیا تھا۔

… موقع پر رومن شہنشاہ جولین نے بحرین اور آس پاس کے علاقے کے عربوں سے … وہ انہیں رسد اور خوراک فراہم کریں۔ لیکن رومن شہنشاہ کے کہنے پر چونکہ ان … اپنے سوار لشکر تیار کئے تھے اس موقع پر عرب سرداروں نے جولین سے لشکر تیار … لئے اخراجات طلب کئے تو جواب میں عرب سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے … شہنشاہ جولین کہنے لگا۔

…بہادروں کو صرف فولادی اسلحے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زر و مال کی ضرورت نہیں

… شہنشاہ کا یہ جواب سن کر عرب اس سے بالکل بے تعلق ہو گئے۔ راستے میں … سے رومنوں کو غلہ اور خوراک کی دیگر اشیاء فراہم ہو سکتی تھیں ان علاقوں … جاسوسوں نے شاہ پور کے حکم پر پہلے ہی آگ لگا کر خاکستر کر دیا تھا۔

… ابھی زیادہ سفر نہیں کر پائے تھے کہ انہیں پیچھے سے گرد و غبار کا طوفان اٹھتا … رومنوں کو چونکہ ابھی تک یہ اطلاع نہیں ملی تھی کہ عربوں نے ان سے اپنا … لیا ہے لہٰذا رومن یہی سمجھے کہ عربوں کا لشکر ان کی مدد کو آ رہا ہے لیکن یہ … تھی۔ اصل میں یہ شاہ پور کا لشکر تھا جو برق رفتاری سے رومنوں کا پیچھا … چلا آ رہا تھا۔ جس وقت رومن شہنشاہ اپنے لشکر کے ساتھ سمرہ شہر کے قریب … اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سر پر آ پہنچا اور رومنوں کو اس نے آ لیا۔

… ابھی صف آرائی بھی نہ کر پائے تھے کہ ایرانیوں نے ان کے عقبی حصے پر حملہ … کہ ایرانی لشکر کے کچھ حصے رومنوں کے دائیں بازو پر بھی ٹوٹ پڑے تھے۔ … حوصلہ بڑھانے کے لئے رومن شہنشاہ جولین بگولے کی طرح اپنے لشکر میں کبھی … دوسری طرف جاتا لیکن رومن شہنشاہ جولین کی ہر کوشش رائیگاں گئی اس … ایرانی رومنوں سے انتقام لینے کے لئے پوری طرح تیاری کر کے آئے ہوں۔ … سے اب وقت کی قضا کے سیل رواں، شورش بھری موجوں کے خروش، … ظلمتیاں غم دہر کے ویرانوں میں خرامات وحشت کی طرح رومنوں پر حملہ آور … رومنوں نے ایرانیوں کے ان حملوں کو روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکام … تیزی سے ان کی حالت الم نصیب سایوں، خشک آوارہ بادلوں، اذیتوں کے

گرداب میں سرد راتوں کی اداسی اور سلگتے سایوں کی خونی امر بیل جیسی ہوتا
تھی۔

رومنوں کی مزید بدقسمتی کہ جس وقت جنگ اپنے پورے عروج پر تھی ایک
اور انتہائی جراتمند اور بہادر ایرانی نوجوان جولین کی طرف بڑھا اور اس کے دائیں
اس طاقت اور قوت سے نیزہ مارا کہ نیزہ جولین کے جسم میں پیوست ہو گیا اور
ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ رومنوں نے جب دیکھا کہ ان کے شہنشاہ پر ایک
آور ہوا ہے اور اسے نیزہ لگا ہے اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا ہے تو رومن ا
ایک محفوظ جگہ لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جولین سنبھلا۔ اس وقت جنگ اپ
تھی۔ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایرانیوں سے جنگ کرنا چاہتا تھا
قوت جواب دے گئی تھی لہٰذا وہ ایک بار پھر اپنے گھوڑے سے نیچے آیا۔ اس
بار جب رومن شہنشاہ اپنے گھوڑے سے گرا تو اس کی موت واقع ہو گئی۔

جولین بہادر اور نڈر شخص تھا۔ اس کی بہادری کا ان ابھروان تصویروں
ہے جو شاہ پور نے چٹانوں پر کندہ کرائی تھیں۔ ان تصویروں میں جولین کو ایک
میں دکھایا گیا ہے جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔

سمرہ کی شکست پر رومنوں نے حوصلہ نہ ہارا چنانچہ جولین کے مرنے پر
ایک شخص جوویَن کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔ جوویَن نے ایک تازہ دم لشکر تیار کیا اور
کو لے کر وہ سمرہ شہر کی طرف بڑھا۔ جولین کی سرکردگی میں جس لشکر کو شاہ پور
شکست ہوئی تھی وہ بھی جوویَن کے ساتھ آن ملا تھا۔ ایک بار پھر سمرہ شہر کے
میدانوں میں ایرانیوں اور رومنوں کا تصادم ہوا۔ ایرانیوں نے پہلے کی طرح پرجوش
اس میں اگرچہ انہیں خود بھی نقصان اٹھانا پڑا لیکن آخر نقصان اٹھانے کے با
نے میدان جنگ سے رومنوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے۔ اور رومنوں کو ایک بار
میں اپنے نئے شہنشاہ جوویَن کی سرکردگی میں بھی شکست ہوئی تھی۔

اس جنگ میں شاہ پور اپنے لشکر میں نقصان کی وجہ سے رومنوں پر مزید
کرنا چاہتا تھا لہٰذا رومنوں سے گفت و شنید کے لئے اس نے اپنا سفیر نئے رو
جوویَن کے پاس بھیجا۔ یہ سفیر گویا ایک فاتح کی طرف سے ایک مفتوح کے پاس
جوویَن نے جو اب کسی اور بڑی مصیبت سے ڈرتا تھا اور ایرانیوں کا مزید مقابلہ
چاہتا تھا اس نے ایرانی سفیر کا خیر مقدم کیا اور نہایت رسوا کن شرائط قبول کر
لی۔ یہ شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

یہ کہ رومن حکومت وہ پانچ صوبے واپس کر دے گی جو ماضی میں رومن شہنشاہ
ایرانی شہنشاہ نرسی سے چھین لئے تھے۔

یہ کہ نصیبن اور نجارہ ایران کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

یہ کہ مشرقی بین النہرین ایرانیوں کے تسلط میں رہے گا۔

یہ کہ آرمینیا سے رومن دستبردار ہو جائیں گے۔

یہ تمام شرائط رومنوں کے لئے رسوا کن تھیں لیکن نصیبن شہر کا رومنوں کے
نکل جانا ان کے لئے سخت رنج زدہ تھا۔ یہ قلعہ استحکام کے اعتبار سے ناقابل
تھا۔ شاہ پور کئی مرتبہ اسے فتح کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اور اب اس کی طرف
حوصلہ نہ پاتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ شہر رومن تمدن کا مرکز تھا اور یہاں کی
روما کی تھی جسے ایرانیوں کا تسلط کسی صورت گوارہ نہ تھا۔

رومنوں نے اس شہر کو ایرانیوں کے حوالے کر دیا تو نصیبن شہر میں جس قدر
تھے وہ اس شہر سے نکل کر ہجرت کرتے ہوئے اٹلی چلے گئے۔ ان لوگوں کی
پورا کرنے کے لئے ایرانی شہنشاہ شاہ پور نے اصطخر اور پارس سے دس ہزار
نصیبن شہر میں بسا دیا تھا۔

شاہ پور نے نصیبن شہر میں نئے لوگوں کو بسانے کے بعد اپنے لشکر کے
کے باہر پڑاؤ کر رکھا تھا ان ہی دنوں ایک روز یوناف اور کیرش اپنے خیمے
باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ان دونوں کے خیمے میں ایران کا شہنشاہ
ہوا۔

اور کیرش شاہ پور کو اپنے خیمے میں دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے۔ شاہ پور کے
خیمے کے اطراف میں پھیل گئے تھے جب کہ شاہ پور اکیلا خیمے میں داخل
یوناف اور کیرش کو اس نے بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب کہ خود بھی وہ ان
بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی۔ اس کے بعد شاہ پور کہنے

کچھ میں تم سے کہنے آیا ہوں یہ مجھے سمرہ کے میدانوں میں رومنوں کو
صلح کا معاہدہ کرنے کے وقت ہی کہنا چاہئے تھا۔ لیکن میں کچھ ایسا مصروف
کہنے کے لئے میں الفاظ جمع نہ کر سکا۔ اب نصیبن کی آبادی سے فراغت
میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ میرے پاس تمہیں کہنے کے لئے بہت کچھ ہے
کہنا چاہتا ہوں اختصار کے ساتھ کہوں گا۔

سنو یوناف! میں نے پہلی بار سمرو کے میدانوں میں اپنے لشکریوں کے سا
رومنوں کے خلاف جنگ کرتے دیکھا ہے۔ قسم ایران کے یزدان آہور مزدہ کی
زندگی میں تم جیسا جنگجو' دلیر اور شجاع نہیں دیکھا۔ سمرو کے میدانوں میں' میں
تم ظلمت کی گھٹاؤں' کاسہ بحر میں بیکراں طوفانوں کی طرح میرے لشکریوں کے سا
رومنوں پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ تم رومنوں کے اندر ان کی قتل و غارتگری ک
یوں ان میں گھسے تھے جیسے وقت کی بدترین آندھیوں میں صفحۂ قرطاس پر کوئی ایسا
ہو جس کی تحریر ختم نہ ہونے والی ہو۔ تم نے سموں کے زرد صحرا کی کوکھ میں
مرگ' پیاس کی شدت میں خاک صحرا چھانتے لمحوں کی طرح رومنوں پر نزول
تمہاری اس کارگزاری کے لئے میں تمہارا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

دیکھو یوناف! جب پہلی بار تم مجھے مدائن میں ملے تھے تو میں نے تمہیں ا
نہیں دی تھی۔ میں نے تمہیں کوئی عام سا جوان سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن
مشوروں سے جو مجھے فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اس کی بناء پر میں صا
حقیقت سے کام لیتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ تم میرے لئے وقت کی تاریخ ک
اڑانوں کی رت' جراتوں کی حسار رنگ صدا' امنگوں کا بہتا دھارا اور جاوداں رفا
پیغام ثابت ہوئے ہو۔ قسم مجھے آہور و مزدہ کی میں شاہ پور جب تک زندہ رہوں
ممنون' تمہارا احسان مند اور شکر گزار رہوں گا۔ سنو یوناف یہاں سے مدائن جا
تم دونوں میاں بیوی کا قیام شاہی محل میں ہوگا۔ آج سے تم دونوں کی حیثیت
میرے بیٹے اور میری بیٹی کی سی ہوگی۔ اب تم دونوں اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔
دونوں میاں بیوی کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے۔ شاہ پور کی اس گفتگو اور اس کے
سے یوناف اور کیرش بے حد خوش ہوئے۔ دونوں نے سوالیہ سے انداز میں ایک
کی طرف دیکھا پھر وہ دونوں اٹھ کر خاموشی سے شاہ پور کے ساتھ ہو لئے تھے۔
دونوں کو اپنے شاہی خیمے کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

قیصر روم جوویَن کے ساتھ حکومت ایران کا جو معاہدہ ہوا اس کی رو
نے بظاہر ایران کی برتری قبول کر لی تھی۔ وہ صوبے بھی رومنوں نے ایرانیوں ک
تھے جن پر ایران اپنا حق سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ آرمینیا سے بھی رومنوں
اٹھانا گوارہ کر لیا تھا۔ اس لئے کہ ایران کو آرمینیا میں اپنا تسلط جمانے کا موقع

قریب میں حالات کچھ ایسے پیدا ہونا شروع ہو گئے کہ ایران کو اطمینان میسر نہ آ

قیصر روم جوویَن نے ایران کے ساتھ شرائط مجبور ہو کر منظور کی تھیں۔ معاہدے
ہی دن بعد ان شرائط کی وجہ سے قیصر روم جوویَن فوت ہو گیا اور اس کی جگہ
قیصر روم بنا۔
نے قیصر روم والنٹین کو بھی ایران کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ سخت ناگوار گزرتا تھا۔ وہ
اس معاہدے کو توڑنا تو نہ چاہتا تھا لیکن اس کی خواہش ضرور تھی کہ یہ معاہدہ ختم
چنانچہ اس نے معاہدے کو منسوخ کرنے کا جواز پیدا کرنے کے لئے رومن سلطنت
حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اٹلی پر والنٹین خود حکومت کرتا تھا جب کہ مشرقی علاقوں کا
اس نے اپنے بھائی آنس کو بنایا اور مشرقی علاقوں کا مرکزی شہر قسطنطنیہ قرار دیا گیا

دوسری طرف ایران کا شہنشاہ شاہ پور چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو آرمینیا میں
کے رہے سہے اثرات ختم کر دے اس لئے اس نے آرمینیا کے حکمران اشک کو جو
کے زیر اثر تھا دربار میں طلب کیا۔ اشک جب ایرانیوں کے شہنشاہ شاہ پور کی
میں حاضر ہوا تو شاہ پور نے اسے گرفتار کر کے اپنا اسیر بنا لیا۔
ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے عام قیدی اور اشک میں یہ امتیاز برتا کہ اس کے
اس چاندی کی ہتھکڑیاں پہنائی گئیں۔ اس کے علاوہ شاہ پور نے آرمینیا کے حکمران
اندھا کر دیا تھا۔ شاہ پور نے اب اپنا لشکر آرمینیا بھیجا اور اپنا قبضہ آرمینیا پر اس
لیا۔ صرف ایک قلعہ آرمینیا میں باقی رہ گیا تھا۔ جس پر شاہ پور کا قبضہ نہ ہوا
کا نام آرتوگوسا تھا اور اس قلعے کے اندر اشک کی ملکہ اپنے سارے خزانوں کو
محصور ہو گئی تھی۔
رومن شہنشاہ والنٹین کو آرمینیا کے معاملات میں یوں بے تعلق ہونا بڑا شاق
لیکن معاہدہ صلح کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ہوئے بھی وہ ہچکچاتا تھا۔ فوری قدم
صورت پیدا ہوئی کہ اشک کا بیٹا جس کا نام پارہ تھا آرمینیا سے بھاگ کر اٹلی
تاج حاصل کرنے کے لئے رومن شہنشاہ سے اس نے کمک طلب کی۔
والنٹین تو پہلے ہی چاہتا تھا کہ حالات کچھ ایسے پیدا ہوں کہ وہ ایرانیوں کے خلاف
کرے۔ چنانچہ جب آرمینیا کے حکمران اشک کا بیٹا پارہ والنٹین کی خدمت میں
تو والنٹین نے اپنے لشکر کے کچھ دستے اس کے حوالے کئے اور اسے واپس

آرمینیا کی طرف بھیج دیا۔

دوسری طرف شاہ پور بھی آرمینیا کے حالات پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ جب ا
ہوئی کہ پارہ ایک لشکر لے کر اٹلی سے آرمینیا واپس آیا ہے تو اس نے آرمینیا پ
کر دی۔ پارہ کے ساتھ چونکہ رومن لشکر تھا لہٰذا پارہ نے شاہ پور کے ساتھ جنگ
عزم کر لیا۔ آخر کھلے میدانوں میں پارہ اور شاہ پور کے درمیان ہولناک جنگ
جنگ میں پارہ کو شکست ہوئی۔ پارہ کی شکست سے آرمینیا کے حکمران اشک کا
جسے اس کی ملکہ ماں لئے آرتوگوسا قلعے میں محصور تھی اس سارے خزانے پر شاہ پ
ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اشک کے بیٹے پارہ نے یہی مناسب
رومنوں کے بجائے حکومت ایران کی اطاعت کر لے۔

آرمینیا کے حالات اپنے حق میں درست کرنے کے بعد اور سارے آر
قبضہ کرنے کے بعد شاہ پور کی نظریں اب آرمینیا سے ملحقہ علاقہ گرجستان پر
گرجستان کے بادشاہ شاہ سارومیس کو چونکہ ان دنوں رومنوں کی حمایت حاصل
شاہ پور اس علاقہ پر حملہ آور ہونے کا تہیہ کر چکا تھا۔ جس کے روابط رومنوں
ہوں۔

آرمینیا کے حالات درست کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ شاہ پور گ
طرف بڑھا۔ گرجستان کے حکمران سارومیس کو بھی شاہ ایران کی پیش قدمی
چکی تھی۔ اسے اطلاع کر دی گئی تھی کہ شاہ پور بڑے خونخوار انداز میں گرج
آور ہونا چاہتا ہے۔ کھلے میدانوں میں شاہ پور اور گرجستان کے حکمران
درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ ایرانیوں کے حوصلے چونکہ بڑھے ہوئے تھے لہٰذا
اپنے شہنشاہ شاہ پور کی سرکردگی میں بہترین جراتمندی کا اظہار کیا۔ حملہ آور
انہوں نے پہل کی۔ پھر وہ رومنوں پر شوریدہ سری کی کسک موت کی گھڑی بپا
کراہ، رقص برق و شرر اور آندھیوں کی بے اماں فتنہ گری کی طرح حملہ آور ہو
ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے مقابلے میں گرجستان کے حکمران سارو
شکست ہوئی۔ سارومیس کو چونکہ رومنوں کی حمایت حاصل تھی اس لئے
سارومیس کو گرجستان سے نکال باہر کیا اور اس کی جگہ اس کے بھتیجے اسپار
نے گدی نشین کرا دیا تھا۔ پھر شاہ پور آرمینیا میں اپنی فوج متعین کر کے
دارالحکومت کی طرف جا چکا تھا۔

گرجستان کے کوہستانی سلسلے کی عسکری اہمیت کی وجہ سے والنٹین کو

ایران کو اقتدار حاصل ہو۔ چنانچہ اس نے ۳۷۰ء میں گرجستان کے مقابلے میں
شروع کی اور چاہا کہ وہاں پھر سارومیس کی حکومت قائم ہو جائے۔ چنانچہ اس نے
جرنیل ڈیوک کریٹیس کو فوج دے کر بھیجا۔ اسپارکورس نے اسے روکنے کے لئے
اور پر فوج بھیجی۔ لڑائی کے بجائے معاہدہ صلح ہو گیا جس کی رو سے گرجستان کی
میں آئی۔ ایک حصے کی حکومت اسپارکورس کے پاس رہی جب کہ دوسرے حصے
سارومیس کو سونپ دی گئی تھی۔

صلح کے لئے شاہ پور سے اجازت نہ لی گئی تھی جس سے وہ بڑا برافروختہ ہوا۔
اپنا سفیر روم بھیج کر گرجستان کی تقسیم پر سخت احتجاج کیا۔ ۳۷۱ء میں شاہ پور
کو عبور کر کے رومنوں کے شہر واگا بھتا پر حملہ کیا۔ رومن لشکر نے اپنی پوری
ساتھ شاہ پور کا مقابلہ کیا جس سے وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔
کے بعد ایران اور روم کی کشمکش کئی سال تک جاری رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ کیا

کا جو حشر ہوا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ رومن جرنیل ڈیوک کریٹیس یہ
پارہ اب حکومت ایران کے زیر اثر ہے والنٹین کو صورت حال سے آگاہ کیا
نے ارادہ کیا کہ پارہ سے کوئی اور قسم کا معاہدہ کیا جائے۔

صورت حال میں پارہ کو قیصر روم نے اپنے دربار میں طلب کیا۔ پارہ بھانپ گیا
آرمینیا کے تخت و تاج سے محروم کیا جائے گا۔ اس صورت حالت میں پارہ وہاں
بھاگ کھڑا ہوا۔ رومنوں نے ہرچند اس کا پیچھا کیا لیکن وہ دریائے فرات تک
اب ہو گیا اور جوں توں کر کے دریا کو پار کر لیا لیکن اسے ایک اور مصیبت نظر
مینیا کو جانے والی دونوں سڑکوں کو رومن لشکر کے دستوں نے روک رکھا ہے۔
سے ایک مسافر مل گیا جس نے اسے جنگلوں میں سے گزرنے والے راستوں
رومن افسروں نے اس کی تلاش سے ناامید ہو کر یہ مشہور کیا کہ وہ جادو کے
کہیں غائب ہو گیا ہے۔ لیکن پارہ کی بدقسمتی کہ وہ ایک رومن افسر کے ہاتھ چڑھ
نے اس پر تلوار کا وار کر کے اس کی گردن کاٹ کے رکھ دی۔
اور ایرانی دونوں ہی ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے سے ہچکچا رہے تھے
دونوں نے صلح کی گفت و شنید شروع کی۔ آخر دونوں کے درمیان یہ معاہدہ
دونوں حکومتیں آرمینیا اور گرجستان کی خودمختاری کو تسلیم کر لیں اور اس کے
میں دخل اندازی نہ کریں۔ اس معاہدے پر عمل بھی ہوا لیکن ان دونوں

ملکوں کے باشندوں کا مذہب چونکہ ایران کے مذہب سے مختلف تھا اس لئے ان میں ایران سے بدستور نفرت اور بیگانگی قائم رہی اور ان کا میلان اور جھکاؤ رو طرف رہا۔

رومنوں کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد ایران کا شہنشاہ شاہ پور ہندو طرف متوجہ ہوا۔ پہلے وہ سندھ پھر ہندوستان کے دوسرے علاقوں پر وہ حملہ آور صرف یہ کہ ان علاقوں کے حکمرانوں سے اس نے اپنی اطاعت منظور کرائی بلکہ خراج بھی وصول کیا۔

ایران کا بادشاہ شاہ پور ایک طویل عرصے تک حکومت کرنے کے بعد فوت ہوا۔ وہ ایک شجاع اور صاحب تدبیر بادشاہ تھا۔ اور اس نے اپنے ملک کی چار چاند لگائے۔ اس لئے رعایا اس کا دم بھرتی تھی۔ شاہ پور نے جو رومنوں تھا وہ ایران کے لئے باعث فخر اور رومنوں کے لئے ہمت شکن تھا۔

شاہ پور نے وہ پانچ صوبے جو رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے شاہ پور کے دادا چھینے تھے واپس لئے۔ نصیبن جیسا عظیم شہر بھی ایرانیوں کو اسی کے دور میں ملا تہذیب کا قدیم مرکز تھا۔ اس کے علاوہ شاہ پور نے آذربائیجان، خوزستان اور بھی رومن تسلط سے آزاد کروایا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس نے اپنے میں نہ صرف ہن بلکہ وحشی گیلان قبائل کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا۔ دانشمندی اور شجاعت کی دلیل تھی۔ انہی وجوہ کی بناء پر تاریخ میں اسے شاہ لقب دیا۔

ایک رومن مورخ جس کا نام امیان تھا جس نے ایک فوجی سالار کی حیثیت پور کے خلاف جنگوں میں بھی حصہ لیا تھا۔ وہ شاہ پور سے متعلق تفصیل سے وہ طبعی طور پر شاہ پور سے نفرت کرتا ہے پھر بھی وہ اپنی تاریخ میں شاہ پور کو دلیری اور شخصیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

شاہ پور قدوقامت میں ہمیشہ اپنے گردوپیش کے آدمیوں سے بقدر بلند بازبدی اور آمدہ کے محاصروں میں وہ بالکل بے دھڑک ہو کر خندق کے قریب تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قلعے کے چاروں طرف رہا۔

شاہ پور نے اپنے دور حکومت میں متعدد عیسائیوں کو قتل بھی کروایا تعصب کی بنا پر نہ تھا بلکہ سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے تھا۔

شاہ پور کے دل میں عیسائیوں کے لئے کوئی معاندانہ اور متعصبانہ احساسات نہ تھے۔ تھی کہ ایران کے عیسائی جن کے دلوں میں حکومت کے خلاف خفیہ عداوت تھی۔ کے لئے ایک مستقل خطرے کا باعث تھے۔ خصوصاً" جب سے رومن شہنشاہوں کو جہاد کی علامت قرار دیا تھا اس اندرونی دشمنی کے خلاف شاہ پور نے پہلا کسی کارروائی کی۔ عیسائیوں پر تعدی اور اس کے عہد حکومت کے آخر وقت تک جاری

اور لیکن جہاں ایران کے شہنشاہ کی تند خوئی، بربریت کا ذکر کرتے ہیں وہاں بعض اس بھی قائل ہیں کہ شاہ پور مروت اور رحمدلی سے بے بہرہ نہ تھا۔ مورخین لکھتے ہیں موقع پر جب اس نے دو چھوٹے چھوٹے رومن قلعے فتح کئے تو قیدیوں میں چند بھی گرفتار ہو کر اس کے سامنے آئیں۔ انہیں عورتوں میں ایک رومن سالار کی نہایت خوبصورت اور حسین تھی۔ وہ خوف کے مارے کانپ رہی تھی کہ مبادا طرف سے اس پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ کی جائے۔

شاہ پور کو جب اس سے متعلق خبر ہوئی تو اس نے اسے اپنے دربار میں طلب کیا اور وعدہ کیا کہ تمہارا شوہر تم سے جلد آ ملے گا اور کوئی شخص تمہاری توہین نہیں

شاہ پور ہمیشہ ان عیسائی لڑکیوں کو جو کلیسا کی خدمت کے لئے وقف ہوتی تھیں اپنی لے لیا کرتا تھا اور حکم دیا کرتا تھا کہ انہیں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی آزادی دی جائے۔

شاہ پور نے امن اور صلح کے زمانے میں نئے شہر بسانے کی طرف بھی توجہ دی۔ شاہ عراق میں ایک شہر بسایا جس کا نام ورنار رکھا۔ اس کے علاوہ اہواز میں اس نے انشا بھی ایک شہر بسایا۔ قوم عیلام کا ایک شہر شوش، اس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اور شورشوں کی وجہ سے برباد کیا جا چکا تھا۔ شاہ پور نے پھر سے اس شہر کو آباد اور اس کا نام اس نے خورہ کردشاہ پور رکھا۔ شاہ پور کے زمانے میں ایک محل بھی اس کے آثار اب بھی نظر آتے ہیں۔ اس محل کو ایوان کرخ کمہ کر پکارا جاتا تھا۔ تعمیر سے فارغ ہو کر شاہ پور نے آبیاری کے لئے بھی بہت سا کام کیا۔ آمدورفت پل بھی تعمیر کروائے۔

جہاں تک شاہ پور کے دور حکومت کا تعلق ہے تو ساسانی عہد کے ابتدائی بادشاہوں شاہ پور نے بھی اپنے دور کی ابھرواں تصویریں چھوڑی ہیں۔ یہ تصویریں زیادہ تر

پرسی پولس کی آس پاس کی چٹانوں پر کندہ کرائی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ قدیم سلاطین
میں ایک جگہ کو منتخب کیا جو طاق بوستان کے نام سے موسوم ہے۔ کرمان شاہ کے قریب
اور ہمدان سے بغداد کو جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ اس جگہ کا نام قدیم دور میں
دروازہ رکھا گیا تھا۔

طاق بوستان کی چٹان سطح زمین کے ساتھ عموداً تراشی گئی۔ اس پر ایک
تصویر ہے اس میں ایران کے خدا آہورمزدہ کو دکھایا گیا ہے کہ وہ شاہ پور کا حلقہ
بڑھا رہا ہے۔ دونوں نے ایسے جوتے پہنے ہوئے ہیں جو گھٹنوں تک ہیں۔ دونوں کی
میں شکنیں بھی پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کے جوتے تکسموں کے ذریعے ٹخنوں کے
بندھے ہوئے ہیں۔

دونوں کی کمر میں پیٹیاں بندھی ہیں اور دونوں نے گلو بند اور کنگن پہنے ہوئے
بادشاہ کے پیچھے غالباً" زرتشت کی تصویر ہے جس کا لباس تو انہی کا سا ہے لیکن اس
پر شعاعوں کا ہالہ نظر آتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ٹہنیوں کا گٹھا ہے جو مذہبی رسوم
استعمال ہوتا تھا۔

شاہ پور کی اس ابھروان تصویر کے بائیں طرف دو محرابیں ہیں۔ پہلی محراب
شاہ پور دوئم کے زمانے میں تراشی گئی تھی۔ جب کہ اس میں شاہ پور سوئم اور اس
کی تصویریں ہیں۔ ان بادشاہوں کو سامنے سے دکھایا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے
دیکھ رہے ہیں۔ دونوں کا لباس بھی ایک جیسا ہے اس کے علاوہ ان کے سروں پر
ہیں جن کے اوپر کپڑے کی گیندیں نظر آتی ہیں۔

بہرحال شاہ پور ایران کو عزت اور عظمت دینے کے بعد فوت تو ہو گیا اور
فوت ہو جانے کے بعد اس کا معمر بھائی اردشیر دوئم کے لقب سے ایرانیوں کا شہنشاہ

○

ایک روز جب کہ مدائن کے شاہی محل میں کیرش اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی
یوناف کسی کام کے سلسلے میں باہر نکلا تھا۔ ایلیکا نے کیرش کی گردن پر ہلکا سا لمس
دینے کے ساتھ ہی وہ بولی۔ دیکھ کیرش! فکر مند مت ہونا۔ میں ایلیکا ہوں اور ایک
موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ اس پر کیرش سنبھل کر بیٹھ گئی اور کہ
ایلیکا! تمہاری آواز یقیناً" میرے لئے شناسا ہے کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس پر
گی۔

دیکھ کیرش میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کب تک تم یوناف کے ساتھ رہتے ہوئے مجرد
کی زندگی بسر کرتی رہو گی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اس سے شادی کر لو۔ اس طرح تم
دونوں کی زندگیوں میں خوشی اور رس گھل کر رہ جائے گا۔ اس پر کیرش فوراً" کہنے لگی۔ دیکھ
جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں تو ایک عرصے سے چاہتی ہوں کہ میں یوناف
کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہوں۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش صرف
اس سے شادی کرنا ہے۔ اس پر ایلیکا فوراً" بولی۔
اگر یہ معاملہ ہے تو پھر تم اس سلسلے میں یوناف سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟ اب تو
تم کافی عرصہ اکٹھے رہ چکے ہو ایک دوسرے کو خوب سمجھنے اور جاننے لگے ہو۔ تمہیں
اس میں مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ اس پر کیرش بے چاری شرم میں ڈوبی ہوئی آواز
میں بولی۔ دیکھ ایلیکا! میں خود اپنی شادی کی بات کیسے یوناف سے کروں۔ کیا یہ عجیب
اور اوچھی سی بات نہیں لگتی کہ میں خود ابتدا کرتے ہوئے یوناف سے کہوں کہ وہ مجھ سے
شادی کر لے۔ میرے خیال میں اس کی ابتدا خود یوناف کی طرف سے ہونی چاہئے۔ میں تو
عرصے سے انتظار کر رہی ہوں کہ کب یوناف میرا بازو تھامے اور یہ کہے کہ میں تمہیں
زندگی کا ساتھی بنا رہا ہوں۔
کیرش کے خاموش ہو جانے پر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد ایلیکا پھر
بولی۔ کیرش! میں اس موضوع پر آج ہی یوناف سے بات کرتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں
کہ آج ہی تم دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاؤ۔ اور اپنی نئی زندگی کی ابتدا کرو۔ اب
یوناف کی واپسی کا انتظار کرتی ہوں اور اس موضوع پر اس کے ساتھ گفتگو کرتی ہوں۔
اس کے ساتھ ہی کیرش کی گردن سے ایلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔
ایلیکا کی اس گفتگو سے کیرش بے چاری کی حالت جنون کے صحرا میں اجالوں کی شمع،
وقت کے فانوس پر لکھی وقت کی بانجھ تحریروں میں موذن کی صداؤں اور بے ثمر اور بے
[illegible]وں میں لذت لمس اور حرف فسوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ خوشی اور مسرتوں سے
[illegible] چاندوں کے باعث کیرش کی آنکھوں میں اذانوں کی رتوں، جھلملاتے قمقموں، رنگین
[illegible] اور انگڑائی لیتی عشرتوں کا سا سماں بندھ گیا تھا۔ جب کہ اس کے چہرے پر سوغاتوں
[illegible] رنگ، وصل کے ہنگامے، ناشناس فسانے اور الفت کی زیبائش رقص کر گئی تھیں۔
وہ بے چاری بڑی بے چینی سے یوناف کی واپسی کا انتظار کرنے لگی تھی۔
تھوڑی دیر بعد یوناف کمرے میں داخل ہوا اور کیرش کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا۔
کیرش کی دلی بدلی حالت دیکھتے ہوئے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ایلیکا نے یوناف کی

گردن پر لمس دیا۔ اس پر یوناف چونکا سا ہو گیا۔ کیرش بھی متوجہ ہو گئی۔ وہ جان گ کہ ایلیکا شادی کے موضوع پر اس سے گفتگو کرنے لگی ہے۔ لمس دینے کے بع یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں وہ موضوع یہ ہے کہ میری دلی خواہش ہے کہ تم اور کیرش اب شادی کر لو۔ اس پر کہنے لگا۔ دیکھ ایلیکا جہاں تک تمہاری خواہشوں کا تعلق ہے میں اس کا احترام کر لیکن اس معاملے میں کیرش بھی ملوث ہے۔ اور اس معاملے کو عملی جامہ پہنانے سے کیرش کا عندیہ لینا بھی انتہائی ضروری اور اہم ہے۔ اس پر ایلیکا فوراً کہنے لگی۔

اس سلسلے میں تمہیں کیرش کی مرضی اور اس کا عندیہ جاننے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میں اس سلسلے میں اس سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکی ہوں۔ وہ تو شروع دن سے ہی تمہارے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہے۔ اور یہ اس کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ تم اس کے شوہر ہو۔ لیکن ایک لڑکی کی حیثیت سے موضوع پر گفتگو کرنے میں پہل نہیں کر سکی۔ آج جب میں نے اس موضوع پر اس گفتگو کی تو اس کا کہنا تھا کہ یوناف کی بیوی بننا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش اس پر یوناف فوراً چہکنے کے انداز میں کہنے لگا۔

اگر یہ کیرش کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے تو یوں جانو ایلیکا کہ کیرش شادی کرنا میری زندگی کی بھی سب سے اہم اور بڑی خواہش ہے۔ یہ گفتگو سنتے ہوئے میں بیٹھی کیرش بے چاری کی گردن شرم و حجاب سے جھک گئی تھی۔ لیکن وہ کبھی کبھی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھ ضرور لیتی تھی۔ تھوڑی دیر تک یوناف ایلیکا کے مزید گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد شاید ایلیکا لمس دے کر علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ یوناف بڑے غور سے کیرش کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جو اس کے پہلو میں سر جھکائے تھی۔ اس موقع پر یوناف نے بڑے پیارے انداز میں اپنا بازو کیرش کے کندھے پر اس پر کیرش نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا۔ اسی لمحہ یوناف نے کیرش کی آنکھوں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

دیکھ کیرش اگر میں تم سے شادی کرنا چاہوں' اگر میں تمہیں اپنی بیوی بنانا چاہوں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔ اس پر کیرش بے چاری نے گردن جھکاتے ہوئے مدھم سی میں کہا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ آپ تو پہلے بھی اور آج بھی میرے میرے لفظوں کی رعنائی' میرے لبوں کا تبسم' میرے جذبوں کی تازگی اور قلب و نظر

چکے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد کیرش جب خاموش ہو گئی تو یوناف نے بڑے غور سے کیرش کی طرف دیکھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس موقع پر کیرش کا شفاف اور سے تراشا بدن' اس کے نازک جیلے ہاتھ پیکر مرمریں بازو' اس کی چکیلی ڈال اس کے دہکتے لب' گلاب عارض اور پھول کے ڈنٹھل جیسی گردن' غرض کہ بدن کا طرح کانپ اور کپکپا رہا تھا۔ یوناف تھوڑی دیر تک اس صورتحال کو دیکھ کر ہوتا رہا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اگر میں آج ہی تمہیں اپنے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا چاہوں تو اعتراض ہے۔ یوناف کی اس بات پر کیرش نے ایک بار پھر چونک جانے کے سے ایک دم اپنی گردن اوپر اٹھاتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ گردن ہوئے وہ کہنے لگی۔ مجھے اس پر کیا اعتراض ہے۔ اس لئے کہ آپ تو میری زیست ہی راستوں کے لئے نشان منزل ہیں۔ کیرش کی اس گفتگو کا یوناف نے کوئی دیا۔ پھر اسی روز شام سے پہلے پہلے یوناف اور کیرش نے اپنے آپ کو رشتہ میں منسلک کر لیا تھا۔

○

شاہ پور اعظم کی وفات کے بعد اس کا معمر بھائی اردشیر دوئم تخت نشین ہوا۔ لیکن حکومت چار سال سے زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ اس لئے کہ یہ اپنے بڑھاپے کی بے حد کاہل تھا۔ تاریخ میں اسے اردشیر دوئم کاہل کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ عہد کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس نے رعایا کے تمام ٹیکس معاف کر دیئے جس لوگ اسے اردشیر نیکوکار کے لقب سے بھی پکارنے لگے۔

شاہ پور اعظم کے دور میں آرمینیا کے حکمران پارہ کو ایک رومن سردار نے قتل کر اب اردشیر دوئم کی کاہلی سے فائدہ اٹھا کر رومنوں نے آرمینیا کے ایک امیر ورتازد کو کا حکمران نامزد کر دیا تھا لیکن حکومت کا اصل اقتدار رومنوں نے ایک اور امیر موشیخ الے کر دیا اس لئے کہ یہ موشیخ رومنوں کے یہاں بڑی مقبولیت' عزت و وقار رکھتا

ورتازد کو موشیخ کا اقتدار کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک دعوت کے موشیخ کو قتل کرا دیا۔ مقتول کے بھائی مینوئل کو سخت صدمہ ہوا۔ اس نے آرمینیا حکمران پارہ کی بیوی اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد آرمینیا

کے حکمران ورتازد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

مینوئل کو یقین تھا کہ اس کی اس کارروائی کی ضرور رومن مخالفت کریں گے لئے اس نے اپنا ایک قاصد ایران کے شہنشاہ اردشیر کے دربار میں بھیجا اور خراج ادا کا عہد کر کے آرمینیا کی حکومت کا اقتدار حاصل کرنے کی استدعا کی۔

اس استدعا کو اردشیر نے تسلیم کر لیا اور اپنے ایک سپہ سالار کو دس ہزار دیکر آرمینیا بھیج دیا اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ وہ سپہ سالار آرمینیا کے باغی مینوئل کے ساتھ مل کر آرمینیا کی حکومت چلائے۔ بہرحال یہ ایرانی لشکر آرمینیا داخل ہوا۔ آرمینیا کے حکمران ورتازد کو ایرانی لشکر نے شکست دے کر مار بھگایا طرح ایرانی سپہ سالار مینوئل کے ساتھ مل کر آرمینیا پر حکومت کرنے لگا۔

لیکن حکمرانی میں یہ دو عملی زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ مینوئل ایرانی سپہ سالار کو شک کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ ایک موقع پر مینوئل کو شبہ ہو گیا کہ ایرانی سپہ سالار جو شریک حکومت تھا اسے گرفتار کرنا چاہتا ہے لہٰذا مینوئل نے اندر ہی اندر سازش کی۔ لشکر کو اس نے تیار رہنے کا حکم دیا پھر اچانک اس نے ایرانی لشکر پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ ایرانی لشکر کے سپہ سالار کو بھی اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اکیلا آرمینیا پر حکومت کرنے لگا۔

اس موقع پر ایران کے شہنشاہ اردشیر کو چاہئے تھا کہ وہ آرمینیا کے نئے مینوئل سے اپنے لشکریوں کی قتل و غارتگری کا انتقام لیتا۔ لیکن اپنی کاہلی کی وجہ سے اس نے کسی بھی قسم کے رد عمل کا اظہار نہ کیا۔ دوسری طرف اردشیر کو قابل ہونے کے امرائے سلطنت کا اقتدار کھٹکتا تھا اس لئے اس نے ان کا اقتدار کم کرنا چاہا۔ امراء اردشیر کی یہ مخالفانہ سرگرمیاں قطعاً" ناگوار گزریں اس لئے انہوں نے اردشیر کو تخت سے محروم کر کے شاہ پور کے ایک بیٹے کو شاہ پور سوئم کے لقب سے ایران کا شہنشاہ بنا

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مدائن کے شاہی محل میں اپنے کمرے میں بیٹھے گھریلو موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یوناف کی گردن پر ابلیکا نے حریری اور ریشمی لمس دیا۔ پھر یوناف کی سماعت سے ابلیکا کی بڑی شیریں اور مٹھاس آواز ٹکرائی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب! جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں یا کہنے والی ہوں اسے تم اور

میاں بیوی بڑے غور اور توجہ کے ساتھ سننا۔ کیرش کو بھی متوجہ کر لو کہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس پر پوری طرح دھیان دے۔ اس لئے کہ ہمیں ایک انتہائی اہم بلکہ میں کہہ سکتی ہوں کہ ایک انتہائی خطرناک مہم درپیش ہے۔ میرے خیال میں آج تک جتنی مہمیں ہم نے سر کی ہیں اس میں خواہ وہ عزازیل کے خلاف ہوں یا کسی اور کے خلاف ان ساری مہموں سے زیادہ سخت' زیادہ کٹھن اور تکلیف دہ ہو گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی کیرش کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ دیکھو کیرش ابلیکا کسی انتہائی اہم موضوع پر ہم سے گفتگو کرنا چاہتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عنقریب ہمیں ایک انتہائی مشکل اور کٹھن مہم درپیش ہو گی۔ لہٰذا اس کی خواہش ہے کہ جو کچھ وہ کہے ہم دونوں میاں بیوی پوری توجہ اور انہماک سے سنیں۔ لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی قریب ہو جائیں اور ابلیکا جو کہنے والی ہے اسے پورے دھیان کے ساتھ سنیں۔ یوناف کی اس گفتگو کے بعد کیرش قریب ہو گئی۔ اپنا سر اس نے یوناف کے شانے پر رکھ دیا تاکہ ابلیکا جو کچھ کہنے والی ہے وہ پوری طرح سن سکے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ سنو یوناف اور کیرش جو کچھ میں کہنے والی ہوں پوری توجہ اور دھیان کے ساتھ سننا۔ دیکھو میرے دونوں عزیزو! دریائے دجلہ کے کنارے ایک انتہائی قدیم شہر کے کھنڈرات ہیں۔ اس شہر کا نام ماری تھا۔ ماری شہر اس کے بعد اموری اور آرامی قوموں کا بھی مرکزی شہر رہا ہے۔ جب اس شہر کا اپنے عروج پر تھی تو بابل اور نینوا کی رونقیں بھی اس کے سامنے ہیچ اور نہ ہونے کے برابر تھیں۔ گو ماری شہر ان دنوں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے کہیں کہیں کوئی عمارت کھڑی ہے جو اس شہر کی بہترین ثقافت اور تہذیب کی عکاسی کرتی ہے۔

میرے دونوں عزیزو! ماری شہر کے قریب صرف چند فرلانگ کے فاصلے پر ایک ٹیلے کے اوپر ایک قدیم اور بہت بڑا محل ہے۔ یہی محل ہم تینوں کی منزل اور ہم سب کے لئے کٹھن مہم ثابت ہو گا۔ ابلیکا مزید کچھ کہنا چاہ رہی تھی کہ درمیان میں یوناف بول پڑا اور پوچھنے لگا۔

ابلیکا ہمیں اس محل سے کیا غرض۔ کیا اس محل کے اندر کوئی رہتا ہے جس کے خلاف ہمیں حرکت میں آنا ہو گا۔ اس پر ابلیکا انتہائی سنجیدہ اور متین سے لہجے میں کہنے لگی۔ یوناف تمہارا کہنا درست ہے۔ وہ محل خالی نہیں پڑا۔ یہ محل جو کوہستانی سلسلے کے اوپر ہے جان لو اس محل کے اندر ایسی روحیں ہیں جنہوں نے آس پاس کی بستیوں اور

شہروں میں لوگوں کو ایک بہت بڑے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ بس انہی روحوں کے
خلاف ہمیں حرکت میں آنا ہو گا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ ابلیکا! کھل کر کہو کہ تم کیا
چاہتی ہو۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ وہ روحیں کون ہیں' کیا ہیں اور کس طرح
انہوں نے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا
تو ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف جو کچھ میں تفصیل حاصل کر سکی ہوں وہ تم سے کہہ دیتی ہوں۔
اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہو تو میں تمہیں ایک شخص کا پتہ بتاؤں
سے تم اس قلعہ نما محل اور اس کے اندر رہنے اور بسنے والی روحوں سے متعلق
تفصیل جان سکو گے۔ سنو یوناف اور کیرش

بابل شہر کا ایک ساحر تھا' جس کا نام نطیاس تھا۔ نطیاس نام کے بابل کے اس ساحر
اور طلسم گر کے پاس پہلے ہی جادو اور طلسم کے بے شمار علوم تھے۔ پھر ان دنوں
خداوند کریم نے بابل شہر میں جادو کی تعلیم کے لئے دو فرشتوں کا نزول کیا جن کے نام ہاروت
اور ماروت تھے۔ اصل میں ان فرشتوں کے ذریعے لوگوں کو سحر اور طلسم سے دور رکھنا مقصود تھا
اس لئے کہ جو بھی کوئی شخص طلسم سیکھنے کے لئے ہاروت اور ماروت کے پاس جاتا
اسے یہ تنبیہہ کرتے کہ اگر تو ساحری سیکھے گا تو ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ اس پر
زیادہ لوگ اپنے ایمان کے بچاؤ کی خاطر ساحری سے دور رہنے لگے لیکن کچھ ایسے بھی تھے
جو پوری طرح اس سحر اور طلسم میں ڈوب کر رہ گئے۔ ان میں ایک نطیاس بھی تھا۔

سنو یوناف اور کیرش۔ اس نطیاس نے ہاروت اور ماروت دونوں فرشتوں سے سحر
اور طلسم کے سارے علوم حاصل کئے۔ ان سارے علوم کو اس نے زبانی یاد کرنے کے
ساتھ ساتھ چمڑے کے اوراق پر محفوظ بھی کر لیا تھا۔

یہ سارے علوم سیکھنے اور انہیں محفوظ کرنے کے بعد وہ ساحر نطیاس بابل سے
نکل کھڑا ہوا۔ اس لئے کہ بابل میں ان دنوں ساحروں اور طلسم گروں کا ایک ہجوم تھا۔
نطیاس نے بابل شہر سے نکل کر کہیں اور قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا تاکہ وہ پوری دنیا
سب سے اچھے اور سب سے قابل طلسم گر کی حیثیت سے نام پیدا کرے۔ بس بابل سے
نکل کر نطیاس نے ماری شہر کا رخ کیا۔

ماری شہر کے حکمرانوں ہنے جن کا تعلق آرامی قوم سے تھا۔ انہوں نے سارے معاملات
کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ مہینوں اور ہفتوں میں نہیں بلکہ دنوں کے اندر ماری شہر میں
دوران شہر کے نواح میں ایک بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر اس نطیاس نے اپنے

محل تیار کیا اس محل کے اندر نطیاس اپنی زندگی کے آخری دنوں تک ایک شہنشاہ
کی طرح سے دن گزارتا رہا۔ آخر اسی محل کے اندر موت نے اسے آ لیا۔ مرنے سے
پہلے اس محل کے اندر اس نے اپنے بہت سے شاگردوں کو وہ علوم منتقل کئے کہ جو اس نے
بابل میں رہتے ہوئے مختلف لوگوں کے علاوہ ہاروت اور ماروت فرشتوں سے حاصل کئے

اس محل کے آس پاس اور قریب قریب کی بستیوں اور شہروں کے لوگوں کا کہنا ہے
کہ نطیاس کی روح اب بھی اس قلعہ نما محل کے اندر بھٹکتی ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس
محل کے اندر دو میاں بیوی رہتے ہیں۔ میاں کا نام سلیوک اور بیوی کا نام اوغار ہے۔
لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ سلیوک اور اوغار دونوں کبھی نطیاس کے شاگردوں میں شامل
تھے۔ نطیاس کے کچھ عرصہ کے بعد مر گئے اب ان کی روحیں اس محل کے اندر کبھی
کبھی اپنے وجود میں لوگوں کو دکھائی دیتی ہیں اور یہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں اس
محل کے اندر رہتے بستے اور کھاتے پیتے ہیں۔

میں نے آج تک نہ تو نطیاس کی روح کو دیکھا ہے اور نہ ہی سلیوک اور اوغار کی روحوں
کو دیکھا ہے۔ یہ ساری باتیں جو اب تک میں نے تمہیں بتائی ہیں یہ ایک شخص آرگ
سے حاصل کی ہیں۔ آرگ ایک تارک الدنیا یہودی درویش ہے۔ جو قدیم ماری شہر
کے کھنڈرات کے قریب ہی ایک بستی میں رہتا ہے۔ اب ہمارا ہدف یہ سلیوک اور اوغار
ہیں۔

اس لئے کہ بوڑھے یہودی درویش آرگ کے مطابق قدیم ماری شہر کے کھنڈرات
کے آس پاس قدر لوگ بستیوں اور شہروں میں بستے ہیں کہ وہ آپس میں تعاون اور اتحاد
کرتے ہوئے ہفتے میں ایک بار ایک بکرے کو خوب سجا سنوار کر نطیاس کے محل کے باہر
باندھ آتے ہیں اور پھر وہ بکرا جو محل سے باہر باندھا جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کا خیال
ہے کہ وہ جو ہر ہفتے پیش کیا جاتا ہے وہ نطیاس کے محل میں رہنے والے سلیوک اور
اوغار کی روحوں کی غذا بنتا ہے۔

آرگ یہ بھی بتا رہا تھا کہ جب کبھی لوگ ان روحوں کی غذا کے لئے بکرا پیش نہیں
کرتے تو محل کے اوپر پیتل کا بنا ہوا سب سے اونچا کلس ہے اس کے اوپر بجلی چمکنے
اور بادل گرجنے کی بھیانک آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ نطیاس کی
روح اپنی غضبناکی اور غصے کا اظہار کرتی ہے۔ اور جب وہ بجلی چمکتی ہے اور بادل
گرجتے ہیں تب کہتے ہیں کہ سلیوک اور اوغار کی روحیں حرکت میں آتی ہیں اور آس پاس

کی بستیوں میں آدم خوری کا کام شروع کر دیتی ہیں۔ اور جب انہیں پھر سے ہر ہفتے
کیا جاتا ہے تو وہ آدم خوری ترک کر کے پھر خاموش ہو جاتی ہیں۔
"سنو یوناف اور کیرش میرے دونوں عزیزو! یوں جانو کہ اس محل میں ہمیں
نخیاس بلکہ سلیوک اور اوغار کی روحوں کے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ اس لئے
تینوں کی وجہ سے لوگ نخیاس کے اس قدیم محل کے قریب آ کر جب ہر ہفتے نذرانہ
طور پر بکرا پیش کرتے ہیں تو وہاں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اب لوگ اس قدر اس
متاثر ہیں کہ اپنی منتیں وہاں مانتے ہیں اور خدائے واحد کو فراموش کر کے انہوں
صرف یہ کہ اسی محل کو اپنی بندگی کے لئے ایک رخ سمجھ لیا ہے بلکہ وہ خداوند کو
کر کے ان روحوں سے مدد بھی طلب کرتے ہیں جو سب سے بڑا شرک ہے۔ بس
کے خلاف ہم تینوں نے جہاد کرنا ہے۔
اتنا کہنے کے بعد جب ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف ابلیکا کو مخاطب کر کے
ابلیکا جو کچھ تم نے اب تک ہم سے کہا ہے تو کیا ساری باتیں تم نے خود براہ راست
سے حاصل کی ہیں۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ نہیں میں براہ راست اس سے کیسے
کر مخاطب ہو سکتی تھی۔ بس ان علاقوں میں میرا گزر ہوا اور میں ایسے وقت وہاں
وقت بوڑھا یہودی درویش کچھ لوگوں سے یہ گفتگو کر رہا تھا۔ بس میں بھی وہاں
ان لوگوں کے ساتھ میں نے جس قدر گفتگو سنی وہ میں نے آ کر تم دونوں سے کہ
اب میرا خیال ہے کہ ہمیں مدائن کے اس محل سے دریائے خابور کے کنارے
ماری کی طرف کوچ کرنا چاہئے۔ تاکہ نخیاس کے محل میں بسنے والی روحوں
حرکت میں آیا جا سکے۔ میرے خیال میں اپنے کام کی ابتدا کرنے سے پہلے تم
بوڑھے یہودی آرگ سے مل لینا چاہئے۔ اس سے بالمشافہ گفتگو کر کے تم اس
کے اندر رہنے والی روحوں سے متعلق مزید تفصیل حاصل کر سکتے ہو۔ اس لئے
کی ہی وجہ سے اس علاقے میں شرک اپنے عروج پر پہنچا ہے۔
ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا۔ دیکھو ابلیکا! کیا تو ہمیں بتائے گی
کا نام کیا ہے۔ جس میں وہ بوڑھا درویش آرگ رہتا ہے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی
کی کیا ضرورت ہے۔ بوڑھا آرگ ایک بستی کے باہر ایک کٹیا میں رہتا ہے اور
وقت عبادت میں گزارتا ہے۔ میں وہاں تک تمہاری رہنمائی کروں گی۔ پھر
تسلی کے لئے اس سے مزید گفتگو کر لینا۔ اس کے بعد نخیاس کے محل کی
روحوں سے نپٹنے کی ہم کوشش کریں گے۔

یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو ابلیکا تو دیکھتی ہے
رات کافی گہری ہو چکی ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اور کیرش دونوں میاں بیوی
رات مدائن کے اس محل ہی میں گزاریں اور کل علی الصبح یہاں سے ماری شہر کے
کی طرف کوچ کر جائیں۔ تم وہاں تک ہماری رہنمائی کرنا۔ اس پر ابلیکا فوراً"
نہیں۔ تم دونوں میاں بیوی آج کی رات مدائن کے اسی محل میں گزارو۔ کل
اندھیرے منہ میں تم دونوں کو بیدار کروں گی۔ اس کے بعد ہم یہاں سے قدیم
کے کھنڈرات کی طرف کوچ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا اپنا ہلکا سا لمس
یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔
ابلیکا کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک یوناف اور کیرش اس معاملے کی سنگینی پر
غور کرتے رہے اس کے بعد کیرش بڑے پیارے انداز میں اپنا بازو یوناف کے
رکھتے ہوئے چاہتوں بھری آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
یوناف میرے حبیب! میں سمجھتی ہوں جس مہم کی طرف ابلیکا ہمیں لے جانا چاہتی
کٹھن اور دشوار گزار مہم ہو گی۔ بہرحال مجھے امید ہے کہ ابلیکا کے ساتھ ہم
بیوی مل کر اس کٹھن مہم کو بھی سر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیا آپ
گے کہ یہ ماری شہر کہاں اور کس جگہ ہے۔ اور کیا آپ نے یہ شہر اس وقت
جب یہ آباد تھا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔
کیرش جہاں تک ماری شہر کا تعلق ہے تو یہ شہر دریائے خابور کے کنارے واقع
خابور دریائے فرات کا ایک معاون دریا ہے۔ جو حاران اور نینوا شہر کے درمیان
کوہستانی سلسلوں سے نکل کر دریائے فرات کی طرف آتا ہے۔ راستے میں کئی
دریا بھی اس دریائے خابور سے آ کر ملتے ہیں۔ جس وقت یہ ماری شہر آباد تھا۔
انتہائی تہذیب یافتہ شہر بابل اور نینوا بھی اس کا مقابلہ نہیں کرتے تھے۔ ماری شہر
حاصل ہے کہ یہ حوریوں کا بھی مرکزی شہر رہا۔ اس کے بعد اموریوں کا اور
بھی مرکزی شہر رہا ہے۔ اس پر کیرش پوچھنے لگی۔
حوری، اموری اور آرامی کون تھے۔ کیا آپ میری تسلی اور میرے علم میں
کے لئے ان قوموں پر روشنی ڈالیں گے۔ اس پر یوناف بولا۔ یہ سب سامی اقوام
تعلق صحرائے عرب سے رہا ہے اور اسی صحرا سے اٹھ کر یہ وقفے وقفے سے شمال
چراگاہوں کی تلاش میں نکلتی رہیں۔ اور پھر وہیں پر آباد ہو کر مختلف علاقوں پر
کرتی رہیں۔ صحرائے عرب سے نکل کر شام اور عراق کی طرف جانے والی بہت سی

اقوام ہیں۔ جنہوں نے شمالی علاقوں میں حکومت کی۔ ان میں حوری' اموری' آرامی'
کنعانی' آشوری اور عبرانی یعنی اسرائیلی زیادہ مشہور ہیں۔ یہ ساری وہ اقوام ہیں
صحرائے عرب میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتی تھیں۔ پھر وہاں سے نکل کر یہ مختلف
میں آباد ہوئیں اور حکومت کرتی رہیں۔ کیرش فوراً" بولی۔

دیکھئے یوناف میرے حبیب۔ جہاں تک آشوریوں' کنعانیوں' عبرانی یعنی اسرا
تعلق ہے ان سے متعلق میں تفصیل کے ساتھ جانتی ہوں۔ بس یہ حوری' امو
آرامی میرے لئے نئی اقوام ہیں۔ کیا آپ ان اقوام سے متعلق روشنی ڈالیں گے
یوناف تھکاوٹ کا سا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش آج کی رات اس محل میں ہم دونوں میاں بیوی آرام کرتے
ابلیکا کی رہنمائی اور سرکردگی میں ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ سب سے پہلے
یہودی درویش آرگ سے مل کر بابل کے ساحر نطیاس کے محل اور اس کے اند
روحوں سے متعلق تفصیل حاصل کریں گے۔ یہ سب کچھ جاننے کے بعد ان دو
نپٹنے کے لئے میں اور تم دونوں میاں بیوی اپنا کوئی ٹھکانا بنائیں گے جہاں ہم قیا
بس اسی قیام کے دوران میں تمہیں حوری' اموری اور آرامی اقوام سے متعلق تفص
بتاؤں گا۔ دیکھ کیرش برا مت ماننا۔ اس وقت میں نیند کا سخت غلبہ محسوس کر
میرے خیال میں آؤ دونوں آرام کریں۔ اس لئے کہ آنے والی صبح کو ہم نے کو
ہے۔ کیرش نے مسکراتے ہوئے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں میاں
وہ رات مدائن کے اس شاہی محل میں گزاری دوسرے روز وہ سورج طلوع ہو
ہی ابلیکا کی رہنمائی میں مدائن سے قدیم ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کر گ

○

اس وقت سورج مشرق سے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہو رہا تھا اس
کی رہنمائی میں یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی قدیم ماری شہر کے کھنڈرات
ایک بستی کے باہر بوڑھے یہودی آرگ کی کٹیا کے پاس نمودار ہوئے۔ کیونکہ
تھا اور سردی اپنے عروج پر تھی لہٰذا انہوں نے دیکھا کہ یہودی درویش آرگ
باہر آگ کا الاؤ روشن کئے بیٹھا تھا۔ شاید وہ اپنے کھانے پینے کا کوئی انتظام کر
چکا تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور آرگ کے قریب
نے یہودی درویش آرگ کو سلام کہا۔

یہودی درویش آرگ نے بڑے مہذب بڑے شائستہ اور شفیقانہ انداز میں یوناف
جواب دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں میاں بیوی کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس
کے چہرے پر سوال ہی سوال بکھر گئے تھے۔ پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے

ابھی میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کس غرض
کی کٹیا کی طرف آئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ
طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام یوناف اور
کیرش ہے ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ اور ایک معاملے کی تفصیل حاصل کرنے
تمہارے پاس آئے ہیں۔ اس پر آرگ نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو
الاؤ کے پاس بیٹھنے کو کہا۔ پھر کہنے لگا تم دونوں اپنے آپ کو گرم کرو اور پوچھو کیا
ہو۔ جو کچھ میں جانتا ہوں گا تمہیں بتا دوں گا کوئی بات چھپا کر نہ رکھوں گا۔
اس پیشکش پر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے
گئے۔ پھر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد یوناف آرگ کو مخاطب کرکے

میرے بزرگ ہم دونوں میاں بیوی ایران کے مرکزی شہر مدائن سے اس طرف
ہم نے ماری شہر کے نواح میں کوہستانی سلسلے کے اوپر نطیاس کے قلعے سے

متعلق تفصیل حاصل کی تھی۔ اور اس سے ہمیں یہ پتہ چلا تھا کہ اس قلعے کے روحوں نے ٹھکانا کر رکھا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے نہ صرف یہ کہ تکلیف ہیں بلکہ شرک کا باعث بھی بنی ہوئی ہیں۔ بس میں اور میری بیوی دونوں انہی خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے خلاف حرکت میں آنے سے متعلق آپ سے تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ ہمیں ایک انتہائی معتبر شخص نے بتایا واحد شخص ہیں جو ان سے متعلق تفصیل سے بتا سکتے ہیں۔

اس پر آرگ انتہائی متفکر سے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔ دیکھو میرے اس کے متعلق تفصیل جاننے سے پہلے میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تم سے پہلے یہودی اور نصرانی علماء اور عاملوں نے نطیاس کے محل میں بسنے والی ان روحوں حرکت میں آنا چاہا لیکن جو بھی ان روحوں سے نپٹنے کے لئے اس محل میں داخل محل سے نکل نہ سکا اور ان روحوں کا شکار ہو گیا۔ ان روحوں نے ان کا گوشت کی ہڈیوں پر مشتمل پنجر انہوں نے اپنے محل سے باہر ایک بالکونی میں سجا کر رکھ تم بھی اپنا انجام اپنی بیوی کے ساتھ ایسا ہی دیکھنے کے متمنی اور خواہش مند ہو نطیاس کے اس قلعہ نما محل میں داخل ہو کر روحوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں تم ناکام رہو گے اور وہ تم دونوں کے گوشت سے لطف اندوز ہونے کے بعد تم دونوں کے پنجر پہلے سے ان کے ہونے والے لوگوں کے پنجروں کے ساتھ رکھ دیں گے۔ بس یہی تم دونوں کا انجام اب بھی تم تفصیل جاننا چاہو گے۔

اس پر یوناف بڑی جرأتمندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے بزرگ میں ان سے متعلق تفصیل ضرور جاننا چاہوں گا۔ آج تک اس محل کے اندر بسنے والی روحوں کا شکار ہوتے رہے ہیں میں اور میری بیوی سے مختلف ہیں۔ اور ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ان روحوں پر ہم قابو کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پر بوڑھا آرگ بولا اور کہنے لگا۔ اگر تم دونوں کا ہے تو پہلے یہ بتاؤ کیا تم اس محل یا اس کے اندر بسنے والی روحوں سے متعلق کچھ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

ہم دونوں میاں بیوی اتنا جانتے ہیں کہ نطیاس بابل کا ایک بہت بڑا ساحر نے بابل میں اترنے والے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے بھی ساحری سیکھ کر کو دنیا کا ایک نامور ساحر بنا لیا۔ پھر وہ بابل سے نکل کر ماری شہر آیا۔ یہاں کے

ی خوب آؤ بھگت کی اور ماری شہر کے نواح میں ایک کوہستانی سلسلے کے اوپر اس ل تعمیر کیا۔ اور اپنے کچھ شاگرد بھی رکھے جنہیں وہ سحر اور طلسم کی تعلیم دیتا رہا ل کے اندر وہ مر گیا۔

ہم نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ نطیاس کی روح اب بھی اسی محل کے اندر بستی کے علاوہ اس کے شاگرد سلیوک اور اس کی بیوی اوغار کی روحیں بھی اس محل قیام کئے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ لوگ پریشانی بلکہ ان کی وجہ اقوں میں شرک بھی پھیل رہا ہے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو بوڑھا آرگ تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے تفصیل تو تم جانتے ہو اب مجھ سے جاننے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تم سے مزید سکتا ہوں کہ بابل کے اس لاجواب اور بے مثال ساحر نطیاس کی روح بھی اندر رہتی اور بستی ہے۔ اس کے علاوہ مستقل طور پر محل کے اندر سلیوک روحیں بھی مجسم صورت میں قیام کئے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے ان دونوں کو اپنی کئی بار دیکھا ہے۔ خود میں بھی ان دونوں کو دیکھ چکا ہوں۔ لوگ ان کے لئے جاتے ہیں۔ اور ہفتے میں ایک بار انہیں بکرا پیش کرتے ہیں جسے وہ دونوں مل کر ہیں۔ اور اگر کبھی بکرا پیش نہ کیا جائے تو پھر وہ دونوں میاں بیوی آدم خوری پر ۔ مزید یہ کہوں کہ جو بھی آج تک اس محل میں داخل ہوا زندہ سلامت باہر اس لئے میں تم دونوں کو مشورہ دوں گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ تمہاری خیریت اور بہتری ہے۔ اپنی اس زندگی کی قدر کرو۔ ورنہ یاد رکھو اگر میرا کہا نہ مانا، ہٹ دھرمی، ضد سے کام لیتے ہوئے تم نے اس محل کے اندر تو پھر تمہیں وہاں سے نکلنا اور باہر آنا نصیب نہ ہو گا۔ یوناف کہنے لگا۔

بزرگ آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا اس محل میں داخل ہونے پر کوئی پابندی پہرہ ہے۔ اس پر آرگ بولا اور کہنے لگا۔ نہیں وہاں تو ڈر کی وجہ سے کوئی جاتا پہرہ کون دے گا۔ جو چاہے اس محل میں داخل ہو سکتا ہے لیکن واپس نہیں تم دونوں میاں بیوی اگر اس محل میں داخل ہونے پر بضد ہو تو یاد رکھو تمہیں تو کوئی نہیں روکے گا لیکن باہر کوئی نہیں نکلنے دے گا۔ اور ہاں میں تم سے وں کہ کچھ لوگ جنہوں نے اس محل میں داخل ہونے کے لئے اس سمت کا داخل ہوئے بغیر واپس لوٹ آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ جو کوئی بھی اس محل میں راستے بھر کوئی چیز سرکتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ان لوگوں کا

کہتا ہے کہ سرکنے کی یہ آواز سانپ کے بھاگنے اور دوڑنے کے مانند ہے۔ وہ لو
کہتے تھے کہ نطیاس کی روح سانپ کی شکل میں محل تک ان کے ساتھ جاتی ہے۔
محل میں داخل ہوتا ہے پھر اس کے خلاف حرکت میں آتی ہے۔ بس جو کچھ میں
تمہیں بتا دیا ہے۔ اب معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو اس محل میں داخل ہو
اپنی موت کو آواز دو چاہو تو واپس مدائن لوٹ کر اپنی اس زندگی کا لطف اٹھاؤ۔

بوڑھے یہودی درویش آرگ کی اس گفتگو کے بعد یوناف اور کیرش دونوں
خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے
کیا۔ دونوں نے مل کر بوڑھے آرگ کا شکریہ ادا کیا پھر وہ وہاں سے ہٹے اور قدیم
کے کھنڈرات کے قریب ایک بستی کی سرائے میں دونوں میاں بیوی نے قیام کیا۔

کھانا کھانے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی سرائے کے کمرے
بیٹھے۔ تب کیرش یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔ آپ کا کیا خیال ہے ہمیں
نطیاس کے قلعے میں رہنے والی ان روحوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے۔ اس پر
کہنے لگا۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمیں آنے والی رات کو ان روحوں کے خلا
میں آنا چاہئے۔ تاہم حرکت میں آنے سے پہلے اس سلسلے میں' میں ابلیکا سے بھی
کروں گا۔ اس پر کیرش بولی۔

جب تک ہم دونوں میاں بیوی نطیاس کے قلعے میں رہنے والی ان رو
خلاف حرکت میں نہیں آتے تب تک آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ حوری'
آرامی اقوام سے متعلق تفصیل سے بتائیں گے۔ اس وقت ہم دونوں میاں بیوی
فارغ ہیں لہذا آپ اپنا وہ وعدہ پورا کیجئے۔ اور مجھے ان اقوام کے متعلق تفصیل سے
اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ہاں میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ سنو میں تمہیں
سے متعلق ضرور تفصیل بتاتا ہوں پہلے میں تمہیں حوریوں کے متعلق تفصیل بتا

حوریوں کے مختلف گروہ صحرائے عرب سے نکل کر شمال کی طرف بہتر چرا
تلاش میں سرگرداں رہے۔ آخر کچھ عرصے بعد یہ سارے گروہ جمع ہو گئے اس
قوت میں خوب اضافہ ہوا اور انہوں نے اپنی سلطنت اور اپنی حکومت قائم کر
شام کی سرزمین میں ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے تھے۔

آخر ان حوریوں کی کوششیں رنگ لائیں اور تقریباً" سترہ سو سال قبل
شام کی سرزمین میں اپنی ایک سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلط
انہوں نے میتانی سلطنت رکھا۔ حوریوں کی یہ سلطنت اس درجہ طاقت ور بن گ

میں ان کی حدیں بحیرہ روم سے ایران کی قدیم سلطنت تک پھیلی ہوئی تھیں۔
قدیم اقوام یعنی حیتوں اور آشوریوں نے ابھی طاقت اور قوت حاصل نہ کی تھی۔
کی سلطنت کا مرکزی شہر اشوکانی تھا۔ یہ شہر وہی ہے جسے آج کل ماری کہہ کر
ہے۔ اور جو دریائے خابور کے کنارے واقع ہے۔ ماری شہر پر حوریوں کے قبضہ
پہلے ماری شہر میں ایک قوم آباد تھی جو سوباری کہلاتی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ
غالب رہے کہ سوباری آخر کار انہی کے اندر ہو کر رہ گئے۔
حوریوں کا ایک انتہائی طاقتور بادشاہ تھا۔ جس کا نام توشیرت تھا۔ اس کے دور
ری سلطنت میں داخل ہوا تھا۔ حوریوں کے اس توشیرت نام کے بادشاہ نے اپنی
کی شادی مصر کے حکمران آمون حوتپ ثالث سے کر دی تھی۔ بعد میں اسی
اپنی ایک لڑکی بھی آمون حوتپ ثالث کے حرم میں داخل کی۔
کو اپنا مرکزی شہر بنانے کے بعد حوری تقریباً" ایک سو سال تک بڑی طاقت اور
ساتھ حکومت کرتے رہے۔ آخر چودھویں صدی قبل مسیح میں ان کی سلطنت کی
وتی چلی گئی تھی۔ یہ کہ ان کے شمال میں حتی قوم ایک بہت بڑی طاقت اور
ابھری تھی جب کہ جنوب میں مصر کی سلطنت نے بھی اپنی حدود شمال میں پھیلانا
تھیں۔ جب کہ ان کے مشرق میں آشوری حیتوں اور مصریوں سے بھی بڑھ کر
طاقت کی صورت میں نمودار ہو رہے تھے۔
حوریوں کی سلطنت کی تباہی اور بربادی مصر کی طرف سے شروع ہوئی اس لئے
حکمران آمون حوتپ ثالث اور اس کے بعد اس کے جانشین آمون حوتپ ثانی
میں حوریوں کو بد ترین شکستیں دیں جن کی بنا پر حوریوں کی طاقت پہلے کی
وتی چلی گئی تھی۔ حوری بے چارے مصریوں کی مار سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ
کے شہنشاہ شوبیلو لیما نے حملہ کر دیا۔ حتی شہنشاہ شوبیلو لیما حوریوں کے علاقوں
آگے بڑھتا چلا گیا کہ اس نے حوریوں کی سلطنت کے تقریباً" سارے شمالی حصہ
لیا۔ آخر حوریوں اور حیتوں کے درمیان ایک عہد نامہ ہو گیا جس کے مطابق
والی سلطنت کو حیتوں کے قبضہ میں دے دیا گیا تھا۔
وقت تک آشوری عربوں نے بھی نینوا شہر کو اپنا مرکز بنانے کے بعد خوب طاقت
حاصل کر لی تھی۔ آشوریوں نے جب دیکھا کہ حتیوں نے حوریوں پر حملہ آور ہو
امی سلطنت پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ فکر مند ہوئے انہیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ
طرح اپنی سلطنت کو پھیلاتے رہے تو ایک روز وہ آشوریوں کے لئے بھی خطرہ

بن جائیں گے۔ لہٰذا آشوری حرکت میں آئے۔ وہ بھی حوریوں پر حملہ آور ہوئے اور
تک جو حوریوں کے پاس اپنی سلطنت کا جنوبی حصہ بچا ہوا تھا۔ اس پر آشوریوں نے قبضہ کر
لیا۔ اس طرح حوری سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ تاہم آشوری ایک ایسے بڑے اور
حریف کی حیثیت سے حیتوں کے سامنے آئے کہ انہوں نے نا صرف حیتوں کی پیش قدمی
روک دیا بلکہ آہستہ آہستہ ان آشوری عربوں نے حیتوں کی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ دم لیا پھر وہ دوبارہ
کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش یہ تو حوریوں کے متعلق تفصیل ہے۔ اب
اموریوں سے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

دوسرے سامی گروہوں کی طرح اموری بھی شام کی سرزمین میں داخل ہوئے۔
پہلے صحرائے عرب میں اپنے ریوڑوں کے ساتھ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے تھے۔
صحرائے عرب سے نکلے اور بہتر چراگاہوں اور اچھی سرزمینوں کی تلاش میں یہ
طرف بڑھے انہوں نے اپنا رخ لبنان کی طرف کیا۔ لبنان' صیدان اور عقلان شہروں
نام انہی اموریوں نے رکھے تھے۔ صحرائے عرب سے نکل کر ان اموریوں نے لبنان
کیا اور لبنان کی وادی البقاع میں یہ کچھ عرصہ تک اپنے گلے اور ریوڑ چرا کر گزر
رہے۔

پھر یہ خانہ بدوش اموری ماری شہر کو اپنا مرکز بنا کر ایک سلطنت قائم کرنے میں
کامیاب ہو گئے۔ اموریوں نے دریائے فرات کے وسطی حصہ کے پاس پہلے پہل
حکومت کی بنیاد رکھی پھر انہوں نے نہ صرف شام بلکہ خاص دو آبہ دجلہ و فرات کو فتح
کر ڈالا۔ اور وہاں کے فرمانروا بن گئے۔ اموریوں کی سلطنت پر اموریوں کے متعدد
نے حکومت کی ان کی سلطنت شمال میں حیتوں سے لے کر جنوب میں ایران تک پھیلی
تھی۔ تاہم یہ اپنی سلطنت کو زیادہ وسعت نہ دے سکے اس لئے کہ اس وقت تک
اور حتی ایک بہت بڑی طاقت بن کر نمودار ہو چکے تھے۔ اموریوں کے سب سے زیادہ
اور طاقتور بادشاہ کا نام زاگیزی تھا۔ اس زاگیزی نے اپنی سلطنت میں جو سکے جاری
سکوں پر اس نے یہ تحریر لکھا رکھی تھی۔

"میں نے سورج کے طلوع ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک پوری
سفر کر لی اور میں نے دجلہ و فرات کے بحر زیریں سے بحر اعلیٰ تک راستہ سیدھا
جس وقت اموریوں کی سلطنت اپنے عروج پر تھی انہی دنوں بابل کی سلطنت بھی اپنے
کے شباب اور عروج پر پہنچ گئی تھی۔ بابل پر بھی ان دنوں عرب ہی حکمران تھے۔

... کے ایک حکمران حورابی نے اموریوں کے مرکزی شہر ماری(۱) پر حملہ کر دیا اور ان کی
... کو تباہ و برباد کر دیا اس طرح بابل کے حکمران حورابی کے ہاتھوں اموری سلطنت کا
... ہوا۔

○

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد وہ پھر سلسلہ
جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا دیکھ کیرش اموری عربوں کی خوشحالی کے دو سبب تھے۔
... انہوں نے کھیتی باڑی کے لئے آبیاری کا انتظام کر رکھا تھا۔ دوسرے یہ کہ
... کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات انتہائی عمدہ اور اچھے تھے۔ انہوں نے ایک تجارتی
... بنائی تھی جس پر سفر کرتے ہوئے اپنے ہمسایوں کے ساتھ انہوں نے انتہائی عمدہ
... استوار کئے۔

... تجارتی گزرگاہ کچھ یوں تھی کہ خلیج اسکندرونہ کے پاس سمندر زمین کے بڑے
... ہوا اندر آ گیا ہے جہاں سے دریائے فرات کے مغربی موڑ تک کوئی ایک سو
... فاصلہ ہو گا۔ یہاں ساحل اور خطہ دو آبہ کے درمیان زمین نے ایک قدرتی گزرگاہ کی
... اختیار کر رکھی ہے۔ یہاں پہنچ کر یہ گزرگاہ شمال و مغرب کی جانب سے پہاڑوں اور
... سے صحرا کی رکاوٹیں ختم کر دیتی ہے اور ایک راستہ سا بن جاتا ہے جو ایک
... وادی میں پہنچتا ہے دوسری طرف ایک سمندر کے کنارے لے جاتا ہے۔ اسے
... شاہی گزرگاہ کا نام بھی دیا گیا تھا۔

... سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ موجودہ دور کی کھدائی کرنے والے محققین نے اموریوں کے آخری
... زمری لیم کے محل کا بھی اندازہ لگایا ہے۔ کھدائی کے دوران ان انہوں نے زمری لیم کے محل کا
... لیتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ اس کے محل کے کوئی تین سو کمرے تھے اور ان کمروں کی دیواروں پر
... عمدہ تصویریں اور حاشیے بنے ہوئے تھے۔ یہ ساری تصویریں انسانوں اور دیوتاؤں کی تھیں۔ ایک
... کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محل ساری دنیا کے لئے زیارت کے قابل تھا۔ یہ چھ ایکڑ کے
... میں پھیلا ہوا تھا۔ اس میں بے شمار غسل خانے اور بیت الخلا عمدہ طریقے سے بنے ہوئے تھے۔
... نے یہ بھی بتایا کہ اس محل کے دو کمروں میں بنچ اور ڈیسک پڑے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے
... درسگاہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ ایک نہایت عمدہ رنگین تصویر بادشاہ کی بنائی گئی تھی جس میں
... عربوں کی مشہور عشتار دیوی سے قوت اور طاقت کا نشان لیتے دکھایا گیا تھا۔ اس محل سے یہ ثابت
... کہ تعمیرات کی دنیا میں اموری عربوں نے بہترین ترقی کی تھی۔

یہ گزرگاہ کوہستان طارس کے بائیں طرف واقع ہے اور اسے بعض اوقات
کا نام بھی دیا گیا۔ اسی شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے اموری خلیج فارس اور دریائے
کنارے شہروں کے علاوہ نینوا اور بابل سے بھی تجارت کرتے رہے جب اموریوں
ہو گیا تو ان کے بعد بابلی' مصری' آشوری' سمیری' آرامی' کلدانی' ایرانی' یونانی اور
اسی شاہراہ کو استعمال کرتے ہوئے اپنی تجارت کو فروغ دیتے رہے۔

اس موقع پر اچانک کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی کیا
اموریوں کے مذہب کے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالیں گے۔ اس پر یوناف نے
تک بڑے غور سے کیرش کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

جہاں تک اموری عربوں کے مذہب کا تعلق ہے۔ تو ان کے مذہب کی
ان عربوں سے مختلف نہ تھی جو صحرائے عرب میں بستے تھے۔ اور طبعی قوتوں
کرتے تھے۔ یہی پرستش شام اور عرب کے قدیم خانہ بدوشوں میں بھی رائج تھی۔
پہلے دیوتا کا نام "امور" تھا اور اسی امور کی وجہ سے یہ عرب اموری کہلائے۔
جنگ کا دیوتا تھا اس کے علاوہ ان کے اور بھی بہت سے دیوتا تھے جن کی وہ
تھے۔

دیکھو کیرش میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اموریوں کے دیوتا زیادہ تر
عبرانیوں (اسرائیلیوں)' آشوریوں' حوریوں کے دیوتاؤں سے ملتے ہیں کیونکہ یہ
اور قومیں عرب تھے۔ لہٰذا ان کے دیوتا بھی ایک جیسے تھے۔

امور کے بعد اموریوں کا سب سے بڑا دیوتا "حدد" تھا۔ اکادی زبان میں
آدویا" کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اس کا ایک نام "رمانو" بھی تھا یعنی رات کا دیوتا۔
کے قبضہ میں بارشیں اور آندھیاں تھیں۔ مغربی ایشیا کا یہ ایک اہم دیوتا تھا اور
بیل اور رات کی شکل میں نمایاں کیا جاتا تھا۔ آگے چل کر یہی عظیم الشان
صورت اختیار کر گیا۔ جس کی پرستش نہ صرف بنی اسرائیل نے کی بلکہ آشوری
دیگر عرب اقوام بھی اس دیوتا کو اپنا سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرنے لگے تھے۔

اموریوں کا ایک اور دیوتا بھی تھا جس کا نام "رشف" تھا جسے آگ کا دیوتا
جاتا تھا۔ مصریوں نے اپنے ہاں اس دیوتا کو کوئی دوسرا نام دے کر اپنایا اور اس کی
شروع کر دی اموریوں کے ایک اور دیوتا کا نام "دجن" تھا جس کی بابل میں بھی
پرستش کی جاتی تھی۔ یہ خوراک کا دیوتا تھا۔ دیگر کئی شہروں میں بھی اس دیوتا کی
جاتی تھی اور غذا کے اس دیوتا کو لوگ ماہی گیری کا دیوتا خیال کرتے تھے۔

دیوتاؤں کے علاوہ اموریوں کی ایک سب سے بڑی دیوی بھی ہے جس کا نام عاشرہ
عیش و نشاط کی دیوی مانا جاتا تھا۔ یہ وہی دیوی تھی جو دوسری عرب اقوام میں
نام سے پوجی جاتی تھی۔ دیویوں میں اس کا مرتبہ سب سے بلند تھا۔ اموری اپنے
سب سے بڑے دیوتا امور کو ایک کھمبے کی صورت یا ایک ستون کی صورت میں
تھے۔ اسے مقدس ستون کا نام دیا جاتا تھا۔ اور اس کے سامنے اموری اپنی
رسومات ادا کیا کرتے تھے۔ اموری عجیب وضع قطع کے لوگ تھے۔ ان کے مرد
بڑے کی چپل اور عورتوں کے پاؤں میں جوتے یا موزے ہوا کرتے تھے۔ مردوں
کالی اور نوکدار ہوا کرتی تھیں۔ آنکھوں کے پردے ہلکے سلیٹی رنگ کے اور
ہوا کرتی تھیں۔ بابل کے حکمران حمورابی نے اس قوم کا خاتمہ کیا اور ان کے
اری پر حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کیا اور اسے کھنڈروں میں تبدیل کر دیا۔

کے بعد یوناف جب رکا تو کیرش پھر بولی اور کہنے لگی۔ اب آپ مجھے آرامی
کچھ تفصیل بتائیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تک آرامیوں کا تعلق ہے تو یہ پہلے شمالی عرب کے صحراؤں میں خانہ بدوشوں
بسر کر رہے تھے۔ بعد میں یہ لوگ آرامیوں کے نام سے موسوم ہوئے دوسرے
کی طرح جو ان سے پہلے گزرے یا بعد میں صحرا سے نکل کر شام کی طرف
آرامی بھی وقتاً فوقتاً اپنے ہمسایوں یعنی بابل اور شام کی سرزمینوں پر قبضہ
لئے دباؤ ڈالتے رہے۔ دوسرے ہزار سال قبل مسیح کے آخر میں یہ عرب وسطی
کے کناروں پر آباد ہونا شروع ہو گئے۔ اور وہیں انہوں نے ایک اجتماعی شکل
اختیار کی۔ دریائے فرات کے کنارے یہ خانہ بدوش عرب ہی کہلاتے تھے۔ یہاں
یوں کے بادشاہ تغلت پلاسر اول نے انہیں آرامی نام دیا اور اس سے پہلے وہ
کہلاتے تھے بلکہ عرب خانہ بدوش کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے آباد ہونے کے بعد یہ آرامی آہستہ آہستہ اپنی آبادی کو
مغرب میں دور تک پہنچ گئے تھے۔ اور جوں جوں ان کی آبادی بڑھتی گئی ان
اور قوت میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چودھویں صدی قبل مسیح کے اوائل میں
طاقت اور قوت حاصل کرنے کے بعد بابل اور شمالی شام پر حملے شروع کئے تو اس
آرامی بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ حتیوں کی وجہ سے جو ان سرزمینوں میں
آرامی بھی اپنے لئے نقل و حرکت کے دروازے کھول چکے تھے۔ حتیوں نے
سال پرانی حوریوں کی میتانی سلطنت کو تباہ کر دیا تو آرامیوں کو بھی اپنا آپ

دکھانے کا موقع ملا۔ لہٰذا انہوں نے ان علاقوں میں اپنی سلطنت قائم کرنے کے
تیزی کے ساتھ تگ و دو شروع کر دی تھی۔

آرامیوں نے سب سے پہلے وادی لبنان میں دریائے عاصی کے آس پاس
کو اپنا ہدف اور نشانہ بنایا اس علاقے میں حیتوں، اور حوریوں کی ملی جلی آبادی
تھی۔ آرامیوں نے ان پر اس قدر خونخواری سے حملے کیئے کہ یا تو انہوں
اموریوں، حوریوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا یا ان علاقوں میں بسنے والی یہ قومیں آرا
اندر جذب ہو کر رہ گئی تھیں۔ دریائے عاصی کے آس پاس اپنی حکومت قائم کر
آرامیوں نے مزید پھیلنا شروع کیا اور انہوں نے دو اور سلطنتیں قائم کر لیں۔
ان کی پہلے ہی دریائے عاصی کے اطراف میں قائم ہو چکی تھی۔ دوسری حکومت
دریائے فراط اور دجلہ کے دوآبہ میں قائم کی اور تیسری سلطنت شام کے علاقے
کرنے کے بعد انہوں نے دمشق پر قبضہ کیا اور دمشق کو انہوں نے اپنی اس تیسری
مرکزی شہر قرار دیا۔

آرامیوں کی پہلی سلطنت جو لبنان کی وادیوں میں دریائے عاصی کے پاس
تھی وہ کچھ عرصہ قائم اور دائم رہی اس لئے کہ آرامیوں کی اس سلطنت کے
کنعانی عرب آباد تھے۔ جو آرامیوں ہی کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ لڑائی جھگڑ
کرتے تھے۔ زیادہ تر جہاز رانی اور تجارت کو فروغ دیتے تھے۔ اس لئے آرامیوں
طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ جن حتی، حوری اور اموریوں کو دریائے عاصی کے
سے نکال کر آرامیوں نے اپنی سلطنت قائم کی تھی وہ لبنان کے کوہستانی سلسلوں
فارغ البالی کی زندگی بسر کرنے لگے اور انہوں نے بھی آرامیوں سے چھیڑ چھاڑ کی
کوشش نہ کی لہٰذا یہاں آرامی پر سکون حکومت کرتے رہے۔

آرامیوں کی دوسری سلطنت جو دریائے دجلہ اور فرات کے دوآبہ میں
تھی۔ وہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی اس لئے کہ اس سلطنت کے اطراف میں دو
تھیں۔ پہلی شمال میں طاقتور حتی تھے اور دوسری اس سے بھی بڑی قوت ان کے
میں آشوری عرب تھے۔ جنہوں نے نینوا کو اپنا مرکزی شہر بنا کر ایک بہت بڑی حکو
کر لی تھی۔ عرب ہونے کے ناطے سے آشوریوں نے کچھ عرصہ تو دجلہ اور فرا
درمیان آرامیوں کی سلطنت کو برداشت کیا لیکن جلد ہی حالات بدلنے لگے۔

وہ اس طرح کہ سب سے پہلے حتی آرامیوں کی اس سلطنت پر حملہ آور
ہوئے لیکن آرامیوں نے اس طاقت اور قوت سے حیتوں کا مقابلہ کیا کہ کئی مواقع

حتیوں کو بدترین شکست دی جس کی بناء پر حتی ایک طرح سے آرامیوں کے آگے جھک
اور آنے والے دور میں انہوں نے آرامیوں پر حملہ آور ہونا بند کر دیا۔

آشوری عربوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آرامی بھائی آہستہ آہستہ حیتوں پر غلبہ
کے بعد دجلہ اور فرات کے درمیان اپنی قوت میں بے پناہ اضافہ کرتے چلے جا رہے
تو وہ بھی اپنے لئے آرامیوں کی طرف سے خطرہ محسوس کرنے لگے لہٰذا نویں صدی
قبل مسیح میں آشوری آرامیوں پر حملہ آور ہوئے۔ اس جنگ میں آشوریوں کے
آرامیوں کو بدترین شکست ہوئی اور یوں نویں صدی قبل مسیح میں آشوریوں کے
دجلہ اور فرات کے دوآبے میں عدیوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

آرامیوں کی تیسری سلطنت سب سے زیادہ اہم اور مضبوط تھی۔ اس سلطنت کا
پہلے زوبا بعد میں دمشق بنا۔ یہ سلطنت گیارھویں صدی قبل مسیح کے اوائل میں
تھی۔ یعنی اس زمانے میں عبرانی اور اسرائیلیوں نے اپنی بادشاہت کی بنیاد رکھی
آہستہ آہستہ یہاں آرامیوں کی بہت بڑی سلطنت بن گئی۔ اس سلطنت کی حدود
طرف دریائے فرات تک تھی تو دوسری طرف دریائے یرموک تک پھیلی ہوئی تھی۔
جانب یہ آشوری علاقے میں جنوب کی جانب عبرانی اور اسرائیلی علاقے کو چھوتی
یہاں تک کہ کوہ لبنان کے مشرق کے طرف کا پورا شامی علاقہ شمالی شام اور باشان
اس طرح یہ علاقے آرامیوں کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ پھر اس علاقے میں آرامی
اور قوت پکڑنے لگے۔ عبرانی اور اسرائیلی فلسطین میں آباد ہو کر ایک طاقت اور قوت
بن گئے تھے۔ اور ان کا تعلق بھی بنیادی طور پر صحرائے عرب ہی سے تھا۔ وہ
آرامیوں کے بدترین دشمن بنتے چلے گئے تھے۔

پھر ایسا ہوا کہ آرامیوں اور ان کے جنوب میں آباد عبرانیوں میں جنگیں شروع ہو
ان کی پہلی جنگ عبرانیوں کے بادشاہ طالوت کے زمانے میں شروع ہوئی جو عبرانی
کا اول خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آرامیوں کے ایک بادشاہ جس کا اصل نام ہدد
عزر تھا جالوت کہتے تھے اسے ایک جنگ میں اللہ کے نبی اور بنی اسرائیل کے بادشاہ
داؤدؑ نے شکست دی۔ اس طرح حضرت داؤدؑ نے تانبے کی ان کانوں پر قبضہ کر لیا جو
آرامیوں کی تھیں اور جن سے وہ خوب دولت کماتے تھے۔ حضرت داؤدؑ اور ان کے بعد
ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کے دور میں عبرانیوں کے ہاتھوں آرامیوں کو پے در پے
شکستیں ہوئیں۔ جس کی بنا پر آرامی ایک طرح سے عبرانیوں کے باجگزار بن کر رہ گئے

لیکن جب سلیمان علیہ السلام کے بعد اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں
گئی۔ ایک کا نام یہودیہ دوسرے کا اسرائیل رکھا گیا انہی دنوں آرامیوں کا ا
انتہائی طاقتور اور جراتمند انسان بنا جس کا نام بن ہدد تھا۔ یہ تقریباً ۸۷۹ سے ۸۴۳
مسیح تک آرامیوں کا حکمران رہا۔ آرامیوں کا بادشاہ بننے کے بعد بن حدد کچھ عرصہ
عسکری طاقت کو بڑھاتا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ سیاست سے کام لیتے ہوئے یہ یہودیوں
سلطنتوں کو آپس میں لڑاتا بھی رہا تاکہ وہ آپس میں الجھے رہیں اور آرامیوں
توجہ نہ دیں۔

جب بن حدد نے اپنی عسکری اور لشکری طاقت کو خوب پر قوت بنا لیا تب
عبرانی اور اسرائیلی سلطنتوں پر ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے وہ یہودیہ
پر حملہ آور ہوا۔ یہودیہ کی سلطنت کو بن حدد نے بری شکست دی اور خراج و
یہاں تک کہ یہودیہ کے حکمرانوں سے بڑے قیمتی خزانے وصول کرنے کے ساتھ ساتھ
میں رکھی ہوئی قیمتی اشیا اور یروشلم کے شاہی محل کی اس قدر پرانے نوادرات
بن حدد سب سمیٹ کر دمشق لے گیا تھا۔

کچھ عرصے تک سکون رہا اس کے بعد آرامیوں کا بادشاہ بن حدد پھر حرکت میں
اس بار اس نے یہودی سلطنت کے دوسرے حصے پر حملہ کر دیا۔ اسے بھی
بدترین شکست دی اور ان کے ایک شہر جلات پر قبضہ کر لیا۔ یوں حضرت
بعد آرامی اپنے بادشاہ بن حدد کے دور میں حرکت میں آئے اور انہوں نے اپنے
بنی اسرائیل کو بدترین شکستیں دے کر اپنا باجگزار بنا لیا تھا۔

بن حدد کے بعد حزائیل آرامیوں کا بادشاہ بنا آرامیوں کی تاریخ میں
بڑا جنگجو بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے اسرائیل کے خلاف پیش قدمی شروع کی
جنوبی سمت میں دریائے ازموں تک پیش قدمی کرتا گیا جو بحرہ جالوت میں گرتا
وقت اسرائیل کا بادشاہ یو آخز بنا جو مکمل طور پر آرام کے بادشاہ حزائیل کے رحم
پر رہ گیا تھا۔ حزائیل اس پر بھی حملہ آور ہوا اور شکست دے کر اس کے پاس
پچاس گھوڑے اور دس رتھیں رہنے دیں اور باقی سارا جنگی سامان حزائیل نے
چھین لیا۔ ایسا کرنے سے حزائیل کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مصر اور عرب کے تجارتی
وہ اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے پیش نظر اس نے فلسطین کے ساحل
میں فتوحات کا سلسلہ مزید بڑھایا۔ یہاں تک کہ وہ اسرائیل کے مرکزی شہر پر
چڑھ دوڑا۔ لیکن یہودیوں نے یروشلم کے ہیکل میں جو سونا جمع کر رکھا تھا۔ وہ

میں پیش کیا اور اسے واپس جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح آرامیوں کے بادشاہ
نے بنی اسرائیل کی سلطنت کو اپنے سامنے مکمل طور پر مغلوب کر لیا تھا۔

حزائیل کے بعد ایک شخص رزین آرامیوں کا بادشاہ بنا۔ دوسری طرف بنی اسرائیل
کا یو آخز بھی فوت ہو گیا اس کی جگہ رتان بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا۔ رتان کے تخت
پر بیٹھتے ہی آرامیوں کا بادشاہ رزین اس کے خلاف حرکت میں آیا اور ایک لشکر لے کر
یروشلم کی طرف پیش قدمی کرنی شروع کی۔

اسرائیل کا بادشاہ رتان جانتا تھا کہ وہ آرامیوں کے بادشاہ رزین کا مقابلہ نہیں کر
پائے گا لہٰذا آرامیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کے بادشاہ رطیان نے آشوریوں سے مدد
طلب کی۔ اس وقت آشوریوں کا حکمران تغلت پلاسر تھا۔ جب تغلت پلاسر سے رطیان نے
مدد طلب کی تو تغلت پلاسر اسرائیلی بادشاہ رطیان کی مدد پر آمادہ ہو گیا اور اپنا ایک لشکر لے
کر آرامیوں پر حملہ آور ہو۔

دوسری طرف جب آرامیوں کے بادشاہ رزین کو پتہ چلا کہ آشوری عربوں کا بادشاہ
تغلت پلاسر اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو اس نے یروشلم کی طرف
پیش قدمی ترک کر دیا جب کہ وہ مڑ کر تغلت پلاسر کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن تغلت
پلاسر کے مقابلے میں آرامیوں کے بادشاہ رزین کو بدترین شکست ہوئی پھر تغلت پلاسر رزین
کو شکست دیتا چلا گیا یہاں تک کہ آشوری بادشاہ تغلت پلاسر نے دمشق کے سولہ
اضلاع کے پانچ سو اکیانوے شہروں کو مکمل طور پر پامال کر ڈالا۔

ان جنگوں میں بربادی کا ایسا نقشہ سامنے آیا جیسے سیلاب آ گیا ہو اور آدمیوں کی جگہ
کھنڈرات کے انبار چھوڑ گیا ہو۔ چھوٹے بڑے شہروں کو فتح کرنے کے بعد آشوری بادشاہ تغلت
پلاسر دمشق کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ آ کر خیمہ زن ہوا۔ پھر وہ دمشق شہر پر حملہ
آور ہوا۔ آرامیوں کے بادشاہ رزین نے شہر سے باہر نکل کر آشوری بادشاہ تغلت پلاسر کا
مقابلہ کیا لیکن رزین کو بدترین شکست ہوئی۔ اس جنگ میں آرامیوں کے بادشاہ رزین کو
موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس طرح آرامیوں کی اس سلطنت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور ان
کے علاقوں پر آشوری عرب قابض ہو گئے تھے۔

○

اتنا کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔
گو آشوریوں کے ہاتھوں آرامیوں کی سلطنت کا خاتمہ ہوا ان کی سیاسی اور
قدمیاں بھی ختم ہو گئیں لیکن ان کی تجارت اور تہذیب پر امن مداخلت بعد میں
رہی۔ آرامی تاجروں کے قافلے پورے شام اور صحرائے عرب میں کافی عرصے
رہے۔ تجارت کی غرض سے شمالی سمت یہ لوگ دریائے دجلہ کے منبع تک جاتے اور
بابل میں انہوں نے اپنے بڑے بڑے تجارتی مرکز قائم کرلئے تھے۔ صدیوں
تجارت انہی آرامیوں کے قبضے میں رہی۔ جس طرح بحری تجارت ان کے کنعانی
حلیفوں کے قبضے میں رہی۔ اسی طرح بری تجارت پر آرامیوں کا قبضہ رہا۔
کنعانیوں سے ارغوان اور افریقہ سے زرگل کار پارچوں کے علاوہ تانبہ' آبنوس
دانت وغیرہ خریدتے تھے۔ سمندر کی چیزیں یعنی موتی بھی لیتے تھے جن کے لئے
میں خلیج فارس کو کافی شہرت حاصل تھی۔ ان چیزوں کی خرید و فروخت سے آرامی
دولت کماتے تھے۔ تجارت کا یہ سلسلہ اب بھی آرامیوں کے ہی ہاتھ میں ہے۔

یوناف جب یہاں تک کہہ چکا تو کیرش پھر بیچ میں بولی اور کہنے لگی۔ میں
بہت مشکور اور بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میرے لئے حوریوں' اموریوں اور
پر روشنی ڈالی۔ آپ تھوڑی سی زحمت مزید کریں اور آرامیوں کے مذہب پر
روشنی ڈالیں۔ اس پر یوناف پھر کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اپنے حوری' اموری اور اشوری بھائیوں کی طرح آرامی
دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے تھے۔ ان کے سب سے بڑے دیوتا کا نام
بجلی اور رعد کا بھی دیوتا تھا۔ اس کی ایک صفت مہربانی کی تھی۔ یہ مینہ برسا
سے زمین میں قوت نمود بڑھتی تھی۔ اس کی ایک صفت قہر کی بھی تھی اس
طوفانوں اور سیلابوں کی شکل میں نمایاں ہوتا تھا۔ اس دیوتا کا ایک لقب
گرجنے اور برسنے والا۔ دیوتا کو ایک بیل کی پیٹھ پر بحالت قیام دکھایا جاتا تھا اور
قوتوں کا نشان بھی سمجھا جاتا تھا۔

آرامیوں کے اس سب سے بڑے دیوتا کا بہت بڑا معبد ہیراپولس شہر
شام و لبنان کے دوسرے شہروں میں بھی اس کے بہت سے ہیکل اور معبد
تھے۔ شام کے زراعت پیشہ لوگوں کو اس دیوتا سے بڑی محبت تھی۔ آگے چل
کے ساتھ سورج کی کرنوں کو بھی شامل کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے سر کو
سے آراستہ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ سورج کی کرنوں والے سر کے

بعلبک شہر میں تعمیر کیا گیا تھا۔
... کے مقابلے میں آرامیوں کی سب سے بڑی دیوی اتاگاتس تھی جو حدد کی بیوی
... تھی۔ یونانی اور رومن اسے شامی دیوی کہہ کر بھی پکارتے تھے۔ یونانی اور
... دیوی اور اس کی پوجا پاٹ سے ایسے متاثر ہوئے کہ پہلے یہ دیوی یونان پہنچی اور
... اس کی پوجا پاٹ شروع ہو گئی۔ یونان سے اس دیوی کے بت اٹلی جا پہنچے اور اٹلی
... دیوی کے لئے مندر اور جگہ جگہ یادگاریں تعمیر کی گئیں۔ ایک یادگار میں اٹلی
... دیوی کو ایک تخت پر بیٹھا دکھایا گیا ہے اور دونوں جانب دو شیر ہیں۔ اس دیوی
... عام طور پر خواجہ سرا ہوا کرتے تھے۔
... تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی
... دیا تھا۔ لمس دینے کے بعد قبل اس کے کہ ابلیکا کچھ بولتی۔ یوناف پہلے ہی
... کر کے کہنے لگا۔
... تم نے بروقت میری گردن پر لمس دیا ہے۔ مجھے تمہارا انتظار تھا۔ میں تمہاری
... راہنمائی چاہتا تھا۔ کہ ہمیں کب اور کس وقت نخیاس کے پراسرار محل کا رخ
... اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ سنو یوناف تم اور کیرش آج شام کے وقت نخیاس کے
... کا رخ کرو۔ اور ہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ آج اس محل کے اندر قیام
... سلیوک اور اوعار کی روحوں کو نواحی بستیوں کے لوگوں کی طرف سے بکرا پیش
... کیا گیا بھی ہے۔ پھر دیکھو وہ دونوں کیسے بکرے کو ادھیڑ کر کھا جاتے ہیں۔ اس پر
... لگا۔
... ابلیکا! کیا ہم دونوں کو اپنی اصل شکل و صورت میں نخیاس کے محل کا رخ کرنا
... پھر کہنے لگی۔ ہاں۔ تم دونوں اپنی اصلی شکل و صورت میں نخیاس کے محل کا
... دیکھو کہ اس کے اندر قیام کرنے والے سلیوک اور اوعار تمہارے ساتھ کیا
... کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی کوشش
... اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

○

اس روز شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اور کیرش سرائے کے کمرے سے نکلے اور
... محل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں وہ یہودی درویش آرگ کی جھونپڑی کے
... گئے۔ آرگ اس وقت اپنے جھونپڑے کے باہر آگ کا الاؤ روشن کئے بیٹھا ہوا

تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں آرگ کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ آرگ تھوڑی دیر بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھتا رہا پھر وہ پوچھنے لگا۔

سنو' ان سرزمینوں میں خطرات میں پڑنے والے دونوں اجنبیو' اس وقت شام کا اندھیرا پھیلنے لگا ہے تم دونوں نے کدھر کا رخ کیا ہے۔ اس پر یوناف کہنے لگا آرگ میرے بزرگ ہم نے تمہارے دائیں جانب جو بستی ہے اس کی سرائے میں [illegible] لیا ہے۔ اب ہم دونوں میاں بیوی بابل کے ساحر نطیاس کے محل کی طرف چل [illegible] کہ اس کے اندر جو نطیاس نے ایک سحر اور اسرار پھیلا رکھا ہے اسے جاننے کی کریں۔

یوناف کے ان الفاظ پر آرگ کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک گردن [illegible] کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ دیکھو میرے عزیزو تم دونوں میاں بیوی کیوں اپنے آپ [illegible] اور ہلاکت کی وادی میں ڈالتے ہو۔ تمہیں اس سے کیا غرض کہ نطیاس کے [illegible] اس محل میں کیا ہوتا ہے۔ کس نے وہاں قیام کر رکھا ہے اگر اس کے اندر کوئی [illegible] کے اندر کوئی اسرار ہے تو تمہیں اس سے کیا۔ ہوتا رہے۔ تم دونوں میاں بیوی [illegible] میرا اندازہ ہے ایک دوسرے سے بے پناہ محبت بھی کرتے ہو۔ پھر کیوں تم لوگ [illegible] سے بغلگیر ہونا پسند کر رہے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھے بزرگ آرگ ایسی [illegible] نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی نطیاس کے محل میں دا[illegible] صحیح سلامت نکلیں گے اور دوبارہ تمہارے پاس آئیں گے۔ اس پر آرگ فوراً" [illegible] کا رب ایسا ہی کرے۔ میں تم دونوں کی سلامتی کی دعا بھی کرتا ہوں اور ساتھ تنبیہہ بھی کرتا ہوں۔ اس پر یوناف نے فوراً" پوچھ لیا کیسی تنبیہہ۔ جواب میں آرگ پھر کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی میرے خیال میں تو جانتا ہو گا کہ نطیاس کے محل میں سلیوک اور [illegible] روحیں قیام کئے ہوئے ہیں۔ ان علاقوں میں سلیوک کی روح صرف ایک کے لئے [illegible] رکھتی ہے باقی سب کی بدترین دشمن ہے۔ اس لئے کہ سلیوک اور اوغار کی روحیں [illegible] ہو چکی ہیں۔ اور جو بھی محل کے اندر جاتا ہے وہ ان کا لقمہ تر بن جاتا ہے۔ اس نے پوچھا۔ دیکھ بزرگ آرگ یہ سلیوک اور اوغار کس پر مہربان ہیں۔ آرگ پھر [illegible] دیکھ اجنبی۔ ان علاقوں میں ایک نوجوان ہے جس کا نام عاتش ہے۔ سلیوک اور او[illegible] بس اس کے لئے مہربان اور مخلص ہیں۔ باقی سب کے یوں جانو کہ وہ بدترین د[illegible] اس پر یوناف نے پوچھا یہ سلیوک اور اوغار کی روحیں عاتش نام کے جوان پر کیو[illegible]

[illegible] کے ساتھ مخلص ہیں۔

[illegible]واب میں آرگ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ اجنبی میں [illegible] اسی طرح سناتا ہوں جس طرح ان سرزمینوں کے لوگوں میں مشہور ہے یا جس [illegible] نے لوگوں کو بتا رکھا ہے۔ دیکھ اجنبی چند ماہ پہلے نطیاس کے اس محل کا اسرار [illegible] لئے ایک انتہائی اونچا اور ماہر ساحر اور عامل ان علاقوں کی طرف آیا تھا۔ وہ [illegible] تسخیر کرنے کا بھی بہترین علم رکھتا تھا۔ بس اپنے اسی علم کی بناء پر وہ نطاس کے [illegible] داخل ہوا۔ حسب عادت سلیوک اور اوغار نے اسے اپنا لقمہ تر بنانا چاہا لیکن اپنی [illegible] قوتوں کی وجہ سے وہ ساحرا اور عامل سلیوک اور اوغار کے ہاتھوں سے بچ کر [illegible]کل بھاگا۔ اور دریائے خابور کے کنارے پہنچ گیا۔ ان دنوں برفباری کا موسم تھا۔ [illegible] اوغار نے رات کی تاریکی میں اس ساحر اور عامل کا تعاقب کیا وہ ہر صورت میں [illegible]ڈالنا چاہتے تھے۔ اور اسے بھاگنے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔ دریا کے کنارے [illegible] عامل اور ساحر نے اپنی جان ان دونوں سے بچانے کے لئے کوئی اپنا عمل کیا اور [illegible] کام میں لاتے ہوئے اس عامل نے سلیوک اور اوغار دونوں کو منجمد کر کے رکھ [illegible] اس ساحر کے عمل کی وجہ سے سلیوک اور اوغار دونوں حرکت نہ کر سکتے تھے۔ وہ [illegible]ساحر سلیوک اور اوغار کو منجمد کرنے میں تو کامیاب ہو گیا لیکن سلیوک اور اوغار [illegible] ایسی دہشت طاری ہوئی کہ وہ خود بھی منجمد ہو گیا اور اسی دہشت کے مارے [illegible]ور کے کنارے دم توڑ گیا۔

[illegible] عامل نے سلیوک اور اوغار دونوں کو دریائے خابور کے کنارے منجمد کر دیا تھا۔ [illegible] میں وہ ساری رات وہیں پڑے رہے۔ تاہم سردی سے بچنے کے لئے سلیوک [illegible] دونوں نے زہریلے سانپوں کی شکل اختیار کر لی تھی۔ کہتے ہیں دوسرے روز عاتش [illegible] جس کے ساتھ ان دنوں سلیوک اور اوغار بڑے مہربان ہیں صبح سویرے رفع [illegible] لئے دریائے خابور کے کنارے گیا۔ جب وہ فارغ ہوا اور دریا کے کنارے چہل [illegible] تو اس نے دیکھا کہ کنارے کے اندر دو چھڑیاں بالکل سیدھی کھڑی تھیں۔ [illegible] چھڑیاں بھلی لگیں۔ وہ چاہتا تھا ان چھڑیوں کو جو دریا کے کنارے اتھلے پانی میں [illegible] تھیں نکال کر واپس بستی میں جائے کہ وہ چونک سا پڑا۔ نزدیک جا کر اس نے [illegible]ڑیاں نہیں بلکہ سانپ تھے۔ چونکہ ان کے چہرے اور آنکھوں سے عاتش نے [illegible] لیا تھا۔ باقی سارے جسم پر برف پڑی ہوئی تھی۔ لہذا وہ سانپ کے بجائے [illegible] لگتے تھے۔ جن پر برف پڑنے کی وجہ سے ان کی رنگت سفید ہو چکی تھی۔

عاتس نام کے اس نوجوان کو جب پتہ چلا کہ وہ چھڑیاں نہیں سانپ ہیں
ان دونوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ بھاگا بھاگا اپنے گھر گیا اور ایک لاٹھی
وہ لاٹھی ان دونوں سانپوں پر برسانا ہی چاہتا تھا کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔
دونوں سانپ سلیوک اور اوغار تھے جو دریائے خابور کے کنارے منجمد کھڑے تھے
جب لاٹھی برسانے لگا تو سلیوک جو سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا عاتس کو مخاطب
کرنے لگا۔

دیکھ مہربان عاتس۔ یہ جو دو سانپ تمہیں دکھائی دے رہے ہیں یہ دونوں
ہیں۔ اگر تم ان دونوں کو ہلاک کرنے سے باز رہو اور ان کے قریب ہی آگ
کا انتظام کرو تو سنو یہ سانپ بے پناہ قوتوں کے اور بے پناہ طاقتوں کے مالک
تمہیں ہر چیز سے نواز سکتے ہیں۔ یہ آواز سن کر عاتس جہاں خوفزدہ ہوا وہاں اسے
ہوا۔ اس نے پرانے داستان گوؤں سے کہانیاں سن رکھی تھیں۔ شیش ناگ
خاص حد تک پہنچ کر انسانی روپ دھار لیتا ہے۔ لہٰذا عاتس کو بھی یہ شک اور شبہ
نہ ہو یہ دونوں شیش ناگ ہیں۔ اس نے چونکہ یہ بھی سن رکھا تھا کہ شیش ناگ
بڑی دولت اور اموال ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ لالچ میں آ گیا اور سوچنے لگا کہ اگر وہ
روشن کر کے ان سانپوں کی خوشی کا باعث بنے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی
دیں۔

یہ سوچ کر عاتس نام کے اس جوان نے دریائے خابور کے کنارے ادھر ادھر
کر لکڑیاں اور گھاس جمع کی اور پھر ان دونوں سانپوں کے قریب اس نے آگ
الاؤ روشن کر دیا۔ کہتے ہیں کہ آگ روشن ہونے کی وجہ سے اس عامل نے جو
منجمد کرنے کا عمل کیا تھا وہ ختم ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں سلیوک اور اوغار
کرنے کے قابل ہو گئے۔ آگ روشن ہونے کی وجہ سے ان کے جسموں پر جو
تھی وہ بھی جاتی رہی اور گرمی محسوس ہونے کی وجہ سے توانائی اور طاقت بھی آ گئی
کہتے ہیں عاتس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں سانپ دریائے خابور کے
ہٹ کر ایک گڑھے کی طرف چلے گئے۔ عاتس تھوڑی دیر تک پریشان حال
کنارے کھڑا رہا۔ پھر وہ ان کے تعاقب میں بھاگا۔ جب وہ اس گڑھے کے قریب
میں وہ دونوں سانپ گھسے تھے تو وہ دنگ رہ گیا۔ اس پر خوف و لرزہ طاری ہو گیا
دیکھا کہ اس گڑھے میں سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی کھڑے تھے اور
اس گڑھے کے کنارے گیا دونوں مسکرا کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

عاتس کو نطیاس کے اس پر اسرار محل میں آنے کی دعوت دی۔ ان کے کہنے پر
گیا اور کہتے ہیں کہ عاتس کو انہوں نے مال و دولت سے خوب نوازا۔ اب
بے دھڑک اس محل میں جاتا ہے۔ سلیوک اور اوغار کی خدمت میں حاضر ہوتا
خدمت بھی کرتا ہے اور ان کے پاس بیٹھتا بھی ہے اور ان سے خوب کھاتا پیتا
یہی ایک جوان ہے جس کے ساتھ سلیوک اور اوغار مخلص اور مہربان ہیں
کوئی بھی نطیاس کے محل میں داخل ہوتا ہے لوٹ کر نہیں آتا۔ میری ان
نگاہ میں رکھنے کے بعد نطیاس کے محل کا رخ کرنے کا فیصلہ کرنا۔ میں ایک
میاں بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے ارادے سے باز رہو۔ اس لئے کہ نطیاس
اور موت ہی موت ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ بھی نہیں۔
یہاں تک کہنے کے بعد جب خاموش ہو گیا تو یوناف کہنے لگا دیکھ آرگ تیری
تو نے ہمیں اس قدر تفصیل بھی بتائی اور ہمیں نطیاس کے محل میں داخل
ہونے سے روکا۔ پر دیکھ ہم دونوں میاں بیوی بڑے جنونی ہیں۔ ہم جو ارادہ کرتے ہیں
تک پہنچا کر رہتے ہیں۔ دیکھ آرگ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ محل میں داخل
بعد ہم ضرور لوٹ کر تیرے پاس آئیں گے۔ پر اس محل میں داخل ہونے کا
نہیں کر سکتے۔ ہم نے ہر صورت میں اس محل میں داخل ہونا ہے۔ اس یقین
کہ وہاں سے نکل کر واپس بھی آنا ہے۔ قبل اس کے کہ آرگ جواب میں
اور کیرش دونوں آگ کے پاس سے ہٹ کر نطیاس کے محل کی طرف چل
اس لئے کہ اب سورج غروب ہو گیا تھا۔ اور چاروں طرف گہری تاریکیاں پھیل

○

ایک چھوٹی سی پگڈنڈی تھی جو نطیاس کے محل کی طرف جاتی تھی۔ جو درختوں
جھاڑیوں اور لمبی لمبی بھوری گھاس میں سے ہو کر نطیاس کے محل کی طرف جاتی
پگڈنڈی پر یوناف اور کیرش تھوڑی دیر ہی آگے گئے ہوں گے کہ کیرش چونک کر
اپنا منہ وہ یوناف کے کان کی طرف لے گئی اور کسی قدر پریشانی میں وہ یوناف
گی۔
میرے حبیب۔ میں ایسا محسوس کرتی ہوں جیسے کوئی پر اسرار چیز جس پگڈنڈی
کے محل کی طرف جا رہے ہیں اس کے پہلو بہ پہلو سانپ کی طرح سرسراتی

ہوئی وہ بھی نیناس کے محل کی طرف جا رہی ہو۔ آپ نے شاید اس پگڈنڈی پر غور نہیں کیا۔ اور اس کی آواز کو سننے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن میں اس کی اپنے پورے ہوش و حواس میں سن چکی ہوں۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر تک کیرش کی طرف دیکھا پھر کیرش کا حوصلہ بڑھانے کے لئے اس نے اپنے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ کیرش میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر مند کیوں ہوتی آگے بڑھتے ہیں۔ میں اندازہ لگاتا ہوں کہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی آگے بڑھنے لگے تھے۔

تھوڑا سا آگے جا کر یوناف رک گیا اور بڑی رازداری میں اور انتہائی دھیمی آواز میں کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیرش تمہارا اندازہ درست ہے کوئی پر اسرار قوت پگڈنڈی کے پہلو بہ پہلو ہمارے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی سرسراہٹ بکھیرتی ہوئی آ رہی ہے۔ دیکھو تم پگڈنڈی پر آگے بڑھو۔ میں دائیں طرف جھاڑیوں میں دیکھتا ہوں کیا چیز ہے۔ اس پر کیرش نے فوراً یوناف کا بازو پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہنے لگی آپ کو ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گی۔ اگر پگڈنڈی سے اتر کر چلنا ہے تو میں بھی ساتھ چلوں گی۔ ورنہ دونوں میاں بیوی پگڈنڈی پر ہی چلیں گے۔ یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ جس پر یوناف بڑی خاموشی کے ساتھ ابلیکا کی طرف متوجہ ہوا تو کیرش بھی سمجھ گئی کہ ابلیکا نے لمس دیا ہے۔ لہٰذا وہ بھی آواز سننے کی کوشش کرنے لگی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب۔ میں تم دونوں میاں بیوی کی گفتگو سن چکی ہوں تم دونوں کے اندازے درست ہیں۔ سنو۔ ایک قوت واقعی سرسراہٹ پیدا کرتی ہوئی پگڈنڈی کے پہلو بہ پہلو نیناس کے محل کی طرف تمہارے ساتھ چل رہی ہے۔ اور سنو یہ کوئی اور نہیں سلیوک کی روح ہے جو ایک بہت بڑے سانپ کی صورت میں پگڈنڈی کے پہلو بہ پہلو تمہارے ساتھ ساتھ نیناس کے محل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ تم پر نگاہ رکھ رہا ہے۔ تمہاری راہ نہیں روکے گا۔ اس لئے کہ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ان کے محل میں داخل ہو اور وہ اسے اپنا لقمہ تر بنائیں۔ لہٰذا تم دونوں میاں بیوی خاموشی کے ساتھ بے دھڑک آگے بڑھتے رہو۔ میں بھی سلیوک کی روح کے سامنے نہیں آؤں گی اس پر اپنا آپ ظاہر نہیں کروں گی۔ بہر حال میں تم دونوں پر نگاہ ضرور رکھوں گی۔ بڑھو اور تم دونوں بھی بے شمار قوتوں کے مالک ہو۔ اور اگر کسی موقع پر میں نہ بھی ہوں تب بھی تم ان سب سے بڑی آسانی کے ساتھ نپٹ سکتے ہو۔ اب دوبارہ آگے بڑھو

...کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور کیرش دونوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ ...تھی۔ پھر دونوں میاں بیوی نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ...پھر وہ دونوں پہلو بہ پہلو نیناس کے محل کی طرف جانے والی پگڈنڈی پر آگے ...نے لگے تھے۔

...اور کیرش دونوں تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے جب محل کے قریب گئے تو ...دیکھا کہ محل کے قریب جہاں جھاڑیاں اور گھاس پھوس ختم ہو گئی تھی ان ...سے ایک شخص نکلا اور وہ بھی محل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ یوناف اور کیرش ...کہ وہ یقیناً" سلیوک کی روح تھی جو ان کے پہلو بہ پہلو پگڈنڈی کے ساتھ ...و صورت میں چلتی رہی تھی۔ جھاڑیوں سے نکل کر سلیوک محل کے باہر ...کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں مزید آگے بڑھے اور وہ ...اور کھڑی لڑکی کے قریب جا کر رکے۔

...اور کیرش دونوں نے دیکھا وہ لڑکی تقدیر کے لذت فشاں لمس میں بخت کی تعبیر ...' دیومالائی قصے میں صندلی تحریر جیسی پر جمال' راتوں اور خوشبوؤں کے طلسم ...پر ناچتی کرنوں جیسی خوش کن' گلابی حدت کے ہالے میں اجلی ہنسی اور ...میں زندگی کے سہاگ جیسی پر کشش تھی۔ جب کہ اس کے ساتھ کھڑا ...' اپنی شکل و صورت اور اپنی جسمانی ساخت سے لگتا تھا جیسے وہ سفاک ...میں تحریص کے زہر' تن کے سندر بن کی اعصاب شکن' ذلت و نحبت کی ...ابتلائی جبر میں کسی بشر گزیدہ جیسا کوئی انسان ہو۔

...اور کیرش دونوں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھتے رہے جب ...بھی بڑے تعجب اور بڑے شوق سے یوناف اور کیرش کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ ...حسین اور پر جمال لڑکی بولی۔ میرا نام اوغار ہے اور میرے ساتھ یہ میرا شوہر ...نام سلیوک ہے۔ ہم دونوں اس قدیم اور پرانے محل کے محافظ ہیں۔

...تک کہنے کے بعد اوغار رک گئی۔ یوناف اور کیرش دونوں نے اندازہ لگایا۔ ...ایسی تھی جیسے سیٹیاں بجاتی ہواؤں میں گیتوں کے آشرم کھڑے ہوئے ہوں' ...کے صنم کدے میں آبشاروں کی نغمگی جوش مارنے لگی ہو۔ جیسے گیان کی روشنی ...ایوان میں نغمگی کا ایک طوفان کھڑا کر دیا گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ لڑکی رکی ...اور کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

تم دونوں کون ہو اور اس محل کی طرف کیوں آئے ہو۔ اس پر یوناف
باری سلیوک اور اوغار کی طرف لمحہ بھر کے لئے دیکھا۔ پھر وہ بولا۔ ہم دونوں
ہیں۔ میرا نام یوناف ہے اور میری بیوی کا نام کیرش ہے۔ ہم نے اس محل کی
اور اس کے اسرار سن رکھے تھے۔ جس کی بناء پر ہم اسے دیکھنا چاہتے تھے۔ ہم
ہی ان علاقوں میں آئے ہیں۔ اور ایک قریبی سرائے میں ہم نے قیام کیا ہے۔ ا
اس قدیم اور پرانے محل کو دیکھنے آئے ہیں۔ اس پر اوغار تیز نگاہوں سے یونا
دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ محل کو دیکھنے کے لئے تم دونوں میاں بیوی دن کے وقت
آسکتے تھے۔ رات کے وقت آنے میں کیا راز ہے۔ اس پر یوناف بولا۔

اس میں راز کی کوئی بات نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی نے سوچا شاید دن
اس محل میں کوئی نہ رہتا ہو لیکن رات کے وقت تو کوئی نہ کوئی اس کی حفاظ
اس میں ضرور قیام کرتا ہو گا۔ بس اسی نظریے کے تحت ہم نے رات کے وقت
رخ کیا۔ اس پر سلیوک اپنی بھاری اور بھیانک سی آواز میں پہلی بار یوناف کو
ہوئے کہنے لگا۔

لیکن اس محل کی طرف آتے ہوئے لوگ ڈرتے اور خوفزدہ ہوتے ہیں
محل کے آس پاس رہنے والے لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس محل کے ا
رہتی ہیں جو آدم خور ہو چکی ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا مجھے ایسے قصے کہانیا
شوق ہے اور مجھے روحوں سے ملنے کا اور انہیں دیکھنے کا بھی بڑا تجسس ہے۔ ا
میں روحیں رہتی ہیں تو واقعی میں جانوں گا کہ میری ایک دیرینہ خواہش پوری
تم ہم دونوں پر یہ مہربانی کرنا۔ اگر اس محل میں روحیں رہتی ہیں تو ہمیں انہیں
موقع ضرور فراہم کرنا۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں اوغار کہنے لگی۔

دیکھو ہمارے اجنبی مہمانو! جہاں تک روحوں کا تعلق ہے تو میں تم پر سچائی
واضح کرتی ہوں کہ اس محل میں روحیں ضرور رہتی ہیں۔ اور وہ ہیں بھی آدم خو
یوناف نے فوراً" اوغار کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا اگر وہ روحیں جو اس محل میں
آدم خور ہیں تو تم دونوں میاں بیوی کو نقصان کیوں نہیں پہنچاتیں۔ اس پر اوغار
ہم دونوں میاں بیوی چونکہ اس محل کے بچپن سے خادم چلے آ رہے ہیں لہٰذا
ہمیں کچھ نہیں کہتیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ اگر تم دونوں میاں بیوی ہم دونوں
کو اپنے ساتھ ٹھہراؤ تو مجھے امید ہے کہ تمہاری وجہ سے وہ روحیں ہمیں بھی کچھ
گی۔ اس پر اوغار اپنے چہرے پر گہرا اور تحریص آمیز تبسم بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

تم دونوں میاں بیوی اس محل میں ہمارے ساتھ قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو
خوش قسمتی خیال کروں گی۔ تم جب تک چاہو اس محل میں قیام کر سکتے ہو۔
کی نظر محل کے صدر دروازے کے قریب بندھے ہوئے ایک بکرے پر پڑی۔
اشارہ کرتے ہوئے یوناف نے پوچھا یہ تمہارے محل کے سامنے بکرا کیسا بندھا
دونوں نے ریوڑ پال رکھا ہے۔ اس پر اوغار ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگی۔
ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل اس محل کے محافظ کی حیثیت سے آس پاس
کے لوگ ہماری بڑی عزت' بڑا احترام کرتے ہیں۔ وہ ہر ہفتے ہمیں ایک بکرا مہیا
اس کا گوشت تیار کر کے ہم پورا ہفتہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ تاکہ اس
کر کے اس کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکیں۔ اب تم دونوں میرے ساتھ
اتنی دیر باہر کھڑے رہنا اچھا نہیں ہے۔ اور پھر اب سردی بھی کافی بڑھ گئی
دونوں میاں بیوی سردی اور ٹھنڈ محسوس کر رہے ہو گے۔ اس کے ساتھ ہی
اوغار چلنے اور محل کے صدر دروازے کی طرف بڑھے۔ یوناف اور کیرش دونوں
بھی چپ چاپ ان کے پیچھے ہو لئے تھے۔

اور کیرش جب صدر دروازے کے اندر داخل ہوئے تو وہ دنگ رہ گئے۔
دیکھا کہ دروازہ خود بخود ان کے پیچھے بند ہو گیا تھا۔ سلیوک اور اوغار ان دونوں
مختلف کمروں سے گزارتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ یوناف اور کیرش دیکھتے
کمرے میں بھی وہ داخل ہوتے تھے اس کمرے کا دروازہ آپ سے آپ ان
ہو جاتا تھا۔ پھر اوغار اپنے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے یوناف
کر کہنے لگی۔ دیکھو یہ کمرہ تم دونوں میاں بیوی کے قیام کے لئے ہے۔ ہمارے
کھانے پینے کا سامان ہے وہ تھوڑی دیر تک ہم تم دونوں کو پیش کرتے ہیں۔
تم دونوں میاں بیوی یہاں آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوغار چلتے
نکل گئے تھے۔ ان کے کمرے سے نکلتے ہی اس کمرے کا دروازہ آپ سے
ہو گیا تھا۔

اور کیرش اس کمرے میں بیٹھ کر تھوڑی دیر تک سلیوک اور اوغار کی واپسی کا
رہے۔ جب کچھ دیر تک وہ نہ لوٹے تو یوناف اور کیرش ایک دوسرے کی
کن نظروں سے دیکھنے لگے۔ اس موقع پر یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کچھ کہنا
تھا کہ باہر انہیں کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دیں۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں
رہے پھر یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش آؤ۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں۔ انسانی اور حیوانی
روپوش ہو کر جائزہ لیں کہ ہمیں اس کمرے میں بند کرنے کے بعد سلیوک اور ا
رہے ہیں۔ اس پر کیرش یوناف کے پہلو سے پہلو ملاتے ہوئے بڑی راز داری میں
یہ نہ ہو کہ ہم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یہاں سے نکل جائیں تو وہ او
میں اس کمرے میں آن داخل ہوں۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ اگر ای
ہم دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کمرے میں آ موجود ہوں
اب دیکھیں وہ دونوں کیا کر رہے ہیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق
دونوں میاں بیوی اپنی جگہ سے اٹھے۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
سے نکل گئے تھے۔

دو کمروں سے گزرنے کے بعد یوناف اور کیرش جب تیسرے کمرے میں
انہوں نے دیکھا کہ سلیوک اور اوغار نے بکرے کو فرش پر گرا رکھا تھا اور پھر
کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے سلیوک نے وحشیانہ انداز میں اپنے دانتوں سے بکرے
کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد انہوں نے عجیب سے انداز اور تیزی کے ساتھ بکرے
اتاری۔ کھال اترتے ہی برسوں کے بھوکے بھیڑیوں کی طرح وہ دونوں بکرے کے
پر پل پڑے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بکرے کا سارا گوشت وہ دونوں کھا گئے اور ہڈ
نے کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک ٹوکری میں ڈال کر باہر پھینک دیں اور کر
خون گرا تھا اسے انہوں نے دھو کر صاف کر دیا تھا۔ یوناف اور کیرش چونکہ اپنی
کو حرکت میں لائے ہوئے تھے۔ انسانی اور حیوانی آنکھ سے وہ اوجھل تھے لہٰذا
اوغار دونوں انہیں نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ اس لئے کہ اس موقع پر سلیوک اور او
تجسیم میں کام کر رہے تھے۔

بکرے کا سارا کچا گوشت کھانے کے بعد لگتا تھا سلیوک اور اوغار دونوں
عالم طاری ہونا شروع ہو گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک جس کمرے میں وہ بیٹھے تھے
خاموشی رہی۔ اس کے بعد سلیوک اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ اوغار یہ لڑکی جس کا نام ہمیں کیرش بتایا گیا ہے تو نے اسے بڑے
دیکھا۔ میں نے بھی پوری توجہ سے اس کا جسمانی جائزہ لیا ہے۔ دیکھ اوغار مجھے وہ
اور بڑی اچھی لگی ہے۔ تو نے جائزہ لیا ہو گا وہ بن کے پھولوں، ساگر کی لہ
پرکشش، افراط کی خواہشوں، کیسر کی پنکھڑیوں جیسی شاداب، نرم جھرنوں کی ان
تن کے سندر پن میں بھرے مشک و عنبر جیسی حسین ہے۔ میں نے دیکھا اوغار اس

وں کی بارات۔ ستاروں کی زر تار کلیوں جیسا ہے۔ اس کا جسم رنگوں کی جھلمل،
موتیوں اور کسم کے پھولوں کی مانند ہے۔ اس کے ہونٹ خیالوں کے گلاب، نقشے
ہیں۔ اس کے رخسار ریشمی لہروں۔ سرخ اچھوتی کلیوں کے سے ہیں۔ اس کی
کی چھن چھن چوڑیوں کی کھنک اور نغمات برساتی فطرت کی سی ہے۔ میں نے یہ
اس کی سانسوں میں سلگتی خوشبو اور گلابوں کی تازہ مہک ہے۔
اوغار میں ارادہ کر چکا ہوں کہ کیرش جیسی حسین اور خوبصورت لڑکی کو اپنے
میں ضرور لا کر رہوں گا۔ چاہے مجھے اس پر جبر اور ستم ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔
تو جانتی ہے کہ حسن اور خوبصورتی میری سب سے بڑی کمزوری ہے۔ لہٰذا یہ
ہر صورت میں میرا شکار بن کر رہے گی۔ دیکھ اوغار میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ
تک اس کیرش کو میں اپنے جنسی تصرف میں رکھوں گا۔ جب میرا اس سے جی بھر
دوسرے شکار کی طرح میں اسے بھی اپنی خوراک بنا لوں گا۔
ک کی اس گفتگو کے جواب میں اوغار تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتی اور
پھر اس نے بڑے غور سے سلیوک کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ دیکھ سلیوک
اس معاملے میں تیری ہم خیال ہوں۔ جس طرح تو کیرش کو اپنے جنسی تصرف میں
عزم کر چکا ہے اسی طرح میں بھی یوناف کو اپنے جنسی تصرف میں لانے کا عزم کئے
جس طرح تو نے کیرش کی طرف غور سے دیکھا اور اس کا جسمانی جائزہ لیا اسی
نے یوناف کی طرف غور سے دیکھا اور اس کا خوب جسمانی جائزہ لیا۔ میں نے
یوناف گزرے وقت کی سم خونبار، لو کی دھول اڑاتے طوفانوں جیسا پیاس سے بے
ارے نئی رتوں کے قصے جیسا قوی، موسم بہار کی آہٹوں شام کے بے انت
جیسا مضبوط ہے۔ اس کی جسمانی اٹھان وحشت ناک داستانوں کی ساعت، اجنبی
فاصلوں میں لپٹی خاموشیوں اور ظلمتوں کے بھنور میں گھٹے سناٹوں کے رقص
اس کی جناگت ظلم کی بھتنات، ہواؤں کے جنوں، وقت کے کھردرے ہاتھوں
اس کی جوانی تاریکیوں کے تیز جھکڑوں، گزرے خونی وقت زندگی کے ہر حصار کو
کے ستم کی آگ جیسی ہے۔ اس کی مردانگی آندھیوں اور ہواؤں کی رفتار میں
لوں کی بارش کی مانند ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ یوناف اپنی جنس میں ہزاروں
والے طوفانوں، گرجتی دھاڑتی آندھیوں کی طرح ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے
وں کی بغاوتوں میں ہڈیاں چٹخاتے لاوے جیسے اس جوان کو میں ضرور اپنے جنسی
میں لا کر رہوں گی۔ خواہ اس کے لئے مجھے تمہاری طرح جبر اور ستم سے ہی کیوں کام

لینا پڑے۔

یہاں تک کہنے کے بعد اوغار تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ پھر وہ بولی۔ دیکھ تمہاری طرح میں بھی کچھ عرصہ تک یوناف کو اپنے جنسی تصرف میں رکھوں گی۔ دیکھوں گی کہ میرا جی اس سے بھرتا جا رہا ہے تب میں بھی اپنے دیگر شکاروں کی طرح لقمہ تر بنا کر اس کا بھی خاتمہ کر دوں گی۔

اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی۔ لگتا تھا سلیوک اور دونوں ہی اپنی اپنی سمتوں میں کسی سوچ میں غرق ہو گئے ہوں۔ اس کے بعد سلیوک اپنی گردن سیدھی کی۔ اوغار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

دیکھ اوغار اس یوناف اور کیرش کے معاملے میں ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہمیں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جس کی بناء پر ان دونوں پر یہ ظاہر ہو جائے انسان نہیں بلکہ وہ بدروحیں ہیں جو انتہائی مافوق الفطرت اور خرق عادت قوتیں رکھ ہمیں ان کے ساتھ اپنے سلوک' اپنے رویئے سے یہی ظاہر کرنا ہو گا کہ ہم ان دو ہی انسان ہیں اور ان کے لئے انتہائی مہربان شفیق' نرم اور خیر خواہ ہیں تاکہ وہ ہم اور بھروسہ کریں۔ ہم پر اعتماد اور بھروسہ جتنے کے بعد ہم ان دونوں کو اپنے اپ تصرف میں لانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ جواب میں اوغار بولی۔

دیکھ سلیوک اس معاملے میں میں پوری طرح تمہارے ساتھ اتفاق کرتی ہو طرح تم چاہو گے ایسا ہی ہو جائے گا۔ میں ان دونوں کے ساتھ بڑی نرمی' بڑی پیش آوں گی تاکہ وہ ہم دونوں پر کسی بھی قسم کا شک اور شبہ نہ کر سکیں۔ اوغار خاموش ہوئی تو سلیوک پھر بولا۔

دیکھ اوغار میں تمہارے لئے ایک نئی خبر بھی رکھتا ہوں۔ اس پر اوغار نے سلیوک کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ کیسی نئی خبر۔ جواب میں سلیوک کہنے لگا۔

دیکھ اوغار تو جانتی ہے کہ ہمارے قریب ہی جو یہودی درویش آرگ کا جھ اس کے تھوڑے ہی فاصلے پر پشت کی طرف یہاں کی قریبی بستیوں کا ایک قبرستا اس پر اوغار سلیوک کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ میں نے وہ قبرستان کئی بار دیکھ لیکن اس قبرستان کے حوالے سے تم کیا نئی بات کہنا چاہتے ہو۔ ہمارے استاد گم اور ہم دونوں کے انسانی جسموں کو بھی اسی قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ یہ علیحدہ کہ ہمارے پاس عجیب و غریب قوتیں تھیں جن کی بنا پر ہم اپنی روحوں کو عجیب انداز میں حرکت میں لاتے ہوئے یہ موجودہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

پھر بولا۔

دیکھ اوغار جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قبرستان میں پہلے صرف اکیلا گورکن رہتا تھا جس کا نام ملکا تھا۔ میرے خیال میں اس بوڑھے گورکن کو تم نے بھی دیکھا ہے۔ اس پر اوغار فوراً" بولی۔ ہاں میں نے ملکا نام کے گورکن کو ایک نہیں کئی بار دیکھا ہے۔ اس پر سلیوک کہنے لگا۔ اگر یہ معاملہ ہے تو دو دن ہوئے اس ملکا کے پاس دو مہمانوں نے قیام کر رکھا ہے ان دو مہمانوں میں سے ایک انتہائی حسین اور پر کشش نوجوان ہے جس کا نام تمیم ہے اور ایک انتہائی خوبصورت پر جمال لڑکی ہے جس کا نام بوران ہے۔ یہ تمیم اور بوران دونوں بہن بھائی ہیں اور گورکن ملکا کی بہن کے بیٹی بیٹا ہیں۔ دونوں بہن بھائی اپنے ماموں ملکا سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ گورکن ملکا کے پاس قیام کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تک ہمارے اس قیام کرنے والے یوناف اور کیرش کو پوری طرح ہم اپنے اعتماد اور بھروسے میں لیتے اس وقت تک ہمیں چاہئے کہ تمیم اور بوران کو اپنے جنسی تصرف میں لے لیں۔ اس معاملے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جواب میں اوغار بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ سلیوک میں اس معاملے میں پوری طرح تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تو چاہتی ہوں کہ تم اس کام کی ابتدا کریں۔ جواب میں سلیوک کہنے لگا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ سن۔ سنو آج آدھی رات کے قریب جب کہ ہر طرف سناٹا اور ہو کا عالم ہو گا ہم جنگلی بھیڑیوں کے روپ میں قبرستان کے اندر گورکن ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہوں گے۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ تینوں خوفزدہ ہو جائیں گے۔ اسی خوفزدگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں تمیم کو اٹھا لوں گا تم بوران کو اٹھا لینا اور دونوں کو اپنے اس محل میں لے آئیں۔ جب تک انہیں اپنے تصرف میں رکھیں گے۔ اور ان سے اپنا جی بھرنے کے بعد انہیں بھی خوراک بنا لیں گے۔ کہو کیسا رہے گا۔ اس پر اوغار سلیوک کی تائید کرتے ہوئے

دیکھ سلیوک آج آدھی رات کے وقت تمہارے پروگرام کے مطابق ہم ضرور اس میں داخل ہوں گے۔ اور تمیم اور بوران کو اٹھا کر یہاں لانے کی کوشش کریں گے۔ اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یوناف اور کیرش چاہئے۔ وہ دونوں اکیلے بیٹھے ہوں گے۔ اور یہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ ہم بد اخلاق اور بدسلوک قسم کے لوگ ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اٹھ کر ان کے

کمرے کی طرف جانا چاہئے اور ان سے معذرت کرنی چاہئے کہ اس وقت ہمارے
کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ کل ان کی خوراک اور آرام کا خاطر خواہ بندوبست
ہے۔ اوغار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔ ہاں تمہارا کہنا درست ہے
تھوڑی دیر کے لئے یوناف اور کیرش کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں۔

اسی وقت یوناف اور کیرش بھی حرکت میں آ گئے۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
لاتے ہوئے وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ بیٹھے ہوئے
یوناف فورا" بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ کیرش ہمیں فورا" ایک
سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کمرے سے نکلنا چاہئے۔ تم دیکھتی ہو
دروازے سے ہم اس کمرے میں داخل ہوئے ہیں اس دروازے کے علاوہ اس
ایک پشتی دروازہ بھی ہے جو پیچھے جنگل کی طرف کھلتا ہے۔ یہ دروازہ باہر کی
مقفل ہے۔ آؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے باہر سے اس دروازے
اور پھر واپس سرائے میں اپنے کمرے کی طرف جائیں۔ یہاں قیام کے دوران ہمیں
اور اوغار کے ایک اور پہلو کا پتہ چلا ہے اور وہ یہ کہ دونوں ایک طرح کے جنسی
ہیں۔ لہذا اب ہمیں بڑی دیکھ بھال اور احتیاط کے ساتھ ان پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔
یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت
پہلے وہ اس کمرے سے نکل کر پشتی جنگل میں نمودار ہوئے۔ دروازے کے باہر
اور زنگ آلود قفل لگا ہوا تھا اسے اپنی سری قوتوں کے ذریعے یوناف نے کھول
دروازہ بھی اس نے کھول دیا۔ اس کے بعد وہ جنگل میں محل کے گرد چکر لگاتے
سمت جانے کی کوشش کرنے لگے تھے جس طرف یہودی آرگ کا جھونپڑا تھا۔

جوں ہی سلیوک اور اوغار اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں انہوں
اور کیرش کو بٹھایا تھا تو وہ دنگ رہ گئے اس لئے کہ یوناف اور کیرش اس کمرے میں
تھے۔ اس موقع پر اوغار نے بڑی پریشانی سے سلیوک کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے
دھیمی بلکہ رازدارانہ آواز میں سلیوک کو مخاطب کر کے پوچھا سلیوک یہ یوناف اور کیرش
غائب ہو گئے ہیں۔ اسی کمرے میں تو ہم ان دونوں کو بٹھا کر گئے تھے۔ اس پر سلیوک
بڑی پریشانی اور جستجو سے سارے کمرے کا جائزہ لیا پھر وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس
کے پشتی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اوغار اس کمرے کے پشتی
کو دیکھ وہ کھلا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اسی دروازے سے وہ باہر نکل گئے ہیں۔
اوغار نے بڑے خوفزدہ سے انداز میں سلیوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ اس دروازے کو کھول کر باہر کیسے نکل گئے۔ تم جانتے ہو برسوں سے یہ
باہر سے مقفل تھا۔ اور وہ قفل ایسا مضبوط اور پائیدار تھا کہ کھل بھی نہیں سکتا تھا۔
مقفل دروازے کو یوناف اور کیرش کیسے کھول کر چلے گئے۔ کیا ان کا کوئی اور ساتھی
جس نے باہر سے دروازہ کھولا ہے۔ اور یہ دروازہ کھلنے کے بعد دونوں میاں بیوی
گئے ہوں۔ اس پر سلیوک فورا" کہنے لگا۔ دیکھ اوغار یہ بحث بعد میں بھی کی جا سکتی
قفل کیسے کھلا۔ دروازہ کس نے کھولا اور کیسے وہ باہر نکل گئے۔ آؤ پہلے یوناف اور
تعاقب کریں اور دیکھیں وہ کس سمت جاتے ہیں۔ جواب میں اوغار نے کچھ بھی
وہ دونوں بڑی تیزی سے پشتی کمرے سے نکل کر یوناف اور کیرش کا تعاقب کرے

سلیوک اور اوغار ایک طرح سے یوناف اور کیرش کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے
تھوڑی ہی دور جا کر انہوں نے یوناف اور کیرش کو جا لیا۔ سلیوک نے آواز دیتے
سنو میرے دونوں مہمانو، میری بات تو سنو۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ سلیوک کے
پکارنے پر یوناف اور کیرش دونوں محل کے پچھواڑے کے گھنے جنگل میں رک
سلیوک اور اوغار دونوں تیزی سے چلتے ہوئے یوناف اور کیرش کے پاس آئے۔
بڑی ہمدردی چاہت اور محبت میں کہنے لگا۔ یہ تم دونوں کو کیا ہوا کہ اچانک تم
سے نکل کر چل دیئے۔ جب کہ تم نے تو ہمارے اس محل میں قیام کرنے کا
رکھا تھا۔ اور پھر یہ بات ہمارے لئے مزید تعجب خیز ہے کہ وہ دروازہ تو باہر سے
تم دونوں میاں بیوی نے وہ دروازہ کھول کیسے لیا۔ اس پر یوناف فورا" کہنے لگا۔
ہمارے دونوں مہمانو! تم دونوں میاں بیوی ہمیں اس کمرے میں بٹھا کر چلے
تھوڑی دیر تک اس کمرے میں بیٹھ کر تم دونوں کا انتظار کرتے رہے پھر ایسا ہوا کہ
پشتی دروازہ باہر سے کسی نے کھولا۔ پہلے کسی نے قفل میں چابی لگا کر قفل کھولا
دروازے کے دونوں پٹ کھول دیئے۔ جب ہم دروازے کے قریب گئے تو ہم
وہاں کوئی نہ تھا۔ ہم دونوں میاں بیوی باہر نکلے کہ دیکھیں دروازہ کس نے کھولا
ہم یہاں تک آئے ہیں اور اس شخص کو ہم تلاش نہیں کر سکے جس نے وہ تالا
وہ دروازہ کھلنے سے ہم دونوں اپنی جانوں کے لئے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔
قفل کھولنے والے کو تلاش کرنے لگے۔ کیا تم میں سے کسی نے اس عقبی دروازے
نہیں کھولا۔ اس پر سلیوک نے اپنے پہلو میں کھڑی اوغار کی طرف بڑی گہری
اور سوالیہ سے انداز میں دیکھا۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کرنے کے بعد

سلیوک یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نہیں ہر گز نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی میں سے کسی نے بھی اس کمرے
دروازہ نہیں کھولا۔ ہم دونوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ وہ کون سا ایسا شخص
جس نے اس محل میں دخل اندازی کی۔ اور برسوں پرانے اس تالے کو کھول درو
کھول دیا۔ اور تمہیں خوفزدہ اور ہراساں کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال فکر مند ہو
ضرورت نہیں ہے تم دونوں میاں بیوی ہمارے ساتھ آؤ۔ اسی کمرے میں قیام کرو۔
کمرے کو اندر اور باہر دونوں طرف سے مقفل کر دیتے ہیں اور پھر یہ دیکھتے ہیں کہ
وہ دروازہ کھولا۔ یقین رکھو ہم ہر صورت میں اس شخص کو تلاش کر کے رہیں گے ج
وہ دروازہ کھول کر تم دونوں کو ہراساں کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس ساری گفتگو میں یوناف اور کیرش نے محسوس کیا کہ سلیوک اور اوغار آ
جھپکتے تھے۔ اور ان کی آنکھیں لگتا تھا جیسے پتھر کی طرح منجمد ہوں۔ تھوڑی دیر تک
نے باری باری دونوں کو غور سے دیکھا پھر وہ کہنے لگا اب جب کہ ہم اس کمرے
آئے ہیں تو میرے خیال میں ہم پھر کسی وقت تم دونوں کے پاس آئیں گے۔ اس ک
بیٹھ کر ہم دونوں نے تمہارا کافی انتظار کیا۔ جب تم نہیں لوٹے تو ہم دونوں نے ک
لگا کہ تم ہم سے ملنے پر خوش نہیں ہو۔ اس پر اوغار نے فوراً یوناف کی
ہوئے کہا۔ ہرگز نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو تمہیں اس محل
آمدید کہتے ہیں۔ یوں جانو کہ تم دونوں کی حیثیت ہمارے یہاں اس محل میں
عزت مہمان کی سی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ محل میں اس وقت تم دونوں کو
لئے کوئی چیز نہ تھی۔ لہذا ہم دونوں میاں بیوی پشیمان اور شرمندہ سے ہو کر ا
میں بیٹھ گئے تھے کہ تم لوگوں کی کیا خدمت اور میزبانی کریں۔ بس اسی سوچ
دونوں کے پاس لوٹنے میں ہمیں تاخیر ہوئی۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

اگر یہ معاملہ ہے تو پھر میں اور کیرش جاتے ہیں۔ سرائے میں جا کر کچھ
گے۔ اس کے بعد پھر کسی دن تم دونوں سے ملنے کے لئے آئیں گے۔ اس پر ا
بولی۔ یہ زیادتی ہے۔ آپ دونوں کو اس طرح ہمارے سے بے بسوں اور اجنبیوں
رخصت نہیں ہونا چاہئے۔ اس بار کیرش اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ
جب تمہارے پاس ہمیں پیش کرنے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں تو میں سمجھتی ہوں
کرنا کچھ اچھا نہیں۔ ہم چند دنوں تک پھر آئیں گے۔ اپنے اور تمہارے لئے
کچھ کھانے پینے کا سامان بھی لے کر آئیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ویرانوں

اس محل میں تم دونوں کو کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں میسر نہیں۔ اور میرا یہ
اندازہ ہے کہ آس پاس کی بستیوں کے لوگ تم دونوں سے تعاون بھی نہیں کرتے اس پر
کہنے لگی۔ تمہارا اندازہ درست ہے کیرش لیکن اس کے باوجود ہم تم جیسے مہمانوں کو
اس محل میں خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر یوناف فیصلہ کن انداز میں
ابھی ہم چلتے ہیں پھر کسی روز ضرور تم دونوں کی طرف چکر لگائیں گے۔

اس بار سلیوک بولا۔ چونکہ یہ محل تقریباً جنگل میں واقع ہے اس کے پشتی حصہ
خصوصیت کے ساتھ دور دور تک جنگل پھیلا ہوا ہے اور اس جنگل میں ہی نہیں بلکہ
محل کے سامنے اور دائیں بائیں بھی کافی تعداد میں زہریلے سانپ پائے جاتے ہیں بلکہ
لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس محل کے اطراف واقع اس جنگل میں بڑے خونخوار
بھی پائے جاتے ہیں۔ لہذا میں تم دونوں کو نصیحت کروں گا کہ کسی نہ کسی طرح آج
اس محل میں کاٹو صبح جب تم رخصت ہونا چاہو گے تو ہم تمہاری راہ نہیں روکیں
رات میں تم دونوں کی سلامتی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

سلیوک کی اس نصیحت کے جواب میں یوناف کہنے لگا۔ دیکھو سلیوک میں تمہارا شکر
ہوں کہ تم میری اور کیرش کی سلامتی پر فکر مند ہو لیکن اب جب کہ ہم دونوں واپس
ارادہ کر ہی چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں
میں آپ دونوں سے رخصت کی اجازت لیتا ہوں۔ اس وعدہ کے ساتھ کہ چند
ہم دونوں پھر لوٹ کر آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے کیرش کا ہاتھ پکڑا
طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ آؤ کیرش! اب چلیں۔ کیرش چپ چاپ اس کے
تھی۔ تھوڑا سا آگے جا کر یوناف اور کیرش نے پیچھے مڑ کر دیکھا' سلیوک اور
تک وہیں کھڑے تھے۔ پھر ان کی طرف سے نگاہیں ہٹا کر یوناف اور کیرش تیزی
بڑھنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ایک دم یوناف کی گردن پر
لمس دیا پھر ابلیکا کی گھبرائی اور پریشان سی آواز سنائی دی۔ اور وہ کہنے لگی۔ یوناف
دونوں سنبھل جاؤ۔ سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تم
چند قدم آگے بہت بڑے اژدھوں کی شکل میں اپنا پھن اٹھائے تمہاری راہ
ہوئے ہیں وہ ہر صورت میں تمہیں واپس محل میں لے جانا چاہتے ہیں۔ لہذا محتاط
اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ان سے بچ نکلنے کی کوشش کرنا۔ اس میں
تمہیں دینا چاہتی تھی۔ تم فکر مند مت ہونا اگر ان دونوں نے تمہیں کوئی نقصان

پہنچانے کی کوشش کی تو میں یہیں ہوں اور ان دونوں کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کروں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا لس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔

ابلیکا کی اس اطلاع پر یوناف نے کیرش کے کان میں کچھ سرگوشی کی۔ کیرش لمحہ بھر کے لئے فکر مند ہوئی تھی پھر جب اس نے دیکھا کہ یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ ہے تو اس نے بھی مسکراہٹ اپنے لبوں پر بکھیر لی تھی۔ پھر دونوں یہاں سے آگے بڑھے۔ چند ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ ان کے سامنے سیاہ رنگ کے دو بڑے بڑے اژدھے کھڑے تھے۔ ان کی آنکھیں چار بڑے بڑے قمقموں کی شکل میں چمک رہی تھیں۔ ان کی چمک براہ راست یوناف اور کیرش پر پڑ رہی تھی۔ وہ اژدھے اتنے بڑے تھے کہ رات کی تاریکی میں وہ جنگل کے اندر کھڑے ستون کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ ابلیکا ان دونوں اژدھوں کے متعلق یوناف اور کیرش کو پہلے ہی مطلع کر چکی تھی۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف اور کیرش مصنوعی انداز میں چونک سے پڑے اور پھر ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے واپس بھاگے اور جھاڑیوں کے ایک بہت بڑے جھنڈ کے پیچھے چلے گئے تھے۔ یوں اپنے سامنے بھاگتے دیکھ کر دونوں اژدھے بھی پھنکارتے ہوئے ان کے پیچھے لپکے تھے۔ دوسری طرف یوناف اور کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جنگل سے نکل کر وہ یہودی درویش آرگ کے پاس جانمودار ہوئے تھے۔

دونوں اژدھے جب جھنڈ کے قریب آئے جس کی اوٹ میں یوناف اور کیرش چھپے تھے جب انہوں نے وہاں کچھ نہ دیکھا تو تھوڑی دیر تک دونوں اژدھوں نے حیرت کے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر رات کی تاریکی میں دونوں اژدھے سکڑنے لگے آئے اور چند ہی لمحوں بعد انہوں نے سلیوک اور اوغار کا روپ دھار لیا تھا۔ روپ بدلتے ہی سلیوک بولا اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یوناف اور کیرش دونوں ہی اسی جھنڈ کے پیچھے آکر چھپے تھے۔ ہم نے ان کے پیچھے آنے میں بالکل کوئی دیر بھی نہیں کی پھر وہ یوں لمحوں کے اندر کیسے اور کدھر غائب ہو گئے ہیں اس پر اوغار جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

جہاں تک میں اندازہ لگا چکی ہوں وہ یہاں کہیں نزدیک نہیں ہیں اس لئے کہ نزدیک کہیں بھی مجھے انسانی جسم کی بو باس نہیں آ رہی وہ یہاں سے بھاگ کر کہیں جا چکے ہیں۔ اس پر سلیوک پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ لیکن اس قدر جلدی کے اندر وہ بھاگ کر کیسے اتنی دور جا سکتے ہیں کہ ہماری حسیات سے بھی باہر نکل گئے ہیں اوغار جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

...اف اور کیرش کے اس طرح غائب ہو جانے سے مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ عام ...ہیں۔ اگر وہ عام انسان ہوتے تو رات کی تاریکی میں جنگل کے اندر دو اژدھوں ...سامنے دیکھ کر ان پر دہشت طاری ہو جاتی اور وہ بے ہوش ہو کر گر جاتے۔ انہوں ...مندی اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر وہ پیچھے بھاگے۔ ...آئے اور پھر نجانے کہاں غائب ہو گئے۔ ایسا ہر کوئی نہیں کر سکتا یہ بڑی ...مندی کا کام ہے۔ اور ہمیں اب یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس یوناف اور کیرش کی ...ہے۔ اور کونسا حربہ استعمال کرتے ہوئے یہ ساعتوں کے اندر جھاڑیوں کے اس ...ری حسیات کی حدود سے بھی باہر نکل گئے ہیں۔

...نے اوغار کی اس گفتگو کو بڑے انہماک سے سنا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ ...رہا۔ اس موقع پر اوغار پھر بولی اور پوچھنے لگی۔ آخر تم کس موضوع پر سوچ ...وک بولا اور کہنے لگا۔ محل کا پشتی دروازہ جو برس ہا برس سے بند تھا وہ کیسے ...کس طرح یوناف اور کیرش اس دروازے سے نکل کر ہمارے ہاتھوں سے بچ ...ب ہو گئے۔ اس پر اوغار بولی اور کہنے لگی میں بھی پریشان ہوں کہ یوناف اور ...کمرے کے اندر تھے۔ گو اس کمرے کا دروازہ اندر سے بھی بند تھا۔ لیکن ...ں تو کمرے کے باہر بہت بڑا قفل لگا ہوا تھا اور اس قفل کا کسی عام آدمی کا ...یں بلکہ ناممکن تھا۔ اس پر سلیوک کہنے لگا۔

...تو نہیں کہ یہ حرکت یہودی درویش آرگ نے کی ہو۔ اس لئے کہ اپنی ...اور کیرش دونوں نے یہودی درویش آرگ کا ذکر کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ...آرگ کے خوب جاننے والے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آرگ ان دونوں کو ...ے بچانا چاہتا ہو اور پشتی دروازہ کھول کر اس نے ان دونوں کو محل سے ...فراہم کیا ہو۔ اس پر اوغار کہنے لگی تمہارا اندازہ بھی درست ہو سکتا ہے ...ودی درویش آرگ نے یہ حرکت کی ہے تو وہ بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ نہ ...سلیوک نے بے پناہ غصہ اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہو کہا۔ بس اوغار یوں ...رات اس یہودی درویش آرگ کی زندگی کی آخری رات ہو گی۔ اس کے ...اور اوغار نے پھر اپنا روپ بدلا اور دو چھوٹے سانپوں کی شکل میں وہ محل ...کے اندر سرسرانے لگے تھے۔

...اور کیرش دونوں یہودی درویش آرگ کے جھونپڑے کے قریب نمودار ...دار ہوتے ہی یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آؤ کیرش آرگ کے

جھونپڑے میں داخل ہوتے ہیں اور اسے بتاتے ہیں کہ ہم دونوں نطیاس کے محل
ہوئے۔ وہاں تھوڑی دیر قیام کیا اور وہاں سے بحفاظت نکل کے اس کی طرف
اس پر کیرش فوراً بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب۔ ہم ضرور آرگ کے جھونپڑے میں داخل ہو
آرگ کے پاس جانے سے پہلے ہمیں قبرستان کے گورکن ملکا' اس کے بھا
بھانجی بوران سے متعلق بھی کچھ سوچنا ہو گا۔ آپ نے سلیوک اور اوغار کی
آج آدھی رات کے قریب گورکن ملکا کی رہائش میں داخل ہو کر تمیم اور بوران
کی کوشش کریں گے اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ پچھلی پیریوں کے روپ
ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہوں گے اور تمیم اور بوران کو اٹھا کر محل میں
جہاں وہ انہیں اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ بنائیں گے اور جب جی بھر جائے گا
خوراک بنا ڈالیں گے۔

کیرش کی یہ گفتگو سن کر یوناف کسی قدر سنجیدہ ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا۔

تھوڑی دیر تک آرگ کے پاس بیٹھتے ہیں۔ یہاں سے نکل کر سیدھے سرائے
گے۔ وہاں کھانا کھانے کے بعد قبرستان کا رخ کریں گے۔ گورکن ملکا سے
آنے والے حالات سے اسے آگاہ کرتے ہوئے ان کی حفاظت کا بندوبست کر
پر کیرش بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب بس میں آپ کے منہ سے ایسے ہی الفاظ سننا
نے یہ بات کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ آئیں اب آرگ سے ملتے ہیں
سرائے کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں دونوں میاں بیوی کھانا کھانے کے بعد پھر
رہائش گاہ کا رخ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں پہلو
کے جھونپڑے میں داخل ہوئے تھے۔

جونہی دونوں میاں بیوی جھونپڑے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا
درویش آرگ ابھی تک جاگ رہا تھا۔ سردی چونکہ اپنے عروج پر تھی لہذا آرگ
کچی مٹی کی انگیٹھی میں آگ سلگ رہی تھی۔ یوناف اور کیرش دونوں کو
میں دیکھتے ہوئے آرگ چونک سا پڑا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ یوناف
بڑھے پھر یوناف آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ آرگ ہم تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھنا چاہتے ہیں آپ
داخلے اور قیام کا برا تو نہیں مانیں گے۔ اس پر آرگ بے پناہ شفقت اور

کہنے لگا۔ میرے بچو میں تمہاری آمد پر بے حد خوش ہوں' برا کیوں مانوں گا۔
ساتھ تمہاری یہاں موجودگی سے میرے حوصلوں' میرے ولولوں میں پختگی آئی
ساتھ ہی آرگ پھر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے یوناف اور کیرش
اور اپنے ہاتھ انہوں نے مٹی کی انگیٹھی میں جلتی آگ پر پھیلا دیئے تھے۔ پھر
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے بزرگ ہم دونوں میاں بیوی اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے
بتائیں کہ ہم دونوں نہ صرف یہ کہ نطیاس کے محل میں داخل ہوئے بلکہ
نے ہم دونوں کا بہترین استقبال کیا۔ ہمیں محل کے ایک کمرے میں بٹھایا۔
بیٹھے پھر ہم وہاں سے نکل کر آپ کی طرف آ گئے۔ اس پر آرگ شک و
یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

جو بات تم نے کہی ہے میرا جی اسے ماننا نہیں گو میں ظاہری طور پر تمہاری
اظہار کر لیتا ہوں لیکن یقین مانو میرا دل اسے تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار
اس لئے کہ آج تک جو بھی نطیاس کے اس محل میں داخل ہوا اپنی جان سے
اور اسے محل سے باہر نکلنا نصیب نہ ہوا۔ پھر میں کیسے یقین کر لوں کہ تم
داخل ہوئے اور وہاں سے تم سلامتی کے ساتھ نکل آئے۔ اس پر یوناف پھر

آرگ آپ کو ہماری اس گفتگو پر یقین اور اعتماد کرنا ہی ہو گا۔ اگر آپ کہیں
سلیوک اور اوغار کا حلیہ بتا دوں۔ جب کہ اس سے پہلے ان کو ہم میاں بیوی
اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو محل کے سارے اندرونی حصے کی تفصیل بھی
آپ پسند کریں تو میں آپ کو محل کے اطراف کی صورتحال بھی بتاؤں کہ اس
گھنا اور کس طرف کم گھنا جنگل ہے۔ کیا میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ محل
بستی کے لوگوں نے جو آج بکرا سلیوک اور اوغار کے لئے پیش کیا تھا اس
بات ہم نے یوں ہوتے دیکھی کہ سلیوک نے اپنے تیز اور خونخوار دانتوں سے
حلقوم کاٹ ڈالا۔ پھر عجیب سے وحشیانہ انداز میں سلیوک اور اوغار نے اس
کھال کو اتارا اور پھر سارا بکرا وہ دونوں میاں بیوی مزے لے کر کھا گئے۔ اور
ہڈیاں میں ڈال کر باہر پھینک دیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے کسی کو یوں
بکرا کچا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

یوناف کے اس انکشاف پر آرگ چونک سا پڑا پھر وہ بڑے عجیب سے انداز میں

یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ جو گفتگو میرے عزیز تم نے کی ہے وہ اس
اور پختہ ثبوت ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یقیناً" نلیاس کے محل میں داخل ہو کر
بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہو۔ تمہارے اس معرکے، تمہاری اس کامیاب
دونوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اب بولو تمہارا کیا ارادہ ہے۔

یوناف بڑی انکساری سے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ آرگ اس وقت
بیوی کیرش دونوں سرائے کی طرف جائیں گے کیونکہ ہم بھوک محسوس کر
کے بعد پھر کسی روز ہم سلیوک اور اوغار سے ملنے نلیاس کے محل میں داخل
کوشش کریں گے۔ اب ہم دونوں آپ سے اجازت لیں گے کیونکہ اب ہم
کریں گے۔ جواب میں آرگ مسکرا کے رہ گیا۔ جب کہ یوناف اور کیرش دونوں
آرگ کے جھونپڑے سے وہ نکل گئے تھے۔

○

یوناف اور کیرش ابھی تھوڑا ہی دور گئے ہوں گے۔ وہاں جا کر وہ اپنی
حرکت میں لا کر غائب ہونا ہی چاہتے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے آرگ کے
ایک ہولناک اور موت کو پکارتی ہوئی چیخ سنی۔ یہ چیخ یقیناً" آرگ ہی کی تھی۔
کیرش سہم سی گئی پھر اس نے یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور خوفزدہ سے لہجے میں کہا
ہے یہ چیخ آرگ کی ہے چونکہ اسی کے جھونپڑے سے بلند ہوئی ہے۔ لگتا ہے
نے وحشیانہ انداز میں حملہ کر دیا ہے۔ جواب میں یوناف نے کچھ نہ کہا۔
ہاتھ پکڑ کر آرگ کے جھونپڑے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ کیرش بھی پوری
بھاگتی ہوئی یوناف کا ساتھ دے رہی تھی۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی جب بھاگتے ہوئے آرگ کے
آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آگ کی انگیٹھی کے پاس آرگ زمین پر بے
یوناف نے آگے بڑھ کر جب اس کا جائزہ لیا تو دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا آرگ
جسم نیلا ہو چکا تھا اور اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے
فکر مندی سے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ لگتا ہے اسے کسی
سانپ نے ڈس لیا ہے۔ کیرش اپنا منہ یوناف کے قریب لے گئی اور کہنے لگی۔
تاریکی میں ہمارے اس کے پاس سے رخصت ہونے کے بعد سلیوک اور اوغار
کون اسے ڈس سکتا ہے۔ کیرش کی اس گفتگو سے یوناف کے چہرے پر اضطراب

ہوئے بکھر گئے تھے۔ اس نے آرگ کی نبض پر ہاتھ رکھا اس کے چہرے پر ہلکی سی
نمودار ہوئی اور وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا آرگ ابھی زندہ ہے مرا نہیں
اس کا زہر دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری
حرکت میں لایا۔ اپنے دانت اس نے آرگ کے بازو میں گاڑھ دیئے تھے پھر اس
کے ساتھ اس نے سانس کھینچا کہ آرگ کے جسم میں پھیلا ہوا سارا زہر چوس کر
اپنے منہ میں جمع کیا اور پھر اسے باہر پھینک دیا تھا۔

یوناف کی اس کارروائی سے آرگ سنبھل گیا۔ اس کی جسمانی رنگت بھی ٹھیک ہو
سے خون بہنا بھی بند ہو گیا تھا۔ یوناف جھونپڑی کے ایک کونے میں گیا وہاں پانی
برتن پڑا ہوا تھا۔ اس سے پانی لے کر دو تین بار اس نے کلی کی اتنی دیر تک کیرش
ہوئے کر آرگ کو اٹھایا اور انگیٹھی کے پاس لا بٹھایا۔ تھوڑی دیر تک آرگ بڑی
کبھی یوناف اور کبھی کیرش کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کی سہمی سہمی اور خوفزدہ
سنائی دی۔

میرے دونوں اجنبی اور نا آشنا مہمانو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جنہیں ادا کر کے
دونوں کا شکریہ ادا کر سکوں۔ دیکھو جو کچھ میرے ساتھ بیتی اس کے بعد میرا بچنا
تھا لیکن تم دونوں میاں بیوی نے میرے لئے ناممکن کو ممکن کر دیا۔ میں نے دیکھ لیا
میرے جسم میں زہر پھیل چکا تھا۔ میرے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔ بلکہ یوں جانو کہ
موت کے فرشتوں کو اپنے سامنے حرکت کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ لیکن تم نے میری
سانسوں کو زندگی میں بدل دیا۔ یوں جانو کہ آج رات کی تاریکی میں پہلی بار میں
نے اصلیت کو جانا اور پہچانا ہے۔

سنو میرے بچو۔ تم دونوں امن کا تلاطم اور ولولہ۔ سلامتی کا ہیجان اور ارمان ثابت
ہوئے۔ میرے لئے تم دونوں خونی انگڑائی، تیزابی تلخیوں، موت کے پیغام، مرگ کی حشر
کے سامنے دل کی آرزو، روح کی امید، حیات کی موج، زیست کا کمال بن کر نمودار
ہوئے۔ یقیناً" تم دونوں میاں بیوی جبر کی ارزانیوں، ظلمت دہر، اجل کی صبح و شام میں
انسانوں کی ردا، زندگی کی عبادتوں کے متلاشی، جذبوں کی معراج اور منزل کا سنگ میل
نمودار ہو جانے والے نیکی کے نمائندے ہو۔ میں تم دونوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔
تم نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ اس کے لئے یوں جانو میرے پاس الفاظ ہی نہیں رہے
کہ تم دونوں کا شکریہ ادا کر سکوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد آرگ جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ

بزرگ آرگ تمہیں ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ یوں
دونوں تمہارے بچوں کی جگہ ہیں۔ بس تمہاری حفاظت کرنا ہمارا فرض تھا۔ اب
بتاؤ کہ ہمارے اس جھونپڑے سے نکلنے کے بعد تم پر کیا بیتی۔ کیا چیز تھی جس نے
جسم میں اس قدر زہر بھر دیا اور تمہارے منہ سے خون بہنے لگا۔ جواب میں آرگ
کہنے لگا۔ دیکھو یوناف میرے بیٹے اگر تم دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک نہ
میری روح میرے جسم کے قفس سے پرواز کر چکی ہوتی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ
کی یہاں سے روانگی کے بعد مجھ پر کیا بیتی۔

دیکھو میرے بچو۔ جب تم دونوں یہاں سے نکل گئے تو تھوڑی ہی دیر
میرے جھونپڑے میں دو سانپ نمودار ہوئے وہ سیاہ رنگ کے انتہائی زہریلے سانپ
میرے قریب آ کر دونوں اپنے پھن اٹھا کر کھڑے ہو گئے اور بڑے زہریلے انداز
طرف دیکھنے لگے تھے۔ پھر ان دونوں سانپوں کی نگاہیں آپس میں ٹکرائیں۔ اس
دونوں نے بیک وقت مجھے ڈس لیا۔ ان کے ڈستے ہی میرے منہ سے دکھ اور
باعث کرب خیز چیخیں نکلی تھیں۔ اور یہ چیخیں سنتے ہی وہ دونوں سانپ جھونپڑے
گئے۔ جب کہ میرا جسم نیلا ہو گیا۔ میرے منہ سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت تم
بیوی جھونپڑے میں داخل ہوئے اس کے بعد کیا بیتی یہ تم دونوں جانتے ہی ہو۔

آرگ کے اس انکشاف پر یوناف تھوڑی دیر گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا
دھیمی اور رازدارانہ سی آواز میں آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آپ کیا خیال
وہ دونوں سانپ کیسے اور کہاں سے نکل آئے۔ کیا اس سے پہلے بھی کبھی آپ
حادثہ پیش آیا ہے۔ اس پر آرگ کہنے لگا۔ دیکھو یوناف میرے بیٹے۔ حق بات
نخیاس کا جو قدیم اور پرانا محل ہے اس کے اطراف میں جو جنگل ہے اس میں
نہیں ہے۔ ایسا زہریلا سانپ تو بہت دور کی بات اس جنگل میں چوہے کھانے والا
نہیں پایا جاتا۔ یہ کہ اس جنگل میں بلی کے قد کاٹھ کے برابر تک کا نیولا خوب
میں پایا جاتا ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی سانپ اس جنگل میں کیسے اور کیو
ہے۔ دیکھو میں تم پر حقیقت واضح کروں کہ جو وہ سانپ میرے جھونپڑے میں نمو
اور جنہوں نے مجھے ڈسا وہ سلیوک اور اوغار کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا
انہوں نے مجھے ڈسا ہے تو تم بھی ان سے محتاط رہنا کل یہی حرکت وہ تمہارے
کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ آرگ میرے بزرگ اب
اپنی اور نہ ہی ہم دونوں کی سلامتی کے متعلق فکر مند ہونا چاہیے۔ اب اپنے ساتھ

متی کا بھی بہترین بندوبست کریں گے۔ دیکھ میرے بزرگ آرگ اب سلیوک
کی طرف سے تمہیں مسلسل خطرہ رہے گا لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آج کے بعد تم
یاں بیوی کے ساتھ رہو۔ اور اس جھونپڑے کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلو۔ اس
لگا جو التجا میں تم دونوں سے کرنا چاہتا تھا اس کی پیشکش تم نے مجھے پہلے ہی کر
اس کے لئے میں تم دونوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں جان چکا ہوں کہ
ک اور اوغار مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پر میں زندگی کے دن جو باقی رہ گئے
ساتھ گزارنا پسند کروں گا۔

پر یوناف بولا اور کہنے لگا بزرگ آرگ تم فکر مند نہ ہو۔ ہم سلیوک اور اوغار
تمہاری بہترین حفاظت کریں گے۔ اس پر آرگ فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے
وہ دونوں انسان نہیں روحیں ہیں پھر تم دونوں کیسے اور کیونکر ان دونوں سے میری
کر سکو گے۔ اس پر یوناف آرگ کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔ بزرگ آرگ تم
ساتھ چلو پھر وقت کے ساتھ دیکھتے جانا کہ ہم کیسے تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔
یوناف کی اس تجویز کو قبول کر لیا۔ اپنا مختصر سا ضرورت کا سامان اس نے سمیٹا۔
اور کیرش کے ساتھ جانے پر رضامند ہو گیا۔ تینوں جھونپڑے سے نکلے پھر وہ
طرف جا رہے تھے۔

ائے میں کھانا کھانے کے بعد یوناف اور کیرش اپنے کمرے کی طرف جانے کے
ائے سے باہر نکلے تو یہودی درویش آرگ فکر مند اور پریشان ہو گیا تھا۔ پھر وہ
طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

میرے محسن! میرے مربی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اب جب کہ رات گہری
ہے تم دونوں میاں بیوی کس سمت کا رخ کرو گے کیا سرائے سے نکل کر تم
مجھے میرے جھونپڑے میں لے جانا چاہتے ہو یا کہیں اور ٹھکانہ کرنے کا ارادہ کیا
اس پر یوناف کہنے لگا۔

میرے بزرگ تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم
بیوی سلیوک اور اوغار کے ہاتھوں تمہاری حفاظت کرنے کا ذمہ لے چکے ہیں۔
اس ذمے داری کو اپنا فرض سمجھ کر نبھائیں گے۔ ابھی ہمارے ذمے ایک انتہائی اہم
آج رات ہی کے وقت ہمیں سر کرنا ہے۔ اس پر آرگ نے مزید پریشانی کے
حال سے پوچھا کیا میں تمہاری اس مہم کی نوعیت جان سکتا ہوں۔
آرگ کے اس استفسار پر یوناف نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے آرگ کو

خاموش رہنے کو کہا۔ پھر اس نے ہلکی سی آواز میں ابلیکا کو پکارا۔ جلد ہی ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ یہ لمس ملتے ہی یوناف بولا اور انتہائی دھیمی اور آواز میں وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا میں ایک انتہائی اہم درویش آرگ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں تم دیکھو تمہارے قریب یا آس پاس کہیں اور اوغار تو موجود نہیں ہیں۔ اس پر ابلیکا نے تھوڑی دیر کے لئے گردن پر لمس دیا تھا۔ جب کہ یوناف وہیں کھڑا ہو کر اس کا انتظار کرتا رہا۔ پھر ابلیکا نے دوبارہ اور کھنکھناتی اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی یوناف میرے حبیب تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو مطمئن ہو کر کہو یہاں تمہارے نزدیک اور آس پاس کہیں بھی اوغار موجود نہیں ہیں۔ تم جو کچھ آرگ سے کہنا چاہتے ہو کہو میں یہیں ہوں۔ نگاہ رکھوں گی اور جب بھی سلیوک اور اوغار نے ادھر آنے کی کوشش کی میں سے آگاہ کر دوں گی۔

ابلیکا کا یہ جواب پا کر یوناف یہودی درویش آرگ کی طرف متوجہ ہوا۔ لگا۔ دیکھ میرے بزرگ آرگ ہم دونوں میاں بیوی اس وقت ان بستیوں کے قبرستان کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ اس پر آرگ نے چونک کر پوچھا وہ کیوں رات کے اس وقت قبرستان کی طرف جانا کیا خطرناک نہیں ہے۔ اس طرح تو اوغار بڑی آسانی سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا دیکھ آرگ اس سلیوک اور اوغار کی ایسی تیسی جو ہم پر حملہ آور ہو کر نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ دیکھ آرگ قبرستان میں جو گورکن رہتا ہے نام ملکا ہے اس کی بہن کی بیٹی بوران اور بیٹا تقیم اس کے یہاں قیام کئے ہوئے ہیں تین دن سے ملکا کے یہاں آ کر ٹھہرے ہیں۔ ان دونوں کو سلیوک نے دیکھ لیا ہے۔ سلیوک اور اوغار کی گفتگو بڑی تفصیل کے ساتھ سنی ہے۔

سلیوک اوغار سے کہہ رہا تھا کہ یہ تقیم اور بوران بڑے خوبصورت ہیں لہذا اور اوغار دونوں تقیم اور بوران کو اپنا جنسی شکار بنائیں گے۔ وہ آج رات روپ میں قبرستان میں گورکن ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہوں گے اور وہاں سے بوران کو اٹھا لے جانے کی کوشش کریں گے۔ وہ ان دونوں کو نیلیاس کے محل کر سلیوک بوران کو جب کہ اوغار تقیم کو اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ بنائے گا۔ اور کا جی ان سے بھر جائے گا تو پھر سلیوک اور اوغار دونوں تقیم اور بوران کو اپنی خوراک ان کا خاتمہ کر دیں گے۔

آرگ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ آج رات جب سلیوک اور اوغار گورکن ملکا میں داخل ہوں گے تو ہم نہ صرف گورکن کی حفاظت کریں گے بلکہ اس کے اور بھانجی بوران کی بھی سلیوک اور اوغار سے حفاظت کریں گے۔ اور ان اور اوغار کا شکار نہیں بننے دیں گے۔

جب یہاں تک کہہ چکا تو آرگ تحسین آمیز انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میرے عزیز۔ تمہارے اور تمہاری بیوی حالات کافی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ میں تم دونوں کو آج سے نیکی کا نمائندہ کہہ اس لئے کہ اس کام میں انسانیت کی فلاح اور بقا ہے۔ اگر تم گورکن کے اور بھانجی بوران کو سلیوک کے ہاتھوں بچانے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھتا انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ جس کا خداوند تجھے خوب صلہ دے گا۔ اب کر کے تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔ روانگی سے پہلے ہتا۔

میں یوناف نے پوچھا کونسی بات۔ آرگ بولا تھوڑی دیر پہلے مجھے خاموش تم نے بڑی دھیمی آواز میں کسی کو پکارا تھا۔ پھر تم نے اس سے گفتگو کی اور اوغار کی موجودگی سے متعلق استفسار کیا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں وہ قوت جس نے گفتگو کی۔ اس پر رات کی تاریکی میں یوناف نے اپنا ہاتھ بڑے میں آرگ کے شانے پر رکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بزرگ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے اور کیرش کے قبضے میں کچھ مافوق بھی ہیں بس میں نے انہی میں سے ایک قوت کے ساتھ گفتگو کی تھی۔ یہ اور اوغار کے مقابلے میں ہماری مدد کرے گی۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر آرگ خوشی اور اطمینان کی چمک پیدا ہوئی تھی۔ پھر بڑے پیارے اور شفقت آمیز نے یوناف کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا بیٹے تمہاری اس گفتگو نے مجھے مزید مطمئن کر دیا ہے۔ آؤ اب گورکن ملکا کی رہائش گاہ کی طرف چلیں۔ اس کے سرائے سے نکل کر قبرستان کی طرف جا رہے تھے۔

ان کے قریب جا کر یوناف رک گیا اور مشرقی افق کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس ہوئے کیرش اور آرگ دونوں بھی رک گئے تھے۔ پھر کیرش نے پریشانی سے دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کیوں رک گئے ہیں اور کیا چیز غور سے دیکھ رہے یوناف مشرقی افق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کیرش ادھر مشرق کی

طرف دیکھو۔ کیسے خوفناک بادل اٹھ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے آج رات موسلا دھار بارش ہو گی۔ لہٰذا اپنی مہم کی کامیابی کے لئے ہمیں مزید محتاط رہنا پڑے گا۔ اس موقع پر آرگ نے بھی مشرقی افق کی طرف دیکھا۔ واقعی سیاہ رنگ کے گہرے بادل مشرق سے اٹھتے ہوئے آسمان پر بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ کبھی کبھی ہلکی گرج اور چمک بھی پیدا ہونے لگی تھی۔

وہ آگے بڑھ کر قبرستان کے کنارے گورکن ملکا کی رہائش گاہ پر آئے اور دروازے پر انہوں نے دستک دی۔ دروازہ کھولنے سے پہلے اندر سے کسی کی آواز نے بلند آواز میں پوچھا کون ہے۔ اس پر یہودی درویش آرگ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا چپ رہو میں اس آواز کو پہچانتا ہوں۔ یہ گورکن ملکا کی آواز ہے وہ مجھے اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہے۔ اور میری عزت و احترام کرتا ہے۔ لہٰذا میں ہی اس کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں۔ لہٰذا اس کے بعد آرگ نے بلند آواز میں کہا۔

ملکا دروازہ کھولو میں آرگ ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جب دروازہ کھلا تو بوڑھا گورکن دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ آرگ نے آگے بڑھ کر اس سے معانقہ کیا پھر یوناف اور کیرش کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ان دونوں کی طرف دیکھو یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ میاں کا نام یوناف اور بیوی کا نام کیرش ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم موضوع کے سلسلہ میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان دونوں کو میرے ساتھ تمہارے گھر میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ اس پر گورکن ملکا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے محترم آرگ۔ اس کے لئے میری اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ واقعی مجھ سے کوئی اہم گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو اس لحاظ سے یہ میرے صاحب عزت مہمان ہیں۔ اور میں ایک اچھے میزبان کی حیثیت سے جو کچھ میسر ہو گا اس سے ان کی خدمت کروں گا۔ اس پر آرگ مسکراتے ہوئے کہنے لگا نہیں کسی خدمت کی ضرورت نہیں بلکہ تمہاری بہتری کے لئے یہ دونوں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اس پر ملکا مزید ممنون ہو کر کہنے لگا۔ میری بہتری اور بھلائی میں کہنا چاہتے ہیں تو باہر کیوں کھڑے ہیں اندر آجائیں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں آرگ کے ساتھ مکان میں داخل ہوئے۔ ان کے داخل ہونے کے بعد ملکا نے پہلے کی طرح دروازہ بند کر دیا تھا۔

پھر گورکن ملکا ان تینوں کو لے کر ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس میں ایک نوجوان لڑکا اور ایک حسین اور جوان لڑکی بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑکا ملکا کا بھانجا تقیم اور لڑکی اس کی بھانجی بوران تھی۔ ملکا جب ان تینوں کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا تو

دونوں نے اٹھ کر ان تینوں کا استقبال کیا۔ اس کے بعد ملکا نے ان سب کا آپس میں تعارف کرایا۔ اور جن نشستوں پر پہلے تقیم اور بوران بیٹھے ہوئے تھے ان کے قریب ہی دوسری نشستوں پر اس نے آرگ، یوناف اور کیرش کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ تینوں بیٹھ گئے تو ملکا بھی وہاں بیٹھ گیا تھا۔ کمرہ بالکل سادہ تھا جس کے وسط میں ایک بہت بڑا تندور تھا جس میں خوب لکڑیاں بھر دی گئی تھیں اور اس کے اندر آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ اور تندور کے ارد گرد چمڑے کی گدیاں رکھ دی گئی تھیں اور انہیں چمڑی گدیوں پر بیٹھ کر وہ اپنے آپ کو تندور میں جلتی آگ سے گرم کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموشی رہی پھر یوناف نے دھیمی دھیمی آواز میں ابلیکا کو پکارا۔ یوناف کے ایسا کرتے ہی تھوڑی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس کے لمس دینے کے ساتھ ہی یوناف بڑی رازدارانہ آواز میں بولا اور ابلیکا سے کہنے لگا دیکھ ابلیکا اس مکان کے اندر اور اس کے نواح میں دیکھ کہیں سلیوک اور اوعار ہماری باتیں سننے کے در پے تو نہیں۔ اس پر ابلیکا فوراً" ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھوڑی دیر بعد اس نے پھر لمس دیا اور بڑی رازدارانہ آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب تم جو کچھ گورکن ملکا، اس کے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران سے کہنا چاہتے ہو بلا جھجک کہہ ڈالو اس لئے کہ یہاں سلیوک اور اوعار نہیں ہیں۔

یوناف جب ابلیکا کے ساتھ اپنی گفتگو مکمل کر چکا تب بوڑھا گورکن ملکا بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز مہمان۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو راز داری اور دھیمی دھیمی آواز میں کس کے ساتھ گفتگو کرتا رہا ہے۔ اس پر یوناف بولا میں نے جس سے گفتگو کی ہے یہ ایک راز ہے اس پر سے میں تم سب کے سامنے پردہ اٹھا دوں گا۔ اس وقت میں تمہاری اپنی ذات تمہارے اپنے بھانجے اور بھانجی بوران کے لئے ایک اہم گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ملکا پریشان اور خوفزدہ سا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران کے حوالے سے تم میرے ساتھ کیسی گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ملکا۔ طیاس کے محل کو تم جانتے ہو گے۔ طیاس کے محل کا ذکر آتے ہی ملکا کے چہرے کا رنگ مزید پیلا ہو گیا تھا۔ پھر وہ پوچھنے لگا کیوں اس محل کو کیا ہوا۔

یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ اس محل کے اندر جو لوگ رہتے ہیں کیا تم انہیں بھی جانتے ہو۔ اس پر ملکا بے حد خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے ذی عزت

مہمان۔ نطیاس کے اس محل کے اندر جو لوگ رہتے ہیں ان کا یہاں ذکر نہ ہو۔ اس
کہ یہاں اگر ان کے خلاف ایک لفظ بھی کہا گیا تو وہ مجھے ہی نہیں میرے بھانجے اور
بھانجی کے علاوہ تم سب کا بھی خاتمہ کر دیں گے۔ اس لئے کہ نطیاس کے اس محل
رہنے والے انسان نہیں بلکہ روحیں ہیں۔ اور شاید تم جانتے ہو گے کہ ان کے نام
اور اوغار ہیں۔

اس پر یوناف فیصلہ کن انداز میں بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ملکا اگر تم سلیوک اور
کو جانتے ہو تو میں انہی سے متعلق تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ملکا فوراً بولا
کہنے لگا۔ دیکھو میرے عزیز ایک مہمان کی حیثیت سے میں تمہاری بے حد عزت اور
کرتا ہوں۔ لیکن سن رکھ میرے اس گھر میں سلیوک اور اوغار کے متعلق ہرگز گفتگو
کرنا۔ ورنہ میں اسی وقت رات کی تاریکی میں تمہیں اپنے گھر سے نکال باہر کروں گا
پر یوناف بڑے غور سے ملکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ ملکا۔ اگر آج کی رات تمہارے بھانجے تقیم اور بوران کے لئے
خطرے، انتہائی غضب کی رات ہو۔ تب بھی تم مجھے اس موضوع پر گفتگو کرنے کی اجازت
نہ دو گے۔ اور یہ خطرہ سلیوک اور اوغار ہی کی طرف سے ہے۔ اس پر ملکا مزید
ہوتے ہوئے پوچھنے لگا۔ لیکن سلیوک اور اوغار کی طرف سے میرے بھانجے اور بھانجی
خطرہ ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ملکا اگر تو پوری بات مکمل کر کے ہی سننا چاہتا ہے تو پھر سن۔ لیکن پہلے
اجازت دے کہ میں تیرے گھر میں سلیوک اور اوغار کے متعلق گفتگو کر سکوں۔ اس لئے
تو نے اگر آج مجھے یہ گفتگو کرنے کی اجازت نہ دی اور مجھے اپنے گھر سے نکال دیا تو
تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آج کی رات تمہارے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران کی زندگی
آخری رات ہو گی۔ یوناف کے ان الفاظ سے بوڑھا ملکا لرز کانپ گیا تھا۔ پھر وہ کپکپاتی
آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ میرے ذی عزت عزیز مہمان اگر تمہاری گفتگو میرے بھانجے
بھانجی کے حوالے سے ہے اور یہ کہ آج کی رات انہیں جان کا خطرہ ہے اور اسی موضوع
پر تم گفتگو کرنا چاہتے ہو تو پھر میں بڑی خوشی اور بڑے انہماک سے تمہاری ساری گفتگو
سنوں گا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ ملکا۔ میں اور میری بیوی کیرش آج شام کے وقت
نطیاس کے محل میں داخل ہوئے تھے۔ اس پر ملکا فوراً بولا کہنے لگا۔ دیکھ یوناف
تمہاری اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس لئے کہ جو کوئی بھی نطیاس
کے محل میں داخل ہوتا ہے وہ سلیوک اور اوغار کا شکار ہو کر رہتا ہے۔ اور واپس

اس پر یوناف پھر کہنے لگا۔ نطیاس کے محل میں ہمارے داخلے اور وہاں سے
نکلنے کے لئے بزرگ آرگ گواہ کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ اس پر گھبرائی ہوئی ملکا
آواز میں آرگ کی طرف دیکھنے لگا۔ آرگ نے منہ سے تو کچھ نہ کہا جواب میں
اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ درویش آرگ کی اس حرکت سے ملکا بے چارہ مزید پریشان
اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ التجا آمیز لہجے میں کہنے لگا۔ دیکھ میرے معزز
مہمان تو کہنا چاہتا ہے کہہ۔ میں تیری ساری گفتگو غور سے سنوں گا۔ یوناف کہنے

کہ ملکا تیری بھانجی بوران اور تمہارے بھانجے تقیم کو کہیں نطیاس کے محل میں
سلیوک نے دیکھ لیا ہے۔ گفتگو کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ملکا میں تم پر یہ بھی
واضح کر دوں کہ میں اور میری بیوی کیرش بھی روحوں کی طرح کچھ مافوق الفطرت قوتیں
رکھتے ہیں انہی کو استعمال کرتے ہوئے ہم محل میں داخل ہوئے تھے۔ اور ہم نے سلیوک
اور اوغار کی گفتگو سنی تھی۔ یہ گفتگو تمہارے بھانجے اور بھانجی سے متعلق ہے۔
دیکھ ملکا آج آدھی رات کے قریب سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی چھپکلی پیریوں
کی شکل میں تمہارے اس گھر میں داخل ہوں گے۔ اور تمہارے بھانجے اور تمہاری بھانجی
کو اٹھا لے جانے کی کوشش کریں گے۔ کچھ عرصے تک تقیم اور بوران کو وہ نطیاس کے
محل میں اپنے پاس رکھیں گے۔ اور جنسی طور پر وہ انہیں اپنے تصرف میں لائیں گے جب
ان کی طبیعت ان سے بھر جائے گا تب وہ دونوں کو اپنی خوراک بنا کر ہمیشہ کے لئے ان کا
خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا ملکا آج کی رات صرف تمہارے ہی لئے نہیں بلکہ تمہارے بھانجے
اور بھانجی کے لئے بھی سخت بھاری اور خوفناک ہے۔ میں، میری بیوی اور آرگ اس لئے
یہاں آئے ہیں کہ آج رات تمہارے پاس رہ کر ہم تمہاری، تمہارے بھانجے اور بھانجی کی
سلیوک اور اوغار سے حفاظت کریں۔
یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھے کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر اس نے
اپنی گردن سیدھی کی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے محترم
اگر سلیوک اور اوغار دونوں ہی میرے بھانجے اور بھانجی کو نقصان پہنچانے کا عزم کر
لیں تو کوئی بھی طاقت انہیں اس عزم سے روک نہیں سکتی۔ اس لئے کہ انسان کو اپنی
خوراک بنانا سلیوک اور اوغار کا بہترین اور پسندیدہ مشغلہ ہے۔ لہٰذا سلیوک اور اوغار اگر
میرے بھانجے اور بھانجی کو اپنے تصرف میں لانے کا فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میرے خیال میں
ان کے اس فیصلے کو کوئی بھی رد نہیں کرے گا۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا

دیکھ ملکا میں خود ان کے ارادے کو رد کروں گا۔ آج کی رات میں
رہائش گاہ میں قیام کروں گا۔ اور تمہاری بھانجی اور بھانجے کی حفاظت کروں گا۔
کے قریب جب چھلی پیریاں تمہاری بھانجی اور بھانجے کو اٹھا لے جانے کے لئے
میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان چھلی پیریوں کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ بھاگ
مجبور ہو جائیں گی۔

یوناف کی اس گفتگو سے نہ صرف ملکا خوفزدہ اور پریشان ہو گیا تھا بلکہ قریب
ہوئے اس کے بھانجے تقیم اور بوران کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں
سے انداز میں دونوں بہن بھائی کبھی آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے کبھی
سے اپنے ماموں ملکا کی طرف دیکھنے لگ جاتے تھے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے

دیکھ ملکا تو زیادہ پریشان نہ ہو۔ میں سلیوک اور اوغار کے ہاتھوں تمہارے
بھانجی کی حفاظت کروں گا۔ اس پر ملکا بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز یہ کام
نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ لہٰذا مجھے خدشہ ہے کہ سلیوک اور اوغار کے سامنے
حیثیت نہیں۔ نہ ہی تم ان کے سامنے ٹھہر اور جم سکو گے۔ وہ بڑی آسانی سے
بوران کو اٹھا کر لے جائیں گے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ملکا میرے متعلق تو کسی خوش فہمی اور دھوکے اور فریب میں مبتلا
میرا ٹکراؤ سلیوک اور اوغار سے ہو گا تو دیکھے گا کہ میں کیسی بے پناہ قوتوں کا
اور کیسے ان روحوں کو مار مار کر اس محل کو ان کی رہائش سے خالی کرا لیتا
یوناف کچھ مزید کہنا چاہتا تھا کہ ملکا بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز میں کیسے
کہ تم میرے بھانجے اور بھانجی کی حفاظت کرو گے۔ اگر تم ایسا نہ کر سکے تو پھر
بچے اجل اور موت کا لقمہ بن کر رہ جائیں گے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہارے بھانجے اور بھانجی کی حفاظت کرنے کے لئے یہ لائحہ عمل
کچھ دیر تک ہم سب اسی تنور کے گرد بیٹھتے ہیں جس میں آگ جل رہی ہے۔
آپ کو گرم رکھتے ہیں پھر آدھی رات سے کچھ پہلے آرگ، تقیم اور بوران
کمرے میں جا کر سو جائیں اور آرام کریں۔ جب کہ اس کمرے میں ملکا میں
بیوی کیرش موجود رہیں گے۔ میں اور میری بیوی کیرش اپنی شکل و صورت میں
ٹھہریں گے۔ بلکہ ہم تمہارے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران کی شکل و صورت اختیار کئے
ہوئے سلیوک اور اوغار کا انتظار کریں گے۔ جب وہ یہاں آئیں گے اور سلیوک
اور میری بیوی کو بوران جان کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا تو پھر

دونوں مل کر سلیوک اور اوغار کی اس یلغار کا کیا حشر نشر کرتے ہیں۔
جب خاموش ہوا تو ملکا پھر کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تم اور تمہاری بیوی کیرش کیسے
تقیم اور میری بھانجی بوران کی شکل و صورت اختیار کرو گے۔ اس پر یوناف
ملکا میں اور میری بیوی کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر تمہیں شک
ہم تمہیں ابھی یہ کام کر کے دکھاتے ہیں۔ اس کے ساتھ یوناف نے کیرش کو
کیا اس کے بعد دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اس
یوناف نے تقیم اور کیرش نے بوران کی شکل و صورت اختیار کر لی تھی۔ یہ
دیکھتے ہوئے ملکا پریشان اور دنگ رہ گیا تھا۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے

میرے اجنبی مہمان۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی سلیوک
مقابلے میں میرے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران کی حفاظت اور مدد کر سکتے ہو۔
دونوں میاں بیوی پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں۔ اب بتاؤ اس سارے کام
لئے مجھے، میرے بھانجے اور میری بھانجی کو کیا کرنا چاہئے۔ دیکھ میرے مہمان
پہلے ایک گورکن کی حیثیت سے اس قبرستان میں میں اکیلا ہی رہتا تھا۔
سے میری بہن کا بیٹا اور بیٹی دونوں مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ انہی دنوں
ان دونوں کو دیکھ لیا ہو گا۔ اور وہ ان کے درپے ہو گیا ہو گا۔ بلکہ اب تو میں
کروں گا کہ تم دونوں میاں بیوی اور درویش آرگ مستقل یہاں میرے پاس
میں میرے لئے یہ جو عمارت بنائی گئی ہے بہت بڑی ہے۔ اس لئے کہ پہلے
میں اپنی بیوی اور چھ بچوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اس عمارت میں پانچ کے
ہیں۔ لیکن میری بدقسمتی کہ اچانک ان علاقوں میں طاعون پھیلا جس کی وجہ
بیوی اور میرے سارے بچے ہلاک ہو گئے اور میں بدقسمت زمانے کی تلخیاں اور
کے لئے باقی رہ گیا۔ اب میں اپنی بہن کے بیٹے تقیم اور بیٹی بوران کو ہی
کرتا ہوں۔ اب میں اپنی جان کی بازی لگا کر بھی ان دونوں کی حفاظت کرنے کے
ہوں۔ کہو میرے مہمان مجھے کیا کرنا چاہئے۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔
ملکا جہاں تک میرا خیال ہے یہ سلیوک اور اوغار اب تقیم اور بوران کے پیچھے پڑ
گئے۔ اگر تم ان دونوں کو واپس ان کے گھر بھی بھیج دو تب بھی یہ ان کا تعاقب
اور ضرور انہیں حاصل کر کے علیاس کے محل میں لے جا کر اپنی ہوس کا نشانہ
گے۔ لہٰذا میری طرف سے تمہیں پہلی نصیحت یہ ہے کہ دونوں بہن بھائی کو اب

نہیں اپنے پاس رکھنا۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے۔ دوسری بات
کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ تمہاری خواہش کے مطابق میں اور میری بیوی کیرش
آرگ اب کچھ عرصہ تمہارے ہی پاس قیام کریں گے۔ شاید یہ انکشاف تمہار
کہ نطیاس کے محل میں داخل ہونے سے پہلے ہم دونوں میاں بیوی آرگ
اور اس نے ہمیں نطیاس کے محل میں داخل ہونے سے منع کیا تھا۔ اپنی قوتوں
کرتے ہوئے ہم اس محل سے نکلے اور دوبارہ آرگ کے پاس آئے۔ لہٰذا سلیوک
نے یہی سمجھا کہ آرگ ہم سے ملا ہوا ہے لہٰذا آرگ سے ملنے کے بعد جب ہم
گئے تو سلیوک اور اوعار دونوں زہریلے سانپوں کی صورت میں آرگ کے
نمودار ہوئے اور آرگ کو ڈس لیا۔ ہم دونوں میاں بیوی ابھی آرگ کے
تھوڑی دور تھے کہ ہمیں آرگ کی چیخیں سنائی دیں۔ لہٰذا ہم واپس پلٹے۔
جھونپڑے میں آئے تو اس کا رنگ نیلا ہو چکا تھا اور اس کے منہ سے خون بہ
بس ملکا میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ آرگ کے جسم میں جو
تھا وہ میں نے نکال باہر کیا۔ اس طرح آرگ یوں جانو موت کے جبڑوں سے
پھر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا۔ اب سلیوک اور اوعار آرگ کو بھی
گے۔ یہ جہاں کہیں بھی انہیں اکیلا ملا اسے کسی نہ کسی طریقے سے ہلاک کرنے
کریں گے۔ لہٰذا قسیم اور بوران کے ساتھ ہم دونوں میاں بیوی کو آرگ کی
بھی کرنا ہو گا۔

یہ ساری گفتگو سن کر ملکا' قسیم اور بوران تینوں بے چارے کچھ پریشان
تھے۔ پھر گورکن ملکا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا۔

دیکھ ہمارے مہربان مہمان۔ اب تم بتاؤ ہمیں سلیوک اور اوعار سے بچنے
طریقہ کار استعمال کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ ملکا۔ آج رات سلیوک
ضرور تمہارے اس گھر میں داخل ہو کر قسیم اور بوران کو اپنے ساتھ لے جانے
کریں گے۔ دیکھ ملکا جس کمرے میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں کیا اس سے ملحقہ کوئی
بھی ہے۔ اس پر ملکا فوراً بولا۔

جس کمرے میں ہم بیٹھے ہیں اس سے ملحقہ ایک کمرہ ہے اور دونوں کمروں
میں ایک دروازہ بھی ہے۔ اور چھوٹی سی ایک کھڑکی بھی ہے۔ اور تم ایسا سوال کیوں
ہو۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔ دیکھ میں اور میری بیوی کیرش تمہارے بھانجے اور
شکل میں اسی کمرے میں بیٹھیں گے۔ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھنا تاکہ سلیوک

آئیں تو ہم تینوں کو جاگتے پا کر انہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو۔ اور اگر ہم
وہی بیٹھے اور تم ساتھ نہ ہوئے تو وہ شک و شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کہ ملکا
ہے تو قسیم اور بوران کیوں نہ سوئے ابھی تک۔ لہٰذا ہم تینوں تنور کے اندر جلتی
کے پاس بیٹھ کر جاگیں گے۔ اور ان دونوں کی آمد کا انتظار کریں گے۔ اور جب
بوران اور درویش آرگ ساتھ والے کمرے میں آرام کریں گے۔ ہاں ان کی آمد
پر جاگ جائیں تو یہ کھڑکی کی اوٹ میں کھڑے ہو کر یا دروازے کی اوٹ میں رہ کر
اور ان کے درمیان ہونے والے تماشے کو دیکھ سکتے ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے یوناف جب خاموش ہوا تو حسین بوران پہلی مرتبہ بولی اور
خطاب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ میرے بھائی کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سلیوک اور
ماموں کے علاوہ آپ دونوں میاں بیوی کو بھی نقصان پہنچائیں۔ اس پر یوناف
بوران کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میری بہن تو فکر مند نہ ہو مطمئن رہ۔ تو
آج رات ہم ان کا ایسا حلیہ بگاڑیں گے کہ یاد رکھیں گے کہ کسی سے پالا پڑا
بار قسیم بولا۔ ہم دونوں بھائی بہن بھی ساتھ والے کمرے میں جاگ کر یہ سارا
حادثہ اور تماشہ دیکھنے کی کوشش کریں گے۔ اس موقع پر آرگ بولا اور کہنے لگا۔
بچو تم فکر کیوں کرتے ہو میں بھی تم دونوں بہن بھائیوں کے ساتھ ساتھ والے
میں جاگتا رہوں گا۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تنور کے پاس اس وقت جو لکڑیاں پڑی ہیں کیا ان کے علاوہ بھی تمہارے گھر
کی کچھ لکڑیاں ہیں۔ اس پر ملکا چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز
گھر میں لکڑیوں کی کمی نہیں ہے۔ بے شمار خشک لکڑیاں ڈھیر کی صورت میں میرے
موجود ہیں۔ اس لئے کہ قبرستان میں درخت بہت ہیں۔ اور انہیں گاہے گاہے میں
گھر میں لکڑیاں جمع کرتا رہتا ہوں۔ اس جواب پر یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے

دیکھ ملکا اس تنور کے پاس ہم کافی لکڑیاں جمع کریں گے۔ اور جب رات آدھی کے
ہونے والی ہو گی تب ہم تنور میں بہت سی لکڑیاں ڈال دیں گے۔ اور میں تمہیں یہ
بتاؤں کہ جو قوت میرے پاس ہے وہ ہمیں سلیوک اور اوعار کی آمد کی بروقت اطلاع
دے گی۔ جونہی سلیوک اور اوعار نطیاس کے محل سے نکلیں گے میرے پاس جو مخفی قوت
ہے وہ ہمیں بتائے گی کہ وہ ادھر آنے کے لئے محل سے نکل چکے ہیں۔ لہٰذا ان کی آمد سے
پہلے ہم تنور میں خوب لکڑیاں ڈال دیں گے جب وہ گھر میں داخل ہوں گے اور اس

کمرے میں آ کر بیٹھیں گے تنور میں تو تنور سے جلتی ہوئی لکڑیاں نکال کر میں ا
بیوی گیرش ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ ملکا تم ہمارا ان کے ساتھ تماشہ دیکھنے
ان کی کیا حالت کرتے ہیں۔ اس پر ملکا خوف زدہ سے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔
دونوں میاں بیوی جلتی ہوئی لکڑیوں سے ان پر حملہ کرو گے تو وہ بھی تو کسی رد عمل
کریں گے۔ ایسی صورت میں وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائیں گے۔ یوناف جواب م
ہی والا تھا کہ اس بار تقیم بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو یوناف جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ وہ میاں بیوی یعنی سلیوک اور او
پریوں کے روپ میں ہمارے یہاں آئیں گے۔ ہم نے قدیم اور پرانی کہانیوں میں
ہے کہ پچھلی پریاں بڑی پر اسرار قوتوں کے علاوہ بڑی طاقتوں کی مالک بھی ہوتی
کیونکر دونوں میاں بیوی ان کا مقابلہ کر سکو گے۔ یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تقیم تو ساتھ والے کمرے میں رہ کر دیکھنا کہ ہم کیسے ان دونوں بدروحوں
ہیں۔ اور ہاں ملکا تم ایک کام اور کرنا۔ تمہارے پاس کوئی کلہاڑی تو ہو گی۔ ملکا کہنے
نہیں میرے پاس کئی کلہاڑیاں ہیں۔ یوناف کہنے لگا کوئی اچھی سی اور تیز کلہاڑی
کے پاس رکھ دینا۔ میں سلیوک اور اوغار کو ایک ایک داغ دینے کی کوشش کر
اسی وقت اٹھا اور ایک انتہائی تیز اور دستے والی کلہاڑی لا کر اس نے یوناف کے
دی۔ اور کمرے میں اس نے لکڑیوں کا ڈھیر بھی لگا دیا۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا
بزرگ آرگ اب تم تقیم اور بوران کے ساتھ اٹھو اور ساتھ والے کمر
جاؤ۔ تاکہ ہم دونوں میاں بیوی تقیم اور بوران کی شکل و صورت اختیار کر
ساتھ اس تنور کے پاس بیٹھیں اور سلیوک اور اوغار کا انتظار کریں۔

تقیم، آرگ اور بوران فوراً" اٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ والے کمرے میں
تھے۔ یوناف اور گیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تقیم اور
شکل و صورت اختیار کر چکے تھے۔ اتنی دیر تک ملکا اٹھا اور یوناف کی طرف دیکھ
کہنے لگا۔ تم دونوں میاں بیوی بیٹھو میں گھر کا بیرونی دروازہ بند کرتا ہوں۔ اور اندر
لگا کر آتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ملکا باہر نکل گیا۔ اس موقع پر یوناف نے ہلکی
دھیمی آواز میں ایلیکا کو پکارا۔ ایلیکا شاید وہیں کہیں ساری گفتگو سن رہی تھی۔ فوراً
کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ کہو یوناف تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اب تک جو گفتگو
ہے وہ میں سب کچھ سن چکی ہوں۔ میرے خیال میں تم یہ کہنا چاہو گے کہ میں سلیوک
اوغار پر نگاہ رکھوں اور جب وہ نطیاس کے محل سے نکل کر ادھر آنا چاہیں تو میں

اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
ایلیکا تمہارا کہنا بالکل درست ہے۔ سلیوک اور اوغار جونہی نطیاس کے محل
اور کن ملکا کی اس رہائش گاہ کی طرف آئیں تو ایلیکا تم مجھے پہلے آگاہ کر دینا تا
کہ ان کے آنے سے پہلے میں تنور میں جلتی آگ میں خوب لکڑیاں ڈال دوں۔ آج میں ان
کے ساتھ ایک بڑا بھیانک کھیل کھیلوں گا۔ اور اس کھیل کے بعد میرے خیال میں آئندہ
وہ اور کن ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس پر ایلیکا
کہنے لگی۔
یوناف ایسا نہیں ہے۔ وہ بڑی ڈھیٹ قسم کی بدروحیں ہیں۔ تم کتنی بار بھی ان
پر چوٹ کرتے رہو اور ضرب لگاتے رہو لیکن جس کام کے پیچھے وہ پڑ جاتے ہیں اسے اس
کے انجام تک پہنچا کر ضرور چھوڑتے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھو ایلیکا
میں بھی بڑا دراز دست انسان ہوں۔ میں اور گیرش دونوں میاں بیوی بھی ان
سے ایسے حرکت میں آئیں گے کہ انہیں اپنے سامنے زیر اور مجبور کر کے رکھ دیں

تم یہ کرو کہ سلیوک اور اوغار پر نگاہ رکھو۔ جونہی وہ نطیاس کے محل سے نکل کر
ادھر آئیں تو بس مجھے خبر کر دینا۔ پھر اس کے بعد تم دیکھنا میں کیا کھیل کھیلتا ہوں۔ اس
پر ایلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی الگ ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک ملکا گھر کے اندرونی
دروازے کو اندر سے زنجیر لگانے کے بعد وہاں آ گیا تھا۔ پھر وہ تینوں بیٹھ کر سلیوک اور
اوغار کا انتظار کرنے لگے۔
رات گزرتی جا رہی تھی۔ مشرقی افق سے جو بادل نمودار ہوئے تھے بڑی تیزی کے
ساتھ آسمان پر پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ستاروں کا فسوں ماند پڑ گیا تھا۔ روشنی
کی جگہ والی تاریکیاں جنگل جنگل بھٹکتی موت، زندگی کی راتوں سونے سنسار میں لحہ لحہ
مرگ، اور خاک ناچتے ذروں کی طرح پھیل گئی تھی۔
کالے سیاہ اور گہرے بادلوں کے سارے آسمان پر پھیلتے ہی ایسا سماں بندھ گیا تھا جیسے
زمین کے گہرے ویران کنویں اور تاریکی کے بے انت تہ خانے ابل پڑے ہوں اور
ہر طرف غلامی کی حد کی خمار انگیزی نفرت ملی کراہت، شیطانی بدروحوں کے خواب اپنا
اظہار کر رہ گئے ہوں۔
آسمان پر گہرے گھنے بادل چھانے کے بعد زور دار آندھی اور طوفان آیا تھا۔ جس
نے ان کی لامتناہیت میں تعصب کے لاعلاج مرض۔ تخریب ابلیس جیسا خوف و ہراس

پھیلا دیا تھا۔ زور دار آندھی میں تیز اور موسلا دھار بارش بھی شروع ہو گئی تھی۔

تیز جھکڑوں میں برستی بارش نے بدترین طوفانوں کی طرح ہر شے کی رگوں کا زہر غمگین شاموں' اداس صبحوں کا تاثر' دھڑکتے دلوں کا جادو اور سلگتی روحوں کے رکھ دیا تھا۔

یوناف' کیرش اور گورکن ملکا آگ جلتے تنور کے ارد گرد خاموش سے اور اوغار کا انتظار کر رہے تھے۔ باہر بادل بری طرح گرج رہے تھے۔ بجلی ہولناک چمک رہی تھی۔ تیز بارش نے ہر شے کو نم کر کے اپنے سینے کے ساتھ لپٹا لیا جھکڑوں' موسلا دھار بارش اور گہری تاریکیوں نے ہر سو ہر سمت قیامت کا سماں تھا۔ رات آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی جب آدھی کے قریب گزری تب ابلیکا نے گردن پر لمس دیا یہ لمس ہوتے ہی یوناف اچھل پڑا تھا۔ کیرش بھی سمجھ گئی کہ گردن پر ابلیکا نے لمس دیا ہے لہٰذا وہ قریب ہو کر ابلیکا کی گفتگو سننے کی کوشش تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب۔ سنبھلو۔ سلیوک اور اوغار اس قبرستان کی طرف لئے نیلیاس کے محل سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ محل سے نکلتے ہی انہوں نے کا روپ دھار لیا ہے۔ وہ بڑی تیزی سے اس قبرستان کا رخ کریں گے۔ لہٰذا اس کے لئے جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کر لو۔ تم اور کیرش دونوں فکر مند اور پریشان میں بھی یہیں ہوں۔ ان پر نگاہ رکھوں گی اور جس موقع پر بھی میری ضرورت حرکت میں آؤں گی۔ اب تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرو۔ اس کے ساتھ ابلیکا ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے علیحدہ ہوتے ہی یوناف نے قریب پڑی ہوئی مزید لکڑیاں جلتے میں ڈال دی تھیں۔ پھر وہ اپنے پہلو میں بیٹھے گورکن ملکا کو کہنے لگا۔

ملکا سنبھلو' سلیوک اور اوغار دونوں چھچل پیریوں کا روپ دھارنے کے بعد محل سے نکل کر ادھر روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی فکر مندی اور خوف سے پیلا پڑ گیا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا دیکھو میرے مہربان مہمانوں یہ خبر سن کر مجھے یوں لگا ہے جیسے میرے دل کی دھڑکن اور حرکت بند ہو جائے گی اور میں ہمیشہ کے جاؤں گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ملکا ہمت رکھو۔ ہم دونوں میاں بیوی ساتھ ہیں۔ ہماری موجودگی میں وہ دونوں شیطان روحیں تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتیں۔ خوفزدگی اور پریشانی کا اظہار مت کرنا۔ انہیں آنے دو۔ اور سنو اگر وہ اپنی سری

میں لاتے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے تب تو خیر اور اگر انہوں نے دروازے پر دی تو تم بے دھڑک آگے جانا۔ دروازہ کھول دینا تاکہ وہ اندر آ سکیں۔ اس پر ملکا بے پناہ خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اس تیز طوفان اور برستی بارش میں جب دروازے پر دستک ہو گی تو میں وہ طاقت کہاں سے لاؤں گا کہ آگے جا کر دروازہ کھولوں اور وہ دونوں بدروحیں یعنی سلیوک اوغار چھچل پیریوں کے روپ میں گھر میں داخل ہوں۔ میں تو انہیں دیکھتے ہی موت اور ناکارہ ہو کر رہ جاؤں گا۔

اس پر یوناف پھر بولا اور ملکا کی ہمت بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو ملکا تمہیں پریشان ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اپنی ساری زندگی اس قبرستان کی ویرانیوں اور خوف و میں گزاری ہے۔ پھر آج تمہیں کیا ہو رہا ہے کہ تم اس قدر خوفزدہ ہو رہے ہو۔ تم کو دندناتے موت کی طرف۔ لگے بالکل بے حس ہو چکے ہو گے۔ لہٰذا ہمت اور سنو جس وقت تم دروازہ کھولنے جاؤ گے جو سری اور مخفی طاقت میرے قبضے وہ تمہارے ساتھ ہو گی اور تمہاری حفاظت کرے گی۔ ایسے موقع پر سلیوک اور کی جرات نہیں کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں۔ اور اگر ان دونوں نے ایسا کرنے کی کی تو یاد رکھنا میری مخفی طاقت انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ لہٰذا یہ طے شدہ ہے کہ اگر سلیوک اور اوغار نے مکان کے دروازے پر دستک دی تو تم کھولو گے اور انہیں اپنے سامنے اندر لے کر آؤ گے۔ دروازہ کھولنے سے پہلے ان ضرور پوچھنا کہ تم کون ہو اور رات کی اس تاریکی میں تم نے کیوں دستک دی ہے۔ چاہتے ہو۔ اس کے بعد جب وہ کوئی معقول جواب دیں تو دروازہ کھولنا پھر انہیں اندر آنا۔ پر یہ نہیں کرنا کہ اگر وہ معقول جواب نہ دیں تو دروازہ نہیں کھولنا۔ دروازہ ہر میں کھولنا تاکہ وہ اندر آئیں اور ہم ان سے نپٹیں۔

اس پر ملکا نے تقریباً" ہار مانتے ہوئے کہا دیکھو میرے معزز مہمانو میں جانتا ہوں کہ ایک دن ہے ہی۔ لیکن تمہاری باتوں' تمہارے رویے سے مجھے بڑا حوصلہ اور ہمت ہے بہر حال تم فکر مند نہ ہو جونہی انہوں نے دروازے پر دستک دی میں دروازہ کھولوں گا اور انہیں ساتھ لے کر کمرے میں آؤں گا۔ یہ بات طے شدہ ہے۔ اب اس پر نہیں ہو گی۔ ملکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور کیرش مطمئن ہو گئے تھے۔ وہ دونوں لکڑیوں کی طرف دیکھنے لگے تھے جو انہوں نے تنور کے اندر ڈالی تھیں۔ لکڑیاں بڑی سے آگ پکڑ چکی تھیں۔

اچانک ملکا چونک سا پڑا اس کا رنگ ہلدی ہو کر رہ گیا۔ اس لئے کہ تیز آندھی اور موسلا دھار بارش میں مکان کے بیرونی دروازے پر زور دار دستک ہوئی تھی۔ اس موقع پر ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھو یوناف سلیوک اور اوغار پچھل پیریوں کے روپ میں اس وقت گورکن ملکا کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور سلیوک نے دستک دی ہے۔ لہذا تم تینوں سنبھل جاؤ۔ یہ لمس دینے کے بعد ایلیکا علیحدہ ہو گئی۔ یوناف نے ملکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھو ملکا دروازے پر سلیوک اور اوغار پچھل پیریوں کے روپ میں کھڑے ہیں اور انہوں نے دستک دی ہے لہذا جاؤ اور دروازہ کھول دو۔ ملکا نے ہمت کی اور اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا تاکہ دروازہ کھولے۔

گورکن ملکا اپنے مکان کے بیرونی دروازے پر گیا۔ دروازے کے سوراخ میں اس نے جھانک کر دیکھا کہ اسے رات کی تاریکی میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ پھر وہ بولا اور کسی قدر بلند آواز میں پوچھنے لگا۔ کون ہے؟ کس نے دروازے پر دستک دی ہے۔ دوسری طرف سلیوک کی آواز سنائی دی تھی۔

دیکھو میاں گورکن ہم دو مسافر ہیں۔ سفر کر رہے تھے کہ آندھی اور طوفان کا شکار ہو گئے۔ لہذا تمہارے اس گھر کے علاوہ ہمیں کہیں ٹھکانہ نہیں ملا۔ اگر تم اپنے یہاں ہمیں رات بسر کرنے کی اجازت دے دو تو ہم دونوں میاں بیوی تمہارے انتہائی شکر گزار ہوں گے۔ اور صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اور تمہارے لئے مزید زحمت کا باعث نہیں بنیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم ہم لوگوں کے لئے اپنے گھر کے دروازے کھولو گے تاکہ ہم رات بسر کر سکیں۔

ملکا جانتا تھا کہ باہر سلیوک اور اوغار پچھل پیریوں کے روپ میں کھڑے ہیں اس نے مزید کوئی سوال نہ کیا اور ہمت اور جرأتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دروازہ کھول دیا پھر دروازہ بند کرنے کے بجائے وہ اس کمرے کی طرف چل دیا جس میں یوناف اور کیرش بیٹھے ہوئے تھے۔ ملکا پر ایسا خوف اور ایسی وحشت طاری تھی کہ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔ دوسری طرف پچھل پیریوں کے روپ میں سلیوک اور اوغار دونوں ملکا کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں یوناف اور کیرش بیٹھے ہوئے تھے۔ ملکا پہلے کی طرح یوناف کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا تھا جب کہ اوغار اور سلیوک پچھل پیریوں کے روپ میں تھے ان تینوں کے سامنے بیٹھ چکے تھے۔

یوناف اور کیرش بڑے غور اور بڑے انہماک سے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ دوسری طرف ملکا نے صرف ایک نگاہ ان دونوں پر ڈالی پھر خوف اور وحشت

نے اپنی آنکھیں لمحہ بھر کے لئے بند کر لی تھیں۔ اس لئے کہ پچھل پیریوں کے روپ میں سلیوک اور اوغار انتہائی بھیانک اور ہیبت ناک دکھائی دے رہے تھے۔ اس موقع پر یوناف ان دونوں کو مخاطب کر کے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ سلیوک بولا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو اجنبی اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام تیم ہے اور تمہارے قریب جو لڑکی بیٹھی ہے اس کا نام بوران ہے۔ تم دونوں آپس میں بہن بھائی ہو اور گورکن ملکا کے بھانجے بھانجی ہو۔ کہو میں نے جھوٹ کہا ہے اس پر یوناف مصنوعی تعجب پریشان اور خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو نو وارد میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو۔ تم لوگوں کا حلیہ اور شکل و شباہت بھی عجیب و غریب ہے جو ایک عام انسان کو خوفزدہ کر دینے کے لئے کافی ہے۔ ہم نے تو تمہیں ایک مسافر اور بے بس جان کر پناہ دی ہے لیکن ہمیں کیا خبر تھی کہ تم ایک عجیب اور خوفزدہ کر دینے والے حلئے میں سفر کرنے والے لوگ ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو' کہاں سے آئے ہو اور یہ کہ میرا اور میری بہن بوران کا نام تم لوگ کیسے جانتے ہو۔ اس بار اوغار نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس کے قہقہے کے دوران یوناف اور کیرش اور ملکا نے دیکھا کہ اس کے دانت کسی خونخوار اور آدم خور چیتے کی طرح خوب نمایاں اور لمبے تھے اور اس کے چہرے سے حرص و ہوس کے علاوہ بھیانک پن اور وحشت ٹپک رہی تھی۔ ایک مکروہ قہقہہ لگانے کے بعد اوغار بولی اور کہنے لگی کہ اگر تم لوگ دروازہ نہ بھی کھولتے تب بھی ہم اس مکان میں داخل ہو کر تم لوگوں کا سامنا کر سکتے تھے۔ ہم دونوں میاں بیوی ہیں تمہارے سامنے ہم چونکہ جواب دہ نہیں لہذا ہم یہ نہیں بتائیں گے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ ہاں ہم تمہیں یہاں آنے کی غرض و غایت اور مقصد ضرور آگاہ کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا چلو یوں ہی سہی۔ بتاؤ تم کس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو۔ اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

ہم اس لئے یہاں آئے ہیں کہ تمہیں اور تمہاری بہن بوران کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ اس پر مصنوعی انداز میں یوناف نے چونک کر پوچھا لیکن کیوں۔ اس بار اوغار بولی اور کہنے لگی۔ کیوں کا جواب ہم تمہیں پہلے ہی دے چکے ہیں کہ ہم تمہارے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ لہذا ہم تمہیں تمہارے کیوں کا کیسے اور کس طرح جواب دیں۔ اس پر یوناف بڑی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ ہم دونوں بہن بھائی بھی تمہارے سامنے جواب دہ نہیں لہذا ہم کیوں کر تمہارے ساتھ جائیں۔ اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ اس

معاملے میں تو ہم زبردستی اور جبر کر کے بھی تمہیں اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ یونا
دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا کہ ایسا تو تم دونوں کا باپ بھی نہیں کر سکتا کہ ہمیں زبر
جبر کے ساتھ یہاں سے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائے۔

یوناف کے ان الفاظ سے سلیوک اور اوغار دونوں کے چہروں پر بھبک سے ا
والے وحشی جذبے، نفس پرستی کے طوفان، جرائم کی یادداشتوں کے کہرام رقص کر
تھے۔ جب کہ ان دونوں کی آنکھوں میں دندناتی ہواؤں، اولوں کی بوچھاڑ، خود
آشوب، روحانی کرب، تلاطم خیز ولولوں اور شوریدہ سر خواہشوں کے سے بندھ
تھوڑی دیر تک سلیوک اور اوغار کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے
سلیوک بولا اگر میں اور میری بیوی دونوں اٹھ کر تمہیں اور تمہاری بہن بوران کو
ساتھ لے جانا چاہیں تو کیا تم میں اتنی ہمت ہے کہ ہمیں ایسا کرنے سے روک سکو۔
کے ان الفاظ سے یوناف کا چہرہ روح کو جھلسا دینے والے طوفانوں، نا آسودگیوں کے ا
گرم موسموں اور دھنک دیتے اجل لمحوں جیسا ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر وہ رقص کرتے
تند و تیز طوفانوں کی شدت موسم کے سایوں اور لوح جان کی پوری توانائی جیسی طا
بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابھی میں نہیں جانتا کہ تو کون ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر
گھر کی چار دیواری کے اندر میرے اور بوران کے ساتھ کسی بھی طرح کی بدتمیزی
کوشش کی تو میں تم دونوں کو اکیلا ہی مار مار کر تمہارا حلیہ بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ یو
ان الفاظ کا سلیوک نے کوئی جواب نہ دیا۔ بجلی کے کوندے کی طرح وہ اپنی جگہ
کھڑا ہوا اور وحشیانہ سے انداز میں وہ آگے بڑھا۔ شاید وہ یوناف کو اپنا نشانہ او
چاہتا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا کہ سلیوک اس کی طرف بڑھا ہے تو وہ بھی طوفانی ا
اس کی طرف بڑھا۔ سلیوک جو اس وقت چھپکلی پائے کے روپ میں تھا آگے بڑھ کر
پر ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی یوناف حرکت میں آیا۔ اپنی سری قو
حرکت میں لاتے ہوئے اپنی طاقت میں اس نے دس گنا اضافہ کیا۔ جونہی سلیوک
ضرب لگانے کے لئے فضا میں اٹھا۔ فضا کے اندر ہی یوناف نے اس کا ہاتھ اپنے ا
لیا پھر اس قدر طاقت اور قوت سے یوناف نے سلیوک کو اپنی طرف کھینچا کہ سلیو
طرح یوناف کی فولادی چھاتی سے آ ٹکرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے ایسی
طاقت کے ساتھ ایک گھونسہ سلیوک کی گردن پر مارا کہ سلیوک ہوا میں اچھلتا ہوا ا
پر بیٹھی ہوئی اوغار کے پہلو میں جا گرا تھا۔

اوغار کے پاس گرنے کے بعد سلیوک کچھ بدحواس سا ہو گیا تھا۔ اس لمحہ ا

میں جرموں کے بھید، قلوب کے توہم میں لہو کے تلاطم کی طرح ہو چکا تھا۔
سلیوک کے یوں پٹ کر اپنے پاس گرنے کی وجہ سے اوغار کی حالت بھی
اجل لمحوں میں ریت کے بگولوں اور حبس کی فضاؤں میں آندھیوں کی
سی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر سلیوک اٹھا اور روح کو گھاؤ، دل کو خلش دینے
کی تلخیوں اور غضبناکیوں میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
تم تو میری گردن پر ضرب لگا کر اپنی موت پر مہر لگا چکا ہے۔ اب دنیا کی کوئی
میرے ہاتھوں سے بچا نہیں سکتی۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں اور تمہاری بہن
ساتھ لے جا کر ایک عزت ایک احترام اور اعلیٰ سعادت سے نوازوں لیکن
بدبختی تمہارے مقدر کی سیاہی تمہیں پکارتی ہے۔ دیکھ اب اپنے ماموں ملکا
گاہ میں تم دونوں بہن بھائی میرے ہاتھوں مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔
گفتگو کر ساتھ ہی اوغار بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے
مخصوص انداز میں کیرش کی طرف دیکھا۔ کیرش بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنی
حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بھی اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔
ہو چکنے کے بعد یوناف نے کسی بھوکے درندے کی طرح سلیوک اور اوغار کی
وہ سرخ طوفانوں کی طرح غرایا اور کہنے لگا۔
کے کماشتے اس وہم اور غلط فہمی میں مت رہنا کہ تم اور تمہاری بیوی ہم
پر حملہ آور ہو کر اپنی من مانی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو
چیلے ہو لیکن اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ انسان کی عظمت دنیا کی ہر
اعلیٰ و ارفع ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے خدا، اپنے رب کا صحیح بندہ بن کر زندگی بسر
سلیوک میرے ماموں ملکا کے اس گھر میں جو کچھ تو میرے خلاف کرنا چاہتا ہے
یاد رکھنا جب ہم دونوں بھی تجھ جیسے شیطانوں کے خلاف حرکت میں آئیں
کہیں پناہ گاہ میسر نہ ہو گی۔ اس پر سلیوک آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ یہ تو تمہیں
ہوں کہ پناہ گاہ تلاش کرنے کی زحمت تمہیں اٹھانا پڑے گی یا ہم دونوں میاں
سلیوک جب آگے بڑھا تو اس کے پیچھے پیچھے اوغار بھی آگے بڑھی تھی۔ دونوں کو
دیکھ کر یوناف اور کیرش بھی ان دونوں سے نپٹنے کے لئے چوکس اور محتاط ہو

اس کے سلیوک اور اوغار دونوں یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہوتے۔ یوناف
ایک دوسرے کی طرف مخصوص اشارہ کیا۔ پھر وہ تنور کی طرف لپکے۔ بڑی

تیزی سے کئی جلتی ہوئی لکڑیاں انہوں نے نکالیں اور ان سے انہوں نے سلیوک
پر حملہ کر دیا تھا۔ جگہ جگہ سے جلتی ہوئی لکڑیوں سے یوناف اور کیرش نے
اوغار کو داغنا شروع کر دیا۔ یہ ایسی اذیت تھی کہ سلیوک اور اوغار یوناف اور
سامنے بے بس ہو گئے۔ اور اس کمرے سے بھاگ نکلے۔ اس موقع پر یوناف
میں آیا اور قریب ہی پڑی ہوئی کلہاڑی اس نے اٹھائی اور سلیوک اور اوغار کے
پہلے اس نے کلہاڑی بلند کر کے سلیوک کے شانے پر ضرب لگائی اور اس کے
لمحے اس نے کلہاڑی کا گھاؤ اوغار کے شانے پر بھی لگا دیا تھا۔

یوناف نے جس وقت سلیوک اور اوغار کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے
تھیں۔ اس وقت سلیوک اور اوغار نے ایسی بھیانک چیخیں اور ایسی خوفناک
تھیں۔ گویا قبرستان کے سارے مردے اپنی قبریں پھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوں۔
فضا کے سیل رواں میں فطرت کے دستور کہن سے بغاوت کرتے ہوئے انہوں
گہری تہوں کو خون آلود کرنے کا عزم کر لیا ہو۔ یا یہ کہ ان گنت روحیں پاتال
تلاطم خیز ولولوں کے ساتھ اس جولان گاہ خیر و شر میں سرکشی کے علم بلند
انسانیت کی عظمت اور اس کے وقار کو مجروح کرنے پر تل گئی ہوں۔

یوناف شاید اپنی کلہاڑی سے سلیوک اور اوغار پر مزید ضربیں لگاتا لیکن
اس لئے کہ دروازے کی طرف بھاگنے کے بجائے سلیوک اور اوغار ایک
آئے اور دھوئیں کی مانند وہ فضاؤں میں تحلیل ہوتے ہوئے اوپر اٹھ کر
سے اوجھل ہو گئے تھے۔ یوناف انہیں اس طرح روپوش ہوتے دیکھ کر
ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ فضاؤں میں کھویا سا رہا۔ پھر اپنی کلہاڑی پر
کرتے ہوئے وہ واپس کمرے میں آیا۔ جہاں کیرش کے ساتھ گورکن ملکا
فکر مند کھڑا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر وہ گورکن
کہنے لگا۔

دیکھ ملکا۔ جو وعدہ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا۔
دیکھتے دیکھ میں اور میری بیوی کیرش کیسے اس سلیوک اور اوغار کی طرف
اور ہمارے سامنے وہ دونوں بے بس ہو کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو
کہ گورکن ملکا یوناف کی اس گفتگو کا جواب دیتا ساتھ والے کمرے سے
بوران بھی نکل آئے تھے۔ سب سے پہلے آرگ آگے بڑھا اور یوناف کی
ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بیٹے جو تو نے عہد کیا تھا اسے واقعی پورا کر

اور اوغار دونوں چھلی پیریوں کے روپ میں اس کمرے میں آ کر بیٹھے تھے۔ یقین
تھا کہ میرے دل کی حرکت بند ہو جاتی۔ یہی حالت میرے قریب کھڑے قیم اور
کی بھی تھی۔ لیکن تم دونوں میاں بیوی نے ان کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے جی
دیا۔ تمہاری خون آلود کلہاڑی بتاتی ہے کہ تم نے ان پر اپنی کلہاڑی کے وار بھی
اس پر یوناف بولا۔ ہاں میں نے ان دونوں کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے ضربیں
اور ان ضربوں کے لگتے ہی تم نے ان کی چیخیں اور دھاڑیں بھی سنی ہوں گی۔
ملکا بولا اور کہنے لگا۔

یوناف تمہارا کہنا درست ہے۔ جس وقت وہ میرے گھر کے صحن میں دھاڑے
تھے تو میں سمجھ گیا تھا کہ تم نے ان پر اپنی کلہاڑی سے ضربیں لگائی ہیں۔ بہر حال
اور سے پہلے جو کچھ تم نے کہا تھا وہ پورا کر دکھایا۔ اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔
یوناف کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیزو۔ سلیوک اور اوغار کو ابھی تک میری اور میری بیوی کی حقیقت کا
نہیں ہوا۔ وہ مجھے اور میری بیوی کو قیم اور بوران ہی سمجھے ہوئے ہیں۔ ہم دونوں
بیوی نے مل کر جو انہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا ہے اس کے علاوہ ہم نے جلتی
لکڑیوں سے ان کے جسموں پر داغ لگائے ہیں۔ اور کلہاڑی سے ان کے شانے بھی
ہیں وہ اپنی ان اذیتوں کا انتقام لینے ضرور لوٹیں گے۔ سنو میرے مہربانو۔ وہ انسان
نہیں کہ ایک بار ضرب کھانے کے بعد جہاں سے ضرب پڑی ہو ادھر کا رخ نہیں
کرتے۔ بلکہ وہ روحیں ہیں۔ کلہاڑی کی ضرب لگنے کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی اذیت
ان زخموں کو دور کر لیا ہے۔ اور اس کے بعد وہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے کوئی
اور تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

ان حالات کے تحت میں کہوں گا کہ تم لوگ پہلے کی طرح ساتھ والے کمرے میں جا
آرام کرو۔ ملکا کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ یہ بھی آرام کرلے میں اور کیرش اس تنور کے
بیٹھ کر وقت گزارتے ہیں۔ اور انہوں نے واپس آ کر اگر ہم پر حملہ آور ہونے کی
کوشش کی تو مجھے امید ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی پہلے کی طرح ان سے نپٹنے میں کامیاب
ہوں گے۔ اس پر ملکا کہنے لگا۔

دیکھ مہربان ہمارے محسن کیا ایسا ممکن نہیں کہ تمہارے پاس جو مخفی قوت ہے تم اس
کو کہ جب سلیوک اور اوغار دوبارہ اس گھر کا رخ کریں تو وہ ہمیں پہلے ہی مطلع کر
دے کہ ان کی آمد سے پہلے ہی پہلے درویش آرگ، قیم اور بوران ساتھ والے کمرے

میں چلے جائیں جب کہ میں تم دونوں کے پاس یہیں بیٹھا رہوں۔ اور جس طرح
نے ان سے نپٹا ہے اسی طرح پھر ہم انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیں۔

آرگ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف نیکی کے فرزند۔ ملکا نے
ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے خیال میں ہم سب کو یہیں تنور کے
وقت گزارنا چاہئے اور جب تمہاری مخفی طاقت یہ اطلاع دے کہ سلیوک اور اوغار
حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تو میں، تقیم اور بوران پہلے کی طرح ساتھ والے کمرے
جائیں گے۔ جب کہ ملکا تمہارے پاس ہی بیٹھا رہے گا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ جس
دونوں میاں بیوی نے مل کر پہلے سلیوک اور اوغار کو یہاں سے بے بسی اور ا
یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کیا ہے ایسے ہی دوبارہ بھی تم انہیں ناکام اور نا
ہوئے بھاگ جانے پر مجبور کر دو گے۔

یوناف نے ملکا اور آرگ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر سب تنور کے ار
بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے کہ اس موقع پر یوناف نے ابلیکا کو پکارا۔
نے یوناف کی گردن پر لمس دیا تو یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا۔ تو نے دیکھا
اس بار تو میں نے سلیوک اور اوغار کو کیرش کے ساتھ مل کر مار بھگایا ہے۔ اس
کہنے لگی میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں۔ میں تمہیں اور کیرش کو تمہاری اس
مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اب مزید کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف کہنے لگا دیکھ
سلیوک اور اوغار کا خیال رکھنا۔ وہ ہم سے نپٹنے کے بعد واپس ہم سے انتقام لینا
وقت ہمیں اس کی اطلاع کرنا۔ اس پر ابلیکا شفقت اور چاہت بھری آواز میں
دیکھ یوناف ایسا اگر تم نہ بھی کہتے تب بھی میں ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہوں۔ اور ا
پلٹ کر انہوں نے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں بروقت تمہیں اس کی
دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

○

جس وقت یوناف نے سلیوک اور اوغار کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے ضرب
تھیں اس کے چند ہی ساعتوں بعد دھوئیں کی شکل میں سلیوک اور اوغار دونوں فضا
ہوئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے جلتی ہوئی لکڑیوں کی اذیت اور کلہاڑ
گھاؤ سے نجات پائی تھی۔ انہوں نے مسافتوں کو سمیٹا۔ پہلے وہ ملکا کے گھر سے نکل
دھوئیں اور بادلوں کی طرح فضا میں تیرتے ہوئے قبرستان سے باہر ایک جگہ زمین

میں نازل ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے ہو کر وہ عجیب سے انداز میں
کی طرف دیکھتے رہے پھر اوغار کہنے لگی۔

سلیوک میرے حبیب۔ اس گورکن ملکا کے مکان میں جو ہمیں اس کے بھانجے
اس کی بھانجی بوران کے ہاتھوں ذلت و رسوائی اٹھانی پڑی ہے میں سمجھتی ہوں
رسوائی، ایسی بے عزتی اور ایسی پستی تو ہم نے کہیں بھی برداشت نہیں کی۔
معاملہ ہمارے ساتھ کہیں ہوا ہی نہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ
نوجوان تقیم نے تمہاری ضرب کو روکا اور پھر تمہاری گردن پر ایسی زوردار
کہ تم انتہائی بے بسی کے عالم میں میرے نزدیک آگرے تھے۔ اس وقت
آ رہا تھا کہ تم سلیوک ہو یا کچھ اور۔

سلیوک بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اوغار تیرا کہنا ٹھیک
فضا کے اندر میرے اٹھے ہوئے بازو کو تقیم نے پکڑا تھا تو یوں لگا تھا جیسے
کر قوت نے پکڑتے ہوئے کسی سخت چیز کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ اور پھر
میری گردن پر مکا مارا تھا تو مجھے یوں لگا جیسے میری گردن پر وہ مکا نہیں بلکہ
ہتھوڑا اپنی پوری قوت کے ساتھ برسا ہو۔ میں انتہائی بے بسی کے عالم میں
ہوا تمہارے قریب آ گرا تھا۔ اس کے مکے میں ایسی طاقت، ایسا زور تھا کہ میں
گیا تھا۔

اس معاملے کو ہم یونہی نظر انداز تو نہیں کر دیں گے۔ ہم تقیم اور بوران
اپنی بے عزتی کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اس پر اوغار فوراً بولی اور کہنے لگی
معاملے میں تم سے پورا اتفاق کرتی ہوں۔ میری تجویز یہ ہے کہ تو انتہائی
اور بھرتیلے سانپوں کا روپ دھاریں اور گورکن ملکا کے گھر کی طرف
کر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے جس کمرے میں اس وقت ملکا،
بیٹھے ہوئے ہیں اس کے اندر دھواں ہی دھواں کر دیں۔ ایسا دھواں جیسے
میں ہاتھ تک سجھائی نہ دیتا ہو۔ اس قدر گہرا دھواں بھرنے کے بعد پھر ہم
کی صورت میں اس دھوئیں میں داخل ہوں اور تقیم اور بوران کے علاوہ
لیں۔ اس طرح بیک وقت ہم ان تینوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ دیکھ سلیوک اگر
ان کو اپنے تصرف میں نہیں لا سکتے تو پھر ان کے جینے کا حق بھی ہم ان سے

اس تجویز پر خوش ہوتے ہوئے سلیوک کہنے لگا۔ دیکھ اوغار جو تجویز تم نے

پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی مناسب اور کار آمد ثابت ہو گی۔ آؤ
بدلیں اور نئے طریقے، نئے روپ میں تقیم اور بوران پر حملہ آور ہونے کی
اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوعار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور
وہ دو انتہائی زہریلے سانپوں کا روپ دھار چکے تھے۔ اور پھر وہ آگے بڑھے اور
اندر بڑی تیزی سے سرسراتے ہوئے وہ گورکن ملکا کے مکان کی طرف جا رہے

[illegible] ان اور پر شباب رات ہواؤں کے قافلوں، سفر کی لکیروں، فضائے پر آشوب
[illegible] کھلتی بارش میں سحر کو تلاش کرتی ہوئی بڑی تیزی سے اپنی پناہ گاہوں کی
جا رہی تھی۔ طویل رات کے گھنے اندھیرے دکھوں کی کسک، سانسوں کے
[illegible] اور شوریدہ فضاؤں سے لپٹے آدھی رات کے وقت دیواروں پر بیٹھ کر
[illegible] کی طرح خوفزدہ منظر پیش کر رہے تھے۔ وقت کے گمنام جزیروں میں ہر شے
[illegible] وصل میں غرق تھی۔ لمحوں کی حکایتیں اور داستانیں حسرتوں کے بے کران
[illegible] سفر کا شکار ہو چکی تھیں۔

[illegible] یوناف، کیرش، تقیم، بوران، آرگ اور ملکا تنور کے اندر جلتی آگ کے ارد
[illegible] وقت گزارنے کے لئے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یوناف کی گردن پر
[illegible] دیا۔ یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے کیرش سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا کچھ کہنا چاہ
[illegible] وہ اپنا سر یوناف کے شانے پر رکھتے ہوئے ابلیکا کی گفتگو سننے کے لئے ہمہ
[illegible] یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد ابلیکا بڑی تیزی سے بولی اور یوناف
[illegible] کہنے لگی۔

[illegible] رے حبیب سنبھلو۔ تم سے ایک بار پٹنے اور مار کھانے کے بعد سلیوک اور
[illegible] کرنے کی ابتدا کر چکے ہیں۔ دیکھو جب تم نے اور کیرش نے انہیں جلتی
[illegible] والا اور تم نے ان دونوں کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے گھاؤ لگائے تب وہ
[illegible] قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے دھوئیں کی طرح فضاؤں میں تحلیل ہو گئے اور
[illegible] گھاؤ اور جلتی لکڑیوں کے زخموں سے انہوں نے نجات حاصل کر لی تھی۔ اسی
[illegible] میں دھوئیں اور بادلوں کی طرح تیرتے ہوئے وہ قبرستان سے باہر نکلے اور
[illegible] روپ میں نمودار ہوئے۔ پھر آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اب
[illegible] انتہائی زہریلے اور تیز رفتار سانپوں کا روپ دھارا ہے۔ اور بڑی تیزی سے وہ
[illegible] رہے ہیں۔
[illegible] یوناف وہ ایسا کریں گے کہ تم پر حملہ آور ہونے سے پہلے جس کمرے میں تم

لوگ بیٹھے ہوئے ہو اس میں کہر ہی کہر' دھواں ہی دھواں بھر دیں گے۔ وہ چو
ہیں اس لئے وہ ایسا کرنے پر قادر ہیں۔ اور اس گہرے دھوئیں کی آڑ لیتے ہو
تم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے' تمہیں ڈس کر تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔ لہذا ان کی
پہلے یوناف اٹھ کھڑے ہو اور اپنے ساتھیوں کا دفاع کرلو۔ میں بھی یہیں ہوں
گی نہیں۔ سارے حالات پر نگاہ رکھوں گی اور جب مجھے احساس ہوا کہ میں
کو لپکوں گی۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا
ہوئی یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا جب یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تب یوناف بولا اور ملکا کو
کہنے لگا دیکھ ملکا تم خود اور اپنے ساتھ آرگ' تقیم اور بوران کو لے کر ساتھ
میں چلے جاؤ۔ میرے پاس جو خفیہ قوت ہے اس نے مجھے اطلاع دے دی
اور اوغار ایک بار پھر ایک نئے انداز میں ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے اس
ہیں۔ دیکھ اب انہوں نے انتہائی زہریلے اور تیز رفتار سانپوں کا روپ دھار
جو بھی سامنے آیا اسے ڈس کر اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور
پہلے جس کمرے میں ہم بیٹھے ہیں اس میں گہرے بادل نما کہر بھر دیں گے تا
میں کسی کو کچھ نظر نہ آئے۔ اور اسی دھوئیں کی آڑ میں وہ یہاں بیٹھنے والے
ان کا خاتمہ کر دیں۔ لہذا وقت ضائع مت کرو۔ سلیوک اور اوغار سانپوں کی
کسی بھی وقت یہاں داخل ہو سکتے ہیں۔ لہذا اٹھو اور ساتھ والے کمرے
یوناف کی گفتگو کے جواب میں کسی نے کچھ نہ کہا اور وہ اٹھ کر ساتھ والے
گئے تھے۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ ملکا۔ جس کمرے میں تم داخل ہوئے ہو اس کا
بند کر لو۔ ہمیں اس بار سلیوک اور اوغار سے نئے انداز میں نپٹنا ہو گا۔ یونا
تقیم اور بوران فوراً" حرکت میں آئے اور انہوں نے اس کمرے کا دروازہ
لی تھی۔ اس کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھا اور خنجر نکال کر اس پر اس
عمل کیا اس کے بعد ساتھ والے کمرے کی دیوار کے ساتھ ساتھ اس نے
پھر وہ کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اس ساتھ والے کمرے کی دیوار کے ساتھ میں نے حصار
کہ اس کمرے میں جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں سلیوک اور اوغار کی وجہ
شروع ہو ساتھ والے کمرے میں دھواں داخل نہ ہو۔ اسی کمرے میں

کہ سلیوک اور اوغار دھواں بھرنے کے بعد اس کمرے میں داخل ہوں۔ ہم
سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے دفاع کا انتظام مکمل کریں۔ آؤ اپنی قوتوں کو
اور انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں اور سنو کیرش میرے قریب
ساتھ رہنا جب ہم دیکھیں گے کہ اس کمرے میں گہرا دھواں بھر گیا ہے اور اس
آڑ میں سلیوک اور اوغار اس کمرے میں داخل ہوئے ہیں۔ دیکھ کیرش اس وقت
ایسا کریں گے کہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کمرے میں
اندر آگ ہی آگ بھر دیں گے۔ ہمارے ایسا کرنے سے سلیوک اور اوغار جو
سانپوں کے روپ میں ہوں گے۔ انتہائی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہوئے بھاگ
کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر حسین اور پر جمال کیرش کے چہرے پر خوش کن
اور ہوئی تھی۔ پھر وہ آگے بڑھی یوناف کا ہاتھ اپنے نرم اور گداز ہاتھ میں
اس نے یوناف کے ہاتھ پر ایک طویل بوسہ دیا اور کہنے لگی آپ نے یہ تجویز
اول خوش کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ایسا کر کے سلیوک اور اوغار کو
اس کمرے سے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد دونوں میاں
ایک بار گہری نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو
لاتے ہوئے انسانی اور حیوانی آنکھ سے اوجھل ہو گئے تھے۔

سری قوتوں کو استعمال کر کے یوناف اور کیرش کے اوجھل اور روپوش ہونے
کے بعد اس کمرے میں دھواں بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ پھر دھواں اس تیزی سے
کمرے کے اندر کمرے کی ہر چیز ایک دوسرے سے اوجھل ہو کر رہ گئی تھی۔ یوناف
اور کیرش اس کمرے میں موجود تھے اور ہر شے کی نگاہ سے اوجھل تھے لہذا وہ کمرے
کو صاف اور واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔ جب اس کمرے میں گہرا گھنا اور کافی
دھواں بھر گیا تب یوناف اور کیرش نے دیکھا سلیوک اور اوغار دو انتہائی زہریلے
سانپوں کی صورت میں بڑی تیزی کے ساتھ سرسراتے ہوئے اس کمرے میں داخل
ہوئے۔ دونوں کمرے کے آدھے حصے تک ہی گئے ہوں گے کہ یوناف اور کیرش دونوں
نے اپنی قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے فی الفور کمرے کے اندر جوش مارتی ہوئی
آگ بھر دی تھی۔ کمرے کے اندر آگ کا بھرنا تھا کہ دونوں سانپ بڑی تیزی سے پلٹے اور
اضطراب اور بے قراری کا اظہار کرتے ہوئے باہر بھاگ گئے تھے۔ یوناف اور کیرش
انسانی آنکھ سے روپوش ہوتے ہوئے ان کے تعاقب میں لگ گئے۔ انہوں نے

دیکھا گھر سے باہر نکل کر سلیوک اور اوعار نے اپنی ہیئت تبدیل کر لی تھی۔ اور
سانپوں سے ایک بار پھر انہوں نے انسانی روپ دھارا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے
محل کی طرف جا رہے تھے۔

یوناف نے تھوڑی دور تک ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا پھر وہ کیرش
پلٹ کر اسی کمرے میں آگیا جس میں سلیوک اور اوعار نے دھواں بھر دیا تھا۔
اس کمرے میں دھواں اور آگ بھری ہوئی تھی۔ یوناف اور کیرش ایک بار پھر
آئے۔ اپنی سری قوتوں کو انہوں نے استعمال کیا اور کمرے کے اندر بھری ہوئی
دھوئیں کو انہوں نے ختم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اکیلے وہ اس کمرے میں بیٹھے
آرگ، تسیم اور بوران کو انہوں نے اس کمرے میں نہیں بلایا تھا۔ پھر چند لمحوں
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا پھر اس کی کھکھلاتی اور مسکراتی ہوئی
کی ساعت میں رس گھول گئی تھی۔

سنو یوناف میرے حبیب۔ اب تم لمبی تان کر سو جاؤ۔ سلیوک اور اوعار دو
بیوی نطیاس کے محل میں داخل ہو چکے ہیں۔ میں ان دونوں پر نگاہ رکھوں گی
انہوں نے پھر کوئی اور ہیئت تبدیل کر کے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو
پہلے ہی آگاہ کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہوئی گی
کے جانے کے بعد یوناف نے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر دستک دینا شروع

تھوڑی ہی دیر بعد ملکا نے دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی یوناف بولا
دیکھو میرے عزیزو ایک بار پھر ہم دونوں میاں بیوی نے سلیوک اور اوعار کو
ہماری سری قوت نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی نطیاس
داخل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب تم سب لوگ سو جاؤ اور آرام کرو۔ اگر انہوں
حملہ آور ہونے کی کوئی کوشش کی تو میری خفیہ طاقت مجھے بروقت اطلاع کر
اب مزید فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم سب لوگ اسی کمرے میں
کیرش دونوں میاں بیوی تنور کے اردگرد کی نشستوں پر سو جاتے ہیں۔ اس
بولی اور کہنے لگی۔ نہیں میرے بھائی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ اور میری بہن
بہترین محسن، ہمارے ایسے مربی ہیں جن کا احسان ہم کبھی فراموش نہیں
ہمارے ساتھ اسی کمرے میں آرام کریں گے۔ اس میں بستر اور مسہریاں
سب کے لئے بستر لگاتی ہوں۔ سب اسی کمرے میں سوئیں گے۔ کیرش
بوران کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر بوران اور کیرش نے مل کر سب کے

ے اور سب اسی کمرے میں اپنے اپنے بستر میں گھس کر آرام کرنے لگے۔
رے روز بارش کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ جب سب لوگ صبح کے کھانے سے فارغ
یوناف کو کوئی خیال گزرا اور یہودی درویش آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آپ
جھونپڑے میں مجھے بتایا تھا کہ نطیاس کے محل کے اردگرد جنگل ہے اس میں کوئی
نہیں پایا جاتا۔ اور سانپ نہ پائے جانے کی وجہ آپ نے یہ بتائی تھی کہ اس جنگل
ی تعداد میں بڑی بڑی نسل کے نیولے ہیں۔ جواب میں یہودی درویش آرگ
ں چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی گور کن ملکا بول پڑا۔

یوناف۔ میرے عزیز۔ نطیاس کے محل کے آس پاس کے جنگل ہی کی بات نہیں
اس قبرستان کے اندر بھی بے شمار بڑے بڑے نیولے پائے جاتے ہیں۔ بلکہ
ات تو میرے گھر کے مطبخ کی طرف نیولوں کی لائینیں بندھ جاتی ہیں۔ لیکن تم
ے متعلق کیوں پوچھتے ہو؟ کیا تم ان سے کوئی کام لینا چاہتے ہو؟ اس پر یوناف
ی خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے اپنے پہلو میں
ں کی طرف دیکھا اور کہا۔

م ملکا۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ان نیولوں سے سلیوک اور اوعار کے
ں گا۔ اور تم دیکھتے جانا میں نیولوں کے سامنے ان دونوں کو کیسے بے بس کرتا
آرگ ملکا کیا تم مجھے ایسی جگہ بتا سکتے ہو جہاں مجھے کچھ نیولے دکھائی دیں۔ اس
ہوا اور کہنے لگا میرے ساتھ آؤ۔ قبرستان میں بے شمار جگہیں ہیں جہاں
ادھر بھاگتے پھرتے ہیں اس پر یوناف نے غور سے کیرش کی طرف دیکھا۔ کیرش
ے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پھر دونوں میاں بیوی گور کن کے ساتھ ہو لئے تھے۔
ملکا کے ساتھ یوناف اور کیرش جب قبرستان کے اندر آئے تو انہوں نے
یں بوسیدہ اور پرانی قبروں کے آس پاس جنگلی کیکر اور دوسرے جو کافی جھاڑ
کے اندر نیولے ادھر ادھر بھاگتے پھرتے تھے۔ ان نیولوں کو دیکھتے ہوئے دو
یوناف نے منتخب کیا پھر ان پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور انہیں اپنے
یا۔ یوناف کا ایسا کرنا تھا کہ وہ دونوں نیولے بھاگتے ہوئے یوناف کی طرف
حال دیکھتے ہوئے قریب کھڑا ملکا خوفزدہ ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ شاید وہ
نیولے خونخواری کے ساتھ ان پر حملہ آور ہونے لگے ہیں۔ لیکن جب دونوں
کے قریب آ کر اس کے پاؤں پر لوٹنے لگے تو ملکا کو کچھ اطمینان اور سکون
اس موقع پر یوناف نے کیرش کی طرف دیکھا پھر بڑی رازداری میں وہ اسے

مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ کیرش تو بھی ان پر اپنا سری عمل کرتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ مانوس
جس طرح مجھ سے یہ آشنائی کا اظہار کر رہے ہیں اسی طرح تم سے بھی یہ مانوس
گورکن ملکا کے دیکھتے ہی دیکھتے کیرش نے بھی ان دونوں نیولوں پر اپنا سری عمل
جواب میں وہ دونوں نیولے بے چارے کبھی یوناف، کبھی کیرش کے پاؤں پر لوٹ
پھر ہاتھ بڑھا کر کیرش نے دونوں نیولوں کو اپنی گود میں اٹھا لیا تھا۔ دونوں نیولے
کیرش کے ساتھ کچھ ایسی مانوسیت کا اظہار کر رہے تھے جیسے وہ بچپن سے ہی ان
ہوئے ہوں اور برسوں سے ان کے ساتھ رہ رہے ہوں۔ بہرحال ملکا کے ساتھ
نیولوں کو لے کر یوناف اور کیرش گھر واپس ہو لئے تھے۔

راستے میں کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف کہنے لگا۔ دیکھ کیرش تو
اکثر یہ سلیوک اور اوغار کبھی اژدھے کبھی سانپ کا روپ دھار کر اپنے
نکلتے ہیں۔ اب ہمیں سلیوک اور اوغار کی روح ہی نہیں بلکہ عطیاس کی روح
سامنے نیچا دکھانا ہے۔ اس طرح ہمیں کچھ عرصہ یہاں قیام کرنا پڑے گا۔ اس
کبھی بھی اژدھوں اور سانپوں کی صورت میں سلیوک اور اوغار یا عطیاس کبھی
آئے تو ہم ان دونوں نیولوں سے کام لیں گے۔

وہ اس طرح کہ جب کبھی بھی سلیوک اور اوغار سانپ کے روپ میں
آئیں تو ہم ان نیولوں کی جسامت ہی نہیں ان کی قوت میں بھی دس گنا اضافہ
کے سامنے لا کھڑا کریں گے پھر دیکھنا ان سانپوں اور ان دو نیولوں کی مڈبھیڑ
یوناف کی اس گفتگو سے کیرش کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ
کہنے لگی یوناف میرے حبیب یہ ایک بہترین تجویز ہے۔ میرے خیال میں جہاں
ان نیولوں کی لڑائی ایک دل بہلاوے کا باعث بنے گی وہاں ان کے ذریعے ہم
اوغار پر ضرب بھی لگا سکیں گے۔ یوناف بولا تمہارا اندازہ درست ہے کیرش ہم
کریں گے۔ کیرش نے جواب میں کچھ نہ کہا کیونکہ وہ گورکن کے مکان میں
تھے۔

تینوں اس کمرے میں آئے جس میں یہودی درویش آرگ، تقیم
ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تک کچھ خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بولا اور
مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ ملکا۔ میرے بزرگ۔ حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ آرگ کو بھی

کرنا پڑے گا اور ہم بھی کچھ عرصہ یہیں رہیں گے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو تمہارے
تقیم اور تمہاری بھانجی بوران کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس پر تقیم بولا اور
لگا۔

یوناف میرے بھائی آپ کو یہ الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ماموں تو پہلے ہی
سے گزارش کر چکے ہیں کہ اب آپ مستقل یہیں رہیں۔ کیونکہ آپ کے یہاں رہنے
ہمیں تحفظ اور زندگی کے لمحوں کی ضمانت مل سکتی ہے۔
تقیم کے ان الفاظ کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بولا
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جب تقیم بوران کے علاوہ میں کیرش اور آرگ بھی یہاں
گے تو ظاہر ہے تمہارے اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔ میں جانتا ہوں ایک
کی حیثیت سے تمہارے ذرائع آمدنی بڑے محدود بلکہ نہایت کم ہوں گے۔ جن سے
ہی پہلے اپنے بھانجے اور بھانجی کے ساتھ مشکل سے گزارہ کرتے ہو گے۔ اس سلسلے
میں کروں دیکھ ملکا تم کوئی اعتراض کھڑا نہ کرنا۔ جہاں تک میرا اور بیوی کا تعلق
ہم دونوں بڑے صاحب حیثیت ہیں نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے ہمارے پاس کچھ
ہی ہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے ہم اپنی ذرائع آمدنی میں جب چاہیں اضافہ کر سکتے
اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا اور سکوں سے بھری ہوئی
تھیلی نکال کر اس نے ملکا کی گود میں رکھ دی تھی۔ پھر وہ کہنے لگا۔
دیکھ بزرگ ملکا۔ سکوں سے بھری ہوئی یہ تھیلی اپنے پاس رکھو اور اپنے کام میں لاؤ
اس سے گھر کا نظم و نسق چلانے کے لئے خرچ کرو۔ اور سنو اس کے علاوہ بھی جب
بھی نقدی کی ضرورت پڑے تو بلا جھجک مجھ سے کہنا میں ہر سلسلے میں تمہاری
ضروریات پوری کروں گا۔ اس سلسلے میں کبھی بخل سے کام مت لینا۔ اس لئے کہ میں تم
سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں اور میری بیوی نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے دونوں ہی
صاحب ثروت ہیں۔ ہم ہر سلسلے میں تمہاری ضروریات کے مطابق تمہیں نقدی فراہم
کریں۔ لہٰذا جب کبھی بھی ضرورت ہو مجھ سے کوئی بھی چیز مانگنے میں ہچکچاہٹ محسوس
کرنا۔

یوناف کے ان الفاظ کے جواب میں ملکا نے پہلے اس تھیلی کو کھول کر دیکھا پھر اس
کر دیا۔ پھر بڑی عاجزی اور انکساری سے وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ
یوناف میرے محترم مہمان۔ میرے عزیز۔ تم نے اس سے پہلے جو آرگ اور میرے بھانجے
اور بھانجی بوران کی عزت بچائی ہے تمہارا وہ احسان ہی اس قابل ہے کہ جس کا میں

بوجھ نہیں اتار سکتا۔ اب یہ نقدی کی تھیلی دے کر تم نے مجھے بالکل ہی زیر بار کر دیا
میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ اس
یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے باپ کی
ہو۔ میں تمہارے بیٹے کی مانند ہوں۔ لہٰذا تمہیں شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔
جانو تمہارے اور تمہارے لواحقین کی خدمت کرنا میرے اور میری بیوی کیرش کے
میں شامل ہے۔ میرے خیال میں تمہارے یہاں کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں
ہوں گی۔ پہلے ہمیں کسی قریبی بستی کی طرف جانا چاہئے۔ وہاں سے کم از کم ایک
کھانے پینے کا سامان لا کر یہاں جمع کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اگر سرما میں بارشوں کا
طویل ہو گیا تو پھر یہاں کھانے پینے کی اشیاء کی بھی قلت ہو سکتی ہے۔ اور میں نہیں
کہ ایسا ہو۔ اس پر گورکن ملکا کہنے لگا۔

دیکھ یوناف میرے بیٹے۔ میرے پاس ایک گدھا ہے۔ اسے میں بستی کی طرف
جاتا ہوں اور ضروریات کا سارا سامان اس پر لاد کر لے آتا ہوں۔ اس پر یہودی درویش
آرگ بولا اور فکر مند لہجے میں گورکن کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہارا اکیلے کا بستی کی طرف جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ تم جانتے
اس قبرستان کے اطراف میں بے شمار بستیاں ہیں۔ ایک بستی یہاں سے دو فرلانگ
فاصلے پر ہو گی۔ اگر تم اکیلے سامان لینے اپنے گدھے کے ساتھ بستی کی طرف جاؤ
جاتے ہوئے اور آتے ہوئے تمہارا سامنا اور ٹکراؤ سلیوک اور اوغار سے ہو سکتا ہے
تم خیال کرتے ہو جنگل میں وہ تمہیں بچ نکلنے کا موقع فراہم کریں گے۔ کیا وہ تم
رات بھر کی اذیت اور تکلیف کا انتقام نہیں لیں گے۔ اگر انہیں خبر ہو گئی کہ تم سودا
لینے کے لئے اکیلے بستی کی دوکانوں کی طرف گئے ہو تو یاد رکھو وہ راستے میں تمہارا
روک کر کھڑے ہوں گے اور ہر صورت میں تمہارا خاتمہ کر کے رہیں گے۔ لہٰذا میں
تنبیہہ کرتا ہوں کہ کسی بھی صورت اکیلے قریبی بستی کی دوکانوں کی طرف مت جانا۔

یہودی درویش آرگ کے ان الفاظ سے گورکن ملکا کا رنگ خوف اور وحشت
ہلدی ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہراساں کرنے والی موت کی پرچھائیاں رقص
لگی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہ دہشت زدہ سا خاموش اور چپ رہا۔ پھر وہ ہکلاتے
لہجے میں کہنے لگا۔ اگر یہ معاملہ ہے تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف گورکن
ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں اور میری بیوی
تمہارے ساتھ بستی تک چلیں گے۔ یوناف کو یہاں تک کہتے ہوئے رک جانا پڑا۔
کہ یہودی درویش آرگ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ یوناف میرے بیٹے میں تمہاری اس تجویز سے بھی اتفاق نہیں کرتا اگر تم اور
دونوں میاں بیوی ملکا کے ساتھ قریبی بستی میں سودا سلف لینے چلے گئے تو پیچھے میں
بوران رہ جائیں گے ایسی صورت میں اگر سلیوک اور اوغار ہم پر حملہ آور ہو گئے
وہ ہم تینوں کا خاتمہ کر کے چلے جائیں گے۔ اس پر یوناف بولا اور فیصلہ کن انداز
لگا۔

دیکھ آرگ میرے بزرگ پھر ایسا کرتے ہیں کہ سارے ہی قریبی بستی کی طرف سودا
لینے جاتے ہیں۔ اس طرح تفریح بھی ہو جائے گی اور ہم اپنی ضروریات کا سامان بھی
لیں گے۔

سب نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد یوناف نے گورکن ملکا کی
ہوئے کہا۔ دیکھ ملکا تم اپنے گدھے پر کاٹھی ڈالو اور جب کاٹھی ڈال چکو تو ہمیں
اس کے بعد سب اکٹھے یہاں سے نکلتے ہیں۔ اس پر ملکا اٹھا اور خوشی خوشی وہ
سے باہر نکل گیا تھا۔

ملکا کو گئے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس سمت جہاں گدھا باندھا جاتا تھا
چیخ بلند ہوئی۔ یہ چیخ یقیناً" ملکا کی تھی اور لگتا تھا کسی نے کند چھری سے ملکا کا
کے رکھ دیا ہو۔ یہ چیخ سن کر آرگ، تقیم اور بوران انتہائی خوفزدہ ہو گئے تھے۔
چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ ان کے رنگ پیلے پڑ گئے تھے۔ اس موقع پر
بولا اور ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا تم تینوں یہیں بیٹھو۔ میں اور کیرش دیکھتے
ملکا کے ساتھ کیا بیتی ہے۔ اس پر یوناف اور کیرش بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلے۔ وہ
گئے جہاں گدھا باندھا جاتا تھا۔ انہوں نے دیکھا گدھا مرا پڑا تھا اور گدھے کے
ملکا پڑا تھا اور ملکا کا حلقوم کٹا ہوا تھا اور وہ بھی مر چکا تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں
ابھی بڑی پریشانی اور حیرت زدہ سی حالت میں مرنے والے گدھے اور ملکا دونوں
لے ہی رہے تھے کہ جس کمرے سے وہ اٹھ کر بھاگے تھے اس میں بھی ہولناک
اور ہوا شروع ہو گئیں تھیں۔ ملکا کے کٹے حلقوم کو بھولتے ہوئے یوناف اور کیرش
ہوئے جب اس کمرے میں آئے جس میں سے اٹھ کر وہ گئے تھے تو انہوں نے دیکھا
کمرے میں یہودی درویش آرگ تقیم اور بوران کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان

کے حلقوں کٹے ہوئے تھے۔ اور وہ ختم ہو چکے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ابھی حالات کا جائزہ لینے ہی لگے تھے کہ
پشت پر کوئی نمودار ہوا اور دونوں کی گردنیں پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف اور کیرش
گردنیں پکڑنے والے کی طرف چونک کر دیکھا وہ کوئی خوب قد آور تھا۔ اس نے ا
کو سیاہ رنگ کی عبا سے ڈھانپ رکھا تھا اور چہرے پر بھی اس نے اپنی عبا کے رنگ
ڈالا ہوا تھا۔ لہٰذا اس کا چہرہ دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ یوناف اور کیرش نے بہت کوشش
اس کی گرفت سے اپنی گردنیں بچا سکیں لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ ا
ان دونوں کی گردنیں پکڑنے والے نے رگوں میں خون خشک کر دینے والا ایک ا
قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔

لگتا ہے ان علاقوں میں تم ہی نئی صورتحال کے ذمہ دار ہو۔ میرا خیال ہے
بہت قوت تم نے کہیں سے حاصل کر لی ہے۔ اور اس پر اتراتے ہوئے تم نخلیاں
کو سر کرنے کے لئے چل پڑے ہو۔ یاد رکھو تم دونوں اگر سو بار بھی جنم لے کر
محل میں اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرو تو اس سلسلے میں تم ہرگز کامیابی حاصل
سکو گے۔ اور سنو تم اپنی پوری قوت صرف کر لو لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ تم دونوں
گرفت سے اپنی گردنیں نہیں چھڑا سکتے۔

اس اجنبی اور نا آشنا قوت کی گرفت میں یوناف بے چارے کی حالت
بحران، بے چارگی کے الیوں، موت کے کارواں اور حبس کے صید لمحوں جیسی ہو
تھی۔ کیرش بے چاری کو اپنی ذات کی شاید فکر نہیں تھی اس لئے کہ وہ بڑی
عالم میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جس کی گردن پر اس طاقت نے ایسی قوت ا
ڈال رکھا تھا کہ یوناف کی کمر تک جھک کر رہ گئی تھی۔ یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے
افسوس میں کیرش بے چاری ہجر کے ماتم لمحوں کی ناکامی، سلے لبوں کے تعلق، را
سائے میں بھٹکتے دل کے وسوسوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر کیرش کے دیکھتے ہی
یوناف کی آنکھوں میں موت کے گہرے سمندر میں لمحوں کی یورش، کاسہ زیست
آلود تیور اور وقت کی شوریدہ مانگ میں وحشتوں کے رقص جیسی کیفیت طاری ہو گئی
اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اپنی طاقت اور قوت میں
نے دس گنا اضافہ کیا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی جو زور دار ضرب گردن پکڑنے
کے پیٹ میں لگائی تو اس کی گرفت یوناف اور کیرش کی گردن سے ختم ہو گئی اور انتہا
بسی کے عالم میں کمرے کی ایک دیوار سے ٹکراتے ہوئے فرش پر گر گیا تھا۔

یوناف پھر پلٹا اور اسے قہر بھرے انداز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ حرام خور،
والے گندے، بدبختوں کی اولاد میں تو بجلیوں کے ضمیر، حوادث کے رقص اور
موت کی کراہ، سوگ کی آنچ اور زندان کی داستان الم بن کر نکل جانے والا
طرف دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گرنے والا فوراً" ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ
اور انتہائی خونخوار اور غصیلی آواز میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیوں
آوازیں دیتے ہو۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ تمہارے پاس جو قوتیں ہیں،
استعمال کرتے ہوئے تم اپنا دفاع کر سکتے ہو پر اپنے دل کے ورق پر لکھ رکھو کہ میں تو
فاصلوں سے صبح ازل بن کر نکلنے والا طوفان ہوں۔ تیرہ اور سیاہ سرزمینوں میں
آگ بن کر جل اٹھنے والا ہوں۔ اور موت کے تند ریلے سے وقت کے امراز کی
طرح گزر جانے کا فن بھی خوب جانتا ہوں۔ اس پر یوناف بھی دہکتی ہوئی آواز میں
کہنے لگا۔

حرام خور تو کوئی بھی ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن اگر تو یہ خیال
کہ مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرے گا تو یہ تیری بھول اور غلط فہمی ہو گی۔
ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف نے اپنی تلوار نکال۔ اس پر اس نے اپنا عمل
اس نے تلوار سے اپنے ارد گرد حصار بنا لیا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے کیرش
اب یوناف کے پیچھے کھڑے ہو گئی تھی۔ یہ سارا فعل کرنے کے بعد یوناف پھر
پلٹا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کون ہے اور میرے ساتھیوں کو تو نے موت کے گھاٹ کیوں اتارا۔ اس پر اس
بھر کے لئے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور پھر دوبارہ اس نے اپنا نقاب چہرے
اسی لمحے کے اندر یوناف اور کیرش نے جب اس کی طرف دیکھا تو وہ دنگ رہ
انہوں نے دیکھا کہ وہ انسان نہیں تھا۔ اس کا چہرہ کسی ان دیکھے درندے جیسا
اوپر نیچے کے دو دو دانت انتہائی لمبے اور آخر میں کسی قدر بل کھائے اور جھکے
اور اس شکل و شباہت نے اسے اور زیادہ ہولناک بنا دیا تھا۔ اتنی دیر تک اس
آواز گونجی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اب بھی تم میرا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتے ہو یا میرے سامنے ہتھیار ڈالتے ہو۔
تم دونوں نے میرا کہا نہ مانا تو تم دونوں کو میں لمحوں کے اندر موت سے بغلگیر
تم دونوں کے لئے میرا حکم یہ ہے کہ فی الفور بلکہ ابھی اور اسی وقت یہاں سے
ورنہ یاد رکھو میں تم دونوں کو یہاں کھڑے کھڑے جلا کر راکھ کر دوں گا۔ اس پر

یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا۔ کہ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر
ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تیرے سامنے اس وقت نطیاس کی روح کھڑی ہے۔ مجھے
یہ تمہارے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔ دراصل
اور اوغار پر نگاہ رکھے ہوئے تھی۔ یہ نہ جانے کہاں سے ٹپکا۔ اور تمہارے ساتھی
آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ میں اس حادثے پر بڑی سخت پریشان اور پشیمان ہوں
یوناف بولا اور دھیمی آواز میں کہنے لگا کوئی بات نہیں۔ اس میں تمہارا کیا قصور
سے نپٹتا ہوں۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف۔ اس کے سامنے جھکنا
ضرورت پڑی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم تینوں مل کر اسے بھاگ جانے پر
گے۔ ابلیکا کی اس گفتگو سے یوناف اور کیرش کے حوصلے اور بلند ہو گئے تھے۔
بولا اور نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں جانتا ہوں کہ تو ذلت اور رسوائی کا مارا ہوا نطیاس ہے۔ میں جانتا ہوں
تو زندہ تھا تو تیرے پاس بے شمار علوم تھے۔ اور تو نے بابل کے ہاروت اور ماروت
بہت کچھ حاصل کیا تھا۔ مرنے کے بعد اب تیری روح سکون کی تلاش میں ہے
جیسوں کو سکون میسر نہیں۔ یہ جو کھیل تم نے کھیل رکھا ہے سن رکھو زیادہ
نہیں رہے گا۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میں تیری راہ میں ایسی دیوار بنوں گا
نہ تو گزر سکے گا اور نہ اسے پھلانگ کر کسی دوسری سمت کو جا سکے گا۔ اس روز
زندان میں بند اس لومڑی سے بدتر ہو گی جو چند لمحوں کی مہمان ہو کر رہ گئی ہو گی

یوناف کی اس گفتگو پر نطیاس نے حیرت زدہ اور پشیمانی کے سے انداز
تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ نطیاس کی روح ہوں اور یہ کہ میں نے ہاروت اور ماروت
سے علوم حاصل کئے۔ اس پر یوناف نے ایک قہقہہ بلند کیا پھر کہنے لگا دیکھ نطیاس
میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں۔ اور نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تم جیسے
خوب پہچانتا ہوں۔ تم ہم دونوں کو ابھی اور اسی وقت بھاگنے کی دھمکی دیتا ہے۔
اس دھمکی کے جواب میں' میں یہاں سے جانے پر انکار کرتا ہوں اور تجھے چیلنج
تجھے جو کچھ کرنا ہے کر دیکھ۔ اور میری تمہارے لئے یہ بھی پیش گوئی ہے کہ انجام
مغلوب ہو گے۔ اور انجام بھی تمہارا ہی برا ہو گا۔

یوناف کے اس چیلنج کے جواب میں نطیاس حرکت میں آیا۔ اپنے چہرے
نے نقاب ہٹایا۔ نقاب کا ہٹنا تھا کہ اس کے منہ سے اس قدر آگ نکلی جیسے

آگ سے بھری ہوئی بھٹیوں کے منہ کھول دیئے گئے ہوں۔ وہ آگ بڑی تیزی اور
سے یوناف کی طرف لپکی تھی۔ لیکن حصار کے قریب آ کر آگ رک گئی تھی۔
یوناف نے اپنے سامنے اپنی تلوار نکالی جس پر اس نے عمل کر رکھا تھا۔ نطیاس نے
کی کہ اپنے منہ سے نکلتی ہوئی آگ سے یوناف اور کیرش کا خاتمہ کر دے لیکن
میں ناکام رہا۔ تھوڑی دیر تک وہ یوناف اور کیرش پر آگ پھینکتا رہا۔ لیکن
کے قریب کھینچے ہوئے حصار کے قریب آ کر رک گئی تھی۔ پھر یوناف اپنی سرخی
حرکت میں لایا۔ اس کا ایسا کرنا تھا کہ اس کی تلوار سے ایسی چمک اور ایسی تیز
نکلیں جو نطیاس پر گریں۔ نطیاس کے منہ سے لمحہ بھر کے لئے ایک چیخ نکلی۔ اس
وہاں نطیاس تھا اور نہ کوئی اس کا اتا پتہ۔ وہ ہوا میں تحلیل ہوتے ہوئے وہاں
ہو گیا تھا۔

نطیاس کے اس طرح ہوا میں تحلیل ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش
دم بخود سے کھڑے رہے۔ پھر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
بڑی ہولناک شکل تھی نطیاس کی۔ میں نے ایسی بھیانک اور پر ہیبت شکل
نہیں دیکھی۔ جس وقت اس نے ہم دونوں کی گردنیں پکڑی تھیں اس وقت
ہو گیا تھا کہ یہ ضرور کوئی مافوق الفطرت قوت ہے جس نے ہم دونوں کو یک
سامنے بے بس کر دیا ہے۔ لیکن جب آپ نے اس پر ضرب لگائی اور وہ دیوار پر
مجھے کچھ حوصلہ ہوا کہ ہم میاں بیوی ضرور اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر
ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

وقت نطیاس نے مجھے بے بس کرنے کی کوشش کی اس وقت میں نے اپنی قوت
اضافہ کیا۔ پھر جو میں نے اس کے پیٹ میں ضرب لگائی تو ہماری گردنوں سے
چھوٹ گئی۔ اور دیوار سے ٹکراتا ہوا زمین پر جا گرا تھا۔

یوناف کے خاموش ہونے کے بعد کیرش بولی اور کہنے لگی۔ یہ یہودی درویش آرگ'
اور بوران کے مرنے کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ
پہلے دونوں میاں بیوی مل کر ان کو دفن کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم دونوں میاں
قبرستان کے گورکن کی حیثیت سے کام کریں گے۔ اور یہیں ٹھہریں گے۔ یہیں
کے بعد ہم گاہے گاہے وقفے وقفے سے نطیاس' سلیوک اور اوغار پر ضرب لگانے
کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز ہم ان پر قابو پانے میں ضرور
ہو جائیں گے۔ دیکھ کیرش ہو سکتا ہے کہ ہمیں کافی عرصہ گورکن کی حیثیت سے

یہاں قیام کرنا پڑے۔ لہٰذا تم پریشان مت ہونا۔ اس پر کیرش چاہتوں اور محبتوں کا
کرتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ کیسی گفتگو کر رہے ہیں۔ جہاں آپ ہوں وہ زندان ہی کی زندگی کیوں
اپنی ساری زندگی وہاں بخوشی گزار سکتی ہوں۔ کیرش کی اس گفتگو سے یوناف
گیا تھا۔ پھر ان دونوں نے مل کر ملکا' آرگ' قتیم اور بوران کو دفن کر دیا۔ اس
دونوں میاں بیوی نے گورکن کی حیثیت سے اس قبرستان میں قیام کرتے ہوئے
شروع کر دیا تھا۔

ایک صبح ہی صبح کھانا کھانے کے بعد جب کہ یوناف اور کیرش اکٹھے
یوناف' کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیرش میرا جی چاہتا ہے کہ آج نیاس کا
رخ کریں۔ اور دیکھیں سلیوک اور اوغار دونوں کس حال میں ہیں۔ جب سے
آئے ہیں ہم نے ابھی تک کھل کر ان کے سامنے اپنی طاقت اور قوت کا اظہار
آج میں چاہتا ہوں کہ انہیں بتاؤں کہ اگر وہ مافوق الفطرت انداز میں دوسرے لوگوں
ہوسکتے ہیں تو ہم دونوں میاں بیوی بھی ان کے خلاف ایسا ہی کر سکتے ہیں۔ اس پر کیرش
اور کہنے لگی۔ میں تو ہر حال میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا
گے۔

اس پر یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو پھر آؤ چلیں۔
جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی کیا ان دونوں نیولوں کو بھی اپنے ساتھ نہ لے چلیں۔
اپنے ساتھ مانوس کر رکھا ہے۔ یوناف نے بڑی مسحور کن آنکھوں سے کیرش
دیکھتے ہوئے بڑی نرم آواز میں کہا اچھا ہوا کیرش تم نے یاد دلا دیا۔ ان دونوں
ساتھ جانا از حد ضروری ہے۔ اگر ہمارا ان کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہے اور وہ
صورت اختیار کرتے ہیں تو اس صورت میں میں ان نیولوں کی جسامت اور قوت
گنا اضافہ کر کے ان کے سامنے لا کھڑا کروں گا۔ ایسی صورت میں میرے خیال میں
سانپ کی شکل و صورت فراموش کر کے انسانی شکل و صورت میں دوبارہ ہمارے
آکھڑے ہوں گے۔ کیرش آؤ اب یہاں سے چلیں۔ اس کے ساتھ ہی دونوں میاں
نے ایک ایک نیولا اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں قبرستان سے نکل کر نیاس کی
طرف روانہ ہوئے تھے۔

یوناف اور کیرش جب دونوں نیاس کے محل میں داخل ہوئے تو محل میں
ہونے کے بعد جو پہلا کمرہ آتا تھا اسی میں سلیوک اور اوغار بیٹھے انہیں دکھائی دیے۔

میں داخل ہوئے سلیوک اور اوغار دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر
اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو ہمارے چند لمحوں کے مہمان اس روز
رات کو ہمارے یہاں سے کچھ کھائے پئے بغیر ہی چلے گئے۔ اس وقت ہماری
تھی اس لئے کہ اس رات ہمارے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ لیکن تم
تھا کہ تم اگلے روز پھر آؤ گے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم دونوں میاں بیوی
کا بڑا انتظار کیا۔ بہرحال میں تم دونوں کا بڑا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم اپنا
کرتے ہوئے پھر ہماری طرف آئے ہو چاہے یہ وعدہ تم نے دیر سے ہی پورا کیا
ساتھ ہی سلیوک نے اپنے سامنے خالی نشستوں کی طرف اشارہ کیا اور ان
کے لئے کہا۔ جواب میں دونوں وہاں بیٹھ گئے۔

اور کیرش نے اندازہ لگایا کہ سلیوک ان سے ایسی گفتگو کر رہا تھا جیسے نہ
اوغار کو ان دونوں سے متعلق کوئی شبہ ہو نہ وہ یہ خیال کرتے ہوں کہ یوناف
کے راز کو جانتے ہیں۔ یوناف اور کیرش جب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تب اس بار
پوچھنے لگی تم دونوں میاں بیوی کیا کھاؤ گے۔ میں اس وقت تمہاری میزبانی کے
کروں۔ دراصل میں چاہتی ہوں کہ تم ہمارے یہاں آتے جاتے رہو۔ ہم اس
اکیلے ہیں لہٰذا ہم چاہیں گے کہ تم میاں بیوی سرائے سے اٹھ کر ہمارے
قیام کر لو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ہم دونوں میاں بیوی تو کسی اور
کے تحت تمہاری طرف آئے ہیں۔

اس بات کا جواب اوغار دینے ہی والی تھی کہ اچانک سلیوک کی نگاہ یوناف
گود میں رکھے نیولوں پر پڑی۔ جس پر وہ کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے
تم دونوں میاں بیوی نے اپنی گود میں نیولے کیوں بٹھا رکھے ہیں۔ میں سمجھتا
دونوں کو یہاں آئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اور تم نے ان دونوں
طرح کیسے اپنے ساتھ مانوس کر لیا ہے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھو اوغار ہمارا
کی طرف آنے کا مقصد یہ ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یہ محل خالی کر دو اس
یہاں قیام کر کے نہ صرف یہ کہ بنی نوع انسان کو ایک اذیت اور کرب میں
بلکہ تم ان سے اپنے لئے قربانی مانگتے ہو۔ لوگ تم سے ہراساں ہیں اور
سے وہ شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ جب کہ میں اور میری بیوی دونوں مل کر
شرک سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ جو تم دونوں میاں بیوی اور تمہارے استاد
سے ان سرزمینوں میں پھیلا ہوا ہے۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر سلیوک اور اوغار کی حالت فضاؤں میں تاڑی
کی بے چینی، بنجر زمینوں میں دلدل بنتے جوہڑوں، حسد کے انگار خانوں میں وقت
کرچیوں اور سیال لمحوں کی حدت میں کثرت آلام جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پر جلد
اور اوغار نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زخم خوردہ فطرت اور
کے کرب کو کسی حد تک چھپا لیا۔ پھر سلیوک بولا اور وہ شعلوں کے لرزاں انداز
فکر کی سی تندی میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اگر ہم دونوں میاں بیوی اس محل سے جانے پر رضا مند نہ ہوں اور انکار
تمہارا کیا رد عمل ہو گا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ یہ محل ہمارے استاد طیاس
طیاس مر چکا ہے لیکن چونکہ ہم دونوں اس کے شاگرد ہیں لہٰذا اس محل پر ہم
زیادہ حق کسی کا نہیں بنتا۔ جب ہم اس محل کے حقدار ہیں تو پھر دنیا کی کوئی طا
یہاں سے نکال نہیں سکتی۔ اس پر یوناف بھی تند لمحوں کی سفاکی اور ظلم کی
انداز میں بولا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو سلیوک اور اوغار میں تم دونوں کو بدی کے گماشتوں سے بھی بد تر
ہوں۔ اگر تم دونوں نے ہمارے کہنے پر اس محل کو خالی نہ کیا اور جو تم نے طو
رچا رکھا ہے اسے بند نہ کیا تو یاد رکھنا میں اور میری بیوی کیرش دونوں مل کر
کے شعلوں کے لرزاں رنگوں کو دھو دیں گے۔ تمہاری حصار ذات کے تجربوں
گے۔ تمہارے لہو کی تازہ چمک ماند کر دیں گے۔ اور تمہاری مسرتوں کی
درماندہ احساس میں بدل کر رکھ دیں گے۔ سنو اگر تم اپنی ضد، اپنی ہٹ دھرمی
تو ہم دونوں تمہارے کاسہ زیست کو بے ثمر دعاؤں سے بھر دیں گے۔ مت خیال
علاقوں کے اندر تم لوگوں نے اپنے گھناؤنے کردار کی وجہ سے ایک خوف
رکھا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی بے خوفی کے اسم کی طرح تمہارے خلاف حرکت
گے۔ اور تمہارے خیالوں کی تجسیم اور تمہاری زندگی کے سبھی موسموں کو خون
کر کے رکھ دیں گے۔

یوناف کے ان الفاظ سے ایک بار پھر سلیوک اور اوغار کی حالت بے اماں
مظالم کی روداد عذاب لمحوں اور خطاؤں کی کمانیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس
کھل کر بولا اور الجھے تنفس کی حدت اور تیرگی کے فسوں کی غضبناکی میں وہ یو
کر کے بولا۔ دیکھ بے بس و لاچار اجنبی جو الفاظ تم نے کہے ہیں کیا تم میں اتنی
جرات ہے کہ اپنے کہے ہوئے الفاظ کو عملی جامہ بھی پہنا سکو۔ اس پر یوناف

اور انتہائی غضبناکی اور خونخواری میں کہنے لگا۔ دیکھ سلیوک مجھے اپنے سامنے
لاچار مہمان مت سمجھ۔ اگر تو چاہے تو میں ابھی اور اسی وقت تم دونوں کو اس
جانے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ اس پر سلیوک اور اوغار دونوں انتہائی خوفناک اور
کی طرح اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر اس بار اوغار بولی اور انتہائی
اور اس لپٹنے والے انداز میں وہ یوناف اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
یوناف تم اپنی حدود سے بڑھ کر ہمارے ساتھ گفتگو کر رہے ہو۔ تم نے ابھی
طاقت، ہماری قوت اور ہمارے مافوق الفطرت ہونے کا اندازہ ہی نہیں لگایا۔ یاد
کھڑے ہو۔ ہماری اجازت کے بغیر تم اس محل سے باہر بھی نہیں نکل سکتے۔
دونوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو جس طرح بھوکا درندہ اپنے شکار کو چیر پھاڑ
اسی طرح ہم دونوں میاں بیوی بھی تمہارے جسموں کو چیر پھاڑ کر تمہاری تکہ بوٹی کر
گے۔ اس بار یوناف کے بجائے کیرش بولی اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے

کیا تو بکتی ہے۔ تیری یہ ہمت اور جرات کہ ایسے انداز میں میرے شوہر کو
دیکھو ہم دونوں میاں بیوی تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ تم دونوں نے جو
اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرنا ہے وہ کر دیکھو۔ اس کے بعد ہمارا رد عمل
دونوں میاں بیوی کیسے طوفانی اور مافوق الفطرت انداز میں تمہارے خلاف
ہیں۔

گفتگو سن کر سلیوک اور اوغار دونوں کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ
معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر پلک جھپکتے ہی
ہیئت بدل لی تھی۔ پھر یوناف اور کیرش کے سامنے سلیوک اور اوغار کے
بڑے بڑے سیاہ اور خونخوار سانپ کھڑے تھے جو بری طرح پھنکارتے ہوئے
دائیں بائیں آگے پیچھے لہرا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے کمرے کا ماحول انتہائی
ہو گیا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے یوناف اور کیرش فوراً
انہوں نے جو نیولے اتار رکھے تھے۔ ان پر انہوں نے فوراً اپنا سری عمل
طاقت میں بھی دس گنا اضافہ کر دیا اور انہیں زمین پر رکھنے کے بعد ان کی
انہوں نے دس گنا اضافہ کیا تو نیولے دونوں سانپوں کی طرف دیکھتے ہوئے
درندوں کی طرح غرانے لگے تھے۔
کے لئے وہ دونوں خونخوار سانپ لپکے تھے لیکن جلد ہی وہ پھر اپنی پہلی حالت

پر آ گئے اس کے بعد دوسرے ہی لمحے دونوں سانپوں کی آنکھوں سے ایکی
روشنی نکل کر نیولوں پر پڑی کہ نیولے جہاں کھڑے تھے وہیں بھسم ہو کر راکھ
یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس پر اپنا
اور اپنے اور کیرش کے گرد اس نے حصار کھینچ لیا تھا۔ پھر تلوار نیام میں
یوناف نے اپنا خنجر نکال لیا تھا۔ کیرش نے بھی اپنا خنجر نکال کر اپنے دائیں
میں لے لیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی نے ان خنجروں پر اپنا عمل کر
خنجروں کو اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

دونوں بڑی بڑی جسامت والے نیولوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ سانپ
اور کیرش کی طرف متوجہ ہوئے اور جیسی جھلسا دینے والی روشنی انہوں نے
تھی ویسی ہی انہوں نے یوناف اور کیرش پر بھی پھینکی تھی۔ لیکن دونوں سانپ
پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کچھ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس لئے کہ ان کی آنکھوں
والی روشنی ساری یوناف اور کیرش کے خنجر پر آ کے جمع ہوئی تھی اور پھر
ہوتی ہوئی واپس دونوں سانپوں کی طرف گئی تھی۔ اس منعکس ہونے والی
کے لئے دونوں سانپ پہلے پیچھے ہٹے پھر انہوں نے اپنی آنکھوں سے نکلنے والی
سمیٹتے ہوئے فوراً ختم کر دیا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش نے پھر ایک دوسرے
ہوئے نگاہوں ہی نگاہوں میں دونوں میاں بیوی نے کوئی فیصلہ کیا۔ پھر انہوں
کے ساتھ اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں تاہم جو خنجر انہوں نے پکڑے
بائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے اپنے سامنے ہی رکھے۔ اس کے بعد اپنی تلواریں
دونوں میاں بیوی حصار سے باہر نکل کر ان سانپوں کی طرف بڑھے تھے۔
اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ دونوں سانپ کسی قدر خوفزدہ ہوئے پھر اپنی
میں لاتے ہوئے سلیوک اور اوغار نے سانپوں کا روپ ترک کرتے ہوئے
اس کے بعد وہ پلک جھپکنے میں پھر یوناف اور کیرش کے سامنے سے غائب ہو
سلیوک ور اوغار کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے کے تھوڑی
نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی کسی قدر گھبرائی ہوئی اور فکر
دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

دیکھ یوناف تم اور کیرش دونوں سنبھل جاؤ۔ سلیوک اور اوغار تم
آور ہونے والے ہیں۔ وہ دوسرے کمرے میں جا کر بڑے بڑے اور انتہائی

...وں کا روپ دھار چکے ہیں۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں وہ اڑتے ہوئے دوسرے
... نمودار ہوں گے۔ اور تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہوں گے لہٰذا ان کا
... کے لئے تم دونوں میاں بیوی پہلے سے تیار ہو جاؤ۔ یوناف نے ابلیکا کا شکریہ
... کے ساتھ ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ پھر سلیوک اور اوغار کا
... کے لئے یوناف نے اپنی تلوار بغل میں دے لی اور اپنے دائیں ہاتھ کو جس کے
... نے قدیم ساحر الحوتب کے طلسم کو جذب کر رکھا تھا وہ ہاتھ اس نے فضا میں بلند
...وتب کے طلسم کو وہ حرکت میں لایا تھا۔

...وڑی ہی دیر بعد سلیوک اور اوغار دونوں دو خوفناک چمگادڑوں کی شکل میں
... سے نمودار ہوئے اپنے پروں سے انتہائی خوفناک پھڑپھڑاہٹ پیدا کرتے
...رش اور یوناف کی طرف بڑھے اور اس لمحہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے لپک
... اسی موقع پر یوناف الحوتب کے طلسم کو ان کے خلاف حرکت میں لایا جونہی فضا
...کرتے ہوئے سلیوک اور اوغار چمگادڑوں کے روپ میں ذرا قریب آئے یوناف کی
... اور چٹانوں تک کو پاش پاش کر دینے والی روشنی نمودار ہوئی جونہی وہ روشنی
...ڑوں پر پڑی۔ عمارت کے اندر ہولناک اور دہلا دینے والی چیخیں بلند ہوئیں اور
...اویں فضاؤں کے اندر ہی دھوئیں کی طرح تحلیل ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو

...وڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی
... عجیب لگتا ہے سلیوک اور اوغار تم سے شکست تسلیم کرنے کے بعد یہاں
... ہیں۔ اور اب وہ کسی اور سمت یا کسی اور ہیئت میں تم پر حملہ آور ہونے کا
... نہیں رکھتے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی پھر علیحدہ ہو گئی تھی۔
...علیحدہ ہوتے ہی یوناف بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہنے لگا۔

...سنو ابلیاس اگر تم سلیوک اور اوغار کے ساتھ یہیں کہیں ہو تو مجھے غور سے سنو میں
... تم تینوں تعمیر کے گلدانوں میں خار، کھلیانوں میں قحط کا ڈھیر، نشیمن میں بجلیاں اور
...ں بہاروں میں خزاں کی سنسان رت ہو۔ سنو گناہ آلود ہیولو۔ تم تینوں تقدیر کے
...میں تفکرات کے اندھے اوبال، بدبختی کا گھمبیر طلسم، سیاہ رات کے پھیلاؤں میں
... ٹیڑھے نقوش اور وقت کی غالب تہذیب میں سیاہ انقلاب کے اسباب و علل

...سنو انسانی خون کے پروردو۔ میرے سامنے آؤ میرے مقابل آ کے کھڑے ہو میں تم

تینوں کو ایک ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ پھر دیکھو میں کیسے تمہار
نہاں خانوں میں درد و الم کی آگ، چتا کی سلگتی آتش، تمہاری خونی انگڑائیوں
تلخیاں بھر کر رکھتا ہوں۔ سنو گناہوں کے سیاہ ہیولو۔ میرا مقابلہ کرو پھر دیکھو
تمہارے کرود اور لوبھ میں نفرت کے طوفان اور عداوتوں کے رتیلے جھکڑ بھرتا
میں تمہاری یادوں کے پرانے گنبدوں میں اضطرابوں کے بھنور اور جلتے صحراؤں
کھڑے کرتا ہوں۔ ضمیر آدم پر ضرب لگانے والو! اگر تم ہمت و جرات رکھتے ہو
سے مقابلہ کرنے کے لئے اس عمارت میں میرے سامنے آ کر کھڑے ہو۔

کافی دیر تک یوناف پکار پکار کر نطیاس، سلیوک اور اوغار کو مقابلہ کی دعو
لیکن نا ہی اس کی پکار کا کوئی جواب دیا گیا اور نہ ہی نطیاس، سلیوک یا اوغار
اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے سامنے آیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف
دونوں میاں بیوی کوہستانی سلسلہ کے اوپر بنے ہوئے نطیاس کے اس محل
تھے۔ اب یوناف اور کیرش نے مستقل طور پر قبرستان میں قیام کر لیا تھا اور
سے وہ نطیاس، سلیوک اور اوغار کے خلاف حرکت میں آنے لگے تھے۔

○

ایران میں اردشیر کی وفات کے بعد شاہ پور اعظم کا بیٹا شاہ پور سوئم
تخت نشین ہوا تھا۔ دوسری طرف رومن شہنشاہ وا لنٹینین بھی مر گیا اور اس
شخص تھیوڈوس کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ بنا لیا تھا۔

شاہ پور سوئم نے حکومت سنبھالتے ہی آرمینیا کے امور کی طرف
میں جب آرمینیا کا حکمران مینول فوت ہوا تو آرمینیا میں افراتفری کا عالم
لئے افراتفری کے عالم میں آرمینیا کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک
حامی تھا اور دوسرا گروہ ایرانیوں کا طرفدار تھا۔ پس دونوں ہی گروہوں نے
سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے تگ و دو اور جدوجہد شروع کر دی
رومنوں کا طرفدار تھا اس نے ایرانی حمایتیوں کے خلاف رومنوں سے مدد طلب
گروہ جو ایرانیوں کا طرفدار تھا انہوں نے رومنوں کے حامی گروہ کے خلاف
بادشاہ شاہ پور سوئم سے مدد طلب کر لی تھی۔

رومن ان دنوں اس حالت میں نہیں تھے کہ آرمینیا میں اپنے حامی گروہ
مدد کر سکیں اس لئے کہ شمال کی طرف سے ہن قبائل نے حملہ آور ہو کر

رومنوں کو شکست دی تھی اس سے رومنوں کی عسکری حیثیت پر سخت ضرب لگی
رومن اب اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ ایرانیوں سے جنگ کریں۔
ال کرتے تھے کہ اگر انہوں نے آرمینیا کے امور میں دخل اندازی کرنے کی
تو ایرانی حکومت اٹھ کھڑی ہو گی۔ اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان
انے کا خطرہ تھا۔ لہذا رومن چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ایرانیوں سے صلح ہو
دوسری طرف جنگ کے معاملہ میں ایران کا نیا بادشاہ شاہ پور بھی کمزور ثابت ہوا
بھی کوئی جارحانہ قدم رومنوں کے خلاف نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ اس لئے دونوں
مصالحت پر آمادہ ہو گئیں۔ اور ۳۸۳ میں ایک معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے آرمینیا
میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔
تقسیم کے نتیجہ میں مشرقی آرمینیا ایرانیوں کے تسلط میں آ گیا اور مغربی آرمینیا
کا اقتدار تسلیم کر لیا گیا۔ آرمینیا کے دونوں حصوں کے حکمران اگرچہ قدیم
سے تھے لیکن آرمینیا کی خود مختار حیثیت ختم ہو گئی۔ شاہ پور سوئم زیادہ عرصہ
اور مختصر سی حکومت کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

○

پور کے فوت ہونے پر اس کا بھائی بہرام رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ بہرام تخت نشینی
کرمان کا حکمران رہ چکا تھا اس لئے لوگ اسے کرمان شاہ کے نام سے بھی

کی تقسیم کے بعد ایک شخص خسرو کو مشرقی آرمینیا کا حکمران مقرر کیا گیا اور
حصہ ایران کے تحت تھا۔ اب رومنوں نے یہ کیا کہ خسرو پر ڈورے ڈالنے
اصل میں رومن چاہتے تھے کہ ایرانی آرمینیا کو بھی رومن تسلط میں لایا
مقصد کے لئے رومن شہنشاہ تھیوڈوس نے طرح طرح کے لالچ مشرقی آرمینیا
خسرو کو دیئے۔ جس کے نتیجہ میں مشرقی آرمینیا کے حکمران خسرو نے ایرانی
اتار پھینکا اور رومنوں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔
کے بادشاہ بہرام چہارم کو جب خسرو کی اس حرکت کا علم ہوا تو وہ سخت
اور آرمینیا پر فوج کشی کا ارادہ اس نے کر لیا۔ آرمینیا کے حکمران خسرو نے
یہ رومن شہنشاہ تھیوڈوس کے کہنے پر کیا تھا اس لئے اسے امید تھی کہ اگر
شہنشاہ بہرام نے آرمینیا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو قیصر روم تھیوڈوس

ضرور اس موقع پر اس کی مدد کرے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا اس لئے کہ تھیوڈوس
کہ ایرانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اس کی بھی حا
ہو جیسی رومنوں کی حالت شاہ پور اعظم کے دور میں ہوئی تھی۔ لہٰذا جب ایرا
اپنا لشکر لے کر آرمینیا میں داخل ہوا تو رومن شہنشاہ تھیوڈوس بالکل غیر جانبدار
نے نہ صرف یہ کہ خسرو کی مدد کرنے سے انکار کر دیا بلکہ مغربی آرمینیا جو رو
میں تھا اس کی حفاظت کا بھی رومن شہنشاہ تھیوڈوس نے کوئی خاطر خواہ انتظام
جب رومن شہنشاہ تھیوڈوس غیر جانبدار رہا اور مغربی آرمینیا کی بھی اس
نہ کی اور نہ ہی اس سلسلہ میں اس نے کوئی مشرقی آرمینیا کے حکمران خسرو
تب ایرانی شہنشاہ بہرام کے حوصلے مزید بلند ہوئے۔ اپنا لشکر لے کر بہرام آ
آور ہوا۔ بہرام کا مقابلہ کرنے کے لئے مغربی اور مشرقی آرمینیا کے حکمران
ہو کر ایک لشکر تیار کیا اور ایران کے شہنشاہ بہرام کے مقابلہ پر آئے۔
سرزمینوں میں ایران کے شہنشاہ بہرام اور آرمینیا کے دونوں حکمرانوں کے
جنگ ہوئی۔ جنگ کے شروع میں ہی ایرانی شہنشاہ بہرام وقت کی سراسیمگی،
دھند کے سایوں، ویرانیوں کے طالب صحرا اور لہو کے طوفان اٹھاتی لہروں کی
کے دونوں حصوں کے حکمرانوں پر حملہ آور ہوا اور اپنے پہلے ہی حملہ میں بہرام
کے دونوں حصوں کو بدترین شکست دی اور اپنے سامنے سے مار بھگایا۔

اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ آرمینیا کے دونوں حکمرانوں کو ذلت آ
بلکہ ایرانی شہنشاہ بہرام نے مشرقی آرمینیا کے حکمران خسرو کو زندہ گرفتار کر لیا
مشرقی آرمینیا کا حکمران تھا اور مشرقی آرمینیا براہ راست ایران کے تحت تھا
چونکہ ایرانیوں سے جنگ کرکے ایک طرح سے غداری کا ثبوت دیا تھا لہٰذا
کرکے بہرام نے اس قلعہ فراموشی(۱) میں اسیر کر دیا اور مشرقی آرمینیا میں خسرو
اس کے بھائی ورم شاہ پور کو حکمران مقرر کر دیا۔

بہرام بھی کچھ زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا اس کے متعلق تاریخ میں
معلومات میسر نہیں ہیں لیکن مورخین بتاتے ہیں کہ یہ تھوڑا ہی عرصہ حکومت
کہ اس کے لشکر میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی جس کے نتیجہ میں بہرام مارا گیا
زمانے میں رومن سلطنت میں غیر معمولی تبدیلی رونما ہوئی اور وہ یہ کہ قیصر روم
رومن سلطنت کے دو حصے کر دیئے۔ مشرقی سلطنت کا نام بیزنطین رکھا گیا
قسطنطنیہ کو اس کا پایہ تخت بنایا گیا۔ مغربی روم کا پایہ تخت البتہ روم ہی رہا۔ اس

روم ایک طرح سے ایران کی ساسانی مملکت کا ہمسایہ بن گیا تھا۔
ام کے بعد یزدگرد ایران کا شہنشاہ بنا۔ اسے یزدگرد گناہ گار بھی کہا جاتا ہے۔
پسند حکمران تھا۔ اگر وہ اپنے آباؤاجداد کی طرح جنگجو ہوتا یا اسے کشور کشائی کی
اس کے لئے حالات بڑے موافق تھے۔ اس لئے کہ رومن سلطنت اس وقت
ار ہو کر دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔
اس کے علاوہ پہلے گال قبائل نے رومن سلطنت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے
آور ہو کر اسے کمزور کیا اس کے بعد شمال کے وحشی آلاری قبائل نمودار
وں نے بھی پے در پے حملہ آور ہو کر رومنوں کو مزید کمزور اور بے بس کر کے
ایرانی شہنشاہ یزدگرد نے ہمسایہ مملکت کی بدامنی سے فائدہ اٹھانے کی طرف
لکہ جہاں تک ہو سکا اس نے حکومت روم سے دوستانہ روابط مستحکم کرنے کی

کو اس کے ہم وطنوں نے گنہگار کا لقب دیا اور ایرانی تاریخ میں یہی لقب اس
ہو گیا۔ اس کی متعدد وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ ایک وقت ایسا بھی
کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار نے ایرانی عیسائیوں کے اثر میں آ کر اپنا قدیم زرتشتی
دیا اور عیسائیت کا حلقہ بگوش ہو گیا۔ اس کے نتیجہ میں اس نے اپنی سلطنت
عیسائیوں کو ہر طرح کی کھلی آزادی دے دی یہاں تک کہ عیسائیوں نے
گرجوں کے آس پاس سے آتش کدہ گرا کے تباہ و برباد کر دیئے۔
وجہ جو ایران کے شہنشاہ یزدگرد کے گنہگار ہونے کی بیان کی جاتی ہے وہ یہ
لکھتے ہیں کہ یزدگرد انتہائی غرور و سخت گیری رکھتا تھا۔ اسی لئے اس کو گنہگار
کہ یہ نہایت سخت گیر، تند مزاج اور متکبر شخص تھا۔ اس نے تخت نشین
آزاری اور تباہ کاری کو اپنا شعار بنایا۔ با اقتدار لوگوں کو ذلیل کیا۔ بے
بنایا۔ عدل و انصاف کی بیخ کنی کی۔ اس کے قریبی مصاحبوں کو یہ جرات نہ
مظلوم کے حق میں کچھ کہہ سکیں۔
مصاحب کوئی مشیر یا کوئی وزیر کسی موقع پر ایران کے شہنشاہ یزدگرد کے
سفارش کرتا تو یزدگرد جواب میں کہتا۔ جس شخص کی تم سفارش کر رہے ہو
تم نے سفارش کے عوض رقم حاصل کی ہو گی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یزدگرد
نے کے ساتھ ساتھ اہل علم کا مضحکہ اڑاتا اور سپاہ اور رعیت کو خوار کرتا
سے نیکی کرتا تو اسے کوئی صلہ نہ ملتا۔ وہ ہر شخص پر تہمت لگاتا۔ لوگ اس

کے ظلم و ستم سے سخت نالاں تھے لہٰذا اسے یزدگرد گنہگار کہہ کر پکارنے لگے۔

اس کے علاوہ ایرانی شہنشاہ یزدگرد نہ کوئی زیادہ جنگجو تھا اور نہ ہی جنگ کا تجربہ رکھتا تھا۔ اس لئے جنگوں میں حصہ لینے کے بجائے اس نے اپنے سب سے بڑے حریف یعنی رومن سلطنت سے اچھے روابط اور تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ رومن سلطنت چونکہ یزدگرد کے دور تک دو بڑے حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک اٹلی میں، دوسری قسطنطنیہ میں لہٰذا اٹلی کی رومن سلطنت کو نظرانداز کرتے ہوئے یزدگرد نے پوری توجہ قسطنطنیہ کی رومن سلطنت کی طرف کی۔ اس وجہ سے کہ اٹلی کی سلطنت ایک طرح سے پس منظر اور گمنامی میں جا چکی تھی۔ اور قسطنطنیہ کی رومن سلطنت نمایاں اور دنیا کے مختلف ممالک میں مشہور ہو چکی تھی۔

اسی بناء پر یزدگرد نے اپنے زمانے میں مشرقی روم کے ساتھ بہت گہرے تعلقات قائم کئے۔ یزدگرد کے دور میں قسطنطنیہ کا قیصر روم ارکیڈلیس تھا۔ یزدگرد نے اس کے ساتھ بہترین اور عمدہ روابط قائم کئے کہ قیصر روم ارکیڈلیس نے اپنے شہزادے کی تربیت یزدگرد کے حوالے کرنے کی کوشش کی۔ تھیوڈوسیس ابھی گہوارے میں تھا۔ قیصر روم چاہتا تھا کہ اس کی تربیت ایرانی طرز پر ہو۔ قیصر روم اپنے اس ولی عہد کے متعلق فکرمند تھا اور وہ اسے ایرانی حملوں سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ شہزادہ تھیوڈوسیس کی تربیت شہنشاہ ایران یزدگرد کے سپرد کر دی جائے۔

یزدگرد نے بھی بخوشی یہ ذمہ داری قبول کر لی اور اس نے یہ ذمہ داری اٹھایا۔ کوئی سیاسی اہمیت اس کے پیش نظر نہ تھی۔ یزدگرد نے شہزادہ تھیوڈوسیس کے لئے اپنے ایک تجربہ کار دانشمند کو قسطنطنیہ بھیجا تاکہ وہ شہزادہ تھیوڈوسیس کی تربیت کرے۔ یزدگرد کے نمائندہ نے رومی سینیٹ کو خبردار کیا کہ جو شخص شہزادہ تھیوڈوسیس کی بدخواہی کرے گا۔ ایران کا دشمن سمجھا جائے گا۔ مختصر یہ کہ رومن شہزادے کی تربیت یزدگرد کے احکامات کے تحت ہونے لگی۔ اس طرح یزدگرد نے بڑی دانشمندی سے کام لیتے ہوئے رومنوں سے اپنے تعلقات استوار کئے۔ اور جب تک وہ حکومت کرتا رہا جنگوں سے بچتا رہا اور اس نے اپنے وقار کے ساتھ رومنوں کے وقار کو ٹھیس نہ لگنے دی۔ چنانچہ اس کے دور حکومت میں ایران میں مکمل امن و امان قائم رہا۔

اپنے دور حکومت میں یزدگرد نے اپنی عیسائی رعایا کی دلداری کی طرف بھی توجہ دی۔ بلکہ عیسائیوں کا یہ مطالبہ بھی اس نے مان لیا کہ حکومت ایران اور اس کی عیسائی رعایا کے درمیان کوئی سمجھوتا ہو جائے۔

قسطنطنیہ کی حکومت کی طرف سے عیسائیوں کا ایک وفد بشپ مارتا کی سرکردگی میں آیا۔ بشپ مارتا نے اپنی وجاہت اور اپنے وقار اور حیثیت سے یزدگرد کو بے حد متاثر کیا۔ اس کے اصرار پر یزدگرد اس بات پر راضی ہو گیا کہ شاہ پور اعظم کے زمانے میں جو گرجے گرائے گئے تھے ان کو دوبارہ تعمیر کرا دیا جائے۔ جو عیسائی مذہبی تعصب کی بناء پر قید کئے گئے تھے انہیں رہا کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ عیسائی پادریوں کو اجازت مل گئی کہ وہ مملکت ایران میں جہاں چاہیں جائیں۔ بشپ نے بادشاہ کو اس بات پر بھی رضامند کر لیا کہ سلوکیہ میں عیسائیوں کی کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت دی جائے جس میں ایران کے متعلق تمام امور طے کئے جائیں۔ یہ کانفرنس ۴۱۰ میں منعقد ہوئی۔ اور شہنشاہ ایران کی سلامتی کی دعا سے اس کا افتتاح ہوا۔ اس کانفرنس میں عیسائیت کی ازسرنو تنظیم اور اتحاد کے لئے جو فیصلے ہوئے انہیں یزدگرد گنہگار نے منظور کر لیا۔ یزدگرد کے عہد میں عیسائیت کو فروغ تو ہوا لیکن مذہبی تنازعے جو موجود تھے وہ بدستور قائم رہے۔

یزدگرد نے عیسائیوں کے ساتھ کمال رواداری برتی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سیاسی وجوہ کی بناء پر ہو۔ وہ یہ چاہتا ہو کہ قسطنطنیہ کی رومن حکومت اس کی طرف سے مطمئن ہو جائے اور تعلقات بہتر بنانے کی طرف متوجہ رہے۔ زیادہ تر مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ یزدگرد نے یہ کام مذہبی رواداری کی بناء پر کیا۔ اس لئے کہ مذہبی رواداری اس کی فطرت میں شامل تھی۔ چنانچہ اس نے یہودیوں کے ساتھ بھی مہربانی کا سلوک روا رکھا۔ حالانکہ یہودیوں کو کوئی سیاسی اہمیت حاصل نہ تھی۔ یہاں تک کہ یزدگرد گنہگار کی بیوی یہودی تھی۔ اس کا نام شوشین دخت تھا۔ اور وہ ایران میں یہودیوں کے رئیس کی اکلوتی بیٹی تھی۔

اپنی حکومت کے آخری دور میں یزدگرد گنہگار نے عیسائیوں کے متعلق اپنا رویہ بدل لیا۔ اس کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ کچھ عرصہ بعد عیسائی مذہب سے بیزار ہو کر اپنا پرانا مذہب اختیار کر گیا۔

دوسری یہ کہ عیسائی اس زمانہ میں اس قدر دلیر اور بے باک ہو گئے تھے کہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اس لئے سختی گیری کے سوا چارہ نہ رہا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ صوبہ خورستان کے شہر حرمزد اردشیر میں ایک عیسائی پادری نے جس کا نام ہشو تھا یہاں تک جرات کی کہ بشپ ابدا کی پوشیدہ رضامندی کے ساتھ آتش کدہ جو گرجا کے نزدیک تھا۔ مسمار کرا دیا۔ شہنشاہ یزدگرد نے اس معاملہ کے متعلق دریافت

کیا تو ابدا نے اپنی برت کا اظہار کیا لیکن ہشو نے کھلم کھلا اقرار کیا کہ میں نے
کدہ مسمار کیا ہے۔ ساتھ ہی دین زرتشت کو برا بھلا بھی کہا۔

ایران کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار نے ابدا کو حکم دیا کہ آتش کدہ کو دوبارہ
لیکن وہ انکار پر اڑا رہا تو بادشاہ نے اسے مروا دیا۔ ان حالات سے یہ بھی
ایران میں عیسائی آتش کدوں کو نقصان پہنچانے اور عیسائیت کو فروغ دینے میں
تھے۔ اس قسم کی دست درازی کی وجہ سے یزدگرد کے دل میں عیسائیت کے
گیا اور اس کا شفیق ہاتھ عیسائیوں کے لئے آلہ ستم بن کر رہ گیا تھا۔

ایران کا شہنشاہ یزدگرد گنہگار ۴۲۰ میں فوت ہوا۔ ایرانی مورخین اس کی
متعلق ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز
یزدگرد گنہگار جرجان میں شاہی تخت پر بیٹھا تھا اور درباری اس کے آس پاس
ایک خادم یزدگرد کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ محل کے دروازہ پر ایک
ہے۔ جس کے منہ میں نہ لگام ہے اور نہ پیٹھ پر زین۔ یہ گھوڑا نہایت
ہے۔ اور خوبصورت بھی ہے۔ آج تک ایسا خوبصورت گھوڑا دیکھنے میں نہیں
کہ یہ کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ کوئی قریب آتا ہے تو دولتیاں چلاتا ہے۔
گرد جمع ہیں اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش اور مسرور ہو رہے ہیں۔

اپنے اس خادم کی باتیں سن کر کہتے ہیں کہ یزدگرد نہ رہ سکا۔ اٹھ کر گھوڑا
سے باہر آیا۔ گھوڑے کی خوبصورتی دیکھ کر یزدگرد نے اس کی تعریف کی اور
کہا۔ یزدان نے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ میرے لئے بھیجی ہے۔ پھر یزدگرد گنہگار
کے قریب گیا۔ اس کی پیشانی اور ایال پر ہاتھ پھیرا جب کہ گھوڑا یزدگرد گنہگار
چپ، خاموش اور ساکت کھڑا رہا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یزدگرد نے لگام اور زین لانے کا حکم دیا۔
گھوڑے کی ران پر تھپکی دے۔ اس مقصد کے لئے یزدگرد گھوڑے کے پیچھے
گھوڑے نے یزدگرد کے سینے پر اس زور سے دولتیاں جھاڑیں کہ یزدگرد وہیں
کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

کہتے ہیں کہ یزدگرد کو دولتیاں جھاڑ کر اس کا خاتمہ کرنے کے بعد گھوڑا
ہو گیا۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ ایرانی ادب
واقعہ کو نظم کیا گیا اور لکھا ہے کہ یہ گھوڑا ایک چشمہ سبز رنگ سے نمودار ہوا اور
دولتیوں سے ہلاک کر کے غائب ہو گیا۔

لیکن یہ کہتے ہیں کہ یزدگرد گنہگار کی موت کے بعد یہ قصہ اس غرض سے
کے مرنے کی اصل وجہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ بات دراصل یہ ہے کہ
کرے تھے۔ لہٰذا یزدگرد کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

شہنشاہ یزدگرد گنہگار کی سیرت کے متعلق ایرانی اور رومن نقطہ نظر میں بڑا
مورخین اسے جوانمرد، نیک دل، نیکو کار اور بامروت حکمران سمجھتے ہیں۔
کے نزدیک اس کا لقب گنہگار ہوا جس کی وجوہ یہ بیان کی جاتی ہیں کہ اس
طرف جھکاؤ کر لیا تھا۔ بہرحال تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ثابت
کا بادشاہ تھا۔

صورت سے قیصر روم ارکیڈیس کی وصیت پر اس کے بیٹے کی تربیت کی
کا ثبوت ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ تو وہ مروت سے پیش آتا ہی تھا۔
اس نے رواداری برتی۔ یہ اس کی وسیع القلبی کی دلیل ہے۔
تھا اسے شاہی اقتدار کی حفاظت کی خاطر بعض نافرمان امراء پر دست ظلم
بعض مورخین لکھتے ہیں کہ یزدگرد کے جانشین بہرام گور نے اپنی تخت
لوگوں سے جو خطاب کیا۔ اس میں کہا تھا۔ کہ میرے باپ نے اپنے عہد
میں انصاف اور مہربانی کا رویہ اختیار کیا۔ لیکن اس کی رعایا میں سے بعض
قدر نہ کی اور اس کی نافرمانی کرنے لگے۔ اس لئے ناچار میرے باپ نے
لوگوں کا خون بہایا۔

تین بیٹے تھے جن کے نام شاہ پور، بہرام اور نرسی تھے۔ شاہ پور کو یزدگرد
ہی آرمینیا کا حکمران مقرر کیا تھا۔ جب کہ بہرام کو ریاست حیرہ کے عرب
ایران کا باج گزار تھا۔ بچپن ہی میں پرورش کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ یہی
تاریخ میں بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔ حیرہ ایک قدیم شہر ہے جو کوفہ
کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شاہ پور اعظم نے اپنے زمانہ میں اس ریاست کا حکمران
کو بنایا تھا۔ اس کے بعد نعمان بن امرا القیس اس کا جانشین بنا۔ یزدگرد کا بیٹا
تھا کہ یزدگرد چاہتا تھا کہ اپنے بیٹے بہرام کو سرزمین عرب میں بھیج دے تا
صحرا میں ہو۔ اس مقصد کے لئے اس نے حیرہ کے حکمران نعمان بن
بلایا۔ اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور خواہش کی کہ اس کے بیٹے بہرام کو
لے جا کر اس کی پرورش کرے۔ نعمان نے اس خدمت کو اپنے لئے فخر کا
شاہی تزک و احتشام کے ساتھ بہرام نعمان کے ساتھ بھیج دیا گیا۔

نعمان نے بہرام کی پرورش کے لئے تین دائیاں مقرر کیں۔ ایک وہ ایران ساتھ لیتا گیا اور دو عرب سے منتخب کی گئی تھیں۔ بہرام کی پرورش حیرہ میں ہونے گی صفائی اور پاکیزگی میں جواب نہیں تھا۔ نعمان نے اب یہ بھی چاہا کہ شہزادہ کی پرورش کھلی فضا میں کی جائے۔ اس لئے صحرا میں ایک بلند و بالا محل تعمیر کرانے کا ارادہ اس نے سہنار نام کے ایک رومن صناع کو بلایا۔ جس کا شام و عراق میں صناعی میں نہ تھا۔ اور محل بنانے کے لئے اس کا انتخاب کیا گیا۔

سہنار نام کے اس صناع نے پانچ سال کے عرصہ میں ایک عظیم الشان محل اندر تعمیر کر دیا۔ اسی محل میں ایک گنبد نما قلعہ تھا جس کے ارد گرد بلند دیواریں وہی محل تھا جو بعد میں خورنق کے نام سے مشہور ہوا جب یہ محل تعمیر ہو چکا تو نعمان دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ معمار کی تعریف و توصیف کی اور اسے انعام و اکرام سے دیا۔

اسی محل کے ساتھ ایک گھناؤنی یاد بھی وابستہ ہو گئی۔ وہ اس طرح کہ جس معمار نے یہ محل تعمیر کیا تھا اور نعمان بن امرالقیس نے اس کی صناعی کی تعریف و تو وہ رومن صناع اپنی تعریف و توصیف سن کر اور خلاف توقع انعام پا کر نعمان بن امرا مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری محنت رائیگاں نہیں جائے گی تو ایسا محل تیار کر رات ہوتی تو یہ اندر سے چاند کی طرح چمکتا صبح ہوتی تو یہاں طلوع سحر کا سماں جوں آفتاب بلند ہوتا اس کی رنگت بھی ویسی ہی ہوتی جاتی جہاں تک کہ اس سہانا منظر دکھائی دینے لگتا۔

نعمان نے اس رومن صناع کی جب یہ گفتگو سنی تو وہ سخت غضبناک اور اور اس صناع کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر تم اس سے بھی زیادہ خوبصورت محل تھے تو تم نے کیوں ایسا محل تیار نہ کیا۔ وہ کونسا حکمران ہے جس کے لئے تم ایسا محل گے۔

چنانچہ نعمان بن امرالقیس نے حکم دیا کہ اس رومن صناع کو اسی محل کی اونچی چھت پر لے جایا جائے جو محل اس نے تعمیر کیا تھا۔ اور اس چھت سے اس نیچے گرا کر اس صناع کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس رومن صناع کو اس محل کی اونچی چھت پر لے جا کر نیچے گرا دیا گیا۔ اس طرح وہ صناع ہلاک ہو گیا۔

نعمان بن امرالقیس جب فوت ہوا تو ایران کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار نے اس

نعمان کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ منذر یزدگرد کے بیٹے بہرام کا ہم عمر تھا۔ دونوں ساتھ پرورش پائی تھی۔

ہرام کی خواہش پر اسے علوم سکھانے کے لئے عرب و ایران کے علماء بلائے گئے اور تک تعلیم پا کر اس نے مختلف علوم میں دسترس حاصل کر لی۔ پھر شاہسواری اور سیکھا۔ ایک بہترین نسل کا عربی گھوڑا اس کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ جس پر کے دوران سواری کیا کرتا تھا۔

ہرام کی شکار کے لئے ان گنت داستانیں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن بہرام اور سپاہیوں کے ساتھ شکار کو نکلے۔ انہوں نے دور سے دیکھا کہ ایک گور خر دوڑ کر اور ایک شیر اس کے تعاقب میں لگا ہوا ہے۔ تھوڑا سا آگے جا کر انہوں نے نے گور خر کو دبوچ لیا۔ بہرام اور منذر نے دونوں کا پیچھا کیا کہتے ہیں۔ بہرام نے تیر چلایا تو یہ تیر شیر کی پشت سے گزر کر گور خر کی پشت میں جا گھسا اور پھر اس ہیں سے نکل کر زمین میں آ گرا اور پھر دونوں جانور گر کر ہلاک ہو گئے۔

یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ شکار کے اس منظر کی تصویر کو نئے بننے کی دیوار پر محفوظ کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ محل جس کا نام بعد میں خورنق مشہور ہوا پر شکار کا یہ منظر کندہ کر دیا گیا تھا۔ گور خروں کا شکار کرنا بہرام کا خاص مشغلہ وجہ سے وہ بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔

گرد گنہگار فوت ہوا تو اس کے تین بیٹے تھے جو تخت و تاج کے وارث ہو سکتے اور جسے یزدگرد نے ایرانی آرمینیا کا حکمران بنا دیا تھا۔ دوسرا دعویدار بہرام گور تھا اور جو ابھی نابالغ تھا۔ تیسرا بیٹا کوئی اتنی خاص اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

کی زندگی میں امرائے سلطنت اس سے سخت ناراض تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ایک ظالم بادشاہ کے استبداد سے نجات دلا دی ہے۔ اس لئے وہ کسی ایسے تاج سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس کے نقش قدم پر چلنے والا نہ ہو۔

گور سے متعلق ایران کے امرائے سلطنت کا خیال تھا کہ اس کی پرورش صحرائے اس لئے اس کا اخلاق عربوں کا سا ہو گا۔ دوسرا بیٹا شاہ پور اقتدار پسند شخص کی مرگ کی خبر سنتے ہی آرمینیا کی حکومت چھوڑ کر یہاں چلا آیا ہے۔ تیسرا نابالغ ہے اور یوں بھی وہ یزدگرد کے کسی بیٹے کو ایران کی قسمت کا مالک نہیں

نشینی کے اہم مسئلہ پر غور کرنے کے لئے تمام امرائے سلطنت مدائن میں جمع

ہوئے آخر سب نے یزدگرد کے بیٹوں کو نظر انداز کر کے شاہی خاندان کے ایک فرد کا انتخاب کیا اور اس کی اطاعت کا حلف اٹھا کر اسے تخت نشین کر دیا۔

بہرام گور ایک بہادر شخص تھا۔ اسے عربوں کی حمایت بھی حاصل تھی وہ بھی اپنے حق سے محروم نہ ہونا چاہتا تھا۔ حیرا کے حکمران منذر نے بہرام کے لئے عربوں کا لشکر منظم کیا خود بھی اس کا ساتھ دیا یہ جمعیت مدائن کی طرف بڑھی۔ عرب و عجم کی افواج کا مقابلہ ہوا جس میں بہرام نے فتح پائی اور بزور شمشیر اپنی وراثت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بہرام گور کے تخت و تاج حاصل کرنے کے متعلق ایک اور روایت بھی مشہور ہے جو کچھ یوں ہے۔

بہرام گور خسرو کی تخت نشینی کی خبر سن کر سخت رنجیدہ ہوا اور منذر کے ہمراہ اس دس ہزار عرب فوج کو ساتھ لے کر مدائن پر حملہ کرنے کے لئے آیا۔ مدائن کے قریب اس نے خیمے ڈالے۔ یہاں اس نے ایلچی بھیج کر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ میں حملہ کرنے کی غرض سے نہیں آیا کیونکہ ایرانی میرے بھائی بند ہیں۔ مجھے یہ گوارا نہیں کہ ایران کی سرزمین کو میدان جنگ بناؤں اور ایرانیوں کا خون بہاؤں۔ میں اپنا حق حاصل کرنے آیا ہوں اور اس حق سے میں کسی صورت دستبردار نہیں ہوں گا۔

اگر آپ اپنی رضامندی سے میرا حق مجھے دے دیں تو میں شکر گزار ہوں گا اور عدل و انصاف کو زندگی کا شعار بنا کر حکومت کروں گا اور حق شناسی کو کبھی فراموش نہیں کروں گا۔ میں یہ اندیشہ آپ کے دلوں سے نکالنے کے لئے آیا ہوں کہ میں اپنے باپ کا طریقہ اختیار کروں گا لیکن اگر ان باتوں کے باوجود آپ لوگ میری مخالفت پر اڑے رہے اور میرا حق مجھے دینے سے گریز کیا تو لشکر کشی کروں گا اور تم وہ دیکھو گے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔

ایلچی کی آمد پر ایران کے امرائے سلطنت جمع ہوئے اور بہرام کے پیغام پر غور کرتے رہے۔ آخر ایلچی کے ہاتھ یہ جواب بھیجا کہ آج ہماری مجلس برخاست ہوئی ہے۔ ہم لوگ اس کا جواب کل بھیج دیں گے۔ بہرام کا یہ پیغام سن کر ایرانی امراء میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ اب کچھ امراء بہرام کے حق میں ہو گئے اور اسے تخت و تاج دلانا چاہا۔

دوسرے دن پیشتر اس کے کہ امراء کی طرف سے کوئی جواب موصول ہوتا۔ بہرام میدان میں آیا اور ایرانی امراء سے خطاب کر کے کہا کہ حکومت پر اس شخص کا حق ہے جو حسب و نسب کے لحاظ سے اس کا حق دار ہو اور بہادر بھی ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ حسب نسب کے لحاظ سے میرا حق اس شخص پر فائق ہے جس کو آپ لوگوں نے مجھ پر ترجیح

ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا دیا ہے۔

اور جہاں تک بہادری کا تعلق ہے اس کے لئے امتحان لے لیا جائے۔ ایرانی تاج دو شیروں کے درمیان رکھ دو۔ ہم میں سے جو تاج اٹھا کے لے جائے ایرانی حکومت اس کے حوالے کر دی جائے۔

بہرام کی یہ تجویز ایران کے امراء نے منظور کر لی اور بہت بڑے کٹہرے کے درمیان تاج رکھ کر دو بھوکے شیر زنجیر باندھ کر چھوڑ دیئے گئے۔ بہرام نے خسرو کو مخاطب کر کے کہا اگر تم ایرانی تاج کے حکمران بننا چاہتے ہو تو پہل کرو۔ خسرو نے شیروں کے تیور دیکھا تو کہا تاج وہ اٹھائے جو تاج پر اپنا حق جتانے آیا ہے اور پھر میں بوڑھا اور وہ جوان ہو۔ جوان کو چاہئے کہ پیش دستی کرے۔

یہ سن کر بہرام گور کٹہرے کے اندر داخل ہوا۔ ایک شیر اس کی طرف بڑھا اور اس نے شیر کے سر پر مارا اور وہ چوٹ کھا کر دور ہٹ گیا اتنے میں دوسرا شیر آگے آیا تو اس پر وار کر کے بہرام گور نے اسے بھی ڈھیر کر دیا۔ بہرام گور کی اس کامیابی پر چاروں طرف سے تحسین کے نعرے بلند ہوئے۔ تالیوں کی آواز سے آسمان گونج اٹھا۔ نعرے ابھی جاری تھے کہ امرائے سلطنت نے تاج اٹھا کر بہرام کے سر پر رکھ دیا۔ سب سے پہلے جس نے اطاعت کا اظہار کیا وہ خود خسرو تھا۔ جسے ایرانی امراء نے ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا دیا تھا۔ اس کے بعد تمام امراء نے بہرام گور سے وفاداری کا حلف اٹھایا۔

ایرانی مورخین نے تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے بہرام گور سے یہ قصہ اس لئے منسوب کر دیا کہ صرف چند ہزار عربوں نے ایران پر حملہ آور ہو کر ایرانیوں کو بد حواس کر دیا اور تاج و تخت زبردستی خسرو سے چھین کر بہرام گور کے حوالے کر دیا۔ اس طرح صرف دس ہزار کے عرب لشکر کے سامنے پوری ایرانی قوت اور طاقت بے بس ہو گئی تھی۔ لہٰذا بعض مورخین کہتے ہیں کہ ایرانیوں نے اسی بے بسی اور اپنی شکست کو چھپانے کے لئے یہ قصہ گھڑ کر تاریخ کا ایک حصہ بنا دیا۔ بہرحال حقیقت کچھ بھی ہو۔ یزدگرد کے بعد اس کا بیٹا بہرام گور ایرانی تخت و تاج کا مالک بنا۔

روم اٹلی کی بھی عجیب حالت تھی۔ ایران کے شہنشاہ بہرام کے دور حکومت میں رومی تھیوڈوس نے رومن سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ اٹلی اور اس کے قرب و جوار کے مقبوضہ جات پر مشتمل تھا۔ دوسرا حصہ مشرقی روم تھا۔ جس کا دارالحکومت قسطنطنیہ قرار دیا گیا تھا۔ مغربی رومن سلطنت پر بدستور تھیوڈوس حکمران رہا اور مشرقی رومن سلطنت کا حکمران ایک شخص ویلنس کو مقرر کیا گیا تھا۔ ویلنس انتہائی

احمق' غیر دانشمند' بے وقوف اور غیر ذمہ دار انسان تھا۔ لیکن چونکہ رومن سلطنت ...
کا بھائی والنٹینین سب سے بہترین سب سے عمدہ اور سب سے ہر دلعزیز جرنیل تھا ...
ویلنس کو مشرقی رومن سلطنت کا قیصر روم مقرر کر دیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ والنٹینین ...
وجہ سے ہوا۔ رومنوں کا یہی بہترین جرنیل والنٹینین بعد میں مغربی رومن سلطنت ...
بھی بنا۔

مشرقی رومن سلطنت کے شہنشاہ ویلنس کے دور میں جو سب سے بڑا اور ...
حادثہ پیش آیا وہ مشرقی رومن سلطنت پر وحشی اور خونخوار ہن قبائل کا حملہ تھا۔ ...
دریائے ڈان اور دریائے وولگا کے اس پار برفانی علاقوں سے نمودار ہوئے۔ ان علاقوں ...
شمالی ایشیاء سے کوچ کرتے ہوئے پہنچے تھے۔ اور دریائے ڈان اور دریائے وولگا کو عبور ...
ہوئے وہ ان علاقوں میں بارود کی طرح پھٹ پڑے۔ دریائے ڈان اور دریائے وولگا ...
کرنے کے بعد جب یہ وحشی ہن قبائل آگے بڑھے تو سب سے پہلے ان کا ٹکراؤ ...
وحشی قبائل آلان سے ہوا۔ آلان چونکہ رومنوں کے ہمسائے میں رہتے ہوئے ایک ...
متمدن زندگی بسر کرنے لگے تھے لہذا جب یہ وحشی اور خونخوار ہن قبائل کے سامنے ...
یہ آلان قبائل اپنی تمام تر خونخوار اور وحشی پن کے باوجود ہن قبائل کا مقابلہ نہ ...
ہن قبائل کے ان حملہ آوروں کی تعداد کم از کم دو لاکھ کے قریب تھی۔ اس ...
بوڑھے' بچے' عورتیں جو ان کے ساتھ شامل تھے ان کی تعداد کا کوئی اندازہ ہی ...
اپنے پہلے ہی حملہ میں ہن قبائل نے آلان قبائل کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا ...
بڑی تیزی سے آگے بڑھے تھے۔

آلان قبائل کے بعد وحشی گال قبائل اپنی سرحدوں پر آباد تھے۔ آلان قبائل ...
طور پر خاتمہ کرنے کے بعد ہن قبائل آندھی اور طوفان اور منہ زور سیلاب کی ...
بڑھے اور گال قبائل پر حملہ آور ہوئے۔

گال قبائل کی ان دنوں دو قسمیں شمار کی جاتی تھیں۔ ایک سفید گال اور ...
رنگ کے گال۔ سب سے پہلے وحشی ہن قبائل سیاہ رنگ کے گال قبائل ...
ہوئے۔ خود گال قبائل بھی اپنے عروج کے دور میں انتہائی وحشی اور خونخوار ...
جاتے تھے۔ اور یہ بھی ہن قبائل ہی کی طرح ایشیاء کے برفانی علاقوں سے نکل ...
حملہ آور ہوئے اور دور تک اپنا راستہ بناتے ہوئے یورپ ہی میں آباد ہو چکے تھے۔

گال چونکہ خود ہن قبائل کی طرح وحشی تھے۔ لہذا انہوں نے بڑے ...
ہن قبائل سے ٹکرانے کی تیاریاں کیں۔ آخر دونوں وحشی قبائل ایک دوسرے ...

... ہوئے لیکن سیاہ رنگ کے یہ گال قبائل زیادہ دیر تک انکے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ہن ...
... نے سیاہ رنگ کے ان گال قبائل کو بھی بدترین شکست دی اور آلان قبائل کی طرح ...
... صفایا کر کے رکھ دیا۔

... سیاہ گال قبائل کا خاتمہ کرنے کے بعد ہن قبائل بڑی تیزی سے آگے بڑھے اور ان ...
... علاقوں تک پہنچ گئے جو دریائے ڈینیوب کے قریب تھے۔ یہاں ہن قبائل کی راہ ...
... کے لئے سفید گال قبائل تیار کھڑے تھے۔ اور انہوں نے اپنے سردار ڈیوک فرلگرون ...
... کردگی میں ہن قبائل سے ٹکرانے کا عزم کیا۔ ڈیوک فرلگرون سے متعلق مشہور تھا کہ ...
... اپنی زندگی میں بے شمار اور ان گنت لڑائیاں لڑیں لیکن کسی بھی جنگ میں اسے ...
... نہیں ہوئی اور نہ ہی اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں پسپائی کا ...
... لہذا سفید ہن قبائل کو پختہ یقین تھا کہ وہ اپنے سردار ڈیوک فرلگرون کی سرکردگی ...
... قبائل کی راہ روک کر انہیں واپس بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

... اپنے انہی ارادوں کے ساتھ دریائے ڈینیوب کے اس پار دلدلی علاقوں سے کچھ فاصلہ ...
... گال ہن قبائل کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ گال قبائل کو آپ ہی یقین تھا کہ وہ ...
... اس میں وحشی ہن قبائل کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے ہیں لہذا وہ ان کے لڑنے ...
... کرنے کے انداز سے خوب واقف ہیں اس بناء پر وہ ہن قبائل کو شکست دینے میں ...
... جائیں گے۔ جونہی ہن اور گال ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ حملہ آور ہونے ...
... نے پہل کر دی اور وہ تشنہ دہن زمین پر گرجتے بادلوں' پاگل کاسناؤں کی اندھی ...
... کے لامحدود سمندر میں دردناک سموں کی طرح ہن قبائل پر حملہ آور ہو گئے

... دوسری طرف حملہ آور ہن قبائل نے گال قبائل کے اس حملہ کا کوئی خاص اثر نہ ...
... کے حملہ کو روکنے کے بعد ہن قبائل انتہائی وحشیانہ اور خونخوار انداز میں خواہشوں ...
... بحر خون کی طغیانیوں' جھوم کر اٹھتے طوفانوں اور کرب آلود التجاؤں کے ہجوم کی ...
... دونوں طرف سے گالوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ گال مکمل طور پر ہن قبائل کے حملہ کو ...
... ناکام رہے تھے۔ دوسرے گال ایک عرصہ سے دریائے ڈینیوب کے اس پار آباد ہو ...
... ان میں سے کچھ لوگوں نے عیسائیت بھی قبول کر لی تھی۔ اور اب وہ تہذیب یافتہ ...
... ہو گئی تھی۔ لہذا زیادہ دیر تک وہ وحشی ہن قبائل کے حملوں کو برداشت نہ کر ...
... وحشی ہن قبائل سے ٹکرانے کے بعد گال قبائل کو احساس ہوا کہ حملہ آور ہن کے ...
... لڑنے کا انداز ان سے کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ خونخوار ہے۔ اسی بناء پر جلد ہی

جلد حملہ آور ہن قبائل نے گال قبائل کی حالت ٹکھوری اینٹوں ' یادوں کے قدیم
اندھیری رات کے سناٹوں ' اضطراب کے بھنور اور دکھ کے بھورے سایوں جیسی کر
کر دی تھی۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ دو لاکھ گال ہن قبائل کے سامنے
کر بھاگ کھڑے ہوئے اور دریائے ڈینیوب کے قریب آن رکے۔

یہاں گال کے سرکردہ لوگوں نے اپنے کچھ قاصد قیصر روم ویلنس کی خد
قسطنطنیہ روانہ کئے اور اس سے درخواست کی کہ ہن قبائل ان پر حملہ آور ہو
کے مقابلہ میں گال کو شکست ہوئی ہے لہٰذا گال کو اجازت دی جائے کہ وہ دریائے
کو عبور کر کے رومنوں کی سرزمین میں آباد ہو جائیں۔

ویلنس کو جب یہ پیغام ملا تو وہ بڑا خوفزدہ ہوا۔ اسے دو طرح کے خطرات تھے
کہ اگر وہ شکست خوردہ گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور کر کے اپنی سلطنت
ہونے کی اجازت دیتا ہے تو یہ دو لاکھ گال پوری طرح مسلح ہیں اور حرب و ضر
سامان بھی ان کے ساتھ ہے۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گال رومنوں کی سلطنت
ہونے کے بعد حملہ آور ہو کر دور دور تک تباہی اور بربادی پھیلا دیں۔

دوسرا خدشہ قیصر روم ویلنس کو یہ بھی تھا کہ اگر گال رومن سلطنت میں دا
ہیں اور ان کے پیچھے خونخوار حملہ آور ہن بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے
حدود میں داخل ہو جاتے ہیں تو پھر رومنوں کو ایسی صورت میں ناقابل تلافی
پڑے گا۔

اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے قیصر روم ویلنس نے قسطنطنیہ میں
طلب کیا۔ آخر کافی صلاح و مشورہ کے بعد سینیٹ کے سرکردہ لوگوں نے ویلنس
کہ دو شرائط کی بناء پر گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور کرنے کی اجازت دی
یہ کہ وہ اپنے سرداروں کے کچھ رشتہ داروں میں سے رومنوں کے پاس یرغمال
رکھیں گے۔ اور دوسری شرط یہ تھی کہ دریائے ڈینیوب کو عبور کرتے کے بعد
ہتھیار اور اسلحہ رومنوں کے پاس جمع کروا دیں گے۔ تاکہ رومنوں کے ساتھ ان
صورت پیدا نہ ہو۔

رومنوں کی سینیٹ نے اپنے قیصر ویلنس کو یہ مشورہ اس بنا پر دیا تھا کہ
ویلنس سے کہا کہ اگر وہ گال قبائل کو رومن سلطنت میں داخل ہونے کی اجازت
اور وحشی ہن قبائل گال کو شکست دینے اور ان کا قتل عام کرنے کے بعد دریا
کو عبور کر کے رومن سلطنت میں داخل ہوتے ہیں تو پھر رومن کے لئے کسی

روکنا ممکن نہ ہو گا۔ اور ہن پوری رومن سلطنت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں
یہ طے پایا کہ گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور کرنے دیا جائے اور انہیں یہ کہا
وہ دریائے ڈینیوب کے کنارے کے ساتھ ساتھ آباد ہو جائیں تاکہ جب ہن کو یہ
دریائے ڈینیوب کے اس پار گال قبائل آباد ہو چکے ہیں اور رومن سلطنت بھی ان
پناہ کر رہی ہے تو رومنوں کو یہ امید تھی کہ ایسی صورت میں ہن قبائل دریائے
عبور کر کے رومن سلطنت پر حملہ آور نہ ہوں گے۔

کی پیش کردہ شرائط جب ہن کے ہاتھوں شکست اٹھانے والے گال کے سامنے
تو انہوں نے دونوں شرائط کو تسلیم کر لیا۔ دریائے ڈان عبور کرنے سے پہلے
نے اپنے سرداروں کے لڑکے یرغمالیوں کے طور پر رومن حکومت کے حوالے کر
کے جواب میں رومن شہنشاہ ویلنس نے گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور
کے ساتھ ساتھ آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ اور انہیں یہ بھی صاف طور پر
دریائے ڈان کے کنارے آباد ہونے کے بعد وہ رومنوں کے ماتحت اور ان کی رعایا
جائیں گے۔ بہرحال اپنے سرداروں کے لڑکوں کو یرغمال رکھنے کے بعد گال قبائل
ڈینیوب کو عبور کیا اور رومن سلطنت میں دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے
گئے تھے۔

جب دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے عارضی رہائش گاہیں بنا کر رہنے لگے
نے اپنی دوسری شرط پوری کرنے کی تیاری شروع کی۔ رومن شہنشاہ ویلنس نے
مقرر کئے۔ جو دریائے ڈینیوب کے کنارے آئے تاکہ گال قبائل کو غیر مسلح
اب یہ مسلح رومن دستے گال قبائل کے پاس آئے اور انہیں غیر مسلح ہونے کا
نے رومن دستوں کو رشوت دینا شروع کر دی اور یہ کہا کہ اس رشوت کے
غیر مسلح نہ کیا جائے۔ رومن شہنشاہ ویلنس کا حکم تھا کہ ہر صورت میں گال
مسلح کیا جائے کہ کہیں آنے والے دنوں میں وہ رومنوں پر حملہ آور ہو کر ان
نہ کھڑی کر دیں اور یہ حکم اس نے بڑی سختی کے ساتھ دیا تھا لیکن وہ
وہ گال قبائل کو غیر مسلح کرنے پر مامور کئے گئے تھے وہ بڑی تیزی سے گال
رشوت وصول کرنے لگے اور ان کے ہتھیار انہوں نے انہی کے پاس رہنے

قبائل نے رومنوں کو رشوت دے کر اپنے آپ کو غیر مسلح ہونے سے تو بچا لیا
ڈینیوب کے ساتھ ساتھ جہاں وہ آباد ہوئے تھے جلد ہی قحط کے آثار نمودار ہو

گئے اس لئے کہ وہ علاقہ گال قبائل کی اتنی بڑی تعداد کو خوراک مہیا نہ کر سکا اور
بھوک کا دور دورہ ہو گیا۔ یہ صورت دیکھتے ہوئے قیصر روم ویلنس نے اپنے سر...
حکم دیا کہ ایشیا سے گندم منگوائی جائے اور اس وقت تک گال قبائل میں تقسیم...
جب تک وہ خود کھیتی باڑی کر کے اپنے لئے خوراک کا بندوبست نہیں کر لیتے۔

قیصر روم ویلنس کا یہ حکم ملتے ہی بڑی تیزی کے ساتھ ایشیا سے گندم...
ہوئی لیکن بددیانت اور حرام خور رومن سرکردہ لوگوں نے یہ گندم اپنے پاس جمع
کر دی اور گال قبائل میں مفت تقسیم کرنے کے بعد بھاری رقوم لے کر ان میں
تقسیم کا کام شروع کر دیا۔ گال قبائل بے چارے مجبور تھے۔ لہٰذا جو کچھ رقم ان...
تھی وہ دے دلا کر گندم خریدنے لگے۔ دوسری طرف ہن قبائل دریائے ڈی...
سارے علاقوں کو تباہ و برباد کرنے اور لوٹ کرنے کے بعد واپس لوٹ گئے تھے۔

کچھ عرصہ تک سلسلہ ایسے ہی جاری رہا گال بیچارے وہ گندم جو انہیں...
حکم پر مفت ملنی چاہئے تھی خرید کر اپنا پیٹ بھرتے رہے۔ جب ان کے...
ہو گئی تب انہوں نے اپنے غلام بیچ کر اپنا پیٹ بھرنا شروع کیا۔ اس کے بعد جب
پاس کوئی غلام نہ رہا تو نوبت پھر فاقوں پر آ گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے...
کرنے شروع کر دیئے وہ کہتے تھے کہ بچوں کے بھوکے مرنے سے بہتر ہے...
اختیار کر کے اپنا پیٹ بھرتے رہیں۔ اس طرح گال قبائل نے اپنے بچے بیچ بیچ...
کرنا شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ رومن سرداروں کے پاس...
ہوئی گندم ختم ہو گئی۔ دوسری طرف گال قبائل کا صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا...
جو انہیں مفت ملنی چاہئے تھی اسے حاصل کرنے کے لئے اب نہ ان کے پاس...
نہ کے پاس ایسے بچے تھے جنہیں وہ غلام کی حیثیت سے فروخت کر کے اپنا پیٹ...

پھر ایسا ہوا کہ گال قبائل نے اپنے چند متحدہ دستے مہیا کئے جو گالوں کے...
مہیا کریں۔ یہ دستے ایک رومن قصبے میں گھسے اور وہاں دکانوں کی لوٹ مار...
اچانک کچھ رومن محافظ دستے بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے لوٹ مار کرنے والے...
حملہ کر دیا۔ ان کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا۔ گال قبائل کے سرداروں...
کہ بہت سے گالوں کو رومنوں نے ختم کر دیا تو انہوں نے رومن سلطنت کے...
اٹھانے کا حکم دے دیا۔ یہ حکم ملنا تھا کہ گال قوم کے اندر ایک انقلاب رونما ہو...
کبھی ترکوں، ہن، سیتھین، آلانی اور منگول قوموں کی طرح انتہائی وحشیانہ...
زندگی بسر کر رہے تھے انہوں نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ گال جو رومنوں...

...تہذیب یافتہ ہو چکے تھے اور عیسائیت اختیار کرنے کے بعد انہوں نے وحشت
...ترک کر دی تھی اب جو کئی ہفتے انہوں نے فاقے برداشت کئے تو وہ عیسائیت کو
...کر گئے اور تہذیب کی وہ روشنی جو انہوں نے حاصل کی تھی اس کا لبادہ بھی
...اتار دیا اور اپنی پرانی اور قدیم وحشت اختیار کرتے ہوئے یہ گال رومنوں کے
...ہوئے۔ اس طرح دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے دور تک رومنوں
...کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ گال قبائل
...شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے۔ رات کی تاریکی میں جس قدر رومن
...ان کا قتل عام کرتے اور ان شہروں اور قصبوں سے خوراک حاصل کر کے
...میں پہنچاتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح گال قبائل نے حملہ آور ہو کر زبردستی
...خوراک حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

...دریائے ڈینیوب کے کنارے جگہ جگہ گال قبائل اور رومنوں کے درمیان
...شروع ہو چکی تھیں۔ اور ان جھڑپوں میں گال قبائل نے نہ صرف رومن
...قتل عام کیا بلکہ جگہ جگہ انہیں شکستیں بھی دیں۔ اس طرح گال قبائل
...کرنے کے لئے رومن سلطنت میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ
...جا پہنچے اور پھر پیش قدمی کرتے ہوئے گال قبائل اینڈریا نوپل کے قریب پہنچ

...کے خلاف گال قبائل کی پے در پے کامیابیوں اور پھر ان کی بلقان اور اینڈریا
...پیش قدمی سے قیصر روم ویلنس بوکھلا اٹھا۔ اس نے گال قبائل کی راہ روکنے
...کی بغاوت اور سرکشی کی سزا دینے کے لئے ساٹھ ہزار کا ایک بہترین لشکر تیار
...ہزار کا لشکر ان رومنوں پر مشتمل تھا جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ساٹھ
...لشکر کو رومن شہنشاہ ویلنس نے اپنے ساتھ رکھا۔ اس کے علاوہ اس نے ایک
...لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو اس نے اپنے بھتیجے گریشن کی سرکردگی میں رکھا۔
...رومنوں کا وہ جرنیل تھا جو اس سے پہلے اٹلی میں کارہائے نمایاں انجام دے چکا تھا
...اٹلی سے نکل کر اپنے چچا ویلنس کے پاس قسطنطنیہ آ گیا تھا۔ پس رومن شہنشاہ
...اس کا بھتیجا گریشن اپنے دونوں لشکروں کو لے کر بڑی تیزی سے گال قبائل پر
...کے لئے اینڈریا نوپل کی طرف بڑھے۔

...طرف گال قبائل کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی ہر چیز کو بیچ کر اناج حاصل کر
...تھے۔ اور اب ان کے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ رومنوں کو یہ فوقیت تھی کہ وہ

ان کے مقابلہ میں بہتر اسلحہ رکھنے کے ساتھ ساتھ عمدہ سواریاں بھی رکھتے تھے۔
موقع پر گال قبائل کی خوش قسمتی کہ انہیں اچھا اسلحہ اور سواریاں میسر ہوگئیں۔
کہ جنوبی روس کے علاوہ رومانیہ اور یوکرین میں ان گنت سیتھین آباد تھے۔ وہ خوش
بسر کر رہے تھے۔ سیتھین گال قبائل کے ہی بھائی بند تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی
قبائل کے آگے آگے بھاگتے ہوئے گال قبائل دریائے ڈینیوب کو پار کرکے آباد
اب رومن ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مار بھگانے کے درپے ہیں تو یہ بڑی تیزی
قبائل کی مدد کے لئے پہنچنے لگے۔ یہ اپنے ساتھ سواریاں اور بہتر اسلحہ بھی لیتے
کے علاوہ انہی سیتھین کے ساتھ وحشی جرمن بھی آباد تھے وہ بھی رومنوں کو اچھی
نہیں دیکھتے تھے لہٰذا وہ بھی اسلحہ اور فالتو سواریاں لے کر بڑی تیزی سے گال قبائل
کے لئے پہنچنے لگے۔ اس طرح رومنوں کے بہتر اسلحہ اور عمدہ سواریوں کے مقابلے
قبائل کو بھی اچھا اسلحہ اور سواریاں میسر آنے لگی تھیں۔

قیصر روم ویلنس اور اس کا بھتیجا گریشین اپنے لشکروں کے ساتھ جنوبی
ایڈریانوپل کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جہاں گال قبائل نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔ دوسری
گال قبائل کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ رومن شہنشاہ ویلنس اپنے بھتیجے گریشین کے ساتھ
بہت بڑا لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔ اس وقت تک
کی مدد کے لئے جنوبی روس، رومانیہ اور یوکرین سے وحشی سیتھین اور خونخوار جرمن
پہنچے تھے۔ رومن شہنشاہ اور اس کے بھتیجے کے پہنچنے سے قبل ہی گال قبائل نے
سے کام لیتے ہوئے کوہستانی سلسلے کے اندر پہلے ہی ایک لشکر گھات میں بٹھا دیا تھا
عین جنگ کے عروج کے موقع پر رومن لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو
قبائل کی فتح اور رومنوں کی شکست کو یقینی بنا دے۔ یہ سارے انتظامات کرنے کے
سیتھین اور وحشی جرمن بڑی تیزی سے رومن لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ رومن شہنشاہ ویلنس اس کا بھتیجا گریشین
لشکر کے ساتھ ایڈریانوپل پہنچے اور گال قبائل کے لشکر کے سامنے صف آرا ہو
قبائل بھی اپنے وحشی سیتھین بھائیوں اور خونخوار جرمنوں کے ساتھ رومنوں کے سامنے صف
آرا ہونے لگے تھے۔ جنگ کی ابتدا رومنوں نے کی تھی۔ رومن جبر کی طویل ہوا
میں وقت کے سینوں کے بدترین مکروفریب اور موت اور مرگ کی رقصاں لہروں میں
کی حدت پرکھنے کی لذت کی طرح گال، سیتھین اور جرمنوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔
کا خیال تھا کہ گال ان کے خونخوار حملوں کے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکیں گے۔

قبائل نے بڑی کامیابی سے رومنوں کے حملے کو روک دیا تب رومن کسی قدر فکر
مند ہوئے۔ دوسری طرف گال قبائل نے رومنوں کے حملوں کو روکنے کے بعد
کھل کر جارحیت پر اترنے کی ابتدا کی۔

وہ رومنوں پر ریگ ساحل پر برسوں کے نقوش مٹاتی آندھیوں، خونخوار اور جان
کے باعث میدان جنگ خوف کے کنوؤں، آرزوؤں کی بکھرتی لاشوں، زندگی کے
ویرانوں، دشت بے امان اور گردش دوران کے خونی تیور کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

اس وقت جب کہ رومنوں اور گال قبائل کے درمیان جنگ اپنے عروج پر تھی
دوسرے کو اپنے سامنے نیچا اور مغلوب کرنے کے لئے ان تھک کوشش کر رہا تھا
قبائل کا وہ لشکر جو کوہستانی سلسلوں میں گھات میں بیٹھا ہوا تھا وہ نمودار ہوا اور
کی سرکردگی میں گال قبائل کے اس لشکر نے رومنوں کی پشت پر وقت کے بدترین
کے نازک قطرے میں تمتماتی سورج کی تیز شعاعوں اور تنہائیوں کے شہر میں
بگولوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔ گھات سے نکلنے والے ان گال قبائل کا حملہ ایسا
خوفناک تھا کہ انہوں نے رومن لشکر کی پشت کی کئی صفوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ پھر وہ
کے وسطی حصے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دوسری طرف سامنے کی طرف سے حملہ آور ہونے والے گال، سیتھین اور جرمنوں
کو جب معلوم ہوئی کہ ان کے گھات میں بیٹھے ہوئے لشکر نے گھات سے نکل کر رومنوں کی
پر حملہ کر دیا ہے تب انہوں نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ
رومن دو طرفہ حملے کے باعث بری طرح پسنے لگے تھے۔ اور ان کی حالت چکی کے دو
پاٹوں کے درمیان پسنے والے اناج کی سی ہونے لگی تھی۔

قیصر روم ویلنس اور اس کا بھتیجا گریشین زیادہ دیر تک گال، سیتھین اور جرمنوں کے
دو طرفہ حملے کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے۔ آخر انہیں صاف دکھائی دینے لگا کہ اگر
یہ جنگ کچھ دیر اور جاری رہی تو ان کے مقدر میں بدترین شکست کے سوا کچھ نہ
ہوگا اور یہ گال، سیتھین اور جرمن تینوں مل کر سارے رومن لشکر کا قتل عام اور صفایا کر
دیں گے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رومن شہنشاہ ویلنس اور اس کے بھتیجے گریشین نے
اپنے لشکر کو سمیٹا پھر وہ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

گال، سیتھین اور جرمنوں کے مقابلے میں ایڈریانوپل کے مقام پر یہ رومنوں کی
بدترین شکست تھی۔ رومن جب میدان جنگ سے بھاگے تو گال، سیتھین اور جرمن بھی ان
کی ہر چیز سمیٹنے کے بعد ان کے پیچھے لگ گئے تھے اور جس وقت قیصر روم ویلنس

اپنے بچے کچھے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ میں داخل ہوا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد
سیتھین اور جرمن بھی قسطنطنیہ پہنچ گئے اور انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔
قسطنطنیہ کی بنیا رکھنے والے رومن شہنشاہ قسطنطین نے چونکہ قسطنطنیہ کی آبادی
اس طرح کی تھی کہ اس کے ارد گرد ایسی مضبوط فصلیں تھیں جنہیں عبور کر کے قسطنطنیہ
میں داخل ہونا انتہائی مشکل اور محال تھا۔ اسی بناء پر گال' سیتھین اور وحشی جرمن
نے کچھ عرصہ تک قسطنطنیہ کا محاصرہ جاری رکھا اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے
رہے لیکن ان کی ہر کوشش رائیگاں گئی۔ آخر چند ہفتوں تک قسطنطنیہ شہر کی فصیل سے
ٹکرانے کے بعد گال' سیتھین اور جرمن قبائل ناکام دریائے ڈینیوب کی طرف لوٹ گئے۔
گال' سیتھین اور جرمن قبائل کے ہاتھوں رومنوں کی اینڈریانوپل کے مقام پر
شکست کے چند ہی ہفتے بعد قسطنطنیہ کا شہنشاہ ویلنس فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ
میں رومنوں کا شہنشاہ ایک شخص تھیوڈوسیس بنا۔
تھیوڈوسیس ایک انتہائی نیک' پارسا' عاقل اور دانشمند انسان تھا۔ جس وقت وہ تخت
نشین ہوا اس سے کچھ ہفتے پہلے گال' سیتھین اور جرمن قسطنطنیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد
دریائے ڈینیوب کی طرف لوٹے تھے اور مختلف گروہوں میں بٹ کر انہوں نے
ڈینیوب کے آس پاس شہروں اور بستیوں کو لوٹنا شروع کر دیا تھا۔
تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلا کام جو تھیوڈوسیس نے کیا وہ کہ اس
لشکر کی طاقت اور قوت بحال کی۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے اور آس پاس کے علاقوں میں
چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں جو سیتھین' گال اور جرمن لوٹ مار کر رہے
تھے ان پر تھیوڈوسیس نے حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔ وہ ان وحشی قبائل کے
نظر انداز کرتے ہوئے چھوٹے گروہوں پر حملہ آور ہوتا اور ان کا کام تمام کر دیتا۔ اس
اس نے بڑی تیزی سے حملہ آور ہوتے ہوئے وحشی قبائل کی تعداد کم کرنا شروع کر دی
تھی۔
دوسری طرف گال' سیتھین اور جرمنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ نئے رومن
تھیوڈوسیس نے ان پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا ہے۔ اب ان کے لئے ایک
مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ یوں کہ اگر وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں
قصبوں اور شہروں کی لوٹ مار کرتے تھے تو ان چھوٹے چھوٹے گروہوں پر تھیوڈ
آور ہوتا اور ان کا خاتمہ کرتا چلا جاتا۔
اور اگر وہ سارے متحد اور اکٹھے رہ کر کارروائی کرتے تب ان کے بھوکے

تھا۔ اس لئے کہ وہ سب اکٹھے رہ کر اپنے لئے مناسب اور ضرورت کے مطابق
حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ صورت حال گال' سیتھین اور جرمن قبائل کے لئے
پریشان کن تھی۔
نئے رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس نے وحشی قبائل کی انہی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے
انہیں بات چیت کی دعوت دی۔ ان وحشی قبائل نے اپنے نمائندے تھیوڈوسیس سے
کرنے کے لئے روانہ کئے۔ یہ گفتگو انتہائی کامیاب رہی۔ رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس
قبائل کو اپنے صوبے تھریس میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ رومن شہنشاہ
فیصلے پر یہ وحشی قبائل بہت خوش ہوئے اور وہ تھریس میں آباد ہو گئے۔ رومن
تھیوڈوسیس نے انہیں اپنے لشکر میں بھی شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح
سیس کا دور پر امن گزرا۔
تھیوڈوسیس کے بعد اس کا بیٹا آرکیڈیس حکمران بنا۔ یکی آرکیڈیس ایران کے شہنشاہ
گنہگار کے دور حکومت میں رومنوں کا شہنشاہ تھا۔ اسی آرکیڈیس کے بیٹے تھیوڈوسیس
کی پرورش ایران کے شہنشاہ یزدگرد کے سپرد کی گئی تھی۔ آرکیڈیس صرف تیس سال کی
فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کا بیٹا تھیوڈوسیس دوئم جس کی تربیت ایرانی شہنشاہ
گنہگار کے سپرد تھی صرف سات سال کا تھا۔ بس جس وقت رومن شہنشا آرکیڈیس
ہوا تو اس کا سات سالہ بیٹا تھیوڈوسیس دوئم ہی رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ اور اسکی تربیت
گنہگار کے سپرد تھی۔ یہ تھیوڈوسیس جوان ہوا۔ جوان ہونے تک ایران کا شہنشاہ یزد
گنہگار بھی فوت ہو گیا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ تھیوڈوسیس دوئم کے مقابل ایران کے
یزدگرد کا بیٹا بہرام گور تھا۔

○

یوناف اور کیرش ایک روز قبرستان کی اس قریبی بستی میں داخل ہوئے جس کے
عارث کی سرکردگی میں سلیوک اور اوعار دونوں کو طیاس کے محل میں بکرا مہیا کیا جاتا
یوناف اور کیرش دونوں نے عارث کی حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ عارث کے
نے دروازہ کھولا۔ یوناف نے اس غلام سے عارث سے ملاقات کی اجازت لینے کو کہا۔
دیر بعد وہ غلام لوٹا۔ یوناف اور کیرش کو اپنے ساتھ لے گیا۔ بستی کے سردار عارث
ان خانے میں دونوں کو جا بٹھایا۔
تھوڑی دیر بعد بستی کا سردار عارث اور اس کے ساتھ بستی کے کچھ سرکردہ لوگ

اس دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اٹھ کر ان سب کا استقبال کیا۔ یوناف اور کیرش کو دیکھتے ہی بستی کے سردار کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ بڑی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے یوناف اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں گورکن کی حیثیت سے تم دونوں میاں بیوی کی کارکردگی پر بے حد خوش ہوں۔ پہلا گورکن بہت اچھا' بہت نیک شخص تھا۔ لیکن تم دونوں میاں بیوی اس سے بھی بہتر ثابت ہوئے ہو۔ کہو تم کس سلسلے میں آج مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ سردار عارث اگر تو اپنے ان سرکردہ لوگوں کے ساتھ یہاں بیٹھ جائے تو میں تم سے کچھ کہوں۔ یوناف کے کہنے پر بستی کا سردار عارث اور بستی کے سرکردہ لوگ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد یوناف اور کیرش بھی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر یوناف سردار عارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سردار ہم دونوں میاں بیوی اس لئے تیرے پاس آئے ہیں کہ تم سے گذارش کریں کہ آج کے بعد نیلیاس کے قدیم اور پرانے محل میں سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا کرنے کا کام بند کر دیا جائے۔ یوناف کی اس بات پر وہاں بیٹھے سارے ہی چونک سے پڑے تھے۔ بستی کا سردار عارث تھوڑی دیر تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوناف کو دیکھتا رہا پھر وہ پریشان سے لہجے میں کہنے لگا۔ دیکھ یوناف کیا تو ذہنی طور پر کسی پریشانی اور غم کا شکار تو نہیں کہ تو اس قسم کی گفتگو کر رہا ہے۔ یہ تو کیا کہتا ہے کہ نیلیاس کے محل میں بکرا مہیا کرنا بند کر دیں۔ شاید تو جانتا ہو گا کہ نیلیاس میں جن دو میاں بیوی نے قیام کر رکھا ہے وہ انسان نہیں بدروحیں ہیں۔ اور اگر ہم انہیں بکرا مہیا نہیں کرتے تو یاد رکھنا یہ دونوں بدروحیں بستی والوں پر چڑھ دوڑیں گی۔ نہ صرف اس بستی پر ہی نہیں بلکہ آس پاس کی بستیوں پر بھی قہر بن کر ٹوٹیں گی اور کہیں پھر وہ انسانوں کو اپنی غذا بنانا شروع کر دیں گی۔ لہٰذا تمہاری یہ التجا کیسے قبول کی جائے کہ نیلیاس کے محل میں قیام کرنے والے سلیوک اور اوغار کو ہر ہفتے بکرا مہیا نہ کیا جائے۔

بستی کا سردار عارث جب خاموش ہوا تب ایک دوسرا سرکردہ آدمی یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میں تمہیں نصیحت نہیں بلکہ تنبیہہ کروں گا کہ تم دونوں میاں بیوی صرف گورکن کی حیثیت سے قبرستان میں اپنے فرائض انجام دیا کرو۔ سلیوک اور اوغار کے معاملے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا نہیں کرنا چاہئے یہ تم دونوں سے زیادہ ہم بہتر جانتے ہیں۔ لہٰذا آج کے بعد کبھی بھی تم سلیوک اور اوغار

کی ہمت اور جرات نہ کرنا۔ اس پر یوناف اس سردار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم غیر مہذب' اجڈ اور احمق قسم کے انسان ہو۔ تمہیں کسی سے گفتگو کرنے کے طریقے آتے ہی نہیں ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اور میری بیوی دونوں اپنی ضرورتوں کے لئے گورکن کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس پر وہی سردار انتہائی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف۔ تو میرے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی گفتگو کر رہا ہے۔ تجھے خبر ہونی چاہئے کہ میرے ایک اشارہ کرنے پر میرے ساتھی تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور تم دونوں میاں بیوی کا برا حال کر دیں گے۔ لہٰذا میں تمہیں پھر تنبیہہ کرتا ہوں کہ گورکن ہی رہو۔ ہمارے سردار اور ہمارے رہبر اور رہنما بننے کی کوشش مت کرو۔ اس پر یوناف بھی آپے سے باہر ہو گیا۔ انتہائی غضبناکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ تم انتہائی بدتمیز انسان ہو۔ ایک ایسے احمق اور اجڈ ہو کسی دوسرے انسان سے بات کرنے کا طریقہ اور سلیقہ نہیں آتا۔ میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر سلیوک اور اوغار کو ہر ہفتے بکرا دینا بند نہ کیا گیا تو میں اور میری بیوی کیرش دونوں سلیوک اور اوغار سے بڑھ کر تمہارے لئے مصیبت اور اذیت کا باعث بن جائیں گے۔

یوناف کی اس گفتگو سے جہاں بستی کا سردار دنگ اور پریشان رہ گیا تھا وہاں دوسرے لوگ بھی شک و شبہ کی نگاہ سے یوناف کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ پھر جس سرکردہ آدمی سے یوناف کی تکرار ہوئی تھی اس نے اپنے کچھ ساتھیوں کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کر دیا۔ یوناف بھی سمجھ گیا تھا کہ وہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر چکا ہے۔ لہٰذا جوں ہی تین چار جوان اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف کی طرف لپکے یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ ان کی طرف کیا پھر اپنا سری عمل شروع کیا۔ وہ سری عمل ہوتا تھا کہ یوناف کی انگلیوں سے ایسی خوفناک آگ کی چنگاریاں نکلیں کہ ان چنگاریوں نے ان چاروں نوجوانوں کو اپنا ہدف بنایا۔ جو یوناف کی طرف بڑھے تھے۔ اور چنگاریوں کی وجہ سے وہ چاروں شور' واویلا اور آہ و زاری کرتے ہوئے واپس مڑے اور پھر اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے۔

ایسا کرنے کے بعد یوناف پہلے کی نسبت زیادہ غضبناکی اور خونخواری میں بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو بستی کے لوگو۔ میں تمہیں واضح کر دوں کہ میں اپنی ضروریات کے تحت تمہاری اور دوسری بستیوں کے قبرستان میں گورکن کی حیثیت سے کام نہیں کر رہا۔ یاد رکھو تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو مال و دولت میں میرا مقابلہ کر

سکے یا میری طرح صاحب ثروت ہو۔ اس میں تمہارا سردار عارث بھی شامل
صرف تم لوگوں کو سلیوک اور اوغار سے نجات دلانے کی خاطر اور انہیں اپ
اور مغلوب کرنے کی خاطر قبرستان میں گورکن کے فرائض انجام دے رہا ہو
والو اگر تم نے میرا کہا نہ مانا اور سلیوک اور اوغار کو پہلے کی طرح بکرا مہیا ک
جاری رکھا تو سن رکھنا میں اور میری بیوی کیرش سلیوک اور اوغار سے بڑھ کر
خطرناک اور ہولناک ثابت ہوں گے۔ لہٰذا میں تم لوگوں کو آخری بار تنبیہ
میرے کہنے کے مطابق سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا کرنا بند کر دیا جائے۔
اپنی بدبختی اور اپنی تباہی کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جانا۔ آج کے بعد نہ
مہیا کیا جائے گا نہ لوگ وہاں چڑھاوے چڑھانے کو جائیں گے۔ نہ ہی ان کے
مانگی جائیں گی' نہ ہی دعائیں مانگی جائیں گی۔ اور نہ کوئی عورت' کوئی مرد
محل کا رخ کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو بستی کا سردار عارث
لگا۔ دیکھ یوناف میں تو یہ دیکھ چکا ہوں کہ تو کچھ سری قوتوں کا مالک ہے۔
نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارے سامنے کیا ہے۔ دیکھ میں اور میری بستی کے
الجھنا نہیں چاہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم میاں بیوی انتہائی شریف اور رحم
ہو۔ لیکن میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم تمہارے کہنے پر بکرا
دیں یا لوگوں کو منع کر دیں کہ وہ نذر و نیاز وہاں نہ چڑھائیں اور دعائیں
کھانے پینے کی کوئی بھی شے سلیوک اور اوغار کو مہیا نہ کریں تو مجھے خطرہ
اور اوغار برہم ہو کر بستیوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور
انسانوں کو اپنی غذا بنانا شروع کر دیں گے۔ اس پر یوناف نے بڑی نرمی سے
مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ سردار عارث جہاں تک تم لوگوں کی حفاظت کا تعلق ہے تو میں
ہوں کہ تم لوگوں نے اگر سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا کرنا بند کر دیا اور لوگوں
کہ وہ نذر نیاز ان کے لئے نہ چڑھائیں ایسی صورت میں اگر سلیوک اور او
کرنے کے لئے بستیوں کا رخ کریں گے تو میں ساری بستیوں کے لوگوں کی
کروں گا۔ اس پر عارث کہنے لگا۔ دیکھو بیٹے یہ انتہائی مشکل اور دشوار کام
ہے کہ سلیوک اور اوغار دونوں بدروحیں ہیں۔ پھر تم دونوں میاں بیوی کیسے ا
گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ سردار ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں

کی بات نہیں بلکہ یہ میرا اور میری بیوی کیرش کا کام ہے۔ ایک بار تم بکرا بند کرو'
نبلیاس کے محل کی طرف مت جانے دو۔ اس کے بعد تم دیکھنا ہم دونوں میاں
سلیوک اور اوغار کی بدروحوں سے کیسے نپٹتے ہیں۔
یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک بستی کے سردار کی گردن جھکی
شاید وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر شاید اس نے کوئی فیصلہ کیا اور فیصلہ کن انداز میں یوناف کو
کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف اگر تو ہمیں یہ ضمانت دیتا ہے کہ تو سلیوک اور اوغار کی
سے ہماری حفاظت کرے گا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آج کے بعد نہ
اور اوغار کو بکرا مہیا کیا جائے گا اور نہ لوگ وہاں منت مانیں گے۔ اور نہ نذر و نیاز
گی۔ اور بولو تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔
بستی کے سردار عارث کا یہ جواب سن کر یوناف اور کیرش دونوں خوش ہو گئے تھے
کے لبوں پر خوش کن اور دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس پر بستی کا
بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میرے بیٹے دو دن بعد سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا
دن آ رہا ہے۔ تمہارے کہنے پر ہم بکرا مہیا نہیں کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی میں تم
کہہ دوں کہ بکرے والے دن کے بعد ضرور وہ اپنا آپ دکھانے کی کوشش کریں
تم مختلف بستیوں کے لوگوں کو ان کے ظلم و ستم سے بچانا اس پر یوناف بولا اور
دیکھ سردار تو اس معاملہ میں بالکل بے فکر رہ میں ساری بستیوں کے لوگوں کا
اور اوغار کے حملوں سے دفاع کروں گا۔
اس پر عارث بولا اور کہنے لگا اگر تو ہمیں ہماری سلامتی کی ضمانت دیتا ہے تو دیکھ
تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب نہ سلیوک اور اوغار کو کوئی بکرا مہیا کیا جائے گا اور
لوگوں کو نذر و نیاز چڑھانے کے لئے نبلیاس کے محل کی طرف جانے دوں گا۔
ہے کہ اب تم بھی اپنا عہد پورا کرو گے۔ اور بستیوں کے لوگوں کو سلیوک اور
قہرمانیت سے بچا کے رہو گے۔ اس پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیرش
ہو گئی پھر یوناف سردار عارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ عارث میں تمہارا شکر گزار و ممنون ہوں کہ تم نے میری بات مان لی ہے۔ میں
وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سلیوک اور اوغار کی بدروحوں نے آدم خوری کے لئے کسی بھی
حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں بستی کے لوگوں کا ان کے سامنے دفاع کروں
سلیوک اور اوغار کو ایسی اذیت اور کرب میں مبتلا کروں گا کہ وہ بستیوں کا رخ
کرنے کی بجائے بھاگ کر نبلیاس کے محل میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

یوناف کا یہ جواب سن کر بستی کا سردار عارث ہی نہیں دوسرے لوگ بھی
مطمئن ہو گئے تھے اس کے بعد بستی کا وہ سرکردہ آدمی اپنی جگہ کھڑا ہوا جس نے
بدتمیزی کی تھی۔ یوناف کے قریب آیا۔ بڑی نرمی اور عاجزی میں وہ یوناف کو
کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تھوڑی دیر پہلے میں نے جو تمہارے ساتھ بدتمیزی کی تھی
میں میں تم سے معافی مانگتا ہوں اگر تم بستیوں کے لوگوں کی حفاظت کرو تو میں
کہ تمہارا ان بستیوں کے لوگوں پر ایسا احسان ہو گا جسے کوئی اتار نہ سکے گا۔
یوناف نے اس سردار کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا پھر کیرش
یوناف عارث کی حویلی سے نکلا اور قبرستان کی طرف چل دیا تھا۔

عاتس نام کا نوجوان جو سردار عارث ہی کی بستی کا رہنے والا تھا اور جس
اور اوغار مہمان تھے۔ تقریباً" بھاگتا ہوا نطیاس کے محل میں داخل ہوا۔ اس
اور اوغار محل کے اس کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جس کے سامنے صدر دروازہ
بھاگتا بھاگتا سلیوک اور اوغار کے قریب آ کر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سلیوک
پہل کر دی اور عاتس کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

دیکھ مہمان عاتس تیری حالت سے لگتا ہے کہ تو گھبرایا ہوا ہے پریشان
ہے بتا تجھے کیا ہوا تیرے ساتھ کسی نے زیادتی کی' تجھ پر کسی نے حملہ کیا۔
تو ایسا شخص جو تم سے زیادتی کا مرتکب ہوا ہو' آنے والی رات یقیناً" اس
آخری رات ثابت ہو گی۔ عاتس جو بھاگتا ہوا آیا تھا اس نے اپنی سانس درست کی
سلیوک اور اوغار کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا۔

سنو میرے محسنو! میرے مہمانو! میں تمہارے لئے ایک حیران کن
والی خبر لے کر آیا ہوں۔ اس پر اوغار نے پوچھا کیسی خبر جو حیران کن بھی ہے
دینے والی بھی۔ عاتس بولا اور کہنے لگا۔ آج تھوڑی دیر پہلے قبرستان میں گورکنی
ادا کرنے والا یوناف اور اس کی بیوی کیرش دونوں ہماری بستی میں داخل ہو
کے سردار عارث کی حویلی میں آئے اس وقت عارث کی حویلی میں ہماری اور
بستیوں کے کچھ سرکردہ لوگ بھی جمع تھے۔ ان سب کو مخاطب کر کے یوناف
کے بعد نطیاس کے محل میں رہنے والے سلیوک اور اوغار کو جو ہفتہ وار بکرا
وہ بند کر دیا جائے کہتے ہیں پہلے تو سردار عارث اور بستیوں کے دوسرے سرکردہ
ایسا کرنے سے انکار کر دیا بلکہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ایک سردار نے یوناف
اور اسے تنبیہہ کی کہ وہ گورکن کی حیثیت سے قبرستان تک ہی اپنے آپ کو

بستیوں کے سرکردہ لوگوں کا رہبر اور راہنما بننے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن کہتے
ہیں۔
کہ سردار عارث اور دوسرے سرکردہ لوگوں کے سامنے یوناف نے کچھ مافوق الفطرت
کا ایسا مظاہرہ کیا کہ سردار عارث کے علاوہ دوسرے سارے سرکردہ لوگ یوناف اور
اس کی بیوی کیرش کے گرویدہ ہو گئے۔ یوناف کے کہنے پر انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے
کہ آج کے بعد وہ تم دونوں میاں بیوی کو بکرا مہیا نہیں کریں گے۔
یہاں تک کہنے کے بعد عاتس جب خاموش ہوا تو سلیوک بولا۔ اگر ہمیں بکرا مہیا نہ
کیا گیا تو پھر دیکھیں گے کہ کیا بنتا ہے۔ ان بستیوں میں ہم دونوں میاں بیوی ہی نہیں بلکہ
ان کی تباہی و بربادی پھیلا دے گا۔ اور یہ جو یوناف اور کیرش آج کل گورکن کے
فرائض انجام دے رہے ہیں لگتا ہے یہاں قبرستان میں ان کی زندگی کے دن بھی تھوڑے
رہ گئے ہیں۔ اور ان دونوں کی وجہ سے قبرستان میں دو قبروں کا اور اضافہ ہونے والا

یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک جب خاموش ہوا تو اس بار اوغار بولی اور عاتس کو
مخاطب کر کے کہنے لگی۔
دیکھ مہمان عاتس جو خبر اور اطلاع تو نے ہمیں مہیا کی ہے کیا اس وقت جب کہ
یوناف اور کیرش کی گفتگو بستیوں کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کے ساتھ ہوئی ہے تم بھی
وہاں موجود تھے۔ اس پر عاتس بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا نہیں۔ میں خود تو وہاں
نہیں تھا لیکن جو کچھ میں نے آپ دونوں سے کہا ہے یہ ساری گفتگو مجھے میرے ایک
قریب ترین دوست نے انتہائی رازداری کے ساتھ بتائی تھی اور اس سے یہ باتیں سنتے ہی
میں بھاگا تم لوگوں کی طرف آیا۔ جو کچھ میرے دوست نے کہا تھا وہ میں نے تم سے
کہہ دیا ہے۔ اس پر سلیوک بے پروائی کے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔
لعنت بھیجیں اس گفتگو پر کسی اور موضوع پر بات کرتے ہیں۔ ابھی دوسرا بکرا مہیا
کرنے میں کچھ دن ہیں۔ اور اگر ہمیں بکرا مہیا نہ کیا گیا تو پھر ہم بستی والوں کو بتائیں گے
کہ بکرا روکنے کے کیا بدترین اثرات نکلتے ہیں۔ اور اسی وقت ہم یوناف اور کیرش کو بھی
بتائیں گے کہ ہمارے خلاف جو مہم انہوں نے شروع کی ہے اس کا انہیں کس قسم کا خونی
خمیازہ بھگتنا ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک خاموش ہوا۔ پھر وہ تینوں بیٹھ کر دوسرے
موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔
سردار عارث کی حویلی سے نکل کر یوناف اور کیرش جونہی قبرستان میں داخل ہوئے'

ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لس دیا۔ اس پر یوناف ٹھٹکا۔ کیرش بھی
کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ ایلیکا کچھ کہنے والی ہے۔ ایلیکا نے اپنا ریشمی اور
اس کے بعد اس کی کھنکتی اور شیریں آواز بلند ہوئی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے

یوناف میرے حبیب' عاتش نام کا وہ جوان جس پر سلیوک اور اوغار
وہ اس وقت سلیوک اور اوغار کے پاس نطیاس کے محل میں بیٹھا ہوا ہے۔
کے سردار عارث اور دوسرے سرکردہ لوگوں کے درمیان سلیوک اور اوغار کے
کرنے کی جو گفتگو ہوئی ہے وہ ساری گفتگو عاتش نے سلیوک اور اوغار سے
اور انھوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اگر انھیں بکرا نہ مہیا کیا گیا تو وہ بستیوں
بربادی پھیلا دیں گے اور یہ کہ تم دونوں کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں

ایلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر غیض و غضب اور
نمودار ہوئے تھے۔ پھر وہ انتہائی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ سلیوک
ایسی تیسی۔ اور ساتھ ہی ان کے استاد نطیاس سے کیا کہوں۔ میں ان تینوں کو
روز برف کی طرح منجمد کر کے رکھ دوں گا۔ اس روز یہ اپنی ساری سری قوتیں
لامحدود شکتیاں بھول جائیں گے۔ دیکھ ایلیکا میں اور کیرش اب ابھی اور
سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے نطیاس کے محل میں نمودار ہوتے ہیں
اوغار سے ملتے ہیں۔ عاتش بھی وہیں بیٹھا ہو گا۔ لہٰذا اسے بھی دیکھ لیں گے
لے گا تاکہ اسے بھی پتہ چل جائے کہ ان سرزمینوں میں صرف سلیوک اور
الفطرت قوت نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم دونوں میاں بیوی بھی ہیں جو سلیوک
میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر کر دینے والی طاقت اور قوت کے مالک ہیں۔
اور کہنے لگی۔

ہاں یوناف تمہاری تجویز بہترین اور عمدہ ہے' تم دونوں میاں بیوی
کو حرکت میں لاؤ۔ اور نطیاس کے محل میں داخل ہو کر اوغار اور سلیوک
سخت گفتگو کرو۔ انھیں تنبیہہ کرو۔ ان سے دھمکی میں بات کرو۔ اور جب
تو عاتش تم دونوں سے بے حد متاثر ہو گا۔ اور آئندہ وہ پھر دوبارہ سلیوک
خوفزدہ رہنے کے ساتھ تم سے بھی ڈر ڈر کر زندگی بسر کرے گا۔ یہاں تک
ایلیکا نے ہلکا سا لس دیا اور یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ ایلیکا
ہی یوناف نے کیرش کو مخصوص اشارہ کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری
میں آئے اور نطیاس کے محل کے اس کمرے میں نمودار ہوئے تھے جہاں

ان دونوں کو بند کیا تھا۔
کمرے میں نمودار ہونے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی صدر
طرف بڑھے۔ مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے جس وقت وہ اس کمرے کی
اس میں سلیوک اور اوغار اور عاتش بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے تو انھیں دیکھتے
سلیوک اور اوغار کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ وہاں عاتش بھی انتہا
پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا۔ پھر اس نے بڑی رازداری میں سلیوک کو مخاطب
پوچھا۔

میرے مالک' یہ یوناف نام کا گورکن اس کی بیوی محل کے اندرونی حصے سے نکل
رہے ہیں۔ کیا میرے آنے سے پہلے یہ محل میں موجود تھے۔ جب کہ میرے
خیال کہ یہ تو ہماری بستی میں داخل ہوئے تھے۔ اس پر سلیوک نے عاتش کو
کہا یہ اس محل میں کیسے آئے اس کے متعلق تم مت پوچھو۔ فی الحال چپ رہو
رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ سلیوک کے کہنے پر عاتش خاموش ہو گیا اتنی دیر
اور کیرش دونوں میاں بیوی چلتے ہوئے سلیوک اور اوغار کے سامنے آن کھڑے

دیر تک یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی قہرانیت کے انداز میں سلیوک
طرف دیکھتے رہے۔ سامنے بیٹھے عاتش نام کے اس جوان نے اندازہ لگایا کہ اس
اور اوغار یوناف اور کیرش کے سامنے دبے دبے سے دکھائی دے رہے
دیر تک سلیوک اور اوغار کو غور سے دیکھنے کے بعد یوناف عاتش کی طرف
پوچھنے لگا تم کون ہو۔ اور یہاں ان دونوں کے پاس کیا لینے آئے ہو۔ یوناف
براہ راست عاتش سے مخاطب ہوا تو وہ پریشان اور فکر مند سا ہو گیا۔ لمحہ بھر
نے امداد طلب نگاہوں سے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھا۔ جب سلیوک
کی رد عمل کا اظہار نہ کیا تب عاتش خود ہی یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اس بستی کا رہنے والا ہوں جو تم دونوں میاں بیوی کے قبرستان کے قریب ہی
سردار عارث ہے۔ میں سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی کا پرانا جاننے والا
اور پیشتر ان کی خدمت کرنے کے لئے اس محل میں آتا جاتا رہتا ہوں۔ عاتش
ہی کہنے پایا تھا کہ سلیوک بولا اور عاتش کی نمائندگی کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔
یوناف اپنے آپ میں رہو۔ اپنے جامے سے باہر نکل کر گفتگو کرنے کی کوشش

نہ کرو۔ عاتس ہمارے پاس کیوں آتا ہے کس غرض سے آتا ہے یہ ہمارا اور اس
ہے۔ تم تیسرے فرد کون ہوتے ہو بیچ میں دخل اندازی کرنے والے۔

سلیوک کی اس گفتگو سے یوناف غیض و غضب میں آپے سے باہر ہو
آگے بڑھا اور اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر اس نے سلیوک کو مارتے ہوئے کہا۔ میں
یہ تو اچھی طرح جانتا ہے۔ دیکھ جو حرکتیں تم دونوں میاں بیوی نے جاری کر رکھی
بند کر دو۔ ورنہ میں تم دونوں کو ریزہ ریزہ' لخت لخت کر کے رکھ دوں گا۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ سلیوک نے پاؤں کی ٹھوکر کھانے کے بعد
انداز میں اوغار کی طرف دیکھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے سے یوناف چوکنا ہو
بھی خاص انداز میں کیرش کی طرف دیکھا تھا۔ پھر نطیاس کے محل میں ایک خل
ہو گیا۔ سلیوک اور اوغار دونوں حرکت میں آئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں
سے خوفناک آگ نکالی اور یہ آگ بڑی تیزی سے یوناف اور کیرش کی طرف
اسی لمحہ کیرش اور یوناف بھی اپنی سری قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنا دفاع
جس وقت سلیوک اور اوغار کے منہ سے آگ نکلی تھی اس وقت سلیوک' اوغار
نے دیکھا یوناف اور کیرش دھوئیں کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ اور سلیوک او
منہ اور آنکھوں سے نکلنے والی آگ اس دھوئیں میں سے ہوتی ہوئی باہر نکلتی چلی
پھر وہ دھواں آہستہ آہستہ چھٹ گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے یوناف اور کیرش
بیوی سلیوک اور اوغار کی پشت پر نمودار ہوئے۔ نمودار ہوتے ہی یوناف نے
ایک سخت ٹھوکر سلیوک کی گردن پر دے ماری اور سلیوک بل کھاتا ہوا دور جا
اسی موقع پر کیرش بھی حرکت میں آئی اور جس طرح یوناف نے سلیوک کی گر
لگائی تھی۔ ایسی ہی کیرش نے بھی اپنے پاؤں کی سخت ٹھوکر اوغار کی گردن پر لگا
بھی سلیوک کی طرح لڑھکتی ہوئی کئی گز دور جا گری تھی۔

یہ صورتحال برپا ہو چکنے کے بعد یوناف گرجتی اور دھاڑتی ہوئی آواز
سلیوک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ سن سلیوک آج تم دونوں میاں بیوی کے
ہی سزا کافی ہے۔ اب ہم جاتے ہیں۔ پھر آئیں گے۔ اور تمہارے ساتھ اب
کریں گے۔ جب تک تم نطیاس کے محل کو خالی نہیں کر دیتے تب تک ہم
رہیں گے۔ اور تمہارا ایسا ہی حشر کرتے رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر وہ دونوں میاں بیوی نطیاس کے محل سے نکل گئے تھے
یوناف اور کیرش کے جانے کے بعد عاتس نے بڑی بے بسی اور لاچارگی

ہوئے پوچھا۔ آقا یہ شخص یوناف اور اس کی بیوی ایسے ہی دراز دست اور
آپ کے ساتھ ایسا سلوک کر کے بچ کے نکل جائیں میں سمجھتا ہوں انہیں
اس محل سے نکلنا نہ چاہئے تھا۔ اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عاتس تو
تو عنقریب دیکھے گا کہ ہم بڑے خونخوار انداز میں ان دونوں کی زندگی کا
جاؤ جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی عاتس اٹھا اور نطیاس کے محل سے
ستی کی طرف چلا گیا تھا۔

کے جانے کے دو دن بعد سلیوک اور اوغار کے سامنے نطیاس نمودار ہوا۔ وہ
رنگ کی عبا پہنے ہوئے تھے اور اپنا چہرہ بھی اس نے سیاہ رنگ کے نقاب سے
اسے دیکھتے ہی سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ آقا یوناف اور اس بیوی کیرش نے
بڑی زیادتی کی ہے۔ دو دن پہلے ہمارے پاس عاتس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا کہ
بیوی محل کے اندرونی کمرے کی طرف سے آئے ہم سے تلخ گفتگو کی۔ ہم
آنکھوں سے آگ نکالتے ہوئے ان پر حملہ کیا لیکن وہ دھوئیں کی صورت اختیار
ہم سے بچ گئے پھر وہ دونوں اچانک ہماری پشت پر آئے اور پاؤں کی ٹھوکریں
اس کے بعد وہ یہاں سے چلے گئے۔ یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک جب
نطیاس انتہائی قہرمانیت میں بولا اور کہنے لگا۔

سلیوک اور اوغار آج کی رات یوں جانو کہ یوناف اور کیرش کی زندگی کی آخری
آج رات آدھی رات کے وقت تم تیار رہنا۔ میں آؤں گا اور ہم تینوں مل کر
اس بیوی پر حملہ آور ہوں گے اور ان دونوں کا قصہ پاک کر دیں گے۔
ساتھ ہی نطیاس نے دھوئیں کی شکل اختیار کی اور وہ فضاؤں میں تحلیل ہو
گیا تھا۔

اس وقت رومن شہنشاہ آرکیڈیس مرا۔ اس نے اپنے پیچھے اپنی اولاد میں ایک بیٹا
اور بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹے کا نام تھیوڈوسیس تھا جس کی عمر اس وقت صرف سات سال
بیٹیوں کے نام پلچیریا' آرکیڈیا اور میرینہ تھے۔ پلچیریا تھیوڈوسیس سے بڑی
باقی دو بہنیں تھیوڈوسیس سے چھوٹی تھیں۔ رومن سلطنت میں عمومیت کے
تھا کہ جب بھی کوئی شہنشاہ مرتا اس کے بعد اس کا بیٹا نابالغ ہوتا تو خود سر جرنیل
اس کے خلاف بغاوت کرتے اور اسکی جگہ خود رومن شہنشاہ بن کر نمودار ہو جاتے تھے۔
تھیوڈوسیس کی خوش قسمتی کہ اس کے باپ کے مرنے کے بعد جب کہ اس کی عمر
سات سال تھی قسطنطنیہ کی سلطنت کا ایک انتہائی نیک اور ایماندار وزیر میسر ہوا اس

کا نام اینتھی میوس تھا۔

جس وقت رومن شہنشاہ آرکیڈیس مرا تو سلطنت کا سارا کاروبار اینتھی میوس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ساتھ ہی ساتھ وہ نابالغ شہنشاہ تھیوڈوسیس کی پرورش بھی کرنے لگا۔ اینتھی میوس نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ کہ سلطنت کو تھیوڈوسیس کے اتالیقوں سے نجات دی۔ دوسرا بڑا کام جو اس نے کیا وہ یہ کہ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس نے جہاز سازی کے بہترین کارخانے لگائے۔ اس سے پہلے قسطنطنیہ کی سلطنت میں کسی رومن شہنشاہ نے جہاز سازی کی طرف توجہ نہ دی۔ وزیر کی حیثیت سے اینتھی میوس پہلا شخص ہے جس نے دریائے ڈینیوب کے کنارے جہاز سازی شروع کی۔ اس طرح اس نے قسطنطنیہ کی سلطنت کے لئے ایک بہترین بحری بیڑہ بھی تیار کیا۔

لیکن موت نے اینتھی میوس کو زیادہ مہلت نہ دی۔ اور چند ہی برس بعد وہ فوت ہو گیا۔ اینتھی میوس کے بعد نابالغ تھیوڈوسیس کی بڑی بہن پلیچیریا نے سلطنت کا کاروبار سنبھالنا شروع کیا۔ اس نے آگسٹا کا لقب اختیار کیا۔ اور بڑی دانشمندی اور مہارت سے سلطنت کا کام چلانے لگی۔ پلیچیریا یعنی آگسٹا چھتیس برس تک قسطنطنیہ پر حکومت کرتی رہی یہ سارا عرصہ وہ تن رہی اور اس نے شادی نہیں کی۔

اس کے شادی نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسے ڈر تھا کہ اگر اس نے شادی کی تو اس کا شوہر اس سے اس کے بھائی کا تاج و تخت چھین لے گا۔ آگسٹا اپنے بھائی سے بے پناہ اور دیوانہ وار محبت کرتی تھی کہ بھائی کی حفاظت اور اس کا تاج و تخت بچانے کے لئے اس نے شادی نہیں کی۔ اسی طرح اس نے اپنی دونوں بہنوں آرکیڈیا اور میرینا کو بھی مشورہ دیا کہ وہ بھی شادی نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے شوہر بھی سازش کر کے تھیوڈوسیس کو تخت و تاج سے محروم کر دیں۔ بس آگسٹا کی طرح اس کی دونوں بہنوں نے بھی شادی نہ کی۔ یہاں تک کہ تھیوڈوسیس جوان ہو گیا اور بادشاہت کرنے کے قابل ہو گیا۔ جوان ہونے کے بعد بھی تھیوڈوسیس نے اپنی بڑی بہن آگسٹا کو انتظام سلطنت میں شریک رکھا اور سارے کام اس سے مشورے اور صلاح سے کیا کرتا تھا۔

قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوسیس نے جب جوان ہو کر انتظام سلطنت اپنے ہاتھ میں لیا تو سب سے پہلے اسے ایران کی طرف سے مصیبت اور دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح کہ ایرانی شہنشاہ یزدگرد نے کسی دور میں عیسائیت قبول کر لی تھی۔ پھر اپنے امراء اور عوام کے دباؤ کے تحت اس نے عیسائیت ترک کر کے اپنا قدیمی مذہب اختیار کر لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایران کی عیسائی رعایا اپنے بادشاہ کی حمایت سے محروم ہو گئی۔

اور ایران کے موبدوں کو عیسائیوں پر ظلم و ستم کرنے کا موقع مل گیا۔

اس ظلم و ستم کی وجہ سے ایران کے عیسائیوں کی کثیر تعداد ایران سے ہجرت کر کے قسطنطنیہ کی طرف جانے لگی تھی۔ جب یزدگرد گنہگار مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا بہرام گور بادشاہ ہوا تو ایران کے عیسائیوں کا قسطنطنیہ کی طرف ہجرت کرنے کا سلسلہ جاری تھا۔

بہرام گور نے تخت نشین ہوتے ہی ایران کے عیسائیوں کی یہ ہجرت روک دی اور جو عیسائی ہجرت کر کے قسطنطنیہ چلے گئے تھے ان کے لئے اس نے اپنے قاصد قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوسیس کی طرف روانہ کئے۔ اور ایران سے ہجرت کر کے قسطنطنیہ جانے والے عیسائیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ قیصر روم تھیوڈوسیس نے ایران سے ہجرت کر کے آنے والے عیسائیوں کو واپس دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر بہرام گور نے رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔

رومن علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بہرام گور نے ایک بہترین لشکر تیار کیا اور اس کا سپہ سالار اس نے اپنے ایک جرنیل مہرنرسی کو مقرر کیا۔ یہ مہرنرسی اپنا حسب و نسب ایران کے قدیم بادشاہ اردابوریس اعظم سے ملاتا تھا۔ دوسری طرف رومنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ایرانی شہنشاہ بہرام گور ان کے علاقوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا شہنشاہ تھیوڈوسیس نے بڑی تیزی اور جلدی کے ساتھ ایرانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کی تیاریاں مکمل کیں اور ایک جرنیل اردابوریس کو اس نے اپنے لشکروں کا سالار مقرر کیا اردابوریس کا تعلق وحشی آلانی قبائل سے تھا۔ اور یہ جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔

رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس کو خطرہ تھا کہ اگر ایرانی شہنشاہ بہرام گور نے رومن علاقوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ لہٰذا بہرام گور کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی تھیوڈوسیس نے اپنے جرنیل اردابوریس کو لشکر دے کر ایرانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ جرنیل اردابوریس اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ دریائے دجلہ عبور کر کے ایرانی صوبے ارزانیس میں داخل ہوا۔ یہ صوبہ ان پانچ صوبوں میں سے ایک تھا جو ماضی میں رومن جرنیل یو کلیشین نے ایران کے شہنشاہ نرسی کے ہاتھوں سے چھینے تھے اور پھر شاہ پور نے انہیں واپس لیا تھا۔ رومنوں نے اس ایرانی صوبے پر حملہ آور ہو کر ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا دی۔ اور ایرانی قصبوں اور بستیوں کی خوب لوٹ مار کی۔ لوٹ مار کرنے کے بعد ایرانی جرنیل اردابوریس وقت کے دھندلکوں میں بے روک

آندھی، گرم سرابوں میں کرب مسلسل اور سایوں کی طرح ابھرتے خیالات کی طرح شہر نصیبین کی طرف بڑھا۔ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔ ایک دن اس نے اپنے لشکر کو کرنے کا موقع فراہم کیا اور دوسرے روز اردابوریس نصیب شہر پر آگ کی طرح مارتے خون، زنجیروں کی اسیری سے رہائی پانے والے خونی لمحوں اور وقت کی آندھیوں کے سلگتے سایوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اپنے ان حملوں کی وجہ سے رومن جرنیل اردابوریس ایرانی شہر نصیبین کو فتح کرنے میں کامیاب ہو رومن جرنیل اردابوریس کی بدقسمتی کہ ابھی اس نے نصیبین شہر پر حملے جاری رکھے تھے کہ ایرانی جرنیل مہرزسی بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ رات کی تاریکی میں مہرزسی وقت کی بدترین حدت، تلواروں کے سائے میں رقص کرتی بجلیوں، اپنے مرگ اٹھائے آندھیوں اور تلاطم کے اضطراب کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا۔ ایرانی جرنیل مہرزسی رات کی تاریکی میں دور تک رومن لشکر میں گھستا چلا گیا۔ رومنوں کو اس نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ جس وقت سورج طلوع ہوا، ... کر کے ایرانی جرنیل مہرزسی اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے سامنے پڑاؤ کر گیا تھا۔

اسی دوران رومن جرنیل اردابوریس کو یہ خبر ملی کہ ایرانی شہنشاہ بہرام گور ایک بڑے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے نصیبین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ خبر اردابوریس کے لئے انتہائی خوفناک تھی۔ اس سے پہلے ایرانی جرنیل مہرزسی نے اس کے لشکر پر حملہ کر کے اسے بہت نقصان پہنچایا تھا اور ان گنت رومنوں کو رات کی تاریکی میں اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اردابوریس پہلے ہی مہرزسی کا مقابلہ کرنے سے ہچکچا رہا تھا۔ اسے خبر ملی کہ ایرانی شہنشاہ بہرام گور بھی ایک لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اس طرف رخ کر رہا ہے تو اردابوریس بہرام گور کی آمد سے خوفزدہ ہوا اور اس نے نصیبین کا محاصرہ ترک کر کے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ رات کی تاریکی میں اس نے محاصرے کا سازوسامان نذر آتش کر دیا اور پھر وہ نصیبین کا محاصرہ ترک کر کے رات کی تاریکی میں روانہ ہو لیا۔

ایرانی شہنشاہ بہرام گور جب نصیبین پہنچا تو اسے خبر ہوئی کہ رومن جرنیل اردابوریس اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ گیا ہے۔ رومنوں کی پسپائی کے بعد بہرام گور نے اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا کا رخ کیا اور آرمینیا کے ایک شہر ازرادوم پر حملہ آور ہوا۔ اس نے ازرادوم کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ تین دن تک جاری رہا۔ لیکن بہرام گور کی ... وہ اس شہر کو مسخر نہ کر سکا۔

اس کے بعد ایرانیوں اور رومنوں میں گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور دونوں کے درمیان یہ طے پایا کہ دونوں طرف سے دو نوجوان دست بدست لڑائی کے لئے نکلیں، جس مملکت کا نوجوان فتح پا لے اس مملکت کو فاتح اور کامیاب سمجھا جائے جب دونوں اس معاہدے پر راضی ہو گئے تو دونوں لشکروں نے آمنے سامنے پڑاؤ کیا اور دونوں طرف سے ایک ایک جوان مقابلے کے لئے نکلا۔

دونوں نوجوانوں میں دست بدست لڑائی ہوئی۔ رومن نوجوان نے اپنے پہلے ہی حملے میں ایرانی سورما کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا پھر کمند کے ذریعے اس پر قابو پا کر اسے ہلاک کر دیا۔ رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان معاہدہ طے پا چکا تھا کہ انفرادی جنگ میں جو جیتے گا وہی فاتح قرار پائے گا۔ لہٰذا بہرام گور نے رومیوں کی فتح کو تسلیم کر لیا۔

اس واقعہ کے بعد رومنوں اور ایرانیوں کے مابین صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ اس معاہدے کے تحت ایرانیوں نے عیسائیوں کی آزادی کو تسلیم کر لیا۔ اور جو عیسائی قسطنطنیہ جانا چاہتے تھے انہیں جانے کی اجازت مل گئی۔ بہرام نے رومنوں کو یہ بھی یقین دلایا کہ وہ عیسائیوں کا خیال رکھے گا اور انہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے دے گا۔

ادھر قیصر روم تھیوڈوسیس نے بھی ایرانیوں کو یقین دلایا کہ زرتشت کے پیروکار جو رومن سلطنت میں آباد ہیں وہ وہاں امن و امان سے رہ سکیں گے اس کے علاوہ رومنوں نے یہ بھی تسلیم کر لی کہ شمال کے وحشی قبائل کی یلغار اور حملہ کے سامنے وہ ایران کی مالی مدد بھی کیا کرے گا۔

سلطنت ایران میں جو عیسائیوں پر مظالم ہوئے تھے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ مغربی چرچ کے زیر اثر تھا۔ ایرانی عیسائیوں کی وفاداریاں اس لئے بھی مشکوک تھیں کہ وہ مغربی چرچ کے ماتحت تھے۔ اب ان کی آنکھیں کھلیں اور احساس ہوا کہ مغربی چرچ کی ماتحتی سے آزاد ہونا چاہئے۔ چنانچہ مشرقی چرچ کے لئے الگ ایک بشپ مقرر ہوا جو مغربی بشپ سے بالکل آزاد تھا۔ لہٰذا اس کا یہ اثر ہوا کہ ایرانی عیسائی ہر قسم کی بدگمانی سے محفوظ ہو گئے۔

بہرام گور کے دور کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ مشرقی آرمینیا کو ایرانی سلطنت میں شامل کر لیا گیا تھا۔ وہ یوں کہ مشرقی آرمینیا کا حکمران بہرام گور کا بھائی شاہ پور تھا۔ وہ ایران کو وہ خراج ادا کیا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو مشرقی آرمینیا کے امراء نے ... اردشیر کو جو اشکانی نسل تھا وہاں کا بادشاہ بنایا۔ بہرام گور نے بھی اسے مشرقی آرمینیا کا حکمران تسلیم کر لیا۔

اردشیر نے دس سال تک حکومت کی۔ لیکن امراء اس کے طرز حکومت سے
نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے بہرام سے استدعا کی کہ کسی ایرانی کو ایرانی آرمینیا کا
مقرر کیا جائے۔

چنانچہ آرمینیا کے لوگوں کی خواہش کے مطابق بہرام نے اپنے امرائے سلطنت
مشورہ کرنے کے بعد ایران کے شاہی خاندان سے ایک شخص مہرشاہ پور کو مشرقی آر
حکمران بنا دیا۔ اور ایرانی آرمینیا کو مملکت ایران کا جزو بنا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا
آرمینیا کے امراء کی کوتاہ اندیشی سے ایرانی آرمینیا کی رہی سہی آزادی بھی ختم ہو
ایرانی آرمینیا کی حیثیت ایران کے ایک صوبے کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔

جس وقت رومن اور ایرانی آپس کی جنگوں میں مصروف تھے۔ شمال کی طرف
بہت بڑی طاقت اور قوت کروٹیں لے رہی تھی۔ ایک خونی انقلاب رونما ہونے
اور یہ خونی انقلاب ایرانی اور رومن دونوں سلطنتوں کو اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا۔
اور قوت ہن تھے۔ جنہوں نے ایران کے شمال میں بلخ اور شمال مشرقی علاقے
حکومت قائم کر لی تھی۔ جب کہ قسطنطنیہ کی رومن سلطنت کے شمال میں
دریائے ڈینیوب کے اس پار سارے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں بھی انہوں
حکومت قائم کر لی تھی۔ یہ علاقے کبھی وحشی گال قبائل کے زیر اثر تھے۔ لیکن
نے حملہ آور ہو کر گال قبائل کو وہاں سے مار بھگایا تھا۔ اور اب ان علاقوں میں
اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ اس طرح سے ایرانی مملکت اور رومن شہنشاہ کی
شمال میں ہنوں کی سلطنت آباد ہو چکی تھی۔ اس مملکت نے رومنوں اور ایرانیوں
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باہم مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ بیک وقت ایرانی ا
سلطنتوں پر حملہ کر دیا جائے۔ پس اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے اور رومنوں ا
کو بدترین شکست دینے کے لئے ہن بڑی تیزی سے حملوں کی تیاریاں کرنے لگے۔

○

اس روز زوردار بارش ہو رہی تھی۔ آسمان پر بار بار بادل گرج رہے تھے۔
چمک رہی تھی۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی شام کا کھانا کھانے کے بعد
کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یہ لمس پاتے ہی یوناف چونکا سا ہو گیا
بھی یوناف کے قریب ہو کر متوجہ ہو گئی تھی۔ اپنا ریشمی اور حریری لمس دیتے
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اسے غور سے سننا۔ آج کی رات تم
ونوں میاں بیوی محتاط اور مستعد ہو کر رہنا۔ اس لئے کہ نطیاس، سلیوک اور اوغار تینوں
دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد
خاموش ہوئی تو یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ ابلیکا
کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا۔ اپنی قبرستان کی اس رہائش گاہ میں جس کمرے میں ہم سوتے ہیں۔ میں
روز اس کمرے کے اردگرد اپنی سری قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے حصار کھینچ کر
تاکہ کوئی بھی قوت اس حصار کو عبور کر کے ہم پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ کیا تم
کہ نطیاس، سلیوک اور اوغار ہمارے کھینچے ہوئے اس حصار کو توڑ کر ہم پر حملہ آور
کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ نطیاس کی روح بے پناہ قوتوں کی مالک ہے۔ مجھے خطرہ اور ڈر ہے کہ
ہمارے کھینچے ہوئے حصار کو کوئی طریقہ استعمال کرتے ہوئے یہ نطیاس توڑ کر تم پر
ور ہونے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھو ابلیکا یہ معاملہ ہے تو
ونوں میاں بیوی جس کمرے میں سوتے ہیں اس میں حصار نہیں کھینچیں گے۔ بلکہ
کمرے میں انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہو کر نطیاس، سلیوک اور اوغار پر
یں گے کہ وہ ہمارے خلاف کیا طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔ پس تو یہ کام کرنا کہ
وہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلیں تو نکلنے کے ساتھ ہی ہمیں اطلاع کر دینا تاکہ
نپٹنے کے لئے ہم بندوبست کر سکیں۔ اس پر ابلیکا بولی۔ دیکھو یوناف تم دونوں میاں
رہو جوں ہی نطیاس، سلیوک اور اوغار تم پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی اس
امگاہ سے نکلیں گے میں تمہیں اطلاع کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کی
لمس دیتے ہوئے ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے جانے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی مل کر ان دو بلیوں کو
کھلانے لگے تھے جو ان دونوں میاں بیوی نے پال رکھی تھیں۔

رات گزرتی جاتی تھی۔ بارش اسی طرح جاری تھی۔ بادلوں کے گرجنے اور وقفے
ے بجلی کے چمکنے سے فضاؤں کے اندر ایسا سماں بندھ گیا تھا جیسے تہذیب کی آندھیوں
نس رگ و جاں شروع ہو گیا ہو اور فضاؤں کی بے کرانی میں سسکتے فاقوں نے اپنے
نے شروع کر دیئے ہوں۔ صحرائے وقت کے جھکڑوں میں مرگ کی سلگتی آگ کی
کی چمک جب چاروں طرف پھیلتی تو یوں لگتا جیسے وہ زندگی کو ادھیڑ دینے والی رلاتی

آہیں چاروں طرف کھڑی کر دے گی۔ بادلوں کے بار بار گرجنے اور بجلی کے بار
باعث لگتا تھا گویا سکتی زندگی کی طنابیں کٹ جانے والی ہوں۔ ایسے میں یوناف
دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں اکٹھے بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ دونوں بلیاں
سامنے بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف
دونوں کو شاید ابلیکا کا ہی انتظار تھا۔ جونہی ابلیکا نے لمس دیا۔ یوناف چوکنا ہو کر
متوجہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب۔ تم اور کیرش دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ۔ تم
ہونے کے لئے نبیاس، سلیوک اور اوغار اپنی کوہستانی آماجگاہ سے نکل کھڑے
فکر مند مت ہونا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ تم دونوں میاں بیوی
گی۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا لمس دیتی ہوئی ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے علیحدہ ہونے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے ایک
کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھا اور دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
دونوں بلیوں کو اپنی گود میں لیا پھر دونوں میاں بیوی تقریباً" بھاگتے ہوئے ساتھ وا
میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں جا کر وہ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت
اور انسانی اور حیوانی آنکھ سے روپوش ہو گئے تھے۔ شاید وہ اسی کمرے میں
سلیوک اور اوغار کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد نبیاس، سلیوک اور اوغار یوناف اور کیرش کی اس قیام
گاہ میں داخل ہوئے۔ بارش اسی طرح جاری تھی۔ تینوں اس کمرے کے
برآمدے میں آن کھڑے ہوئے۔ جس میں تھوڑی دیر پہلے یوناف اور کیرش
تھے۔ وہاں آ کر وہ تینوں حرکت میں آئے۔ سب سے پہلے نبیاس نے اپنے دونوں
میں بلند کئے۔ پھر وہ انتہائی خوفناک اور جوان اور توانا چیتے کی صورت اختیار کر
رنگ کے اس چیتے سے یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھیں آگ برسا رہی ہوں۔ اس
سلیوک اور اوغار حرکت میں آئے انہوں نے بھی اپنی شکل و شباہت بدلی۔ انہوں
نے فضا کے اندر بلند کئے دوسرے لمحے وہ انتہائی زہریلے سانپوں کی شکل
گئے تھے۔ یوناف اور کیرش نے کچھ کپڑے خشک ہونے کے لئے باہر برآمدے
ہوئی رسی پر ڈال رکھے تھے۔ تیز جھکڑوں کے باعث کچھ کپڑے رسی سے نیچے گر
سلیوک اور اوغار دونوں ان کپڑوں کی طرف بڑھے اور انہوں نے اپنے منہ
خوفناک آگ نکالی کہ لمحوں کے اندر وہ کپڑے جل کر راکھ ہو گئے تھے۔

عین اسی لمحہ یوناف اور کیرش اس کمرے میں نمودار ہوئے جس کی کھڑکی برآمدے کی
کھلتی تھی۔ پھر اوٹ میں رہ کر یوناف حرکت میں آیا۔ اپنا ہاتھ وہ کھڑکی کے قریب
اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا۔ اس کے ہاتھ سے ایسی تیز شعاعیں نکل کر
روپ دھارنے والے سلیوک اور اوغار پر پڑیں کہ سلیوک اور اوغار نے فوراً"
روپ ترک کر کے انسانی روپ دھار لیا تھا اور وہ سخت پریشانی اور تکلیف کا اظہار
تے۔ عین اسی لمحہ سیاہ رنگ کے خوفناک چیتے کا روپ دھارنے والے نبیاس نے
اور کیرش کے انسانی شکل و صورت میں ساتھ والے کمرے میں نمودار ہونے کی
انسانی بو پالی تھی۔ لہٰذا وہ برآمدے سے کمرے میں داخل ہوا اور اس کمرے کی
جس کمرے میں انسانی شکل و صورت میں یوناف اور کیرش نمودار ہوئے تھے۔
صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
دھوئیں کی صورت میں چھت کی طرف صعود کر گئے تھے۔ سیاہ رنگ کا وہ چیتا جو
نبیاس تھا اس کمرے میں داخل ہوا اور وہاں کچھ نہ پا کر بری طرح دھاڑ کے رہ
یوناف اور کیرش نے اپنے ساتھ دونوں بلیوں کو بھی روپوش کر لیا تھا۔ چیتے کے
نبیاس تھوڑی دیر تک اس کمرے میں ٹہلتے ہوئے اونچے اونچے سانس لے کر
سونگھنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر وہ اس کمرے سے نکل کر دوبارہ برآمدے میں آیا جہاں
اور اوغار انسانی شکل و صورت میں کھڑے ہوئے تھے۔ برآمدے میں آ کر نبیاس
روپ دھارا۔ وہ اسی طرح اپنے جسم پر سیاہ رنگ کی عبا اور چہرے پر سیاہ رنگ کا
ڈالے ہوئے تھا۔ پھر وہ سلیوک اور اوغار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

شاید ان دونوں میاں بیوی کو ہماری آمد کی خبر ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ اپنی قبرستانی رہائش
چھوڑ کر کہیں بھاگ گئے ہیں۔ لیکن وہ میری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ وہ زمین کی
تہہ میں اتر جائیں یا آسمان کی رفعتوں میں جا چھپیں۔ میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ اور ان
کا ہر صورت میں خاتمہ کر کے رہوں گا۔ سنو سلیوک اور اوغار۔ یوناف اور کیرش اس
طرح چھپ کر ہم تینوں سے بچ نہ سکیں گے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان دونوں کی
موت ہم تینوں کے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ اور یہ انہیں جلد آ کر رہے گی۔

عین اسی لمحہ یوناف اور کیرش پھر انسانی شکل و صورت میں اسی کمرے کے اندر
نمودار ہوئے۔ پھر یوناف حرکت میں آیا۔ دونوں بلیوں کی جسامت اور طاقت میں اپنی سری
قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے دس گنا اضافہ کر دیا۔ یوناف اور کیرش کا بلیوں کے
ساتھ اس کمرے میں نمودار ہونا تھا کہ نبیاس پھر حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ اس نے مافوق

الفطرت انداز میں فضا کے اندر بلند کئے اور ایک بار پھر وہ ایک انتہائی خوفناک
کے چیتے کا روپ دھار گیا تھا۔ پھر وہ اس کمرے کی طرف بھاگا جس میں یوناف
نمودار ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہو
بلیوں کو حملہ آور ہونے کے لئے تیار کیا۔ بلیاں اس وقت بلیاں نہ رہی تھیں۔
اور جسامت میں دس گنا اضافہ ہونے کے باعث وہ چیتے سے بھی زیادہ بڑی
صورت اختیار کر چکی تھیں۔ جونہی چیتا برآمدے سے پہلے کمرے میں داخل ہوا
بلیاں بھی اس کمرے میں داخل ہوئیں۔ اور چیتے پر بڑے خونخوار انداز میں حملہ
تھیں۔

شیر جیسی جسامت اختیار کرنے والی یہ دو بلیاں جب چیتے پر حملہ آور ہوئیں
اصل میں نبیاس تھا ان دونوں بلیوں کے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سلیوک او
نبیاس کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ تینوں کا رخ جنگل کی طرف تھا۔
برابر ان کا تعاقب کر رہی تھیں۔ یوناف اور کیرش بھی دونوں بھاگتے ہوئے ان
رہے تھے۔

قبرستان سے ملحقہ جنگل کے عین وسط میں جا کر یوناف اور کیرش بھاگتے ہو
گئے تھے۔ اس لئے کہ انھوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے دونوں بلیوں کی
تھیں۔ جس وقت یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ان بلیوں کی لاشوں کا جا
تھے عین اس وقت برستی بارش اور گھنے جنگل میں ان کے چاروں طرف لہو کو
والی چیخیں دل کو خنجر کی چبھن دینے والے خوفناک قہقہے ہوا کے جھونکوں کو
تبدیل کر دینے والے غضبناک صدائیں گزرتے وقت کے دھارے کو موت کی
نیلگوں آسمان کی وسعت کو ظلم کی لحد میں پھینک دینے والی المناک غرائیں سنائی
تھیں۔

یوناف اور کیرش نے گھبرا کر جب اپنے چاروں طرف دیکھا تو رات کی تاری
اور جنگل میں انھیں اپنے چاروں طرف نبیاس' سلیوک اور اوغار کے علاوہ
خوفناک بدروحیں گھیرے ہوئے دکھائی دیں۔ پھر نبیاس' سلیوک اور اوغار کی
ساری بدروحیں یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کے لئے اسی طرح اپنی
غضبناکی اور درندگی کا مظاہرہ کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھیں۔

رات گہری اور تاریک تھی۔ بارش اسی طرح جاری تھی۔ قبرستان اور نطماس کے
درمیان میں پڑنے والے گھنے جنگل کے اندر یوناف اور کیرش بلیوں کی لاشوں کے
تھے۔ جب کہ ان کے چاروں طرف نطماس' سلیوک' اوغار اور ان کے کئی انمی
میں یوناف اور کیرش کو گھیرے بری طرح شور کرتے ہوئے ان دونوں کی طرف
تھیں۔ لگتا تھا برستی بارش اور رات کی تاریکی میں انتقام کے نقیب' آندھیوں کے
کے رہنما' عمروں کو بہالے جانے والے خونی اشتہا لئے حیات کے طوفانوں میں
رات کے ماتھے سے سحر کی لکیریں مٹا دینے کے درپے ہو گئے ہوں۔ رات کی
اندھیرے کو سناٹوں' بارش کی رم جھم خوف بھری فضاؤں' زہر اگلتی ہواؤں میں
ہونے لگا تھا گویا وقت کے بدترین گماشتے موت کے شور لہولہان سے زمان و مکان
تقدیریں اور خون سے لکھی جانے والی داستانیں رقم کرنے کی تیاریاں کرنے لگے
میں چاروں طرف بستیاں اجاڑتی آندھیوں کا سا جنونی ارتعاش اور شور موجزن ہو

صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف فوراً حرکت میں آیا اپنی تلوار اس نے بے نیام کی۔
کیرش کے ساتھ کھڑا تھا اس کے چاروں طرف اپنی سری قوتیں استعمال کرتے
نے حصار کھینچ دیا تھا تاکہ حملہ آور بدروحیں اسے اور کیرش کو کوئی نقصان نہ
۔ اس کام سے یوناف فارغ ہوا ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔
انتہائی نرم اور شفقانہ سی آواز یوناف کو سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔
یوناف فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کیرش کو بھی سمجھاؤ کہ پریشان مت ہو ان
جاؤ۔ جرات مندی کا اظہار کرو اور انھیں بتاؤ کہ تم ان کے لئے کوئی نرم چارہ
جب یہ چاہیں تمھیں ہڑپ کر جائیں۔ ہرگز نہیں' سناٹوں کے اس جنگل میں ان
کہ تم کسی بھی وقت حرکت میں آسکتے ہو۔ اپنی ہر سری قوت کو ان کے خلاف
بھی بیس ہوں۔ ضرورت پڑنے پر میں بھی تمھاری مدد کو پہنچوں گی۔ فکر مند

کی اس گفتگو سے جہاں یوناف اور کیرش کو کچھ ڈھارس ہوئی تھی وہاں دونوں
کے چہروں پر خوشی اور اطمینان بخش مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔ پھر دونوں
سنبھل گئے اس لئے کہ نطماس' سلیوک اور اوغار اور ان کی ساتھی بدروحیں ان
حملہ آور ہونے کے لئے قریب پہنچ گئیں تھیں۔ یوناف اور کیرش انتہائی اطمینان
میں اس بت کی طرح بے اثر کھڑے تھے جس کا وقت جس کا مناع اور جس کی

پیروی کرنے والے یادوں کے رفتگان کی طرح خاموش ہو گئے ہوں۔ یوناف اور
کھینچے ہوئے حصار کے اندر اس طرح خاموش اور بے حس و حرکت کھڑے
جاندار نہیں بلکہ پتھر کے بت ہوں جو وہاں اچانک کہیں سے لا کر ایستادہ کر دیئے
جونہی وہ روحیں ان دونوں پر حملہ آور ہونے کے لئے حصار کے قریب پہنچیں
کیرش ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھتے ہوئے آندھیوں اور طوفان
حرکت میں آئے۔ دونوں نے اپنے ہاتھ اپنے سامنے پھیلائے پھر جو انہوں
قوتیں استعمال کیں تو ان کے ہاتھوں کی انگلیوں سے ایسی خونی شعاعیں نکل کر
والی بد روحوں پر پڑیں کہ وہ چیختی چلاتی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ عین اسی موقع
کیرش کی پشت کی طرف سے بڑھنے والی بدروحوں پر یوناف اور کیرش کی پشت
موت کی نیلی شعاعوں کی صورت میں کچھ روشنی پشت کی طرف بڑھنے والی
تھیں۔ یوناف اور کیرش سمجھ گئے تھے کہ ابلیکا حرکت میں آ چکی ہے۔ لہٰذا
سے بڑھنے والی بدروحیں بھی شور اور واویلا کرتی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔

جنگل کے اندر اس طرح خاموشی اور سناٹا چھا گیا تھا جیسے وہاں کچھ ہوا
تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز تیز لمس دیا اور اس کے ساتھ
اور مسرتوں میں ڈوبی ہوئی ابلیکا کی آواز بلند ہوئی اور یوناف کو مخاطب کرتے
تھی یوناف میرے حبیب بس کھیل ختم ہوا۔ فکر مند مت ہو۔ تم اور کیرش
بیوی جا کے اپنی رہائش گاہ میں آرام کرو۔ نطباس، سلیوک اور اوتار تو نطباس
طرف جا چکے ہیں جب کہ ان کی ساتھی روحیں اپنے اپنے مسکنوں کی طرف
دیکھو تم دونوں میاں بیوی اور میرا پہلا ہی حملہ ان سب کے لئے کارگر ثابت
انہوں نے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش ہی نہیں کی۔ یہاں تک کہنے کے
خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا! میں سمجھتا ہوں کہ زندگی میں اب مجھے بدترین دشمنوں سے
عرصہ تو میں نے کسی دشمن کے سامنے نہیں نکلا۔ میں نے ہر صورت میں
زیر کیا۔ اس پر ابلیکا سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف یہ
نہیں۔ یہ بدروحیں ہیں اور بدروحیں بھی ایسی جن کی قوت اور طاقت کا کوئی
جا سکتا۔ میرے خیال میں تم پہلے شخص ہو جس نے نطباس کی روح کو
شکست خوردہ اور ہزیمت یافتہ کیا ہے ورنہ نطباس اپنی زندگی میں بھی اور مرنے
کی روح بھی اپنے دشمنوں کے خلاف من مانی کرنے کی عادی ہو چکی تھی۔

اسے خوب سبق دیا ہے۔ ایک نہ ایک روز ضرور ایسا آئے گا کہ تم ان بدروحوں پر
میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اپنا گوہر مقصود حاصل کر سکو گے۔ اب تم دونوں میاں
جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ
کیرش دونوں میاں بیوی قبرستان کے اندر اپنی رہائش گاہ میں چلے گئے تھے۔

○

ان قبائل نے بیک وقت ایرانی اور رومن سلطنت پر یلغار کر دی تھی۔ پہلے
ان قبائل کے حملہ کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ اس کے بعد رومنوں پر ان کے
جائے گا۔

گور کے زمانہ میں بلخ اور شمال مشرقی علاقوں کے قبائل جنہیں ہن کہا جاتا تھا
ایران کا رخ کیا۔ ان کی آمد اور ایران پر حملہ آور ہونے کی خبریں جنگل کی آگ
ایران میں پھیل گئی تھیں۔ بہرام گور اس بلائے ناگہانی کی خبر سے سخت
اور غیر مطمئن ہوا اور بجائے اس کے کہ وہ ہنوں کے ٹڈی دل لشکر کا مقابلہ
لئے اپنے ملک کے طول و عرض میں پھیل کر بہترین لشکر مہیا کرتا اور ہنوں کا
اس نے آذربائیجان کی طرف شکار کو جانے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔
پہلے بہرام گور نے رومنوں کے خلاف جنگ کی اگرچہ اس کی مہم ناکام
اپنے حریف کے ساتھ آبرو مندانہ شرائط پر صلح کی تھی۔ آرمینیا کا قضیہ جو
ان کے لئے ہمیشہ سے درد سر بنا ہوا تھا اسے بھی بہرام گور نے ختم کر دیا تھا۔ تاہم
قبائل ایران پر حملہ آور ہوئے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بہرام گور نے
کی طرف شکار کرنے کی ٹھانی تب ایرانی امراء کو اپنے شہنشاہ بہرام گور کے اس
سمجھ نہ آئی۔

بہرام گور شکار کا بڑا دلدادہ تھا۔ اس کا اکثر فارغ وقت شکار ہی میں گزرتا تھا۔
کے متعلق مورخین ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں۔
ایک دن بہرام نے چاہا کہ شکار اور شکار کے لوازم سے لطف اٹھائے۔ چنانچہ
سامان مہیا کیے گئے ان میں ایک مشکیزہ شراب اور طلائی جام بھی تھا۔ بہرام ایک
سوار تھا۔ ایک گانے والی عورت اس کے ساتھ تھی جو رباب بجانے میں اپنا جواب
تھی۔

خوبصورت اور دل آرام خاتون رباب بجاتی اور بہرام شکار کا پیچھا کرتا تھا۔ شکار کے

دوران جب ہرنوں کا ایک دستہ سامنے سے گزرا تو اس نے اپنی ساتھی گانے وال[illegible]
پوچھا۔ بتاؤ کونسا ہرن مار گراؤں جواب میں اس حسین و پرجمال گانے والی نے جوا[illegible]
میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی شکار کی صورت ہو کہ جب بادشاہ آپ [illegible]
ہرن مادہ ہرن کی شکل میں نظر آئے اور مادہ ہرن نر ہرن کی شکل میں دکھائی [illegible]
بہرام بولا۔ یہ تو تو نے بڑے ہی مشکل کام کی فرمائش کی ہے۔ بہرحال میں تمہار[illegible]
پوری کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی بہرام گور نے اپنے بھاری اور سخت نوک کے تیر سنبھا[illegible]
ہرن کے دونوں سینگوں کو نشانہ بنا کر اس نے باری باری جب تیر چلائے [illegible]
دونوں سینگ ٹوٹ کر زمین پر گر گئے۔ اس کے سینگ ٹوٹ کر گرنے سے نر [illegible]
مادہ ہرن کی صورت میں نظر آنے لگا تھا۔

اس حسین و جمیل گانے والی نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اس نے [illegible]
نشانے کی تعریف کی اور کہا اب میری یہ خواہش ہے کہ آپ مادہ ہرن کے [illegible]
میں پرو دیں۔ بہرام گور اس گانے والی کی اس فرمائش سے کسی قدر برہم ہوا [illegible]
نے مادہ ہرن کے سر پر نشانہ باندھا جونہی ہرن نے اپنا پاؤں سر کی طرف بڑھا[illegible]
طرح مارا کہ وہ تیر اس کے پاؤں سے نکل کر سر میں پیوست ہو گیا تھا اس طر[illegible]
پاؤں اور سر دونوں ایک ہی تیر میں پرو دیئے گئے تھے۔

مورخین بہرام گور کے اس شکار کی ایک تلخ یاد بھی رقم کرتے ہیں [illegible]
ہیں کہ جب اس حسین و جمیل گانے والی نے پے در پے بہرام گور سے [illegible]
فرمائشیں کیں تو بہرام انتہائی برہم ہوا اور غصے کی حالت میں اس نے اس [illegible]
رباب بجانے والی کو اونٹ سے نیچے دے مارا اور کہا تم نے یہ عجیب و غر[illegible]
لئے کیں تھیں کہ میں تیر اندازی میں ناکام رہوں۔ کچھ مورخین کہتے ہیں [illegible]
کر وہ رباب بجانے والی حسینہ سخت مجروح ہوئی لیکن بعض مورخین کہتے [illegible]
اونٹ سے گر کر ہلاک ہو گئی تھی۔

بہرام گور کی شکار پسندی کا اثر ادب و آرٹ پر پڑا شاعروں اور افسا[illegible]
کے شکار کو موضوع بنا کر ادب کے سرمائے میں اضافہ کیا۔ دستکاروں نے [illegible]
کے برتنوں اور قالینوں پر شکار کے مختلف مناظر کی تصویریں بنائیں۔ گو[illegible]
ساتھ ساتھ نازک خیالی کے لئے بھی انہیں بہرام گور کی صورت میں ایک [illegible]
بہرحال جس وقت بہرام گور نے ہن قبائل کے حملہ کے مقابل[illegible]

[illegible] طرف شکار کھیلنے کا ارادہ کیا تو ایران کے امراء سخت برہم ہوئے ان کا اصرار تھا
[illegible] کا ارادہ ترک کرے اور پایہ تخت میں موجود رہے تاکہ ہنوں کے خطرے کا
[illegible] کے لئے مناسب تدابیر اختیار کی جا سکیں۔

[illegible]ہرام گور نے اپنے امراء کی ایک نہ مانی اور شکار کی تیاریوں کا اہتمام ہونے لگا۔
[illegible] شکار کو چلے جانا کسی کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ امراء یہ سمجھتے تھے کہ بہرام گور
[illegible]ہنوں کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ آخر شکار کے بہانے فرار کی تدبیر سوچی
[illegible] وہ اچار اس بات پر تیار ہو گئے کہ ہنوں کو تحفے تحائف پیش کریں اور خراج
[illegible]دے پر ان سے مصالحت کر لیں۔

[illegible] طرف ہن قبائل ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے خاقان کی سرکردگی میں
[illegible] ایرانی سلطنت کا رخ کر رہے تھے۔ ان ہن قبائل کی داستان اور تاریخ کچھ
[illegible]حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ایک سو ترسٹھ سال پہلے دریائے جیحوں اور
[illegible] سکائی قبائل آباد تھے اور یہ اکثر و بیشتر ایرانی مملکت پر حملہ آور ہوتے رہتے

[illegible] کہ چین کی سرزمین سے کچھ وحشی قبائل نکلے جنہیں یوچی قبائل کہہ کر پکارا
[illegible] قبائل انتہائی خونخوار اور بڑے جنگجو تھے یہ دریائے جیحوں اور سیحوں کے
[illegible]ہونے والے وحشی سکائی قبائل پر حملہ آور ہوئے اور انہیں وہاں سے نکلنے پر

[illegible] قبائل وطن کو خیرباد کہہ کر بلخ آ گئے لیکن یہاں بھی انہیں چین نصیب نہ ہوا
[illegible] قبائل ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں بھی پہنچ گئے اور ایک سو انتالیس قبل مسیح
[illegible] سکائی قبائل کو بلخ سے بھی نکال باہر کیا۔

[illegible] قبائل کی ایک شاخ جس کا نام کوشان تھا اور جو دوسروں کی نسبت زیادہ جنگجو
[illegible]تھی۔ باقی تمام قبائل کو اس کوشان قبیلہ نے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر بلخ اور
[illegible] علاقوں میں ایک حکومت قائم کر لی جو ان کے نام کی مناسبت سے حکومت
[illegible] کی تھی۔

[illegible] کو خیال تھا کہ ایران کے قریب ہی چینی قبائل کی ایک طاقتور حکومت قائم
[illegible] اگر ایران پر دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہو تو اس نئی حکومت سے کام لیا جا سکتا ہے
[illegible] دونوں نے حکومت کوشان سے دوستانہ روابط و تعلقات قائم کر لئے تھے۔
[illegible] قبائل نے پانچویں صدی کے اوائل یعنی بہرام گور کے عہد میں دریائے جیحوں کو

عبور کیا اور کوہستانی سلسلہ سے ہوتے ہوئے ایران پر حملہ آور ہونے لگے تھے۔
قبائل ہی تھے جنہیں ہن بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔
انہیں ہیزا بھی کہتے ہیں۔ رومن انہیں ہفتالی کہہ کر پکارتے تھے۔ جبکہ ایرانیوں
ہپتالی کا نام دیا تھا۔ کچھ اقوام و گروہ انہیں سفید ہن کہہ کر بھی پکارتے تھے۔

بہرحال جس وقت یہ ہن مملکت ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی
تھے اور ایرانی شہنشاہ بہرام گور شکار کھیلنے کے لئے آذربائیجان کی طرف چلا گیا تھا۔
نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ہنوں کو تحفے تحائف اور خراج ادا کرنے کے وعدے
لوٹ جانے کے لئے کہیں گے۔ دوسری طرف بہرام بغیر کسی مقصد کے آذربائیجان
نہیں جا رہا تھا۔ شکار کا ایک بہانہ تھا وہ اندر ہی اندر ہن قبائل کا مقابلہ کرنے
تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

آذربائیجان کی طرف شکار کے لئے جانے سے پہلے بہرام گور نے اپنے بھا
نائب سلطنت مقرر کیا اور تین ہزار سوار ساتھ لیکر کوہستان کی طرف روانہ ہوا۔
اس نے پہاڑی اقوام کو اپنے لشکر میں بھرتی کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ہن قبا
سے پہلے ہی پہلے اس نے کوہستانی سلسلوں میں بسنے والے جنگجو قبائل پر مشتمل
ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ اپنے ان سارے اقدامات کو بہرام گور نے پوشیدہ
کوشش کی۔

اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ ملک کی بہترین فوج جمع کر کے اچانک ہنوں کی
ٹوٹ پڑے اور انہیں پسپا کر کے اپنی سرزمینوں سے نکال باہر کرے۔ دوسری
قبائل کے خاقان کو اس کے جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ بہرام گور ایرانی شہنشاہ
بھائی نرسی کے سپرد کرنے کے بعد خود فرار ہو گیا ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد ہن
ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے پیش قدمی کرنے

عین اس وقت جب ہن قبائل ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے ایرانی
داخل ہوئے بہرام گور کوہستانی سلسلہ سے اپنے نئے لشکر کے ساتھ اچانک
رات کی تاریکی میں اس نے ہن قبائل پر خون خشک کر دینے والا شب خون مارا۔
رات کی تاریکی میں بہرام گور اپنے لشکر کے ساتھ بحر کے طوفان، سیل بلا
خونی دھارے، دہکتی سلگتی فضاؤں میں حوادث کی لہروں اور بدترین کرب
ٹوٹ پڑا تھا۔ دوسری طرف ہن قبائل نے بھی اپنے خاقان کی سرکردگی میں
حملہ کو روکنے کے بعد جوابی حملہ کیا اور وہ بھی بہرام گور کے لشکر پر حملہ

دھواں دھار گھٹاؤں تیرہ و تار فضاؤں اور صحرا کے سکوت میں وقت کی ہولناک
طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔
لشکر اور ہن قبائل کے ٹکرانے سے میدان جنگ دھواں زدہ زمین کراہوں،
سانسوں اور اس آگ کی صورت اختیار کر گیا تھا جس میں بحر و بر اہل اور پگھل

گور کے مقابلہ میں ہن قبائل کو رات کی تاریکی میں بدترین شکست ہوئی۔ بہرام
خون اتنا کامیاب رہا کہ ہن قبائل کا سردار جو خاقان کہلاتا تھا وہ بھی اور اس
کی معتمد سردار بھی جنگ میں ہلاک ہوئے۔ خاقان کی ملکہ اسیر ہو گئی اور بہت سا
ایرانی لشکر کے ہاتھ لگا۔ مال غنیمت میں اور گراں مایہ چیزوں کے ساتھ ہن
خاقان کا تاج بھی تھا جس میں جواہرات جڑے تھے۔ یہ تاج آذر گشپ کے آتش
وں کے خلاف فتح کی یادگار کے طور پر آویزاں کر دیا گیا تھا۔ یہ آتش کدہ
شہر شیز میں تھا۔ ایران کے شہنشاہ بہرام گور نے وحشی ہن قبائل کی شکست
اکتفا نہ کیا بلکہ ان کا تعاقب کیا اور انہیں دریائے جیحوں سے پار کرا کے دم لیا۔
بہرام گور کے مقابلہ میں ہن قبائل کو اتنی عبرتناک شکست ہوئی تھی کہ جب
ایران کا شہنشاہ رہا ہن قبائل کو پھر ایرانی مملکت پر حملہ کرنے کی جرات نہ

کو شکست دینے کے بعد ایرانی شہنشاہ بہرام گور نے ہندوستان کی طرف توجہ
پر اس نے لشکر کشی کی لیکن ہندوستان کا مہاراجہ شنگلت اس وجہ سے بہرام کا
کہ اس نے ایک مشترکہ دشمن ہن قبائل کے ٹڈی دل کو ایران کی سرحدوں
ایران کو تو بچا لیا لیکن اس سے ہندوستان بھی محفوظ ہو گیا۔ اس احسان مندی
ہندوستان کے راجہ شنگلت نے ایرانی لشکر کا خیر مقدم کیا اور مکران اور ایران
ملتے ہوئے کئی علاقے اس نے حکومت ایران کی تحویل میں دے دیئے تھے۔
یہ بھی لکھتے ہیں کہ راجہ شنگلت نے اپنی بیٹی بہرام گور کے عقد میں دیدی
مہاراجہ شنگلت نے چار ہزار سازندے اور خوش الحان موسیقار ایرانی دربار میں
بہرام گور نے ایران کے مختلف علاقوں میں بسایا۔ ایران کے سیاہ پوست لوری
کی ہی نسل سے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایران اور ہندوستان
گور کے زمانہ میں خاصے مستحکم تھے۔
نے چونکہ عربوں میں پرورش پائی تھی جس کا اثر بہرام کے مزاج پر پڑا اور

اس کی طبیعت شعر گوئی کی طرف بھی مائل ہوئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ بہرام گور نے شاعری میں ایک دیوان بھی مرتب کیا یہ دیوان بخارا کے کتب خانے میں موجود تھا۔

اس کے علاوہ بہرام گور نے زراعت کو ملک کی خوشحالی کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے ہوئے اس کی بہتری کی طرف بھی توجہ دی۔ کاشتکاروں کو اس نے مراعات دیں اور آبپاشی کے لئے نالے کھدوائے۔

ایران کے ضلع اردشیر خورہ اور ضلع شاہ پور میں جہاں بہرام گور کی بڑی جاگیریں تھیں بہرام گور نے محل تعمیر کرائے۔ ایک آتش کدہ بھی بنوایا جس کا نام اس نے ... رکھا۔

ابروان فام کی بستی کے نزدیک جو شہر ارد خورہ میں تھی اور جہاں وہ پیدا ہوا تھا بہرام گور نے چار گاؤں بسائے اور ان میں آتش کدے بنوائے۔ ایک گاؤں اس نے اپنے لئے تھا اور تین اس کے بیٹوں کے لئے۔ اس نے تین باغ بھی لگوائے۔ ایک ... کا، ایک زیتون کا اور ایک سردوں کا جن میں سے ہر باغ میں ایک ایک ہزار درخت تھے۔ اس نے آتش کدے کے نام پر وقف کر دیا تھا۔

ایران کا شہنشاہ بہرام گور 420 میں فوت ہوا۔ مورخین اس کی وفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہرام گور چونکہ شکار کا بڑا شوقین تھا لہٰذا ایک دن یہ شکار کے لئے گیا۔ ... ایک ہرن آتا دکھائی دیا۔ بہرام نے اس ہرن کو بڑا پسند کیا۔ لہٰذا اپنے گھوڑے کو ... گھوڑے کو اس نے اس ہرن کے پیچھے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

کہتے ہیں راستے میں ایک بہت پرانا کنواں تھا جسے بہرام گور کے آگے ... ہرن پھلانگ کر بچ گیا لیکن بہرام گور اپنے گھوڑے سمیت اس اندھے پرانے اور ... کنویں میں گر پڑا۔ کہتے ہیں بہرام گور کے ساتھ جو اس کے محافظ دستے کے سپاہی تھے انہوں نے اس کے گھوڑے کو تو اس ویران اور اندھے کنویں سے نکال لیا لیکن بہرام گور کی لاش سپاہیوں نے اس کنویں میں اتر کر کافی دیکھا بھالا کنویں کا ہر کونہ چھانا لیکن بہرام ... نہ ملی۔ اس طرح ایران کا شہنشاہ بہرام گور ہلاک ہوا اور اس کی ہلاکت کے بعد ... گرد ایران کا شہنشاہ بنا۔

○

جہاں تک رومن سلطنت پر ہن قبائل کے حملے کا تعلق اور تفصیل ہے ... ہن قبائل بحر اسود اور ڈینیوب کے اس پار آباد تھے اور وہاں انہوں نے ایک ...

... قائم کر لی تھی۔ جن دنوں یہ ہن رومنوں پر حملہ آور ہوئے۔ ان دنوں بحرہ اسود اور ... کے اس پار آباد ہن قبائل کا حکمران ان کا سردار اٹیلہ تھا۔ جہاں تک اٹیلہ کا تعلق ہے ... ہن قبائل کا بادشاہ تاریخ عالم میں اپنی جنگی مہارت، اپنی خونخواری، اپنی فتوحات، اپنی ... شجاعت اور دلیری کی وجہ سے ایک انتہائی نامور جانا پہچانا اور مشہور کردار خیال ... ہے۔

... بحر اسود اور دریائے ڈینیوب کے اس پار بسنے والے ہن قبائل نے اپنے سردار ... سرکردگی میں رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھانی۔ رومنوں کے حکمران تھیوڈوسیس کو ... قبائل کے ان ارادوں کی خبر ہو گئی تھی۔ لہٰذا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے ... ایک لشکر تیار کر لیا تھا۔ ہن قبائل نے اپنے بادشاہ اٹیلا کی سرکردگی میں دریائے ... عبور کیا اور رومن سلطنت میں داخل ہوئے۔

... طرف رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس دوئم کو بھی ہن قبائل کی پل پل کی خبریں مل ... ۔ لہٰذا وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنی سرحدوں کے قریب وہ ... کی راہ روک کھڑا ہوا۔

... دریائے ڈینیوب کے قریب ہی ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا اور رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس ... کے سامنے صف آرا ہوئے۔ ہن قبائل چونکہ ماضی میں رومنوں کے علاوہ ... کو بھی نقصان پہونچا چکے تھے ان کے حوصلے بلند تھے۔ لہٰذا انہوں نے حملہ آور ... پہل کی۔ اپنے بادشاہ اٹیلا کی سرکردگی میں ہن آفاق کے دشت جنوں میں ... کے حریف، تعصبات کی صرصر موت کی کھلی آغوش اور زہر بھری فضاؤں میں ... ذولی موت کی کھلی آغوش کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

... طرف رومنوں نے بھی عزم کر رکھا تھا کہ وہ ہن قبائل کو اپنی سلطنت میں ... نہیں دیں گے۔ بلکہ انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے۔ لہٰذا ہن قبائل کے ... جواب میں رومن بھی آندھیوں کی دستک، زمین کے جگر نا آسودہ کے خونی عزائم، ... آتش کے تلاطم، صحرا میں نفرتوں کے سیلاب اور رگ رگ کو چومتی صلیب کی ... ہن قبائل پر ٹوٹ پڑے تھے۔

... جنگ کوئی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ لمحوں کے اندر ہن قبائل نے اپنے ... کی سرکردگی میں رومنوں کی حالت چتاؤں کے دھوئیں کی چادر، بے جہت اذیت اور ... دم جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ہن قبائل کے ہاتھوں ... بدترین شکست ہوئی۔ رومن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

ہن قبائل نے اپنے بادشاہ اٹیلا کی سرکردگی میں رومنوں کو شکست دینے کے بعد پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا۔ پھر وہ رومن سلطنت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے ... سمت بھی وہ آگے بڑھے راستے میں آنے والے ہر شہر ہر قصبے کو انہوں نے ... یہاں تک کہ ہن قبائل اٹیلا کی سرکردگی میں رومن سلطنت کے مشہور اور معروف اینڈریانوپل کے قریب پہونچ گئے۔ رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس نے بھاگ دوڑ کر کے ... لشکر تیار کیا اور دوسری جنگ کرنے کے لئے وہ اینڈریانوپل میں ہن قبائل کے سامنے خیمہ زن ہوا۔

اینڈریانوپل شہر کے باہر ہونے والی جنگ میں رومنوں نے حملے کی ابتدا کی ... بیکراں کے تلاطم اور اضطراب، دشت در دشت پھیلی بیباکی، یم بہ یم سیل رواں اور طوفان کھڑا کر دینے والے عزائم کی طرح ہن قبائل پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ہن ... اپنی فطری خونخواری کے ساتھ رومنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ لمحوں کے اندر میدان ... ریزہ وصال گھڑیوں، چھاؤں کو ترستے دشت، سیاہ پوش فضاؤں میں منجمد سایوں اور کھنڈر پناہ گاہوں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ اینڈریانوپل شہر سے باہر بھی ہن قبائل ... رومنوں کی حالت مفلسوں کی بے زری، حرف و قلم کی قدغن جیسی کر دی اور انہیں بگولوں، آنکھیں مانگتی تاریکی جیسا بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ اینڈریانوپل کے باہر ... کے ہاتھوں رومنوں کو دوسری شکست ہوئی۔ یہاں بھی رومنوں کا شہنشاہ تھیوڈوسیس لشکر کو لیکر بھاگ گیا۔ رومنوں کے پڑاؤ سے ہن قبائل کو بہت کچھ ہاتھ لگا۔

رومنوں کو اینڈریانوپل کے باہر بدترین شکست دینے کے بعد ہن قبائل ... سلطنت کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی کی۔ یہاں تک کہ وہ لوٹ مار کر ... شہروں کو آگ لگاتے ہوئے رومنوں کے بڑے شہر فلپوپلس پہونچ گئے۔ یہاں ... رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس ایک نیا لشکر لے کر ہن قبائل کی راہ روک کھڑا ہوا۔

فلپوپلس کے بعد ایک بار پھر رومنوں اور ہن قبائل کے درمیان خوفناک ... جنگ ہوئی۔ رومنوں کی بدقسمتی کہ اس جنگ میں بھی انہیں بدترین شکست ہوئی ... قبائل ان کے مقابلے میں بہترین فاتح بن کر نمودار ہوئے۔ لگاتار تین جنگوں میں ... کھانے کے بعد رومنوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ کسی بھی میدان میں ہن قبائل ... دے کر انہیں بزور اپنی سلطنت سے نکل جانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انہوں ... کے بادشاہ اٹیلا کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ شروع کیا۔

اس گفت و شنید کے نتیجہ میں رومنوں نے ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا کو سالا...

... اپنے کا وعدہ کیا جس کے جواب میں اٹیلا نے واپس جانے کا وعدہ کر لیا۔ اٹیلا پہلے ہی ... ڈینیوب سے لیکر فلپوپلس تک شہروں اور قصبوں کی لوٹ مار کرتے ہوئے بے شمار ... مال مویشی جمع کر چکا تھا اب وہ مزید ضرورت بھی نہیں محسوس کرتا تھا اس لئے کہ اس ... مار کا مقصد تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ رومن حکومت اسے خود سات سو ... مہیا کر رہی تھی لہٰذا اس نے رومنوں سے سات سو پونڈ سونا لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ... دریائے ڈینیوب کو پار کر کے اپنی سلطنت کی طرف چلا گیا۔

... کے شہنشاہ تھیوڈوسیس کی بدقسمتی کہ اٹیلا کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد وہ ... سے گرا اور مر گیا۔ اس کی ایک ہی بیٹی تھی جس کی شادی مغربی روم میں ایک ... ویلنٹینین سے ہوئی تھی۔ یہی ویلنٹینین بعد میں ویلنٹینین سوئم کے نام سے مغربی سلطنت کا شہنشاہ بنا تھا۔ تھیوڈوسیس جب گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گیا اور اسے ... کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے اپنی بیٹی اور داماد پر اعتبار نہیں کیا بلکہ اپنے بعد ... کاروبار چلانے کے لئے اس نے اپنی بڑی بہن پلچیریا کو نامزد کیا۔

... تک تھیوڈوسیس نابالغ تھا اور پلچیریا حکومت کا کاروبار چلاتی تھی اس وقت تک ... شادی نہ کی تھی۔ تھیوڈوسیس نے جب تخت تاج سنبھالا اور بالغ ہو گیا تب پلچیریا ... شخص مارسینئوس سے شادی کر لی۔ تھیوڈوسیس کی موت کے بعد پلچیریا اور ... دونوں میاں بیوی مل کر کچھ عرصہ حکومت چلاتے رہے لیکن آخر کار یہ دونوں بھی ... اور ان کی جگہ ایک شخص لیو قسطنطنیہ کا شہنشاہ بنا۔ لیو کا دور بڑا پرامن اور خوشحالی ... ایران کے ساتھ اس کے تعلقات بہتر رہے۔ اس نے جو اپنے دور حکومت میں ... اچھا کام کیا وہ یہ کہ اس نے اپنے لشکر کو شمال کے وحشی قبائل کے مقابلہ کے لئے ... کے لئے ایشیا سے جنگجو اپنے لشکر میں بھرتی کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اس طرح ... ایشیا کے لوگوں کو اپنے لشکر میں شامل کر کے اپنے لشکر کی طاقت اور قوت میں خوب ... کر لیا تھا۔ لیو کے بعد ایک شخص زینو قسطنطنیہ کا شہنشاہ بنا۔

○

دوسری طرف رومنوں کی مغربی سلطنت کے حالات کچھ یوں تھے کہ شہنشاہ تھیوڈوسیس ... میں رومن سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک مشرقی روما اور دوسرا ... روما۔ مغربی روما کا دار الحکومت روم اور مشرقی روما کا قسطنطنیہ قرار پایا۔

... کے بعد ویلنٹینین دوئم پھر ہنوریوس اس کے بعد سٹلیکو اور الارک کے بعد

دیگرے مغربی رومن سلطنت کے شہنشاہ بنے۔ یہاں تک کہ الارک کے بعد ویلنٹینین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ یہ ویلنٹینین سوئم مشرقی روما سلطنت کے شہنشاہ تھیوڈوسیس دوئم کا بھی تھا۔ اس دور تک شمال کے مختلف قبائل مثلاً برگنڈین، فرینک اور گاتھ وقتے وقتے رومنوں کی مغربی سلطنت پر حملہ آور ہو کر ان کی طاقت اور قوت میں شگاف اور کمزوری کے آثار پیدا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ والنٹینین نے بڑی کوشش کر کے ایک بار پھر روما کے لشکروں کو تقویت بخشی۔

لیکن ویلنٹینین سوئم کی بدقسمتی کہ ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا مشرقی رومن سلطنت کے بادشاہ تھیوڈوسیس کو شکست دینے کے بعد قسطنطنیہ کی حدود سے نکلا اس کے بعد اس نے رومنوں کی مغربی سلطنت کا رخ کیا۔ اٹیلا چاہتا تھا کہ جس طرح اس نے رومنوں کی سلطنت کو ان کے اندر دور تک گھس کر لوٹ مار اور یلغار کی ہے اور انہیں اپنے سامنے مغلوب کیا ہے اسی طرح وہ رومنوں کی مغربی سلطنت میں بھی داخل ہو ان کی لوٹ مار کرے اور ان کے سامنے ایک فاتح ایک مظالم قوت کی حیثیت کو شکست دینے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے رومنوں کی مغربی سلطنت کی طرف بڑھا تھا۔

رومنوں کی مغربی سلطنت کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کی مشرقی سلطنت کو زیر و زبر اور اپنے سامنے مغلوب کرنے کے بعد وحشی ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا اپنے خونخوار لشکر کے ساتھ رومنوں کی مغربی سلطنت کا رخ کر رہا ہے تو وہ بڑے فکر مند ہوئے انہوں نے اس سے بچنے کے لئے سوچ و بچار شروع کر دی کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ مال و دولت دے کر اٹیلا سے جان چھڑالی جائے لیکن رومنوں کی مغربی سلطنت کے مالی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ وہ اٹیلا کو پیش کرنے کے لئے کچھ جمع نہ کر سکے۔ آخر کار رومی شہنشاہ ویلنٹینین اور اس کے مشیروں اور چاہنے والوں نے ایک عجیب و غریب تجویز استعمال کر کے انہوں نے اٹیلا کے حملہ سے بچنے کی کوشش کی۔

وہ تجویز یہ تھی کہ ویلنٹینین سوئم کی ایک بہن تھی جس کا نام حنوریا تھا۔ پوری اس کے حسن اس کی خوبصورتی کا کوئی جواب نہ تھا اور اس کی خوبصورتی ہی کی وجہ سے حنوریا رومنوں کی مغربی سلطنت ہی میں نہیں بلکہ مشرقی سلطنت میں بھی اس کے حسن کی خوبصورتی کے بڑے چرچے تھے۔ آخر یہ تجویز پیش کی گئی کہ حنوریا اپنے خاص قاصدوں کے ذریعہ ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا سے گفت و شنید کرے اور اسے شادی کی پیشکش کرے۔ رومنوں کو امید تھی کہ ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا حنوریا کے حسن و شباب اور خوبصورتی کے چرچے سن کر ضرور اس سے شادی پر آمادہ ہو جائے گا اور اگر اس نے

شادی کر لی تو حنوریا مغربی رومن سلطنت کو اٹیلا کے حملوں سے بچانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

اس تجویز کے تحت ویلنٹینین سوئم اور اس کے مشیروں نے یہ تجویز حنوریا کے سامنے رکھی۔ حنوریا نے اسے تسلیم کر لیا۔ پس حنوریا رومن قاصدوں کے ساتھ ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا کی طرف روانہ ہوئی۔ جو اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رائن کے کنارے پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ حنوریا اور قاصد اٹیلا کی خدمت میں پیش ہوئے۔ حنوریا کی طرف سے اٹیلا کو ایک انتہائی بیش قیمت اور بڑی نایاب انگوٹھی پیش کی گئی اور ساتھ ہی ان قاصدوں نے حنوریہ کو اٹیلا کے سامنے پیش کیا۔ حنوریا کے حسن و شباب اس کی خوبصورتی اور جمال سے اٹیلا ایسا متاثر ہوا کہ حنوریا کو وہ اپنے حرم میں داخل کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن ساتھ ہی اس نے یہ شرط پیش کی کہ حنوریا کے ساتھ شادی کے بعد مغربی رومن سلطنت کا آدھا حصہ جہیز کے طور پر حنوریا کے حوالے کر دیا جائے گا لیکن رومن سلطنت نے اٹیلا کی اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ اس تجویز کے تحت مغربی رومن سلطنت مزید دو حصوں میں بٹ جاتی اور رومن کسی بھی صورت ایسی تجویز کو تسلیم کرنے پر تیار نہ تھے۔ یہ خبر جب اٹیلا کو ملی تو اس نے مغربی رومن سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔

دوسری طرف رومنوں نے ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ایک جرنیل اورلین کو تیار کیا۔ یہ اورلین ایک انتہائی جنگجو اور خونخوار جرنیل خیال کیا جاتا تھا اور ماضی میں یہ شمال کے برگنڈین، فرینک اور گاتھ قبائل کے خلاف بہترین کامیابیاں اور فتوحات حاصل کر چکا تھا۔ لہذا رومنوں کو پکا اور پختہ یقین تھا کہ یہ برگنڈین، فرینک اور گاتھ قبائل کی طرح اٹیلا کو بھی شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔

اٹیلا دریائے رائن کے کنارے سے خزاں کی اداس راتوں، ظلمتوں کے چار سو غلبے، کالی راکھ اور نادیب کے روگ کی طرح حرکت میں آیا۔ دریائے رائن کو اس نے پار کیا۔ مغربی رومن سلطنت میں داخل ہوا اور وحشت کے اندھیروں میں چیختی ہواؤں اور اداس دنیا کے آب و گل، سسکتی ستم طرازیوں کی طرح آگے بڑھا تھا۔ یہاں تک کہ رومن جرنیل اورلین اپنے لشکر کے ساتھ اٹیلا کی راہ روک کھڑا ہوا۔

اورلین کے سامنے آتے ہی ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا فضائے درد و الم کی بے رحم موجوں، مذبی دل کی یلغار، قحط کے آزار کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا اور پہلے ہی حملہ میں اس نے رومن لشکر کی حالت دکھ کے استعارے، تعبیر کے روگ جیسی بنا کے رکھ دی۔ رومن جرنیل اورلین جو انتہائی بہادر اور جنگجو خیال کیا جاتا تھا۔ وہ اٹیلا کے سامنے

عمروں کی بے جہت مسافتوں میں زندگی کی تلخ گردشوں میں گھر کے رہ گیا تھا۔ اس
اٹیلا نے رومن جرنیل اورلین کو بدترین شکست دی اور اورلین بڑی مشکل سے اپنی
کر اٹیلا کے سامنے سے بھاگا تھا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے رومنوں کو بدترین
دینے کے بعد اٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ جست و خیز کرتا ہوا ایک شہر سے دوسرے
بستی سے دوسری بستی اور ایک قصبہ سے دوسرے قصبہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
گیا خاک و خون' آگ اور مرگ کا کھیل کھیلتا چلا گیا۔ دوسری طرف رومن شہنشاہ
نہیں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے جب خبر ملی کہ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس کے
اورلین کو بدترین شکست ہوئی ہے تو اس نے ایک نیا لشکر تیار کرنا شروع کیا۔ اس
رومنوں کے علاوہ اس نے وحشی گاتھ' برگنڈین' فرینک اور دوسرے خونخوار قبیلوں
کرنا شروع کیا تھا۔ اس طرح ہن قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے قیصر روم نے ایک
بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کی تعداد اس لشکر سے کہیں زیادہ تھی جو اس سے
جرنیل اورلین اٹیلا کے مقابلے کے لئے لیکر گیا تھا۔

دوسری طرف اٹیلا ایک شہر سے دوسرے شہر کو فتح کرتا ہوا اٹلی کے مشہور شہر
طرف بڑھا۔ اس وقت تک اورلین بھی نئے لشکر کو لیکر کالون پہنچ چکا تھا اور یہاں
راہ روک کھڑا ہوا۔ اورلین اب مطمئن اور حوصلہ مند تھا اس لئے کہ اس بار
مہیا کیا گیا تھا اس کی تعداد اٹیلا کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اس کے بعد دریائے
کنارے سے اس کے ساتھ بھاگنے والے لشکری بھی اس کے ساتھ آ ملے تھے
سے ہر صورت میں انتقام لینے کی قسمیں کھا چکے تھے۔ اس طرح ایک بار پھر کالون
پر رومن اور ہن ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔

رومن پہلے حملہ آور نہیں ہوئے شاید وہ پہلے اپنے آپ کو دفاع تک محدود
تھے۔ لہٰذا حملہ آور ہونے میں پہل اٹیلا ہی نے کی۔ اٹیلا رومنوں پر ازل کی تشنگی
جستجو کے بگولوں' آزادی کی زنجیریں توڑ کر غلامی کے عناصر بکھیرتی آندھیوں اور
میں ظلم و تشدد کے بحر کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

رومنوں نے بڑی جرات مندی اور کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹیلا
کو روکا لگتا تھا وہ قطعاً" اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھنا چاہتے تھے اسی لئے اٹیلا
میں کچھ دیر تک وہ بے جسم آرزوؤں' غموں کی منجمد جھیل' کھلتے بکھرتے خوابوں میں
کرنوں کی طرح جمے رہے لیکن اپنی یہ پوزیشن رومن زیادہ دیر تک برقرار نہ رکھ
اس لئے کہ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے آگے لڑنے والے اٹیلا اور

نے عجیب ہی آوازوں میں جنگی نعرے بلند کرنا شروع کیے ان نعروں کے جواب میں
اس کے لشکری رومن لشکر کے اندر خباثت کی گہرائیوں میں دہشتی سوچوں' بے بسی و
کے خوف اور بہادروں کی نوید بن کر ندیوں کے گیتوں کی طرح گھسنا شروع ہو گئے
نعرے لگانے کے بعد لگتا تھا کہ اٹیلا کی سرکردگی میں لڑنے والے ہن سفاک آتش
طرح پھٹ پڑے ہوں اور وہ عجیب سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں'
برگنڈیوں' فرینک اور دوسرے رومنوں کے حمایتی وحشی قبائل کے دل کے دروازوں پر
دستک دینے لگے تھے۔

رومنوں' گاتھوں' فرینک' برگنڈیوں' آلانی اور دیگر خونخوار قبائل نے اپنی طرف سے
کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح ہن قبائل کے حملہ کی روک تھام کرتے ہوئے ان پر
کریں اور انہیں کالون کے مقام پر شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں لیکن ان کی
ناکام ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ اٹیلا اور اس کے ماتحت لڑنے والے ہنوں نے لمحوں
اپنے دشمنوں کی حالت بوند بوند پانی کو ترستے بادلوں' اداس مضمحل رتوں' بے
اور لکڑی کے ان تختوں جیسی کر کے رکھ دی تھی جنہیں دیمک نے چاٹ کھایا

کالون کے میدان میں ایک بار پھر اٹیلا کے مقابلے میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔
اٹیلا کے مقابلہ میں بھاگ کھڑے ہوئے جبکہ اٹیلا نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑے
انداز میں اپنے سامنے شکست اٹھا کر بھاگتے ہوئے رومنوں کا تعاقب کیا تھا اس تعاقب
نے ایسی خونخواری' درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا کہ بھاگتے ہوئے رومنوں کی
اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا رومنوں کا سپہ سالار اورلین اور اس کے چھوٹے
کے حملوں سے ایسے خوفزدہ ہوئے ان پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ وہ اٹلی کی
سے نکل کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گئے وہ جانتے تھے کہ اٹلی میں جہاں کہیں بھی وہ
گے اٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کرے گا اور ہر صورت میں انہیں موت
اتار کے رہے گا۔ قسطنطنیہ پہنچ کر مغربی رومن سلطنت کے سپہ سالار اورلین نے
رومن سلطنت سے مدد کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر اٹیلا کے
مغربی رومن سلطنت کی مدد کی تو اٹیلا انہیں چھوڑ کر مشرقی سلطنت کی طرف آئے
ایک بار پھر ان کی اینٹ سے اینٹ بجا کے رکھ دے گا۔

اب اٹلی کے اندر کوئی ایسی طاقت نہ رہی تھی جو منہ زور اور دراز دست اٹیلا کو روکتی۔
اپنی مرضی سے اپنے سامنے آنے والے ہر شہر کو لوٹ کر آگ لگاتا رہا۔ یہاں تک کہ

اس کے لشکر کے پاس اس قدر سامان جمع ہو گیا کہ اٹیلا کے لشکر کا حرکت کرنا
اور دو بھر ہو کے رہ گیا تھا۔ اٹلی پر ان حملوں کے دوران اٹیلا اور اس کے لشکر کے
قدر سازو سامان اور مال و دولت لگا جس کی گنتی اور شمار تک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بھر
اموال اور جانوروں اور دوسرے سامان کو سمیٹتا ہوا اٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا
ڈینیوب کے اس پار اپنی سلطنت کی طرف چلا گیا۔

اس کے چند ہی دن بعد اٹیلا اچانک اپنے خیمہ میں مردہ پایا گیا اس طرح
اٹیلا کی موت پر سکھ کا سانس لیا اس لئے کہ انہیں اٹیلا کی طرف سے ہر وقت حملوں
لگا رہتا تھا۔ اٹیلا نے اٹلی پر حملہ آور ہو کر رومنوں کی طاقت اور قوت کو کچل
رکھ دیا تھا اور رومنوں کی لشکری حیثیت پر اس نے ایسی ضرب لگائی تھی کہ رو
جیسا اپنے لئے کوئی لشکر تیار نہ کر سکے۔

○

مغربی رومن سلطنت کا شہنشاہ ونشینین سوئم تھوڑے ہی عرصہ بعد فوت ہو
کے بعد ایک شخص رومولیوس مغربی رومن سلطنت کا شہنشاہ بنا۔ رومولیوس
سلطنت کا آخری شہنشاہ تھا۔ رومولیوس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا ملک کو
کر تباہ و برباد کر دیا تھا۔ بڑے بڑے لشکروں کو اس نے قتل کر کے ان کا خا
لہٰذا رومولیوس کے پاس نہ دولت تھی نہ عسکری حیثیت لہٰذا مغربی رومن سلطنت
دیکھتے ہوئے سینٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ مشرقی اور مغربی رومن سلطنت دونوں
اس طرح رومولیوس کے بعد مغربی رومن سلطنت میں شہنشاہیت کا خاتمہ کر
رومن سلطنت کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اس طرح مشرقی رومن سلطنت
رومنوں کا پہلا شہنشاہ تھا جو مشرقی اور مغربی دونوں سلطنتوں کا شہنشاہ بنا۔

دونوں سلطنتوں کے اس ادغام سے اٹلی کی اہمیت کم ہو گئی اور روم شہر کی
ختم ہو گئی اس کے مقابلہ میں مشرقی رومن سلطنت کو خوب اہمیت ملی اور
مرکزیت حاصل ہوئی جو اس سے پہلے کسی بھی شہر کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ اب
زینو پوری رومن سلطنت کا شہنشاہ تھا۔ جس کی حدود پورے یورپ کے علاوہ
پھیلی ہوئی تھی۔

○

ادھر ایرانی سلطنت میں بہرام گور کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یزدگرد دوئم کے لقب
ایران کا شہنشاہ بنا۔ یزدگرد دوئم میں اپنے باپ بہرام گور کی سی شجاعانہ صفات تھیں نہ
تدبر ہی وہ رکھتا تھا چنانچہ اس نے تخت نشین ہوتے ہی امرائے سلطنت کو خطاب
ہوئے کہا۔

میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے میرے باپ جیسی بہادری کی توقع
رکھیں گے لیکن حکومت کو چلانے کے لئے میں عقل و تدبر سے کام ضرور لوں گا۔
اصول اور نیک نیتی کو کسی حال میں نہ چھوڑوں گا۔ باپ کی طرح بیٹھ کر دیر تک دربار
کروں گا بلکہ گوشہ میں بیٹھ کر سلطنت کی بہبودی اور فلاح کی تدبیریں کیا کروں

قدیم زمانے سے لیکر یزدگرد دوئم تک ایرانی سلطنت میں یہ روایت چلی آتی تھی کہ ہر
پہلے ہفتے میں حکومت کے عہدیداروں کو یہ اجازت تھی کہ وہ بادشاہ کے حضور آکر
بد انتظامیوں اور بے قاعدگیوں کو جو کہیں واقع ہوں عرض کریں اور اس کا مداوا
کریں لیکن یزدگرد نے اس رسم اس دستور کو ختم کر دیا۔
تخت نشین ہوتے ہی یزدگرد دوئم کو تین بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔
پہلا مسئلہ یزدگرد کا رومن سلطنت تھی جو گاہے گاہے ایرانیوں سے چھیڑ خانی کرتی
تھی۔ یزدگرد نے سب سے پہلے رومنوں کی طرف توجہ دی یزدگرد کے دور میں رومن
تھیوڈوسیس تھا۔ رومنوں اور یزدگرد کے ساتھ چھوٹی سی ایک جنگ ہوئی جو تاریخ میں
اہمیت نہیں رکھتی۔ قیصر روم تھیوڈوسیس بھی کسی بڑی جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ اس
جنگ کے بعد اس نے صلح کی پیش کش کی۔
صلح کے معاہدے کی رو سے یہ طے ہوا کہ ایران اور روم کی مشترکہ سرحد پر کوئی
کوئی مشترکہ قلعے تعمیر نہیں کرے گی۔ اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی طے ہوئی کہ
ایرانی حکومت دربند کے مقام پر جو قبائیلیوں کے آنے جانے کا راستہ تھا مستحکم چوکیاں
بنائے گی اور اس کے اخراجات کا کچھ حصہ رومن حکومت بھی ادا کرے گی۔ چنانچہ حکومت
ایران نے وہاں اس شرط کے مطابق چوکیاں قائم کر لیں۔
دوسرا مسئلہ جو تخت نشین ہوتے ہی یزدگرد کو پیش آیا وہ ہن قبائل کے حملے سے۔
یزدگرد کے تخت نشین ہوتے ہی ہن قبائل کے چھوٹے چھوٹے گروہ پھر اپنی آماجگاہوں اور
علاقوں سے نکل کر ایرانی سلطنت پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یزدگرد نے ایک بہت
بڑا طاقتور لشکر تیار کر کے ہن قبائل کی طرف روانہ کیا اور انہیں شکست دی یہاں تک

کہ وہ انہیں گورگان سے بھی جہاں ان کی بود و باش تھی مار بھگانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس مہم میں یزدگرد نے جو علاقہ فتح کیا وہاں ایک نیا شہر اس نے بنایا اس شہر کا نام شہرستان یزدگرد رکھا یہاں وہ چند سال مقیم رہا۔ یہیں سے چل کر ہن غارت گری کرتے تھے۔

اس کے بعد ہنوں کے ایک ذیلی قبیلے نام جس کا قداری تھا اس نے ایران کے علاقے تاکان پر حملہ کیا۔ یہ قبائل بار بار پسپا ہوتے اور پھر یلغار کرنے لگتے۔ بہرحال یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ آخر یزدگرد ان ساری پیش قدمیوں اور ... کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح ہنوں کے مقابلے میں اس نے اپنی سرحد ... کر لیا تھا۔

تیسرا اور سب سے بڑا مسئلہ جو یزدگرد کو تخت نشین ہوتے ہی پیش آیا وہ ... مذہبی تبلیغ تھی۔ عیسائیوں نے یزدگرد کے زمانے میں بڑے زور و شور سے تبلیغ کا ... شروع کیا اور آرمینیا کو اپنا مرکز بنایا۔ جس سے حکومت ایران اور ایرانی ... معبدوں کو سخت تشویش ہوئی۔ حکومت کو اس وجہ سے اور بھی زیادہ تشویش لاحق ... عیسائی مبلغوں کو مشرقی رومن سلطنت کی پوری حمایت اور مدد حاصل تھی۔

ایرانی معبد اب حکومت سے یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ آرمینیا کے ... مبلغوں کے اثر میں آ کر عیسائیت قبول کر چکے ہیں انہیں اب اپنے قدیمی ... جائے اور یہ فیصلہ ہوا کہ یہ کام شفقت اور محبت سے کیا جائے۔ چنانچہ یزدگرد ... وزیر مہر نرسی کو اس غرض کے لئے آرمینیا بھیجا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اور ...

ایرانی دارالحکومت مدائن میں اب یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ جب تک ... عیسائیت کا زور رہے گا ایرانی تسلط برقرار نہیں رہ سکے گا۔ آخر امرائے سلطنت ... کے مشورے سے ایرانی سلطنت کے وزیر مہر نرسی نے اپنے بادشاہ یزدگرد کی ... آرمینیا کے امراء کے نام فرمان جاری کیا۔ اس فرمان کی تحریر کچھ اس طرح تھی۔

"ہم نے اپنے مذہب کے اصول اور قواعد جو حقیقت پر مبنی اور مضبوط ... لکھوا کر تم کو بھجوائے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ تم جو ملک کے حق میں اس ... اور ہمیں عزیز ہو ہمارے پاک اور سچے مذہب کو قبول کرو اور اپنے مذہب کو ... کے متعلق ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ وہ باطل اور بے فائدہ ہے۔

ہمارے اس فرمان پر توجہ کرو اور بطیب خاطر اور با رضا و رغبت اس کی ... کسی اور قسم کے خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔ ہم نے ازراہ موافقت تم کو ...

... ہے کہ اپنے موہوم مذہب کے اصول جو اب تک تمہاری خرابی کا موجب بنے ... ہمیں لکھ کر بھیجو۔ اگر تم ہمارے ہم مذہب ہو جاؤ گے تو گرجستانی اور البانی ... ہماری نافرمانی کی جرات نہیں کر سکے گی۔"

... فرمان اور پیغام جب آرمینیا کے عیسائیوں کو ملا تو اس فرمان کے پیش نظر آرمینیا ... کا ایک عام اجلاس ہوا جس میں طے ہوا کہ یزدگرد کے مراسلے کا جواب سختی ... جائے۔ چنانچہ ایک انتہائی سخت اور گستاخانہ مراسلہ ایران کے شہنشاہ یزدگرد کو بھیجا ... کا مفہوم یوں تھا۔

... ایسا مذہب جس کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ بے سروپا ہے اور بے عقل ... کے اوہام کا نتیجہ ہے اور جس کی تفصیل آپ کے بعض جھوٹے اور مکار عالموں ... پھیلائی ہے وہ اس قابل نہیں کہ اسے سنایا پڑھا جا سکے۔ ہم ہرگز آپ لوگوں کی ... سورج، چاند اور آگ کی پرستش نہیں کرتے اور زمین اور آسمان پر آپ کے ... ہیں ہم ان میں سے کسی کو نہیں مانتے بلکہ خدائے واحد اور برحق کی عبادت ... جو زمین اور آسمان اور ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جو ان کے اندر ...

... مراسلہ ملنے کے بعد ایران کے شہنشاہ یزدگرد نے بڑی شفقت بڑی محبت سے بعض ... اور شہزادوں کو جو عیسائی مبلغوں کی حمایت میں پیش پیش تھے اپنے ہاں دعوت پر ... ان شہزادوں نے دعوت قبول کر لی اور ایران میں داخل ہوئے۔ ایران آ کر ان ... نے منافقت سے کام لیا اور عیسائی ہونے کے باوجود ایران کے شہنشاہ یزدگرد ... کو یقین دلایا کہ وہ ایران کے زرتشتی مذہب کے پیرو ہیں۔ یہ اس زمانے کا واقعہ ... یزدگرد ہنوں کی جنگ میں مصروف تھا۔ یزدگرد کو امراء کی باتوں کا یقین آ گیا۔ لہذا ... ان کی وہ جاگیریں واپس کر دیں جن کی ضبطی کا اس نے حکم دیا تھا۔ تاہم یزدگرد ... کی کہ اس نے بعض شہزادوں کو یرغمال کے طور پر ایران میں روک لیا اور ... اپنے معبد تبلیغ کے لئے آرمینیا بھیجے۔ یہ وہ دور تھا جب یزدگرد نے ہنوں کو ... گورگان سے نکال باہر کیا تھا۔

... میں آرمینیا کے روؤسا نے حکومت ایران کے خلاف بغاوت کی تیاریاں ... اور پادری لوگوں کو کھلم کھلا ایران کے خلاف جنگ پر ابھارنے لگے لیکن ... بعض سرداروں میں رقابت چلی آتی تھی جس کی وجہ سے وہ ایک جھنڈے تلے ... بہرحال حکومت ایران کے خلاف شورش اٹھ کھڑی ہوئی تاہم وہاں کا ایک

سردار جس کا نام وزو تھا جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا ایرانی حکومت کا
عیسائیت ترک کر کے پھر اپنے قدیمی مذہب پر آ گیا۔
باغیوں نے اس سلسلے میں رومیوں سے مدد مانگی لیکن رومن اس وقت
خطرے کا سامنا کر رہے تھے اس لئے رومنوں کی طرف سے آرمینیا کے عیسائی
نہ مل سکی۔ ایران کے شہنشاہ یزدگرد نے ایک چھوٹا سا لشکر آرمینیا کے ان
کے لئے روانہ کیا اس لئے کہ یزدگرد اس وقت ہن قبائل کے ایک ذیلی قبیلہ
تالکان کے مقام پر جنگ میں الجھا ہوا تھا۔ چھوٹا سا جو ایرانی لشکر یزدگرد
بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا تھا آرمینیا کے باغیوں نے اس ایرانی
شکست دی اور اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔
اتنی دیر تک تالکان کے مقام پر یزدگرد ہن قبائل کے قبیلے کیداریوں
اور انہیں بدترین شکست دی۔ اب اس نے آرمینیا کا رخ کیا۔ باغیوں کو
شکست دی اور انہیں لے کیفر کردار تک پہونچایا۔
یزدگرد وہ پادری اسیر کر کے ایران لے آیا جو بغاوتوں کے اصل باعث
ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ آرمینیا کی حکومت ایک ایرانی سردار
گئی اور آرمینیا میں امن و امان ہو گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آر
اس وقت تک پوری طرح جڑ نہ پکڑی تھی۔ اس بغاوت کو فرو کرنے میں
ہوئے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ کرکوک شہر جو موجودہ حلوان کے قریب
عیسائی معہ اپنے لارڈ بشپ کے قتل ہوئے۔ یہاں اب تک شہر کے باہر
عیسائیوں کا خون بہایا گیا تھا ہر سال اجتماع ہوتا ہے اور مقتولین کی یاد منائی
457 میں یزدگرد فوت ہوا تو اس وقت اس کا بڑا بیٹا جو تاج و تخت
جس کا نام فیروز تھا وہ سیستان میں تھا جہاں کی حکومت اسے اس کے باپ
رکھی تھی۔ بڑے بیٹے فیروز کی غیر حاضری سے یزدگرد کے چھوٹے بیٹے اور
بھائی ہرمزد نے فائدہ اٹھایا۔ وہ اس وقت پایہ تخت ہمدان میں موجود تھا اس
وہ تاج و تخت کا دعویدار ہوا اور امرائے سلطنت اور ایران کے مذہبی
بادشاہ کا جانشین تسلیم کر کے اس کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔
دوسری طرف فیروز بھی اپنے دعویٰ تخت و تاج سے دستبردار نہ ہوا
اتنی فوج نہ تھی نہ اتنے وسائل ہی تھے کہ ایران کے پایہ تخت پر حملہ
سیستان میں اس کی اپنی حکومت کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ہرمز سے خطرہ

سے شاہی خاندان کا ایک طاقتور سردار جس کا نام الہام تھا وہ بڑے بھائی فیروز کو
تھا لہٰذا فیروز کی طرفداری میں اس نے اندر ہی اندر لشکر جمع کرنا شروع کیا
وہ ہرمز پر حملہ آور ہوا۔ ہرمز نے اس جنگ میں شکست کھائی اور اسیر ہو کر
کیفر کردار کو پہنچا۔ الہام نے ہرمز کا خاتمہ کرنے کے بعد بڑے بھائی فیروز کو
لا کر 459 میں ایران کا شہنشاہ بنا دیا۔
سال فیروز ایران کے شہنشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہوا اسی سال البانیہ میں
کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ البانیہ بحرہ خضر کے مغربی سمت واقع ہے۔
البانیہ پر بڑی سختی سے لشکر کشی کی اور باغیوں کی سرکوبی کر کے وہاں پھر اس نے
کا علم لہرا دیا تھا۔
نشین ہوتے ہی ایرانی شہنشاہ فیروز کو جو سب سے بڑی تکلیف اور دقت پیش آئی
اندر تیزی سے پھیلتی قحط سالی تھی۔ فیروز کے دور حکومت کے شروع ہی میں
آغاز ہوا اور دریائے جیحوں سے دریائے دجلہ تک کا تمام علاقہ اس بلائے
ہوا۔ یہ قحط تین سال تک جاری رہا لیکن فیروز نے رعایا کو قحط سے بچانے کے
فروگذاشت نہ کیا۔
کہتے ہیں کہ فیروز نے ہر شہر میں ایک ایلچی بھیج کر اعلان کیا کہ تونگر اور امیر
غلوں کے ذخیرے غریبوں اور مساکین کو دیں۔ اس کے علاوہ ایران کے شہنشاہ
امراء کو مراسلے بھیجے کہ غلہ باہم پہونچانے میں کسی بھی طرح کی کوتاہی کے
ہوں۔ اس نے یہ بھی تنبیہہ کی کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر گیا تو اس کے
نزدیکی امیر اور تونگر کی جان لی جائے گی۔ ایرانی شہنشاہ فیروز نے اسی پر اکتفا
اس نے قسطنطنیہ، ترکستان اور حبشہ سے غلہ درآمد کیا۔ اس کے علاوہ اس نے
لئے شاہی خزانوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔
طرح ایران کے شہنشاہ فیروز نے دانشمندی سے اہل ایران کو موت کا شکار ہونے
تھا۔ قحط کا زمانہ ختم ہونے کے بعد فیروز نے قحط کے اثرات دور کرنے میں
ملک کے پانی کے ذخیرے جو خشک ہونے کے باعث برباد ہو گئے تھے پھر سے تعمیر
اس کی تعمیر کے سلسلے میں ہر سال ایران میں جشن بھی منایا جاتا رہا۔
نے زمینیں آباد کرنے کی پوری پوری جدوجہد کی۔ مالیئے کے طور پر جو فصلانہ لیا
اس نے معاف کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے کسانوں کو مفت بیج تقسیم کئے۔
لئے اس نے رے کے علاقے میں رام فیروز، گورگان میں روشن فیروز اور

آذربائیجان میں رام فیروز نام کی نئی بستیاں اور شہر آباد کئے۔

ایران کے شہنشاہ فیروز کے عہد حکومت میں ایران میں بسنے والے یہودیوں
ظلم اور ستم ہوئے۔ اس کا باعث یہ تھا کہ ایرانی مملکت میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ
نے دو زرتشتی معبدوں کو زندہ کھال کھنچوا کر مروا ڈالا تھا۔ اس لئے یہودی قوم
بھگتنا پڑا۔ اس سختی اور ستم میں سب سے زیادہ اصفہان کے یہودی شکار ہوئے
وقت اصفہان شہر میں سب سے زیادہ یہودی آباد تھے۔

ایران کے شہنشاہ فیروز کے دور حکومت میں عیسائی دنیا میں بھی بہت انتشار
اس طرح کہ عیسائی اس زمانے میں ایک اصولی مسئلے پر سخت جھگڑے میں مبتلا تھے
دو انتہا پسند فرقے ہو گئے تھے۔

ایک نستوری اور ایک یک فطری۔ نستوری اس بات کے قائل تھے کہ
جداگانہ فطرتیں ہیں۔ ایک بشری اور ایک ربانی۔ اس کے برخلاف یک فطری
عقیدہ تھا کہ عیسیٰ کی شخصیت میں یہ دونوں فطرتیں باہم مل کر ایک ہی فطرت
گئیں ہیں۔ دونوں فرقے آپس میں سخت کینہ رکھتے تھے۔

یہ جھگڑا روجہ شہر کے مکتب میں جہاں ایرانی عیسائی مذہبی تعلیم پاتے تھے
اختیار کر گیا تھا۔ اس مکتب کا ایک نامور استاد ابیس تھا جو پرجوش نستوری تھا۔
تو نستوری علماء روجہ سے نکال دیئے گئے۔ علماء میں سب سے پرجوش بارسوما
ایک جلسے میں نستوری عقائد کی اتنے جوش سے حمایت کی تھی کہ غیر نستوریوں
اخراج کا مطالبہ کر دیا تھا۔

بارسوما بظاہر ایک جاہ طلب اور سازشی آدمی تھا لیکن بہرحال وہ ایک
رکھتا تھا اور ایک حد تک اسے ایران کے شہنشاہ کی حمایت اور مدد بھی حاصل

ایران کے شہنشاہ کو ان پادریوں سے کوئی انس تو نہ تھا لیکن وہ دیکھ رہا تھا
فرقے کو استعمال کرتے ہوئے وہ کافی فائدہ اٹھا سکتا تھا کیونکہ ان کی وجہ
عیسائیوں میں ہم مذہبوں کے ساتھ جو مغربی سرحدوں کے پار رہتے تھے نفرت
تھی۔ دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ زینو بھی بڑی منافقت سے کام لے رہا
دونوں عیسائی فرقوں کے معاملے میں غیر جانبدار بنا رہا پر دل میں وہ یک فطری
اور یک فطری فرقے کی اندر ہی اندر مدد کر رہا تھا۔

تاہم ایران کے شہنشاہ فیروز نے ساز باز سے کام لیتے ہوئے اپنی مملکت
کے دونوں فرقوں کو آپس میں لڑا کر انہیں خوب کمزور کر دیا اور اس طرح

کاری میں کامیابی حاصل کی۔ عیسائیوں کے دونوں گروہوں کی اس چپقلش سے
کے بعد ایران کے بادشاہ فیروز کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔
کہ ہن جو اس سے پہلے رومنوں کے خلاف یلغار کرتے رہے تھے اب انہوں نے
اٹیلا کے مرجانے کے بعد ایرانی سلطنت کا رخ کیا۔ ہن قبائل کی اس یلغار
اور ایرانیوں نے آپس کے باہم اختلافات کو فراموش کر دیا اور ہن قبائل کے
برسرپیکار رہے۔

ہن قبائل کا لشکر ایرانی سلطنت کی طرف بڑھا تو ان کی سرکوبی کے لئے ایک
لشکر کے ساتھ ایرانی شہنشاہ فیروز حرکت میں آیا۔ ایرانیوں کی ہنوں کے ساتھ
ہوئی۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ فیروز کو ناکامی اور شکست کا
۔ اس شکست کے بعد ایران کے شہنشاہ فیروز نے ہنوں کے سردار اور اٹیلا کے
نواز سے آپس میں مصالحت کے لئے گفت و شنید کرنی شروع کی۔

ایرانی شہنشاہ اور ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے یہ طے پایا کہ ایرانی شہنشاہ
کی شادی ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز سے کر کے باہمی اختلافات کا دروازہ
بند کر دے۔ اس شرط پر مصالحت تو ہو گئی لیکن بعد میں ایران کے شہنشاہ
شرط کو پورا کرنا ایرانی وقار کے منافی سمجھتے ہوئے اپنی بیٹی اور شہزادی کے
ایک کنیز خوش نواز کے رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کے لئے اس کے یہاں
ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے اپنے حرم میں داخل کر لیا۔

راز جلد ہی کھل گیا کہ فیروز کی بھیجی ہوئی لڑکی ایرانی شہزادی نہیں بلکہ ایک
نواز کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ ایران کے شہنشاہ فیروز کی اس بدعہدی پر سخت
ہوا اور اس نے ایران کے شہنشاہ فیروز سے اس سلسلے میں انتقام لینے کا ارادہ

ارادے کی تکمیل کے لئے ہنوں کے بادشاہ خوش نواز نے فیروز کی طرف ایلچی
اسے یہ اطلاع دی کہ ہنوں کے کچھ باغی قبائل اس کی بات نہ مانتے ہوئے
پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا فیروز اپنے کچھ فوجی افسر اور جوان خوش نواز
کروائے جو نہ صرف یہ کہ باغی ہنوں کے خلاف اس کی مدد کریں بلکہ خوش نواز
یت کا فرض بھی ادا کریں۔

خوش نواز کی اس التجا کے جواب میں تین سو فوجی سوار ہن بادشاہ خوش نواز
روانہ کر دیئے۔ جونہی یہ سوار خوش نواز کے پاس پہنچے تو اس نے بعض کو قتل

کرادیا بعض کے ہاتھ کٹوا کر واپس ایرانی دارالحکومت مدائن بھجوادیا تا کہ اہل ا
اپنے بادشاہ کی بدعہدی کا پتہ چل سکے۔

اپنے تین سو افسروں کے مارے جانے اور زخمی ہو جانے کی وجہ سے ایر
فیروز سخت برہم ہوا اور اس نے ہنوں کے بادشاہ خوش نواز سے انتقام لینے کی
ایرانی شہنشاہ فیروز نے بڑے پیمانے پر جنگ کرنے کے لئے پچاس ہزار جوانوں کا
لشکر تیار کیا۔ گورگان کی طرف سے ہنوں نے حملہ کرنا چاہا جہاں ایک قدیم دیوا
خضر تک بڑھتی چلی گئی تھی۔ کہتے ہیں یہ دیوار سکندر اعظم نے ہنوں کی یلغار کو
لئے تعمیر کرائی تھی۔

دوسری طرف ہنوں کے بادشاہ خوش نواز کو جب ایرانی بادشاہ فیروز کے لشکر
کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑا ہراساں اور پریشان ہوا اور ایرانی شہنشاہ فیروز کے حملے
لئے اس نے اپنے سرداروں سے مشورے طلب کئے۔ اس موقع پر ایک بوڑھا
اٹھا اور اپنے بادشاہ خوش نواز کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بادشاہ جس راستے سے ایرانی شہنشاہ فیروز ہم پر حملہ آور ہونے کے
ہے اس راستے میں بلخ سے آگے ایک بہت بڑا بیابان پڑتا ہے دیکھ تو ایسا کر
پاؤں کٹوا کر مجھے اس بیابان میں اس گذرگاہ پر ڈالدے جس گذرگاہ پر فیروز ا
ساتھ بلخ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ایسا کرنے کے بعد وہ ایرانیوں کو فریب دے کر
بچالے گا۔ ہنوں کے بادشاہ خوش نواز اور دوسرے ہن سرداروں نے اس
سردار کو بہت سمجھایا کہ وہ اپنی جان پر ظلم نہ کرے لیکن وہ اڑا رہا کہ اس
کاٹ کر ایران کے شہنشاہ فیروز کی گذرگاہ پر ڈالدیا جائے اور یہ کہ اس طرح
ایرانی حملوں سے بچا سکتا ہے چنانچہ اس بوڑھے کے اصرار کرنے پر اس کے
کر فیروز کی گذرگاہ پر ڈالدیا گیا۔

چنانچہ جب راستے میں فیروز کو بتایا گیا کہ ایک معذور پڑا ہے جس کے
ہوئے ہیں تو وہ خود اس کے پاس آیا اور اس کی بدبختی کا سبب پوچھا۔
بوڑھے ہن سردار نے بتایا۔

میں ہن قبائل سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں
خوش نواز سے کہا تھا کہ وہ رعایا پر ظلم و ستم نہ کرے اور خدا سے ڈرے۔
بددل ہے۔ ایرانیوں نے حملہ کر دیا تو تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ آخر
ہاتھ پاؤں کٹوا کر مجھے اس بیابان میں پھکوا دیا ہے۔

ایرانی شہنشاہ فیروز کو اس پر رحم آیا اور کہا میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا اور
نواز کے ساتھ جنگ کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچاؤں گا۔ اس بے دست و پا ہن
نے فیروز کو دعا دی اور کہا۔

دیکھ بادشاہ یہاں سے خوش نواز کا صدر مقام اکیس دن کی مسافت پر واقع ہے اس
میں وہ مقابلے کی پوری پوری تیاری کر لے گا اور تمہیں بے پناہ نقصان بھی پہنچا سکتا
اس لئے میں تمہیں ایسا مختصر راستہ بتا سکتا ہوں جو تمہیں صرف پانچ دن میں ترکستان
سرحد پر پہنچا دے گا اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ ہاں پانی
ضرور ہو گی اس لئے پانی کا یہیں سے ذخیرہ کر لیا جائے۔

ایرانی شہنشاہ فیروز کے امراء نے ہرچند فیروز کو سمجھایا اور کہا کہ ممکن ہے اس بوڑھے
سے کوئی سازش ہمارے خلاف کام کر رہی ہو لہٰذا ہمیں کسی بھی صورت اپنا
میں چھوڑنا چاہیے لیکن ایرانی شہنشاہ فیروز نے اپنے سرداروں کی ایک نہ سنی۔ اس
ہن سردار کو گھوڑے پر لاد لیا گیا اور تمام لشکر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

لشکر کو بے راہ کر کے اس ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہن سردار نے ایک ایسے مقام پر
جہاں پانی نام کو نہ تھا۔ پانی کا ذخیرہ جو لشکر کے پاس تھا ختم ہو گیا شدت پیاس کے
ایرانی لشکری جاں بلب ہو گئے۔ پھر فیروز نے جب محسوس کیا کہ ایرانی لشکر دشمن کے
پھنس گیا ہے تو اس نے اپنے ایلچی بھیج کر ہن بادشاہ خوش نواز سے گفت و شنید
کی درخواست کی۔

بادشاہ خوش نواز نے مصالحت کے لئے ایرانی بادشاہ فیروز کو دو شرطیں پیش کیں۔
پہلی شرط یہ تھی کہ ایرانی شہنشاہ فیروز خوش نواز کے سامنے منہ کے بل لیٹ کر
اطاعت کرے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ سرحد پر ایک ستون گاڑا جائے اور فیروز اپنے
اس ستون سے آگے نہ بڑھے۔ ایران کے شہنشاہ فیروز نے مجبوراً" دونوں شرطیں
کیں۔

پہلی شرط انتہائی رسوا کن تھی بہرحال سورج طلوع ہوا اور اس شرط کو پورا کرنے کا
تو ایران کے مذہبی معبدوں نے اپنے شہنشاہ فیروز کو مشورہ دیا کہ لیٹتے ہوئے وہ یہ
کہ وہ ہن بادشاہ خوش نواز کے سامنے نہیں بلکہ وہ یزدان کے حضور جھکا ہے۔ کسی
کے سامنے نہیں جھکا۔ اس طرح یہ شرط پوری ہو گئی اور معاہدہ صلح ہو گیا۔ یوں ہن
کے سامنے ایران کے شہنشاہ فیروز کو انتہائی رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

ایرانی شہنشاہ فیروز ہن قبائل کی اس مہم سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اسے آرمینیا میں

ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ یہ کہ آرمینیا میں ان دنوں زرتشت کے مذہب
زور و شور سے جاری تھی۔ ایرانی حکام اور وہ ارمنی جو عیسائیت ترک کر کے دین
کے پیروکار ہو چکے تھے مل کر یہ مذہبی مہم چلا رہے تھے۔

اہل آرمینیا اس تبلیغ سے سخت برافروختہ اور برہم تھے لیکن چونکہ وہ ایرانی
فیروز سے ڈرتے تھے لہٰذا اس مہم کے خلاف وہ کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے۔
انہوں نے سنا کہ ایرانی شہنشاہ فیروز کو ہنوں کے خلاف پیش قدمی میں ذلت آمیز
سامنا کرنا پڑا ہے تو ان کے حوصلے بڑھے اور حکومت ایران کے خلاف انہوں
بغاوت بلند کر دیا۔

اس بغاوت کے نتیجے میں آرمینیا کے باغیوں نے آرمینیا کے پایہ تخت
قبضہ کر لیا اور ایک ارمنی امیر ساہاک کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس بغاوت میں گرجستان
بھی آرمینیوں کا پورا پورا ساتھ دیا۔

ایرانی شہنشاہ فیروز کو جب آرمینیا میں اس بغاوت کی خبر ہوئی تو اس نے
اور آرمینیا دونوں ملکوں پر فوج کشی کا حکم دیا۔ جب گرجستانیوں کو خبر ہوئی
شہنشاہ فیروز ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو گرجستان کے
نے آرمینیوں کا ساتھ چھوڑ کر فوراً حکومت ایران کی اطاعت اختیار کر لی۔
گرجستانیوں کو معاف کرتے ہوئے ایرانی شہنشاہ فیروز آرمینیوں پر حملہ آور ہوا
بدترین شکست دی۔ اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ آرمینیوں کا نیا حکمران ساہاک
آرمنی فوج کا سپہ سالار واہان شکست اٹھا کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا
تعاقب کیا گیا اور اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس طرح ایرانی شہنشاہ فیروز آرمینیا
فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

آرمینیا کی بغاوت فرو کرنے کے بعد اب ایران کے شہنشاہ فیروز کو ہن قبائل
آیا جن کے سامنے وہ بڑا ذلیل اور رسوا ہوا تھا۔ ان کے مقابلے میں نہ صرف
ہوئی تھی بلکہ ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز کے سامنے اس نے لیٹ کر سر
تھا اور یہ ایسی بدنامی تھی جسے ہر صورت میں ایرانی شہنشاہ فیروز ہن قبائل کو شکست
دھو ڈالنا چاہتا تھا۔ ہنوں کے خلاف گزشتہ لشکر کشی کے بعد اسے ذلت اور رسوائی
کرنا پڑا تھا۔ فیروز کو انتہائی قلق تھا۔ وہ بدنامی کے اس دھبے کو ہر صورت
دور کرنے کے لئے بے چین اور بیتاب تھا۔ چنانچہ آرمینیا کے حالات درست
بعد اس نے تیسری مرتبہ ہن قبائل پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک بہت بڑا

میں اس نے پانچ سو ہاتھی رکھے تھے۔
ری طرف ہن قبائل کا بادشاہ خوش نواز بھی بڑا تیز، بڑا عیار، بڑا عاقل اور دانش
اسے بھی خبر ہو گئی تھی کہ ایران کا شہنشاہ فیروز ہنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے
کر رہا ہے۔ لہٰذا بلخ کے اطراف میں صحرائی حصے میں اس نے جگہ جگہ گہرے اور
گڑھے کھدوا کر انہیں درختوں کی باریک خشک شاخوں پتوں اور گھاس سے
تھا ان گڑھوں سے وہ ایران کے شہنشاہ فیروز کے خلاف بہت بڑا کام لینا چاہتا

ان کا شہنشاہ فیروز مشرقی سمت سے چل کر بلخ کی طرف بڑھا۔ جوں جوں اس کی
شہر کے نواحی صحرا میں آگے بڑھتی گئی چھوٹے چھوٹے گروہوں میں ہن مختلف
حملہ آور ہو کر ایران کے لشکر میں تباہی مچاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہن قبائل
فیروز کے لشکر کو اس جگہ لے آئے جہاں پشت پر انہوں نے پہلے سے گڑھے
تھے۔ یہ ساری کارروائی کرنے کے بعد سامنے کی طرف سے ہن قبائل کا بادشاہ
ایرانی لشکر پر خوابوں کے عجائب گھر میں گم سم ویرانوں تیرگی کے قفسوں میں روح
سمندر اور ان دیکھے غموں کے پاتال کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔
کے نواح میں صحرا کے اندر ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں خوش نواز کے
اٹھا کر ایرانی بادشاہ فیروز کو پسپا ہونا پڑا۔ اس کا پسپا ہونا تھا کہ اس کے لشکر
بربادی پھیل گئی۔ اس لئے کہ اس کی پشت پر جو پہلے سے خوش نواز نے گڑھے
انہیں پتوں اور گھاس سے ڈھانپ دیا تھا ایرانی لشکری انہیں گڑھوں میں گر کر
گئے۔
کے شہنشاہ فیروز کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی اس لئے کہ وہ اپنے متعدد
ہمراہ ایک گہرے گڑھے میں جا گرا۔ خوش نواز اس کی شکست اور موت کے
ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز کو بڑی مقدار میں مال غنیمت کے علاوہ فیروز کی
ہاتھ لگی جسے اس نے اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ ایرانی شہنشاہ فیروز کو شکست
وز ہن قبائل ایرانی سلطنت کے مختلف شہروں پر قابض ہو گئے اور ایرانیوں پر
سالانہ خراج عائد کر دیا تھا۔
وقت ہن قبائل کے ساتھ جنگ میں ایران کا شہنشاہ فیروز مارا گیا اس وقت فیروز
امراء میں سب سے زیادہ با اثر دو سردار تھے ایک کا نام سوفرا تھا جو شیراز کا رہنے
فیروز کے زمانے میں سفید و سیاہ کا مالک تھا۔ فیروز نے اسے سیستان کی حکومت

سونپ رکھی تھی۔

دوسرا شاہ پور نام کا ایک سردار تھا جو رے شہر کا رہنے والا تھا ان دونوں کو
گرجستان اور آرمینیا کی مہم پر بھیجا ہوا تھا انہیں جب فیروز کی موت کی خبر ملی تو
سیدھے ایرانی مرکزی شہر مدائن پہنچے تا کہ نئے بادشاہ کے انتخاب میں مدد دے
ان دونوں سرداروں کے اثر و رسوخ اور کوششوں سے فیروز کی موت کے بعد
بلاش ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا۔

○

سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی محل کے وسطی کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو
تھے کہ ان کے سامنے ایک دھوئیں کی تجسیم اور ہیولے کی صورت میں نطاس
یہ ہیولا بالکل عیاں اور واضح ہوا اور نطاس ان دونوں کو پوری طرح دکھائی
نطاس کو دیکھتے ہی سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے
نطاس اسی طرح اپنے آپ کو ایک لمبی عبا میں ڈھانپے ہوئے تھا اور چہرے کو بھی
اسی رنگ کے نقاب میں چھپا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموشی
دوران شاید نطاس ان دونوں کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سلیوک نے
پہل کی اور نطاس کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

اے آقا ہم ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں وہ یہ کہ یوناف اور کیرش
بیوی نے ہمارے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی پر پرزے نکالتے ہوئے دراز دستی
شروع کر دی ہے۔

اے آقا ان دونوں میاں بیوی نے قبرستان کی قریبی بستی کے سردار اور
کے سرکردہ لوگوں سے طویل گفتگو کرنے کے بعد اس بکرے کا نذرانہ بند کروا
سب بستی کے لوگ مل کر ہر ہفتے ہم دونوں میاں بیوی کو پیش کیا کرتے تھے۔
ان الفاظ پر نطاس تھوڑی دیر خاموش رہا اس کا جسم کانپتا رہا لگتا تھا سلیوک کے
پر وہ انتہائی غیض و غضب کا شکار ہو گیا ہو اس کے بعد غصے اور برہمی میں نطاس
ہوئی آواز محل کے اس کمرے میں سنائی دی۔

دیکھ سلیوک اور اوغار اگر ان دونوں میاں بیوی نے مل کر بستی کے سردار
کر تمہارے لئے ہفتہ وار بکرا بند کروا دیا ہے تو کیا تم نے ان دونوں یا بستی کے
خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

آقا ہم یہ سوچ رہے تھے کہ جب بکرا پیش کرنے کا وقت آئے اور ہمیں نہ پیش کیا
جائے تب ہم اپنی طرف سے کوئی کارروائی کریں گے۔ اچھا ہوا جو آپ آج آ گئے لہذا آپ
سے مشورے کے بعد ہم بہتر طور پر ان دونوں میاں بیوی کے خلاف حرکت میں آ
سکیں گے۔

اس پر نطاس بڑی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ان دونوں میاں بیوی کی کیا مجال
کہ تم دونوں کو اپنے سامنے بے بس و مغلوب کرنے کی کوشش بھی کر سکیں۔ دیکھو تم دونوں
بکرا بند کرنے کی وجہ سے میں تمہیں ایسے طریقے سکھاؤں گا جنہیں عمل میں لاتے
ہوئے تم ان بستی والوں کو اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر دو گے اور یہ کہ اس معاملہ میں
یوناف اور کیرش بھی تم دونوں کے سامنے عاجز ہو کر رہ جائیں گے۔ جواب میں سلیوک
کہنے لگا اے آقا کیا آپ بتا سکیں گے کہ اس یوناف اور کیرش کے پاس کیا قوتیں
ہیں جن کی بنا پر وہ ہمارا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے کوئی بھی
اس طرح ہمارے سامنے ٹکنے نہیں پایا جس طرح یہ دونوں میاں بیوی جم گئے ہیں۔
نطاس کسی قدر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سلیوک اور اوغار اس میں
شک نہیں کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں۔ مری
ریاضتیں بھی جنہیں استعمال کرتے ہوئے اب تک وہ ہم پر ضرب لگانے کے ساتھ
ہماری ضرب سے بچنے میں بھی کامیاب رہے ہیں۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور آدمی ہوتا تو
اب تک میں انہیں پیس کے رکھ چکا ہوتا۔ بہرحال تم دونوں فکر مند مت ہو میں اس محل
میں آج تم پر ایک نئے راز کا انکشاف کرتا ہوں۔ گو اور بھی بہت سے ایسے انکشافات ہیں
جو محل کے اندر موجود اور وابستہ ہیں جن کا ابھی تک اظہار نہیں ہوا ان میں سے تم پر
پہلے ایک راز کھولتا ہوں اس کے بعد میں کئی اور راز بھی تم پر کھولوں گا۔ جواب میں
سلیوک کچھ کہنے ہی والا تھا کہ نطاس ان دونوں میاں بیوی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا
سلیوک کہتے کہتے رک گیا تھا۔

سلیوک اور اوغار کے سامنے کھڑے ہی کھڑے نطاس نے کوئی عمل کیا جس کے
نتیجے میں اس کمرے کے سامنے والی دیوار پھٹنے کے انداز میں پیچھے ہٹی اور اس کے اندر
دروازہ نمودار ہو گیا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سلیوک اور اوغار کسی قدر پریشان ہو
گئے۔ اسی دوران کمرے میں نطاس کی آواز گونجی وہ سلیوک اور اوغار کو مخاطب کر کے
کہہ رہا تھا۔ دونوں میرے پیچھے پیچھے آؤ اس کے ساتھ ہی نطاس دیوار کے اندر رونما ہونے
والے دروازے کی طرف بڑھا سلیوک اور اوغار چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

جونہی نطباس اس نئے ظاہر ہونے والے دروازے کے قریب گیا سلیوک اور اوغار دونوں نے دیکھا دروازے کے قریب سیڑھیاں تھیں جو کسی تہہ خانے میں جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں سیاہ رنگ کے سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے وہاں اندھیرا سا ہو گیا تھا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ جونہی نطباس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اس کے عمل سے سیڑھیوں اور پھر نیچے سارے تہہ خانے کے اندر روشنیاں جگ مگ کرنے لگی تھیں۔ دیواروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی صندلی شمعیں لٹک رہی تھیں جو آپ ہی آپ روشن ہو گئی تھیں۔ چند سیڑھیاں اتر کر نطباس نے مڑ کر دیکھا اس وقت تک سلیوک اور اوغار بھی تین سیڑھیاں نیچے اتر چکے تھے۔ نطباس نے اپنا کوئی عمل کیا جس کے نتیجہ میں وہ دروازہ بند ہو گیا اور دیوار اپنی پہلی حالت پر کچھ اس طرح آ گئی تھی کہ اندر اور باہر کوئی شک تک نہ کر سکتا تھا کہ یہاں کوئی دروازہ ہے یا سیڑھیاں ہیں جو نیچے کسی تہہ خانے کی طرف جاتی ہیں۔

سلیوک اور اوغار ایک بار پھر نطباس کے پیچھے پیچھے وہ سیڑھیاں اترنے لگے۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ صندلی شمعیں جو سیڑھیوں اور سامنے دکھائی دینے والے تہہ خانے میں روشن تھیں ان کی خوشبو سے ساری سیڑھیوں اور نیچے کے حصے میں دور دور تک ان کے جلنے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ تعجب اور تجسس کے عالم میں سلیوک اور اوغار نطباس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں داخل ہوئے۔ اس تہہ خانے سے گزرنے کے بعد نطباس سلیوک اور اوغار کو لیکر ایک دوسرے تہہ خانے میں داخل ہوا اس میں بھی دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی چھوٹی چھوٹی صندلی شمعیں روشن تھیں۔ شمعوں کی روشنی میں سلیوک اور اوغار نے دیکھا وہ نیا تہہ خانہ جس میں وہ داخل ہوئے تھے روشنی میں پہلے تہہ خانے کی طرح اس کی دیواریں بھی چمک رہی تھیں۔ البتہ سیڑھیوں کے علاوہ سارے تہہ خانے کی دیواریں بھی سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں۔ سیڑھیوں کا سنگ مرمر سیاہ رنگ کا جب کہ تہہ خانے کے فرش اور دیواروں پر جو لگا تھا وہ سبزی مائل سفید رنگ کا تھا۔

تہہ خانے کے جس نئے کمرے میں سلیوک اور اوغار نطباس کے پیچھے داخل ہوئے تھے اس میں انہوں نے دیکھا سامنے موٹی موٹی لکڑی کی بنی ہوئی کچھ اونچی مضبوط میزیں پڑی ہوئی تھیں جن کے اوپر بے شمار کھالیں تہہ کر کے رکھی ہوئی تھیں۔ کھالوں کا جائزہ لیتے ہوئے سلیوک اور اوغار نطباس کے پیچھے پیچھے آگے بڑھے۔ نطباس نے ہاتھ آگے بڑھا کر ایک کھال کو اٹھایا اس کے بعد وہ سلیوک اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ان سب کھالوں کی طرف دیکھو یہ ساری کھالیں انتہائی قیمتی اور نایاب ہرنوں کی ہیں۔ ان ہرنوں کو میں نے بڑی کوشش اور تگ و دو کے بعد حاصل کیا اور ان کی کھالیں اتاریں۔ جتنی کھالیں تہہ کر کے رکھی ہوئی ہیں ان پر وہ سارے علوم درج ہیں جو میں اپنی زندگی میں مختلف جگہوں سے حاصل کرتا رہا۔ اس میں وہ علوم بھی مرقوم ہیں جو میں نے بابل شہر میں قیام کے دوران دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے حاصل کئے تھے۔ اس پر سلیوک فکر مندی کے انداز میں نطباس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پوچھنے لگا۔

آقا ہمیں آج تک یہ معلوم نہ تھا کہ آپ نے اس عمارت کے اندر ایک ایسا تہہ خانہ بنا رکھا ہے جس کے اندر علوم کا ایک پورا شہر آباد ہے۔ آقا ان تہہ خانوں میں اگر کوئی داخل ہو اور ان سارے علوم کو چرا کر ہمارے ہی خلاف استعمال کرنا شروع کر دے تو پھر کیا ہو گا۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ جو یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نئے نئے ان سرزمینوں میں داخل ہوئے ہیں کہیں وہ علوم کے ان خزانوں تک رسائی حاصل نہ کر لیں اور پھر ان علوم کو چرا کر ہمارے ہی خلاف استعمال کرنا نہ شروع کر دیں۔ اس پر نطباس نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو سلیوک اول تو ان تہہ خانوں کا کسی کو پتہ ہی نہیں ہے اور نہ ہر کوئی دیوار کے نمودار ہونے والے اس دروازے کو کھول کر تہہ خانوں میں داخل ہو سکتا ہے اور اگر کوئی ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے اور کسی سری علوم کو استعمال کرتے ہوئے دیوار کے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے تب بھی وہ ان تہہ خانوں کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ ان تہہ خانوں کی دو صفات ہیں۔ ان تہہ خانوں میں جو بھی داخل ہو گا پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس کے پاس جس قدر قوتیں اور علوم ہیں ان سے محروم کر دیا جائے گا اور ان تہہ خانوں میں داخل ہونے والوں پر وہ روحیں بھوکے درندوں کی طرح جھپٹتی ہیں اور ان کا خاتمہ کر دیتی ہیں۔ لہذا یوں جانو کہ ان تہہ خانوں کے اندر کوئی داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی بنا پر علوم کا یہ خزانہ جو میں نے ہرنوں کی کھالوں پر محفوظ کر رکھا ہے آج تک نہ کسی کے ہاتھ لگا ہے نہ ہی اس پر کسی نے زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

نطباس کے اس جواب پر سلیوک کسی قدر مطمئن ہو گیا پھر وہ کہنے لگا آقا آپ کا جواب سن کر میں بے حد خوش ہوا ہوں۔ اب مجھے اطمینان ہو چکا ہے کہ کم از کم یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ان علوم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ ان تہہ خانوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس پر نطباس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یقیناً" تمہارا یہ خیال درست

ہے۔ اب میں وہ بات کہتا ہوں جس کی خاطر میں تم دونوں کو اس تہہ خانے میں لایا ہوں۔ نطباس کی اس گفتگو پر سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی نطباس کی طرف خوب گئے تھے۔ نطباس بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو! جس عمل کی ابتدا میں اس تہہ خانے میں کرنا چاہتا ہوں وہ پورا عمل ہرن کی اس کھال پر لکھا ہوا جو اس وقت تم میرے ہاتھ میں دیکھتے ہو۔ میں بار تمہیں ایک بات تفصیل سے سمجھا دیتا ہوں اس کے بعد ہرن کی اس کھال پر جو الفاظ ہیں جو عمل کرنے میں استعمال ہوں گے اسے تم لوگ زبانی یاد کر لینا تا کہ جب میں کی ابتدا کروں تو اس عمل میں تم پوری طرح میرا ساتھ دے سکو۔ یہاں تک کہنے کے نطباس لمحہ بھر کے لئے رکا اور پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے دونوں عزیزو سنو۔ جس عمل کی تفصیل میں تمہیں سمجھانے لگا ہوں اس میں لاتے ہوئے تم ایک انتہائی خوفناک محیر العقول اور انتہائی طاقتور عفریت جنم دو اور پھر تم اس سے طرح طرح کے کام اپنے فائدے اپنی منفعت کے لئے لے سکتے دونوں میاں بیوی اس کھال پر لکھے ہوئے سارے عمل کا مطالعہ کرو بلکہ اسے زبانی یا کی کوشش کرو۔ اس کے ساتھ ہی ہرن کی وہ کھال نطباس نے سلیوک کو تھما دی سلیوک اور اوغار دونوں نے مل کر وہ تہہ شدہ کھال کھولی پھر اس پر لکھی ہوئی تحر پڑھنے اور یاد کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سلیوک بولا اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ہم دونوں نے پڑھ لی ہے اور زبانی یاد کر لی ہے۔ اس پر جو عمل کرنے کا طریقہ ہے اسے بھی ہم سمجھ لیا ہے۔ اس پر نطباس نے ان دونوں سے ہرن کی وہ کھال لے لی۔ دوبارہ اسے تہہ کیا اور جہاں سے وہ اٹھائی تھی وہیں رکھ دی تھی۔ پھر وہ ان دونوں کو مخاطب کہنے لگا آؤ اب میں عملی طور پر یہ کام اور فعل تمہارے سامنے کرتا ہوں اور موجودگی میں ایک عفریت کو جنم دیتا ہوں جس سے تم میرے موجودگی اور غیر موجودگی چاہو کام لے سکو گے۔ نطباس کی یہ گفتگو سن کر سلیوک اور اوغار دونوں کے چہ اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد نطباس پھر بولا اور سلیوک اور اوغار کو مخاطب کہنے لگا۔ تم دونوں میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ سلیوک اور اوغار چپ چاپ نطباس کے لئے تھے نطباس ان دونوں کو تہہ خانے کے ایک اور کمرے میں لے گیا۔ اس کمر وسط میں ایک بہت بڑا میز لگا ہوا تھا۔ دیواروں کے ساتھ مختلف جانوروں کی کھو

اں سمیت لٹک رہی تھیں۔ اس کے علاوہ دیواروں کے ساتھ مختلف طرز کے خنجر یں بھی آویزاں کئے ہوئے تھے۔ نطباس نے سلیوک اور اوغار دونوں کو اس میز کھڑے ہونے کو کہا پھر وہ سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا۔ دیوار کے ساتھ لٹکتے نے مارخور کا خول نما سر اپنے سر کے اوپر کسی آہنی خود کی طرح جما لیا تھا۔ مارخور کے بعد نطباس انتہائی بھیانک اور خوفناک لگنے لگا تھا۔ اس لئے کہ اس مارخور لے دو سنگ بالکل سیدھے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے اور مارخور کا منہ سیاہی مائل اور دانت باہر کو خوب نمایاں ہو کر دکھائی دے رہے تھے۔

کچھ کرنے کے بعد نطباس پھر حرکت میں آیا۔ اب وہ بائیں طرف والی دیوار بڑھا اور ایک خاصا بڑا لمبا خنجر اس نے سنبھالا جس کا دستہ بھیانک سیاہ رنگ کا تھا۔ کمرے کے وسط میں لگی میز کے عین وسط میں آن کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک کر شاید وہ اپنا کوئی عمل کرتا رہا اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر دیا۔ خنجر فضا میں بلند ہوتا تھا کہ اس کی نوک سے برق کی طرح چنگاریاں اٹھیں یاں اٹھی تھیں کہ تہہ خانے کے اندر ایک شور ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے ئی اور وحشی درندے کسی پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو گئے ہوں۔ یہ صورتحال دیکھتے ک اور اوغار کسی قدر پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے تاہم ان کے سامنے نطباس طرح چپ اور خاموش کھڑا تھا۔

اسی طرح کھڑا اپنا عمل کرتا رہا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر جو اس نے فضا میں بلند اسی طرح اس سے برق نما چنگاریاں اڑتی رہیں اور تہہ خانے کے اندر درندوں کا سا شور برابر بلند ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ کئی بدروحیں عجیب و غریب سی شکلیں کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہ ساری بدروحیں کمرے کے اس کونے کی طرف گئیں بڑے بڑے ڈھول اور دفیں پڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے وہ ڈھول اور دفیں اور اس میز کے قریب آکھڑی ہوئیں جس میز کے وسط میں نطباس کھڑا تھا پھر عجیب میں وہ بدروحیں سارے ڈھول اور ساز بڑے پرکشش انداز میں بجانے لگی تھیں۔

ای دیر تک ڈھول دف اور دوسرے ساز بجتے رہے اسی طرح نطباس فضا میں خنجر کھڑا رہا۔ سلیوک اور اوغار یہ سارا تماشہ خاموشی سے اور انہماک سے دیکھتے رہے۔ دیر بعد ایک انتہائی حسین خوبصورت اور پرجمال لڑکی اس کمرے میں داخل ہوئی۔ ل رہی تھی جیسے سحر زدہ ہو اور کسی کے تابع فرمان رہ کر ہر قدم اٹھا رہی ہو۔ آہستہ

آہستہ اور تجسس بھری چال چلتی ہوئی وہ لڑکی نطماس کے پہلو میں میز کے قریب ہوئی۔ نطماس جس نے اپنے چہرے اور سر پر مار خور کا سر چڑھا رکھا تھا۔ ایک نگاہ میں کھڑی ہوئی لڑکی پر ڈالی پھر اشارے سے اس نے اسے اپنے سامنے میز پر لیٹ جانے کا اشارہ کیا۔ یہ اشارہ ملتے ہی وہ لڑکی چپ چاپ میز پر لیٹ گئی تھی۔

اس کے بعد نطماس پھر حرکت میں آیا اپنا خنجر پھر اس نے اپنے ہاتھ میں اندر بلند کر لیا خنجر سے پہلے کی نسبت زیادہ چنگاریاں نکلنے لگی تھیں یہ عمل شروع ہوا میز پر لیٹی ہوئی لڑکی بری طرح تڑپنے اور تکلیف اور اذیت کا اظہار کرتے ہوئے سسکیاں لینے لگی تھی۔ تھوڑی دیر تک ایسا عمل رہا۔ پھر لڑکی بے حس و حرکت ہو اس پر غشی طاری ہو گئی ہو۔ اس کے بعد نطماس مزید حرکت میں آیا اس نے اپنا عمل کیا اور اس کے خنجر سے نکلتی ہوئی چنگاریاں رک گئیں پھر وہ خنجر اپنے دونوں ہاتھوں میں اس نے بڑی مضبوطی سے پکڑا دونوں ہاتھ اس نے فضا میں بلند کئے پھر پوری قوت کے ساتھ وہ خنجر میز پر لیٹی ہوئی لڑکی کے پیٹ میں اس نے گھونپ دیا تھا۔ کربناک اور دل ہلا دینے والی ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ نطماس کا خنجر اس لڑکی کے پیٹ میں پار ہو گیا تھا۔ چند قطرے خون کے وہاں زخم یوں لگتا تھا جیسے بالکل منجمد ہو گیا ہو اور وہ خنجر اس اس لڑکی کے جسم کا حصہ ہو۔ کربناک چیخیں بلند کرنے کے بعد اس لڑکی پر پھر پہلے کی طرح غشی اور بے ہوشی ہو چکی تھی۔ یہ سارا عمل کرنے کے بعد نطماس نے اپنے سر پر چڑھایا ہوا سر اتار کر دیوار کے ساتھ لٹکا دیا۔ وہ ساری بھیانک بدروحیں جو اس سارے عمل میں ساز بجا کر نطماس کا ساتھ دے رہی تھیں وہ حرکت میں آئیں۔ ساز اور ڈھول انہوں نے وہیں رکھ دیئے جہاں سے اٹھائے تھے پھر وہ باہر نکل گئی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد نطماس بولا اور سلیوک اور اوناز کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے دونوں عزیزو! میں جانتا ہوں کہ تم ابھی تک اس سارے عمل پر تجسس اور ایک طرح کی جستجو میں مبتلا ہو گے۔ یہ جو روحیں تمہارے دیکھتے کمرے میں نمودار ہوئیں اور پھر ساز بجانے لگیں یہ برس ہا برس سے اس میری مطیع اور فرمانبردار چلی آ رہی ہیں اور یہ جو عمل میں نے کیا ہے یہ سب اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ جو لڑکی میز پر لیٹی ہوئی ہے اور جس پر میں اپنے عمل کر رہا ہوں یہ قبرستان سے قریب ترین بستی کے سردار عارث کی بیٹی ہے۔ سنو عارث کی بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں عارث کو سب سے پہلے میں نے اپنا ہدف اس لئے بنایا

تم دونوں کو بکرا مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اس نے چونکہ بکرا یوناف اور کیرش کے کہنے پر انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا اسے اس کی سزا ہر صورت میں ملنی چاہیے۔

سنو میرے عزیزو آج تمہیں بکرا مہیا کرنے کا دن ہے اگر شام تک بکرا نہ دیئے تو پھر میز پر لیٹی ہوئی عارث کی لڑکی کو ہم حرکت میں لائیں گے اس کو حرکت میں لانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں گھونپے ہوئے خنجر کو جونہی نکالا جائے گا یہ ہوش میں آ جائے گی اور اس کے پیٹ پر جو زخم ہے وہ فی الفور بھر جائے گا۔ اس زخم کی اس لڑکی کو تکلیف بھی نہ ہو گی۔ یہ لڑکی اب عفریت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ جونہی اس کے پیٹ سے خنجر نکلے گا یہ اٹھ کر بیٹھ جائے گی۔ اس وقت جو بھی اسے حکم دیا جائے گا یہ اس کی تعمیل کرے گی۔ آج شام ہونے کے بعد اگر تم دونوں کے لئے بکرا پیش نہ کیا گیا تو اس لڑکی کے پیٹ سے خنجر نکال کر اسے یہ حکم دیا جائے گا کہ یہ قبرستان کے قریبی بستی کے سردار عارث کی درمیانی لڑکی کو اٹھا کے یہاں لے آئے پھر دیکھو یہ تمہارے حکم کی کیا تعمیل کرتی ہے۔

سنو یہ لڑکی اب میرے عمل کی وجہ سے مافوق الفطرت صورت اختیار کر چکی ہے۔ یہ اگر چاہے انسانی و حیوانی آنکھ سے روپوش ہو کر اپنے کام کی تکمیل کر سکتی ہے اور اگر چاہے انسانی و حیوانی آنکھ کے سامنے بھی آ سکتی ہے۔ آج شام تک اگر تم دونوں کے لئے بکرا مہیا نہ کیا جائے تو اس لڑکی کے پیٹ سے خنجر نکال کر اس کے ذریعے سے اس کی بہن کو منگوایا جائے گا۔ پھر تم دونوں میاں بیوی ایسا کرنا کہ عارث کی اس لڑکی کا حلقوم کاٹ دینا اس کے جسم کا سارا گوشت نوچ نوچ کر کھا لینا اس کا صرف سر اور چہرہ رہنے دینا تاکہ اس کا چہرہ پہچانا جائے کہ یہ لڑکی کون ہے اور اس کے سارے جسم کے گوشت سے لطف اٹھانے کے بعد اس عفریت کو پھر حکم دیا جائے گا کہ یہ جس بستر سے اس کو رات کے وقت اٹھا کر لائی ہے وہیں ڈال کے اس کو ڈھانپ آئے اور صبح جب بستی کا سردار عارث اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھے گا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر وہ یوناف اور کیرش پر برس پڑے گا اور ان دونوں کا یہاں رہنا مشکل اور دوبھر کر دے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد نطماس لمحہ بھر کے لئے رکا کچھ سوچا پھر وہ سلیوک اور اوناز کو مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ اب اس تہ خانے سے نکلتے ہیں اور باہر بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں اور شام کے بعد بکرا نہ آنے کی صورت میں اس عفریت کو رات کے وقت حرکت میں لائیں گے۔ اس کے ساتھ نطماس اس کمرے سے باہر نکلا۔ سلیوک اور اوناز اس کے پیچھے پیچھے ہو

لئے تھے۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اس تہہ خانے سے اوپر آئے نطھاس نے اپنا عمل کر کے دیوار پھاڑ کر اس کا راستہ بنایا تینوں تہہ خانے سے باہر آئے اور پھر پہلے کی طرح نطھاس اپنا عمل کر کے دیوار میں نمودار ہونے والے راستے کو بند کر دیا تھا۔ پھر وہ عمل کے درمیانی کمرے میں تینوں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔

○

وقت پل پل بہتے سفر کی طرح گزرتا رہا دن کے نحیف لمحوں کی گرفت ڈھیلی ہو گئی پھر سورج غروب ہو گیا اور شام رات میں ڈھل گئی۔ صفحہ قرطاس پر پھیلی سیاہی کی طرح تاریکیاں دھوئیں کے بادلوں کی مانند چاروں طرف پھیل گئی تھیں۔ رگ رگ میں پل میں تاریکیاں جنون کی طرح سرایت کر گئی تھیں۔ راکھ کے انبار کی طرح صحراؤں میں لبد کے سایوں جیسی زندہ حقیقت کی طرح اپنے ٹھکانوں اپنے آشیانوں میں چلے گئے تھے۔ رات گہری ہو کر ان خوابوں جیسی مایوس کن اور بھیانک ہو گئی تھی جو کبھی پورے نہ ہوئے ہوں۔ ہر شے اندھیرے کی بھاری تہوں تلے دب کے رہ گئی تھی۔

ایسے میں نطھاس سلیوک اور اوعار حرکت میں آئے۔ نطھاس نے اپنے عمل سے پھر ایک بار دیوار کے اندر دروازہ نمودار کیا پھر وہ سلیوک اور اوعار کے ساتھ دروازے سے تہہ خانے میں داخل ہوا۔ دیوار پہلے کی طرح اس نے برابر کر دی۔ تینوں آگے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں عفریت کی صورت اختیار کئے لڑکی میز پر لیٹی ہوئی تھی۔ سلیوک اور اوعار نے دیکھا اس کے پیٹ میں خنجر پیوست تھا وہ برابر سانس لے رہی تھی۔ نطھاس نے لمحہ بھر کے لئے مسکرا کر سلیوک اور اوعار کی طرف دیکھا پھر آگے بڑھ کر جونہی اس نے اس کے پیٹ سے خنجر کھینچ کے نکالا وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سلیوک اور اوعار دنگ رہ گئے اس کے پیٹ کا زخم فوراً ہی برابر ہو گیا تھا بالکل یوں جیسے اس کے پیٹ میں کوئی زخم آیا ہی نہ ہو۔ جونہی وہ اٹھ کر بیٹھی نطھاس تحکمانہ انداز میں اس سے بولا اور کہنے لگا۔ جا اور قبرستان کی بستی کے سردار عارث کی درمیانی بیٹی کو اٹھا کے یہاں لے آ۔

نطھاس کا یہ حکم پا کر اس لڑکی کے لبوں پر ہلکی ہلکی انتہائی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ میز سے نیچے اتری اور دھوئیں کی طرح ہوا میں تحلیل ہو کر نکل گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد مافوق الفطرت انداز میں وہ لڑکی اسی کمرے میں پہلے جیسے نمودار ہوئی پھر اس کی شکل و صورت واضح ہوئی تو وہ اپنی چھوٹی بہن کو اپنے دونوں

ہوئے تھی اور اسے لا کر اس نے نطھاس کے پہلو میں کھڑا کر دیا تھا اور خود اسی میز پر لیٹ گئی تھی جہاں سے اٹھ کے گئی تھی۔ اس موقع پر نطھاس نے سلیوک اور اوعار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم دونوں اسے ساتھ والے کمرے میں لے جاؤ اور اپنے کام کی تکمیل کرو۔ میں اسے پھر گہری نیند سلا کے آتا ہوں۔ سلیوک اور اوعار بستی کے سردار کی درمیانی بیٹی کو اٹھا کے لے گئے۔ وہ بیچاری بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔ اپنی مزاحمت کے ساتھ ساتھ وہ میز پر آپ سے آپ لیٹنے والی اپنی بہن کو بھی حیرت اور تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ سلیوک اور اوعار اسے زبردستی اٹھا کر دوسرے کمرے کی طرف لے گئے

نطھاس پھر حرکت میں آیا خنجر اٹھایا اور میز پر لیٹی ہوئی لڑکی کے پیٹ میں پیوست کر دیا پھر قریب ہی ایک بھدی اور موٹی لکڑی کی بنی ہوئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا شاید وہ سلیوک اور اوعار کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد سلیوک اور اوعار دونوں میاں بیوی واپس آئے اور سلیوک نطھاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا آقا ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکے ہیں اس پر نطھاس پھر بولا اور کہنے لگا اب ہے تو پھر اسے یہیں اٹھا لاؤ سلیوک اور اوعار پلٹے اور عارث کی درمیانی بیٹی کو اٹھا لائے اس کی حالت یہ تھی کہ صرف چہرہ بچا تھا باقی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا جسم کا گوشت نوچ کر انہوں نے کھا لیا تھا۔ وہ بڑا بھیانک منظر تھا جو عارث کی بیٹی کی لاش پیش کر رہی تھی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے نطھاس کے چہرے پر مضحکہ خیز سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ میز پر لیٹی لڑکی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جہاں سے اسے اٹھا کے لائی تھی وہیں لٹا آؤ اور اس کے اوپر چادر ڈال کر اس کی لاش ڈھانپ آنا۔ وہ لڑکی پھر اٹھی اپنی بہن کو اس نے اٹھایا اور دھوئیں کی طرح فضاؤں میں تحلیل ہو گئی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ لوٹی اور پھر دوبارہ میز پر لیٹ گئی تھی۔ اس پر نطھاس پھر حرکت میں آیا خنجر اس نے اٹھایا اور پوری قوت سے میز پر لیٹی ہوئی لڑکی کے جسم میں اس نے گھونپ دیا تھا۔ تہہ خانے میں ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ لڑکی کے جسم پر کوئی زخم نہیں آیا تھا اور نہ ہی خنجر گھونپنے سے کوئی زخم آیا تھا لگتا تھا خنجر روئی کے کسی ڈھیر میں اترا ہو تاہم لڑکی پر بے ہوشی اور غشی سی طاری ہو چکی تھی۔

ایسا کر چکنے کے بعد نطھاس نے سلیوک اور اوعار کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا یہ لڑکی پوری طرح ہماری گرفت اور ہمارے قبضہ میں ہے۔ اسے ساری رات اسی طرح رہنے دو اور دیکھنا اگلے روز اسے باقاعدگی سے ناشتہ مہیا کرنا ہے اس کا طریقہ یہی ہے کہ یہ خنجر

نکلا جائے گا اس کو کھانا مہیا کیا جائے گا پھر خنجر اس کے جسم میں گھونپ دیا جائے گا
صبح، دوپہر، شام برابر بہترین خوراک مہیا کی جائے گی اس لئے کہ یہ لڑکی اب تمہارے
کام آیا کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی نطیاس سلیوک اور اوغار کو لیکر اس تہہ خانے
نکل گیا تھا۔

○

دوسرے روز صبح ہی صبح یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنی قبرستان کی
میں صبح کے کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر
یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے کیرش بھی متوجہ ہو چکی تھی۔ تاکہ وہ ابلیکا کی گفتگو
لمس دینے کے بعد ابلیکا کی انتہائی سنجیدہ اور پریشان کن سی آواز یوناف اور کیرش کی
سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب سنبھلو ایک مصیبت اور دشواری اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔
یوناف نے بڑی پریشانی سے ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھا دیکھو ابلیکا کھل کر کہو
اور کیسی مصیبت۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ بستی کا سردار عارث
بستیوں کے سرکردہ لوگ اور بستی کے جوانوں کا ایک گروہ بڑی تیزی سے قبرستان
رہا ہے اور وہ سب مل کر تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں
ابلیکا کے اس انکشاف پر کیرش بیچاری کا رنگ پیلا ہو گیا تھا اور چہرے پر ہوا
گئی تھیں۔ یوناف کا چہرہ بھی کچھ ماندہ پڑ گیا تھا تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا
مخاطب کر کے پوچھنے لگا لیکن بستی کے لوگ اپنے سردار عارث کی سرکردگی
لوگوں کے ساتھ کیوں ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ اس پر ابلیکا
اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف بستی کا سردار عارث اس کی بیوی دوسرے اہل خانہ جب آج صبح
اٹھے تو انہوں نے دیکھا ان کی بیٹی غائب تھی۔ جبکہ ان کی ایک بیٹی جو سب سے
وہ اٹھی ہوئی تھی۔ درمیانی بیٹی اسی طرح اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی جیسے وہ رات
تھی۔ اسے جگانے کے لئے جب اس کی ماں نے اس کے اوپر سے چادر ہٹائی تو اس
غش کھا کر زمین پر گر گئی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خود سردار اس کی بیٹی اور
ہوئے جب وہاں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی جو درمیانی بہن تھی اس کا
محفوظ تھا باقی سارے جسم سے گوشت نوچ نوچ کر کسی نے کھا لیا تھا اور صرف

منظر دیکھ کر انہوں نے یہی نتیجہ نکالا کہ کیونکہ گزشتہ دن سلیوک اور اوغار کو
کا تھا اور انہوں نے بکرا مہیا نہیں کیا تھا لہٰذا عارث کی بیٹی کی وہ حالت سلیوک
کی ہے۔
چونکہ سلیوک اور اوغار کو بکرا نہ مہیا کرنے کی ترغیب تم نے ہی سردار کو
ث اور دوسری بستیوں کے سرکردہ لوگ تم جانتے ہو کہ ایسا کرنے پر آمادہ نہیں
کہ وہ سلیوک اور اوغار سے خوفزدہ تھے لیکن تم نے ان سب کے سامنے اپنی
اظہار کرتے ہوئے انہیں بکرا مہیا نہ کرنے پر آمادہ کر لیا۔
سردار عارث اور دوسری بستیوں کے سرکردہ لوگ جوانوں کے گروہ کے ساتھ
بڑھ رہے ہیں تاکہ تم سے باز پرس کریں اور تمہیں ماریں پیٹیں اس لئے کہ
وقت تم نے ان سے عہد کیا تھا کہ اگر سلیوک اوغار نے بستی کے لوگوں پر
کی کوشش کی تو تم ان کی حفاظت اور دفاع کرو گے لیکن چونکہ ہم ایسا نہ کر
وہ لوگ ہم سے باز پرس کرنے اور اس کی سزا دینے اس طرف آ رہے ہیں۔
کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور پوچھنے لگا دیکھ ابلیکا
کہا بھی تھا کہ سلیوک اور اوغار پر نگاہ رکھنا اور اگر تم نے نگاہ نہیں رکھی تو یہ
ہے۔ ابلیکا فوراً درمیان میں بولتی ہوئی کہنے لگی نہیں یوناف ایسا نہیں ہے میں
اور اوغار پر پوری نگاہ رکھی تھی اس پر یوناف کسی قدر سخت لہجہ میں بولا اور
ان دونوں پر نگاہ رکھی تھی پھر سردار کی بیٹی کا حشر کس نے کیا۔ ظاہر ہے
اوغار کے سوا کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی میں نے محل
رکھی تھی۔ محل کے اندر مجھے نطیاس، سلیوک اور اوغار کہیں بھی دکھائی نہیں
سورج غروب ہونے سے پہلے اور تھوڑی دیر بعد تک میں نے ان سب کو محل
میں بیٹھ کر باہم کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کرتے ضرور دیکھا تھا۔ اس
کے باقی حصہ میں میں نطیاس، سلیوک اور اوغار کو وہاں دیکھا اور نہ ہی میں
کہ بستی کے سردار عارث کی بیٹی کو نطیاس اپنے محل میں لیکر گیا ہو۔ اس پر
سے لہجے میں بولا اور کہنے لگا۔
تم نے اگر نطیاس، سلیوک اور اوغار کو محل میں نہیں دیکھا اور نہ ہی تو نے
سردار عارث کی بیٹی کو وہاں لیکر گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ سلیوک اور
کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کی بیٹی کا یہ حشر کیا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے
ابھی نہیں ہے۔ وہ یہاں بھی نہیں آئے اگر وہ ایسا کرتے تو ضرور میں ان پر نگاہ

رکھتی۔ اس پر یوناف سختی سے بولا اور پوچھنے لگا۔
اگر یہ معاملہ بھی نہیں ہے تو عارث کی بیٹی کی وہ بھیانک حالت کس نے کی۔ اس پر ابلیکا انتہائی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔
دیکھ یوناف میرے حبیب سمجھ نہیں آئی کہ یہ معاملہ کیسے اور کس طرح ہوا۔ میرے خیال میں اس نطماس سلیوک اور اوغار نے کوئی ایسا طریقہ واردات اختیار کیا کہ نہ میں دیکھ سکی ہوں اور نہ ہی انسانی اور حیوانی آنکھ اس کا مشاہدہ کر سکی ہے۔ پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ یہ نطماس بے پناہ قوتوں کا مالک ہے میرے خیال میں مافوق الفطرت انداز میں عارث کی دونوں بیٹیوں کو محل میں لے گیا ہو اور ایک نے ایسا کر دیا ہو اور دوسری کا کسی اور رات کر کے پھر عارث کے گھر میں گے۔ اس پر یوناف تڑپ کر بولا اور کہنے لگا نہیں۔ ابلیکا ہمیں انہیں ایسا کرنا چاہیے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی لگتا ہے کچھ کام اور کچھ گرفت ہماری ہوتی جا رہی ہے۔ یہ جو انہوں نے عارث کی بیٹی کا یہ حشر کیا ہے اس کا ہماری ہماری کمزوری اور نطماس کا غلبہ ظاہر کرتا ہے۔ بہرحال ہم تینوں کو مزید یہ جاننے کی کوشش کرنا ہو گی کہ عارث کی بیٹی کی وہ حالت کس طرح اور کیسے کی۔ ابلیکا شاید مزید کچھ کہتی کہ خاموش ہو گئی اس لئے کہ عمارت کے باہر لوگوں کا شور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس پر ابلیکا فکر مندی سی آواز میں پھر بولی اور کہنے لگی۔
دیکھ یوناف تم دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور کھڑے ہو۔ اس لئے کہ لوگوں کا ہجوم اس عمارت میں داخل ہو کر تم پر حملہ ہے۔ ابلیکا کے اس مشورے پر یوناف نے عجیب سے انداز میں کیرش کی طرف میں کیرش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی دونوں میاں بیوی نے جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جس کمرے میں بیٹھے روپوش ہو گئے تھے۔
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کے روپوش ہونے کے چند ہی لمحوں بعد ایک ہجوم قبرستان کے اندر گورکن کے لئے بنی ہوئی اس عمارت میں داخل ہوا۔ اس ہجوم کے آگے آگے بستی کا سردار عارث تھا۔ اس کے چہرے، اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ بے پناہ غصے اور غضبناکی کی حالت میں تھا۔
عمارت میں داخل ہونے کے بعد عارث نے جب دیکھا کہ عمارت خالی ہے تو وہ ایک ایک کمرے میں گیا۔ جب یوناف اور کیرش اسے کہیں دکھائی نہ دیئے تب

ہوئے کہنے لگا۔
ان دونوں میاں بیوی کو میری بیٹی کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کی خبر ہو گئی ہے اور وہ دونوں یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ ان دونوں میاں بیوی نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ سلیوک اور اوغار کے مقابلے میں وہ ہماری پوری طرح مدد کریں گے لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان دونوں کی ناکامی کے نتیجے میں مجھے اپنی ہر دلعزیز بیٹی سے ہاتھ دھونا پڑا۔
یہ کہنے کے بعد بستی کا سردار عارث تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنے ساتھ آنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو میرے ساتھیو۔ نطماس کے محل میں سلیوک اور اوغار کے لئے ہفتہ وار جو بکرا ہم نے باندھ رکھا تھا اسے بند کر کے غلطی کی ہے۔ میری تم سے التجا ہے کہ ابھی اور اسی وقت وہ بکرا جو ہمیں کل باندھنا تھا آج محل کے سامنے باندھ دیا جائے۔ اس پر سردار عارث کا حکم سن کر کچھ لوگ بستی سے بکرا لیکر محل سے باہر باندھ دیا جائے۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد عارث اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
میرے ساتھیو میرے عزیزو اب اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ جن دونوں میاں بیوی کو ہم نمٹنے کے لئے آئے تھے وہ ہماری آمد سے پہلے ہی حادثے کی خبر سن کر بھاگ گئے ہیں۔ لہٰذا اب یہاں قیام کا کوئی مقصد اور فائدہ نہیں رہا۔ سردار عارث کا یہ حکم سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے تھے۔
نطماس کے محل کے درمیانی کمرے میں سلیوک اور اوغار دونوں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ان کے سامنے ایک ہیولے اور دھوئیں کی صورت میں نطماس نمودار ہوا پھر بالکل اسے دیکھتے ہی سلیوک اور اوغار دونوں اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ نطماس نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا اور خود بھی ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ سلیوک اور اوغار بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیٹھ گئے۔ قبل اس کے کہ سلیوک نطماس کو مخاطب کر کے کچھ پوچھتا۔ نطماس نے بولنے میں پہل کی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
میرے عزیزو۔ بستی کے سردار عارث کی جس لڑکی کو تہ خانے میں ہم نے ایک صورت میں رکھا ہوا ہے اسے اب ہمیں رہا کرنا ہو گا۔ اس پر سلیوک نے چونک کر کہا لیکن وہ کیوں آقا۔ اس لڑکی کی وجہ سے کیا ہم پر کوئی مصیبت اور ابتلا ٹوٹ پڑی ہے۔ اس پر نطماس بولا اور کہنے لگا نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ بستی کے لوگوں نے یوناف اور کیرش دونوں کو قبرستان سے نکال دیا ہے یا یوں جانو کہ وہ خود ہی لوگوں سے

ڈرتے ہوئے بھاگ گئے ہیں اور اب بستی کے کچھ لوگ بکرے کو لیکر تمہیں وہیں لئے محل کا رخ کر رہے ہیں۔ اب جب کہ لوگوں نے پھر بکرا پیش کرنے کی کردی ہے تو ہمیں اس لڑکی کو رہا کرنا ہو گا تاکہ وہ اپنے باپ کے پاس واپس ج دیکھو تھوڑی دیر تک بکرے کو لیکر کچھ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے۔ ان کی آمد پہلے ہمیں عارث کی لڑکی کو رہا کر دینا چاہیے۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ اس نطھاس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس دروازے سے وہ تینوں اندر داخل ہو خانے کی سیڑھیاں اترتے چلے گئے تھے۔ ان کے پیچھے دیوار پھر برابر ہو گئی تھی کمرے میں آئے جس میں عارث کی لڑکی عفریت کی صورت میں میز پر لیٹی تھی اور پیٹ میں خنجر گڑا ہوا تھا۔ اس کمرے میں آ کر نطھاس نے پہلے اس لڑکی کے پیٹ نکالا۔ خنجر نکلتے ہی وہ لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس موقع پر نطھاس نے اپنے قری ہوئے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس لڑکی کی آنکھوں پر پٹی باندھ دو اور اس کی پشت پر اس کے دونوں ہاتھ کر باندھ دو۔ نطھاس کے کہنے پر سلیوک اور اوغار دونوں حرکت میں آئے پہلے مل کر اس لڑکی کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر ایک رسی سے کس پر باندھ دیے نے اس کی آنکھوں پر بھی خوب زور سے پٹی باندھ دی تھی۔ نطھاس نے مارخور کا لیا تھا۔

اس کے بعد نطھاس مزید حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر دونوں لیتے ہوئے اس نے فضا میں بلند کیا اور پہلے کی طرح ایک بار پھر اس نے اپنا جس کے جواب میں اس خنجر کی نوک سے برق کی طرح چنگاریاں نکلنے لگی تھیں تک ایسا سماں رہا یہاں تک کہ سامنے میز پر لیٹی ہوئی لڑکی بڑی بے چینی اور کرنے لگی اور اس نے دونوں ہاتھوں کو آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی دیکھتے ہوئے نطھاس کے چہرے پر ہلکی خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ دونوں فضا کے اندر اٹھایا ہوا خنجر نیچے کر لیا اور اسے دیوار کے ساتھ لٹکا دیا تھا۔ سری نے مارخور کا خول بھی دیوار سے لٹکا دیا پھر وہ اس کمرے سے باہر نکلا۔ سلیوک بھی اس نے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ سلیوک اور اوغار چپ چاپ اس ہو لئے تھے۔ نطھاس ان دونوں کو تہ خانے کے ایک دوسرے کمرے میں لے مدہم اور رازدارانہ آواز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے دونوں عزیزو۔ اب یہ لڑکی پوری طرح اپنی اصلی حالت میں

آ چکی ہے۔ اب ہمارے ذمے یہ کام ہے کہ اسے اس محل سے باہر پہونچانا ہے۔ جس راستے ہم دروازہ بنا کر اس تہ خانے میں داخل ہوتے رہے ہیں اس کے ذریعے اسے باہر اور محل سے قریب نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس طرح یہ بات پکی اور پختہ ہو جائے گی کہ اس اس محل میں لایا گیا تھا۔ لہٰذا ہمارے پاس اس لڑکی کو اس محل سے نکالنے کا ایک اور راستہ بھی ہے۔ سنو میرے دونوں عزیزو۔ اس محل کا ایک خفیہ راستہ دریائے خابور کے کنارے قدیم ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف جاتا ہے تم اس لڑکی کو اٹھا کر میرے پیچھے آؤ۔ میں اس خفیہ راہداری میں تمہاری رہنمائی کروں گا۔ سنو راستے میں یا کمرے کے اس لڑکی کے ساتھ کوئی ایسی گفتگو نہ کرنا جس سے اسے یہ شک تک ہو جائے کہ اسے محل میں لایا گیا تھا۔ اب تم جاؤ اسے اٹھا کر لاؤ اور اسے اس تہ خانے سے باہر نکالیں۔ اس لڑکی کا خاتمہ بھی کر سکتا تھا لیکن اس کے باپ نے چونکہ یوناف اور کیرش کو اپنی قیام گاہ سے نکال بھگایا ہے تم دونوں کا ہفتہ وار بکرا بھی اس نے بحال کر دیا ہے اس کے اس اقدام کے جواب میں میں اس کی بیٹی کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ اب تم جاؤ اٹھا کر لاؤ تاکہ اسے باہر نکالیں۔ اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوغار اس کمرے سے چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سلیوک اور اوغار لوٹے۔ وہ دونوں اس لڑکی کو اٹھائے ہوئے تھے جواب میں لڑکی اپنے آپ کو آزاد کرانے اور چھڑانے کے لئے بڑی جدوجہد کر رہی تھی۔ نے سلیوک اور اوغار کو اسے لیکر اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ پھر وہ ایک طرف چلدیا۔ وہ ایک کافی وسیع اور کشادہ خفیہ راہداری تھی جس میں نطھاس سلیوک اور اوغار کی رہنمائی کر رہا تھا۔ کچھ دیر تک نطھاس اس خفیہ راستے پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ راستہ بند ہو گیا۔ جہاں راستہ بند ہو گیا تھا وہاں نطھاس رک گیا اور سلیوک اور اوغار بھی جو لڑکی کو اٹھائے ہوئے تھے ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ اس موقع پر نطھاس اپنے کسی سری حرکت میں لایا جس کے رد عمل کے طور پر ان کے سامنے جہاں وہ راہداری بند ہو ایک ایسا راستہ نمودار ہوا جس میں سے ایک شخص جھک کر گزر سکتا تھا اور اس کے سامنے سیاہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی سیڑھیاں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ نطھاس راستے میں داخل ہوا سلیوک اور اوغار کو بھی اس نے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ سلیوک او دونوں اس لڑکی کو اٹھائے اس راستے سے نکل گئے تھے۔ پھر وہ سنگ مرمر کی سیڑھیاں اتر گئے تھے۔

اوپر جا کر پھر نطھاس نے اپنا کوئی عمل کیا جس کے جواب میں ان کے سامنے چھوٹا سا

ایک راستہ سا نمودار ہوا۔ اس راستے سے نطماس باہر نکلا۔ سلیوک اور لوغار بھی اس لڑکی کو اٹھائے ہوئے باہر نکل گئے۔ سلیوک اور لوغار نے دیکھا وہ راستہ عین قدیم ماری شہر کے کھنڈرات کے درمیان میں نکلا تھا۔ اس راستے سے نکلنے کے بعد نطماس نے اشارے سے اس لڑکی کو نیچے رکھنے کو کہا۔ جب سلیوک اور لوغار نے ایک پتھر کے قریب لڑکی کو اتار دیا تو اشارے سے انہیں نطماس نے اپنے قریب بلایا جب وہ دونوں قریب آئے تو نطماس نے کہا اس لڑکی کو یہیں پڑا رہنے دو۔ اب آؤ جس راستے سے ہم آئے ہیں اسی راستے سے واپس چلے جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ہمیں دیکھ لے کہ ان کھنڈرات میں ہم کسی خفیہ راستے سے داخل ہوئے ہیں۔ یہاں اکثر لوگ اور ریوڑ چرانے والے گڈریے پھرتے رہتے ہیں اس لڑکی کو دیکھ کر خود اس کے ہاتھ پیر کھول دیں گے اور آنکھوں کی پٹی ہٹا دیں گے اور یہ اپنے گھر چلی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی نطماس پھر اس تہ خانے میں داخل ہوا سلیوک اور لوغار بھی اس کے پیچھے پیچھے داخل ہو گئے تھے۔ پھر نطماس نے اپنی سری قوتوں کا استعمال کرتا ہوا خفیہ تہ خانے کے دروازے بند کر دیئے تھے۔

قبرستان سے بستی کے سردار اور دوسرے لوگوں کے چلے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد یوناف لو کیرش دونوں میاں بیوی پھر قبرستان کی رہائش گاہ کے کمرے میں نمودار ہوئے دونوں اپنا وہ ضروری سامان اٹھائے ہوئے تھے جو بھاگتے وقت انہوں نے کمرے سے اٹھایا تھا۔ سامان انہوں نے اپنے سامنے رکھ لیا اس موقع پر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ آپ کیا خیال کرتے ہیں ہمیں اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں رہنے نہیں دیں گے ہمیں اپنا ٹھکانا بدل لینا چاہیے۔ جواب میں یوناف کی اس سوال کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا کہتے کہتے یوناف رک گیا اور ابلیکا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ خود کیرش بھی چونک کر ہمہ تن گوش ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف مجھے غور سے سنو۔ نطماس سلیوک اور لوغار بستی کے سردار کی دونوں بیٹیوں کو اٹھا کر لے گئے تھے وہ کیسے لے کر گئے اس کا مجھے ابھی تک اندازہ نہیں ہو سکا انہوں نے ان دونوں کو کہاں رکھا یہ بھی میں نہیں جان سکی۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں نطماس کے پاس بے پناہ قوتیں ہیں ہو سکتا ہے اس نے کوئی قوت استعمال کرتے ہوئے ایسا طریقہ کار استعمال کیا ہو جسے میں نہ دیکھ سکی ہوں۔ بہرحال جو اچھی خبر میں تمہارے لئے لائی ہوں وہ یہ ہے کہ عارث کی بیٹی اس وقت ماری شہر کے کھنڈر میں پڑی ہوئی ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور اس کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھی

اسے کس نے وہاں ڈالا ہے کس راستے سے وہاں پہنچی ہے یہ پتہ نہیں چل سکا۔ یوناف تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ ماری شہر کے قدیم کھنڈرات میں نمودار ہو۔ اس کے ہاتھوں کی رسی کھولو آنکھوں سے پٹی ہٹاؤ۔ تسلی دو اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچاؤ۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ اس کا باپ تم دونوں سے جو خفا ہے وہ کسی قدر راضی ہو جائے گا اور تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں ماری شہر کے کھنڈرات میں اس جگہ تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں جس جگہ وہ لڑکی پڑی ہوئی ہے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ابلیکا کے ساتھ ہو لئے تھے۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف اور کیرش ماری شہر کے ان کھنڈرات میں ایک بہت بڑے پتھر کے پاس نمودار ہوئے۔ وہ لڑکی وہاں پتھر کی ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش کو بڑا ترس آیا۔ عجیب سے انداز میں دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر یوناف نے بڑی رازداری میں کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کیرش اس لڑکی کی پشت پر بندھے ہوئے اس کے ہاتھ کھول۔ اس کی آنکھوں سے یہ پٹی ہٹا۔ کیرش فوراً آگے بڑھی۔ پہلے کیرش نے اس لڑکی کی آنکھوں پر بندھی پٹی ہٹائی پھر اس کے ہاتھ بھی کھول دیئے۔ تھوڑی دیر تک وہ لڑکی بڑے عجیب سے انداز میں یوناف اور کیرش کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

میں تم دونوں میاں بیوی کی بے حد شکر گزار ہوں کہ تم دونوں میری مدد کو آئے۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا دیکھ میری بہن تجھے یہاں کون لیکر آیا کس نے تیرے ہاتھ پشت پر باندھے اور آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اس پر وہ لڑکی کچھ سوچنے لگی پھر وہ عجیب سے انداز میں ...لاتے ہوئے کہنے لگی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں یہاں کیسے آئی۔ بہرحال ...اس اٹھا کر یہاں لائے میں اندازے سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ مجھے کسی تہ خانے میں رکھا گیا تھا۔ جہاں سے مجھے باہر نکالا گیا ہے۔ مجھ سے کیا کام لیا گیا ہے یہ میں نہیں جانتی نہ میرے ذہن میں کوئی ایسی بات آئی ہے۔ بس جو چیز مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے ایک خواب سا دیکھا اور اپنے بستر سے اٹھ کر مجھے یوں لگا جیسے میں ویرانوں اور جنگلوں میں کسی منزل بغیر کسی سنگ میل کے بھاگی چلی جا رہی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے ذہن میں کوئی بات نہیں آئی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میری بہن جہاں تک میں سمجھا ہوں تجھے اور تیری چھوٹی بہن دونوں کو نطماس ...ل میں رہنے والی مافوق الفطرت قوتوں نے اٹھایا تھا۔ پھر تیری چھوٹی بہن کا تو ان قوتوں

نے خاتمہ کر دیا ہے اور وہ مر چکی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تیری جان بچ گئی۔ یہ اس انکشاف پر تھوڑی دیر تک وہ لڑکی ہونٹ کاٹتی رہی پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح روتی رہی یہاں تک کہ کیرش یوناف کے اشارے پر آگے بڑھی۔ لڑکی کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا کر تسلی دی اور سمجھایا۔ پھر کیرش بولی اور اٹھ میری بہن۔ ہم دونوں میاں بیوی تمہیں تمہارے گھر پہونچا دیں۔ کیرش کے کہنے پر لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

تم دونوں میاں بیوی کا اندازہ درست ہے مجھے نطھاس کے محل کی قوتیں اٹھا لائی تھیں۔ دیکھ میرے محسنو کیا ایسا ممکن نہیں کہ نطھاس کے محل میں رہنے والی ان قوتوں کا مقابلہ کیا جا سکے اور انہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا جائے تاکہ وہ ان علاقوں میں خونخواری اور آنکھ مچولی کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا میری بہن ایسا وقت ضرور آئے گا اس وقت تو تیرا باپ مجھ سے ناراض ہے چونکہ میں نے تیرے باپ سے کہہ کر نطھاس کے محل کی قوتوں کے لئے بکرا بند کروا دیا تھا بکرا بند کرنے کی وجہ سے میرے خیال میں وہ قوتیں تمہارے باپ کے خلاف حرکت میں آئیں اور تمہاری بہن کو انہوں نے کھا ڈالا۔ بہرحال چلو ہم دونوں میاں بیوی تمہیں تمہارے باپ کے پاس پہونچاتے ہیں۔ پھر یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیرش اس کا ہاتھ پکڑو اور میرا ہاتھ پکڑو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور اس لڑکی کو لیکر اس کے باپ کے پاس چلیں۔

جواب میں کیرش نے فوراً اس لڑکی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اپنا دوسرا ہاتھ کیرش نے یوناف کے ہاتھ میں دیدیا تھا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور قدیم ماری شہر کے کھنڈرات سے وہ غائب ہو گئے تھے۔ دوسرے ہی لمحے وہ میں سردار عارث کے گھر میں نمودار ہوئے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے جہاں عارث کی وہ پریشان اور جستجو میں مبتلا تھی وہاں وہ خوش اور مطمئن بھی تھی کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے پلک جھپکنے میں اسے اس کے گھر پہونچا دیا تھا۔

یوناف اور کیرش اس لڑکی کے ساتھ جونہی بستی کے سردار کے گھر کے صحن میں نمودار ہوئے ایک کمرے سے بستی کا سردار عارث اس کی بیوی اور بیٹا اور بیٹی بھاگتے ہوئے آئے اور باری باری وہ اس لڑکی سے لپٹ کر رونے لگے تھے۔ جواب میں وہ لڑکی بھی پھوٹ پھوٹ کر اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی اس لئے کہ اسے یوناف اور کیرش نے بتایا تھا کہ اس کی بہن مر چکی ہے۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا بستی کا سردار عجیب سے انداز

اور کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے والا تھا کہ اس کی بیوی بول پڑی اور دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

میرے بچو میں تم دونوں کی بے حد شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے کم از کم میری بیٹی کو تو بچالیا۔ اسے کہاں سے لیکر آئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے پاس جو سری قوت ہے اس نے مجھے خبر دی تھی کہ سردار عارث کی لڑکی قدیم کھنڈرات میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ بس میں اور میری بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے وہاں پہونچے تمہاری بیٹی کے ہاتھ کھولے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ہم نے پلک جھپکنے میں اسے یہاں پہونچا دیا ہے۔ دیکھ میں جانتا ہوں تم، تمہارا شوہر اور بستی کے دیگر لوگ ہم دونوں میاں بیوی سے ناراض اور غضبناک ہو۔ پر خدا جانتا ہے کہ تمہاری بیٹی کے مرنے میں ہم دونوں کی کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ دیکھ میں جانتا ہوں یہ کام نطھاس، سلیوک اور لوغار کا ہے تمہاری بیٹی کو اٹھانے اور اسے ختم کرنے میں انہوں نے کوئی ایسا طریقہ کار استعمال کیا کہ ہمیں خبر نہ ہو سکی۔ یہ کام ہماری غفلت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ اگر ہمیں خبر ہو جاتی تو ان کے سارے ہتھکنڈے انکار رہے ہیں تو ہم کبھی بھی تمہاری بیٹی کو ان کے ہاتھ نہ لگنے دیتے۔

ہم دونوں کو تمہاری بیٹی کے مرنے کا از حد دکھ اور صدمہ ہے جس وقت سردار عارث اور بستی کے لوگ ہم پر غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے قبرستان کی طرف گئے تھے اس وقت سے پہلے ہی میری خفیہ قوت نے بتا دیا تھا کہ لوگ ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں اور میری بیوی روپوش ہو گئے تھے۔ دیکھ سردار عارث میں پھر تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان دونوں سے نہ صرف تمہاری بیٹی کا انتقام لوں گا بلکہ انہوں نے جو اس بستی پر مظالم کئے ہیں ان سب کا ان قوتوں سے ایک نہ ایک روز حساب دینا ہو گا۔ تم انہیں ہفتہ وار بکرا مہیا کرتے رہو۔ تم ہم دونوں میاں بیوی کو قبرستان میں رہنے دو یا نہ دو لیکن ہم نطھاس کے محل کی سری قوتوں کے خلاف حرکت میں ضرور آئیں گے وہ ہماری ضد ہو چکے ہیں اور ہر صورت میں ہم انہیں عیاں اور اپنے سامنے لانے کا عہد کئے ہوئے ہیں۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سردار عارث تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے عجیب سے ممنونیت میں یوناف اور کیرش کی طرف دیکھا پھر بولا اور کہنے

دیکھ یوناف میرے عزیز میں جانتا ہوں تم دونوں میاں بیوی ہم لوگوں کے سا
مخلص اور وفادار ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نطماس' سلیوک اور اوغار بے پناہ
کے مالک ہیں اور انہوں نے ایسی ہی کچھ سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے
ہونے دی اور میری بیٹی کا انہوں نے خاتمہ کر دیا۔ بہرحال تم دونوں میاں بیوی سے
گلہ اور شکوہ نہیں ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ تم یہیں ہمارے پاس ہی رہو۔
طرح قبرستان کی عمارت میں قیام کرو اور گورکن کی حیثیت سے وہیں رہو جس طر
رہتے رہے ہو۔ کوئی تم سے باز پرس اور گلہ نہیں کرے گا۔ میں بستی کے سارے
دوسری بستی کے سرکردہ لوگوں کو سمجھادوں گا۔ وہ تمہارے ساتھ پہلے جیسا ہی سلو
گے۔ میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ کم از کم تم میری ایک بیٹی کو زندہ سلا
پہونچانے میں تو کامیاب ہو گئے۔

جواب میں یوناف بڑی شکر گزار نگاہوں سے عارث کی طرف دیکھتے ہوئے
سردار عارث میں اور میری بیوی کیرش تم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم ہم
پرس نہیں کر رہے۔ ہم تمہارا اس بنا پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم نے ہم دونوں
بیوی کو قبرستان کی عمارت میں گورکن کی حیثیت سے رہنے کی اجازت دے دی
عارث اگر تم ہمیں وہاں رہنے کی اجازت نہ بھی دیتے تب بھی ہم نطماس کے محل
پاس یا ماری شہر کے کھنڈرات میں اپنا قیام کر لیتے تم جانتے ہو کہ اگر نطماس
اوغار بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں تو ان کے مقابلے میں ہم بھی ان گنت سری
مالک ہیں اور ان قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ہم ایک نہ ایک روز ان قوتوں
ضرور کریں گے۔ اب تم ہمیں اجازت دو کہ ہم واپس قبرستان کی عمارت میں
کریں۔ اس پر عارث کی بیوی بولی اور کہنے لگی بیٹے بیٹھو کھانا کھا کر جاؤ۔ اس
اور کہنے لگی دیکھ بزرگ اور محترم ماں۔ ہم دونوں میاں بیوی قبرستان جاتے ہیں
اپنے کھانے کا انتظام کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی کیرش نے یوناف کو مخصوص اشا
وہ دونوں میاں بیوی عارث کے یہاں سے نکل گئے تھے۔

قبرستان کی طرف جاتے ہوئے اچانک کیرش کو کچھ خیال آیا۔ وہ یوناف کو
کے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب یہ جو سردار عارث کی لڑکی ماری شہر کے کھنڈ
پائی گئی ہے تو اس سے مجھے شک گذرتا ہے کہ نطماس' سلیوک اور اوغار کا ماری شہر
کھنڈرات سے بھی کچھ تعلق ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ کیرش تو ٹھیک
مجھے بھی شک ہوتا ہے۔ بہرحال اس وقت تو اپنی قیام گاہ کی طرف جاتے ہیں۔ پھر

شہر کے قدیم کھنڈرات کی طرف جائیں گے اور وہاں ہر چیز کا بغور جائزہ لیں گے اور پھر
گے کہ کہیں ان تینوں نے وہاں بھی اپنا کوئی ٹھکانہ تو نہیں بنا رکھا۔ یوناف کے اس
سے کیرش خاموش ہو گئی تھی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے اپنی قیام گاہ میں چلے گئے

○

ایران کے شہنشاہ فیروز کے مرنے کے بعد اس کا بھائی بلاش ایران کا شہنشاہ بنا تھا۔ تخت
ہوتے ہی بلاش کو آرمینیا کا مسئلہ پیش ہوا وہ اس طرح کہ سابق شہنشاہ فیروز کے زمانے
آرمینیا کا حکمران سہاک' ایرانیوں کے حملے میں مارا گیا تھا لیکن ارمنی فوجوں کا سالار
کر نکل گیا تھا۔

سابق شہنشاہ ایران فیروز کی موت کے بعد صورت حال مختلف ہو گئی اور واہان نے
کر اقتدار قائم کر لیا۔ واہان نے نئے بادشاہ بلاش سے استدعا کی کہ آرمینیا کے
لوں کو مذہبی امور میں آزاد کر دیا جائے اور ان کے ساتھ رواداری برتی جائے۔
شہنشاہ ایران بلاش شروع شروع میں تو رضامند نہ تھا لیکن اسی عرصے میں ایک ایسا
آیا کہ بلاش نے واہان کی ہر بات کو تسلیم کر لیا۔
واقعہ کچھ یوں پیش آیا کہ سابق شہنشاہ ایران فیروز کے بیٹے قباد نے تخت و تاج حاصل
کے لئے نئے شہنشاہ بلاش کے خلاف بغاوت اور شورش برپا کر دی۔ جس سے ایران
جنگی شروع ہو گئی۔ واہان نے بڑی دانشمندی سے کام لیا اپنا پورا لشکر لیکر وہ قباد کے
میں بلاش کی مدد کو پہونچ گیا۔ ایرانی اور ارمنی فوجوں نے مل کر قباد کی فوجوں کو کچل
اور بھاگ کر سفید ہنوں کے یہاں پناہ گزین ہو گیا۔
بلاش نے احسان مندی کی وجہ سے واہان کی صلاح قبول کر لی اور عیسائی مذہب کی
کا اعلان کر دیا۔ واہان نے یہ بات بھی بلاش سے منوا لی کہ آرمینیا سے زرتشتیت کو
خارج کیا جائے اور سارے آتشکدے مسمار کر دیئے جائیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ
کے زرتشتیوں کی نسبت آرمینیا کے عیسائی مذہب کے معاملے میں بہت زیادہ متعصب
ان اعلانات کے بعد آرمینیا اور گرجستان دونوں صوبوں کو داخلی خود مختاری حاصل
گئی اور وہاں کے امراء اور عوام مطمئن ہو گئے تھے۔
شہنشاہ ایران بلاش بظاہر ایک بائمت آدمی تھا اور رعایا کی فلاح اور بہبود کے لئے کوشاں
اس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب کسی کسان کی کھیتی ویران ہو جاتی تو گاؤں سے

نمبردار کو سزا دیتا کہ اس نے کسان کی مدد کیوں نہیں کی۔ بعض عیسائی مصنفین بھی بلاش
حلم اور شرافت کی تعریف کرتے ہیں لیکن ساری خوبیوں کے باوجود وہ ایسا بادشاہ نہ تھا
وجود سلطنت کے وقار کو دوبارہ بحال کر سکتا۔ اس کی وجہ سے امراء میں اس سے متعلق
اطمینانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ بلاش چار ہی سال حکومت کر سکا کیونکہ امراء اس سے
گئے تھے لہٰذا اسے تخت سے اتار کر اسے اندھا کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔

ایرانی شہنشاہ بلاش کے مرنے کے بعد سابق شہنشاہ ایران فیروز کا بیٹا قباد ایران کا شہنشاہ
بنا۔ بلاش کے زمانے میں اسی قباد نے ایک بار بغاوت اور سرکشی کی تھی لیکن بلاش نے
کچل دیا اور یہ بھاگ کر سفید ہنوں کے یہاں پناہ لینے چلا گیا تھا۔

جب بلاش کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد قباد سفید ہنوں کے خاقان خوش نواز
یہاں پناہ لینے کے لئے روانہ ہوا تو اس کے ساتھ اس کے بعض امراء بھی تھے۔ ہن
کے بادشاہ خوش نواز کی طرف جاتے ہوئے راستے میں قباد نے نیشاپور کے ایک دہقان
یہاں قیام کیا۔

دہقان کی ایک بیٹی تھی جو انتہائی خوبصورت اور پر جمال تھی۔ قباد کا دل اس لڑکی
گیا۔ آخر دہقان نے اپنی بیٹی قباد کی زوجیت میں دیدی یہی دہقان زادی آخر ایران کے
شہنشاہ نوشیرواں عادل کی ماں بنی۔ قباد نے چند دن تک اپنی اس نئی بیوی کے پاس
میں قیام کیا۔ وہاں سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت یادگار کے طور پر اس نے اپنی
ایک انگشتری دی جس میں ایک یاقوت تھا جو رات کے وقت بھی چمکتا تھا۔ حالات چونکہ
کے لئے اس وقت نامناسب تھے۔ لہٰذا اس نے اپنی بیوی کو اس کے باپ کے پاس نیشاپور
چھوڑا اور خود قباد اپنے سرداروں کے ساتھ ہن قبائل کے خاقان خوش نواز کے پاس
گیا تھا۔

قباد جب ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز کے یہاں پہونچا تو خوش نواز نے اسے
یہاں پناہ دی اور خاطر تواضع میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا۔
نواز کے حرم میں سابق شہنشاہ فیروز کی بیٹی اور قباد کی بہن تھی۔ جو خوش نواز کو قباد کی
آمادہ کرتی رہی لیکن دفع الوقتی کرتے کرتے خوش نواز نے تین سال گزار دیئے۔ آخر
نواز کو یہ خیال آیا کہ حکومت ایران نے معاہدہ صلح میں یہ شرط بھی قبول کی تھی کہ
سالانہ رقم بطور خراج ادا کی جائے گی لیکن حسب وعدہ اسے وہ رقم ادا نہیں کی گئی تھی
لئے قباد کو آلہ کار بنا کر خوش نواز نے ایران کے خلاف لشکر کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ خوش نواز نے قباد کو ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور قباد کو مشورہ دیا کہ وہ

کر ایران کا تاج و تخت چھین لے۔ قباد نے لشکر کشی کی ابتداء کی تو اس وقت
چکا تھا اور حملے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ آخر امراء نے آپس میں صلاح و
کے بعد قباد کو ایران کا شہنشاہ تسلیم کر لیا۔

وقت قباد شہنشاہ بنا اس وقت ایران کا ایک سردار جس کا نام سوفرا تھا وہ حکومت
پوری طرح غالب تھا کوئی بھی کام اس کی مرضی اور رضا مندی کے بغیر نہ ہوتا
سوفرا کی یہ عزت اور وقار ایک آنکھ نہ بھائی۔ وہ کوئی بھی کام سوفرا سے مشورہ کر
چاہتا تھا لیکن مصیبت یہ تھی کہ ایران کا پورا لشکر سوفرا کے ساتھ تھا۔ اس
سوفرا سے اور زیادہ متنفر کر دیا اور وہ کسی بھی صورت ایسے طاقتور اور جاہ پسند
کر سکتا تھا۔

اس نے سوفرا کا خاتمہ کرنے لئے سازش کی اور وہ اس طرح کہ اس نے سوفرا کو
تخت مدائن سے دور رکھنے کے لئے اسے شیراز کی حکومت سونپ دی۔ ادھر
نے سوفرا پر طرح طرح کی تہمتیں میں لگا کر اس کے کان بھرے۔ قباد یوں
خلاف کینہ رکھتا تھا چنانچہ اس نے سوفرا کے بدترین دشمن شاہ پور مہران کو
پور مہران سوفرا سے قدیم اور دیرینہ رقابت رکھتا تھا۔ اسی رقابت سے قباد نے
کوشش کی اور اس نے شاہ پور مہران کو رے شہر سے اپنے مرکزی شہر مدائن

مہران جب مدائن پہونچا تو قباد نے اسے حکم دیا کہ وہ شیراز جائے اور سوفرا کو
ان کے پاس حاضر ہو۔ چنانچہ شاہ پور مہران شیراز گیا اور سوفرا کو ساتھ لیکر
کے پہونچتے ہی قباد نے اسے اسیر کر کے زندان میں ڈال دیا اور اس کی تمام
لی۔ اس پر مزید یہ کہ افترا پردازوں نے اس خیال سے کہ کبھی سوفرا کی خطا
اور اس کا منصب اسے دوبارہ مل گیا تو وہ ضرور ان کے خلاف کام کرے گا لہٰذا
انہوں نے سوفرا کے خلاف قباد کو بھڑکا کر اسے زندان میں ڈلوایا تھا وہ متفکر
اگر کسی وقت چھوٹ گیا تو ان کی خیر نہیں۔ لہٰذا انہوں نے بادشاہ کو سوفرا کے
الزام لگا کر بھڑکایا۔ آخر اس نے سوفرا کو قتل کرا دیا۔

حکومت میں دوسرا واقعہ خزر قبائل کا ہے۔ قباد کو آغاز سلطنت میں خزر
کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ خزر قبائل تورانی اور التائی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔
ساحل سے لیکر قفقاز حدود تک پھیلے ہوئے تھے۔
وحشی خونخوار اور صحرا نورد تھے اور ہمسایہ ممالک میں تخت و تاراج کرنا ان کا

محبوب مشغلہ تھا۔ ان قبائل کا سردار ترخان کہلاتا تھا۔ شروع میں اس کا صدر مقام
تھا بعد میں اس نے اپنا صدر مقام اتل کو بنایا۔

ان قبائل نے لوٹ مار سے ایرانی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا۔ ان ہی کی وجہ سے
کو بحیرہ خزر کہنے لگے۔ خزر قبائل نے کنکازیہ سے ہوتے ہوئے وادی کور میں
دور تک ایرانی شہروں اور قصبوں کو انہوں نے لوٹا۔ آخر ایران کے شہنشاہ قباد
خلاف لشکر کشی کر کے سرکوبی کی خزر قبائل کی پیش قدمی کو روکا گیا اور انہیں
سے نکالنے میں قباد کامیاب ہو گیا۔

ایران کے شہنشاہ قباد کے دور کا تیسرا اہم واقع یہ ہے کہ اس کے دور
مزدک کا ظہور ہوا۔ اس مزدک نے ایران میں نیا مذہب پیش کیا۔ جسے اشتراکیت
صورت کہا جا سکتا ہے۔ اس نے بڑی ہوشیاری سے قباد کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔
اسے کیسے حاصل ہوا تاریخوں میں کچھ زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔

تاہم جب مزدک نے پہلی بار اپنا حلقہ اقتدار پیدا کر لیا تو کچھ قحط سالی کا دور
میں رونما ہوا۔ اس قحط سے غربا اس قدر پریشان ہوئے کہ جس کی کوئی مثال نہیں
اور متعدد غربا بھوک کا شکار ہو گئے۔ اس موقع مزدک شہنشاہ کے دربار میں حاضر
اے بادشاہ میں اجازت چاہتا ہوں کہ ایک انتہائی قوی مسئلے کے متعلق
کروں۔ قباد نے عرض حال کی اجازت دیدی تو مزدک نے کہا۔

اے بادشاہ اگر کسی شخص کے پاس تریاق ہو اور وہ ایسے شخص کو نہ
نے کاٹا ہو جس کی موت یقینی ہو تو تریاق رکھنے والے کی کیا سزا ہونی چاہیے۔
بادشاہ بولا اور کہنے لگا ایسے شخص کی سزا موت ہے۔ قباد نے پھر سوال
اگر کوئی کسی کو قید کر لے اور اسے غذا نہ دے اور بھوکا مار دے تو اس
چاہیے۔ قباد نے پھر جواب دیا وہ واجب القتل ہے۔

مزدک نے اسی قسم کی باتوں سے قباد کو یہ فرمان جاری کرنے کی
شخص غلہ ذخیرہ کرے گا اور محتاجوں کو نہ دے گا اسے سزائے موت دیدی جائے
بعد اس نے غربا کو اکسایا کہ امراء کے پاس جس قدر غلہ جمع ہے لوٹ لیں۔
مزدک کے اس حکم پر کہ امیروں کا غلہ لوٹ لیں قباد نے بھی کوئی کارروائی
لئے کہ مزدک کا رنگ قباد پر اچھی طرح چڑھ چکا تھا اور قباد پر یہ بات اچھی
گئی تھی کہ ایران کے معاشرتی نظام میں دولت کی تقسیم غیر مساوی ہے اور
زیادہ تر امراء کے ہاتھ میں ہے۔

بھی امراء کے اقتدار سے خائف تھا اس کی وجہ سے اس نے اپنے سردار سوفرا کو
مروا دیا تھا۔ بہرحال قباد نے مزدکی مذہب قبول کر کے اس کے اصولوں پر عمل
بادشاہ کی حمایت حاصل ہو جانے کے بعد مزدکی مذہب کو کچھ عرصے کے لئے خوب
حاصل ہوا۔

نے اپنے ایک امیر سوفرا کو اگرچہ شروع ہی میں قتل کرا دیا تھا۔ سوفرا کو با اقتدار
سے قباد خائف تھا لیکن اس سوفرا کی وجہ سے ایران میں اکثر فتنہ پرداز دبے
اور سر اٹھانے کی جرات نہیں کرتے تھے۔ جونہی وہ قتل ہوا بادشاہ کے کئی دشمن
اور جب قباد نے مزدکی مذہب قبول کر لیا تو یہ مخالف امراء بہت زیادہ برہم ہوئے
ایک ملحد کا مذہب قبول کر لیا ہے اور عنان حکومت میں طرح طرح کی بدعتیں
آخر انہوں نے ایک انتہائی قدم اٹھایا اور اسے تخت و تاج سے اتار کر اس
کو تخت نشین کر دیا۔ شروع شروع میں لوگوں کو قباد پر اتنا شدید غصہ تھا
قتل کا مطالبہ کرتے تھے۔ بہرحال اس کو قتل تو نہ کیا گیا لیکن قلعہ فراموشی
گیا۔

تین سال تک قلعہ فراموشی میں محبوس رہا لیکن آخر وہ وہاں سے نکلنے میں
اس کے فرار کے متعلق کئی قصے مشہور ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ قباد کی
میں اس سے ملنے آئی۔ قلعہ کا کوتوال اس پر فریفتہ ہو گیا اور وہ کوتوال کو
قباد کو زندان سے نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔
روایت یہ ہے کہ توش نامی ایک شخص قباد کا معتمد امیر تھا اس نے کسی
وہاں سے نکالا۔ بہرحال کوئی بھی ہو قباد وہاں سے چل کر ہن قبائل کے
نواز کے یہاں پہونچا جس کے حرم میں اس کی بہن اور اس کے باپ

کے خاقان نے قباد کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کی شادی اپنی بیٹی سے کر
علاوہ ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے قباد کو مدد کے لئے فوج دی۔ قباد نے
میں اپنا تخت و تاج دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو خراج ادا کیا
قباد کو خوش نواز نے پچیس ہزار کا لشکر مہیا کیا جسے لیکر اس نے ایران کا

طرف قباد کا بھائی جاماسپ جسے ایرانی امراء نے بادشاہ بنا دیا تھا وہ اگرچہ عدل و
شہرت حاصل کر چکا تھا لیکن امراء کی کوئی جماعت اس کی حامی نہ تھی۔ اس

لئے اس نے اسی میں مصلحت دیکھی کہ رضامندی سے تخت و تاج سے دست
چنانچہ اس نے اپنی خوشی سے دوبارہ قباد کو تخت نشیں ہونے میں مدد دی۔

دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد قباد یہ محسوس کرنے لگا کہ عوام اور امراء
کے خلاف اس وجہ سے تھا کہ اس نے مزدکی عقائد قبول کر لئے تھے اس لئے
عقلمندی سے کام لیکر ظاہری طور پر مزدکی مذہب کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا لیکن
دل سے مزدکی ہی کا طرفدار تھا۔ قباد کے سردار تنوش نے اسے چونکہ قلعہ فرامو
میں مدد دی تھی لہذا قباد نے اسے ایرانی افواج کا سپہ سالار اور وزیر جنگ بنا دیا

دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد قباد نے اپنی حکومت کو مضبوط اور استوار
کچھ قبائل نے بغاوت کر دی جسے قباد نے بڑی سختی کے ساتھ فرو کر دیا اس
نے عرب قبائل کے حملوں کا سدباب کیا جو وقتاً فوقتاً ایرانی سرحدوں پر حملے
تھے۔ بالآخر یہ عرب قباد کے حلیف بن گئے۔

ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے جو قباذ کی مدد کی تھی اس کے عوض
خوش نواز کو گرانقدر رقوم دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب قباد دوبارہ تخت نشین
دیکھا کہ خزانہ خالی تھا لہذا اس کے پاس رقم نہ تھی جو وہ وعدے کے مطابق
دے سکتا۔ اس موقع پر دفعتاً اس کو وہ وعدہ یاد آیا جو ماضی میں ایران کے
رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس کے مابین طے ہوا تھا۔

اس معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ ایرانی حکومت ہن قبائل کی یلغار
کے لئے دربند میں ایک مستحکم فوج متعین کرے گی جس کے عوض رومن حکومت
کو گرانقدر مالی امداد دے گی اس سلسلے میں چونکہ رومن حکومت نے ابھی تک
کو کوئی رقم ادا نہ کی تھی لہذا قباد نے فیصلہ کر لیا کہ جس قدر اس سلسلے
رومنوں کی طرف بنتے ہیں وہ وصول کرے گا اس مقصد کے لئے اس نے
کرنے کے لئے اپنے کچھ سفیر رومن دارالحکومت قسطنطنیہ کی طرف روانہ کئے۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ زینو کا دور پرامن طور پر گذر گیا اور اس
شخص اناستاسیس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ اسی اناستاسیس کے دور حکومت میں
قسطنطنیہ پہنچے تو اناستاسیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رقم کا مطالبہ کیا۔

رومن شہنشاہ اناستاسیس نے یہ سوچا اگر یہ رقم ادا نہ کی جائے تو ایرانی
قبائل کو بروقت رقم ادا نہ کر سکے گا جس کی وجہ سے اس کے تعلقات ان
جائیں گے اور ہن قبائل ایران پر چڑھ دوڑیں گے اور یہ ایران پر حملہ آور

سے اینٹ بجا دیں گے اس طرح رومنوں کے مقابلے میں ایران کمزور ہو جائے گا اور
وہ رومنوں سے جنگ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس بنا پر رومن شہنشاہ
نے رقم دینے سے پہلو تہی کی اور یہ کہلا بھیجا کہ صلح کے دوران حکومت ایران
کی اس رقم کا مطالبہ نہیں کیا۔ لہذا اب اس رقم کی ادائیگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ قباد
جواب سے سخت برافروختہ ہوا اور رومنوں کے خلاف جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔

شہنشاہ ایران قباد نے رومنوں پر حملہ آور ہونے میں بڑی تیزی اور تندی کا مظاہرہ کیا
نے رومنوں کو جنگی تیاری کرنے کی بالکل مہلت نہ دی اور اچانک اس نے اپنی فوج
کے اس حصے میں لا کر کھڑی کیں جو رومنوں کے تسلط میں تھا اور مغربی آرمینیا کے
شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا چند ہی دنوں میں اس نے اس شہر کو مسخر کر لیا۔ پھر اس
شہر کا رخ کیا جس کا موجودہ نام دیار بکر ہے۔ یہ وہی آمد یعنی دیار بکر ہے جسے ایران
شاہ پور اول نے فتح کیا تھا۔ یہ قلعہ اگرچہ نہایت مستحکم تھا لیکن قباد نے چار ہزار
کی قربانی دے کر یہ قلعہ فتح کر لیا تھا۔

شہر کی فتح کے بعد ایرانی لشکر کا براہ راست رومنوں سے سامنا ہوا۔ دونوں لشکروں
ہولناک جنگ ہوتی رہی صبح سے لیکر شام تک رومن اور ایرانی ایک دوسرے کو
۔ زمین پر انسانی خون بہتا رہا۔ اس جنگ میں رومنوں کو شدید جانی اور مالی نقصان
جس کی وجہ سے آخر میں انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ مصالحت کی ہی گفتگو
میں اپنی بھلائی سمجھی۔

تھا اس موقع پر ایرانی شہنشاہ قباد سخت شرائط پیش کرتا اس لئے کہ وہ رومنوں کے
اپنے آپ کو فاتح خیال کیا لیکن عین اس وقت ہن قبائل نے خراسان کے
غارت و تاراج شروع کر دی اور قباد مجبور ہو گیا اور صلح کی گفت و شنید کو ادھورا
ہن قبائل کی سرکوبی کے لئے خراسان کی طرف رخ کیا۔

کے شہنشاہ قباد نے میدان جنگ کو چھوڑا ہی تھا کہ رومنوں نے موقع سے فائدہ
دریائے دجلہ کو عبور کیا اور آمد اور نصیبین شہروں کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔
میں ایران کے شہنشاہ قباد نے اپنا ایلچی قیصر روم کے پاس بھیجا کہ اس شرط پر
کے درمیان معاہدہ صلح طے ہو گیا جس کی رو سے رومنوں نے ایک ہزار پونڈ
ایرانیوں کے حوالے کر کے آمد کو پھر اپنے تسلط میں لے لیا۔ یہ صلح سات سال
کے لئے تھی۔ اس لئے یہ معاہدہ سات سالہ کے نام سے موسوم ہوا۔
وقت ایران کا شہنشاہ قباد رومنوں کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ ہن قبائل کے

ایک ذیلی قبیلے سائبیر نے ایرانی مملکت کے علاقوں آرمینیا اور ایشیائے کوچک پر حملہ
تھا۔ سائبیر کے ان لگاتار حملوں سے حکومت ایران کو بہت تشویش تھی۔ دوسری طرف
ایران رومنوں کے ساتھ جنگ میں بری طرح مصروف تھا لہٰذا وہ ہن قبائل کے خلاف
کارروائی نہ کر سکا۔ آخر جب رومنوں کے ساتھ اس کی صلح ہوئی تب وہ ہنوں کے ذیلی
سائبیر کے خلاف حرکت میں آیا۔

ہنوں کے قبیلہ سائبیر کا مقابلہ کرنے کے لئے قباد نے خوب تیاری کے بعد ایک
لشکر تیار کیا۔ پھر اس کی سائبیر قبیلہ کے ساتھ ان گنت جنگیں ہوئیں جن میں قباد نے
قبیلہ کو شکست دے کر ایرانی حدود سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔

سائبیر قبیلہ کو شکست دے کر ایرانی حدود سے نکالنا ایران کے شہنشاہ قباد کا ایک
تاریخی اہمیت کا کارنامہ ہے۔ آئندہ کے لئے ان وحشی قبائل کو روکنے کے لئے اس
صوبہ قفقاز کے ایک شہر کو جس کا نام پرتو تھا ایک مضبوط سرحدی قلعہ کی صورت دی
اس کا نام اس نے فیروز قباد رکھا تھا۔

رومنوں اور ہن قبائل سے نپٹنے کے بعد ایران کے شہنشاہ قباد نے مزدکیوں کی
توجہ دی۔ مزدکیت شروع شروع میں ایک مذہبی تحریک تھی۔ مزدک خود معاشرہ کی
خواہش مند تھا اس لئے دنیاوی نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے اس نے جو
وہ بہت انقلابی قسم کے تھے۔

ابتداء میں مزدک کے اشتراکیت کے عقائد کی ترقی کی رفتار تقریباً" سست رہی
میں وہ بڑی سرعت سے پھیلا مزدکی اپنے فرقے کی بڑھتی ہوئی تعداد سے بہت دلیر
دست درازیاں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ان میں ایسے راہنما پیدا ہوئے جو مفاد پرست
لئے ان کی وجہ سے بے اطمینانی بڑھنے لگی۔

مزدکیوں کی ان دست درازیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایرانی سلطنت میں جگہ جگہ
بغاوتیں کیں اور لوٹ مار کا دور دورہ شروع ہو گیا اور ملک ابتری کا شکار ہونے لگا
شہنشاہ قباد جو شروع میں مزدک کی طرف مائل تھا اب مزدکیوں کی سرگرمیوں سے
ہوا اور مزدکیوں کے سدباب کا منصوبہ بنانے لگا۔ اتنے میں مزدک نے چاہا کہ قباد کو
پر آمادہ کرے کہ وہ اپنے بڑے بیٹے کاؤس کے حق میں دستبردار ہو جائے کیونکہ
بوڑھا ہو چکا تھا۔

مزدک کاؤس کی تخت نشینی کے حق میں اس لئے تھا کہ وہ مزدکیوں کا کھلم کھلا
لہٰذا مزدک کو یقین تھا کہ اگر کاؤس بادشاہ بنا تو وہ مزدکیت کو سرکاری مذہب کا...

اس سازش نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔
شہنشاہ قباد نے یہ ظاہر کیا کہ اس نے مزدکیوں کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے
ہونے کا تہیہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نے فرضی دستبرداری کی تقریب منعقد کرنے کا
اس تقریب میں جب ان گنت مزدکی شامل ہوئے تو قباد نے اپنے لشکریوں کو ان پر
کرنے کا حکم دیا اور ان گنت مزدکیوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تاہم
قتل عام میں شامل نہیں تھا وہ بچ گیا تھا۔

مزدکیوں کا یہ معاملہ نپٹانے کے بعد شہنشاہ ایران قباد رومنوں کی طرف متوجہ ہونا چاہتا
تھا کہ جس وقت قباد ہنوں کے ایک ذیلی قبیلہ سائبیر کے خلاف جنگ میں مصروف
تھا لشکر ایرانی حدود میں گھس آیا اور دارا کے مقام پر ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کر لیا
سے ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔ شہنشاہ قباد نے ایلچی بھیج کر قلعہ کی تعمیر پر
کرتے ہوئے اسے ایران اور رومنوں کے درمیان معاہدہ کی خلاف ورزی قرار دیا۔ لیکن قیصر
روم نے اس احتجاج کا خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ لہٰذا سائبیر قبائل اور مزدکیوں سے
نپٹنے کے بعد قباد نے تہیہ کر لیا کہ وہ رومنوں کو سبق ضرور سکھا کے رہے گا۔ لہٰذا
حملہ آور ہونے کے لئے اس نے بڑی تیزی سے تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔
دوسری طرف رومن شہنشاہ اناستاسیس کو بھی قباد کے ارادوں کا علم اپنے جاسوسوں کے
ذریعے ہو گیا تھا لہٰذا وہ بھی ایران سے جنگ کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر تیاریوں میں
مصروف ہو گیا تھا لیکن دونوں شہنشاہ ابھی اپنی جنگی تیاریوں ہی میں مصروف تھے کہ دونوں
کے لئے مشکلات میں اٹھ کھڑی ہوئیں اور وہ فی الفور ایک دوسرے سے نہ ٹکرا سکے۔
جہاں تک ایرانی شہنشاہ کا تعلق ہے اس کے خلاف گرجستان میں بغاوت کھڑی ہوئی۔
گرجستان کے باشندوں نے جو عیسائی تھی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی بغاوت کی وجہ
یہ تھی کہ

قباد مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر تھا اس کے پیش رو نے عیسائیوں کو جو مذہبی آزادی
دی تھی وہ اس نے سلب کر لی اور گرجستان کو اس نے دین زرتشتی قبول کرنے پر
مجبور کیا اس پر وہ سخت برافروختہ ہوئے اور ایرانی حکومت کا جوا اتار پھینکنے کے لئے علم
بغاوت بلند کر دیا۔

اس بغاوت کی اطلاع گرجستان کے حکمران گرگین نے قیصر روم اناستاسیس کو بھی
دی لیکن اناستاسیس کے خلاف چونکہ بغاوت کھڑی ہو چکی تھی لہٰذا وہ گرجستان کے
حکمران گرگین کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ جس کے نتیجہ میں ایران کا شہنشاہ قباد گرجستان

پر حملہ آور ہوا اور گرگین کو اس نے بدترین شکست دی اور گرگین اپنی جان بچا کر روپوش ہو گیا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ اناستاسیس کے خلاف اس کے ایک جرنیل [illegible] بغاوت کر دی تھی۔ یہ وتالین بڑا ہنرمند سالار تھا اور بے پناہ قمار باز تھا۔ یہ دریائے [illegible] کے کنارے جس قدر رومن لشکر تھے ان کا سپہ سالار تھا۔ یہ اپنے سارے لشکروں [illegible] قسطنطنیہ کی طرف بڑھا اور بہانہ یہ کیا کہ وہ قسطنطنیہ میں رومنوں کا قدیم اور پرانا [illegible] کر دینا چاہتا ہے۔ دریائے ڈینیوب سے قسطنطنیہ کی طرف آتے ہوئے وہ اپنے ساتھ ہن قبائل کی ایک بہت بڑی تعداد بھی لے آیا یہ بلغاری ہن تھے جو بلغاریہ میں [illegible] وتالین کے ساتھ ان کے بڑے اچھے تعلقات تھے ان بلغاری ہنوں کو امید تھی کہ [illegible] نے اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا تو ان جنگوں [illegible] لوٹ مار کرنے کا خوب موقع ملے گا بس اسی حرص و ہوس میں وہ وتالین کے ساتھ تھے۔

اپنے لشکر کو لیکر وتالین قسطنطنیہ کی طرف بڑھا اور بحیرہ فاسفورس کے [illegible] قسطنطنیہ کے قریب ہی اپنے لشکر کے ساتھ وہ خیمہ زن ہو گیا۔ وتالین کے [illegible] قریب اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہونے پر بڑے بڑے سالاروں اور جرنیلوں [illegible] دہشت چھا گئی۔ بڑے بڑے سالار خفیہ خفیہ اس سے نامہ و پیام کرنے لگے۔ سالاروں نے وتالین سے دوستی کا عذر پیش کر دیا اور شہنشاہ روم اناستاسیس کو انہوں [illegible] اپنی درخواستیں پیش کر دیں کہ انہیں خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ اناستا[illegible] سب کو سبکدوش کر دیا اور سب کو اس نے زندان اور جیل میں ڈال دیا اور ان [illegible] عملہ مقرر کر دیا۔ جیل میں ڈالے جانے والے عہدیداروں میں ایک شخص جسٹن [illegible] بھانجا جسٹنین بھی تھے۔ یہی دونوں اشخاص اناستاسیس کے بعد یکے بعد دیگر رومنوں [illegible] بنے۔

جسٹن اور جسٹنین دونوں ماموں بھانجا تھے ان دونوں کے لئے دوسرے عہدیدا[illegible] ساتھ سزائے موت کا حکم صادر ہونے ہی والا تھا کہ رومنوں کے ایک بڑے سالار [illegible] جان تھا اور جسے کبڑا کہہ کر پکارتے تھے جسٹن اور جسٹنین کا سفارشی بن گیا اور [illegible] سفارش پر ان دونوں کو زندان سے رہا کر دیا گیا۔ زندان سے رہائی ملنے پر جسٹن کو [illegible] اناستاسیس کے محافظ کا سالار مقرر کیا گیا بلکہ اس لشکر کا اسے سپہ سالار بھی بنایا گیا [illegible] وتالین کی بغاوت کو فرو کرنا تھا۔

[illegible] نے ایسی بہادری اور دلیری کے ساتھ اپنے بھانجے جسٹنین کی مدد سے وتالین کا [illegible] اس نے بحیرہ فاسفورس کے کنارے وتالین کو بدترین شکست دی اس طرح [illegible] اٹھا کر دریائے ڈینیوب کے اس پار بھاگ گیا یوں قسطنطنیہ میں اناستاسیس [illegible] ہونے والی بغاوت فرو ہو گئی۔ تاہم جلدی ہی رومن شہنشاہ اناستاسیس فوت ہو گیا [illegible] کی جگہ رومن لشکروں کا سپہ سالار جسٹن رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

[illegible] شہنشاہ جسٹن نے تخت نشین ہوتے ہی ایرانیوں کے خلاف جارحانہ پالیسی اختیار [illegible] اس غرض سے ایرانیوں کے خلاف ہن قبائل کے خاقان سے معاہدہ دوستی کر لیا یہی [illegible] لازیکا کے حکمران کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا تاکہ سب کو ساتھ ملا کر ایران [illegible] آور ہو اور اپنے لئے مفاد حاصل کرے۔

[illegible]ری طرف قباد بھی رومن شہنشاہ کے اس گٹھ جوڑ سے باخبر تھا لہٰذا قباد نے رومنوں [illegible] اور ہونے میں پہل کی اور عیسائیوں کے ملک گرجستان کو مسخر کرنے کے بعد وہ [illegible] طرف بڑھا اور بڑی تیزی سے اس نے وہاں اپنی فوجیں اتاریں۔

[illegible] کے جواب میں رومن حکومت ایرانی آرمینیا پر حملہ آور ہوئی لیکن شکست کھائی [illegible] بلکہ بین النہرین میں بھی ایرانیوں کے مقابلہ میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی [illegible] ان جنگوں میں ایک سال گذر گیا۔

[illegible]رے سال دونوں میں سے کسی حکومت نے جارحانہ کارروائی نہ کی۔ یہاں تک کہ [illegible] کے آخر میں ایک مشہور رومن جرنیل بیلی ساریوس نے ایران پر حملہ آور ہونے [illegible] کی کمان سنبھالی اور بین النہرین میں ایرانیوں کے خلاف صف آرا ہوا لیکن اس [illegible] رومنوں کی قسمت میں شکست تھی رومنوں کی بار بار شکست سے رومن شہنشاہ جسٹن [illegible] برداشتہ ہوا کہ وہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کے بھانجے جسٹنین کو رومنوں نے اپنا [illegible] لیا۔

○

[illegible]ال اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز دریائے خابور کے کنارے قدیم ماری شہر [illegible] کھنڈرات میں داخل ہوئے۔ یہ ماری شہر اپنے دور عروج میں حوریوں، اموریوں اور [illegible] کا مرکزی شہر رہ چکا تھا۔ جب وہ دریا کے کنارے ماری شہر کے کھنڈرات میں [illegible] ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ کھنڈرات میں ابھی بہت سی عمارتیں ایسی تھیں جن کی [illegible] ستون ویسے کے ویسے صحیح حالت میں کھڑے تھے۔ کچھ عمارتوں کے بچے کھچے

حصوں پر چھتیں بھی تھیں۔ کئی عمارتیں جو بڑی بڑی چٹانوں اور بڑے بڑے ستونوں کے ذریعے بنائی گئیں تھیں وہ بھی خاصی اچھی حالت میں کھنڈرات میں دیکھی جا سکتی تھیں۔

یوناف اور کیرش تھوڑی دیر تک ماری کے کھنڈرات میں گھومتے رہے یہاں تک کہ اس جگہ آن رکے جہاں ماری شہر کے شہنشاہوں کے محل کے سامنے آرامیوں کے دیوتا نصب تھے۔ وہ دیوی' دیوتا بڑی بڑی چٹانوں اور پتھروں کو تراش کر بنائے گئے تھے۔ ایک بڑے دیوتا کے سامنے یوناف رک گیا اور بڑے غور سے اس دیوتا کو دیکھنے لگا۔ اس پر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ کس کا مجسمہ ہے آپ اتنے غور اور انہماک سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

یہ آرامی قوم کی سب سے بڑی دیوی اتار غاتس کا مجسمہ ہے اور جب یہ شہر آباد تھا آرامی یہاں حکمرانی کرتے تھے تو اس دیوی کی بڑی قدر و قیمت اور بڑی عزت اور وقار یوناف کے یہ الفاظ سن کر کیرش پہلے سے بھی زیادہ انہماک کے ساتھ اس دیوی کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

اس نے دیکھا دیوی کا مجسمہ سرخ رنگ کے قیمتی پتھر سے بنایا گیا تھا اور یہ پتھر دیکھنے والے کو سنگ مرمر جیسا لگتا تھا۔ دیوی کے پیروں میں ایک شیر کا مجسمہ دکھایا گیا تھا دیوی کے ساتھ شیر دکھا کر دیوی کی طاقت اور قوت کو ظاہر کیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک میاں بیوی اتار غاتس دیوی کے مجسمے کو دیکھتے رہے پھر وہ تھوڑا سا آگے بڑھے اور دیوی کے قریب ایک بت اور مجسمے کو دیکھنے لگے۔

نیا بت اور مجسمہ جس کے سامنے وہ دونوں میاں بیوی کھڑے ہوئے تھے ایک پیٹھ پر بحالت قیام دکھلایا گیا تھا۔ اس مجسمے اور بت کے ایک ہاتھ میں سہ شاخہ اور دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس بت کو بڑے غور سے دیکھنے کے بعد پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یوناف یہ کس کا مجسمہ ہے جس کے سامنے ہم اس وقت کھڑے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

یہ بت جس کے سامنے ہم کھڑے ہیں یہ اموریوں کے سب سے بڑے دیوتا کا ہے۔ یہ بجلی اور رعد کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے اس کے ہاتھ میں جو سہ شاخہ نیزہ اور ہاتھ میں جو ہتھوڑا ہے یہ چیزیں برق و رعد کی علامت خیال کی جاتی ہیں۔

جن دنوں قوم آرام کے دور حکومت میں یہ ماری شہر آباد تھا تو حدد نام کے اس

اس قدر دانی کی جاتی تھی۔ آرامیوں' اموریوں' حوریوں میں جس قدر دیوتا اور دیویاں تھیں حدد کو ان سب پر فوقیت حاصل تھی۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ اس حدد کو دیوتاؤں کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا اور آرامیوں کی دیکھا دیکھی دوسری بہت سی اقوام نے بھی حدد کو اپنا دیوتا تسلیم کر لیا تھا۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کیرش چونک سی پڑی۔ اس نے دیکھا کہ ان کے سامنے دیوتا کے مجسمے اور بت میں لرزش اور حرکت سی پیدا ہوئی تھی۔ اس صورتحال پر کیرش لیکن یوناف بھی فکر مندی سے متوجہ ہو گیا تھا۔ اچانک وہ حدد دیوتا حرکت میں آیا اور اس کے جس ہاتھ میں ہتھوڑا تھا وہ ہاتھ ایک دم آگے بڑھا اور اس دیوتا نے اپنے اس ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہتھوڑے کی ضرب پوری قوت سے یوناف کے لگانے کی کوشش کی تھی۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف فوراً حرکت میں آیا اور قبل اس کے کہ حدد دیوتا کا ہتھوڑا یوناف کے جسم پر برستا اپنے دونوں ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے ہوئے اس ہتھوڑے کو پکڑتے ہوئے یوناف نے فضا ہی میں روک لیا تھا۔ پر عین اسی وقت حدد دیوتا کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا جس میں سہ شاخہ نیزہ تھا پھر دیوتا حدد نے پوری قوت کے ساتھ یکبار وہ نیزہ یوناف کے دے مارا۔ وہ نیزہ اس قوت کے ساتھ یوناف کے لگا تھا کہ یوناف نیچے گر گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ یہ صورتحال کیرش کے لئے بڑی پریشان کن تھی اور وہ بڑی بے چینی سے بے ہوشی کی حالت میں زمین پر گرے ہوئے یوناف کی طرف تکنے لگی تھی۔

اچانک کیرش مزید پریشان ہوتی ہوئی چونک سی پڑی اس لئے کہ سرخ پتھر کا بنا ہوا حدد کا خوب قد آور بھاری وزنی اور بڑا مجسمہ مزید حرکت میں آیا لگتا تھا وہ مجسمہ آگے کو جھک رہا ہو۔ پھر کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ مجسمہ اپنے پاؤں سے اکھڑ کر زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے یوناف پر گرنے لگا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے کیرش تڑپ سی گئی تھی۔ حدد دیوتا کا بھاری بھرکم مجسمہ بڑی تیزی سے زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے یوناف پر گر رہا تھا اسی موقع پر کیرش آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس نے مجسمے کو فضا کے اندر ہی روک دیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھی اور یوناف کو اس مجسمے کی زد سے دور لے گئی تھی۔ کیرش کے ایسا کرنے کے بعد وہ مجسمہ حیرت انگیز طور پر پھر اپنی اصلی حالت میں سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

کیرش یوناف کو اٹھا کر مجسمے کی زد سے جب دور ہٹی تو چونک سی پڑی۔ جب اس نے

یوناف کو زمین پر رکھا تو ہوش میں لانے کے لئے جتن کرنے لگی اس کے
جانب نطباس، سلیوک اور اوغار نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی غصے اور قہرالی
جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ چند قدم وہ آگے بڑھی تاکہ زمین پر بے ہوش پڑے
طرف ان تینوں کو نہ بڑھنے دے۔ اس موقع پر نطباس بولا اور کیرش کو
پوچھنے لگا۔

کیا تم میں اتنی جرات اتنی ہمت اور دلیری ہے کہ ہم تینوں سے
پڑے ہوئے اپنے شوہر یوناف کو بچا سکو۔ اس پر کیرش فوراً بولی اور کہنے لگی
تینوں سے اپنے شوہر کی حفاظت کروں گی۔ بالکل یوں مادہ شیر اپنے زخمی نر کی
اس کی طرف بڑھ کر تو دیکھو۔ پھر تمہیں احساس ہو جائے گا کہ میں کس
روکتی ہوں۔ کیرش کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ اوغار حرکت میں آئی
پوری قوت سے اس نے اپنی ٹانگ کو حرکت میں لاتے ہوئے کیرش کی گردن
پاؤں کی ٹھوکر دے ماری تھی۔ یہ ٹھوکر لگتے ہی کیرش بے چاری ہوا میں اچھی
وہ یوناف کے اوپر جا گری تھی۔ اوغار کی ٹانگ لگنے سے کیرش کے منہ سے خون

جونہی کیرش انتہائی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں زمین پر بے ہوش
پڑے ہوئے یوناف پر گری یوناف ہوش میں آگیا اور فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا
دیکھا کہ کیرش اس کے اوپر گری ہوئی ہے اس کے منہ سے خون بہ رہا
نطباس، سلیوک اور اوغار کھڑے بڑے فخر اور فاتحانہ انداز میں ان دونوں کی
ہیں تو اس کا خون کھول اٹھا اور اس کے چہرے پر موت طاری کرنے والا
تھا۔ پھر وہ ایک دم کھڑا ہوا اور ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ قہر برسا
لگا۔ میں جان چکا ہوں کہ حدد دیوتا کا مجسمہ تم تینوں ہی نے مجھ پر گرانے کی
لیکن مت خیال کرو کہ یہ کیرش تمہارے سامنے اکیلی ہے اور تم اسے اپنا
مغلوب کر لو گے۔ پھر یوناف کیرش کی طرف متوجہ ہوا اس کے شانے پر ہاتھ
نے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بڑی محبت اور پیار میں پوچھا۔

دیکھ کیرش پہلے مجھے یہ بتا کہ تجھ پر کس نے ضرب لگائی۔ جو تیرے
لگا ہے۔ اس پر کیرش نے چاہتوں اور محبتوں بھرے انداز میں یوناف کی طرف
کہنے لگی۔ یہ ضرب مجھے اس اوغار نے لگائی ہے لیکن میں اس سے انتقام
رہوں گی۔ اس پر یوناف چند قدم آگے بڑھا اور نطباس کو مخاطب کر کے
دیکھ نطباس اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی کو اپنے

کرے گا تو یہ تیری بھول، تیری غلط فہمی ہے۔ میں تو تجھے تیری جڑوں سے اکھاڑ
دوں گا۔ دیکھ عنقریب وہ وقت آئے گا جب تم تینوں ہم دونوں میاں بیوی کے آگے آگے
اور ہم تمہارا تعاقب کر رہے ہوں گے۔ یوناف کی اس گفتگو پر نطباس اور سلیوک
پوری طرح یوناف کی طرف متوجہ تھے انہیں خدشہ بھی تھا کہ یوناف اچانک کہیں ان
کو رنہ ہو جائے لہٰذا اس موقع پر کیرش نے پورا فائدہ اٹھایا۔

اس وقت نطباس اور سلیوک کا دھیان بٹا ہوا تھا اور وہ پوری توجہ سے یوناف کی
دیکھ رہے تھے۔ کیرش حرکت میں آئی فضا میں وہ گیند کی طرح اچھلی اور اپنی دونوں
کی ضرب اس قوت اور زور سے اوغار کے لگائی تھی کہ اوغار کئی فٹ فضا میں اچھلتی
اس کی پشت پر ایک پتھر سے جا کر ٹکرائی اور بری طرح آہ و زاری اور واویلا کرنے لگی
تھی اس موقع پر یوناف حرکت میں آیا آگے بڑھا اور اپنے دائیں پاؤں کی ضرب اس
سلیوک کے لگائی کہ سلیوک بھی ہواؤں میں اچھلتا ہوا اوغار کے قریب جا گرا۔ پھر اس
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کیا اس کے
وہ دونوں نطباس کی طرف بڑھے تھے۔ نطباس بھی ان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار
اسی لمحہ یوناف اور کیرش آگے بڑھے۔ یوناف نے نطباس کا دایاں اور کیرش نے بایاں
پھر انہوں نے ایک جھٹکے کے ساتھ نطباس کو فضا میں بلند کیا اور اس زور سے
زمین پر پٹخا کہ نطباس کے منہ سے ان گنت آہیں اور سسکیاں نکل کر رہ گئیں تھیں۔
اور کیرش ذرا پیچھے ہٹ کر اب ان تینوں کے رد عمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش کا خیال تھا کہ وہ تینوں سنبھل کر اور اپنی حالت سنبھال کر ان کے
مقابل میں آئیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ تینوں اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے پھر انہوں نے
مشورہ کیا اس کے بعد وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو
گئے۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے فاتحانہ سے انداز میں ایک دوسرے کی
طرف دیکھا پھر اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال سے یوناف نے کیرش کا منہ صاف کیا کیونکہ
اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی ماری کے
کھنڈرات میں گھومتے ہوئے ہر شے کا جائزہ لینے لگے لیکن انہیں کوئی ایسی چیز نہ دکھائی
جہاں سے نکل کر کوئی بستی کے سردار عارث کی بیٹی کو وہاں رکھ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر تک
دونوں میاں بیوی مزید کھنڈرات میں گھومتے رہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قبرستان کی رہائش کی
طرف چلے گئے تھے۔

○

ایران کے شہنشاہ قباد کے مقابلے میں رومنوں کا نیا شہنشاہ جسٹینین تھا۔
میں نہیں بلکہ مقدونیہ کی چٹانوں اور خاموش چراگاہوں میں کسانوں کے درمیان
تمام لوگ ہاتھ کی محنت اور مشقت سے روزی پیدا کرتے تھے۔ جسٹینین کی ا
بالکل گمنامی میں بسر ہوئی۔ اس کے تخت نشین ہونے تک وہ گمنامی کے دھند
جسٹینین کی خوش قسمتی کہ اس کا ماموں جسٹن قیصر روم اناستاسیس کے لشکر میں
اس کے ماموں نے اسے مقدونیہ سے قسطنطنیہ بلا لیا۔ جسٹینین کا اصل نام
اپنے ماموں جسٹن کی نسبت سے یہ جسٹینین کہلایا۔ مرنے والے شہنشاہ جسٹن کی
اولاد نہ تھی لہٰذا اس کے بعد اس کا بھانجا جسٹینین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ شہنشاہ
ہی اس نے تھیوڈورا نام کی ایک حسین و جمیل لڑکی سے شادی کر لی تھی۔
کہتے ہیں شہنشاہ بننے سے پہلے جس وقت جسٹینین کی عمر (37) سینتیس سال
روز سردیوں میں وہ موٹا سا اونی چوغہ پہنے قسطنطنیہ کی شاہراہ اوسط کے دوکا
گیا جن میں وہ بڑا ہر دلعزیز تھا۔ شام کے وقت اس نے دیکھا اون بیچنے والے ا
کر رہے تھے کیونکہ اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور چراغ جلنے کا وقت ہو گیا تھا۔ اس
دبلی پتلی عورت بدستور اپنے کام میں مصروف تھی وہ جوان تھی اس کا نام تھیوڈ
وغیرہ سمیٹنے کے کام میں لگی ہوئی تھی۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ کسی
ایکٹریس رہ چکی تھی اس کا چلن بھی داغدار سمجھا جاتا تھا۔ تاہم کہتے ہیں وہ غر
تھیوڈورا سے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ قبرص کے ایک شخص کی بیٹی
لڑکیاں تھیں۔ باپ مر گیا اور غریبی کا دور آیا تو لڑکیوں نے رقص و سرو
شروع کی ان تین میں سے ایک تھیوڈورا تھی ایک امیر آدمی اسے سارڈانیا
سے شادی کر لی۔ جس سے تھیوڈورا کے یہاں ایک بچی ہوئی لیکن جلد ہی
تھیوڈورا کو چھوڑ دیا۔ وہ بیچاری سارڈانیکا سے پیدل چلتی ہوئی قسطنطنیہ پہنچی
اسکندریا ہی میں چھوڑ آئی۔ خود مختلف شہروں میں دھکے کھاتی پھرتی قسطنطنیہ
یہاں وہ صاف ستھری زندگی بسر کرنے لگی تھی۔ کہتے ہیں کہ پہلی ملاقات میں
تھیوڈورا کو اپنے لئے پسند کر لیا۔
جسٹینین نے تھیوڈورا پر اپنی محبت کا اظہار کیا جواب میں تھیوڈورا بھی
مائل ہوئی۔ کہتے ہیں شہنشاہ بننے سے پہلے ہی جسٹینین نے تھیوڈورا کے لئے ا
یہ محل سمندر کے کنارے ایک ایرانی شہزادے ہرمز نے بنایا تھا۔ ہرمز کا وہ محل
اپنی محبوبہ تھیوڈورا کے لئے خرید لیا۔

نشین ہوتے ہی جسٹینین نے تین بڑے احکامات جاری کئے۔ پہلا یہ جو غلام قید تھے
آزاد کر دیئے جائیں۔
دوسرا یہ کہ جو غلام قید نہیں تھے مالکوں کو حق دیدیا گیا کہ جب چاہیں اپنے زبانی حکم
انہیں آزاد کر دیں۔
تیسرا یہ کہ اس نے قدیم رومن دستور منسوخ کر دیا جس کی رو سے باپ خاندان کا
مطلق حاکم ہوتا تھا۔ اس نے بچوں کو خاندانی جائیداد کے چوتھائی حصے کا مالک قرار دیا
اولاد کو بھی حق وراثت عطا کرنے کا حکم جاری کیا۔
چوتھا یہ کہ جسٹینین نے لوگوں کو حکم دیا کہ تمام بچے آزاد پیدا ہوتے ہیں اور قوانین
کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں یہ نہیں کہ انسان قانونی ضرورتیں
کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔
ان قوانین کے علاوہ جسٹینین نے ایک اور بہت اچھا کام کیا اور وہ یہ کہ قسطنطنیہ میں
قانون کا ایک مجموعہ موجود تھا جس میں مختلف ججوں کے فیصلوں اور شہنشاہوں کے
نسل بعد نسل محفوظ کیا جاتا رہا۔ رومن سلطنت پھیلی تو مختلف قوموں کے رسم و
بے شمار قوانین میں شامل ہوتے گئے۔ مسیح کلیسا نے اس پورے مجموعے کو مکمل نظر
۔ یہ قوانین بے شمار دستاویزوں میں اس طرح بکھرے ہوئے تھے کہ بہت تھوڑے
ان پر دسترس حاصل کر سکتے تھے۔
قیصر روم تھیوڈوسیس نے تمام قوانین کا مجموعہ مرتب کرنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ
پرانے اور نئے قوانین گڈمڈ ہو گئے لہٰذا اس نے ایک قانون دان ٹرابونین کی مدد
رومن قوانین کا نیا مجموعہ مرتب کروایا۔ دس افراد ٹرابونین کی مدد کے لئے مقرر کئے
تین سال کی مدت میں یہ مجموعہ مکمل ہو گیا۔ شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس مجموعے میں جو
قوانین ہیں ان کے برخلاف تمام پرانے قوانین منسوخ سمجھے جائیں۔
اس کے بعد جسٹینین نے ایتھنز فلسفے کی درسگاہیں بند کرا دیں جو افلاطون کے وقت سے
جاری تھیں۔ قانون کی صرف دو درسگاہیں جسٹینین نے باقی رکھیں۔ ایک بیروت کی اور
دوسری قسطنطنیہ کی۔ جسٹینین نے شہر کے تمام کلیسا بند کرا دیئے جس میں آرتھوڈکس طریقے
کے خلاف عبادت ہوتی تھی۔ رومنوں کی سلطنت کے سب سے بڑے کلیسا آیا صوفیہ کے
اسقف اعظم کو سب پر برتری حاصل ہو گئی۔
تھیوڈورا جو کبھی انتہائی مفلسی اور غربت کی زندگی بسر کرتی تھی ملکہ بننے کے بعد اس کی
شان و شوکت دیکھنے کے قابل تھی۔ دن کی جب ابتدا ہوتی تو زنان خانے کی سب سے بڑی

حاجبہ پہلے ملکہ کو جھک کر سلام کرتی پھر بڑی مدہم آواز میں بتاتی اب کیا کرنا ہے۔ حمام کے لئے جاتی تو غلاموں کی ایک قطار تمک' ابٹنے اور خوشبوئیں لئے اس کے ساتھ چلتی۔ ناز بردار ہاتھ پر موقع کے لئے اسے مناسب لباس پہناتے اس کے تاج کی لڑیاں آویزاں تھیں وہ گالوں کو چھوتیں تو ملکہ دم بخود رہ جاتی۔ جسٹنین نے ملکہ کے لئے ایک خاص حاجب مقرر کر دیا جو باتیں اسے بتاتا رہتا تھا۔ وہ محل سے نکلتی تو سنتری اور افسر اس کے آس پاس آگے پیچھے چلتے۔ بعض اوقات موسیقار بھی ساز بجاتے ہوئے اس کے ساتھ ہوتے۔

رومن شہنشاہ جسٹنین اپنی ملکہ تھیوڈورا سے اس قدر متاثر تھا کہ اس نے کئی احکام صرف ملکہ کے کہنے پر جاری کئے۔

پہلا حکم یہ کہ بیٹی کو بیٹے کے برابر میراث میں حصہ ملنا چاہئے۔

دوسرا حکم یہ کہ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا جہیز اس کی ملکیت بن جائے گا۔

تیسرا حکم یہ کہ کنیز کا بچہ غلام نہیں سمجھا جائے گا۔

چوتھا حکم یہ تھا کہ قحبہ خانوں کے مالکوں کو نکال دیا جائے کیونکہ بعض لڑکیوں کو نئے لباس کا لالچ دے کر خفیہ جگہوں میں لے جاتے ہیں وہاں انہیں خوراک اور بہت معمولی لباس دے کر انہیں بند رکھتے ہیں اور مختلف لوگوں کی ذریعہ بناتے ہیں۔ مالک کی لڑکیوں سے تحریریں لے لیتے ہیں اور انہیں خود ہیں۔ بعض آدمی اتنے ناپاک ہیں کہ وہ دس دس برس کی بچیوں کو بھی ملوث نہیں کرتے۔ شہر کو ان سب آلائشوں سے پاک کر دیا جائے۔

شاہی محل میں آ جانے کے باوجود جسٹنین اور تھیوڈورا نے ہرمزوالا محل رکھا جو انہوں نے اپنی محبت کی یادگار کے طور پر شروع میں خریدا تھا۔ پرانے شاہی محل کے باغ سے ملا دیا تھا۔ اس باغ کے قریب ہی انہوں نے چھوٹا سا جس میں دونوں عبادت کیا کرتے تھے۔

تخت نشین ہوتے ہی رومن شہنشاہ کو دو معاملات پیش آئے۔ پہلا یہ کہ شدید زلزلہ آیا جس میں رومنوں کا شہر انطاکیہ تباہ ہو گیا۔ رومنوں کی مجلس نے تجویز پیش کی کہ انطاکیہ کے آفت زدہ باشندوں کے لئے خوراک' امداد کا انتظام جسٹنین نے صرف اس تجویز پر قناعت نہ کی بلکہ لوگوں کو خوراک اور نقد امداد ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ پورا شہر از سر نو تعمیر کیا جائے اور تمام بازار

دوسرا معاملہ جو جسٹنین کو پیش تھا وہ ایران کے ساتھ جنگ تھا۔ جس وقت

جسٹن فوت ہوا اس وقت ایرانیوں کے ساتھ جنگ جاری تھی۔ لہٰذا اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلا کام جو جسٹنین نے کیا وہ یہ کہ اس نے رومن بلی ساریوس کو اپنے لشکروں کا سپہ سالار بنا دیا۔

ایرانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جسٹنین نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے شمال کے وحشی ماساجات قبائل سے رابطہ قائم کیا اور انہیں بھاری رقومات دیکر اس نے رومنوں کے اتحاد میں اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح وحشی ماساجات قبائل کا خاقان اپنا لشکر لیکر قسطنطنیہ

وحشی ماساجات قبائل دراصل قدیم سکائی قبائل کی ایک شاخ تھے جو قدیم ایرانی دور میں ایران پر حملہ آور ہوتے رہے تھے یہ قبائل بحرہ ارال اور جنوب مشرقی بحرہ جزر کے علاقہ میں آباد تھے۔ اب ان کا مسکن خوارزم شہر تھا۔

جس وقت ماساجات قبائل کا خاقان اپنا لشکر لے کر قسطنطنیہ گیا تو جسٹنین اپنے لشکر کو حرکت میں لایا۔ اس متحدہ لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ جسٹنین نے بلی ساریوس کو مقرر کیا اور اس نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ بیلی ساریوس اس متحدہ لشکر کو لیکر ایرانی حدود دارا کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف ایرانی شہنشاہ قباد کو بھی رومنوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہو گئی تھی لہٰذا اس نے بھی اپنے سپہ سالار فیروز مہران کو رومنوں کی راہ روکنے کا حکم دیا۔ فیروز مہران اپنے لشکر لیکر بڑی تیزی سے آگے بڑھا اتنی دیر تک رومن اور ماساجات قبائل کا متحدہ لشکر بھی پہنچ چکا تھا۔ ایرانی سپہ سالار فیروز مہران بھی اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں اور ماساجات کے سامنے خیمہ زن ہوا۔

دوسرے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے اور جنگ کی ابتدا حملہ کی ابتداء رومنوں نے کی اور رومن ظلم کی تطہیر کرتے لمحوں' محرومیت کی رازدان اور خاک صحرا چھانتے گراوز کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔۔ رومنوں کی کرتے ہوئے ماساجات قبائل کا لشکر بھی زہریلے الفاظ کے تیروں اور جرائم کی یاداشتوں الزام کی طرح ایرانی لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔

جواب میں ایرانیوں نے بھی کوئی کسر نہ رہنے دی تھی۔ وہ رومنوں اور ماساجات قبائل پر آتی ہواؤں' اولوں کی بوچھاڑ کی طرح حرکت میں آئے اور جدائی کے زخم ثبت کرنے طوفانوں' لہو کی رگیں کاٹ دینے والے جھکڑوں اور موت کی بھاری تہوں کے نزول کی وہ بھی رومنوں اور ماساجات کے متحدہ لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکروں کے یوں ٹکرانے سے قلعہ دارا کے نواح میں میدان جنگ
بے حال بستیوں گردش مقیاس میں سانسوں کی سلوٹ سلوٹ اور آتے جاتے
بدحال کرتی مرگ کا سا سماں بندھ گیا تھا۔

ایرانیوں کے جرنیل فیروز مہران نے اپنی پوری طاقت کو رومنوں کے مقا
بھٹی میں جھونک دیا تھا اس کی کوشش تھی کی ہر صورت میں اپنے سامنے رو
شکست دے۔ دوسری طرف رومن لشکر ایک خندق کے کنارے ایرانیوں کے
آراء تھا۔ جس کی وجہ سے ان کے لئے خاص بچاؤ کی صورت پیدا ہو گئی تھی
نے تیر اندازیوں سے جنگ شروع کی۔ تیروں کا ذخیرہ ختم ہوا تو دست بد
ہوئی۔ ایرانی لشکر نے رومن لشکر کے دائیں اور بائیں بازو کو پوری طرح الٹ
کر دیا تھا اور قریب تھا کہ دائیں بائیں بازو کے رومن لشکری ایرانیوں کے
کھڑے ہوں۔

لیکن ماساجات قبائل آڑے آئے۔ وہ بدستور رومنوں کو مدد پہنچاتے
کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ ایرانیوں کے سامنے سے پسپا ہو
جب دیکھا کہ مساجات قبائل کے لشکری چٹانوں کی طرح ایرانیوں کے سامنے
تو وہ بھی ماساجات قبائل کی طرف دیکھتے ہوئے پھر ایرانیوں کے خلاف جنگ
گئے تھے تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ایرانی لشکر بالآخر پسپا ہو گیا۔

گو اس جنگ میں ایرانی جرنیل فیروز مہران کو شکست ہوئی تھی لیکن
قدر نقصان ہوا تھا کہ انہیں ایرانیوں کا تعاقب کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اس جنگ
لشکر فتح یاب ہوا لیکن یہ بات ان پر بھی واضح ہو گئی کہ رومنوں میں کب
نہیں تھا۔ اس جنگ میں اگر وحشی ماساجات قبائل کی مدد رومنوں کو حاصل
کو یقیناً" ایرانیوں کے مقابلہ میں بدترین شکست ہوتی۔ فتح سے رومنوں کے
ہوئے اور انہوں نے ایرانی آرمینیا کا رخ کیا اور دو مقامات پر جنگ کر کے
ایرانی لشکر تھا اسے شکست دی اور آرمینیا کے وسیع حصوں پر انہوں نے قبضہ

حیرا کا عرب حکمران منذر ایرانیوں کو اپنا حلیف سمجھتا تھا۔ ایرانیوں کے
بڑے اچھے اور خوش گوار تعلقات تھے اسے جب خبر ہوئی کہ رومنوں کے
کو شکست ہوئی ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور رومنوں
جات پر اس خونخواری اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہوا کہ شام سے ا
علاقہ اس نے پامال کر دیا۔ ان گنت رومن لشکری اس نے جنگی قیدی بنا

کو اس نے صرف اپنی دیوی العزیٰ کی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھا دیا۔
حکمران منذر کی رومنوں کے خلاف ان کامیابیوں اور رومنوں کی تباہی و بربادی
سلطنت کے طول و عرض میں غیض و غضب کی لہر دوڑ گئی رومن حیرا کے عرب
کے خلاف حرکت میں آیا چاہتے ہی تھے کہ قباد اپنا لشکر لیکر منذر سے آملا اور
کر پھر ایرانی علاقوں پر حملہ آور ہونا شروع کیا اس دوران رومن جرنیل بیلی
اپنا لشکر لیکر ایران کے شہنشاہ قباد اور حیرا کے حکمران منذر کے متحدہ لشکر کے
ہوا۔ دونوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بدقسمتی سے بیلی
ہاتھوں قباد اور حیرا کے حکمران منذر کو شکست ہوئی۔ رومنوں کے ساتھ قباد کے
آخری جنگ تھی اسی سال قباد فوت ہو گیا اور ایرانی لشکر کو پایہ تخت میں واپس

میں قدیم زمانے سے بادشاہ خود اپنا ولی عہد نامزد کیا کرتے تھے لیکن بعد میں
کے تسلط کی وجہ سے اب بادشاہ خود ولی عہد نامزد نہیں کیا کرتے تھے بلکہ
ان میں سے امراء جس کو چاہتے بادشاہ بنا لیتے تھے اور اس کے سر پر تاج رکھ
اپنی موت سے پہلے قباد نے خود اپنا ولی مقرر کرنا چاہا۔
تین بیٹے تھے کاؤس، جام اور نوشیروان۔ کاؤس سب سے بڑا اور نوشیروان
تھا۔ کاؤس مزدکی عقائد رکھتا تھا۔ اس لئے قباد نے اسے نظر انداز کر دیا۔ جام
میں بینائی نہ تھی جس کی وجہ سے وہ بھی ولی عہد کے قابل نہ سمجھا گیا۔
ایسے بھی بہت چاہتا تھا چنانچہ اس نے ولی عہد مقرر کرنے کی پرانی رسم کو پھر
نوشیروان کے حق میں ایران کے سب سے بڑے مذہبی رہنما معبدان معبد کو
دی۔ قباد یوں تو عرصہ سے یہ فیصلہ کر چکا تھا لیکن اسے خدشہ تھا کہ مبادا اس
وراثت کا حق جتائیں اور ملک خانہ جنگی کا شکار ہو جائے اس لئے جب
رومنوں کے مابین جسٹن کے زمانے میں صلح کی گفتگو ہوئی تو قباد نے یہ خواہش
تھی کہ جسٹن نوشیروان کو اپنی حمایت میں لے لے اسی طرح جس طرح قیصر روم
خواہش ظاہر کی تھی کہ یزدگرد اس کے سات سالہ بیٹے تھیوڈوسیس کی تربیت
لے لیکن جسٹن نے یہ ذمہ داری قبول نہ کی۔ اور صلح کی گفت و شنید ناکام

دلیر، مدبر اور دانش مند حکمران تھا اس کی حکومت کی کامیابی کا پتہ اس بات
کہ وہ لگاتار دس سال تک ہن اقوام کو زیر کرنے کے لئے جنگ کرتا رہا آخر

انہیں زیر کر کے دم لیا۔ یہ وہی قبائل تھے جن کے ہاتھوں اس کا باپ فیروز مارا
آخر ساسانیوں کی عظیم حکومت مجبور ہو گئی تھی کہ ان قبائل کو سالانہ خراج ادا
شرط پر صلح کر لے۔ بہرحال قباد نے ان قبائل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔

ایران کا شہنشاہ قباد یہ سمجھتا تھا کہ زراعت پیشہ لوگ ملک کی خوشحالی کا باعث
ہیں اس لئے اس نے زرعی اصلاحات کی طرف خاص توجہ دی۔ قباد سے پہلے کاشتکا
مالیہ نقدی کی صورت میں لینے کا رواج نہ تھا بلکہ پکی ہوئی فصل کا ایک چوتھائی
کسانوں سے لیا جاتا تھا۔

اور جہاں سے پانی دور ہوتا اور آبپاشی کی صورت نہ ہوتی وہاں کاشتکاروں سے
دسویں حصہ سے لیکر بیسویں حصہ تک بطور لگان لیا جاتا۔ کسی کاشتکار کو یہ اختیار
سرکاری کارندوں کے آنے سے پہلے پہلے فصل کو ہاتھ لگا سکے۔

قباد نے اس رائج الوقت طریقہ کو ختم کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ زمینوں کی
جائے اور فصل کے مطابق لگان کے لئے رقم مقرر کی جائے قباد کو یہ خیال کیوں
کی وجہ مورخین یہ لکھتے ہیں کہ :

ایک دن قباد گھوڑے پر سوار جا رہا تھا سب سے بڑا مذہبی پیشوا جسے معبدان
پکارا جاتا تھا وہ قباد کا ہم رکاب تھا قباد نے شکار دیکھا اور اس کے پیچھے اپنا گھوڑا
تعاقب میں قباد ایک کوہستانی سلسلہ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ انگور کی
ہے قریب ہی تنور کے پاس ایک عورت کھڑی ہے۔ پاس ہی اس کا لڑکا ہے
سال کے لگ بھگ ہوگی۔

قباد کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑکے نے انگور کے ایک گچھے پر ہاتھ ڈالا اور
کھائے۔ اس پر قریب کھڑی ہوئی عورت جو اس کی ماں تھی خفا ہوئی اور لڑکے
چپت مارے قباد کو اس عورت کی یہ حرکت اور بخیلی پسند نہ آئی اپنے گھوڑے
اس عورت کے قریب گیا۔ پوچھا خاتون یہ انگور کس کے ہیں۔ اس استفسار پر اس
کہا انگور ہمارے ہیں اس پر قباد نے سوال کیا اگر یہ انگور تمہارے ہیں تو انگور
بچے کے ہاتھ سے کیوں چھینا یہ تیرا کیا لگتا ہے اور اسے تو نے کیوں مارا
جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

یہ انگوروں کا باغ بھی ہمارا ہے اور یہ بچہ ہمارا بیٹا ہے۔ پر ہمیں اپنی فصل
اختیار نہیں۔ اس فصل میں ہمارے بادشاہ کا بھی حصہ ہے جب تک کوئی
آئے گا اور بادشاہ کا حصہ الگ نہ کرے گا ہم انگوروں کی اس فصل کو ہاتھ نہیں

ل کی بٹائی کا یہ طریقہ قباد کو ناگوار گزرا اور اپنے معبدان معبد سے کہا کہ کوئی ایسا
جائے کہ کاشتکار سرکاری لگان بھی ادا کر دیں اور فصل پر انہیں پورا اختیار بھی
معبدان معبد نے مشورہ دیا کہ زمین کی پیمائش کرا کر کھیتی یا درختوں پر نقد لگان
جائے۔ قباد نے اپنی زندگی میں زمین کی پیمائش کا حکم دیدیا تھا لیکن اس کی تکمیل
نوشیرواں کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔

کے زمانے کا سب سے عام اور خاص واقعہ مزدکیوں کی سرکوبی ہے۔ مزدک جس
ہب کی ابتداء ڈالی وہ ایک شخص بامداد کا بیٹا تھا۔ مزدک کہاں کا رہنے والا تھا اس
اختلاف ہے۔ کچھ مورخین کہتے ہیں کہ وہ صوبہ خراسان کے شہر نسا کا رہنے والا
گروہ کہتا ہے کہ وہ استخر کا باشندہ تھا۔ ایک اور مورخین گروہ کہتا ہے کہ وہ تبریز کا
بہرحال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ ایرانی النسل باشندہ تھا۔

نے جو نیا مذہب پیش کیا اس کے بیشتر عقائد مانی مذہب سے ملتے جلتے تھے بلکہ کہا
مزدکی عقائد مانی عقائد کی اصلاح شدہ صورت ہے۔

بھی زرتشت اور مانی کی طرح نور و ظلمت دو قدیم جوہروں کا قائل ہے لیکن اس
کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ جس طرح نور کا فعل کسی ارادے پر مبنی نہیں اسی
کا فعل بھی کسی تدبیر کا نتیجہ نہیں۔ دونوں کا فعل اتفاقی ہے۔

دونوں کے باہم ملنے کی وجہ سے کائنات وجود میں آئی ہے اور مانی کے عقائد کے
کا یہ عقیدہ ہے کہ کائنات کا وجود میں آنا کسی منصوبے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ
تھا۔ مزدک نے مانی کی نسبت نور کی ظلمت پر برتری کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔
عقیدہ بھی تھا کہ نور اور ظلمت کا مل جانا محض اتفاق ہے۔ اسی طرح ان دونوں کا
اتفاق ہی ہو گا۔

مزدک کہتا ہے بہرحال انسانوں کو جو تمام مخلوق میں افضل ہیں چاہئے کہ اس دنیا
کر کے نور و ظلمت کے الگ الگ ہونے کا آرزومند رہیں۔ مزدک نے لوگوں
دوسرے سے ہمدردی کرنے کی تلقین کی اور نفرت اور مخالفت سے بچنے پر زور دیا۔
ان کا عام ترین عقیدہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے روئے زمین پر زندگی کے
کئے تاکہ سب یکساں طور پر اس سے مستفید ہوں اور کسی کو دوسرے کی نسبت
ملے لیکن لوگ دوسرے پر ظلم روا رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت پر
ہیں۔ طاقتور کمزوروں پر غلبہ پا کر اناج اور زر و مال کو اپنے لئے مخصوص کر لیتا
ضروری ہے کہ امراء سے دولت لیکر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ مال و دولت کو اس

طرح مشترک بنانا چاہیے جس طرح پانی' آگ اور چراگاہیں ہیں۔ انسانی مخلوقات
مساوات کی بنیاد قائم کی ہے۔ اس کے نزدیک سب برابر ہیں نہ کسی کو اس کے حق
ملتا ہے اور نہ کم۔ ہر چیز سب کے لئے مشترک ہے۔ یہاں کہ ازواج اور بیویاں
مزدک کی یہ تحریک شروع میں مذہبی تھی لیکن بعد میں اس نے سیاسی رنگ
لیا۔ مزدک نے شروع شروع میں قباد سے ملاقات کی اور اسے اپنا گرویدہ بنا لیا
مزدک کے عقائد اختیار کر لئے اور تحریک کو نہ صرف تقویت حاصل ہو گئی بلکہ
سیاسی رنگ اختیار کر لیا۔

بادشاہ کی حمایت سے مزدکی لوگ دلیر ہو گئے۔ اشتراکیت کا پرچار چاروں
لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جگہ کسانوں نے بغاوتیں برپا کیں۔ لوٹ مار کرنے والے
محلوں میں گھس جاتے تھے اور مال و اسباب لوٹ لیتے تھے۔ عورتوں کو پکڑ کر لے
اور جاگیروں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ زمینیں رفتہ رفتہ غیر آباد ہونے لگیں۔ اس
سکتا ہے کہ ابتری کس حد تک مزدکیوں کی وجہ سے ایران میں پھیلی تھی۔

ایران کے شہنشاہ قباد نے شروع میں مزدکیوں کو اس لئے اپنی حمایت میں
ایران کے سرکش امراء کے اقتدار کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن اب صورت حال
دیکھی تو مزدکیوں سے بیزار ہو گیا۔ آخر جب مزدکیوں نے یہ کوشش کی کہ
بڑے بھائی کاؤس کو قباد کا جانشین مقرر کیا جائے جو مزدکیوں کا پرجوش حامی تھا
صبر لبریز ہو گیا اور اس نے مزدکیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا

قباد نے مزدکیوں کو نیچا دکھانے کے لئے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی۔
کے سرکردہ رہنمائیوں کو اس نے مناظرے کی دعوت دی۔

قباد نے اس کانفرنس میں بڑی دلچسپی لی۔ نوشیروان اب چونکہ ولی عہد
چکا تھا اس کے لئے مزدکیوں کا گروہ سب سے بڑے خطرے کا باعث تھا اس لئے
اس کانفرنس میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہر صورت میں
میں شکست کھائیں۔ مزدکی پیشواؤں سے زرتشتی علماء کا مذاکرہ ہوا۔

اس مذاکرے اور مناظرے میں مزدکیوں کو شکست ہوئی۔ شکست کا اعلان
ایرانی سپاہی مزدکیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کا قتل عام شروع کر دیا۔ مزدکی
سب مارے گئے۔ ان میں خود مزدک بھی تھا۔ ان سب کی جائیدادیں ضبط کر
مزدکی خطرے کا خاتمہ ہو گیا۔ مزدکیت اگر باقی رہی بھی تو اس کی حیثیت خفیہ
کر رہ گئی تھی۔

شہنشاہ قباد نے اپنے زمانے میں ملک کی آبادی کی طرف توجہ دی۔ چند نئے
ور خیں کے مطابق قباد نے شہر قازرون آباد کیا جو بو شہر اور شیراز کے درمیان

علاوہ اہواز کی حدود میں اس نے شہر ایقان بسایا۔ اور خیلان کی حدود میں بلو آباد
ایک نیا شہر اس نے بسایا۔ دریائے جیحوں کے کنارے بھی اس نے ایک شہر آباد
کے نام سے مشہور ہوا۔ کف کازیہ کا شہر گنجہ بھی اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ یہ
علاوہ اس نے پانی کی نہریں اور نالے بھی تعمیر کروائے۔ بہرحال ایران کا شہنشاہ
لئے بہترین خدمات انجام دینے کے بعد اپنی طبعی موت مر گیا۔

ت سے پہلے ایران کے شہنشاہ قباد نے اپنے بیٹے نوشیروان کے حق میں وصیت
کہ اس کے بعد ایران کا شہنشاہ نوشیروان ہو گا۔ یہ وصیت سر بہ مہر کر کے
کے حوالے کر دی گئی تھی جس کا نام ماہبند تھا۔ اس وصیت کے تھوڑے ہی
نے وفات پائی۔

کاؤس اس وقت اس علاقے کے صدر مقام میں تھا۔ جہاں قباد نے اسے
تھا۔ اس نے جب باپ کی وفات کی خبر سنی تو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے وہ
ائن آن پہونچا اور ایران کے تاج و تخت کا دعویدار ہوا۔

ت میں جانشینی کا فیصلہ کرنے کے لئے امراء کی مجلس منعقد ہوئی۔ ماہبند بھی اس
تھا۔ لہٰذا اس مجلس میں ماہبند نے قباد کی لکھوائی ہوئی وصیت پیش کر دی۔
کاؤس سے جو مزدکیوں کا حامی تھا بدول تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ملکی شورشوں کو
نوشیروان ہی موضوع حکمران ہو سکتا ہے۔

امراؤں نے کاؤس کا دعویٰ مسترد کر کے قباد کی وصیت پر عمل کیا اور ملک کی
روان کے سپرد کر دی گئی۔ کاؤس نے بزور شمشیر اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش
جنگ میں ناکامی ہوئی اور آخر اسی جنگ میں وہ تخت و تاج ہی کی ہوس میں مارا

ان کی تخت نشینی کے مسئلے پر بعض لوگوں کا یہ خیال بھی تھا کہ اس کا بڑا بھائی
سے اندھا ہی سہی پر اس کے بیٹے قباد کو تخت نشین کر دیا جائے اور جام کو اس
مقرر کر دیا جائے۔ اس سازش کو نوشیروان نے تخت نشین ہوتے ہی سختی سے
چنانچہ اس شہنشاہ نے بھی جو تاریخ میں عادل کے نام سے مشہور ہوا اپنے بھائی
کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کے بعد تخت حاصل کیا۔ بہرحال قباد کے بعد اس کا

چھوٹا بیٹا نوشیرواں ایران کا شہنشاہ بنا۔

○

یوناف اور کیرش میاں بیوی ایک روز اپنی قیام گاہ کے اس کمرے میں بیٹھے کے وسط میں تنور تھا۔ جس میں آگ جلا کر اس کمرے کو گرم رکھا جا سکتا تھا سردی اپنے عروج پر تھی۔ یوناف اور کیرش نے تنور میں آگ خوب بھڑکا رکھی قریب ہی انہوں نے لکڑیوں کا ڈھیر لگا رکھا تھا جس میں سے وقفے وقفے سے بیوی لکڑیاں اٹھا کر تنور میں ڈالتے رہتے تھے تاکہ آگ جلتی رہے اور کمرہ گرم

اچانک یوناف نے ایک لمبی لکڑی اٹھائی اور چاہتا تھا کہ تنور کے اندر جلتی انگیخت کرے کہ اچانک ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی اس نے کمرے کے فرش لئے کہ عین اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا۔ لمس ملتے ہی یوناف بھی سمجھ گئی وہ بھی یوناف کے قریب ہو بیٹھی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا گی۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی سنبھلو۔ میں ابھی ابھی نطاس، سلیوک گفتگو سن کر آ رہی ہوں۔ وہ تینوں تم دونوں میاں بیوی کی طرف آنے والے یوناف نطاس ایک انتہائی بوڑھی اور لاغر عورت کے بھیس میں تمہاری دروازے پر دستک دے گا جبکہ سلیوک اور اوغار دونوں کو اس نے چھوٹے میں اپنے ساتھ لگا رکھا ہو گا۔ نطاس ایک انتہائی غریب اور بھیک مانگنے روپ میں دروازے پر دستک دے گا۔ اندر آنے کے بعد وہ تینوں مل کر بیوی کے خلاف کارروائی کریں گے۔ لہٰذا ان کے آنے سے پہلے ہی تم دونوں

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا میں نے ان تینوں سے نپٹنے کے ایک بندوبست کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے اٹھا ساتھ میں گیا اور لوہے کی بڑی بڑی موٹی سلاخیں لے آیا۔ جن کے ایک طرف موٹی لکڑی کے دستے لگے ہوئے تھے پھر لکڑی کے دستوں سے پکڑ کر لوہے بھاری سلاخوں کو یوناف نے تنور کی جلتی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں رکھ دیا مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا ان تینوں سے نپٹنے کے لئے میں نے یہ بندوبست کر رکھا ہے۔ آئیں گے اور ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کریں گے میں ان

کی ان سلاخوں کو ان پر ایسا برسائیں گے کہ انہیں ہم پر حملہ آور ہونے کے خوب اور سزا ملے گی اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف میں تمہارے اس انتظام سے مطمئن ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ان آمد سے پہلے تنور سے تھوڑا آگے اپنا سری عمل استعمال کرتے ہوئے حصار کھینچ دو تاکہ اس حصار کو عبور کر کے تم پر حملہ آور نہ ہو سکیں اور تم جب چاہو لوہے کی ان گرم سلاخوں کو استعمال کرنے کے لئے حصار کو عبور کر کے ان پر نزول کر سکو۔ اس پر بولا اور کہنے لگا ہاں ابلیکا تمہاری یہ بھی تجویز درست ہے اور میں ابھی اس پر عمل کرتا اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف پہلے میری پوری بات سنو۔ ابھی میں نے اپنی گفتگو تمام نہیں کی یہ پہلی ہے جو میں نے تم دی ہے۔ ابھی نطاس، سلیوک اور اوغار اپنی کوہستانی آماجگاہ سے نکلے ہیں۔ کچھ دیر تک وہ تمہاری طرف روانہ ہوں گے۔ اتنی دیر تک میں تمہارے لئے جو خبر رکھتی ہوں سنانا چاہتی ہوں۔ اس پر یوناف نے کسی قدر حیرت اور تعجب سے ابلیکا مخاطب کر کے پوچھا ابلیکا ہم دونوں میاں بیوی کے لئے دوسری خبر کیا ہے۔ جواب میں کہہ رہی تھی۔

دوسری خبر یوں ہے کہ نطاس، سلیوک اور اوغار سے نپٹنے کے بعد تم دونوں میاں ارض شام کا رخ کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی۔ جہاں ہم نے جانا ہے وہاں تک رہنمائی کروں گی اس پر ابلیکا کو کریدتے ہوئے یوناف نے کسی قدر تجسس سے پوچھا ارض شام میں بھی کوئی ایسی مہم اٹھ کھڑی ہوئی ہے جس میں ہماری شمولیت ضروری اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف وہ معاملہ کچھ ایسا ہے کہ ارض شام میں ایک مقام پر آنے والے دن کے دو جوانوں کے درمیان تیر اندازی کا مقابلہ ہے وہ تیر اندازی کا مقابلہ میں تم دونوں بیوی کو ضرور دکھانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس مقابلے کے آنے والے دور پر دوررس اثرات نمودار ہوں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا اگر تمہاری خواہش مرضی یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی تیر اندازی کا وہ مقابلہ دیکھیں تو ہم ہرگز انکار نہیں گے۔ نطاس، سلیوک اور اوغار سے نپٹنے کے بعد جب تم چاہو گی ہم تمہارے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اس پر ابلیکا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی تم دونوں میاں بیوی خاموشی سے نطاس، سلیوک اور اوغار کی آمد کا انتظار کرو۔ میں رہوں گی سارے حالات پر نگاہ رکھوں گی اور جب میں نے محسوس کیا کہ میری مداخلت

ضروری ہو گی ہے تو پھر تم دیکھنا میں ان تینوں کے خلاف تمہاری حمایت میں
حرکت میں آتی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی یوناف کی
علیحدہ ہو گئی تھی۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی پہلے کی طرح تنور کے پاس بیٹھ کر اپنے آپ
رکھنے کے ساتھ باہم گفتگو کرتے ہوئے وقت گزارنے لگے تھے۔ رات جو کافی گہری
تھی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی گزرتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا
گویا ہر چیز خواب کی گہری اور لطف اندوز آغوش میں اپنے اطراف و اکناف سے
چکی ہو۔ ایک بار آگے جھک کر یوناف اور کیرش نے دیکھا انہوں نے لوہے کی ان
جائزہ لینے کے بعد یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ درواز
زور دار دستک ہوئی۔

اس دستک پر یوناف اور کیرش نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا
اٹھا۔ اپنا خنجر اس نے نکالا اس پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور تنور کے سامنے اس
حصار کھینچ دیا تھا تاکہ اس حصار کو عبور کر کے نطاس' سلیوک اور اوغار ان دونوں
بیوی پر اچانک حملہ آور ہو کر فوائد حاصل نہ کر سکیں۔ اس کے بعد یوناف نے
طرف دیکھا اور بڑی راز داری اور سرگوشی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش تم یہیں بیٹھو میں دروازہ کھولتا ہوں۔ اس پر کیرش اپنی جگہ سے اٹھ
ہوئی اور کہنے لگی نہیں میں آپ کو اکیلے نہیں جانے دوں گی ہو سکتا ہے اندر داخل
ہی وہ تینوں آپ کے خلاف حرکت میں آ جائیں اس لئے میں آپ کو اکیلا نہیں
گی۔ لہذا میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤں گی۔ یوناف نے کیرش کی اس بات کو
اور دونوں میاں بیوی کمرے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھے تھے۔

دروازے کے قریب جا کر یوناف کسی قدر بلند آواز میں بولا اور پوچھنے لگا کون ہے
ے کسی کی کپکپاتی ہوئی دکھ آمیز اور لاچار سی آواز سنائی دی۔ دیکھ بیٹا میں دکھ کی ماری
بڑھیا ہوں۔ دن بھر بھیک مانگ کر اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔ آج نواحی
میں بھیک مانگتے ہوئے دیر ہو گئی رات کافی بیت چکی ہے ادھر سے گزر رہی تھی سوچا کیوں
رات یہیں قبرستان کی اس عمارت میں بسر کر لی جائے۔ میں نے تم دونوں میاں
سخاوت اور رحمدلی کے بڑے قصے سن رکھے ہیں۔ میں امید رکھتی ہوں کہ تم مجھے اور
معصوم بچوں کو رات یہاں بسر کرنے کی اجازت دیدو گے۔ اس پر یوناف پھر بولا اور
لگا۔

دیکھ خاتون تیرے ساتھ کون کون ہے اس پر باہر سے پھر آواز آئی میرے ساتھ میری
اور میرا بیٹا ہے۔ دونوں ابھی معصوم اور نابالغ ہیں اور بھیک مانگنے کے کام میں دونوں ہی
مدد کرتے ہیں۔ اس سے آگے یوناف نے کچھ نہ پوچھا ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے
کھول دیا تھا۔

جونہی دروازہ کھلا ایک انتہائی لاغر اور بوڑھی خاتون اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ دو
بچے تھے۔ ایک کا بازو اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں دوسرے کا اس نے بائیں ہاتھ
رکھا تھا۔ دائیں ہاتھ والا لڑکا۔ بائیں ہاتھ والی لڑکی تھی۔ جونہی وہ بوڑھی خاتون اندر
ہوئی یوناف نے دروازے کو پھر زنجیر لگا دی۔ پھر وہ اس بوڑھی خاتون کو مخاطب کر کے
لگا دیکھ خاتون تو میرے ساتھ آ۔ تو چونکہ بھیک مانگنے والی لاچار اور بے بس عورت ہے
ہم دونوں میاں بیوی رات بسر کرنے کے لئے تجھے ضرور پناہ دیں گے۔ اس کے ساتھ
اور یوناف دونوں میاں بیوی آگے آگے اس کمرے کی طرف چل دیئے جس سے اٹھ
گئے تھے۔ وہ بوڑھی خاتون اور دونوں بچے بھی پیچھے پیچھے اس کمرے کی طرف بڑھے

کمرے کے دروازے کے قریب جا کر یوناف نے کیرش کو مخصوص اشارہ کیا جس کے
میں پہلے کیرش اس کمرے میں داخل ہوئی۔ یوناف رک گیا اس کے بعد اس نے
خاتون کو اس کمرے میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ بوڑھی خاتون دونوں بچوں کو لیکر
اس کمرے میں داخل ہو گئی آخر میں یوناف اس کمرے میں داخل ہوا اور جس جگہ
وہ خود اور کیرش حصار کو پار کر کے گئے تھے وہاں اپنے خنجر سے یوناف نے حصار کو پھر
کر دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف پہلے کی طرح کیرش کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا۔
تنور کی جلتی آگ کی روشنی میں یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے دیکھا بوڑھی
کی آنکھیں استبداد اور مردم آزاری' تشدد اور تباہ کاری' تاریکیوں کے بے انت
اندھی راتوں کی خونخواری کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا۔ تھوڑی دیر تک یوناف اور
دونوں میاں بیوی اس بوڑھی خاتون اور دونوں بچوں کا جائزہ لیتے رہے پھر یوناف بولا
ویرانیاں پھیلاتے بگولوں اور آزار و گزند دیتے طوفانوں اور گرجتی دھاڑتی آندھیوں کی سی
میں وہ اس بڑھیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ بڑھیا تو مجھے اور میری بیوی کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ تو لاکھ بھیس بدلے اپنا آپ
لیکن میں تو تیری آنکھوں میں جھانک کر تیرے دل میں اٹھنے والے سارے ارادوں
بدگمانیوں کو بھی جانچ اور بھانپ سکتا ہوں۔ کیا میری طرف سے تیرے لئے یہ انکشاف نیا

اور حیران کن نہ ہو گا بڑھیا خاتون تو حقیقت میں نطماس ہے اور تیرے ساتھ یہ دو ہیں یہ حقیقت میں سلیوک اور اوغار ہیں اور تم تینوں نے یہ روپ دھارا ہے۔ اس روپ میں تم تینوں ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو اور ہمیں نقصان پہونچاؤ۔ یوناف کی اس گفتگو سے وہ تینوں حرکت میں آئے پھر وہ بڑھیا اور دونوں بچوں کا روپ چھوڑ کر اصل روپ نطماس، سلیوک اور اوغار کے روپ میں یوناف اور کیرش کے سامنے ہوئے تھے۔ یوناف اور کیرش نے اندازہ لگایا اس سے ان تینوں کی حالت ستم کی آگ، ایندھن، درد کی خونی چڑیلوں اور دھول لہو کے گرد و غبار جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نطماس بولا اور حشر برپا کرتی طغیانیوں، دھواں دھواں غبار میں تملاتی مضطرب اور وحشت کے ہیولوں میں چنگھارتے ناچتے شعلوں کی طرح یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے تو نے ابھی تک نہ ہمیں سمجھا ہے اور نہ جانچا اور بھالا ہے تو وہ قوتیں ہیں جو جیون کو دھواں دھواں تاریکی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ہم وہ ہیں جو لوگوں میں طوفان اٹھانے کے انداز پیدا کر دیتے ہیں۔ ہم اپنے دشمنوں کے لئے تہہ خانوں میں موت کی گاڑھی خونی کہر اور درد و الم کی آگ بن کر نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور نطماس ہی کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نطماس تیری اور سلیوک اور اوغار تینوں کی ایسی تیسی۔ جو کچھ تم نے کہا میں بکواس اور بے ہودہ پن سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ دیکھ میں تو وہ نیکی کا نمائندہ ہوں جو تم کے مقابلے میں سیل آتش و آہنگ اور آگ کی لپٹوں کا گورکھ دھندہ بن کر نمودار ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے جیسی شیطانی آدرشوں کے سیاہ ہیولوں سے کیسے نمٹا جاتا ہے۔ اس پر نطماس پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے اتنا مت اترا۔ اتنا مت بن۔ یاد رکھ آج کی رات تیری اور تیری بیوی دونوں کی زندگی کی آخری رات ہو گی اور تمہاری زیست کی اس رات کے مقدر میں سحر نہیں ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ نطماس تو بکتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک بار سلیوک اور اوغار بھی روپ بدل کر اسی کمرے میں آئے تھے جو میں نے ان کا حشر کیا تھا اس حشر سے بھی بدترین حشر میں تم تینوں کا کروں گا۔ اس کے ساتھ یوناف اور کیرش نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان کے اس طرح دیکھنے سے نطماس، سلیوک اور اوغار بھی شاید سمجھ گئے تھے کہ وہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں لہٰذا وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ وہ آگے بڑھ کر یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہوں لیکن جونہی وہ یوناف کے کھینچے ہوئے حصار کے قریب گئے انہیں اچانک رک جانا پڑا۔ اس صورتحال پر نطماس، سلیوک اور اوغار ٹھٹھک کر رہ گئے تھے۔

... نطماس نے اپنے منہ سے حیرت انگیز آگ نکالی وہ آگ اس نے اس حصار ... نے کھینچا تھا شاید ایسا کر کے اس نے یوناف کے کھینچے ہوئے حصار کی قوت ... تھا۔

... کا ایسا کرنا تھا کہ یوناف اور کیرش برق کے کوندوں کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ ... تین سلاخیں جو انہوں نے آگ میں رکھی ہوئی تھیں وہ آگ کی طرح سرخ ... ان کے پیچھے لکڑی کے موٹے دستے تھے انہیں سے ایک کیرش نے کھینچ لی ... نے سنبھال لیں اپنی لوہے کی دونوں گرم سلاخوں سے یوناف نطماس اور ... آور ہوا جبکہ لوہے کی گرم اور سرخ سرخ سلاخ سے کیرش نے اوغار پر حملہ ... دونوں میاں بیوی نے لگاتار دھلون لوہے کی گرم سرخ سلاخیں ان تینوں کی پیٹھوں پر برسانا شروع کر دی تھیں۔

... اور کیرش کے اس عمل اور کارروائی سے نطماس، سلیوک اور اوغار بری طرح ... آہیں اور سسکیاں لینے لگے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یوناف اور کیرش کے سامنے ... یوناف اور کیرش دونوں نے اپنی پوری شدت اور غضبناکی سے ان کا تعاقب ... تیزی کے ساتھ وہ ان کی پیٹھوں پر لوہے کی گرم سرخ سلاخیں برساتے رہے ... باہر صحن میں جا کر نطماس، سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں ... کی صورت میں وہ فضا میں اٹھتے ہوئے یوناف اور کیرش کی نظروں سے ... تھے۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک صحن میں کھڑے ہو کر ... رہے پھر وہ واپس اس کمرے میں چلے گئے تھے جس سے اٹھ کر وہ باہر نکلے ...

... سلیوک اور اوغار قبرستان سے باہر انسانی روپ میں نمودار ہوئے اس کے بعد ... اور بڑی حیرت اور جستجو میں وہ نطماس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آقا ان دونوں ... کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ آپ ایک بوڑھی خاتون کا روپ دھار کر مجھے اور اوغار ... حالت میں لیکر ان کی قیام گاہ میں داخل ہوئے تھے۔ پھر مجھے حیرت اور تعجب ہے کہ ... کیسے خبر ہو گئی کہ آپ نطماس ہیں اور میں سلیوک اور دوسری اوغار ہے۔ سمجھ ... یا تو اس کے پاس کوئی قوت ہے جو ہماری آمد سے پہلے ہی اسے مطلع کر دیتی ہے ... پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں اگر یہ نہ ہو تو کیسے اسے ہماری آمد اور جان پہچان کا ... ہے۔ اس پر نطماس بولا اور کہنے لگا۔

... سلیوک تمہارا اندازہ درست ہے اس کے قبضے میں ضرور کوئی قوت ہے جو اسے

ہماری آمد اور روانگی کی اطلاع پہلے سے کر دیتی ہے لیکن تم جانتے ہو میں ہار
والا۔ اب میں اس پر حملہ آور ہونے کا وہ طریقہ آزماؤں گا کہ اسے اور اس کے
کوئی قوت ہے اسے خبر تک نہ ہو گی کہ میں اس پر حملہ آور ہونا چاہتا ہوں
مسکن کی طرف چلتے ہیں۔ اس کے بعد وہ تینوں اپنے کوہستانی محل کی طرف چلے

یوناف اور کیرش اپنے کمرے میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی
لمس دیا۔ پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میں خوش ہوں
میاں بیوی نے مل کر نطاس، سلیوک اور اوغار کو مار بھگایا ہے اب تم دونوں
خوب چین اور سکون سے صبح تک آرام کرو۔ نطاس، سلیوک اور اوغار اپنی
کی طرف جا چکے ہیں اور دوبارہ حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ میں
ہوں صبح پھر آؤں گی۔ اس لئے کہ صبح ہی صبح ہم یہاں سے ارض شام کی طرف
گے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ یوناف
دونوں میاں بیوی آرام کرنے لگے تھے۔

○

دوسرے روز سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد یوناف اور کیرش دونوں
ابلیکا کی رہنمائی میں ارض شام کی طرف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہو
گئے تھے۔ ارض شام میں وہ عربوں کے قبیلہ قضاعہ کی بستی کے باہر نمودار ہوئے
میدان میں بہت سے لوگ ایک گول دائرے کی صورت میں جمع تھے۔ یوناف اور
ان لوگوں کے درمیان نمودار ہوئے۔ انہوں نے دیکھا جہاں لوگ ایک ہالے کی
تھے ان کے درمیان مقابلے کے لئے یوناف اور کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے دو جوان
درمیان میں جو جگہ خالی تھی وہاں سوکھی کھجور کا ایک قدرے پتلا تنا گاڑ دیا گیا تھا
تیر اندازی کا مقابلہ تھا۔ دو جوان جنہوں نے اس مقابلے میں حصہ لینا تھا وہ مقرر
فاصلے پر آ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے کندھوں پر کمانیں ڈال رکھی تھیں اور
پر تیروں بھرے ترکش تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ان جوانوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ اس
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس کے بعد ابلیکا کی رس گھولتی اور سحر
آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ کیرش بھی متوجہ ہو کر ابلیکا کی یہ گفتگو سنے
کرنے لگی تھی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔

دیکھ یوناف یہ دو نوجوان جو مقابلے کے لئے نکلے ہیں ان کا تعلق عربوں کے قبیلے قضاعہ
سے ہے ایک کا نام رقیع ہے اور دوسرے کا نام قصی ہے۔ اس کا اصل نام قصی نہیں بلکہ
اس کا اصل نام زید ہے لیکن یہ چونکہ اپنے وطن سے دور دراز کی سرزمینوں میں آ گیا ہے
اس دوری کی نسبت سے لوگ اسے قصی کہنے لگے اور اب یہ زید کی نسبت قصی کے
نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تم کہہ رہی ہو کہ دونوں نوجوانوں کا تعلق بنی قضاعہ سے ہے۔ پھر تم یہ بھی
کہہ رہی ہو کہ ایک نوجوان جس کا نام زید ہے اپنی اصل سرزمینوں سے دور ہے لہٰذا اسے قصی
کہہ کر پکارا جاتا ہے اس پر ابلیکا کھکھلاتے ہوئے کہنے لگی ہاں تم بھی اپنی جگہ ٹھیک ہو پر
میں نے جو کہا ہے وہ بھی درست ہے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر ہم
اپنی اپنی جگہ درست ہیں تو تفصیل سے بتاؤ کہ تم اپنی جگہ کیسے درست ہو۔ اس پر ابلیکا
بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف مکہ کے قریش خاندان سے ایک شخص تھا نام جس کا کلاب بن مرہ تھا۔ اس
کلاب بن مرہ کی بیوی کا نام فاطمہ بنت سعد تھا اور یہ بنو کنعانہ سے تھی۔ فاطمہ بنت سعد کے
بطن سے کلاب بن مرہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک زہرہ بن کلاب اور دوسرا زید بن
کلاب کہتے ہیں کلاب بن مرہ جوانی میں فوت ہو گیا اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اس کی
بیوی فاطمہ بنت سعد نے ایک شخص ربیعہ بن حرام سے شادی کر لی۔ اس ربیعہ بن حرام کا
تعلق ارض شام میں رہنے والے بنو قضاعہ سے تھا لہٰذا نکاح کے بعد ربیعہ بن حرام اپنی بیوی
فاطمہ بنت سعد کو مکہ سے ارض شام لے آیا۔ فاطمہ بنت سعد کا بڑا بیٹا زہرہ بن کلاب تو
جوان تھا لہٰذا جب اس کی ماں فاطمہ بنت سعد نے دوسرا نکاح کیا تو مکہ ہی میں اپنی قوم
میں رہ گیا مگر دوسرا بیٹا جس کا نام زید تھا اسے اب قصی کہہ کر پکارا جاتا ہے وہ چونکہ
شیر خوار تھا اس لئے اپنی والدہ فاطمہ بنت سعد کے ساتھ مکہ سے ارض شام کی طرف چلا
یہیں وہ زید جوان ہوا اور قصی کہلایا۔ یہی قصی اس وقت مقابلہ کرنے کے لئے میدان
میں آیا ہے۔

دیکھ یوناف یہ زید جسے قصی کہہ کر پکارا جاتا ہے اس کا باپ کلاب بن مرہ بنو قریش سے
تھا اس لئے یعنی زید کا اصل وطن تو مکہ ہی ہے۔ مکہ میں اسے زید ہی کے نام سے پکارا جاتا
تھا لیکن جب یہ اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کے ساتھ مکہ سے ارض شام کی طرف چلا آیا تو
اپنے اصل وطن سے دوری کی بنا پر اسے زید سے قصی کہہ کر پکارا جانے لگا۔
ابلیکا شاید مزید کچھ کہتی کہ وہ خاموش ہو گئی۔ اس لئے کہ مقابلے کی ابتدا ہونے لگی

تھی۔ لہٰذا ایلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ مقابلے میں حصہ لینے والے دونوں نوجوانوں کو اس لکیر پر کھڑا کر دیا گیا تھا کہ وہاں سے کھجور کے تنے کو اپنا ہدف بنائیں۔ دونوں جوانوں کو پانچ پانچ تیر دیئے گئے تھے جو انہوں نے کھجور کے تنے پر پیوست کرنے تھے۔ دونوں جوان حرکت میں آئے۔ زید جسے قصی کہہ کر پکارا جاتا تھا اس کے پانچوں تیر کھجور کے تنے میں پیوست ہوئے اس کے مقابلے میں حصہ لینے والا دوسرا جوان جس کا نام رقیع تھا اس کے تیر کھجور کے تنے میں پیوست نہ ہوئے تھے۔

قصی جب مقابلہ جیت گیا تو دوسرا جوان رقیع بڑا غضبناک ہوا۔ پہلے مقابلے میں حصہ لینے والے دونوں جوانوں میں گفتگو ہوئی نزع بڑھا اور ایک دوسرے کو گفتنی ناگفتنی کہنی شروع ہوئیں۔ معاملہ یہاں تک بڑھا کہ دونوں نوجوانوں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی تھی۔ مگر مقابلے کے انتظام کرنے والے لوگ بیچ میں آئے اس طرح بیچ بچاؤ ہوا۔ اس موقع پر ہارنے والا نوجوان جس کا نام رقیع تھا اس نے طعنہ دینے کے انداز میں قصی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو ہمارے خاندان سے تو ہے نہیں۔ اگر اتنا ہی اچھا بہادر اتنا ہی دلیر اور جرات مند ہے تو اپنے خاندان میں کیوں نہیں چلا جاتا۔

مقابلہ ہارنے والے جوان رقیع کے یہ الفاظ زید یعنی قصی کے دل پر تیر بن کر لگے تھے۔ اس جوان کے طعنہ دینے پر شک ہو گیا تھا کہ شاید اس کا تعلق جو قضاعہ سے ہے۔ لہٰذا وہ میدان سے نکل کر بستی کی طرف بھاگا۔ اس موقعہ پر ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا کہنے لگی۔ دیکھ یوناف یہ زید یعنی قصی اپنے گھر کی طرف بھاگا ہے شاید اپنی ماں سے اپنی اصلیت کریدنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا اس گفتگو سے لطف اندوز ہونے کے لئے تم میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ قصی کا تعاقب کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں اپنی ماں سے کیا گفتگو کرتا ہے۔ ایلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہوئے قصی کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

قصی بھاگتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔ اس وقت اس کا سوتیلا باپ ربیعہ بن حرام گھر میں نہیں تھا لیکن اس کی ماں فاطمہ بنت سعد اپنے بیٹے رزاح بن ربیعہ کو اپنے ساتھ لئے باتیں کر رہی تھی۔ رزاح قصی کا ماں سے سگا اور باپ سے سوتیلا بھائی تھا۔ غصے کی حالت میں قصی بھاگتا ہوا اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کے پاس آیا اس کی حالت دیکھتے ہوئے فاطمہ بنت سعد گھبراہٹ اور فکر مندی میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ربیعہ سے فاطمہ کا

بیٹا رزاح بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ قصی قریب آیا یوناف اور کیرش بھی انسانی نگاہوں سے اوجھل اس منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔ قریب آ کر قصی نے اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کو مخاطب کر کے پوچھا۔

ماں میرا باپ کون ہے۔ قصی کے اس غیر متوقع اور اچانک سوال پر ربیعہ گھبراہٹ کا شکار ہو گئی وہ انتہائی پریشانی کے انداز میں اپنے بیٹے قصی کی طرف دیکھتی رہی ایک نگاہ اپنے بیٹے رزاح پر بھی ڈالی جو قصی کے سوال پر کبھی اپنے بھائی قصی کی طرف دیکھتا اور کبھی اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کی طرف دیکھتا رہ گیا تھا۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے فاطمہ بنت سعد قصی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

بیٹے میرے بیٹے تیرے باپ کا نام ربیعہ ہے تم کیوں اس قسم کے فضول اور غیر متوقع سوال کرتے ہو۔ اس پر قصی پھر بولا اور کسی قدر غصے کی حالت میں کہنے لگا۔

اگر میرا اور میرے بھائی رزاح کا باپ ربیعہ بن حرام ہی ہے تو لوگوں نے مجھے طعنہ کیوں دیا۔ اس پر فاطمہ بنت سعد نے بڑی اذیت اور تکلیف دہ انداز میں اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے پوچھا کس نے تمہیں کیسا طعنہ دیا ہے۔ اس پر قصی بولا اور کہنے لگا دیکھ ماں آج رقیع کے ساتھ میرا تیر اندازی کا مقابلہ تھا۔ تو جانتی ہے کہ رقیع اپنے آپ کو بڑا بہادر اور شجاع خیال کرتا ہے۔ دیکھ ماں تیر اندازی کے اس مقابلے میں میں نے اسے شکست دی ہے۔ اس سے شکست کے بعد رقیع آپے سے باہر ہو گیا۔ میرا اس کا جھگڑا ہونے لگا تھا کہ کچھ لوگ بیچ میں پڑ کے ہم دونوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ دیکھ ماں اس موقع پر مقابلہ ہارنے والے رقیع نے مجھے طعنہ دیا۔ اس نے مجھے کہا کہ تو ہمارے خاندان سے نہیں ہے اگر اتنا اچھا اتنا بہادر اور دلیر ہے تو پھر تو اپنے خاندان میں کیوں نہیں چلا جاتا۔ ماں تجھے مرنے والے باپ کی قسم سچ بتانا کیا میں ربیعہ بن حرام کا بیٹا ہوں کیا میرا باپ وہی ہے۔ اس پر فاطمہ بنت سعد کے چہرے پر اداسیاں اور پریشانیاں ہی بکھر گئی تھیں۔ وہ کچھ دیر تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میرے بیٹے کاش تو نے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ کاش تمہیں حسن جوار کا خیال ہوتا۔ کاش تو اپنے باپ کا ہی لحاظ رکھتا۔ میرے بیٹے اگر تو مجھ سے سچ ہی سننا چاہتا ہے تو قسم کعبہ کی تو اپنی ذاتی حیثیت اپنے والد کی حیثیت' خاندان کی حیثیت سے اس خاندان سے نہیں ہے۔ جس میں تو ان دنوں رہ رہا ہے۔ دیکھ میرے بیٹے اب میں تم سے سچ کہوں گی۔ یہ میری دوسری شادی ہے۔ میری پہلی شادی مکہ کے ایک محترم' شخص کلاب بن مرہ سے ہوئی۔ اس سے میرے دو بیٹے ہوئے ایک زہرہ جو تیرا

بڑا بھائی ہے ایک تو- دیکھ ۔ میرے بچے تیرا بڑا بھائی زہرہ ان دنوں مکہ ہی میں
وقت میں نے دوسری شادی کی تو شیر خوار بچہ تھا- زہرہ تو مکہ ہی میں رہا میں
ان سرزمینوں میں لے آئی- دیکھ میرے بچے تیرا گھرانہ اس گھرانے سے
معزز ہے جس میں تو رہ رہا ہے اور یہ بات میرا موجودہ شوہر ربیعہ بن حرام
ہے- دیکھ زید میرے بچے تیرے باپ کا نام کلاب بن مرہ ہے تیری قوم مکہ
اللہ کے پاس آباد ہے-

اپنی ماں کے ان الفاظ سے قصی فیصلہ کن انداز میں بولا اور کہنے لگا دیکھ ماں
باپ ربیعہ بن حرام نہیں بلکہ کلاب بن مرہ ہے اگر میری قوم میرا قبیلہ قضاعہ
قوم مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے پاس آباد ہے تو سن میری ماں قسم کعبہ کے
یہاں ہرگز نہ رہوں گا- میں اپنی قوم اپنے بھائی زہرہ کے پاس مکہ چلا جاؤں گا اور
گا- مکہ ہی کی بستی اور سرزمین اور شہر کو اپنی مستقل رہائش بنا کر رہوں
بنت سعد فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی- دیکھ میرے بچے تو اکیلا
سے کیسے مکہ جائے گا- اس پر قصی بولا دیکھ ماں اب تو جو چاہے کر لے میں
مکہ جاؤں گا- اپنے بھائی زہرہ کے پاس مستقل رہوں گا- ماں نے دیکھا کہ قصی
میں ارض شام سے مکہ جانے پر مصر ہے تب وہ نرم ہو کر بولی اور کہنے لگی-

قصی سن میرے بچے اگر تو شام کی سرزمین سے نکل کر مکہ جانے
میری بات مان- چند ہفتوں تک حج کا مہینہ آنے والا ہے- حج کرنے کے لئے
عربوں کے بہت سے قافلے مکہ کی طرف جاتے ہیں- دیکھ میرے بیٹے تو
حج کے لئے کسی قافلے کے ساتھ مکہ چلے جانا- میں تیرے ساتھ وعدہ کرتی
نہیں روکوں گی ماں کے یہ الفاظ سن کر فرمانبرداری اور تابعداری میں قصی نے
لی پھر وہ میٹھی نگاہوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا- ماں میں
گا نہیں- میں حج کے موسم کا انتظار کروں گا اور جب یہاں سے حاجی مکہ کی
گے تو میں بھی حاجیوں کے کسی قافلے کے ساتھ مکہ روانہ ہو جاؤں گا اور
ساتھ جا رہوں گا- اس طرح قصی وہاں سے ہٹ گیا تھا- قصی کے بچے
سعد کا بیٹا رزاح جو دوسرے شوہر ربیعہ بن حرام سے تھا کچھ دیر تک خاموش
فاطمہ بنت سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا- دیکھ میری ماں تو نے یہ بات
کیوں چھپائے رکھی کہ قصی میرا سگا بھائی نہیں ہے اور یہ کہ اس کے باپ
مرہ ہے- دیکھ ماں چاہے وہ میرے باپ ربیعہ بن حرام کا بیٹا ہو یا کلاب

بھائی خیال کرتا ہوں- اب اس سے دوری اس سے جدائی میں کیسے برداشت
میری ماں جب حج کا موسم آئے گا تو میں اس کے ساتھ جاؤں گا اور جب حج
لوٹے گا تو میں اس کی منت سماجت کر کے اور سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ
آؤں گا- وہ میرا بھائی ہے میرا بازو ہے- میں چاہتا ہوں وہ یہیں ہمارے پاس
دوسرے بیٹے رزاح بن ربیعہ کی یہ گفتگو سن کر فاطمہ بنت سعد کا دل بھر
پر نم ہو گئیں- پھر اس نے اپنا ہاتھ رزاح بن ربیعہ کے سر پر رکھا- پھر
آواز میں بولی اور کہنے لگی-

ہے میرے بچے- میں تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ جب حج کا مہینہ آئے
کسی حج کے قافلے کے ساتھ روانہ ہو تو تو بھی اس کے ساتھ جانا- پھر جب
آئے تو تو بھی کسی طریقے سے اپنے بھائی قصی کو اپنے ساتھ لے آنا-
سن کر رزاح خوش ہو گیا تھا اور پھر اس سمت چلا گیا تھا جس طرف قصی
رزاح دونوں بھائی جب اپنی ماں کے پاس سے ہٹ گئے تو یوناف اور کیرش
ربیعہ بن حرام کے مکان کے باہر وہ نمودار ہوئے- پھر کیرش بولی اور
کے کہنے لگی- یوناف میرے حبیب اب ہمیں کیا کرنا چاہیے- میں چاہتی
میں رہائش کر لیں اور دیکھیں یہ قصی بن کلاب جب ان سرزمینوں
اس پر کیا گذرتی ہے- جواب میں یوناف کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ اسی لمحہ
گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی-

کیرش ٹھیک کہتی ہے میں بھی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں- میں چاہتی
کچھ عرصہ یہیں کسی سرائے میں قیام کر لو اور جب قصی بن کلاب
مکہ کی طرف روانہ ہو تو تم بھی مکہ کی طرف روانہ ہو جانا اور پھر حالات کا
قصی مکہ جا کر اپنی زندگی کا کیا رخ اختیار کرتا ہے- اس پر یوناف بولا اور

تمہاری اور کیرش کی یہی مرضی ہے تو نطماس کے محل میں رہنے والی
سیلوک اور اوغار کا کیا بنے گا- کیا ہمیں ان کے خلاف حرکت میں نہیں
ابلیکا بولی اور کہنے لگی ان کے خلاف بعد میں بھی حرکت میں آیا جا سکتا
الخال وہ بنی نوع انسان کے لئے نقصان دہ تو نہیں ہیں- صرف شرک کا
ختم کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں- فی الحال لوگ انہیں بکرا مہیا کرتے
اپنی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں- مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز

ہم انہیں ضرور اپنے سامنے زیر اور مغلوب کریں گے۔
یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا لمحہ بھر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام
ہوئے کہہ رہی تھی۔ دیکھ یوناف میں جانتی ہوں اس سے پہلے میرا تیرا اور
نطاس، سلیوک اور اوغار جیسی طاقتور اور گناہ کی دلدادہ قوتوں سے نہیں پڑا
بھی ہمارے لئے نئی چیز ہے کہ نطاس بے پناہ قوتوں کا مالک ہے اور اس کے
بہت سی بدروحیں سلیوک اور اوغار کے علاوہ اس کے ساتھ ہیں وہ ہمارے
گرفت میں نہیں آ رہا لیکن وہ وقت دور نہیں جب ہم اسے اپنی گرفت میں
گے۔ فی الحال تم دونوں میاں بیوی انہی سر زمینوں میں قیام کرو اور قصی
حالات کا جائزہ لو۔
یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز کو قبول کر لیا۔ دونوں میاں بیوی قضاعہ کی
نکلے اور بستی کے باہر صحرا کے اندر انہوں نے ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔
جب حج کا زمانہ آیا تو قصی بن کلاب حج کے کارواں کے ساتھ مکہ کی
اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ بھی اس کے ساتھ چل دیا۔ یوناف اور کیرش بھی
جانے والے حاجیوں کے کارواں میں شامل ہو گئے تھے۔
مکہ پہونچ کر قصی حاجیوں کے قافلے سے علیحدہ ہوا۔ اس کا بھائی رزاح
اس کے ساتھ تھا۔ دونوں مکہ کے لوگوں سے پوچھتے ہوئے ایک گھر کے دروازے
اس دروازے پر قصی بن کلاب نے دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک
کھولا۔ قصی بن کلاب اور رزاح بن ربیعہ نے دیکھا وہ شخص آنکھوں سے
ایک ہاتھ میں لاٹھی تھی جس کے سہارے وہ چلتا تھا۔ دروازہ کھولنے
پوچھنے لگا تم کون ہو اور کیوں میرے گھر کے دروازے پر دستک دی ہے۔
اس پر قصی بن کلاب بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا میں
ہوں۔ اس پر وہ اندھا بولا اور کہنے لگا میرا نام زہرہ بن کلاب ہے۔ قصی بن
وہ اس کا بھائی ہے اور اندھا ہو چکا ہے۔ اس کا دل چاہا کہ بھاگ کر آگے
بھائی سے لپٹ جائے پر اس سے پہلے وہ اپنے بھائی سے پوری طرح اپنا تعارف
تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑے شوق سے اپنے بھائی زہرہ بن کلاب کی طرف
پوچھنے لگا کیا تم کسی ایسی خاتون کو جانتے ہو جس کا نام فاطمہ بنت سعد ہو۔
قصی بن کلاب کے ان الفاظ سے زہرہ بن کلاب اداس اور افسردہ
بن کلاب اور رزاح بن ربیعہ کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں میں نمی

اس نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اور ڈوبتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ فاطمہ بنت سعد وہ مجھ
غریب کی ماں تھی۔ ہائے حیف۔ وقت اور زمانے نے بھائیوں اور ماں کے درمیان دوری
اور حائل کر دیا۔ سن اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے اور فاطمہ بنت سعد میری ماں کہاں
اگر وہ زندہ ہے تو میری دعا ہے کہ جہاں بھی ہو خوش رہے میرے باپ کے مرنے کے
اس نے بنو قصی کے ایک شخص ربیعہ بن حرام سے نکاح کر لیا تھا۔ وہ ایسی شفیق ماں
کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی پر میں نے مکہ ہی میں رہنا پسند کیا۔ اس پر
بن کلاب بولا اور پوچھنے لگا۔
اے زہرہ بن کلاب کیا تمہارا کوئی دوسرا بھائی بھی تھا۔ اس پر زہرہ بولا ہاں میرا ایک
بھائی تھا جس وقت میری ماں نے نکاح کیا اس وقت وہ شیر خوار تھا لہٰذا میری ماں اسے
ساتھ لے گئی۔ اس کا نام زید بن کلاب تھا۔ قصی اب اس سے زیادہ برداشت نہ کر
آگے بڑھا اور زہرہ سے بری طرح لپٹ گیا۔ پھر اپنے منہ کو اس کے کان کے قریب
لاتے ہوئے بڑے پیار سے کہنے لگا۔ زہرہ میرے بھائی میں تیرا چھوٹا بھائی زید بن کلاب
میں آج تک اپنے آپ کو زید بن ربیعہ ہی سمجھتا رہا لیکن چند ہفتے پہلے مجھے پتہ چلا
میں زید بن ربیعہ نہیں۔ زید بن کلاب ہوں۔ یہ انکشاف ہونے پر دیکھ میرے بھائی میں
ملنے آیا ہوں اور ارض شام کے بجائے مکہ میں رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔
قصی بن کلاب کے اس انکشاف پر زہرہ بن کلاب کا دل بھر آیا تھا۔ لاٹھی اپنی اس نے
طرف پھینک دی پھر وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ قصی بن کلاب سے لپٹ گیا تھا۔
دیر تک وہ اسے پیار کرتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا میں محسوس کرتا ہوں تیرے ساتھ
بھی ہے۔ اس پر قصی بولا اور کہنے لگا۔ ہاں میرے ساتھ میرا بھائی ہے یہ ہم دونوں
سگا اور باپ سے سوتیلا اس کا نام رزاح بن ربیعہ ہے۔ اس پر زہرہ بولا اور کہنے
آگے لاؤ تاکہ میں اس سے بھی ملوں۔ اس پر رزاح بن ربیعہ خود آگے بڑھا۔ زہرہ
گیا۔ زہرہ نے بھی اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا۔ پھر وہ ان دونوں کو مکان میں
تھا۔ اس طرح قصی بن کلاب اور رزاح بن ربیعہ نے زہرہ کے یہاں قیام کر لیا تھا۔
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی یہ سارا منظر دیکھتے رہے۔ جب تینوں بھائی گھر کے
گئے۔ تو یوناف اور کیرش نے بھی مکہ کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔
جب حج کا زمانہ ختم ہوا تو رزاح بن ربیعہ نے اپنے بھائی قصی بن کلاب کو اس بات پر
کرنے کی کوشش کی کہ وہ واپس اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کے پاس چلے لیکن قصی بن
نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ تب رزاح بن ربیعہ بے چارہ مجبور ہو کر حج کے

قافلے کے ساتھ ارض شام کی طرف لوٹ گیا تھا۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مکہ کی سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کیرش یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اب جبکہ ہم نے مکہ کی اس سرائے میں قیام کر لیا ہے تو آپ مجھے مکہ اور اس پر حکومت کرنے والوں کے حالات تفصیل سے سنائیں گے۔ تاکہ میرے علم میں یہاں رہتے ہوئے اضافہ ہو۔ آپ تو اکثر و بیشتر اس شہر میں آتے رہے ہوں گے لہٰذا اس شہر کے سارے حالات خوب جانتے ہوں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا ہاں میں تجھے اس شہر کے حالات سناتا ہوں۔ سنو۔

اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو مختلف مقامات پر کچھ اس احسن انداز میں آباد کیا کہ وہ ایک سلسلے میں جڑے رہے۔ آپ نے اپنے فرزند اسحاق علیہ السلام کو مغرب میں ارض شام میں آباد کیا تاکہ اپنے ننھیال سے انہیں قرب میسر رہے۔ اور حجاز کی سرزمین میں اپنے بیٹے اسماعیل کو آباد کیا ان کا ننھیال چونکہ مصر مغرب میں واقع تھا انہیں یہاں آباد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بوقت ضرورت اسماعیل اور ان کا ننھیال ایک دوسرے کی اعانت کر سکیں۔

اس کے علاوہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی تیسری بیوی قطورہ سے اپنی اولاد کو آباد کیا۔ اللہ کے نبی اسماعیل کی شادی بنو جرہم کے سردار مضاض کی بیٹی سے ہوئی جو عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا۔ جبکہ اسحاق کا نکاح شام میں اپنے ننھیال میں ہوا۔ بنو جرہم جن میں اسماعیل کی شادی ہوئی تھی وہ حجاز میں آباد ہوئے تو آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھتی گئی اور جلدی ہی یہ لوگ اس قدر پھیل گئے کہ مغرب میں مصر تک جو ان کا ننھیال تھا جن کی طرف ان کے خیمے یمن تک پھیل گئے۔ جہاں ان کے بھائی آباد تھے وہاں بھی ان کی بستیاں شام کی سرحد سے جا ملیں جہاں ان کے بھائی آباد تھے۔

اس طرح ایک ہی باپ کے فرزند بابل اور مصر کے قدیم علم و تہذیب کے وارث بن گئے۔ بحیرہ ہند اور بحیرہ احمر جیسی بندرگاہیں ان کے قبضے میں آ گئیں۔ جس کے باعث دنیا کی تجارت پر وہ قبضہ کر سکتے تھے اور عرب کا اندرونی حصہ بھی انہیں کے لیے دفاعی اعتبار سے ہمیشہ ناقابل تسخیر حصار ثابت ہوا تھا۔ جب اللہ کے نبی اسماعیل اور بنو جرہم حجاز کی سرزمین پر خوب پھیل گئے تو بنو عمالقہ کے بادشاہ سمیدہ بن ہوبر نے

ان پر حملہ کیا۔ مکہ معظمہ کے نشیبی علاقے میں بنو اسماعیل اور بنو عمالقہ کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بنو اسماعیل اور بنو جرہم کو فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح بنو عمالقہ کی شکست کے بعد مکہ میں بنو جرہم کی سلطنت خوب مستحکم ہوئی جو تین سال تک قائم رہی۔
یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کیرش گو بنو جرہم مکہ میں ایک زبردست اور باوقار سلطنت کے مالک تھے مگر جب انہوں نے حدود خداوندی کو توڑا۔ خلق خدا کو ظلم اور جور کا نشانہ بنایا۔ حرم محترم کی عزت و حرمت کو تاخت و تاراج کیا۔ باہر سے آنے والے مسافرین کی عزت و آبرو اور مال و متاع کو لوٹنا ان کا معمول بن گیا۔ بیت اللہ پر چڑھائی جانے والی نذر و نیاز کو نوالہ تر بنایا۔ خزانہ کعبہ کی طرف دست دراز کیا اور حد یہ کہ کعبہ کے اندر قبیلہ جرہم کے دو یمنی مرد اور عورت اساف اور نائلہ نے بدکاری جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کیا۔

تو ان کے مقدر کا ستارہ گردش میں آ گیا۔ ان کا جاہ و جلال اور کروفر ذلت اور تباہی اور بربادی کا شکار ہو گیا۔ جب بنو جرہم اس ذلت اس پستی اس گناہ اور معصیت کا شکار ہوئے تب ان کے بادشاہ بن عمر بن حارث مضاض بن امر الجبری نے اپنی قوم کو دیکھتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

میری قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی سے باز آ جاؤ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جس قوم نے بھی اس گھر کی عزت و حرمت کو پامال کیا وہ تباہ و برباد ہوئی اور اس کی ذلت و رسوائی کی داستان تمہارے سامنے ہے ایسا نہ ہو کہ افعال بد کی پاداش میں خدا تم پر کوئی دوسری قوم مسلط کر دے اور تم ذلیل و خوار ہو جاؤ۔

قوم اپنے بادشاہ مضاض کی ان ناصحانہ باتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہنے لگی ہم بے حد طاقت والے عرب ہیں۔ ہماری افرادی قوت زبردست ہے۔ ہمارے پاس سامان حرب و ضرب بے اندازہ ہے۔ ہمیں کون شکست دے سکتا ہے۔

اس پر مضاض نے اپنے لوگوں کی اصلاح کی پوری کوشش کی لیکن جب اس نے دیکھا کہ ان کی اصلاح کی اب کوئی امید نہیں تو اس نے کعبہ شریف کی قیمتی اشیاء کو چاہ زم زم میں ڈال کر راتوں رات اسے مٹی سے بھر دیا۔ اس نے سونے کے دو ہرن جو کعبہ شریف میں رکھے ہوئے تھے اس کے علاوہ خزانہ کعبہ، غلاف اور قلعی دار تلواریں بھی چاہ زم زم میں دبا دیں اور زم زم کو اس نے بھر دیا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ بنو جرہم کی بدبختی ہوئی اور وہ اس طرح کہ بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔

یہ قبیلہ سبا میں آباد تھا پر ایک کاہن نے پیش گوئی کی کہ سبا کا بند ٹوٹ جائے گا اور
ہر طرف تباہی مچا دے گا۔ ڈر کے مارے اکثر قبائل وہاں سے وطن چھوڑ کر مختلف علا
آباد ہو گئے۔ اسی طرح خزاعہ بھی ترک وطن کر کے متفرق شہروں سے گزرتے ہوئے
مکہ جا پہنچے۔ وہاں اس نے اقامت کا ارادہ کیا۔

بنو خزاعہ کے سردار عمر بن لحی نے اپنے ایک سردار کو سرداران مکہ کے پاس
ہمیں یہاں کچھ عرصہ تک قیام کی اجازت دیدی جائے۔ مگر مکہ کے سردار بنو خزاعہ
گزارش پر سخت غضبناک اور برہم ہوئے اور انہوں نے پوری شدت سے انکار کر
خزاعہ کو وہاں رہنے سے منع کر دیا۔ اس پر بنو خزاعہ کے سردار عمر بن لحی نے قسم
کہ اگر انہیں بخوشی مکہ میں رہنے کی اجازت نہ دیدی گئی تو وہ بزور شمشیر یہاں
گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف چند لمحوں کے لئے رکا پھر وہ کیرش کو مخاطب کر
لگا دیکھ کیرش بنو خزاعہ کا سردار عمر بن لحی وہی بد بخت انسان تھا جس نے عرب میں
کی بنیاد ڈالی۔ اس سے پہلے اہل عرب بت پرستی کی لعنت سے قطعاً" نہ آشنا تھے
ہی ایک بار ارض شام میں کسی ضرورت کو گیا وہاں بلقا کے شہر مآرب میں قوم
نے بت پرستی کرتے دیکھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عمر بن لحی بڑا خوش
عمالیق سے وہ ہبل نام کا ایک بت خرید لایا جسے کعبہ کے اندر زم زم پر نصب کر
عبادت شروع کرا دی گئی تھی۔

بہرحال جب بنو جرہم نے بنو خزاعہ کو مکہ میں آباد ہونے سے منع کر دیا
جنگ پر اتر آئے۔ بنو جرہم اور بنو خزاعہ میں خوفناک جنگ ہوئی اور یہ جنگ
ہوتی رہی۔ خوب کارزار گرم رہا۔ بالآخر بنو جرہم کو شکست فاش ہوئی اور خزاعہ غالب
رہے انہوں نے مکہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مکہ پر جرہم کے بجائے بنو خزاعہ کی
قائم ہو گئی اسی دوران بنو اسماعیل کے کچھ لوگ بنو خزاعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
سے مکہ میں رہائش کی اجازت طلب کی۔ بنو خزاعہ نے بنو اسماعیل کو مکہ میں رہنے
دیدی۔ اس طرح بنو خزاعہ کو مکہ پر حکمرانی کرتے ہوئے تقریباً" پانچ سو سال گزر
آج کل ان کا ایک بادشاہ شاہ خلیل بن حبشیہ مکہ کا حکمران ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو کیرش بڑی ممنونیت بھری
سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ
کے حکمرانوں اور ان کی قدیم تاریخ کے متعلق مجھے تفصیل سے بتایا۔ اب ہم

صحرائی سرائے میں قیام کرنے کے بعد حالات کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ
کلاب اپنے آپ کو اب یہاں کیسے کامیاب کرتا ہے۔ جس حج کے کارروان کے
ارض شام سے یہاں آیا تھا وہ کارروان تو واپس جا چکا ہے۔ حتی کہ اس کا بھائی
ربیعہ بھی اس کارروان کے ساتھ لوٹ چکا ہے اب دیکھنے کی بات یہ ہو گی کہ یہ
کلاب اکیلا یہاں رہ کر کس قدر کامیابیاں یہاں حاصل کرتا ہے۔
شاید مزید یوناف سے کچھ کہتی کہ یوناف بیچ میں بول پڑا اور کیرش کو مخاطب کر
لگا۔ کیرش آؤ اٹھو کھانا کھانے چلیں بھوک لگی ہے۔ کیرش کچھ کہتے کہتے رک گئی
کے ساتھ اٹھی اور یوناف کے ساتھ ہوئی۔ دونوں میاں بیوی کھانا کھانے کے لئے
بھٹیار خانے کی طرف چلے گئے تھے۔
سال جب حجاز کا میلہ لگا تو اس میلے میں قصی بن کلاب نے بھی شرکت کی۔ اس
گھڑ دوڑ۔ نیزہ بازی اور فنون حرب و ضرب کے دوسرے مقابلے ہوئے ان سب
ن کلاب نے نمایاں حیثیت حاصل کی۔ یہ میلہ کئی روز جاری رہا۔
ی روز جب اس میلے کا شام کے وقت اختتام ہوتا تھا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو
اری کر رہے تھے ایک بوڑھا بڑی تیزی سے قصی بن کلاب کے پاس آیا اور اسے
کے کہنے لگا۔ دیکھ کلاب کے بیٹے میں جانتا ہوں تو ابھی ان سرزمینوں میں نیا ہے پر
ان میں حصہ لیکر اور ہر مقابلے میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے تو نے شہرت اور
وہ مقام حاصل کر لیا ہے جو برسوں سے یہاں رہنے والے کسی جوان کو نصیب نہ
ابن کلاب مجھے ایک ایسی ہستی نے تمہاری طرف بھیجا ہے جو ان سرزمینوں میں
حیثیت اور بڑی ذی وقار ہے۔ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے اس پر قصی بن کلاب
انس بڑی حیرانی سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کون مجھے ملنا چاہتا
پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔ حبی بنت خلیل بن حبشہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔ اس پر
کلاب نے اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔
بی کون ہے اور اس کا باپ خلیل بن حبشہ کون ہے۔ اس پر قصی بن کلاب کو
کرتے ہوئے وہ بوڑھا کہنے لگا۔ اے نوجوان تو ابھی نہیں جانتا یہ خلیل بن حبشہ کون
مکہ کا حاکم اور حکمران ہے۔ جبکہ حبی اس کی اکلوتی بیٹی ہے۔ اس بوڑھے کے اس
قصی بن کلاب اپنی جگہ پر کھڑا رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بوڑھے کو مخاطب کر کے

وہ حبی نام کی لڑکی ہے کہاں۔ بوڑھے نے اپنی انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا وہ دیکھو وہ سامنے سفید رنگ کے گھوڑے کے پاس جو لڑکی کھڑی ہے وہی
حکمران کی بیٹی حبی ہے۔ اس پر قصی بن کلاب بولا اور کہنے لگا سفید رنگ کا وہ گھوڑا
پاس حبی نام کی وہ لڑکی کھڑی ہے وہ تو میرا ہے۔ اس پر بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے
نے کب کہا ہے کہ وہ گھوڑا میرا ہے۔ دیکھ نوجوان گھوڑا تو وہ تمہارا ہی ہے اور
گھوڑے کے پاس کھڑی ہو کر حبی تمہارا انتظار کر رہی ہے وہ تم سے کچھ کہنا چاہتی
اس کے قریب ہی جو سرخ رنگ کا گھوڑا ہے وہ حبی کا ہے۔ اب تم جاؤ۔ اس
صرف تمہیں بلانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس پر قصی بن کلاب چپ چاپ اس کی
چلدیا تھا جہاں اس کے گھوڑے کے پاس مکہ کے حکمران کی بیٹی حبی کھڑی تھی۔

قصی بن کلاب ابھی چند قدم ہی ادھر بڑھا تھا کہ بوڑھے نے پھر آواز دے
روکا۔ قصی بن کلاب اپنی جگہ رک گیا وہ بوڑھا تیز قدم اٹھاتا ہوا قصی بن کلاب کے
اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابن کلاب میں ایک بات تو تم سے کہنا بھول ہی گیا۔ دراصل میں جلدی
جو پیغام مجھے ملا تھا اس کا مرکزی حصہ تو میں تم سے کہہ ہی نہیں سکا۔ اس پر قصی
نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں کہہ سکے تو اب کہہ لو۔ جواب میں وہ بوڑھا بولا اور کہنے

دیکھ ابن کلاب حبی نام کی یہ لڑکی جو مکہ کے حاکم کی بیٹی ہے۔ جب سے یہ
ہوا ہے تب سے یہ تمہاری کارگزاری پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ تم نے چونکہ جو
نمایاں حیثیت حاصل کی ہے اس لئے یوں جانو کہ تم اب اس کی پسندیدہ شخصیت
ہو۔ یوں جانو یہ حبی تمہیں چاہنے تم سے محبت کرنے لگی ہے۔ دیکھ ابن کلاب
کسی عزیز کو مکہ کے حکمران خلیل بن حبشہ کے پاس بھیج سکتا ہے تاکہ وہ
سے اس کی بیٹی حبی کو طلب کرے۔ اس پر قصی بن کلاب بڑے تعجب سے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ یہ تو نے کیسی بات کہہ دی۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے۔
میں ارض شام سے آیا ہوں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ بس میرا ایک بھائی ہے
وہ اندھا ہے۔ وہ کیسے میرا پیغام لیکر مکہ کے حکمران خلیل بن حبشہ کے پاس جا سکتا
پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابن کلاب تو اس کی فکر نہ کر۔ اگر تیری رضامندی ہو تو میں کسی روز
آؤں گا۔ تیرے اندھے بھائی زہرہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور پھر زہرہ تمہارے
کے حکمران خلیل بن حبشہ سے اس کی بیٹی حبی کو طلب کرے گا۔ اس پر قصی

اے بزرگ تم کیسی بات کرتے ہو۔ خلیل بن حبشہ مجھے جانتا ہی نہیں ہے تو وہ پھر کیسے
مجھ کو اپنی بیٹی حبی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینے پر رضامند ہو جائے گا۔ اس پر بوڑھا
وثوق اور اعتماد سے کہنے لگا۔

دیکھو بن کلاب یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ یہ کام حبی کا ہے تیرا کام اس معاملے پر رضا
کا اظہار کرنا ہے۔ اگر تو اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ تو حبی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے
پر رضامند ہے تو یہ سارا کام حبی خود ہی کر لے گی وہ اپنے باپ سے اس سلسلے میں اپنی ماں
کے ذریعے خود کہلوا دے گی اور سن حبی مکہ کے حکمران کی اکلوتی بیٹی ہے۔ یاد رکھنا وہ کسی
صورت اپنی بیٹی کی بات نہیں ٹالے گا۔ اس بوڑھے کی یہ گفتگو سننے کے بعد قصی بن
کلاب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ پہلے مجھے حبی سے ملنے دو۔ اس سے گفتگو کرنے کے بعد پھر میں اپنا
جواب دوں گا۔ اس پر بوڑھا کسی قدر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں۔ یہ
تو نے ٹھیک کہا۔ جاؤ پہلے تم حبی سے ملو۔ اس پر قصی بن کلاب پھر بڑی تیزی سے اپنے
گھوڑے کی طرف بڑھا تھا جس کے پاس حبی کھڑی تھی۔ اپنے گھوڑے کے پاس قصی بن
کلاب جا کر رکا اس نے دیکھا وہ لڑکی جس کا نام اسے حبی بتایا گیا تھا وہ گلوں کے روپ
پھولوں کے نکھار جیسی پر جمال، کلیوں کے خمار، شبنم کی لطافت جیسی شاداب، کھلتی چاندنی کی
طرح گلاب، پنکھڑیوں کی سی حسین اور شگفتہ اور حسین، گدگدی اور زندگی کے بھرپور
ارمانوں جیسی پرکشش تھی۔ اس کے گلابی رسدار لب، اس کے سرخ عارضوں کی شکریں
ادائیں، اس کی نگاہوں میں برق کی جھلمل اس کی نشیلی آنکھیں شگفتہ چہرہ اسے ایک کوندے
اور برق کا طوفان بنائے ہوئے تھے۔

قصی بن کلاب تھوڑی دیر تک اسے بغور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اس نے اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا اے بنت خلیل کیا تو نے مجھے اس بوڑھے کے
ذریعے بلایا۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی ہاں میں نے ہی تمہیں بلایا ہے۔ اس پر قصی بن
کلاب نے پھر بولتے ہوئے پوچھا کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ حبی بولی اور کہنے لگی کیا اس بوڑھے
نے میرے حوالے سے تمہیں کچھ نہیں کہا۔ قصی بن کلاب نے صاف اور سپاٹ لہجہ
استعمال کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ بنت خلیل اس بوڑھے نے تو مجھے یہ بتایا ہے کہ تم مجھے پسند کرتی ہو اس پر حبی
بولی اور تمہارا اس معاملے میں کیا ردعمل ہے۔ قصی بن کلاب فوراً بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ بنت خلیل تم جیسی لڑکی کا کسی سے محبت کرنا ایک نعمت اور سعادت سے کم نہیں ہے

اور پھر تم جیسی لڑکی کی پسندیدگی کا جواب نہ دینا بھی کفران نعمت ہے۔ لہٰذا میں تم دل کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر تم مجھے پسند کرتی ہو تو میں بھی تمہیں پسند ابتدا کرتا ہوں۔ اس پر حبی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ محبتوں میں ڈوبی اور شیرینی اور رس بکھیرتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

اے ابن کلاب اگر تم مجھے اپنی زندگی کا ساتھی چننا پسند کر ہی چکے ہو تو مجھ بنت خلیل کہہ کر کیوں پکارتے ہو۔ اس پر قصی بن کلاب بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ مجھے پسند کرنے کی ابتداء کر چکی ہے تو پھر مجھے ابن کلاب کہہ کر کیوں پکار رہی ہے۔ حبی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگی بس تو پھر معاملہ یہ طے ہوا کہ آج سے تم مجھے میں تمہیں قصی کہہ کر پکاروں گی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر حبی پھر بولی اور پوچھنے لگی کیا اس بوڑھے نے تم سے کچھ کہا۔ جواب میں قصی بولا اور کہنے لگا بوڑھے نے مجھے کہا تھا کہ مجھے عزیز کو مکہ کے حاکم خلیل کے پاس بھیج کر اس کی بیٹی حبی کا رشتہ طلب کرنا چاہئے حبی کیا مجھے ایسا کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو تمہارا باپ جو مکہ کا حکمران ہے میری طلب کو ٹھکرا دے۔ اس پر حبی فوراً" بولی نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں آج ہی کے ذریعہ اپنے باپ کے کان میں یہ بات ڈال دوں گی تم کسی بھی وقت اپنے کسی بھیج سکتے ہو اور جونہی تمہارا کوئی عزیز تمہارے لئے مجھے طلب کرے گا تو میں دلاتی ہوں میرا باپ انکار نہیں کرے گا۔ اب میں جاتی ہوں میرے ساتھ کی بڑی بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں گی اس کے بعد حبی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی تھی۔ جبکہ قصی بن کلاب بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکہ شہر کا رخ کر رہا تھا۔

○

یوناف اور کیرش بھی قریب ہی کھڑے ہو کر یہ ساری گفتگو سن رہے تھے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے تب کیرش یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تمہارے خیال میں یہ جوڑی کیسی رہے گی۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ کیرش میرا اندازہ ہے کہ اس شہر میں رہتے ہوئے یہ قصی بن کلاب کامیابیاں حاصل کرے گا۔ مکہ کے حاکم خلیل کی بیٹی حبی کا اسے پسند کرنا اور اپنی انظہار کرنا اس قصی بن کلاب کے لئے ساری کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے دے گا اور پھر تو دیکھتی ہے ان دونوں کی جوڑی بھی خوب رہے گی۔ جہاں قصی

قد آور ایک خوبصورت اور تنومند جوان ہے اس کے مقابلے میں حبی بھی انتہا درجہ کی صورت پر کشش اور دراز قد ہے لہٰذا میاں بیوی کی حیثیت سے یہ دونوں خوب جچیں آؤ اب ہم بھی مکہ کی طرف کوچ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان دونوں کے حالات کس رخ پہ بڑھتے ہیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بھی عکاظ کے میدانوں سے نکل کر مکہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔

کے لئے جب قصی بن کلاب کا پیغام مکہ کے حکمران خلیل کے پاس پہنچا تو خلیل بن کلاب کے اندر جوہر آبدار اور شجاعت کے اوصاف تو پہلے ہی دیکھ چکا تھا لہٰذا اس پیغام کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اس طرح قصی بن کلاب اور حبی بنت خلیل رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

اس شادی کے بعد قصی بن کلاب مکہ کے حکمران خلیل کا منظور نظر بن گیا اپنے کی وجہ سے خلیل قصی بن کلاب کو اپنا جانشین بنانے سے متعلق بھی سوچنے لگا تھا۔ اور لاغر ہونے کی وجہ سے کعبہ کی چابیاں کبھی کبھی خلیل حبی اور قصی بن کلاب کے کر دیتا چنانچہ وہ دونوں میاں بیوی کعبہ کا دروازہ کھول کر زیارت کراتے۔ جب بیماری باعث انتقال ہونے لگا تو اس نے کعبہ کی تولیت قصی بن کلاب ہی کے سپرد کر دی یہ جاتا ہے کہ خلیل کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو خشام سے قصی بن کلاب نے مشکیزہ شراب کے عوض کعبہ کی تولیت خرید لی تھی۔

جب قصی اور حبی کی اولاد کی شرافت معزز اور مسلم مانی جانے لگی اور مال و دولت کی قصی کے پاس فراوانی ہو گئی تو قصی کے دل میں مکہ معظمہ کی حکومت کا شوق لینے لگا اس کا خیال تھا کہ مکہ کے موجودہ حکمران بنی خزاعہ کی نسبت مکہ کی حکومت اور کعبہ کی تولیت کا میں زیادہ حقدار ہوں کیوں کہ میں سیدنا اسماعیلؑ کی خالص اولاد قریش ہوں لہٰذا قریش کا زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ ان علاقوں کی حکمرانی اور کعبہ کی تولیت کے رہیں۔ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے قصی بن کلاب نے قبیلے بنی کنعانہ اور ارض شام اپنے سوتیلے باپ کے قبیلہ قضاعہ سے مدد طلب کی۔

قریش کے قبیلے بنی کنعانہ نے فوراً" اپنے مسلح جوان قصی بن کلاب کی سرکردگی میں دیئے۔ جبکہ چند ہی یوم بعد قصی بن کلاب کا بھائی رزاح بن ربیعہ بھی اپنے قبیلہ کا لشکر اس کے پاس پہنچ گیا جب قصی بن کلاب کو یہ طاقت اور قوت حاصل ہو گئی تو سے پہلے اس نے مکہ کا قبیلہ صوفہ کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کیا۔

قبیلہ صوفہ حج کے دوران عرفہ کے بعد لوگوں کو ارکان حج کی اجازت دیتا تھا اس کی

ابتداء اس طرح ہوئی کہ قبیلہ صوفہ کے ایک شخص غوث کی والدہ کے ہاں اولاد
تھی اس نے اللہ تعالیٰ کے نام نذر مانی کہ اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو
خدمت کے لئے وقف کر دے گی۔

جب خداوند نے اسے لڑکا عنایت فرمایا تو اس کا نام غوث رکھا ماں نے اپنی
کی اور غوث اپنے ماموں کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی خدمت پر مامور رہا۔ مزدلفہ
کے لئے سب سے پہلے قبیلہ صوفہ ہی آیا کرتا تھا جب اس قبیلے کے لوگ رمی
جاتے تب دوسرے لوگوں کو رمی کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔

اب قصی نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اب یہ خدمت وہ خود ہی انجام دے۔
اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ منیٰ میں جمرات کے پاس پہنچ گیا۔ جب قبیلہ صوفہ اپنے
کے مطابق وہاں آئے تو قصی نے مزاحمت کی اور کہا کہ ان خدمات کے انجام
تمہاری نسبت زیادہ حقدار ہیں۔

فریقین کے درمیان منیٰ کے مقام پر ہولناک جنگ ہوئی طرفین کے
مارے گئے اس جنگ میں بنی صوفہ کو بدترین شکست ہوئی۔ قصی بن کلاب
نصیب ہوئی۔

اس جنگ میں قصی بن کلاب کے بھائی رزاح بن ربیعہ نے بہترین خدمات
قبیلہ صوفہ کو شکست ہوئی اور دشمن کا زور ٹوٹ گیا تب رزاح بن ربیعہ یعنی قصی
نے قصی سے درخواست کی کہ لوگوں کو اب رمی کے لئے جانے کی اجازت دی
اپنے بھائی رزاح بن ربیعہ کے کہنے پر قصی نے لوگوں کو رمی کی اجازت دیدی تھی

قصی کی اس کامیابی اور فتح پر مکہ اور ان سرزمینوں کا حکمران قبیلہ
انہیں فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں مکہ کی حکومت ان سے چھین نہ لی جائے۔
نے قصی بن کلاب سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ مکہ کے نواح میں قصی
اور بنی خزاعہ کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی قصی بن کلاب
رزاح بن ربیعہ اس کے ساتھ تھا۔ قصی بن کلاب کی خوش قسمتی کہ عین اس
جنگ زوروں پر تھی تو بنو خزاعہ نے صلح کا پیغام بھجوایا۔ دراصل بنو خزاعہ کو
کہ اگر جنگ تھوڑی دیر مزید جاری رہی تو قصی بن کلاب کے مقابلے میں انہیں
شکست ہو گی لہٰذا انہوں نے صلح کی درخواست دی آخر ایک شخص یعمر بن عوف
اور ثالث مقرر کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ اس کا فیصلہ فریقین کو قبول کرنا ہو گا۔

یعمر بن عوف نے فیصلہ دیا کہ قصی بن کلاب مکہ کی حکومت اور تولیت

زیادہ مستحق ہے اور جس قدر لوگ قصی اور اس کے لشکریوں کے ہاتھوں قتل
ان کا خون بہا اس کے ذمے نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کوئی باز پرس کی جائے
آدمی بنی خزاعہ اور اس کے حمایتی قبیلے بنوبکر کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں ان کا
ان کے ذمے واجب الادا ہو گا۔ اس فیصلے کے بعد مکہ کی حکومت قصی کے سپرد کر
گئی۔ اس طرح قبیلہ خزاعہ سے مکہ کی حکومت قریش میں منتقل ہو گئی تھی۔

○

کیرش سرائے کے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی جب کہ یوناف کہیں باہر گیا ہوا تھا۔
اور یوناف بھی اس کمرے میں داخل ہوا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ
تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اس پر کیرش بولی اور بڑے تجسس اور حیرت سے
طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

مجھے کیسی مبارکباد دے رہے ہیں۔ اس پر یوناف بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے
لگا۔ دیکھ کیرش۔ بنو خزاعہ اور بنوبکر کے مقابلے میں قصی بن کلاب اور اس کے
زاح بن ربیعہ کو بہترین فتح نصیب ہوئی ہے۔ اس فتح کے نتیجے میں اب مکہ کی حکمرانی
قریش میں منتقل ہو گئی ہے اور اب قصی بن کلاب مکہ کا حکمران ہو گیا ہے۔

اس انکشاف پر کیرش کے لبوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ بھی جواب میں
قصی کی اس کامیابی پر میں بھی آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ کیا ایسا نہ کریں کہ ہم
بیوی چلیں اور اس فتح مندی اور حکمرانی میں قصی بن کلاب کو مبارکباد دیں۔
کیرش کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی سرائے سے نکل گئے

○

نطاس کے محل میں سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی محل کے وسطی کمرے میں
تھے کہ اچانک ان کے ساتھ نطاس نمودار ہوا۔ نطاس کو دیکھتے ہی سلیوک اور
اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اشارے سے نطاس نے ان دونوں کو بیٹھنے کے
وہ دونوں اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تب نطاس بھی ان کے سامنے ایک نشست
پھر وہ ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے دونوں عزیزو۔ میں تمہارے لئے ایک خوشخبری رکھتا ہوں۔ اس پر اوغار نے

چونک کر پوچھا آقا کیسی خوشخبری آپ لے کر آئے ہیں۔ اس پر نطماس گہری
کہنے لگا۔ تم دونوں کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ یوطاف اور کیرش دونوں میاں بیوی
دفع ہو چکے ہیں۔ کئی ماہ گزر چکے ہیں وہ اپنی قبرستان کی رہائش گاہ میں نہیں دیکھے
کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نطماس کے محل میں رہنے والی بدروحوں سے ڈر کر
ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ان کا یہاں سے چلا جانا ہمارے لئے بڑا سود مند اور منفعت
اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

آقا اگر یوطاف اور کیرش واقعی یہاں سے ہمیشہ کے لئے جا چکے ہیں تو میں
یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ ویسے آقا ان سے متعلق میں ایک بات ضرور کہوں گا
ہمیں کسی ایسے بدترین، کسی ایسے خونخوار اور درندہ صفت دشمن سے پالا نہیں
دونوں میاں بیوی یہاں ہمارے مقابلے میں جم جاتے تو مجھے خدشہ لاحق ہو گیا تھا
ایک روز وہ ہم دونوں کو اپنے سامنے مغلوب کر لیں گے۔ اس پر نطماس بولا اور
دیکھ سلیوک تمہارے اندازے کسی حد تک درست ہیں۔ اس لئے کہ ان
بیوی کے پاس بے شمار قوتیں تھیں۔ اگر کوئی عام آدمی ہمارے مقابلے میں ہوتا
میں اسے پانی کی طرح کھنگال کر رکھ دیتا لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ ان دونوں
پاس بے شمار سری قوتیں ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے ہمیں
مغلوب ہی کرنے کی کوشش کی اور اس میں انہیں اکثر و بیشتر کامیابی حاصل ہوئی
لوگ اب خوش اور مطمئن رہو کہ وہ دونوں میاں بیوی یہاں سے جا چکے ہیں
ہی نطماس اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

○

مکہ کا حکمران بننے کے بعد مکہ کی تمدنی، معاشرتی اور معاشی اور سیاسی ترقی
بن کلاب نے ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن کی یادگار عرصہ دراز
قوم کو ترقی کی جس شاہراہ پر قصی بن کلاب نے گامزن کیا وہ بتدریج اپنے
گئی۔ اس نے اپنی حکمرانی کے دوران چند بہترین کام سرانجام دیئے۔
پہلا کام شعر الحرام کی رسم کی ابتدا کرنا تھا۔ اس رسم کے تحت حج کے
میں چراغاں کیا جاتا تھا۔ کہتے ہیں قصی نے مزدلفہ میں چراغ روشن کرنے
تاکہ عرفات سے آنے والے حاجی رات کے اندھیرے میں راستے سے بھٹک
کر دیکھ کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ جائیں کہتے ہیں کہ آگ جلانے کا یہ طریقہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ کے دور
جاری و ساری رہا۔

قصی بن کلاب کا دوسرا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اس نے کعبہ کے قریب ہی ایک عیش
اور ذیشان محل تعمیر کرایا جس کا دروازہ کعبہ کی طرف کھلتا تھا اس محل کا نام دارا
رکھا گیا۔ قریش جب کسی خاص اور اہم کام کا مشورہ کرنا چاہتے تو سب اسی محل میں
اہم مشورہ کیا کرتے تھے۔ یہ قریش کا شوریٰ ہال یا پارلیمنٹ ہاؤس تھا۔ ندوۃ کا ماخذ
اور ندی کا معنی مجمع قوم ہے۔ قوم کے اجتماع کی جگہ کو دارالاجتماع، ندوہ یا دارالندوہ

قوم کے اجلاس سے متعلق امور بھی یہیں طے کئے جاتے تھے۔ جنگی تیاریوں کے
متعلق امور بھی یہیں طے پاتے تھے۔ شادی بیاہ کی رسوم اور دیگر قومی تقریبات
منعقد ہوتی تھیں۔ تجارتی قافلے جب مکہ سے روانہ ہوتے تو ان کی قافلہ بندی
کی جاتی تھی اور جب وہ سفر سے واپس آتے تو قصی کے فضل و شرف کا
کے لئے پہلے دارالندوہ ہی میں اترتے تھے۔
کے انتقال کے بعد دارالندوہ کا محل اس کے بیٹے عبدالدار کے تصرف میں آیا۔
الدار سے حکیم بن حزام کی ملکیت میں آیا۔ جس نے امیر معاویہ کے عہد خلافت
درہم میں فروخت کر دیا۔
لوگوں نے انہیں طعنہ زنی کی کہ حکیم نے باپ دادا کی عزت و شرف کو بیچ ڈالا
میں حکیم بن حزام نے کہا اسلام آ جانے کے بعد عزت و شہرت صرف اللہ
اور اطاعت میں ہے۔ ایک وقت وہ بھی تھا جب زمانہ جاہلیت میں یہ مکان
ایک مشکیزہ کے عوض فروخت ہوا تھا۔ جبکہ میں نے تو ایک لاکھ درہم میں

کلاب کا تیسرا سب سے بڑا کام سقایہ اور رفادہ کا ہے یعنی حجاج کو پانی پلانا اور
اور نادار حجاج کو ایام حج میں کھانا کھلانا خدام حرم کا سب سے بڑا منصب

حرم میں قریش کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم خداوند کے زیر
اور خانہ خدا کے متولی ہو اور حاجی حضرات خداوند کے معزز مہمان ہیں۔ اس
ہیں وہ تمام مہمانوں سے زیادہ عزت و تکریم کے حقدار ہیں لہٰذا تم حج کے
لئے کھانے اور پینے کا انتظام کیا کرو۔ ان کی خدمت اور مہمان نوازی

وقت تک جاری رکھو جب تک وہ مکہ مکرمہ سے رخصت نہیں ہو جاتے۔

قریش نے اپنے سردار قصی بن کلاب کے اس حکم پر خلوص دل سے ا[illegible]
رضا و رغبت اپنے مال سے حصہ نکال کر قصی کے سپرد کر دیتے جس سے سال کی
رقم جمع ہو جاتی پھر اس مال سے حج کے دنوں میں مکہ معظمہ اور منیٰ میں
کھانے کا انتظام کیا جاتا۔

اس کے علاوہ حجاج کے لئے پانی کی سہولت بہم پہنچائی جاتی منیٰ اور [illegible]
حوض بنا کر ان میں پانی جمع کر دیا جاتا تھا جس سے حاجی سیراب ہوتے تھے۔ [illegible]
قوم میں مسلسل جاری رہا یہاں تک کہ آفتاب اسلام طلوع ہوا اور اس
زیادہ تقویت پہنچائی گئی۔

جب قصی بن کلاب بیت اللہ کی تولیت اور مکہ مکرمہ کی حکومت پر [illegible]
ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو تمام اطراف سے بلا کر مکہ میں آباد کیا۔ [illegible]
تھوڑے فاصلے پر چاروں طرف اس نے قریش کے مکانات بنائے۔ [illegible]
درمیان فاصلے کا نام اس نے المفروش رکھا۔ جسے اب حرم یا مطاف کہا جاتا [illegible]
مکانات کے دروازے بیت اللہ کی طرف رکھوائے اور ہر دو مکانوں [illegible]
گیا تاکہ حرم میں آنے کی آسانی ہو۔ جو منصب اور خدمات اہل مکہ [illegible]
نے اپنی قوم قریش کے لوگوں کو دیدیں اس کا خیال تھا کہ جو خدمات ان لوگ[illegible]
ہیں وہ دین کا جز بن گئی ہیں انہیں تبدیل کرنا ناجائز اور ناروا ہے۔

قصی بن کلاب پہلا شخص تھا جسے حکومت نصیب ہوئی اور [illegible]
اطاعت کی اور کعبہ کی تمام خدمات مثلاً "سقایہ" حجابہ" رفادہ" ندوہ وغیرہ ا[illegible]
آئیں۔ اس نے خود مکہ معظمہ کے بالائی حصہ میں اقامت اختیار کی۔

قصی بن کلاب نے حجاج کی خدمت اور وضع داری کے پیش نظر [illegible]
بہت زیادہ جدت پیدا کی۔ حجاج کے لئے نہایت خوشگوار قسم کے پانی کا [illegible]
پانی میں کھجور اور انگور نچوڑ کر اور زیادہ اسے خوش ذائقہ بنایا جاتا۔

مکہ والوں کے لئے وہ بے حد پسندیدہ مشروب تھا اس طرح رفادہ [illegible]
جب تک حاجی مکہ مکرمہ میں رہتے ان کو مقدور بھر نہایت عمدہ اور [illegible]
جاتا۔ یہ طریقہ خلفائے راشدین کے دور تک جاری رہا اور ان کے [illegible]
سلاطین بر سر اقتدار آئے انہوں نے اس نیک دستور کو قائم رکھا۔

تجارت اور سوداگری عربوں کا قدیم اور باعزت پیشہ خیال کیا جاتا [illegible]

[illegible] تجارت کو منظم کیا۔ قصی کے حکم سے موسم سرما میں یمن سے تجارت کی جاتی
[illegible] ملک شام سے تجارت کا سلسلہ بڑھایا جاتا۔ قریش کے بیوپاری ایشیائے کوچک
[illegible] تے تھے۔ اگرچہ عرب میں لوٹ مار اور بدامنی کا عام دورہ تھا مگر قریش کے کاروان
[illegible] خطر آیا جایا کرتے تھے۔

[illegible] قریش کا وطن مکہ مکرمہ تھا جہاں کعبتہ اللہ ہے اور کعبہ کی عظمت اہل عرب کے
[illegible] کئے ہوئے تھی اس لئے وہ قریش کو جیران اللہ یعنی اللہ کے پڑوسی سمجھتے تھے اور
[illegible] تکریم کرتے تھے اسی بنا پر ان کے قافلوں کو راہزنی کا خدشہ نہیں تھا۔

[illegible] قافلے ہر جگہ سے ذی قعد کے مہینے میں مکہ لوٹ آتے اور غالباً" اسی مہینے کا
[illegible] ہینے کا مہینہ اسی وجہ سے رکھا گیا کہ اس ماہ میں قریش کے سارے تجارتی
[illegible] میں داخل ہو کر آرام سے بیٹھ جاتے تھے۔

[illegible] عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ قریش کے قافلے دو تین ہزار اونٹوں پر مشتمل ہوا
[illegible] ن پر سونا" چاندی" چمڑا" گھی اور دوسرا سامان تجارت ہوتا تھا جن کے ساتھ دو دو
[illegible] دی ہوا کرتے تھے۔

[illegible] کلاب کے چار بیٹے تھے۔ عبدالدار" عبدالعزا" عبد مناف اور عبد۔ جب قصی کا
[illegible] اس کی تدفین کے بعد اس کے بیٹے عبد مناف کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔
[illegible] امور اسے تفویض کئے گئے۔ قصی نے قوم کی بہبود کی خاطر جو محلات تعمیر کرنا
[illegible] ان کی تکمیل اس کے بیٹے عبد مناف نے کی۔ بلکہ کئی اور بھی اس نوعیت
[illegible] نے بنوائے۔ یوناف اور کیرش نے بھی قصی بن کلاب کے دور تک مکہ کے
[illegible] کے رکھا۔ قصی بن کلاب کے فوت ہونے پر وہ مکہ سے دریائے خابور کی
[illegible] تے تھے۔

○

[illegible] نوشیروان نے حکومت سنبھالتے ہی داخلی امور کی طرف خاص توجہ دی۔ جسے
[illegible] و بالا کر دیا تھا۔ اس نے ملک کی بدامنی کو دور کرنے اور مجرموں کو کیفر
[illegible] پہنچانے کے لئے سخت اقدامات اٹھانے میں دریغ نہ کیا۔

[illegible] اس کے عقائد بنی نوع انسان کے لئے مہلک تھے۔ اس لئے ان کا صفایا
[illegible] وان نے ہر حربہ استعمال کیا۔ نوشیروان کی سخت گیری اور تدبر سے ملک کے
[illegible] امن و امان قائم ہو گیا اور تمام کاروبار معمول کے مطابق چلنے لگا۔

اپنے داخلی امور درست کرنے کے بعد نوشیروان حرکت میں آیا اور خارجی
طرف توجہ دیتے ہوئے وہ رومنوں کی طرف مائل ہوا تھا اور رومنوں کے شہنشاہ
اس نے صلح کی پیش کش کی۔

رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین نے ایرانی شہنشاہ نوشیروان کی اس پیش کش کو فوراً
لیا اس لئے کہ جسٹنین کے خلاف شمالی افریقہ اور اٹلی میں بغاوتیں رونما ہو رہی
سب سے پہلے جسٹنین ان بغاوتوں کو فرو کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ بھی مشرقی ممالک
چھیڑنا خلاف مصلحت سمجھتا تھا چنانچہ دونوں حکومتوں کے مابین 532 میں دوستی
گیا اور شرائط مندرجہ ذیل طے پائیں۔

اول یہ کہ حکومت قسطنطنیہ ایران کو سولہ سو پونڈ سونا سالانہ قلعہ دربند
کے دوسرے قلعوں کی حفاظت کے لئے دیا کرے گی۔

دوسری شرط یہ طے پائی کہ رومن سلطنت اپنا صدر مقام بین النہرین سے
قلعہ دارا بدستور رومنوں کے قبضے میں رہے گا۔

تیسری شرط یہ طے پائی کہ لازیکا کے علاقے میں دونوں حکومتوں نے جو
کئے تھے ان سے دستبردار ہو جائیں گے۔

چوتھی شرط یہ تھی کہ رومن اور ایرانی آئندہ ہمیشہ کے لئے اتحادی بن کر
اس دوران رومن شہنشاہ جسٹنین کے خلاف دو طرح کی بغاوتیں اٹھ
تھیں۔ پہلی قسم کی بغاوتیں قسطنطنیہ شہر میں نمودار ہوئیں تھیں۔ جبکہ
بغاوتیں افریقہ، اٹلی اور دوسرے علاقوں میں کی گئیں تھیں۔ سب سے پہلے
کی بغاوت کی طرف متوجہ ہوا۔

قسطنطنیہ میں بغاوت اٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ جسٹنین کے کچھ وزراء اور
کوتوال انتہائی ظالم اور بے انصاف تھے اور کوتوال اپنی مرضی سے جس کو
موت کی سزا دلوا دیتا تھا۔ اس طرح لوگ اس سے سخت نالاں تھے اور
اس کوتوال نے کیا وہ یہ کہ اس نے سینٹ جارج کے گرجے پر پہرے لگا
کا آنا جانا اس نے بند کر دیا۔

اس صورت حال میں لوگ شہنشاہ اس کے وزیروں اور کوتوال کے خلاف
ہوئے۔ لوگوں کے اس جذبے کو فرو کرنے اور لوگوں کے جلسے جلوس
جسٹنین نے ایک یہ کام کیا کہ قسطنطنیہ کے کھیل کے میدان ہپوڈروم میں
اور گھڑ دوڑ کا انتظام کر دیا لیکن اس سے وہ لوگوں کے دلوں کو بہلا نہ سکا

کے گلی کوچوں میں نکل کر کوتوال اور اس کے وزیروں کے خلاف آوازیں بلند
اور اب کہیں کہیں سے آوازیں جسٹنین کے خلاف بھی اٹھنے لگی تھیں۔

پہلے لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ سینٹ جارج کے گرجے پر جو پہرے لگائے
ہٹا دیئے جائیں۔ جب یہ مطالبہ پورا نہ ہوا تو ہجوم نے مزاحم سپاہیوں پر حملے
۔ ادھر ادھر مکانوں میں آگ لگا دی۔ پھر بہت سے لوگ قسطنطنیہ کے آتش
ہو گئے انہوں نے جلتی ہوئی گھاس پوس سے بھری ہوئی گاڑیاں محل کے برجی
طرف دھکیل دیں۔

ہوا نے آگ کے شعلے دور دور تک پہونچا دیئے چنانچہ ایوان عمائد سے
سے بڑے گرجے آیہ صوفیہ میں جا لگی۔ رات بھر میں یہ گرجا جل کر

تھا جسٹنین نے حکم دیدیا کہ ہپوڈروم کے میدان میں گھڑ دوڑ اور دوسری
جاری رہیں وہ سمجھتا تھا کہ اس طرح لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔ لیکن لوگوں
کے بجائے پھر یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ ان وزیروں کو برطرف کر دیا جائے
کر رہے ہیں۔

شاہی نشست گاہ سے اٹھ کر ممتاز عمائدین سے مشورہ کیا یہ مشورہ شاہی
ہوا تھا اس موقعہ پر جسٹنین نے صاف دیکھا کہ مختلف کنبے کشتیوں میں سوار
ساحلوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ اس وقت اسے احساس ہوا کہ واقعی
زیادہ ہی گڑبڑ ہے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے جسٹنین کے خیر خواہوں نے
وزیروں کو برطرف کر دیا جائے بڑے تذبذب کے بعد جسٹنین نے یہ رائے
اپنے ان وزیروں کو اس نے برطرف کر دیا جن کے لئے لوگوں کو شکایات

اس فیصلے کے بعد سرکاری آدمی اور فوجی کمانداریہ اعلان کرنے کے لئے
اور وزیروں کو برطرف کر دیا ہے اسی وقت قسطنطین کے قسطنطنیہ چوک میں
جلسہ ہو رہا تھا اس جلسے میں باغیوں نے اب وزیروں اور کوتوال کے
یہ مطالبہ بھی اٹھا دیا تھا کہ جسٹنین کو ہٹا کر کسی اور کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا

اب تک بڑے سکون سے کام کر رہا تھا اسے ابھی تک یہ امید تھی کہ تختی
پا لیا جائے گا۔ جب اسے یہ خبر ہوئی کہ لوگ اس کی جگہ کسی اور کو

رومنوں کا شہنشاہ بنانے کا ارادہ کر چکے ہیں تو وہ فکر مند ہوا۔ اس موقع پر اس
مشیروں سے مشورہ کیا اور مشیروں نے یہ صلاح دی کہ پہلے ہی مرحلے میں
بغاوت کی تو ان کے خلاف فوج کو استعمال کر کے امن و امان قائم کر لینا چاہیے
موقع پر کتنی ہی جانیں ضائع ہو جائیں پر امن تو ہو جاتا۔ بہرحال اسی روز
محل کی حفاظت کے لئے اپنے دو جرنیلوں کو مقرر کیا۔ ایک بیلی ساریوس اور دو
ان دونوں نے اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ شاہی محل کی حفاظت کی ذمہ داری
لگاتار تین روز تک جسٹنین اس کی ملکہ اور دوسرے لواحقین شاہی محل
رہے۔ آخر تنگ آکر جسٹنین نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ
ہٹا دیا جائے۔ بیلی ساریوس اپنے وفادار لشکر کے ساتھ باہر نکلا اس وقت
ہوتا تھا کہ شہر میں جنگ چھڑ گئی ہو۔ جگہ جگہ آتش زنی شروع ہو گئی تھی۔
لوگوں نے جلا دیا تھا۔ بعض پرانے گرجے بھی نذر آتش ہو گئے تھے۔
اپنی صلیبیں اور خاص بت لیکر جلوس کی شکل میں باہر نکلے۔ انہیں یقین تھا
ہوئے عوام ہتھیار رکھ دیں گے اور قسطنطنیہ میں امن قائم ہو جائے گا۔
لیکن دوسری طرف جسٹنین کے محل کی حفاظت کرنیوالے لشکریوں نے
صلیبیں اٹھائے ہوئے ان پادریوں کو دیکھا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ
کرنے کا شاید نیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پادریوں کو مار
تھا۔ عوام کا غصہ مزید بھڑک اٹھا۔ حالات پہلے سے بھی بدتر صورت اختیار
حالات جب بد سے بدتر ہونے لگے تو جسٹنین نے لشکر کے استعمال
انتہائی اب وقت حد درجہ نازک ہو گیا تھا۔ شہر میں دن بدن خوراک ناپید
جسٹنین نے اپنے کچھ سالاروں کو حکم دیا کہ شہر میں منادی کرا دی جائے کہ
جسٹنین کھیلوں کے میدان ہپوڈروم میں اپنے لوگوں سے روبرو گفتگو کرے
یہ اعلان سنتے ہی لوگ جوق در جوق کھیلوں کے میدان میں جمع
وقت پر کھیلوں کے میدان میں پھر منادی کرنے والے نے جسٹنین کی
مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
شہنشاہ جسٹنین ان تمام حرکات کے لئے رحم کا وعدہ کرتا ہے
ہیں کسی کو مجرم نہیں گردانا جائے گا اور نہ کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔
اس پر مجمع سے آوازیں آنے لگیں کہ جسٹنین پر کسی بھی صورت
اور یہ کہ ہم اسے اپنا بادشاہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ آخر

گئی اور وہ محل کی طرف چلا گیا اس کی غیر موجودگی میں لوگوں نے سابق قیصر روم
کے ایک بھتیجے ہائپٹس کو اپنا شہنشاہ منتخب کر لیا۔ یہ صورت حال انتہائی نازک تھی۔
جسٹنین کو اس کے عمائدین اور مشیروں نے مشورہ دیا کہ جسٹنین کو قسطنطنیہ چھوڑ کر
چلے جانا چاہیے۔ جس موقع پر جسٹنین کے عمائدین اور اس کے مشیر اس کو یہ
رہے تھے اس وقت جسٹنین کی ملکہ تھیوڈورا بھی وہاں موجود تھی اور وہ ساری
غور اور انہماک سے سن رہی تھی۔ جب یہ فیصلہ ہو چکا کہ جسٹنین اور اس کی
قسطنطنیہ سے نکل کر کہیں اور چلے جانا چاہیے تب ملکہ اپنی جگہ سے اٹھی اور وہ
کے مشیروں اور وزیروں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
آپ بے تکلف قسطنطنیہ چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔ سمندر کا راستہ کھلا پڑا ہے۔ جہاز
آپ کے پاس خاصہ بڑا خزانہ موجود ہے لیکن اگر آپ چلے جائیں گے تو جلاوطنی
کا کوئی موقع نہیں رہے گا اور اگر میں قسطنطنیہ میں ٹھہرا رہتا تو کیا ہوتا اگر
ہے تو جائیں پر میں تو یہیں رہوں گی میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو لوگ ایک مرتبہ
ارغوانی لباس پہن لیتے ہیں انہیں کبھی وہ لباس اتارنا نہیں چاہیے۔ جس روز
کہنا چھوڑ دیں گے میں سمجھتی ہوں اس روز میرے لئے زندگی میں کوئی دلچسپی

تھیوڈورا کے یہ الفاظ سن کر رومن شہنشاہ بے حد متاثر ہوا لہٰذا اس نے
چھوڑ کر بھاگنے کے بجائے بغاوت کو فرو کرنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ اس نے اپنے
کو حکم دیا کہ وہ آگسٹس کے چوک والے دروازے کی حفاظت کرے جبکہ
بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ وہ اپنے زرہ پوشوں کے ہمراہ غلام گردشوں سے
نشست گاہ پر پہنچ جائے اور باغی لیڈروں کو گرفتار کر لیا جائے۔
علاوہ تھیوڈورا نے بھی ایک کام کیا۔ اس نے اپنے ایک جرنیل نرسی کو ڈھیروں
اور اسے حکم دیا کہ وہ بیلی ساریوس سے آگے آگے رہے اور اس کا راستہ صاف
اس طرح کہ وہ باغی لیڈروں کو وہ رقم بانٹ کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش
قسطنطنیہ میں شہنشاہ کے خلاف بغاوت پھیلنے نہ پائے چنانچہ ملکہ کی فراہم کردہ رقم
اس نے وہ رقم باغی سرداروں میں تقسیم کر دی اور جب بیلی ساریوس کے
اس ہجوم کو بڑی بیدردی سے مارنا شروع کر دیا تھا جو شہر کا امن و امان خراب
ہوئے تھے۔ اس طرح لیڈروں میں رقم تقسیم کرنے اور بیلی ساریوس کی
کرنے کے بعد قسطنطنیہ میں بغاوت فرو ہو گئی تھی۔

بغاوت میں لگ بھگ تیس ہزار آدمی مارے گئے تھے۔ باغیوں نے جس
شہنشاہ بنایا تھا اسے اور اس کے بھائیوں کو بھی جسٹینین نے قتل کرا دیا تھا۔

بغاوت فرو ہو جانے پر جسٹینین نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور شہر کے
کی از سر نو تعمیر اور بے خانماں لوگوں کی آبادکاری پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر
طرف تھیوڈورا کو یہ بات اچھی طرح یاد تھی کہ جسٹینین کی سلطنت کو بچانے کی خا
بڑی قربانی دینے پر آمادہ ہو گئی تھی۔ اب اس نے اپنی شاہانہ ذمہ داریوں کو
طرح تہیہ کر لیا تھا اس نے شہر کے متعلق ہر قسم کی خبریں مہیا کرنے کا پورا انتظام
ملازمائیں اور خواجہ سرا جگہ جگہ پہونچتے جو کچھ سنتے ملکہ کے کان میں آ
تاجروں اور مشرق کی سمت سے آنے والے زائروں کی باتیں ہر روز ملکہ کے کانوں
پہنچتی رہتی تھیں۔

اس کے علاوہ ملکہ تھیوڈورا نے ایرانی شہزادے ہرمز کا وہ مکان جو شہر
جسٹینین نے اسے خرید کر دیا تھا وہ محل اس نے ان راہبوں کے حوالے کر
سر چھپانے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ اس محل کا نام ہی بیت راہبان مشہور ہو
اپنی اس کارروائی سے بھی لوگوں میں کافی ہر دلعزیز اور مشہور ہوئی۔

قسطنطنیہ کی تعمیر نو کے ساتھ ساتھ تھیوڈورا اور جسٹینین نے روم سل
سے بڑے کلیسا آیا صوفیہ کی عمارت بھی نئی بنانے کا حکم دیا۔ اس نے حکم دیا
عمارت ایسی بنائی جائے کہ جیسی اہل مغرب نے کبھی نہ دیکھی ہو۔ چنانچہ گر
خریدنے کا حکم دیا گیا تاکہ آیا صوفیہ کی عمارت کو خوب وسیع کیا جائے۔ اس
بڑھیا نے اپنے مکان کی فروخت سے انکار کر دیا۔ آیا صوفیہ کی تعمیر میں
دلچسپی کا اظہار کیا کہ وہ خود چل کر اس بڑھیا کے دروازے پر پہونچا اور مکان
اسے راضی کر لیا۔

ایک اور شخص جس کی زمین آیا صوفیہ کے قریب تھی اس نے بھی اپنی
انکار کر دیا اسے معلوم ہوا کہ وہ شخص ہپوڈروم میں کھیلیں دیکھنے کا بڑا شوقین
دوڑ اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی چنانچہ جسٹینین نے حکم دیا کہ کھیلوں
کھیلیں اور رتھ کے دوڑ کا انتظام کیا جائے۔ جب وہ شخص میدان میں ہو
یہ پابندی لگا دی کہ کھیلیں اور رتھ کی دوڑ اس وقت شروع ہو گی جب وہ
کے لئے اپنی زمین فروخت کر دے اس پر وہ شخص اس پر آمادہ ہو گیا اس طرح
اردگرد کی ساری زمین گرجا کے لئے خرید لی تھی۔

اب آس پاس کی زمینیں خرید کر جگہ کا مناسب انتظام ہو گیا تو جسٹینین نے انتھمیس کو
اپنے عہد میں فن تعمیر کا بہترین ماہر اور صناع سمجھا جاتا تھا۔ جسٹینین نے اسے حکم دیا
ری عمارت پتھر اور سنگ مرمر کی بنے اور بھاری ستونوں کے بغیر اتنی وسیع ہو کہ بڑے
مصری مندروں کی طرح اس میں بہت سے لوگ سما سکیں۔ نیز اس کے چھت سپاٹ نہ
جسٹینین چاہتا تھا کہ آیا صوفیہ کا وہ گرجا ایسا بنے جو یروشلم کے ہیکل سلیمانی کو بھی پیچھے
جائے۔

آیا صوفیہ کی تعمیر کے لئے جسٹینین نے سسلی سے سنگ مرمر، کچھ جزیروں سے سنگ
مصر سے سنگ سماق لانے کا حکم دیا اس طرح جسٹینین کے کہنے پر آیا صوفیہ کی عظیم
عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا تھا۔

جسٹینین قسطنطنیہ میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد آیا صوفیہ کے گرجے کی تعمیر
مصروف ہوا ہی تھا کہ اسے بیرونی بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ افریقہ اور سلطنت کے کچھ
حصوں سے راہب آئے جنہوں نے تفصیل کے ساتھ جسٹینین کو وہاں کے حالات
ان راہبوں سے جسٹینین کو پتہ چلا کہ افریقہ میں ونڈال، اٹلی میں مشرقی گاتھ، ہسپانیہ
میں گاتھ پوری طرح چھا گئے ہیں اور جگہ جگہ انہوں نے قتل عام کا کام شروع کر دیا
راہبوں نے جسٹینین کو یہ بھی بتایا کہ اکثر فرینکو نے برگنڈیوں کے ساتھ مل کر جگہ
مار اور ڈاکہ زنی کا کھیل شروع کر دیا ہے۔

خبریں سن کر جسٹینین کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ان وحشی قوموں کا سیل رک نہ سکے گا
نے اٹلی میں رومنوں کے طور طریقے ایک حد تک اختیار کر لئے تھے لیکن ان کے
ان میں لمبارڈ وغیرہ موجود تھے۔ ایک جتا تو پہلے کی جگہ دوسرا لے لیتا اور لوٹ مار
تک پہونچا دیتا۔ تاہم ان سارے خطرات کے باوجود جسٹینین نے بغاوتوں کو فرو
عزم کر لیا۔ سب سے پہلے اس نے افریقہ کی طرف توجہ دینے کا ارادہ کیا۔

اپنے جنگی بیڑے کو جسٹینین حرکت میں لایا۔ ایک جرار لشکر اس نے اس بیڑے میں
اور لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ اس نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو بنایا اس طرح افریقہ کی
لڑائی کرنے کے لئے جسٹینین نے بیلی ساریوس کو بحری بیڑے کے ساتھ افریقہ کی طرف
کر دیا تھا۔

اس نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کی امداد کے لئے ایک خاص منصوبہ بھی تیار کیا۔
طرح کہ جو راہب طرابلس سے قسطنطنیہ پہونچے تھے انہیں اس نے اپنے بحری بیڑے
سے قبل ہی واپس کر دیا اور ان کے ساتھ ایک جہاز طرابلس کی طرف روانہ کیا

جس میں ایک سو بیس منتخب آدمی لیبیا کے ساحل پر جا پہونچے اور وہاں لوگوں کو بغاوت آمادہ کر دیا جو رومنوں کے حامی تھے۔

اس طرح قسطنطنیہ سے جانے والے ان ایک سو بیس مسلح جوانوں نے ایک افواہ بھی پھیلا دی کہ سارڈینیا کے گورنر نے رومنوں کی حکومت پر قبضہ کرنے والے قبائل کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ سارڈینیا کے لوگوں نے ونڈال سے نپٹنے کے لئے قسطنطنیہ سے امداد طلب کر لی ہے۔

ان خبروں کے نتیجے میں ونڈال جو زبردستی افریقہ پر قابض ہو گئے تھے انہوں نے بحری بیڑہ پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ سارڈینیا کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ صرف افواہ تھی حالانکہ سارڈینیا میں کوئی بغاوت نہ اٹھی تھی اور ونڈال کا باقی لشکر اس بدامنی کو فرو کرنے میں مصروف ہو گیا جو قسطنطنیہ سے پہونچنے والے ایک سو بیس جوانوں نے برپا کر دی تھی۔ اس کے علاوہ کچھ مزید لوگ بھی تاجروں کے بھیس میں قسطنطنیہ سے افریقی شہر قرطاجنہ پہونچ گئے اور وہاں کی مقامی آبادی کو چپکے چپکے آگاہ کر دیا کہ رومنوں کی فوجی قوت پہونچنے والی ہے لہٰذا وہ ہراساں نہ ہوں اور ونڈال کے خلاف جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

قسطنطنیہ سے روانگی کے وقت جسٹینین نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو پورے اختیارات سونپ دیئے تھے اور کہدیا تھا کہ تمہارا ہر حکم میرا حکم سمجھا جائے گا۔ ساتھ ہی بیلی ساریوس کی کارروائی پر نگاہ رکھنے کے لئے ایک وفادار خواجہ سرا سالومن کو بیلی ساریوس کے ساتھ روانہ کر دیا تاکہ سالومن اس پر نگاہ رکھے اور بیلی ساریوس افریقہ جا کر خود سر اور خود مختار نہ ہونے پائے۔

قسطنطنیہ سے روانہ ہونے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بیلی ساریوس سسلی پہونچ گیا اور وہاں کے آتش فشاں پہاڑ ایٹنا کے سامنے لنگر انداز ہوا۔ یہاں قیام کے بعد بیلی ساریوس مزید آگے بڑھا۔ سسلی کے مشہور ساحل کی بندرگاہ کتانا میں اس نے بحری بیڑے کو لنگر انداز ہونے کا حکم دیا۔ یہاں بھی چند روز اس نے اپنے لشکر کو آرام کا حکم دیا اس کے بعد وہ افریقہ کی طرف روانہ ہوا۔

خوش قسمتی سے ہوا موافق تھی اور دوسرے ہی دن سمندر کا سفر طے کر کے بیلی ساریوس افریقی ساحل پر پہونچ گیا۔ افریقی ساحل پر پہنچتے ہی بیلی ساریوس نے دیہات سے اپنے لشکر کے لئے گھوڑے خریدے۔ ساتھ ہی سخت ممانعت کر دی کہ ہم بیک وقت دو دشمنوں سے نہیں لڑ سکتے اگر لوٹ مار کی گئی تو

لوگ ونڈالوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور ہم لوگوں کے خلاف بدترین سلوک کریں گے۔ افریقہ کے ساحل پر پہونچ کر بیلی ساریوس کو جب یہ پتہ چلا کہ افریقی حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد قرطاجنہ کے سوا ونڈالوں نے فصلیں گرا دی ہیں تو بیلی ساریوس بڑا خوش ہوا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ سب سے پہلے قرطاجنہ پر حملہ کیا جائے گا اور شہر پناہ کے اندر محصور ہو کر وہ ونڈالوں کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ کی وہ ابتدا کر دے گا۔

قرطاجنہ شہر سے دس میل باہر بیلی ساریوس اور ونڈال لشکر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں یقیناً" وحشی ونڈال قبائل کے ہاتھوں بیلی ساریوس کو بدترین شکست ہوتی اور افریقی مہم کا خاتمہ ہو جاتا لیکن اس موقع پر ہن قبائل کے وہ لشکری جو افریقہ میں لوٹ مار کرنے کے لئے رضاکارانہ طور پر بیلی ساریوس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے وہ کام آگئے۔ یہ ہن قبائل اپنی وحشت اور بربریت میں سب قبیلوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ جب ونڈال کے مقابلے میں رومن جرنیل بیلی ساریوس کو شکست ہونے لگی تو وحشی ہن ونڈال کے مقابلے میں سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ یہ ایسی بے جگری ایسی خونخواری سے لڑے کہ ونڈال کو انہوں نے پیچھے ہٹا دیا۔

بیلی ساریوس نے جب دیکھا کہ ہنوں کے مقابلے میں ونڈال پسپا ہوئے ہیں تو اس نے اس سنہری موقعے سے فائدہ اٹھایا اور پوری طاقت اور قوت سے اس نے پسپا ہوتے ونڈالوں پر حملہ کر دیا۔ ونڈال بھاگ کر قرطاجنہ شہر میں محصور ہونا چاہتے تھے لیکن بیلی ساریوس نے انھیں ایسا نہیں کرنے دیا۔ اس طرف جانے والے راستے اس نے روک دیئے۔ ونڈالوں کا اس نے خوب قتل عام کیا اور خود شہر میں داخل ہو کر بیلی ساریوس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اب وہ شہر میں محصور ہو کر اپنے لشکر کو منظم کرنے لگا تھا تاکہ ونڈال اپنی قوت کو مجتمع کر کے قرطاجنہ کا محاصرہ کریں تو ان کا مقابلہ کیا جا سکے۔

ونڈال کسی دور میں ہن قبائل کی طرح وحشی اور خونخوار تھے لیکن مختلف تہذیب کے علاقوں میں سے گزرنے کے بعد جب یہ افریقہ تک پہونچے تو یہ اپنی پرانی عادات کو فراموش کر چکے تھے۔

یہ ونڈال اب ہر روز حمام پہونچ کر غسل کے عادی ہو چکے تھے۔ خشکی اور تری کی اشیائے خوردنی ان کے دستر خوانوں پر موجود ہوتی تھی۔ سنہری زیور اور ایرانی ریشم کے کپڑوں اور گھڑ دوڑوں میں وقت صرف کرتے یا شکار کھیلتے رہتے۔ امراء اپنے باغوں میں پر تکلف دعوتوں کا انتظام کرتے جہاں رقص و سرور کی محفلیں گرم ہوتیں اور بھانڈ نقلیں کیا کرتے غرض وہ ہر مصروفیت کے خواہاں تھے جو جنسی تحریک کا ساز و سامان بہم پہونچا

سکتی تھی۔

قرطاجنہ پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس نے آہستہ آہستہ ونڈال قبائل کے کو جگہ جگہ شکست دینے کے بعد دوسرے شہروں، قصبوں اور بندرگاہوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ونڈال کا وہ بحری بیڑہ جو سارڈینیا کی افواہوں پر مبنی بغاوت کرنے کے لئے گیا ہوا تھا وہ بحری بیڑہ جب لوٹا تو ہکا بکا رہ گیا تھا کیونکہ ان کی بندرگاہوں پر رومنوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس طرح بیلی ساریوس نے ونڈالوں کے سارے بحری جہازوں پر قبضہ کر لیا تھا اور سارے لشکریوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بیلی ساریوس کو ایک اور بھی فائدہ ہوا اور وہ یہ کہ ونڈال حکمران خاندان کا خزانہ ایک جہاز پر لاد کر ہسپانیہ روانہ کر دیا گیا تھا لیکن ان کی بدقسمتی کہ راستے میں طوفان آگیا اور جہاز پھر افریقی ساحل پر آ لگا اور خزانے سے بھرے ہوئے اس بحری جہاز پر بیلی ساریوس نے قبضہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ جسٹنین کو جب افریقہ میں بیلی ساریوس کی فتوحات کی خبریں ملیں تو اس نے بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ افریقہ میں حالات درست کرنے کے بعد قریبی جزیروں پر حملہ آور ہو اور وہاں سے بھی باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دے۔ چنانچہ افریقہ میں حالات درست کرنے کے بعد بیلی ساریوس کارسیکا، سارڈینیا، طرابلس پر حملہ آور ہوا۔ باغیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے بغاوتوں کو مکمل طور پر فرو کر دیا۔ پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ باغیوں کا مکمل صفایا کرتا ہوا جبل طارق تک جا پہونچا اس طرح ایک بار پھر بحیرہ روم رومن سلطنت کے تسلط میں آ گیا تھا۔

افریقہ پر دوبارہ اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد رومنوں نے پھر وہاں اپنے پرانے دفاعی حلقے قائم کئے طرابلس غرب اور لیبیا کو ملا کر انہوں نے اس کا نام تریپولی رکھا۔ تیونس کو بائیزا ایسم کا نام دیا۔ مغربی تیونس اور مشرقی الجزائر کو نیومیڈیا جبکہ مغربی الجزائر اور مراکش کو ماریطانیہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اسی اثنا میں قرطاجنہ سے قسطنطنیہ کے شہنشاہ جسٹنین کو یہ خبریں پہونچیں کہ بیلی ساریوس نے ایک طرح کی خود مختاری اختیار کر لی ہے اور اس نے افریقہ میں شاہی انداز میں قیام کیا ہے اور یہ کہ وہ اب اپنے آپ کو افریقہ کا خود مختار حکمران سمجھنے لگا ہے۔ رومن شہنشاہ جسٹنین کے درباریوں نے یہ خبریں سنیں تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ بیلی ساریوس شہنشاہ سے آزاد ہو گیا ہے۔ یہ خبریں سننے کے بعد جسٹنین نے حکم بھیجا کہ بیلی ساریوس افریقہ کے سابق ونڈال بادشاہ کو لیکر فوراً قسطنطنیہ پہونچے۔ چنانچہ جسٹنین کے

...رتے ہوئے بیلی ساریوس گرفتار شدہ ونڈال بادشاہ کے ساتھ پہلی فرصت میں ...ہونچ گیا۔ بیلی ساریوس کی اس حکم برداری پر جسٹنین کے سارے گلے شکوے دور ...اور وہ بیلی ساریوس سے خوش ہو گیا تھا۔

...ساریوس کے قسطنطنیہ پہونچنے پر ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا جس میں ونڈال ...شہزادے بھی شامل تھے۔ جنہیں زنجیریں پہنا رکھی تھیں۔ ایک گاڑی تھی جس ...قیمتی مال و متاع بھرا تھا۔ اس گاڑی کے ساتھ ساتھ راہب ننگے پاؤں چل رہے ...گاڑی میں ہیکل سلیمانی کے تبرکات رکھے ہوئے تھے جو یروشلم سے روما پہونچے ...انہیں ونڈال لوٹ کر لے گئے تھے۔ ان تبرکات میں ہفت شاخہ شمع دان، نذر کی ...شہادت کا صندوق اور سرپوش تھے یہ سب تبرکات واپس یروشلم بھجوا دیئے

...ن شہنشاہ جسٹنین نے کچھ دن تک اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو آرام کرنے کا ...یا۔ پھر ایک عظیم بحری بیڑہ اور لشکر دے کر اس نے اسے سسلی کی طرف روانہ ...یں بتایا گیا کہ بیلی ساریوس اپنے پہلے لشکر کے ساتھ افریقہ کا رخ کر رہا ہے لیکن جسٹنین نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیدیا تھا کہ وہ ہر صورت میں سسلی ...تاکہ وہاں سے نکل کر اٹلی پر اور پھر دوسرے علاقوں پر اپنا قبضہ مستحکم کیا جا ...کے حکم پر بیلی ساریوس اپنے بحری بیڑے اور لشکر کو لیکر سسلی کی طرف روانہ

...ساریوس کے بعد جسٹنین نے دو بڑے کام کئے پہلا کام جو رومن شہنشاہ جسٹنین ...یا صوفیہ کی تعمیر کی تکمیل تھی۔ پچھلے کئی سال سے آیا صوفیہ کی تعمیر کا کام جاری ...کے ستون کھیلوں کے میدان ہپوڈردوم کے ستونون سے اوپر اٹھے تو وہ ملاحوں ...نظر آنے لگے۔ یکایک جسٹنین کو یہ اطلاع ملی کہ دو ستونوں میں عمودی شگاف ...اور انہی کی محرابوں پر ایک سو بیس فٹ اونچا گنبد بننے والا ہے۔

...نے تعمیر کے ذمہ داروں سے پوچھا کیا یہ ستون محرابوں کا بوجھ سنبھال لیں گے ...بتایا ضرور سنبھال لیں گے۔ جسٹنین نے حکم دیا تعمیر جاری رکھی جائے پھر دیکھا ...جاتا ہے۔

...کے حکم کے مطابق تعمیر مکمل کی گئی۔ گنبد ہلکے پتھر کا بنایا گیا تاکہ محرابوں پر ...شگافوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا گیا۔ چنانچہ یہ عمارت اب تک بدستور قائم

آیا صوفیہ کے معماروں نے ایک نیا طرز تعمیر پیدا کیا تھا جسٹنین آیا صوفیہ کی تعمیر
عجلت سے کام لے رہا تھا۔ وہ اسے قسطنطنیہ کے پرانے گرجوں سے بالکل مختلف رکھنا
تھا۔ اس کی آرزو تھی کہ یہ گرجا وضع قطع میں سارے گرجوں سے الگ تھلگ ہو اور
سبھی گروہوں کا مرکز اجتماع بن جائے۔ طرز تعمیر کی تبدیلی' یونانی تعمیر کا پیش خیمہ ہوئی
رفتہ رومی روایات ختم ہو گئیں۔ لاطینی بول چال کا رواج بھی ختم ہو گیا۔ یونانی ثقافت
لاطینی ثقافت کی جگہ فروغ ملنے لگا۔

پھر ایک روز باقاعدہ جسٹنین آیا صوفیہ کے گرجے کے افتتاح کے لئے آیا۔
گرجے کے قریب آ کر اپنے گھوڑے سے اترا تو اس نے دیکھا آیا صوفیہ کے گرجے
سامنے صناعوں نے جسٹنین کا سنگ مرمر کا ایک بہت بڑا مجسمہ بنا دیا تھا۔ جس کے
لوگ جمع تھے اپنے مجسمے اور آیا صوفیہ کے گرجے کی عمارت کو دیکھتے ہوئے جسٹنین
آرزو کی کہ کاش سلیمان علیہ آج اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے آیا صوفیہ کے گرجے
ہوتے کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کا بنایا ہوا گرجا ہر طرح اور ہر لحاظ سے ہیکل سلیمانی
ہے بلکہ اسے سے بڑھا ہوا ہے۔

بہرحال افتتاح کے لئے جسٹنین اس عظیم الشان گرجا کے سامنے اپنے گھوڑے
اترا۔ دہلیز سے گزرتے ہوئے اس نے تاج سر سے اتار دیا اور گرجا میں داخل ہو
قسطنطنیہ اسقف کے اعظم سے برکت حاصل کی۔

اس عظیم الشان گرجے کے اندر پہونچ کر اسقف اعظم کے مقابل وہ تخت
بادشاہ کی اس آمد پر شمعوں کے شعلے چاروں طرف رقصاں ہونے لگے تھے۔
اور پیالوں میں رنگ رنگ کے چراغ ہزاروں انسانوں کے سروں پر درخشاں
میں حبرک پردوں کے رو پہلی نقوش اور مقدس میز کے زردار کپڑے کی تصویر
رہی تھیں۔ مریم عذرا سے اوپر ایک چہرے کے مدہم نقوش ابھر رہے تھے۔
مریم تھے جن کے ذریعے ان دیکھے خدا کی مرضی پوری ہوئی عیسیٰ ابن مریم کے
فرشتے تھے جنہوں نے اپنے بازو اور پر پھیلا رکھے تھے۔

جسٹنین کو آیا صوفیہ کی آرائش بے حد پسند آئی۔ اس موقع پر آیا صوفیہ
میں ولادت مسیح کے گیت گائے گئے جس میں سے ایک شخص روماتوس کو خاص
گیا اس لئے کہ وہ ولادت مسیح کے گیت گانے میں ماہر تھا۔ اس طرح ایک
تقریب میں جب رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین نے آیا صوفیہ کے گرجے کا افتتاح
وقت تک رومن شہنشاہ جسٹنین پچپن برس کا ہو چکا تھا۔

آیا صوفیہ کے گرجے کے افتتاح کے علاوہ جسٹنین نے بیلی ساریوس کی روانگی کے
دوسرا بڑا کام کیا وہ یہ کہ اس نے لوگوں کی بہتری کے لئے کچھ احکامات جاری کئے
اس نے شہریوں کے لئے مجسٹریٹ مقرر کئے اور ان کو حکم دیدیا کہ باہر سے آنے
لوگوں کا سیل روکا جائے جس کی وجہ سے مضافات کی آبادی کم ہو رہی تھی اور شہر
آبادی بڑھ رہی تھی۔ عام دستور چلا آ رہا تھا کہ دولت مند لوگ بڑی بڑی رقمیں دیکر
خرید لیتے تھے پھر ان عہدوں سے وسیع مالی فائدہ اٹھاتے تھے۔ جسٹنین نے عہدوں
و فروخت ممنوع قرار دیدی۔

رشوت خور افسروں کے خلاف بھی جسٹنین نے بہت سخت قوانین جاری کئے۔ مثلاً"
اس عہدے کے لئے کسی کو کچھ نہ دے۔

گورنر کو چاہیے کہ اپنے علاقے کے قصبوں اور شہروں میں خود جائے اور اپنے نائبوں
دیکھے۔ ہر افسر عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد پچاس روز تک وہیں رہے تاکہ
حساب کتاب لیا جا سکے اور اس کے خلاف شکایات کی سماعت ہو سکے۔

مذہبی پیشوا اور مقامی مجلس سرمایہ آمد کے ذمہ دار ہوں گے۔

اس کے علاوہ جسٹنین نے اپیلوں کی سماعت کے لئے خاص عدالتیں مقرر کر دیں جو
دورہ کر کے زیادہ سے زیادہ پچاس روز کے اندر مقدمے کا آخری فیصلہ سنا دیتی
مجسٹریٹ جنہیں فیصلے کرنے پر متعین کیا جاتا تھا ان کی تقرری پر ان سے مندرجہ ذیل
لیا جاتا تھا۔

میں خدائے برتر اور توانا اور میکائیل اور جبرائیل کی قسم ان چاروں انجیلوں پر کھاتا
جو میرے ہاتھ میں ہیں کہ میں اپنے آقا جسٹنین اور اس کی ملکہ تھیوڈورا کی خدمت
اخلاص میں انجام دوں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ عہدے کے حصول اور تحفظ کے
کسی کو کچھ دیا ہے نہ آئندہ دوں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ تنخواہ کے سوا نہ لوں گا
عہدے سے کوئی فائدہ اٹھاؤں گا۔ اپنے نیک دل آقاؤں کی ساری رعایا کے حقوق کی
کروں گا اگر یہ حلف پورا نہ کر سکا تو اپنے آپ کو نجات دہندہ یسوع مسیح کے فیصلے
سمجھوں گا۔ مجھے یہودا اسکریوتی کی بد انجامی برص کا برص اور قابیل لعنت نصیب

○

دوسری طرف موسم گرما میں بیلی ساریوس سسلی کی طرف روانہ ہوا لیکن سفر کی

منزل مقصود اخفا رکھی گئی۔ اس لئے کہ عام لوگ سمجھتے تھے کہ بیلی ساریوس جو
ونڈالوں کا فاتح ہے وہ ایک بار پھر افریقہ کا رخ کر رہا ہے۔ جبکہ رومن شہنشاہ
بیلی ساریوس کو رازدارانہ انداز میں یہ احکامات دیئے تھے کہ وہ چپ چاپ سسلی
جزیرے کو ان گاتھوں سے چھین لے جو سسلی پر قابض ہو چکے تھے۔ اس
ساریوس کے لئے تمام انتظام خاص احتیاط سے کئے گئے تھے۔ جہاز ایسے تھے
سمندروں میں بھی سفر کر سکتے تھے۔ فوجی افسر ایسے چنے گئے تھے جن کی وفا
صلاحیت مسلم تھی۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ خاصا بڑا لشکر تھا جس پر زیادہ
اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

باقاعدہ رسالہ بھی بحری بیڑے کے ہمراہ تھا۔ اس کے علاوہ جنگجو ہن قبائل
دستے بھی شامل تھے تاکہ ضرورت کے وقت ان کی مدد سے جنگ کی کایا پلٹی جا سکے۔

اس مرتبہ بھی بیلی ساریوس کو پہلے کی طرح پورے اختیارات دے دیے
اسے تاکید کر دی گئی تھی کہ سسلی پہنچو تو جہاں پہلے لنگر انداز ہوئے تھے وہیں
بھی ٹھہرنا اور طور طریقے ایسے رکھنا جیسے تم اتفاقیہ وہاں جا ٹھہرے ہو۔ سسلی کے
احساس تک نہ ہونا چاہئے کہ اس کا مقصود جزیرے پر قابض ہونا ہے۔ جسٹنین
ساریوس کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ اگر باآسانی سسلی پر تسلط کی صورت نکل آئے تو
ورنہ لنگر اٹھا کر افریقہ چلے جانا۔

بیلی ساریوس پہلے کی طرح سسلی کی بندرگاہ کتانہ میں اپنے بحری بیڑے کے
انداز ہوا اس نے اپنے لشکریوں کے چھوٹے چھوٹے دستے اطراف میں بھیج
شکل و صورت اور اطوار سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ وہ سیاحوں کی حیثیت
مقامات کا معائنہ کرتے پھر رہے ہیں۔ لیکن یکایک بیلی ساریوس کے لشکریوں نے
قبائل کی چوکیوں پر حملہ کرتے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر دیا اور ان گنت
انہوں نے قبضہ کر لیا۔

مختلف چوکیوں پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس نے اپنے لشکر کے ساتھ
جوار کے سارے چھوٹے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے
سسلی کے دوسرے بڑے شہر سارا کیوز پر حملہ آور ہوا۔ اس شہر پر بھی اس نے
قبضہ کر لیا۔ سارا کیوز پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس کی قوت میں خاطر خواہ
تھا۔

اب باقی سسلی کا مرکزی شہر پنارس رہ گیا تھا۔ اس پر بیلی ساریوس سوچ کر

ہوتا تھا کہ یہ جزیرے کا مستحکم مقام تھا اور اس کے ارد گرد فصیل تھی۔ آخر
کچھ دن اپنے لشکریوں کو آرام کرنے اور ستانے کا موقع فراہم کیا اور اس
تیاری کرنے کے بعد وہ سسلی کے شہر پنارس پر بھی حملہ آور ہوا۔ گاتھوں
۔ لیکن بیلی ساریوس کا حملہ ایسا خوفناک، ایسا وحشیانہ تھا کہ اس نے وحشی گاتھ
نہ چلنے دی۔ اگر صرف رومن پنارس پر حملہ آور ہوتے تو یقیناً" انہیں گاتھ
جانے پر مجبور کر دیتے لیکن بیلی ساریوس کے لشکر میں جو ہن قبائل کا لشکر
انہوں کی ایک نہ چلنے دی۔ وحشی ہن قبائل رات کی تاریکی میں پنارس شہر کی
گئے۔ ایسا ہوتا تھا کہ ہن قبائل فصیل سے اتر کر شہر میں داخل ہونا شروع
کے دروازے انہوں نے کھول دیئے۔

دروازے کھلتے ہی بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ خوفناک سیلاب کی طرح
ہوا اور شہر پر اس نے قبضہ کر لیا۔ شہر پر قبضہ ہونے کے بعد بیلی ساریوس نے
وں پر سنہری سکے برسائے۔

ساریوس کی گاتھ قبائل کے خلاف سسلی میں کامیابیوں سے رومن شہنشاہ
خوش اور مطمئن ہوا۔ اور اب وہ اٹلی پر حملہ آور ہونے کے منصوبے بنانے
کی ان دنوں گاتھ قبائل نے حملہ آور ہو کر رومنوں سے حکومت چھین لی
ل کا اٹلی میں پہلا سردار تھیوڈورک تھا۔ اس نے اٹلی پر قبضہ کیا اور وہاں
ار کر لی۔ اور اٹلی کا انتظام اس نے بڑے اچھے طریقے پر کر لیا۔ اور سب
رواداری تھا۔ بظاہر وہ مشرقی سلطنتوں کے فرمانرواؤں کا وفادار تھا۔ کسی
خلاف شمشیر زن ہونے کی جرات اور ہمت نہ ہوئی تھی۔

ائل کا سردار تھیوڈورک جب اٹلی کا شہنشاہ بنا تو اس زمانے میں علم و فضل
ام کے لحاظ سے اٹلی میں دو آدمیوں کو ممتاز ترین حیثیت حاصل تھی۔ ایک
را سیمیکس۔ تھیوڈورک نے ابتدا میں دونوں سے اچھا برتاؤ کیا پھر بیتھیوس
کا الزام لگایا اور تھیوڈورک نے اسے قید میں ڈال دیا۔
بیتھیوس نے فلسفے کے متعلق وہ کتاب لکھی جس کی بنا پر اس کی شہرت
۔ تھیوڈورک نے ایک فرمان خاص کے ذریعے بیتھیوس کے ساتھ ربط اور
کر دی۔ ایوان عمائد کے ارکان میں سے صرف ایک شخص اس فرمان کے
ہوا اور وہ سیمیکس تھا۔ جس کا پردادا رومن سلطنت کے نہایت عظیم
سے تھا۔ سیمیکس کی اس جرأتمندی پر تھیوڈورک بے حد پیچ و تاب کھایا ہوا۔ لہذا

تھیوڈورک نے بیتھیوس اور سیمکس دونوں کو قتل کرا دیا تھا۔

آخر اٹلی میں گاتھ قبائل کا پہلا شہنشاہ تھیوڈورک جلد ہی فوت ہو گیا۔ ...
مرنے کے بعد اس کی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام امالا سنتا تھا۔ اس میں ای...
جنگی جوہر موجود تھے۔ لیکن گاتھ ایک عورت کو حکمران ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ ...
امالا سنتا نے اپنے خاندان میں تھیوڈاہڈ سے شادی کر لی۔ تھیوڈاہڈ کے دماغ میں ...
تھیوڈاہڈ کی طبیعت میں کوئی مناسبت نہ تھی۔

احمق شوہر نے جوش کی حالت میں ایک دن اس وقت اپنی بیوی کو قتل کر ...
جھیل میں نہا رہی تھی۔ اور تنہا حکومت کرنے لگا۔ گاتھوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ ...
کی بدولت اسے تخت ملا تھا اور جو ان کے محبوب سردار کی بیٹی تھی اسے قتل کرا...
اس وجہ سے وہ تھیوڈاہڈ کے دشمن بن گئے تھے۔ اور تھیوڈاہڈ کو ہر وقت خطرہ ...
گاتھ موقع پاتے ہی اسے مار ڈالیں گے۔

جن دنوں رومن شہنشاہ جسٹنین اٹلی پر حملہ آور ہونے کے منصوبے ...
دنوں تھیوڈاہڈ گاتھوں پر حکومت کر رہا تھا۔ اٹلی پر حملہ آور ہونے سے پہلے ...
مختلف چالیں چلیں۔ پہلی چال اس کی یہ تھی کہ اس نے پوپ کو سمندر کے را...
بلایا اور اس کے ساتھ مشورے کے بعد اٹلی کے گاتھوں سے نجات حاصل ...
بنایا۔ جسٹنین نے پوپ کو سمجھایا کہ ہم لوگ رومن کلیسا کے پیروکار ہیں ...
حکومت کرنے والے گاتھ آریوس کے پیروکار ہیں۔

قسطنطنیہ کا شہنشاہ اور سارے باشندے تثلیث کے قائل تھے۔ یعنی ...
القدس کا اتحاد معمولی مزدور اور نانبائی سے بھی باتیں ہوتیں تو کہتا کہ ...
نجات کا ذریعہ ہے۔ قسطنطنیہ کے لوگ کہتے کیا ایک معمولی انسان ایک نجار ...
کی نجات کا دروازہ کھول سکتا ہے۔ اگر مریم نے ایک معمولی بچہ جنا تو کیا ...
کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ درحقیقت وہ تھی۔ اس طرح رومن کلیسا نے ...
کرتے ہوئے مریم کو خدا کی ماں اور عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا ...

دوسری طرف اٹلی پر حکومت کرنے والے گاتھ آریوس کے پیرو...
ایک مسیح بزرگ تھا۔ اس نے مذہب کے اندر جس قدر خرابیاں تھیں ان...
کوشش کی۔ اس نے عیسائیوں میں اس عقیدے کا پرچار کیا کہ مسیح کچھ بھی ...
انسان تھا۔ البتہ اسے نیکی کا غیر معمولی درجہ مل گیا تھا۔ مغرب میں آریو...
عجیب و غریب طریقے پر پھیلا۔ قسطنطنیہ کا ایک بشپ جو آریوسی عقیدے ...

... تبلیغ کے لئے مقرر ہوا جو وحشی اقوام سے لڑنے کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ لہٰذا خود
... ان وحشیوں میں تبلیغ شروع کر دی۔ وہ آریوسی عقیدے کا قائل تھا۔ اس طرح
... وینڈال اس مبلغ کی وجہ سے آریوسی عقیدے کے پیروکار ہو گئے۔

... ل' اسپین اور افریقہ کے علاوہ سسلی میں حکمران ہوئے تو انہوں نے چند کلیسوں
... تثلیث کو ماننے والے تمام کلیسا بند کر دیئے۔ اٹلی سے پوپ کو قسطنطنیہ بلا کر
... نے اسے یہ بھی سمجھایا کہ وہ تثلیث کے عقیدے کو ہر سمت پھیلانا چاہتا ہے اور
... عقیدے کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ پوپ کو جسٹنین نے یہ بھی سمجھایا کہ گاتھ' وینڈال
... چونکہ آریوسی عقیدے کے پیروکار ہیں لہٰذا پوپ کو چاہئے کہ اٹلی میں ان کا
... کے لئے پوری طرح اس کا ساتھ دے۔ پوپ نے اس کے لئے حامی بھر لی۔
... ضروری ہدایات جسٹنین نے اسے دے کر اٹلی روانہ کر دیا تھا۔

... کے ذمے سب سے بڑا کام یہ لگایا گیا تھا کہ وہ اٹلی میں رومن کلیسا کے حامیوں
... ے اور انہیں ایک مضبوط اور پر قوت لشکر کی صورت دیتا رہے تاکہ جب
... لشکر اٹلی پر حملہ آور ہو تو پوپ کے اکٹھے کرنے والے ان لوگوں سے جسٹنین کے
... حمایت حاصل ہو۔

... ے پوپ کو اپنے لئے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ جسٹنین نے اٹلی کے گاتھ
... خلاف ایک اور سیاسی چال چلی۔ اس نے اپنے ایک خاص قاصد کو اٹلی میں آباد
... کے ان حصوں کی طرف روانہ کیا جو تثلیث کے قائل تھے۔ اور رومن کلیسا
... تھے۔ اس قاصد کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ فرینک سرداروں کو سمجھائے کہ وہ
... حملہ آور ہونے میں رومنوں کی مدد کریں۔ اس لئے کہ فرینک اور رومن دونوں
... کے قائل ہیں جب کہ گاتھ قبائل آریوسی عقیدے کے پیروکار ہیں۔ اس کے
... کے ہاتھ جسٹنین نے فرینک سرداروں کے لئے ہیرے اور جواہرات کی رشوت
... قاصد اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ رشوت ملنے اور مذہبی ترغیب ہونے پر
... ں کا ساتھ دیتے ہوئے گاتھوں کے خلاف لڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

... کے علاوہ اٹلی میں گاتھوں کے شہنشاہ تھیوڈاہڈ پر رعب اور خوف طاری کرنے
... نے ایک اور چال چلی۔ جسٹنین نے پیٹر نامی اپنے ایک خاص آدمی کو
... شہنشاہ تھیوڈاہڈ کی طرف اٹلی روانہ کیا۔ پیٹر نامی یہ شخص بڑا قابل اور چرب
... اور گوں جھگڑوں میں ماہر تھا۔ سخت نازک حالات میں بھی اس پر کبھی
... نہ ہوتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ کوئی اسے خرید نہ سکتا تھا۔ اس کا

فرض یہ قرار دیا گیا کہ وہ موقع پہ موقع اور گاہے بگاہے وہ گاتھوں کے شہنشاہ
خدمت میں حاضر ہو اور اس پر یہ انکشاف کرتا رہے کہ اگر شہنشاہ قسطنطنیہ سے
کی گئی تو خوفناک جنگ شروع ہو جائے گی جس میں تھیوڈاہڈ کی اپنی زندگی بھی خ
جائے گی۔

یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد جسٹنین نے اٹلی پر حملہ آور ہونے کی
سے پہلے اس نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ وہ سسلی سے نکل کر
آور ہو۔ اس کے بعد جسٹنین نے اپنے دوسرے جرنیل منڈس کی سرکردگی میں ا
لشکر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ دریائے ڈینیوب سے مغرب کی جانب آگے بڑ
قدمی کرتا ہوا ساحل پر اس جگہ پہنچ جائے جہاں کسی زمانے میں سابق رومن
نے اپنے لئے ایک محل تعمیر کیا تھا۔ جسٹنین نے اپنے جرنیل منڈس کو حکم دیا
سمت سے اٹلی پر حملہ آور ہو۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے اٹلی کے حکمران گاتھوں کی اب آنکھیں کھلیں
پتہ چلا کہ قسطنطنیہ کا رومن شہنشاہ جسٹنین ان کے خلاف گہری چال چل رہا
لئے کہ وہ ان پر تین اطراف سے حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ شمال
طرف سے فرینکو کا حملہ، جنوبی سمت سے بیلی ساریوس کا اور مغربی جانب سے
منڈس کا۔

گاتھوں کے شہنشاہ تھیوڈاہڈ کو جب جسٹنین کے ان تین اطراف کے حملے
ہوا تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس لئے کہ وہ پہلے ہی داخلی انتشار اور جھگڑوں کا
بیوی کو قتل کرنے کی وجہ سے عوام اس کے خلاف ہوئے تھے۔ اس صو
تھیوڈاہڈ نے اندر ہی اندر جسٹنین سے گفت و شنید کی اور اس کا اس نے ا
کا ارادہ ظاہر کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے تین ہزار گاتھ جنگجو شہنشاہ کی خد
کرنے کا بھی وعدہ کر لیا۔ چنانچہ جسٹنین کو ان حالات سے اطلاع دے دی گئی
پیش کش پر بے حد خوش ہوا اور تمام شرطیں ماننے کے لئے تیار ہو گیا۔
صورتحال تبدیل ہو گئی۔ جس پوپ کے مشورے سے یہ سارا منصوبہ تیار ہو
دوسری بات یہ ہوئی کہ ڈلیشیا میں گاتھ قبائل کا ایک لشکر اچانک منڈس
آور ہوا اور اس جنگ میں منڈس کا بیٹا مارا گیا۔ اپنے بیٹے کے مارے جا
ایسا جنون طاری ہوا کہ اس نے گاتھ قبائل کے خلاف گھمسان کی جنگ چھ
کے لشکر اور گاتھوں کے لشکر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس قدر

ل ہوئے کہ منڈس کے لشکر میں بہت کم لشکری ایسے تھے جو اپنی جانیں بچا سکے تھے۔
رومن جرنیل منڈس اور اس کے لشکر کی تباہی و بربادی کا سن کر جسٹنین نے ڈلیشیا
انتقام پر ایک بہت بڑا لشکر روانہ کر دیا۔ اطلاع ملی تو اس نے اٹلی پر حملے روک دیئے اور
لشکر کے ساتھ وہ فوراً" قرطاجنہ کی طرف روانہ ہو گیا۔
افریقہ میں رومنوں کے خلاف سازش کی وجہ یہ تھی کہ افریقہ میں آباد رومنوں کو
دولت مل گئی تھی۔ اور انہوں نے ونڈال لڑکیوں سے شادیاں کر لی تھیں اور عیش
سے زندگی بسر کرنے لگے تھے۔ یہ عورتیں جائدادوں اور مکانوں کی مالک تھیں۔
یہ شادیاں رومن سپاہیوں کے لئے مالی بوجھ ہونے کے بجائے مزید تن آسانی کا
ن گئیں۔

دھر قسطنطنیہ سے رومن سپاہیوں کی تنخواہیں افریقہ نہ پہنچیں بلکہ حکم آ گیا کہ تمام
حکومت کے حوالے کی جائیں۔ اس کے علاوہ افریقہ میں پادریوں نے آریوسی
کر دیئے اور ونڈال عورتوں کو مذہبی حقوق سے محروم قرار دے دیا۔ گویا رومن
کی عیش و راحت کا ذریعہ بھی گیا اور ان کی بیویاں بھی چھن گئیں۔ سپاہی یہ
ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور انہوں نے اپنی جمہوری حکومت بنانے کا فیصلہ کر
والوں نے اس صورتحال سے فائدہ اٹھایا اور جگہ جگہ انہوں نے بغاوت کرتے ہوئے
پھیلا دی تھی۔

بیلی ساریوس جب اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ پہنچا تو اس نے محصور سپاہیوں کی
بحالی اس نے خاص لباس پہن کر سڑکوں پر گشت کرنا شروع کر دیا تاکہ اس کی
ہر جگہ پہنچ جائے۔ چند روز تک بیلی ساریوس نے وہاں قیام کر کے صورتحال کا
اس کے بعد اس نے دشمن پر حملے شروع کر دیئے۔ بیلی ساریوس کے حملے کارگر
ہوئے۔ اور جلد ہی اس نے کئی باغی لشکروں کو شکست دے کر بغاوت کرنے والوں کا
ا۔

باغیوں کے افسروں کو جب خبر ہوئی کہ آہستہ آہستہ بیلی ساریوس ان پر حاوی ہوتا جا
وہ معافی مانگنے کے لئے بیلی ساریوس کے خیمے میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر باغی
بیلی ساریوس نے ایک سکہ دکھایا جس پر جسٹنین کی شکل بنی ہوئی تھی اور کہا تم
اس کے خلاف بغاوت کی جو تمہیں تنخواہیں دیتا ہے اور جس نے تم پر بھروسہ کیا۔
اس پر افسروں نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی تنخواہ نہیں ملی بہرحال اگر ہمیں باقاعدگی
سے ملتیں تو ہم کبھی بغاوت نہیں کرتے۔ یوں بیلی ساریوس افریقہ میں بغاوت فرو

کرنے میں کامیاب ہو گیا اور جن باغی افسروں نے اس سے معافی مانگی اس معاف کر دیا۔

بیلی ساریوس افریقہ کی اس بغاوت کو فرو کرنے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ا جرنیل جرمانوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ افریقہ پہنچ گیا۔ ساتھ ہی وہ رو یہ حکم بھی لایا کہ بیلی ساریوس فوراً اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ سے اٹلی چلا جا ادھوری مہم پوری کرے۔ اس پر بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی چلا گیا نے افریقہ میں آتے ہی اعلان کر دیا کہ میں سزا دینے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی ازالہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے لشکریوں کی پچھلی تنخواہیں ادا کر دیں اس عمل سے افریقہ میں مکمل امن و امان بحال ہو گیا۔

رومن جرنیل جسٹنین نے اب تک اٹلی کے گاتھوں کے خلاف جو سپاہ تھیں وہ ناکام ہو چکی تھیں۔ وینشیا میں رومن لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور ا ان کے کافی آدمی مارے گئے۔ اس پر اٹلی میں گاتھوں کے حوصلے بلند ہو گ نالائق بادشاہ تھیوڈاہڈ نے خفیہ خفیہ جو عہد جسٹنین سے کیا تھا وہ اس سے جسٹنین کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ تلوار کے زور سے فیصلہ ک جائے۔

اس دوران ایک اور حادثہ پیش آیا اور وہ یہ کہ رومن شہنشاہ جسٹنین خاص قاصد پیٹر نامی کو جو گاتھ قبائل کے شہنشاہ تھیوڈاہڈ پر خوف و دہشت طا لئے مقرر کیا تھا اسے تھیوڈاہڈ نے قتل کر دیا۔ تھیوڈاہڈ کو کسی ذریعہ سے خبر حقیقت میں جسٹنین کا جاسوس ہے۔ پیٹر نے ایک خفیہ ذریعہ سے جسٹنین تک حملہ کرنا ہے تو ابھی کر دو کیونکہ گاتھوں کی قیادت دم توڑ رہی ہے۔ اور گاتھو کھوپڑی والے بادشاہ تھیوڈاہڈ کی قیادت گاتھوں کے لئے زنجیر پا ہے۔ جب تک ب کچھ کر لینا چاہئے۔

پیٹر کا یہ پیغام کسی طرح گاتھوں کے بادشاہ تھیوڈاہڈ کے ہاتھ لگ گیا۔ تھیوڈاہڈ نے پیٹر کو قتل کر دیا۔ بہرحال رومن شہنشاہ جسٹنین نے اب اٹلی پر اس پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ حملہ کی ابتداء کا حکم رومن جرنیل بیلی تھا۔ بیلی ساریوس کے وسائل بہت کم تھے۔ تاہم اس نے انہی سے کام لے اٹلی پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس نے غلہ خرید کر جہازوں میں بھرا پھر ت اس نے سسلی میں چھوڑ دی تاکہ وہاں کا نظم و ضبط برقرار رہے پھر وہ اپنے

ساتھ آبنائے میسینا کے خطرناک راستے سے گزرتا ہوا جنوبی اٹلی میں جا اترا۔ اٹلی کے گاتھ کماندار کو بڑے عہدے اور انعام کا لالچ دے کر بیلی ساریوس ساتھ ملا لیا۔ پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف پیش قدمی کرنے لگا جب کہ بیڑا بھی سمندر میں ساحل کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کر رہا تھا۔ نیپلز کی بندرگاہ پہنچ کر بیلی ساریوس کو اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ رک جانا پڑا۔ یہ نیا یہاں زیادہ یہودی تاجر آباد اور افریقہ کے بربر بھی کافی تعداد میں آباد تھے۔ لیکن ے کوئی بھی فیصلہ نہ کر سکا کہ گاتھوں کا ساتھ دے یا بیلی ساریوس کا ساتھ دیتا

اور جب نیپلز کے لوگوں نے دیکھا کہ بیلی ساریوس کے لشکر کی تعداد کم ہے تو مقابلہ تیار ہو گئے۔ بیلی ساریوس بڑا کامیاب سالار تھا لیکن لوگوں کا دل موہ لینے کی اس میں نہ تھی۔ اسے اپنے بیڑے کے لئے بندرگاہ کی ضرورت تھی۔ لہٰذا اس نے لیا کہ نیپلز کو بزور شمشیر فتح کرے گا۔ یہ ارادہ کرتے ہوئے بیلی ساریوس نے نیپلز گاہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔

محاصرہ مہینے بھر تک جاری رہا اور بیلی ساریوس کی تشویش بڑھتی گئی۔ افسر بے دلی تے ہوئے نظر آتے تھے۔ سوار محاصرے کی ذمہ داری سے پہلو تہی کرتے تھے۔ ان یہ افواہ پھیلنے لگی کہ گاتھوں کا ایک پچاس ہزار کا لشکر بڑی تیزی سے نیپلز کی رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی رومن کانپ گئے اور وہ یہ سوچنے لگے کہ پچاس ہزار گاتھ کا ریلہ انہیں خاک کی طرح اڑا کے رکھ دے گا۔

اس دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس نے بیلی ساریوس کی تمام مشکل حل کر دشمنوں نے وہ نالی توڑ دی تھی جس سے شہر میں پانی جاتا تھا۔ بیلی ساریوس نے ایک بھیجا کہ ذرا جا کر اس کی کیفیت دیکھ آئے وہ رینگتا ہوا نالی کے مقام پر پہنچا اور یہ حیران ہو گیا کہ اس راستے سے وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا ہے۔

بیلی ساریوس نے اس اطلاع سے فوراً فائدہ اٹھایا۔ اہل شہر کو آگاہ کر دیا کہ تمہیں آخری موقع دیا جاتا ہے۔ پھر اسی رات تاریکی میں زرہ پوش سواروں کو اسی راستے داخل ہونے کا حکم دے دیا۔ ہن اور دوسرے وحشی دستے اس راستے سے نیپلز شہر میں ہو گئے اور شہر کے اندر انہوں نے لوٹ مار کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے شہر کے بھی کھول دیئے۔ اس طرح بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا شہر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

نیپلز پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس نے نیپلز کی حفاظت کے لئے چھوٹا
لشکر وہاں چھوڑا پھر وہ بڑی تیزی سے روم شہر کی طرف بڑھا۔ روم شہر اس وقت گاتھ
سے خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے رومنوں کے شہنشاہ جسٹین کے کہنے پر فرینک
کوہستانوں کے اس پار رہنے والے گاتھ قبائل پر حملے کر دیئے تھے۔ لہٰذا اٹلی میں گاتھوں
شہنشاہ تھیوڈاہڈ فرینکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے شمال کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ کوچ
تھا۔ گاتھوں کی اس غیر موجودگی میں ساریوس بڑی تیزی سے آگے بڑھا بڑی
روم شہر پر وہ قابض ہو گیا اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں محصور ہوا اور بڑی تیزی
نے غلہ اور ضروریات کی دیگر اشیا شہر میں جمع کرنی شروع کر دی تھیں۔ وہ جانتا
فرینک کے ساتھ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد گاتھ ضرور روم شہر کا محاصرہ
اور ایسی صورت میں بیلی ساریوس کے پاس کافی ذخیرہ ہونا چاہئے۔ بہرحال روم شہر
کرنے کے بعد گاتھ قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس بڑی تیزی
کرنے لگا تھا۔

شہر میں قیام کے دوران بیلی ساریوس نے اندازہ لگایا کہ گاتھوں کے عہد
روم کی حالت بدل کے رہ گئی تھی۔ وہ شہر کبھی صاف ستھرا اور انتہائی خوبصورت
کے اندر اور اطراف میں گندگی پھیل چکی تھی۔ رومنوں کے دور حکومت میں جہاں
کتب خانے تھے وہاں صرف ایک کتب خانہ باقی رہ گیا تھا۔ صنعت و حرفت میں
طور پر کمی آ گئی تھی۔ دریائے تائبر کے پانی سے فائدہ اٹھانے والی پن چکیاں
دریا کے دہانے پر آستا نام کی جو بندرگاہ تھی اس میں ریت بھر گئی تھی۔

شہر میں محصور ہونے کے بعد بیلی ساریوس نے شہر کا نظم و نسق اپنے ہاتھ
لیا۔ شہر کا اس نے نیا کوتوال مقرر کیا جس کے ذمہ شہر کا نظم و نسق کیا۔
اپنے ساتھ وہ صناع لے کر آیا تھا۔ ان کے ذریعہ سے اس نے بڑی تیزی سے
کرنا شروع کیں۔ تاکہ ضرورت کے وقت شہر کی حفاظت کی جا سکے۔ پن چکیاں
جاری کی گئیں۔ شہر کے اندر سے مزید رومن بھرتی کئے گئے تاکہ اگر گاتھوں کے
جنگ میں مصروف ہو تو نئے لشکری شہر کی حفاظت اور نظم و نسق سنبھال سکیں اور
ہونے والے جوانوں کو اس نے جنگی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔

اس کے علاوہ قسطنطنیہ کی طرح فصیل کے مختلف حصوں کی حفاظت اور
لئے بیلی ساریوس نے فوجی دستے مقرر کر دیئے تھے۔ شہر کے بیرونی میدانوں
نکالنے کا نظام بگڑ گیا تھا۔ اور اس کی درستگی پر کسی نے توجہ نہیں دی تھی۔

پورا علاقہ دلدل بن گیا تھا اور اس سے اٹھنے والے زہریلے بخارات بیماریوں کا
بنے ہوئے تھے۔ خود بیلی ساریوس کے لشکر میں بھی اس گندی دلدل کی وجہ سے
پھیلنے کا خدشہ تھا۔ لہٰذا شہر کے اطراف کی صفائی کر دی گئی تھی۔ اور فالتو پانی کے
انتظام کیا گیا۔

رومنوں کے شہنشاہ جسٹین نے سیاست سے کام لیتے ہوئے اٹلی کے شمالی حصوں میں
اور فرینکوں کو چونکہ آپس میں لڑا دیا تھا لہٰذا بیلی ساریوس کو یقین تھا کہ گاتھ اور
ماہ تک آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان رہیں گے۔ لہٰذا اسے
کے دفاع کو مضبوط بنانے کا خوب موقع مل جائے گا۔

لیکن حالات بیلی ساریوس کی امیدوں اور خواہشوں کے خلاف پلٹا کھا گئے۔ اس لئے
کی سیاست کی وجہ سے جو فرینک گاتھوں سے ٹکرا گئے تھے انہوں نے اندازہ لگا
کسی بھی طرح گاتھوں پر قابو پا کر انہیں شکست نہیں دے سکتے اور فرینکوں نے یہ
اندازہ لگا لیا تھا کہ اگر جنگ اسی طرح جاری رہے تو گاتھ آہستہ آہستہ ان پر حملہ آور
ہو کے فرینکوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا دونوں وحشی قبائل کے درمیان گفتگو ہوئی۔
انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اس طرح شمال کے کوہستانوں میں گاتھوں اور فرینکوں
کے درمیان ہونے والی جنگ کا اختتام ہوا۔ اب فرینک ایک طرف ہٹ کر انتظار کرنے لگے
اور گاتھ جب آپس میں ٹکراتے ہیں تو اس کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔

فرینک کے ساتھ جنگ ختم ہونے کے بعد گاتھ قبائل نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا۔
اب وہ فارغ ہو کر رومنوں کے خلاف برسرپیکار ہونا چاہتے تھے۔ سب سے پہلا
قدم انہوں نے اٹھایا وہ یہ کہ انہوں نے اپنے بے ہمت بادشاہ تھیوڈاہڈ کو قتل کر دیا۔ اور
اس کی جگہ انہوں نے ایک شخص وٹیجس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ جو ایک آزمودہ کار
ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین جنگجو اور عمدہ جنگی تجربہ رکھتا تھا۔ نئے بادشاہ
کی سرکردگی میں گاتھ اب روم شہر کی طرف بڑھے تاکہ بیلی ساریوس پر حملہ آور ہو
کر شہر کو اس سے خالی کرایا جا سکے۔

دوسری طرف بیلی ساریوس کو بھی گاتھوں کی روم شہر کی طرف پیش قدمی کی اطلاع
ملی۔ لہٰذا وہ شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ وہ چاہتا تھا کہ شہر سے باہر گاتھوں کا
راستہ روک کے انہیں روکے اور انہیں شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے۔ لہٰذا
شہر کے باہر اور دریائے تائبر کے قریب گاتھوں کی آمد سے پہلے ہی پہلے اس نے اپنے
دفاع کے لئے چوکیاں قائم کر لی تھیں۔ تاکہ گاتھوں کا مقابلہ احسن طریقے سے کیا جا

سکے۔ گاتھ اس قدر غصہ اور غضبناک تھے کہ آتے ہی انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جذبے اس جوش کے ساتھ وہ بیلی ساریوس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے کہ پہلے ہی انہوں نے ان چوکیوں کو منہدم اور برباد کر کے رکھ دیا۔ جو بیلی ساریوس نے اپنے کے دفاع کے لئے بنائی تھیں۔ چوکیوں کی تباہی و بربادی کے بعد رومنوں اور گاتھ کے درمیان ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس جنگ میں بیلی ساریوس مرتے مرتے ہوا یوں کہ کچھ رومن بیلی ساریوس کا ساتھ چھوڑ کر گاتھوں سے جا ملے تھے اطلاع دے دی کہ بیلی ساریوس خاکستری گھوڑے پر سوار ہے۔ جس کی پیشانی سفید اطلاع ملنے پر گاتھ قبائل نے اس جگہ اپنے لشکر کا پورا زور ڈال دیا۔ جہاں بیلی خود جنگ کر رہا تھا۔ گاتھوں کا یہ حملہ اتنا زور دار اور وحشیانہ تھا کہ بیلی ساریوس کے زور اور سختی کو برداشت نہ کر سکا اور اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے میدان بھاگ کھڑا ہوا اور روم شہر کی طرف بڑھا۔

گاتھ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے بیلی ساریوس اور اس کے لشکریوں کے پیچھے تھے۔ چاروں طرف دھول ہی دھول دکھائی دیتی تھی۔ کوئی کسی کو دکھائی نہ دیتا ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ جب روم شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے دیکھا دروازے بند تھے۔ اس وقت چونکہ سورج غروب ہو رہا تھا گھوڑوں کے دوڑنے چاروں طرف غبار ہی غبار اور گرد ہی گرد اٹھ رہا تھا۔ لہٰذا شہر کے محافظوں نے غبار میں شاید بیلی ساریوس اور اس کے لشکریوں کو نہ پہچانا تھا لہٰذا انہوں نے کھولا۔ اتنی دیر تک گاتھ بھی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے یہ صورت ساریوس کے لئے انتہائی خطرناک تھی۔ آخر اس نے ایک چال چلی جو یقیناً

وہ اس طرح کہ دروازے کے پاس اس نے اپنے لشکر کو منظم کیا۔ اور تعاقب کرنے والے گاتھوں پر حملہ آور ہو گیا۔ گاتھوں نے سمجھا کہ شہر بھی فوج نکل آئی ہے اور بیلی ساریوس کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کر دیا گیا اپنی صفوں کو منظم کرنے کے لئے پیچھے ہٹ گئے۔ گاتھوں کا پیچھے ہٹنا تھا کہ فوراً اپنے لشکر کے ساتھ مڑا۔ اتنی دیر تک شہر کے محافظوں نے فصیل پر اس کے لشکریوں کو پہچان لیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے دروازے کھول دیئے اور اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو کر محصور ہو گیا اور شہر کا دفاع تیزی سے لگا۔

سورج غروب ہونے کے بعد تاریکی جب پھیل گئی تو اہل شہر پر دہشت اور

گیا۔ شہر کے اندر طرح طرح کی افواہیں اڑنے لگیں۔ کبھی یہ افواہ اڑتی کہ تھوڑی دیر کہ گاتھ شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ کبھی دوسری افواہ اڑتی کہ گاتھوں نے شہر کی فصیل ایک جگہ سے توڑ کر شہر میں داخل ہونا شروع کر دیا ہے۔ رات کی تاریکی میں بیلی ساریوس شہر کی فصیل پر بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک افسر بھاگا بھاگا آیا اور بیلی ساریوس سے کہا گاتھ فصیل توڑ کر اندر آ گئے ہیں۔ ابھی وقت ہے آپ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں بھاگ جائیں۔

بیلی ساریوس بڑے اطمینان سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ایک ایک گلی میں پھرا کہیں دشمن نظر نہ آتا تھا۔ شاید یہ ساری افواہیں گاتھ جاسوس جو شہر میں موجود تھے وہ رہے تھے۔ بہرحال بیلی ساریوس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ فصیل پر مقررہ جگہ پر رہیں۔ شہریوں کو بھی اس نے اطمینان دلایا کہ میں ہر صورت میں تمہارے گاتھ کو شکست دے کر رہوں گا۔

دوسری طرف گاتھ فتح کے یقین سے لبریز تھے۔ انہوں نے روم شہر کے لوگوں کی ایک پیغام بھجوایا جس میں انہوں نے شہریوں کو برا بھلا کہا کہ تم لوگ بیلی ساریوس لشکریوں کے محکوم بن گئے ہو۔ اس کے علاوہ گاتھوں کے نئے بادشاہ وٹیجس نے بیلی کو پیغام بھجوایا کہ روم شہر کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم ایسا تمہیں عزت سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دی جائے گی اور اگر تم نے ایسا نہ تمہارے لشکریوں کے ساتھ تمہاری بھی گردن کاٹ دی جائے گی۔

جواب میں بیلی ساریوس نے کہلا بھیجا کہ وقت آنے والا ہے کہ جب تمہیں سر کو جگہ نہ ملے گی۔ کسی جھاڑی میں بھی تم پناہ نہ لے سکو گے۔ روم ہمارا ہے اور ساریوس جب تک زندہ ہے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے گا۔

دوسرے روز گاتھوں نے روم شہر پر حملے شروع کر دیئے۔ شہر کے لوگ بیلی ساریوس اقدام کو حماقت کا سرچشمہ قرار دے رہے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ گاتھ فصیل پر جب حملے شروع کئے تو ان کے محاصرہ کرنے والے لشکری جب شہر کی بڑھے تو انہوں نے بڑے بڑے متحرک برج بنائے تھے جنہیں بیل کھینچتے تھے۔ ان برجوں کو کھینچتے ہوئے بیل جب شہر کی فصیل کے قریب آئے تو بیلی ساریوس نے جو تیار کی تھیں ان کے ذریعے سے پتھر پھینکے گئے۔ بیلوں کے ساتھ ساتھ ان برجوں ساتھ جو زرہ پوش گاتھ تھے وہ بھی پتھر لگنے سے مارے گئے اس طرح دو تین بار اپنے کو آگے بڑھاتے ہوئے گاتھوں نے روم شہر کی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن ہر

بار جب شہر کی فصیل کے اوپر سے بیلی ساریوس کے حکم پر منجنیقوں سے سنگ باری
تو جواب میں بیل اور گاتھوں کے زرہ پوش مارے جاتے تو وقتی طور پر گاتھوں
کھینچنے والے برجوں کے آگے بڑھانے کا سلسلہ بند کر دیا۔

اب شہر پر قبضہ کرنے کے لئے گاتھوں نے ایک نیا طریقہ استعمال کیا اور
دریائے تائبر پر جو پل بنا ہوا تھا وہ سینٹ انجلو کے مقبرے تک جاتا تھا۔ گاتھ پل
گزرتے ہوئے سیڑھیاں لگا کر مقبرے پر چڑھنے لگے۔ وہاں بیلی ساریوس کا ایک
دستوں کے ساتھ مقبرے کی حفاظت پر مامور تھا۔ اس لئے کہ مقبرے پر چڑھنے کے
شہر میں داخل ہو جانا آسان تھا۔ چنانچہ اس سالار نے حکم دے دیا کہ مقبرے کے
مرمری مجسمے نصب ہیں انہیں توڑ توڑ کر دشمن پر برساؤ۔ اس سالار کے اس حکم پر
لشکریوں نے ایسا ہی کیا۔ پتھروں کی یہ بارش ایسی سخت تھی کہ گاتھ اپنے زینوں
نیچے اترے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ یوں یہ حملہ بھی ناکام رہا۔

دوسری طرف گاتھ ہار ماننے والے نہیں تھے۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ سے
عادی تھے۔ اس قدر آسانی سے وہ بیلی ساریوس کے سامنے بے بس ہونے پر
تھے۔ رد عمل کے طور پر انہوں نے شہر کے اردگرد مستقل چھاؤنیاں بنالیں تاکہ
اندر نہ پہنچ سکے۔ اور دریائے تائبر کو بھی روک دیا گیا تاکہ کوئی جہاز روم شہر
تک نہ آسکے۔

اس کے علاوہ گاتھوں نے پانی کی وہ نالی بھی توڑ دی جس کے ذریعہ سے
پہنچتا تھا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ روم شہر کے حمام پانی سے محروم ہو گئے
کے لئے روزانہ غسل کی تفریح بھی ختم ہو گئی۔

شہر کے مضافات سے جو لوگ شہر میں آکر محصور ہو گئے تھے وہ ان حالات
ہو گئے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیا حماقت ہے۔ شہر کو وٹیجس کے حوالے کر کے امن
لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر شہر گاتھوں کے حوالے ہوتا ہے تو انہیں کم از کم
گا۔ اور تازہ پھل میسر ہوں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پہلے کی
حماموں میں جا کر نہا سکیں گے۔ بیلی ساریوس نے حکم دیا کہ مضافات کے جو لوگ
نکلنا چاہتے ہیں وہ جا سکتے ہیں وہ لوگ جو شہر کے محاصرے سے تنگ آچکے تھے
نکل گئے۔ گاتھوں نے بھی ان سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔ گاتھوں نے چونکہ
محاصرہ کر لیا تھا۔ شہر میں وہ پانی بھی نہیں آنے دے رہے تھے۔ خوراک بھی
میں آنی روک دی تھی۔ لہٰذا اس موقع پر بیلی ساریوس نے ایک خط لکھ کر

شہنشاہ جسٹینین کی طرف روانہ کیا۔ اس خط کا متن کچھ یوں تھا۔

"میں نے شہنشاہ کے احکامات کی تعمیل کی ہے۔ اور روم شہر کی کنجیاں شہر پر قبضہ
کے بعد قسطنطنیہ بھجوا دی ہیں۔ وحشی گاتھوں نے ہم پر اس طرح حملے شروع کئے
ہے وہ اگلے ہی لمحے شہر پر قبضہ کر لیں گے۔ باقی رہے ہمارے حالات تو کاش یہ بہتر
جس قدر میرے ساتھ لشکر ہے اس کے ساتھ گاتھوں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں رہا۔
بڑے رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور سمندر سے منقطع ہے اس وجہ سے رسد نہیں

کے اندر رہنے والے رومنوں کی روش ہمارے متعلق ابھی تک اچھی ہے لیکن
ے ان کی روش بدل بھی سکتی ہے۔ ان کی دوستی ناکامی کی آزمائش برداشت
۔ میرے شہنشاہ یہ صورتحال پیش نظر رکھئے۔ اگر وحشی کامیاب ہوئے تو ہم اٹلی
ال دیئے جائیں گے۔ اور ہماری فوج تباہ ہو جائے گی۔ ہمارے متعلق عام رائے
ہم نے روم شہر اور ان کے شہریوں کو برباد کر دیا۔ جنہوں نے ہم سے وفاداری
اپنی حفاظت خطرے میں ڈالی۔
اب تک زندہ ہوں شہر نہ چھوڑوں گا تاہم سب کچھ آپ سے صاف صاف کہہ
ہے وہ یہ کہ ہمارے لئے خاصی بڑی رسد کے ساتھ ساتھ اتنا لشکر بھی روانہ
لشکر کی تعداد میں گاتھوں کے مساوی ہو جائیں اور پھر ڈٹ کر ان کا مقابلہ کریں
باہر کریں۔"

ساریوس کا یہ خط ملنے کے بعد رومن شہنشاہ جسٹینین فوراً حرکت میں آیا۔ سب
نے کریمیا سے تعلق رکھنے والے ترکوں کا ایک لشکر بیلی ساریوس کی مدد کے
کیا۔ یہ ترک انتہائی جنگجو اور خونخوار تھے وہ جانتے تھے کہ گاتھوں نے روم
کیا ہوا ہے۔ اور وہ انہیں روم میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ ترک چونکہ
طریقہ جنگ سے خوب واقف تھے اس لئے کہ ماضی میں انہوں نے مشرق میں
مار کر مغرب کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ لہٰذا ان ترکوں نے خانہ
بھیس بدلا اور روم شہر کی طرف بڑھے۔
کی خانہ بدوشوں والی چال خوب کامیاب رہی اور وہ آسانی سے شہر کا محاصرہ
گاتھوں کے پاس سے گزرے اور رات کی تاریکی میں وہ روم شہر میں داخل ہو

کریمیا سے آنے کے بعد افریقہ سے وحشی مور قبائل کا ایک لشکر بھی بیلی

ساریوس کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ یہ مور قبائل وہی تھے جو بعد میں اسلامی دور
کہلائے تھے۔

ترکوں اور مور قبائل کی طرف سے کمک ملنے پر بیلی ساریوس اور اس کے
حوصلے بلند ہو گئے۔ اب اس نے اپنے حق میں تینوں وحشی قبائل سے کام لینے
پہلے ہن' دوسرے ترک اور تیسرے مور۔ گاتھ سے لڑائی کا طریقہ اس نے
کہ ہر روز وہ ہن' ترک اور مور دستے شہر سے باہر نکال کر گاتھ قبائل پر حملہ کر
انہیں بے پناہ نقصان پہنچا کر تیزی سے شہر کی طرف لوٹتے۔ جب گاتھ ان کا تعاقب کرتے
ہوئے شہر کے قریب آتے تو شہر کی فصیل کے اوپر سے منجنیقوں کے ذریعے
دہکتے ہوئے انگاروں کی بارش گاتھوں پر کی جاتی۔ اس طرح اس طریقہ جنگ
ساریوس نے گاتھوں کو بے پناہ جانی اور مالی نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔

روم شہر کا رقبہ چونکہ بہت وسیع تھا اس لئے گاتھوں کا کیمپ بھی مختلف
بکھرا ہوا تھا۔ بیلی ساریوس کے تجربہ کار سوار ایک چھاؤنی کا رخ کرتے لیکن
کر دیتے۔ رات کی تاریکی میں مور' ہن اور ترک باہر نکلتے اور جو گاتھ ق
خنجر مار کر ختم کر دیتے اور گھوڑوں پر خود قابض ہو جاتے۔

ان حملوں کے علاوہ ہن' ترک اور مور قبائل نے یہ سلسلہ بھی شروع
خالی گاڑیاں لے کر میدانی علاقوں کی طرف نکل جاتے۔ گاتھوں کو جب پتہ چلتا
تعاقب کے لئے تیار ہوتے۔ اس اثنا میں معلوم ہوتا کہ مور اپنی گاڑیاں
قریب پہنچ گئے۔ گاتھ جب ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے تو پہلے
فصیل کے اوپر سے ان پر پتھر اور آگ برسائی جاتی۔ اس طرح بیلی ساریوس
نقصان پہنچانے کے لئے مختلف حربے استعمال شروع کر دیئے تھے۔

اس قسم کی جنگ کرتے ہوئے بیلی ساریوس نے گاتھوں کو تھکا کر
کے علاوہ اپنی رسد اور کمک کا سامان فراہم کرنے کے لئے دریائے ٹائبر
لانے کے لئے بیلی ساریوس نے مستول والی چھوٹی چھوٹی کشتیاں تیار کر لی
دریائے ٹائبر کے راستے جو رسد اور کمک ملنے کا جو سلسلہ منقطع ہو گیا تھا
گاتھوں کی ناکہ بندی ان کشتیوں کو نہیں روک سکتی تھی۔ اس لئے کہ
کھڑے ہو کر کشتیوں پر صرف تیر برسا سکتے تھے۔ جب کہ بیلی ساریوس نے
کے لئے کشتیوں کے دونوں طرف لکڑی کے تختوں کی دیوار کھڑی کر دی
کشتیاں سامان لے کر بحفاظت روم پہنچ جاتی تھیں۔ اسی کشمکش میں گرما

سرما کی ابتدا ہونے لگی۔

روم شہر کے اندر جو پہلے سے رومن آباد تھے اور جو اب تک گاتھوں کے ماتحت
زندگی بسر کرتے آئے تھے۔ بیلی ساریوس کے ساتھ رہتے ہوئے اب تکلیفیں برداشت کرنے
کے عادی ہو گئے تھے۔ اب انہوں نے خود بیلی ساریوس سے اصرار کرنا شروع کیا کہ
گاتھوں سے دست بدست جنگ کرنے کے لئے شہر سے باہر نکل کر حملے کرنے شروع کئے
جائیں۔ ان کا ایک وفد بیلی ساریوس کے پاس آیا اور اس سے التجا کی کہ گاتھوں سے
مقابلہ کر کے فتح حاصل کی جائے۔

بیلی ساریوس نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ میرے پاس کوئی فتح کا جادو تو
نہیں۔ گاتھوں کے پیادہ سپاہی صرف تیر کمان استعمال کرتے ہیں سواروں کے پاس تلواریں
اور برچھیاں ہوتی ہیں۔ تیر کمان نہیں ہوتے لہٰذا پیادہ فوج سے سابقہ پڑتا ہے تو ہم ان سے
بچ جاتے ہیں۔ سواروں سے مقابلہ ہوتا ہے تو ہم اتنے فاصلے پر ان پر تیر چلاتے ہیں جہاں
ان کی تلواریں اور برچھیاں کوئی کام نہیں دے سکتیں۔
لیکن دست بدست جنگ میں ہمیں نقصان اٹھانے کا اندیشہ ہے۔ شہریوں کا زور جب
بڑھا تو بیلی ساریوس نے شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ وہ گاتھوں کے کیمپ کے اندر پہنچ
گیا۔ گاتھوں کے بے شمار لشکریوں نے اسے گھیر لیا تاہم بڑی مشکل سے بیلی ساریوس اپنے
سواروں کے ساتھ اس گھیراؤ سے نکلا۔ اس جنگ میں رومنوں کو خاصا نقصان پہنچا۔ اور
بیلی ساریوس بمشکل اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر دوبارہ شہر میں داخل ہونے میں کامیاب
ہوا۔

اب موسم خزاں ختم ہوا تو بیلی ساریوس نے ہر طرف رسد اور کمک کے لئے اپنے
قاصد روانہ کر دیئے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے ایک جرنیل پروکوپیس اور اپنی بیوی انطونیا کو
نیپلز روانہ کر دیا تاکہ وہاں سے وہ کمک حاصل کریں۔ بیلی ساریوس کی بیوی انطونیہ نے
وہاں سے رسد کی اور خاصا بڑا لشکر نیپلز سے لے کر وہ روم آ گئی۔ اس سے بیلی ساریوس کو
بڑی تقویت ہوئی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین نے بھی بیلی ساریوس کی مدد کے لئے اپنے ایک جرنیل جان کو
کچھ سواروں کے ساتھ روم کی طرف روانہ کیا۔ یہ جان انتہائی دلیر اور جراتمند جرنیل
تھا اسے خونریز جان کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ یہ خونریز جان اٹھارہ سو سواروں کے ساتھ
اٹلی کے ساحل پر اترا اور روما پہنچ گیا۔ اس کے آنے سے بھی بیلی ساریوس کو بڑی
تقویت ہوئی۔ اب بیلی ساریوس نے گاتھوں پر حملہ آور ہونے کا پھر پرانا طریقہ شروع کر دیا

تھا۔ وقفے وقفے سے گروہ در گروہ اس کے لشکریوں کے دستے شہر سے نکل کر
آور ہوتے۔ انہیں بے پناہ نقصان پہنچاتے، غصے کے عالم میں جب گاتھ ان کا
ہوئے شہر کے قریب جاتے تو ان کی پتھروں اور آگ سے خوب تواضع کی جاتی
گاتھوں کا لشکر گھٹ کر کافی کم ہو گیا تھا۔

جنگ جب طول پکڑ گئی تو گاتھ اپنی کامیابی سے بالکل مایوس ہو گئے
صلح کی بات چیت شروع کر دی۔ ان کا ایک وفد ایک اطالوی ترجمان کو
ساریوس کے پاس پہنچا اور کہا کہ لڑائی فریقین کے لئے مصیبت کا باعث بنی
بہتر یہ ہے کہ صلح کی شرطیں طے ہو جائیں۔ انہوں نے بیلی ساریوس سے کہا
جسٹنین کے قوانین کا احترام کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے یہاں رومن قانون ہی
ہے۔ بیلی ساریوس کو چاہئے کہ یہ حقائق شہنشاہ تک پہنچا دے۔ اور جس قدر
اب تک اسے مل چکا ہے اسے کافی جانے اور اپنا لشکر لے کر واپس چلا جائے۔

اس پر بیلی ساریوس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کا اشارہ
ہے۔ یہ میرے آقا کی سرزمین ہے اور اس مال کا ذکر کر رہے ہو۔ جس کا مالک
شہنشاہ جسٹنین ہے۔ یہ شہر جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہ اصل میں رومنوں کا
کا ہر مال و دولت بھی رومنوں کا ہے۔ لہذا نہ میں یہاں سے جاؤں گا اور نہ اس
پر اکتفا کروں گا جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اس پر گاتھوں کے نمائندے نے بولے

ہم سسلی تمہارے حوالے کرتے ہیں۔ افریقہ پر قبضہ بحال رکھنے کے
خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس پر بیلی ساریوس کہنے لگا۔

میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے جواب میں پورا
کو دیتا ہوں جو سسلی سے بہت بڑا ہے۔ گاتھ نمائندے نے اس تجویز کو رد کر
لگا ہم آپ لوگوں کو جنوبی اٹلی کا صوبہ کمپانیہ دیتے ہیں جس میں نیپلز شہر بھی ہو
علاوہ ہم سالانہ خراج بھی ادا کرتے رہیں گے۔ بیلی ساریوس پھر بولا اور کہنے لگا

مجھے شہنشاہ کی املاک میں کوئی حصہ کسی کو دینے کا اختیار نہیں آخر
ناکام رہی۔ اس کے بعد گاتھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم صلح کی گفتگو کے
رومن شہنشاہ جسٹنین کی طرف بھیجتے ہیں۔ بیلی ساریوس نے اس تجویز کو مان
مہینے کے لئے جنگ ملتوی کر دی گئی اور گاتھوں نے اپنا ایک وفد جسٹنین سے گفتگو
لئے قسطنطنیہ روانہ کر دیا۔

جنگ تین مہینے کے لئے ملتوی ہو گئی۔ وتیجس نے اپنے سفیر جسٹنین

کر دیئے۔ بیلی ساریوس نے جنگ کے التوا سے پورا فائدہ اٹھایا اور اس نے
ں کی آمد کے لئے راستہ کھول دیا اور دریائے ٹائبر کے راستے روم کے لئے بے
غلہ بھی آنے لگا۔

اس کے علاوہ گاتھوں نے جتنے قلعے خالی کئے تھے۔ بیلی ساریوس نے ان سب پر قبضہ
اپنے محافظ دستے مقرر کر دیئے۔ گاتھوں نے احتجاج کیا کہ التوائے جنگ کی
نہیں کی جا رہیں بلکہ توڑی جا رہی ہیں۔ بیلی ساریوس نے ان احتجاجوں کا کوئی
دیا۔

گاتھوں کا شہنشاہ وتیجس حرکت میں آیا اور چند دستے اس نے پانی کی ٹوٹی ہوئی
ذریعے سے روم شہر میں داخل کر دیئے جب یہ دستے پھرتے پھراتے آبادی میں
جو پہرہ دے رہے تھے انہوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کا قتل عام کر دیا۔ اپنے
مارے جانے پر گاتھوں کے شہنشاہ وتیجس کو بے حد غصہ آیا۔ تاہم چونکہ
کا دور تھا لہذا وہ کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکا۔

دوران بیلی ساریوس کو دو پیغامات ملے۔ جن کی وجہ سے گاتھوں کے مقابلے میں
اور امیدیں پھر تازہ ہو گئیں۔ ایک پیغام گاتھوں کے شہنشاہ وتیجس کی
سے تھا جو اپنے شوہر سے نفرت کی بنا پر ریونا شہر کو رومنوں کے حوالے کرنے
دوسرا پیغام اٹلی کے اسقف اعظم کی طرف سے تھا جس نے رومنوں کو ترغیب
اپنے شہر کو گاتھوں کے قبضے سے نجات دلائیں۔

ساریوس نے سواروں کے دستے ادھر ادھر بھیجنے شروع کر دیئے۔ جو جا بجا چھاپے
کے علاوہ اپنے جرنیل خونریز جان کو بیلی ساریوس نے تاکید کر دی کہ جہاں جائے
فصلوں پر قبضہ کرے لیکن واپسی کا راستہ کھلا رکھے۔ جان نے اپنے حصے
ساتھ پیش قدمی کی اور ایک شہر رومنی پہنچ گیا جو ایڈریاٹک کی مشہور بندرگاہ
شہر ریونا صرف ایک روز کی مسافت پر تھا۔ ان یورشوں نے گاتھوں کے
کی ایک طرح سے کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ اسی دوران بیلی ساریوس کو خبر ملی
شہنشاہ جسٹنین کی طرف سے اس کی مدد کے لئے ایک بحری بیڑہ اور لشکر اکوتا کی
چکا ہے۔ بیلی ساریوس فوراً ساحل پر پہنچا اور اس بیڑے کا استقبال کیا اور
رہ گیا کہ امدادی فوج کا کماندار نرسی تھا جو بیلی ساریوس کو اچھا نہیں سمجھتا
شہنشاہ کا ایک خط بھی نرسی لایا تھا۔ وہ خط نرسی نے بیلی ساریوس کے حوالے

اس خط میں نرسی کو ہدایت کی گئی تھی کہ سلطنت کی بہبود کے لئے
ہو اس میں بیلی ساریوس کی فرمانبرداری کرے۔ بظاہر بیلی ساریوس کو مختار کل
لیکن اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ بہبود سلطنت کی قید لگا دی گئی ہے اور نرسی
تو بہبود سلطنت کا عذر پیش کرتا ہوا حکم ماننے سے انکار کر دے گا۔
نرسی نے آتے ہی یہ تجویز پیش کر دی کہ سابقہ فوج اور نئی فوج کو مل کر گاتھوں
کرنا چاہئے تاکہ جلد سے جلد آخری فیصلہ ہو جائے۔ بیلی ساریوس جانتا تھا
مہلک ہے۔ اس نے نرسی کو سمجھانا چاہا کہ لڑائی مناسب نہیں ہے۔ البتہ گاتھوں
حواگی کے لئے مطلع کر دینا چاہئے۔
نرسی اصل حقیقت سمجھ نہ سکا۔ اس نے بیلی ساریوس سے کہا
کرو۔ اس لئے کہ خونریز جان دور تک گاتھوں میں گھس گیا تھا۔ رمنی کے
نے اسے ایک طرح سے گھیر لیا تھا۔ اور اس کی جان خطرے میں پڑ گئی تھی
کہ بیلی ساریوس لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ جان کی مدد کے لئے چلا جا
عدم موجودگی میں وہ گاتھوں کے خلاف اپنی مرضی سے قدم اٹھا سکے۔
انہی دنوں جب نرسی اور بیلی ساریوس کے درمیان اختلافات رونما ہو
کوہستان ایلپس کے دروں سے وحشی برگنڈی قبائل کا سیل رونما ہونا شروع
میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ چونکہ وہ گاتھ قبائل ہی کے بھائی بند تھے۔
کو خوف ہوا کہ اگر یہ وحشی برگنڈی گاتھ قبائل کے ساتھ مل گئے تو پھر
قبائل پر قابو رکھنا اس کے لئے مشکل اور ناممکن ہو جائے گا۔
ان ہی دنوں ایک اور مصیبت نمودار ہوئی وہ یہ کہ اسی زمانے میں
آسمان پر ایک دم دار تارہ نمودار ہوا۔ اس کا سر مشرق کی طرف تھا اور
تھے کہ یہ اپنے پیچھے آتشی دم چھوڑتا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی
ہی ہے۔ اس دم دار ستارے سے متعلق رومن شہنشاہ جسٹنین نے اسقف
اس نے کہا۔
خدا کی قدرت سے آسمان زمین پر متوازن کھڑا ہے۔ ایک ستارہ
ہے۔ یہی سمجھنا چاہئے کہ یہ دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان ہے البتہ اس
ہونے کے متعلق کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ اس ددار ستارے کے نمودار
رومن شہنشاہ جسٹنین کے دل میں یہ خیال اٹھ کھڑے ہوئے کہ اس نے
بیلی ساریوس پر نگرانی قائم رکھنے کا جو انتظام کیا ہے آیا وہ درست ہے یا

ایلپس کے اس پار سے وحشی برگنڈی قبائل کے نمودار ہونے پر آسمان پر ددار
دکھائی دینے کے علاوہ ان دنوں بیلی ساریوس کے ساتھ ایک تیسرا بڑا حادثہ بھی
اور وہ یہ کہ اس نے اپنے ایک سپہ سالار قسطنطین کو پھانسی دے دی تھی۔
کچھ یوں ہے کہ قسطنطین نے ریونا شہر سے نکلتے ہوئے ایک رومن امیر سے
کی نہایت قیمتی جوڑی لے لی تھی۔ ان خنجروں کے دستے خالص سونے کے تھے
اندر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ جب اس رومن امیر نے اپنے یہ
قسطنطین سے طلب کئے تو قسطنطین نے وہ خنجر واپس کرنے سے انکار کر دیا۔
رومن امیر نے قسطنطین کی اس زیادتی کی شکایت بیلی ساریوس سے کی۔ بیلی
رعایا کے جان و مال کی حفاظت کو بہت اہمیت دیتا تھا۔ لہٰذا اس نے قسطنطین کو
حکم دیا کہ جس رومن سے اس نے وہ دونوں خنجر لئے ہیں فوراً واپس کر
ساریوس کا یہ حکم پا کر قسطنطین بڑا غضبناک ہوا۔ اس نے نہ صرف یہ کہ خنجر
انکار کر دیا بلکہ جوش غیظ و غضب میں موقع پا کر وہ بیلی ساریوس پر حملہ
بیلی ساریوس کو قتل کرنا چاہتا تھا لیکن بیلی ساریوس نے اسے پکڑ لیا اور اس
نے قسطنطین کو گرفتار کر لیا۔ بیلی ساریوس نے اسے موت کی سزا دے دی۔
کسی حد تک بیلی ساریوس پر خفا ہوا کیونکہ وہ تو موت کی سزا منسوخ کر
تھا۔
جس کا بیلی ساریوس کو ڈر اور خطرہ تھا۔ کوہ ایلپس کے دروں سے نمودار
وحشی برگنڈی قبائل نے اپنے بھائی بندوں گاتھوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لی اور
وحشی قبائل متحد ہو کر آس پاس کے قصبوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے
بیلی ساریوس اطالوی دہقانوں کو فوجی تربیت دے رہا تھا اور اس نے اپنے
کار افسروں کو اس کام کے لئے شمالی دیہات میں بھیج دیا تھا کہ کمک نہ ملنے کی
ان تربیت یافتہ دہقانوں کو برگنڈی اور وحشی گاتھ قبائل کے خلاف استعمال کیا

ساریوس جنگ کو طول دینا چاہتا تھا تاکہ وحشی قبائل کو تھکا کر جنگ ختم کرنے پر
جب کہ جسٹنین جنگ جلد سے جلد ختم کرنا چاہتا تھا۔ نرسی کو یہی تاکید تھی
ختم کرائے۔ دوسری طرف بیلی ساریوس' نرسی اور جسٹنین کی اس رائے سے
رکھتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے وہ اپنی مدد کے لئے تیار کرے اس کے بعد برگنڈیوں
قبائل کے خلاف حرکت میں آئے۔

انہی دنوں بیلی ساریوس اور نرسی کے درمیان اختلاف رائے اور مخالفت ا... پر تھی۔ لہذا اس مخالفت سے گاتھوں کے شہنشاہ و ییجس نے فائدہ اٹھاتے ہو... کے شہر میلان کا محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرہ میں گاتھوں کے شہنشاہ و ییجس برگنڈیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس طرح گاتھوں اور برگنڈیوں نے مل کر بڑی میلان شہر کا محاصرہ کر لیا۔

بیلی ساریوس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اپنے دو کمانداروں کو دے کر فوراً" وہاں پہنچ کر محصورین کی امداد کریں۔ وہ دونوں کماندار بیلی ساریوس کے بجائے پسند کرتے تھے لہذا وہ چاہتے تھے کہ بیلی ساریوس کے بجائے یہ حکم انہیں نرسی سے ملے۔ اصل میں وہ دونوں کماندار میلان جا کر وحشی گاتھوں اور برگنڈیوں کا ... ہوئے ڈرتے تھے۔ اور خوفزدہ تھے۔ کہ کہیں وہ برگنڈی اور گاتھوں کے ہاتھوں ... جائیں۔ اس لئے وہ بہانہ چاہ رہے تھے کہ ایسا حکم انہیں بیلی ساریوس کے بجائے ... طرف سے ملنا چاہئے۔

اس طرح میلان شہر کی مدد کے لئے تاخیر ہوئی اور بروقت رومنوں کی طرف ... کو کوئی مدد نہ پہنچ سکنے کے باعث محصورین نے برگنڈیوں اور گاتھوں کے آگے ... دیئے۔

وحشی حملہ آور شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں کو بے دریغ قتل کیا گیا۔ ... انہوں نے گرفتار کر لیا۔ میلان شہر کے حاکم کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو کتوں کے آگے ڈال دیا۔ فتح مندی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میلان سے اپنے دستے گاتھوں کے شہنشاہ و ییجس نے ریونا شہر کی طرف روانہ کئے تا کہ جو ... میلان شہر کا کیا ہے وہی ریونا کا بھی کریں۔ اس کے علاوہ گاتھوں کے شہنشاہ ... ایک اور بھی قدم اٹھایا۔ اس نے قاصدوں کے دو گروہ راہبوں کے بھیس میں ... شہنشاہ نوشیروان کی طرف روانہ کئے۔ یہ راہب مقدس مقامات کی زیارت کے ... سے قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے مدائن شہر پہنچے اور شہنشاہ ایران نوشیروان سے کہا۔

جسٹنین مغرب میں خواہ مخواہ پے در پے جنگ ہے اور برابر طاقت بڑھاتا جا ... کیونکہ مشرقی جانب شہنشاہ ایران سے اس کی صلح ہو چکی ہے۔ گاتھوں کے ... نے اپنے راہب نما قاصدوں کے ذریعے سے ایران کے شہنشاہ نوشیروان سے ... کیا تھا کہ کیا شہنشاہ ایران یہ ساری صورت حال دیکھتے ہوئے خاموش تماشائی کی ... بیٹھا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کم اہل جسٹنین روما کی بحالی ...

... کے بعد ایرانیوں پر حملہ آور ہو اور ان سے اپنے پرانے انتقام لے یا یہ کہ شہنشاہ ... جلد از جلد رومی سلطنت پر حملہ آور ہو اور مشرقی سرحدوں کو خطرے میں ڈال دے۔ ... حالت کا کوئی سامان نہیں۔ یقیناً" ایرانیوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس گونا گوں ... میں وہ رومنوں کی مشرقی سمت پر حملہ آور ہوں تا کہ رومنوں کی دن بدن بڑھتی ... کو روک دیا جائے۔

... گاتھوں کے شہنشاہ و ییجس کی طرف سے یہ اطلاعات ملنے پر مدائن (یہ شہر دجلہ کے ... بغداد سے کوئی پچیس میل جنوب مشرق میں ہے۔ یہاں پہلے اشکانیوں کا محل تھا۔ ... گرما وہ بسر کرتے تھے۔ اس شہر کا پرانا نام ٹیسفون ہے۔ جب سلیوکس اس پر ... تو اس نے اس شہر کا نام سلیوکی آباد رکھا۔ اس کے بعد ساسانیوں نے اس پر ... کر کے اسے دارالحکومت بنایا۔ نوشیروان نے اس شہر میں ایک بڑا محل بنایا۔ اس کی ... محراب تھی۔ اور اس کے آثار ابھی تک باقی ہیں۔ عرب اس محل کو کسریٰ کہہ کر ... عربوں نے اس شہر کا نام مدائن رکھا۔ مدینہ کی جمع ہے یعنی بہت سے شہر۔ ... متعدد شہر آباد ہو چکے تھے اس لئے مدائن موزوں نام سمجھا گیا۔ نوشیروان کے ... کسریٰ یا ایوان مدائن بھی کہتے تھے۔) شہر میں ایک ہلچل مچ گئی تھی۔ اس موضوع ... شہنشاہ نوشیروان واقعی سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا۔ پھر وہ رومنوں پر حملہ آور ہونے ... تیزی سے تیاریاں کرنے لگا تھا۔

... صحراؤں میں تدمر کو رومنوں کو ایک بیرونی چوکی اور تجارتی مرکز کی حیثیت ... انہی دنوں وہاں سے کچھ عرب تاجر چین کا ریشم اور عرب کی خوشبوئیں لے کر ... اور انہوں نے رومنوں کو ایران کے پایہ تخت مدائن کے متعلق خاصی خطرناک ...

... عرب تاجروں نے رومنوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ گاتھوں کے شہنشاہ و ییجس نے ... شہنشاہ ایران کے پاس بھیجے تھے۔ وہ راہبوں کے بھیس میں مقدس مقامات کی ... زیارت کے بہانے اٹلی سے قسطنطنیہ ہوتے ہوئے مدائن پہنچے اور شہنشاہ سے کہا کہ جسٹنین ... طاقت حاصل کرتا جا رہا ہے اور یہ قوت حاصل کرنے کے بعد وہ ایران پر حملہ ... کرے گا اور اس سے پہلے ہی ایران کو رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دینا چاہئے۔

... تاجروں کو یہ معلوم نہ تھا کہ شہنشاہ ایران نے گاتھوں کے شہنشاہ و ییجس کو کیا ... تاہم ان عربوں کی ان اطلاعات پر جسٹنین فکر مند ہو گیا۔ اس نے خیال کیا ... اٹلی میں جنگ بلا تاخیر ختم ہو جانی چاہئے۔ و ییجس اور گاتھوں کو حلیف بنا کر

رکھنا چاہئے تا کہ وہ سرحد پار کے وحشیوں کے خلاف رومنوں کے دفاعی
دیں۔ جسٹنین نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ بیلی ساریوس کو فوج کے ساتھ قسطنطنیہ
کہ اگر ایرانیوں کا شہنشاہ نوشیروان روم پر حملہ آور ہو تو اس کی پیشقدمی کو
اسی سال رومن سلطنت میں چند اہم واقعات رونما ہوئے۔ پہلا واق
کے کچھ کاریگروں نے رال "گندھک" چونے اور قلمی شورے کو ملا کر ایک
کرلیا جو جنگ میں بڑا سودمند ثابت ہو سکتا تھا۔ اس مادے کا نام آتش میڈیا
دوسرا اہم کام جو ہوا وہ یہ کہ جسٹنین نے سرحدوں کی حفاظت کے
چوکیاں قائم کر دیں ور ان کی صورت یہ تھی کہ کافی بلندی کے اوپر پتھروں
کر لیا جاتا۔ اس میں ایک یا دو برج بنا دیتے جب کوئی خطرہ پیش آتا تو سیاں
کے لوگ بال بچوں کو اور مویشیوں کو لے کر اس حلقے میں چلے جاتے۔ اور
دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔

تیسرا اہم واقعہ جو اسی سال رونما ہوا وہ یہ کہ اس سال وقت کو
سن بدلا گیا۔ پہلے روما کی تاسیس سے برسوں کا حساب کیا جاتا تھا۔ اب
سنوں کا حساب عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ہونا چاہئے۔ اس سال ۱۲۹۵
کے بجائے ۵۳۰ء عیسوی قرار دے دیا گیا۔

چوتھا واقعہ جو رونما ہوا وہ یہ کہ مشرق کے بحری اور بری راستوں
سے ان ممالک کا ساز و سامان قسطنطنیہ پہنچنے لگا۔ ساتھ ہی بیرونی ملکوں کے
بھی آئے۔ جسٹنین کے شوق تعمیر نے ان کی ہمت افزائی کی اور قسطنطنیہ
گیا۔

پانچواں جو اہم واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ جسٹنین اس فکر میں مصروف
اور مغربی کلیساؤں کا تفرقہ ختم کر کے تمام مذہبی مناقشے روک دے۔ اس
کو مشرقی آرتھوڈیکس کلیسا پر ترجیح دینا شروع کر دی لیکن اس کی ملکہ تھیوڈورا
آرتھوڈیکس کلیسا کی محافظ بنی رہی۔ وہ جسٹنین سے بھی کہتی اور التجا کرتی تھی
دخل نہ دیا جائے۔ بلکہ لوگ مذہب میں جس جس مسلک پر قائم ہیں انہیں
جائے۔

ملکہ نے اپنا پہلا مکان راہبوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ جب کہ
کے لئے ایک نیا عالیشان محل تعمیر کروایا جس کا نام ہیرن رکھا گیا۔ یہاں
سے آئے ہوئے مذہبی راہبوں کو پناہ دے دیتی تھی۔ جسٹنین نے اپنے

اس کے لئے جلاوطنی کی سزا تجویز کی تھیوڈورا نے اسے اپنے پاس بلایا۔ اسے
کے تہ خانوں میں با اطمینان زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا۔
رانی حملے کے پیش نظر جسٹنین نے اپنے قاصد بھجوا کر گاتھوں کے شہنشاہ و یٹجس کو
کی کہ گاتھوں کا شہنشاہ و یٹجس دریائے پو کے پار ایک حکومت بنا لے اس کا وہ
گا لیکن وہ رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کے نائب کی حیثیت سے زندگی بسر کرے
کے شہنشاہ و یٹجس نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔ جسٹنین کے لئے و یٹجس کا
ات حوصلہ افزا تھا۔
ابی و یٹجس کے ساتھ یہ معاملہ طے ہوا ہی تھا کہ جسٹنین کے پاس یہ خبر پہنچی کہ
ں نے یہ معاہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر سب حیران رہ گئے۔ اس
یہ اطلاع ملی کہ گاتھ بیلی ساریوس کو مغرب میں شہنشاہ بنا لینے پر آمادہ ہو گئے
یلی ساریوس نے یہ پیشکش منظور کر لی ہے۔
خبر ملتے ہی جسٹنین ہی نہیں بلکہ قسطنطنیہ پر ایک بجلی سی گر گئی۔ انہوں نے سوچا
بیلی ساریوس کا احترام کرتے ہیں اٹلی کے باشندوں نے اس کی نگرانی میں ہر قسم کی
حاصل کی ہیں۔ اور اس نے روما کو محفوظ رکھا ہے۔ اٹلی پر اس کا قبضہ ہے۔ بیڑہ
اس ہے اور افریقہ اسے فوراً شہنشاہ تسلیم کر لے گا۔ اگر ایسا ہو گا تو بیلی ساریوس
میں جسٹنین کی وقعت اور عزت ختم ہو کر رہ جائے گی۔
بیلی ساریوس ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کام کر رہا تھا۔ اس نے اپنے
اور رفیقوں کو جمع کیا اور کہا کہ اگر پورا ملک اٹلی شہنشاہ جسٹنین کو مل جائے،
سارا خزانہ بھی اس کے ہاتھ لگ جائے اور گاتھ جسٹنین کے سامنے سر تسلیم خم
کیا تم اس صورتحال کو تمام صورتوں پر ترجیح دو گے یا نہیں۔ اور یہ سب کچھ
ن کا نقصان کئے بغیر میں کر سکتا ہوں۔ بیلی ساریوس کے رفیقوں اور مشیروں نے
ں کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔
اتفاق ہونا تھا کہ بیلی ساریوس نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ گاتھوں اور
سارے مشیروں اور رفیقوں نے بیلی ساریوس کو شہنشاہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس
ایک شرط عائد کی کہ اطاعت حلف ریونا میں گاتھوں کے شہنشاہ و یٹجس اور
گاتھ امراء کی مجلس شوریٰ کے روبرو لیا جائے گا۔
گاتھوں نے بیلی ساریوس کی اس شرط کو منظور کر لیا۔ چنانچہ بیلی ساریوس اپنے
کے ساتھ ریونا شہر پہنچا۔ شہر کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور اندر گاتھ بھرے

ہوئے تھے۔ بیلی ساریوس نے گاتھ سرداروں کو بلایا اور کہہ دیا آپ لوگ آزاد ار
لوٹ جائیں۔ چنانچہ بہت سے سردار اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ ان
ہونے کے بعد بیلی ساریوس نے فوراً" اپنے لشکر کے ساتھ خزانے اور شاہی محل
دیا۔ اس کے بعد جو گاتھ سردار شہر میں باقی بچے ان کے لئے اس نے اعلان کر
سب سردار رومن شہنشاہ جسٹینین کے اسیر ہو۔ وہی تن تنہا شہنشاہ ہے۔ اور بیلی سار
اس کا خدمتگار ہے۔

بیلی ساریوس نے شہنشاہ ہونے کا اعلان صرف ایک سازش کے تحت کیا تھا۔
سازش کے تحت وہ گاتھوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانا چاہتا تھا۔ اور یہ کام
کامیاب ہو گیا تھا۔ اس طرح اٹلی میں لڑائی ختم ہو گئی اور بیلی ساریوس نے ایک
بہائے بغیر پورا ملک لے لیا۔ بندرگاہوں میں غلے کے جہاز ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان
اتار کر اس نے ضرورتمند لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس دوران بیلی ساریوس
واپس جانے کا حکم ملا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ ہو گیا۔

○

ادھر مکہ میں قصی بن کلاب کے بیٹے عبد مناف کے بعد اس کے بیٹے ہاشم
حاکم بنے۔ ان کا اصل نام عمرو تھا۔ ہاشم لقب تھا۔ عربی میں ہشم روٹی کا چورا
کہا جاتا ہے۔ اس کا اسم فاعل ہاشم ہے یعنی روٹی کا چورا کرنے والا۔ اپنے
کے بعد یہ کعبہ کے متولی ہوئے۔

ان کے عمرو سے ہاشم بننے کا سبب کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک مر
سخت قحط کا شکار ہو گیا۔ لوگ بالکل نادار ہو گئے۔ غربت اور بھوک نے ان
دیا۔ انہیں کہیں سے بھی خوراک میسر نہ آتی تھی۔ عمرو کو قریش کی حالت
اور اپنی دولت ساتھ لے کر ارض شام کی طرف سفر کیا۔

وہاں سے بہت بڑی تعداد میں روٹیاں خریدیں' بوریوں اور تھیلوں میں
پر لاد کر مکہ مکرمہ لائے۔ یہاں پہنچ کر تمام لوگوں کی دعوت کی۔ روٹیوں کا چورا
اونٹ جن پر روٹیاں لائی گئی تھیں انہیں ذبح کر کے بڑی بڑی دیگوں میں پکایا اور
بڑی پراتوں میں الٹ دیں۔ اور روٹیوں کا چورا ان میں ڈال کر ترید بنایا اور
خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ قحط کی جان لیوا مصیبت کے بعد پہلی بار فراوانی او
انہیں کھانا نصیب ہوا۔ اسی سبب سے ان کا نام عمرو سے ہاشم مشہور ہو گیا۔

کے بعد قحط کے زمانے میں ہاشم نے اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ وہ فلسطین سے
رید کر لاتے ان کی روٹیاں پکواتے اور ترید تیار کیا جاتا اور وہ اپنی قوم کی

ے زیرک اور مدبر تھے۔ اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام
نہایت سیر چشمی سے کھانا کھلاتے۔ انہوں نے منیٰ میں چرمی حوض بنا کر پانی
۔ اپنی دانائی اور حسین معاملات کی بدولت انہوں نے قریش کی تجارت کو چار

شہنشاہ سے ہاشم مراسلت کر کے یہ فرمان جاری کرایا کہ جب قریش کا مال
ے ملک میں آئے تو اس پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی حبشہ کے
ی اسی قسم کا حکم نامہ حاصل کیا۔ چنانچہ جب قریش کے کاروان تجارت
ف جاتے تو قیصر روم بڑی عزت و حرمت سے ان کا خیر مقدم کرواتا۔
یں قزاقی اور راہزنی کے باعث راستے محفوظ نہ تھے۔ مگر ہاشم نے مختلف قبائل
ان سے معاہدہ کیا کہ وہ قریش کے کاروان تجارت کو ضرر نہیں پہنچائیں گے۔
ں ہیں جنہوں نے حجاز کی سرزمین میں قریش کے لئے دو تجارتی سفر رائج کئے
یں دوسرا گرمی کا۔
ں کی آسائش اور خورد و نوش کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے ہاشم ہر سال بہت
ر دیتے قریش بھی بڑی فراخدلی سے اس معاملے میں ان سے تعاون کرتے۔ ہر
سی رقم سالانہ پیش کرتا۔ ہاشم چاہ زم زم کے قریب بڑے بڑے حوض بنا کر
کے کنوؤں کے پانی سے بھر دیتے۔ مکہ معظمہ منیٰ اور عرفات میں حجاج کو
ترید جو عربوں کا انتہائی مرغوب کھانا تھا۔ اسے حجاج کی ضیافت کرتے'
ی روٹی' چھوہارے اور ستو کا حلوہ بنا کر پیش کرتے۔ جب تک حجاج مناسک
نہیں ہو جاتے تھے یہ برابر ان کی ضیافت کرتے رہتے تھے۔
ی کے آخری ایام میں ہاشم آخری مرتبہ جب تجارت کے لئے شام جا رہے تھے
ثرب میں چند دن کے لئے قیام کیا۔ یثرب کے بازار میں ایک عورت پر آپ
س کی حرکات و سکنات سے شرافت و فراست ٹپکتی تھی اور وہ عورت حسن و
ے نظیر تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس عورت کا نام سلمیٰ ہے اور
اندان سے تعلق رکھتی ہے۔ ہاشم نے اس عورت کے متعلق یہ معلومات
ے کے بعد اس کے لئے شادی کا پیغام بھیجا۔ جو قبول کر لیا گیا۔ اس طرح ہاشم کا

نکاح سلمٰی نام کی اس خاتون سے ہو گیا۔

سلمٰی سے شادی کرنے کے بعد ہاشم بیوی کو لے کر شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اتفاق سے غزہ کے مقام پر آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت سلمٰی امید سے تھیں۔ یثرب لوٹ آئیں اور ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ نے تقریباً" آٹھ برس تک یثرب میں اپنی والدہ کے ہاں پرورش پائی۔ اسی دوران بھائی مطلب کو ان واقعات کا علم ہوا تو انہوں نے مدینہ پہنچ کر بھتیجے کی تلاش دی۔ ان کی آمد اور تلاش کی اطلاع جب سلمٰی خاتون کو ہوئی تو اس نے انہیں مطلب کو اپنے ہاں تین دن مہمان رکھا اور ان کی خوب خدمت و مدارت کی۔ نے سلمٰی پر یہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے بھتیجے شیبہ کو اپنے ساتھ مکہ لے جانا چاہتے نے بڑی فراخدلی سے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ لہٰذا چوتھے دن سلمٰی نے شیبہ کو ان کے ہمراہ مکہ روانہ کر دیا۔

جب مطلب اپنے بھتیجے شیبہ کو لے کر مکے میں داخل ہوئے تو یہ لڑکا ان کے پیچھے سوار تھا۔ قریش نے اسے دیکھ کر کہا یہ عبدالمطلب ہے۔ یعنی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ خود مطلب نے کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے لہٰذا سے شیبہ کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔

عبدالمطلب بڑے خوبصورت، جسیم و حکیم دانش ور اور فصاحت و بلاغت تھے۔ وہ عرب کے قاضی، قریش کے سردار بے حد شریف اور حلیم الطبع تھے۔ ایک نظر دیکھ لیتا ان پر فدا ہو جاتا۔ ملت ابراہیمی کے مطابق خداوند کی رمضان کا پورا مہینہ عبادت میں گزارتے۔ غرباء اور مساکین کو کھانا کھلا جانوروں اور پرندوں کو بھی کھلاتے پلاتے تھے۔ شراب نوشی، محرم عورتوں اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے سخت متنفر تھے۔ اپنی اولاد کو بھی ظلم سے بچنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

اپنے چچا مطلب کی موت کے بعد حاجیوں کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے ان کے سپرد ہوئیں اور تادم مرگ انہیں بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ انہوں کے لئے مکہ میں کئی حوض بنوائے۔ جنہیں کنوؤں کے پانی سے بھر دیتے زمانے میں زم زم کا کنواں بند تھا۔

مکہ میں عبدالمطلب پہلے شخص تھے جنہوں نے خضاب کا استعمال کیا۔ ایک مرتبہ یمن کے ایک حمیری سردار کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے کہ اس

سفید بالوں کا رنگ بدل دیں تو آپ جوان نظر آئیں گے۔ چنانچہ اس نے تجربہ انہیں مہندی کا خضاب لگایا اور پھر اس پر وسمہ چڑھا دیا۔ جب آپ وطن لوٹنے نے کچھ خضاب تحفتہً" دے دیا اس طرح مکہ میں بھی اس کا رواج چل نکلا۔ حال اپنے چچا مطلب کے بعد عبدالمطلب کعبہ کے متولی اور خدمت گزار کی فرائض انجام دینے لگے تھے۔

○

اس روز یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی جب مکہ کی نواحی سرائے کے اپنے بیٹھے ہوئے تھے کہ کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف! اب تک جتنے دشمنوں پر ہم نے ہاتھ ڈالا ہے۔ انہیں ہم نے اپنے سامنے ہر حالت میں زیر اور مغلوب کیا ہے حتیٰ کہ۔ کئی و بیشتر موقع پر ہم نے ذلت کے عزازیل کو بھی اپنے سامنے زیر کر کے رکھا ہے لیکن یہ نطاس، سلیوک اور قوتیں ہیں جنہیں ابھی تک ہم زیر نہیں کر سکے۔ کیا ان تینوں کے معاملے میں شکست اور ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ چند ثانیے سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ تمہارا کہنا درست ہے کیرش میں اسے اپنی ناکامی اور نہیں کر سکا۔ ابھی تک میں ان کے خلاف کوئی بڑا حربہ استعمال کرنے میں کامیاب میرا کوئی ایسا حربہ ناکام رہا تب میں مانوں گا کہ ان تینوں قوتوں کے سامنے مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

کیرش جب سے میں مادی شہر کے کھنڈرات کی طرف سے مکہ کے اس محترم و مقدس طرف آیا ہوں تب سے میں نطاس، سلیوک اور ادغار کو اپنے سامنے زیر اور کرنے کے طریقے سوچتا رہا ہوں۔ انہیں اپنے سامنے شکست خوردہ کرنے کے لئے میں ایک ترکیب آئی ہے۔

یوناف کے ان الفاظ پر کیرش چونک سی پڑی پھر بڑی بے چینی، بڑی بے تابی میں اس کے اور قریب ہوتے ہوئے پوچھا کیسی تدبیر آپ کے ذہن میں آئی ہے۔ جس سے کہ ہم ان تینوں بدی کے گماشتوں کو اپنے سامنے سرنگوں کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف اور کہنے لگا۔

ان تینوں سے نپٹنے کے لئے فی الوقت میرے پاس دو طریقے ہیں۔ پہلا یہ کہ کوئی ایسا

دور افتادہ اور ویران کمرہ ہو جس کے اندر میں ان تینوں کو بند کر دوں اور ان کی
اور ان کی ساری بدی کی قوتوں کو منجمد کر دوں اور ایسا کرنے کے بعد پھر وہ
کے خلاف اپنی بدترین قوتوں کو حرکت میں نہ لا سکیں گے۔ اور یہ جگہ نطلا
ہو سکتا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اس کا کوئی ایسا کمرہ ہو جس پر میں اپنا عمل کر
کو اس کمرے میں محبوس کر کے رکھ دوں۔ دیکھ کیرش میرے پاس ایسے عمل
استعمال کر کے ان تینوں کو پتھر کی طرح جامد اور منجمد کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ ان
کچھ عرصہ پہلے مجھے اپنا عمل کرنے کا موقع مل جائے اور پھر وہ تینوں کسی نہ
اس کمرے میں گھسنے پر مجبور کئے جائیں۔ تب مجھے اس عمل میں کامیابی ہو
دوسرا عمل یہ ہے کہ میرے سامنے کسی غیر انسانی شکل و صورت میں
میں ان پر اپنے عمل کو آزماؤں اور ان کی تمام طاقتوں' قوتوں اور ان کی
کی طرح منجمد کر کے رکھ دوں یہ دو طریقے ہیں جنہیں استعمال کرتے ہو
پانے میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ کبھی نہ کبھی وقت
میں ان تینوں پر اپنا یہ حربہ استعمال کرنے میں کامیاب رہوں گا۔

کیرش جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اسی لمحہ یوناف کی گر
مخصوص ریشمی لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف جب چونکا تو کیرش بھی متوجہ
گئی تھی کہ ایلیکا اس موقع پر کچھ کہنا چاہتی ہے۔ لمس دینے کے بعد ایلیکا
دیکھ یوناف' میں تمہاری اور کیرش کی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔
تم نطیاس' سلیوک اور اوغار پر کرنا چاہتے ہو سمجھ لو اس کا وقت آن پہنچا
الفاظ پر یوناف اپنی جگہ پر ایک طرح سے اچھل سا پڑا پھر وہ بڑی بے تابی
پوچھنے لگا۔ وہ کیسے ایلیکا؟ جواب میں ایلیکا نے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف' نطیاس کے محل میں داخل ہوتے ہی بائیں جانب
طرف سے بند ہے۔ صرف چھوٹا سا ایک دروازہ اس میں ہے جس کے
ہوا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ اس کمرے میں کوئی روشندان ہے اور
کھڑکی ہے وہ کمرہ ایک عرصہ سے کسی کے زیر استعمال نہیں رہا۔ مزید
چھت پر ایک عرصہ ہوا کسی نے مٹی بھی نہیں ڈالی۔ جس کی بناء پر بارش
دو جگہ سے اس کمرے کی چھت بھی ٹپکتی ہے۔ ایلیکا یہیں تک کہنے پائی
چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں اور اطمینان ہی اطمینان پھیل گیا تھا۔ پھر
مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ایلیکا تو نے میری ساری ہی مشکل آسان کر دی ہے۔ اسی کمرے کو میں نطیاس
سلیوک اور اوغار کے خلاف استعمال کروں گا اور یہ جو کمرے کی چھت ٹپکتی ہے اس سے
ان تینوں کو عذاب دینے کا ایسا عظیم الشان طریقہ استعمال کروں گا کہ وہ تینوں دنگ رہ
جائیں گے کہ کسی نے انوکھی اذیت اور عذاب میں مبتلا کیا تھا۔ اب باقی یہ بات رہتی ہے کہ
ان تینوں کو ہانک کر اس کمرے میں بند کیسے کیا جائے گا۔ اس پر ایلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔
یہ تو بڑا آسان طریقہ کار ہے کوئی مشکل تو نہیں۔ ایلیکا کے ان الفاظ نے یوناف کو
پھر چونکا کے رکھ دیا اور پھر دوبارہ وہ بڑی بے کلی کے سے انداز میں پوچھنے لگا وہ
ایلیکا بولی اور کہنے لگی۔ دیکھو یوناف اور کیرش تم دونوں میاں بیوی اسی وقت اپنی
قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ نطیاس کے محل کے اس کمرے میں نمودار ہو جس کا میں
ذکر کیا ہے۔ اس کمرے تک میں تم دونوں کی راہنمائی کروں گی۔ کمرے میں جو عمل تم
کرنا چاہتے ہو وہ کر لو اس کے بعد میں تمہیں یہ بتاتی ہوں کہ ان تینوں کو ہانک کر اس کمرے
میں کیسے بند کیا جائے گا۔ اور ہاں جہاں تک نطیاس' سلیوک اور اوغار کا تعلق ہے وہ تینوں
ماری شہر کے کھنڈرات میں ہیں۔ وہ تینوں وہاں گھوم پھر نہیں رہے بلکہ یوں جانو
عمارت جس کی چھت ابھی تھوڑی سی قائم ہے اس کے نیچے بیٹھے وہ تمہارے ہی
محل میں آنے کا صلاح مشورہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا جب تک وہ ماری کے کھنڈرات میں
ہیں اس وقت تک تم نطیاس کے محل کے اس کمرے میں اپنے عمل کی تکمیل کر سکتے ہو۔
لہٰذا دیر نہ کرو اٹھو پہلے اپنا وہ کام مکمل کرو اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گی کہ ان تینوں
کو اس کمرے میں کیسے لایا جائے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا خاموش ہو گئی اس
کے ساتھ ہی یوناف نے مخصوص انداز میں کیرش کی طرف دیکھا تھا۔ یوناف کا اس طرح دیکھنا تھا
کہ وہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو
حرکت میں لائے اور ایلیکا کی راہنمائی میں وہ نطیاس کے محل کے اس کمرے کی طرف چل
دیئے جس کا ایلیکا نے ذکر کیا تھا۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اس کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا'
ایلیکا کے کہنے کے مطابق وہ کمرہ واقعی نطیاس' سلیوک اور اوغار کو بند کرنے کے لئے بڑا
موزوں تھا۔ چھوٹے سے ایک دروازے کے علاوہ اس میں کوئی کھڑکی' کوئی روشندان نہ تھا۔
یوناف نے پہلے بڑے غور اور توجہ کے ساتھ اس کمرے کا جائزہ لیا پھر مڑا اور اپنے پیچھے
کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش میں اس کمرے میں اب اپنے عمل کی ابتدا
کرتا ہوں تو کمرے سے باہر کھڑی ہو جا پہلے میں اپنی ذات کو اس عمل سے محفوظ رکھوں

گا اس کے بعد پھر میں اس کمرے میں وہ عمل کروں گی۔ اس لئے کہ اگر میں نے ا
اس عمل سے خود میری اپنی ہی مافوق الفطرت قوتیں ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا
سے باہر کھڑی رہو۔ نطھاس' سلیوک اور لوعار پر نگاہ رکھنا کہ کہیں وہ ماری شہر کے
سے ادھر نہ آ نکلیں۔

یوناف کے کہنے پر کیرش فوراً کمرے سے باہر نکل کر کھڑی ہو گئی تھی۔
پہلے اپنے آپ پر عمل کیا تاکہ جو عمل وہ اس کمرے میں کرنا چاہتا تھا اس کا رد
نہ ہو ایسا کرنے کے بعد یوناف حرکت میں آیا۔ کمرے کے فرش اس کی دیواروں او
چھت پر اس نے وہ عمل کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے کمرے میں داخل ہونے وا
صرف ساری سری قوتیں مفلوج اور منجمد ہو کر رہ جاتی تھیں بلکہ وہ وہاں ایک
محبوس ہو جاتا تھا اور باہر نہ نکل سکتا تھا۔ یہ سارا عمل کرنے کے بعد یوناف کمر
آیا۔ صرف دروازے کا حصہ اس نے خالی چھوڑا تھا اور عمل نہ کیا تھا تاکہ نطھا
اور لوعار کو اس دروازے سے اندر داخل کرنے کے بعد پھر دروازہ بند کر دیا جا

یوناف جونہی اس کمرے سے باہر آ کر کیرش کے قریب کھڑا ہوا ابلیکا
گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف مجھے خوشی ہے کہ تم اس کمرے میں اپنے عمل کی تکمیل
نطھاس' سلیوک اور لوعار ابھی تک تینوں ماری شہر کے کھنڈرات میں بیٹھے ہو
تم دونوں میاں بیوی ایسا کرو کہ کھنڈرات میں ان پر وارد ہو۔ تم دونوں میاں
شعلے بن کر ان پر برس جاؤ۔ ایسی صورت میں وہ تمہارے آگے آگے بھاگ
گے۔ ظاہری بات ہے کہ وہ اپنے اسی محل کا رخ کریں گے۔ اس لئے کہ اس
جم کر تمہارا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جونہی وہ اس محل میں داخل ہونے کی
گے۔ سامنے کی طرف سے میں ایسے شعلوں اور ایسی روشنی سے ان کا استقبال
بے بس اور مجبور ہو کر اس کمرے میں داخل ہوں گے جس میں تم نے عمل
ان کے داخل ہونے کے بعد تم دروازے پر بھی اپنا عمل مکمل کر لینا۔ اس
تجویز کے مطابق کمرے میں محبوس ہو کر رہ جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف کے چہ
مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر وہ کہنے لگا ابلیکا یہ طریقہ کار بتا کے تو نے میرا ہی
اب تو یہیں رہ اور اسی طرح حرکت میں آنا جس طرح تم نے ذکر کیا ہے۔
ماری کے کھنڈرات کی طرف جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ان تینوں کو ہانک کر ا

اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نطھاس کے
وہ ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف چلے گئے تھے۔

ماری شہر کے کھنڈرات کے وسطی حصے میں یوناف اور کیرش اس جگہ آئے جہاں
فاصلے پر بڑی چٹان کی ٹیک لگائے نطھاس سلیوک اور لوعار بیٹھے ہوئے تھے۔ شاید
بات اہم موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ یوناف اور کیرش نے ایک چٹان کی اوٹ
لمحہ بھر کے لئے ان تینوں کو دیکھا پھر دونوں میاں بیوی معنی خیز انداز میں ایک
کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اگلے ہی لمحے انہوں نے
تبدیل کی اور اپنے آپ کو انہوں نے آگ کے بھڑکے ہوئے شعلوں اور جھلسا
نیلی شعاعوں میں تبدیل کر لیا تھا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی فتح مندی کی
سیراب' مایوسی کے بھنور' شدید نفرت کی گرم رو' ہیجان آفریں سمندر اور موت
ماری شعاعوں کی طرح نطھاس' سلیوک اور لوعار پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

آگ اور شعلوں کے ان اچانک حملوں سے نطھاس' سلیوک لو لوعار کی حالت ویران
کلیت جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس وقت انہیں کچھ نہ سوجھی نہ وہ جوابی کارروائی
نہ اپنا دفاع انہیں یاد رہا بلکہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بھٹکے آوارہ طیور
کے کی گھٹی گھری موجوں میں بھوکی گرسنہ روحوں کی طرح وہ ماری شہر کے
سے نکل کر اپنے محل کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

آگ اور نیلی شعاعوں کی صورت میں یوناف اور کیرش موت و مرگ کے رقصاں
ان کی بربادی کے سیلاب کی طرح ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔ اب صورتحال یہ
طرح کوئی گھوڑ سوار اپنے ہاتھ میں کوڑا لئے اپنے آگے آگے پیدل بھاگنے والے
برسا کر اسے بدحال کر دیتا ہے اسی طرح یوناف اور کیرش بھی نطھاس' سلیوک
بری طرح جھلسا دینے والی آگ کی طرح نزول کرتے ہوئے ان کے محل تک لے

محل کے صدر دروازے کے قریب آتے ہی نطھاس' سلیوک اور لوعار نے سامنے
میں داخل ہونا چاہا لیکن اسی لمحے سامنے کی طرف سے ابلیکا حرکت میں آئی اور
طرف سے ان پر سمندر کے غصیلے رقص' موجیں مارتی خونی اجل اور بدبختی کے
وں کی طرح آگ کے شعلے لپکے تھے۔ اب نطھاس' سلیوک اور لوعار نے جب
پیچھے بھی آگ ان کے تعاقب میں ہے اور سامنے بھی آگ کے جھلسا دینے والے
استقبال کے لئے تیار ہیں تو وہ جلتے مستقبل اور اندھیری راتوں کے غمگین سموں

جیسے اداس اور افسردہ ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بائیں طر
کمرے کی طرف بھاگے جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور یہ وہی کمرہ تھا جس میں
کیرش ان سب کو بند کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے۔

نطاس، سلیوک اور لوغار چونکہ انتہائی بدحواسی کے عالم میں تھے لہٰذا
دیکھا نہ تاؤ بس بھاگ کر تینوں اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ تینوں کا اس کمر
ہونا تھا کہ اسی وقت یوناف اور کیرش اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہو
سری قوتوں کو عمل میں لایا۔ اس کی سری قوتوں کا عمل میں آنا تھا کہ اس کمر
ختم ہو گیا اور وہاں دیوار ہموار ہو گئی۔ لگتا تھا اس کمرے میں کبھی کوئی دروازہ
یہ سارا کام انجام دینے کے بعد یوناف کے چہرے پر بے پناہ خوشیاں اور اطمینان
تھے۔ اس طرح کیرش کی بھی عجیب حالت تھی۔ اس کے سلگتے لبوں پر
جواں شاداب چہرے پر جلترنگ مسکراہٹ اور نغموں کی گنگناہٹ تھی۔ اس
شکر گزاری کے موقع پر یوناف کو بہت کچھ کہنا چاہتی تھی پر کچھ نہ کہہ پائی
پائی کہ وہ بھاگ کر خوشی سے یوناف سے لپٹ گئی تھی۔ یوناف نے بھی اسے
لیا تھا۔ کچھ ایسے ہی جیسے زندگی کے اسرار اور فطرت کے جمال ایک دوسرے
ہوں۔ جیسے گرم رو گرداب اور رقصاں موجیں ایک دوسرے میں سما گئی ہوں
دوستی اور شرافت نفس ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے ہوں۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ابھی ایک دوسرے سے لپٹے ہو
موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ کیرش بھی سمجھ گئی لہٰذا وہ
کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر
مسکراہٹوں میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب میں تم میاں بیوی کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتی ہو
خوب نطاس، سلیوک اور لوغار سے سلوک کیا کہ تم ان تینوں کو اپنے سا
لائے جیسے کوئی خونخوار گڈریا اپنے ریوڑ کے جانوروں کو اپنے آگے آگے
ایک بار پھر تم دونوں کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان تینوں بد بلاؤں سے تم دونوں
گئی ہے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تو نے کہا تھا کہ
نے نطاس، سلیوک اور لوغار کو بند کیا ہے اسکی چھت اوپر سے ٹپکتی ہے
چھت اوپر سے کس جگہ سے ٹپکتی ہے۔ اس پر ابلیکا بولی ہاں میں نشاندہی
کیا کرو گے یوناف کہنے لگا بس ابلیکا تو دیکھتی جا میں کیسے اس جگہ سے اعذاب

عذاب طاری کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی یوناف محل کے اندر گیا اور پانی کا ایک برتن اٹھا لایا۔ پھر یوناف نے
مخاطب کر کے کہا۔ دیکھ کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ ہم دونوں میاں
اس کمرے کی چھت پر نمودار ہوں۔ یوناف کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے کیرش فوراً
سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور دوسرے ہی لمحے وہ دونوں میاں بیوی اس کمرے کی
نمودار ہوئے تھے۔ عین اس لمحہ پھر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس
نشاندہی کی جس جگہ سے وہ کمرہ بارش کے دنوں میں ٹپکتا تھا۔

نشاندہی ہونے کے بعد یوناف نے جس برتن میں پانی تھا اس پر اپنا کوئی عمل کیا اور
اس نے سارا اس جگہ انڈیل دیا۔ جہاں سے وہ چھت ٹپکتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب
ٹپکتے ہوئے اس کمرے میں گرنا شروع ہوا تو یوناف اور کیرش نے سنا اس کمرے کے
طرح آہیں بھرنے، شور کرنے اور واویلا کرنے کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئی
اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کیرش کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اس پانی پر میں نے اپنا سری عمل کیا اور جونہی یہ پانی ٹپک کر کمرے میں
اس پانی کی وجہ سے وہ تینوں ایک عذاب اور اذیت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اب یہ
اذیت وقفے وقفے سے میں ان تینوں کو دیتا ہی رہوں گا۔ اس پر کیرش کچھ کہنے ہی
کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! یہ جو طریقہ تم نے انہیں عذاب اور اذیت میں اپنایا ہے یقیناً
لاجواب ہے۔ میں اس پر تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔ اب دونوں میاں بیوی میری
سنو۔ تمہیں یہاں سے واپس مکہ کی سرائے کی طرف نہیں جانا۔ اس تجارتی
طرف جانا ہے جو مصر سے یمن اور یمن سے مصر کی طرف جاتی ہے۔ وہاں کچھ
ہو رہے ہیں۔ لگتا ہے ان علاقوں میں بھی کوئی انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ چلو
میں جا کر شامل ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں وہاں جمع ہونے کے بعد وہ کیسے اور کس
عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری
میں لائے پھر وہ ابلیکا کی رہنمائی میں یمن کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

ایران کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد رومنوں نے ایک بڑی پریشانی سے نجات
لہٰذا انہوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ اٹلی اور شمالی افریقہ کے خلاف جنگ جاری

رکھی۔ اس طویل عرصے میں رومنوں کے نامور جرنیل بیلی ساریوس کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

بیلی ساریوس کی کامیابیوں سے نوشیروان کو خطرہ لاحق ہوا کہ ممکن ہے یہ رومن فتوحات کے نشے میں مغرب سے فارغ ہو کر مشرق کا رخ کر لے۔ جن دنوں نوشیروان ساریوس کے متعلق ایسی سوچوں میں غرق تھا انہی دنوں اٹلی اور آرمینیا کے سفیر اس کے پاس آئے انہوں نے رومن فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ابھی موقع سے جنگ چھیڑی گئی تو ممکن تھا کہ پھر رومنوں کا مقابلہ کرنا ایرانیوں کے لئے مشکل اس صورتحال سے نوشیروان سخت فکر مند ہوا اور یہی سمجھا کہ معاہدہ صلح ختم کر کے کے خلاف جنگ کی ابتدا کر دے۔

ادھر رومن شہنشاہ ایرانیوں کی طرف سے مطمئن تھا اس لئے وہ اپنی مشرقی سے غافل رہ کر اپنی پوری توجہ مغربی سرحدوں کی طرف کئے ہوئے تھا۔ نوشیروان بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لئے حرکت میں آیا۔ اپنے جرار لشکر کو لے کر اس قدمی کی۔ پہلے وہ دریائے فرات کی طرف بڑھا دریائے فرات کو عبور کر کے نوشیروان شام پر حملہ آور ہوا اور پہلا شہر اس نے طوفانی انداز میں فتح کر لیا۔ اس شہر میں نوشیروان نے خوب لوٹ مار کی بلکہ قتل و عام میں بھی کسی قسم کی کمی نہ رہنے دی۔ شام کے ان شہروں میں قتل عام سے نوشیروان یہ چاہتا تھا کہ اس کی ہیبت کی آواز شام کے طول و عرض میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد وہ شام کے دارالسلطنت کی طرف بڑھا اس کی دولت کا شہرہ دور دور تک پہنچا ہوا تھا۔

اہل انطاکیہ کچھ عرصہ پہلے زلزلوں کی وجہ سے بری طرح تباہ ہوئے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ نوشیروان نے شہر پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ہر طرف ہراس پھیل گیا۔ نوشیروان کا یہ حملہ ایسا اچانک تھا کہ رومنوں نے یہاں مدافعت کا نہ کیا تھا لہٰذا نوشیروان نے بڑی آسانی سے انطاکیہ فتح کر لیا۔ اور یہاں کے پر نوشیروان کا قبضہ ہو گیا تھا۔

رومنوں کے خلاف ان جنگوں کا مقصد نوشیروان کے ہاں شام کو اپنی مملکت میں شامل کرنا نہ تھا اور نہ ہی وہ ان سرزمینوں میں حکومت کرنے کا کوئی خیال رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ یہاں بھی تباہی مچا کر اپنی ہیبت کا سکہ بٹھائے چنانچہ جس گھر سے مزاحمت اسے برباد کر دیا جاتا تھا۔ انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد نوشیروان ایک شہر سے ایک قصبے سے دوسرے قصبے اور ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف آندھی کی

پھیلتا چلا گیا اور ارض شام جو رومنوں کی سلطنت میں شامل تھا اس کے ہر شہر ہر قصبے کو نوشیروان نے خوب لوٹا۔ جس وقت نوشیروان یہ سب کچھ کر چکا تو رومن چونکہ نوشیروان کے ساتھ جنگ کی ابتداء کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے لہٰذا انہوں نے صلح کی پیشکش کی۔ نوشیروان بھی ارض شام پر حملہ آور ہو کر بہت کچھ حاصل کر چکا تھا لہٰذا وہ بھی صلح پر آمادہ ہو گیا۔ اس صلح کی حسب ذیل شرائط مقرر کی گئیں۔

پہلی شرط یہ تھی کہ رومن حکومت پانچ ہزار پونڈ سونا بطور تاوان ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو ادا کرے گی۔

دوسری شرط یہ تھی کہ دربند اور قفقاز کے دوسرے قلعوں کی حفاظت کے لئے رومن حکومت مزید پانچ ہزار پونڈ سونا نوشیروان کو دے گی۔

گو یہ دونوں ہی شرائط رومنوں کے لئے رسوا کن تھیں لیکن رومن اس وقت نوشیروان کے مقابل آنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ذلت آمیز اور ان رسوا شرائط کو بھی تسلیم کرتے ہوئے نوشیروان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا تھا۔

اس صلح کے بعد نوشیروان انطاکیہ شہر کی بندرگاہ جسے سلیوکیہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ وہاں اس نے بحیرہ روم کے نیلگوں پانی میں غسل کیا اور شامیوں کی طرح اس نے یہاں معبد کے سامنے قربانی اور نذر و نیاز دی۔ اس تقریب کے بعد نوشیروان نے واپسی اختیار کی۔ اس سفر میں اپامی' ادیسہ' دارا اور کئی دوسرے شہروں کے لوگوں نے نوشیروان کو تاوان کے طور پر نذرانے پیش کئے۔

ارض شام کا مشہور شہر انطاکیہ جسے نوشیروان نے فتح کیا تھا۔ فن تعمیر کے لحاظ سے خوبصورت شہر تھا۔ نوشیروان انطاکیہ شہر کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اپنے لشکر میں شامل تعمیر کے ماہروں اور صناعوں کو حکم دیا کہ انطاکیہ شہر کے نقشے تیار کر لیں۔ ان صناعوں نے نوشیروان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انطاکیہ کا نقشہ تیار کیا۔

صلح کا معاہدہ ہونے کے بعد نوشیروان جب اپنے مرکزی شہر مدائن پہنچا تو اس نے اسی نقشے کے مطابق ایران میں انطاکیہ جیسا ہی شہر بسانے کا حکم دیا تھا۔ جب یہ شہر آباد ہو گیا تو نوشیروان نے اس کا نام رومیا رکھا یہ ایک طرح سے بالکل ہو بہو انطاکیہ شہر جیسا تھا جب اس شہر کی تعمیر مکمل ہو گئی تب نوشیروان نے انطاکیہ کے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ آکر اس نئے شہر میں آ کر آباد ہوں۔

نوشیروان کی دعوت پر انطاکیہ شہر کے ان گنت لوگ اس نئے شہر میں آباد ہونے

کے لئے آنا شروع ہوئے جب انطاکیہ کے مہاجر نئے شہر رومیا میں آئے تو اسے اپنا ہی سمجھا اس لئے کہ انطاکیہ اور اس نئے شہر کے نقشے، گلی کوچوں، شاہراہوں، سڑکوں مکانوں کی تعمیر میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ تھا جو جو مکان لوگ انطاکیہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔ اسی محلے اسی کوچے جیسے مکان میں وہ رومیا شہر میں آکر خود بخود مقیم ہو گئے۔

نوشیروان نے اس نئے شہر میں بہت سے حمام بنوائے اور ایک گھوڑ دوڑ کا میدان کرایا اور وہاں آکر بسنے والوں کو خاص رعایت اور حقوق دیئے مثلاً" یہ کہ عیسائیوں کو پوری مذہبی آزادی ملی۔ اہل رومیا براہ راست شہنشاہ ایران کے ماتحت تصور کئے جاتے اور اس شہر میں آکر پناہ لینے والے مجرموں کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا تھا۔

رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان صلح ہونے سے حالات ایک بار درست ہو گئے تھے۔ لیکن جلد ہی رومنوں کی وجہ سے یہ صلح کا معاہدہ بھی ختم ہو گیا اس کی یوں بنی۔

لازیکا میں رومنوں نے اپنا ایک گورنر مقرر کیا تھا جو وہاں کا صرف نظم و نسق اور سارا انتظام اسی کے ذمہ تھا یہاں کوئی رومن لشکر مقیم نہ تھا۔ آخر اس رومن گورنر پر پرزے نکالنے شروع کئے اور وہاں اس نے رومن سلطنت سے بات چیت کر کے بڑا لشکر رکھ لیا اور اس کے اخراجات کا بوجھ لازیکا پر ڈال دیا گیا۔

اس رومن لشکر کے آنے سے یہ حمایت اہل شہر کے لئے باعث زحمت بن گئی کے حکمران نے ایرانی شہنشاہ نوشیروان سے رومنوں کے خلاف مدد مانگی۔ نوشیروان رومنوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کسی وجہ کی تلاش میں تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اس نے لازیکا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔ نوشیروان کا یہ آگر وہ لازیکا پر قابض ہو جائے تو وہاں سے اسے بحر اسود پر قبضہ کرنے میں آسانی ہو گی۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر قسطنطنیہ ایرانیوں کے تسلط سے بچ نہ سکے گا۔ ان تحت نوشیروان فوراً" لازیکا کی مدد پر آمادہ ہو گیا۔ رومن ابھی حالات کا جائزہ ہی لے رہے تھے کہ نوشیروان ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور لازیکا پر حملہ آور ہو کر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

لیکن ایرانیوں نے بھی وہاں کے رہنے والوں پر جو مذہباً" عیسائی تھے، اچھا جس سے وہ ایرانیوں سے نفرت کرنے لگے تھے۔ اہل لازیکا کو بہت جلد محسوس ایرانیوں کا تسلط ان کے لئے رومنوں کی نسبت انتہائی مہنگا اور ابتر ثابت ہوا۔

نوشیروان بھی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ جب تک لازیکا میں انقلابی تبدیلیاں

یہاں ایرانی تسلط برقرار نہ رکھا جاسکے گا۔ چنانچہ اس نے یہ منصوبہ بنایا کہ یہاں کی آبادی کو نکال کر ان کی جگہ ایرانی بسائے جائیں۔

اس منصوبے پر عمل کرنے کے لئے اس نے یہ بھی چاہا کہ لازیکا کے حکمران کو ...اوے گا لیکن اس میں اسے کامیابی نہ ہو سکی۔ لازیکا کا گورنر روپوش ہو گیا اور اندر رومن حکومت سے رابطہ کرتے ہوئے اس نے ایرانیوں کے خلاف ان سے مدد

لازیکا کے حکمران کی پکار پر رومن فوراً" حرکت میں آئے اور رومنوں کا ایک بہت بڑا ...پہنچا اور پیٹرا شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔ رومنوں کو یہ یقین تھا کہ ان کے ...ایرانی لشکر کی تعداد کم ہے۔ لہذا وہ ایرانیوں کو شکست دے کر لازیکا سے نکالنے ...ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ان کا دھوکہ فریب اور غلط فہمی تھی۔ اس لئے کہ ان ...میں نوشیروان خود بھی پیٹرا شہر میں موجود تھا۔ اور پھر چند ہی دنوں بعد ایرانیوں کو ...لشکریوں کی کمک پہنچ گئی جس کی وجہ سے نوشیروان کی پوزیشن ان کے مقابلے میں ...ہو گئی تھی۔ پیٹرا شہر کے نواح میں ایرانی اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ...جنگ میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔ ایرانی شہنشاہ نوشیروان فاتح کی حیثیت ...رومن شکست اٹھا کر پسپا ہوئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ پیٹرا میں رومنوں کو ...کے بعد نوشیروان نے وہاں پر پانچ ہزار سواروں کا ایک لشکر رکھا اور خود ایران ...گیا تھا۔

...کو جب خبر ہوئی کہ شہنشاہ ایران پیٹرا شہر میں اپنا ایک چھوٹا سا لشکر چھوڑ کر ...مدائن کی طرف چلا گیا ہے تو رومن ایک اور لشکر تیار کر کے بڑی تیزی سے ...بڑھے اور شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔ شہر میں جو ایرانی لشکر تھا اس نے ...نکل کر رومن لشکر کا مقابلہ کیا۔ پیٹرا کے میدان میں خونریز جنگ ہوئی۔ ...لڑائی بدلتی رہی۔

...اپنے عروج پر آئی تو بدقسمتی سے ایرانی جرنیل تیر لگنے سے جاں بحق ہو ...ایرانی بغیر جرنیل کے ہی لڑتے رہے۔ اس موقع پر رومنوں کا پلڑا خوب بھاری تھا ...جنگ کا رخ بدل گیا۔ اس لئے کہ میدان جنگ کے ایک حصے میں ایرانیوں نے ...سامنے بری طرح پسپا کر دیا۔ اس پسپائی سے جہاں رومنوں کے حوصلے پست ...ایرانیوں کے بلند حوصلوں میں اضافہ ہوا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے پہلے کی ...اور ولولے کے ساتھ حملے کرنا شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس

جنگ میں بھی رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔ اور رومن لشکر میدان جنگ چھوڑ
کھڑا ہوا۔

رومنوں نے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ایرانیوں سے پھر صلح کی درخوا
نوشیروان نے اس صلح کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اور یوں لازیکا کے سلسلہ میں ا
رومنوں میں صلح ہو گئی لیکن اس صلح سے لازیکا کے حکمران کی مشکل حل نہ
کے رومنوں کے ساتھ کچھ اختلافات پیدا ہو گئے جس کے نتیجہ میں رومنوں
گورنر پر غداری کا الزام لگایا اور بالآخر اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اہل لازیکا نے اپنے حکمران کے قتل ہونے پر سخت برہم ہوئے اور
ایرانیوں کا سہارا لینا چاہا۔ لیکن ایرانیوں نے انہیں مدد دینا مناسب نہ سمجھا۔ ان
کر مرنے والے حکمران کے جانشینوں نے رومنوں سے مصالحت کر لی۔ ساتھ
مطالبہ کر دیا کہ ان کے حکمران کے قاتلوں کو سزا دی جائے اور مقتول کے
جانشین مقرر کیا جائے۔

لازیکا میں جو ایرانی سالار تھا اس نے جب دیکھا کہ اہل لازیکا نے
ساتھ ساز باز کرنی شروع کر دی ہے تو وہ رومنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے
ایرانی جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کی ایک قریبی چوکی کی طرف
مقام پر تھی۔ اس چوکی میں رومنوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے ممکن تھا
جائے کہ اتنے میں رومن جرنیل نے چال چلی اور یہ خبر مشہور کر دی کہ ا
لشکر پہنچنے والا ہے۔

یہ سنتے ہی ایرانی سالار نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور
ایرانی طاقت دو حصوں میں تقسیم ہو کر رومنوں کا مقابلہ نہ کر پائی۔ آخر
ہوئی اور رومنوں نے انہیں وہاں سے نکال باہر کیا۔

اس شکست سے نوشیروان کو یقین ہو گیا کہ رومنوں سے بحری جنگ
شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ رومنوں کا بحری بیڑا مضبوط تھا جس کی
بار لازیکا پر حملہ آور ہوتے اور قبضہ کر لیتے تھے۔ اس کے علاوہ جغرافیائی
بھی لازیکا پر ایرانیوں کا قبضہ برقرار رکھنا ممکن نہ تھا۔ نوشیروان کو اس
کے حملوں کا بھی سامنا تھا اس لئے اس نے لازیکا کے سلسلے میں کسی قسم
نہ کیا اور لازیکا سے گلو خلاصی کرانے کی خاطر اس نے خاموشی اختیار کر لی
ان جنگوں کے بعد ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں نے آپس

شدید کی جس کے نتیجہ میں ان دونوں کے درمیان باقاعدہ صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ جس
حسب ذیل تھیں۔

اول حکومت ایران لازیکا کو خالی کر دے گی اور رومن حکومت اس کے عوض تیس
سالانہ حکومت ایران کو ادا کرتی رہے گی۔

دوم عیسائیوں کو مذہبی معاملات میں کامل آزادی ہو گی۔

سوم حکومت ایران قفقازیہ کے دروں کی حفاظت کرے گی۔

چہارم قلعہ دارا کو ایرانی فوج کا مرکز نہیں بنایا جائے گا۔

معاہدہ صلح پچاس سال تک کے لئے ہو گا۔

معاہدہ صلح دونوں حکومتوں کے لئے آبرومندانہ تھا۔ ایرانی اس بات پر مطمئن تھے کہ
رومنوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے لیکن اس کے عوض رومن گراں قدر رقوم
ایرانیوں کو ادا کرتے رہیں گے۔

کہ رومن اس بات پر مطمئن تھے کہ انہیں تاوان کے عوض ایک انتہائی آباد
ہاتھ آ گیا ہے جس کی سیاسی اعتبار سے بڑی اہمیت ہے۔ تو گویا یہ شرائط
کے لئے قابل قبول تھیں۔ اس معاہدہ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں فریق اب
آ چکے تھے۔

○

اور کیرش دونوں میاں بیوی ابلیکا کی راہنمائی میں بحیرہ قلزم سے تین میل
اور صنعا شہروں کے درمیان ریت کے ایک بلند ٹیلے پر نمودار ہوئے۔ ان
ایک دوسرے ٹیلے پر چند عرب جوان بیٹھے کسی مسئلے پر باہم گفتگو کر رہے
پر نمودار ہونے کے بعد یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ابلیکا
صحرا میں لے آئی ہو اور یہاں ہمارے لئے کیا نیکی کے کاموں میں حصہ لینے
پیدا ہو سکتا ہے اس پر ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے کہنے

اس ٹیلے پر تم دونوں میاں بیوی نمودار ہوئے ہو ذرا اس کے بائیں
سپاٹ حصے کی طرف دیکھو۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں میاں
اس طرف دیکھا تو وہ دنگ رہ گئے۔ صحرا کے اس حصے میں جہاں تک ان کی
ٹیلے ہی خیمے نصب تھے۔ لگتا تھا صحرا کے اس حصے میں اچانک کسی نے

خیموں کا صحرا آباد کر دیا ہو۔

ان دونوں میاں بیوی نے یہ بھی دیکھا کہ صحرا میں نصب ان خیموں کے ا
بھیڑ بکریوں' اونٹوں اور گھوڑوں کے ریوڑ بیٹھے تھے۔ اس وقت فجر کی زردی سرخی
رہی تھی۔ اس لئے مشرق کوہساروں کی چوٹیوں کے پس منظر میں سورج طلوع
صحرائی پرندے اپنے آشیانوں سے نکل کر روزی کی تلاش میں اڑنے لگے تھے۔ ا
منظر کو دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر یوناف
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا بائیں طرف جو صحرا کے اندر خیمے نصب ہیں کیا یہاں کسی
رکھا ہے۔ جس میں شامل ہونے کے لئے تم ہم دونوں میاں بیوی کو اس طرف
یہ جو جس ٹیلے پر تم نے ہمیں نمودار ہونے کا کہا ہے اس کے سامنے جو کچھ
یا ان سے ہماری کوئی غرض و غایت ہے۔ اس پر ابلیکا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر

دیکھ یوناف میرے حبیب یہ جو سامنے خیمے نصب ہیں یہ کسی لشکر کے
یہ عربوں کے مختلف قبائل ہیں جو یہاں خیمہ زن ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور
عمون' بنو عمالقہ اور بنو قاب ہیں۔ یہ سب قبائل اللہ کے نبی اسماعیل ؑ کی اولا
اور تم دیکھتے ہو کہ صحرا کے اندر ان کے خیمے دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔
میاں بیوی کو اس طرف اس لئے لائی ہوں کہ ان قبائل کا یہاں جمع ہونا کسی
نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ قبائل یہاں خیمہ زن ہو کر کسی کا انتظار کر
اکثر و بیشتر یہ یمن سے مصر کی طرف جانے والی شاہراہ پر صحرائی کارواں
آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ اکثر مصر کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور خوب
ان کا یہاں پڑاؤ کرنا مجھے لگتا ہے کہ یہاں کوئی انقلاب رونما ہونے والا ہے۔
تم دونوں میاں بیوی کو اس طرف لائی ہوں۔ اب تم ان صحرائی قبائل
دیکھو کہ یہ ان سرزمینوں میں کیا انقلاب برپا کرتے ہیں۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی
خاموش ہو رہا اس لئے کہ ان کے قریب ہی ٹیلے پر جو جوان بیٹھے تھے ا
جوان مغرب کی طرف دیکھتے ہوئے فوراً کھڑا ہو گیا اور غور سے اس طرف
کچھ فاصلے پر دھول دھول گچھے سے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔

اچانک اس جوان نے خوشی اور مسرت سے چلاتے ہوئے اپنے سا
کر کے کہا۔

اے ریگستان عزیزو! اٹھ کر مغرب کی طرف دیکھو کوئی کاروان اس سمت آ رہا ہے۔
ساتھیو میرے عزیزو! بخدا میرا دل کہتا ہے کہ آنے والا یہ کاروان بنو ادوم کے
اور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ بنو ادوم ہی تجارت کی غرض سے مصر کی طرف گئے
اور ان دنوں انہی کے لوٹنے کی امید کی جا سکتی ہے لہٰذا مجھے امید ہے کہ بنو ادوم
کارروائیوں کو مکمل کرنے کے بعد ہمارے قبائل کی طرح ادھر کا رخ کر رہے

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جوان جب خاموش ہوا تو اس کے چاروں ساتھی بھی
ٹیلے پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آنکھوں کے اوپر ہاتھ جماتے ہوئے وہ بڑے غور
کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ جدھر دھول لحہ بہ لحہ اڑتی ہوئی بلند سے بلند تر ہوتی

عرب نوجوان کے اس طرح پکارنے پر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی مغرب
دیکھنے لگے تھے۔ انہوں نے دیکھا واقعی کوئی بہت بڑا کاروان اس شاہراہ پر سفر کر
مصر سے یمن کی طرف آتی تھی۔ اور یہی شاہراہ تجارتی شاہراہ کہلاتی تھی۔
اس کارواں کی وجہ سے دور دور تک گرد و غبار کے بادل اٹھ رہے تھے۔ اور یہ
آسمان کی طرف بلند ہوتے جا رہے تھے۔
شاہراہ پر دھول اڑ رہی تھی اصل میں وہ تجارتی شاہراہ تھی جو یمن سے تہامہ'
اور کوہ طور کے پاس سے ہوتی ہوئی مصر کی طرف چلی گئی تھی۔
اور کیرش دونوں میاں بیوی ٹیلے پر کھڑے ان عرب نوجوانوں کی طرح مغرب
دھول کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اب ان کے سامنے
نمودار ہوا تھا اور اونٹوں کی پر خواب گھنٹیاں صحرا کی رگ و پے میں سنسنی د
گئی تھی۔ اس پر یوناف اور کیرش کے سامنے ٹیلے پر کھڑے ان عرب نوجوانوں
نے پہلی بار مغرب میں اڑتے ہوئے گرد و غبار کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے
تھا۔ وہ دوبارہ بلند آواز میں کہنے لگا۔ میرے بھائیو! میرے ساتھیو! میرا اندازہ
بنو ادوم ہی کا کاروان ہے اور دیکھو یہ کس طرح اس مال سے لدے
ہیں جو یہ اپنے لئے مصر سے خرید کر لائے ہیں۔ یوناف' کیرش اور ان عرب
ہی دیکھتے بنو ادوم کا وہ کاروان آگے بڑھا اور جہاں پہلے سے بنو اسماعیل
صحرا کے سپاٹ سینے پر خیمہ زن تھے وہاں پر بنو ادوم بھی خیمہ زن ہونے لگے

نیا آنے والا قبیلہ بنو ادوم بھی اللہ کے نبی اسماعیلؑ کی اولاد سے تھا اور پہلے
زن وہاں چاروں قبائل کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ یوناف اور گیرش جس ٹیلے
تھے اس ٹیلے سے اتر کر اس ٹیلے پر آئے جہاں وہ عرب جوان کھڑے تھے۔ یوناف
قریب آیا اور کہنے لگا۔ دیکھو میرے بھائیو ہم دونوں میاں بیوی تم لوگوں کی طرح
ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی ایسے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں
سے ارض شام کی طرف تجارت کے لئے جاتے ہیں۔ اس موقع پر شاید یوناف
سے کام لیا تھا تاکہ وہ ان قبائل میں رہنے کے لئے اپنی اور اپنی بیوی گیرش کی
جگہ بنا سکے اس پر ایک عرب نوجوان بولا۔

اگر تم کسی خانہ بدوش قبیلے سے تعلق رکھتے ہو تو پھر ادھر کیسے آ نکلے ہو۔
یوناف بولا اور کہنے لگا۔ میری اپنے قبیلے کے سردار سے کسی بات پر تکرار اور
تھا۔ جس کی بناء پر میں نے اپنے قبیلے کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اور قسمت
کے لئے میں یمن کی ان سرزمینوں کی طرف اپنی بیوی کے ساتھ نکل آیا ہوں۔
دوسرا عرب جوان بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ہمارے بھائی۔ تو جانتا ہے کہ عرب بلا کے مہمان نواز ہوتے ہیں۔
اپنے قبیلے سے نکل چکا ہے تو پھر اپنی بیوی کو لے کر ہمارے ساتھ آ۔ ہم تجھے
کریں گے اور تو ہمارے قبائل میں رہتے ہوئے اپنی زندگی کے باقی دن آرام اور
گزار سکے گا۔ یوناف اور گیرش دونوں اس جوان کے جواب سے خوش ہو گئے
موقع پر ایک اور دوسرا عرب نوجوان بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے
ادوم کے سردار عامر بن فہیرہ سے ملتے ہیں۔ اور ان سے پوچھتے ہیں کہ مصر
تجارتی کاروبار کیسے رہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ پانچوں عرب نوجوان ریت کے
کا رخ کر رہے تھے۔ جہاں مصر کی طرف سے آنے والا بنو ادوم پڑاؤ کر رہا تھا۔
گیرش بھی ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔

یوناف اور گیرش کو لے کر وہ پانچوں عرب نوجوان بنو ادوم کے سردار عامر
کے خیمے کے سامنے آ رکے۔ عامر بن فہیرہ اس وقت اپنے خیمے سے باہر اپنی
بچیوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی بیوی اور بیٹیاں خیمے کے اندر چلی
جوان یوناف اور گیرش کے ساتھ آگے بڑھے اور عامر بن فہیرہ سے پرتپاک
ہوئے ان میں سے ایک نے کہا۔

میں بنو مدیانیہ کا مخزوم بن کہلان ہوں۔ بنو مدیانیہ' بنو عمون' بنو شاقہ

... سے ہی خیمہ زن ہیں۔ ہم یہاں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ میں اور میرے
... اہم مسئلہ پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور یہ جو وہ ہمارے ساتھ اجنبی دیکھ
... دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان کا تعلق تبوک کی طرف سے ہے۔ یہ خانہ بدوش
... تعلق رکھتے ہیں اور ان قبیلے کے سردار نے انہیں قبیلے سے نکال دیا ہے۔ لہٰذا یہ
... ہمارے یہاں ہی پناہ لیں گے۔ افسوس کہ ابھی میں نے ان کا نام تک نہیں پوچھا۔
... آپ لوگ خیمہ زن ہو رہے تھے اسی وقت ہماری ان سے ملاقات ہوئی۔ پھر
... ہی بول پڑا اور کہنے لگا۔

... میرے عزیز مہربان! میرا نام یوناف ہے اور میری بیوی کا نام گیرش۔ اس موقع پر
... سردار عامر بن فہیرہ وہیں خیمے کے باہر ریت پر بیٹھ گیا اور یوناف اور گیرش سب
... گئے۔ پھر ایک جوان بولا اور عامر بن فہیرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سردار
... قبائل پچھلے دس روز سے یہاں خیمہ زن ہیں۔ معمول کے مطابق اس بار بھی
... میں تیغ زنی' نیزہ بازی اور گھوڑ دوڑ کے مقابلے ہوتے رہے۔ لیکن اس بار ایک
... واقعہ پیش آیا ہے۔ جو ہم سب کی بے عزتی کا باعث بن گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں
... فطری سا واقعہ پہلے کبھی بھی ان صحراؤں کے اندر نمودار نہیں ہوا تھا۔ اس واقعہ
... شرم اور ذلت کے باعث ہم عرب نوجوانوں کی گردنیں جھکا کے رکھ دی ہیں۔
... ادوم کے سردار عامر بن فہیرہ نے ان عرب نوجوانوں کی گفتگو میں دلچسپی لیتے
... پوچھا۔ کونسا اور کیسا غیر معمولی واقعہ ان صحراؤں میں پیش آیا ہے اور کیسا حادثہ
... ہے۔ جس کی بناء پر تم سمجھتے ہو کہ ذلت اور رسوائی سے تمہاری گردنیں جھک گئی
... اگر میں اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کر سکا تو میں وعدہ کرتا ہوں میں تم سب کی
... کروں گا۔ اس پر وہی نوجوان جس نے اپنا نام مخزوم بن کہلان بتایا تھا بولا اور کہنے

... فہیرہ کے بیٹے اس غیر معمولی واقعہ کا باعث بنو عمون کے سردار عدی بن کعب
... سراقہ بن عدی ہے۔ سراقہ بن عدی کے باپ عدی بن کعب کا کہنا ہے کہ اس کا بیٹا
... ڈھال اور زشت رو ہے۔ اس لئے وہ ہر وقت اپنے چہرے کو ڈھانپے رکھتا ہے۔
... بھاری نقاب ڈال کے رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا چہرہ دیکھا نہیں جا سکتا۔
... باپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کا بیٹا دبلا پتلا ہونے کے ساتھ ساتھ گونگا بھی ہے اور
... گفتگو نہیں کر سکتا لیکن ابن فہیرہ اس کے باوجود ان مقابلوں میں اس عیب دار
... نے چاروں قبائل کے چیدہ چیدہ جوانوں کو زیر کر کے رکھ دیا ہے۔

دیکھ سردار عامر بن فہیرہ! زیر ہونے والوں میں ہم پانچ بھی شامل [illegible] کے اس بد شکل، عیب دار اور زشت رو نوجوان نے تیغ زنی، گھوڑ سواری [illegible] سب کو عبرت خیز شکست دی ہے۔ دیکھ سردار جب وہ مقابلہ کرتا ہے [illegible] عفریت اور بھڑکتے شعلوں کی طرح حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ صحرائی لومڑی [illegible] چالاک ہے۔ اور بن زین گھوڑے کو ہانکنا بھی خوب جانتا ہے۔

جہاں تک ہم سب اس کی ذات کا اندازہ لگا سکے ہیں اس کے [illegible] جوان عجیب سا سحر خیز مجاہد اور طلسماتی شخصیت کا مالک ہے۔ وہ سورج کی طرح اپنے عمل کی ابتدا کرتا ہے۔ اور مرگ کے کھیل یا وہم کے [illegible] اپنے مقابل کو پچھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یوں لگتا ہے اس کی کارکردگی کے [illegible] کوئی طلسم گر کام کر رہا ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ عرب نوجوان مخزوم بن کملان لمحہ بھر [illegible] بعد وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ سردار عامر بن فہیرہ ہم آپ کے [illegible] ہیں کہ آپ کے قبیلے میں کوئی ایسا جوان موجود ہے جو سراقہ بن عدی [illegible] سکے؟ آپ کے قبیلے کی آمد سے پہلے ہم پانچوں اور یہ دونوں میاں بیوی [illegible] کر اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ دیکھ سردار عامر بن فہیرہ اس [illegible] قبائل کے جوانوں کو ہرا کر اور شکست دے کر ایک طرح سے ان سرداروں [illegible] کر دیا ہے۔ عمومیت کے ساتھ اپنے بزرگوں اور خصوصیت کے ساتھ قبائل [illegible] سامنے ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد [illegible] خاموش ہو گیا۔ عامر بن فہیرہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا [illegible] بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو! تم لوگ جانتے ہو کہ میرا اپنا کوئی بیٹا نہیں [illegible] بیٹیاں ہیں۔ مگر ہاں میرے قبیلے میں ایک ایسا جوان ہے جو سراقہ بن عدی [illegible] کے ہر عمل میں پچھاڑ دے گا۔ اس جوان کو میں نے اپنا بیٹا بنا رکھا [illegible] اپنے سگے بیٹے اور میری بیٹیاں اسے اپنے سگے بھائی کی طرح پسند کرتی ہیں [illegible] بڑا مقبول اور عزیز ہے۔ اس لئے کہ میرا کوئی بیٹا نہیں۔ جس جوان کی [illegible] ہوں اس کا تعلق میرے ہی قبیلے سے ہے اور اس کا نام نفیل بن حبیب [illegible]

یہاں تک کہنے کے بعد بنو ادوم کا سردار عامر بن فہیرہ پھر لمحہ بھر [illegible] کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ سنو میرے عزیزو [illegible]

[illegible] ہو چکا ہے اور وہ اپنی ماں زہرہ بنت گلاب اور ایک دس سالہ بہن جندلہ [illegible] ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا خیمہ ہمیشہ میرے خیمے کے پاس نصب کیا [illegible]

[illegible] کہنے کے بعد عامر بن فہیرہ پھر رکا دوبارہ بولا اور کہنے لگا ٹھہرو وہ اس [illegible] ہی ہے میں اسے بلاتا ہوں۔ اور اس سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں۔ [illegible] عامر بن فہیرہ اپنے خیمے کے قریب ہی ایک خیمے کی طرف منہ کرتے [illegible] پکارنے لگا۔ نفیل! نفیل تم کہاں ہو بیٹے جلدی سے بھاگ کر میرے [illegible]

[illegible] بعد ایک جوان ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب آیا تو سب نے [illegible] کی طرح دراز قد، خوب مضبوط، کڑیل اور دوہرے جسم کا جوان تھا۔ اس کی [illegible] درندے کی سی خونخواری تھی۔ اس کی پیشانی پر ہمت وارجمند، بخت بلند، [illegible] اور کرشمہ سازی کی مہر عالم تاب کی سی روشنی کی چمک تھی۔ اس کی [illegible] درخشان روشنی دلوں میں تردد، ذہن میں خلجان اور فکر کو زنگ زنگ کرنے [illegible] دے رہی تھی۔ اس نے آتے ہی جب سب کو سلام کہا تو یوں لگا گویا [illegible] رات کی بلا خیزی اور سمندر کا خروش ہو۔ عامر بن فہیرہ کے پاس آ کر [illegible] شور آواز میں پوچھا۔

[illegible] عامر بن فہیرہ کیا آپ نے مجھے آواز دی۔ عامر بن فہیرہ کے چہرے پر ہلکی [illegible] دار ہوئی۔ پھر وہ بڑی شفقت بڑی نرمی اور پدرانہ محبت میں کہنے لگا۔ نفیل [illegible] بچے بیٹھ جاؤ، یوں جانو کہ میں نے تمہیں ایک انتہائی کٹھن کام کو کرنے [illegible] نفیل میرے بیٹے یہ جوان جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں یہ ایک [illegible] کر آئے ہیں۔ اور میرے خیال میں ان کا مسئلہ تم ہی حل کر سکتے ہو۔ [illegible] عامر بن فہیرہ نے نفیل نام کے اس نوجوان سے ان پانچوں عرب نوجوانوں کے [illegible] کرش کا بھی تعارف کرا دیا تھا۔ تعارف کے بعد آنے والا وہ نوجوان نفیل [illegible] اور پوچھنے لگا۔

[illegible] عامر بن فہیرہ ان نوجوانوں کو کیا مسئلہ پیش آگیا ہے۔ جس کا حل یہ مجھ سے [illegible] عامر بن فہیرہ کے کہنے سے قبل ہی نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ بنت [illegible] جندلہ بنت حبیب بھی وہاں آگئی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے عامر بن فہیرہ کی [illegible] بیوی بھی باہر نکل کر زہرہ اور جندلہ کے پاس کھڑی ہو گئی تھیں۔ عامر بن

فہیرہ نے ایک گہری نگاہ ان پر ڈالی پھر اس نے نفیل بن حبیب سے سراقہ کے متعلق ساری گفتگو کہہ دی تھی جو مخزوم بن کہلان نے اس سے کی تھی۔

نفیل بن حبیب نے چند ثانیوں تک کچھ سوچا پھر اس نے اپنے قبیلے کے سردار عامر بن فہیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے استفہامیہ سے انداز میں پوچھا۔ مجھے بلا کر اس سے آپ کی کیا غرض ہے۔ عامر بن فہیرہ کہنے لگا۔

دیکھو نفیل میرے بیٹے' میرے بچے میں چاہتا ہوں کہ تم بنو عمون کے سردار عدی بن کعب کے بیٹے سراقہ بن عدی سے مقابلہ کرو۔ میرا دل کہتا ہے کہ تم پر غالب آؤ گے۔ اور ان صحراؤں کے اندر ہمارے قبیلے کی خوب شہرت اور ناموری ہو گی بڑے فخر کے ساتھ ----- یہاں تک کہتے کہتے عامر بن فہیرہ رک گیا کہ سردار عدی بن کعب' بنو مدیانیہ کا سردار ہلال بن اہیب' بنو عمالقہ کا سردار اور بنو قاب کا سردار محارب بن حسن سامنے سے نمودار ہوئے۔ شاید وہ اسے ملنے آ رہے تھے۔ ان چاروں نے قریب آ کر عامر بن فہیرہ کو سلام اور ...

عامر بن فہیرہ نے اٹھ کر ان چاروں سے مصافحہ کیا۔ اس کے ہمراہ جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی ان چاروں سرداروں سے مصافحہ کیا۔ آنے والے وہ چاروں سردار بھی صحرا کی ننگی ریت پر بیٹھ گئے تھے۔ ... ہلال بن اہیب نے عامر بن فہیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے عامر ... مصر جانا کیسا رہا۔ عامر بن فہیرہ کہنے لگا۔

میں اور میرا قبیلہ وہاں گرم مصالحے' روغن بلسان' خوشبوئیں اور ... لے گئے تھے۔ جس سے ہم نے خوب نفع کمایا ہے۔ اس بار بنو قاب کے سردار محارب ... نے پوچھا کہ ہمارے آنے سے قبل کسی اہم موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی؟

جواب میں عامر بن فہیرہ کہہ رہا تھا۔ ہماری گفتگو کا موضوع عدی ... سراقہ بن عدی تھا۔ اس پر بنو عمون کے سردار عدی بن کعب نے پوچھا ... موضوع تھا لیکن کس لحاظ سے۔ اس پر عامر بن فہیرہ نے مخزوم بن کہلان ... کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ جوان مجھے بتا رہا تھا کہ تمہارے بیٹے نے تیغ زنی' نیزہ بازی اور ... قبائل کو مفتوح اور زیر کر دیا ہے۔ اس بناء پر ہم سب نے مل کر ... میرے قبیلہ کا ایک جوان تمہارے بیٹے سراقہ سے ہر قسم کے حربی ... گا۔ اس پر عدی بن کعب نے چونک کر پوچھا۔

... جوان کون ہے اور کہاں ہے جو میرے بیٹے سراقہ سے مقابلہ کرے گا اور کیا میں ... سے مل سکوں گا۔

اس پر عامر بن فہیرہ نے اپنے سامنے نفیل بن حبیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ... تمہارے بیٹے سے جو جوان مقابلہ کرے گا وہ یہ تمہارے قریب بیٹھا ہے۔ اس کا نام نفیل بن حبیب ہے۔ عدی بن کعب اس بار نفیل بن حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب ہو کر اس سے کہنے لگا۔

... جوان اپنے باپ کو بلاؤ تا کہ تمہارے اور میرے بیٹے کے درمیان ہونے والے مقابلے کے متعلق گفتگو کی جا سکے۔ نفیل بن حبیب جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس ... اس قبیلے کا سردار عامر بن فہیرہ بول پڑا۔

... عدی بن کعب اس نفیل بن حبیب کا باپ مر چکا ہے۔ اب تم یوں جانو کہ میں ... اس کے باپ کی جگہ ہوں۔ اس موقع پر قریب ہی کھڑی ہوئی نفیل بن حبیب کی ماں نے ... وہاں بیٹھنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا میں زہرہ بنت کلاب اس نفیل بن حبیب کی ماں ہوں اور ایک ماں کی حیثیت سے اپنے بیٹے نفیل بن حبیب کو اس مقابلے میں ... کی اجازت دیتی ہوں۔

اس موقع پر عدی بن کعب بڑے غور اور بڑی توجہ کے ساتھ نفیل بن حبیب کی ... پھر کہنے لگا۔ دیکھ ابن حبیب میرا بیٹا بد شکل ہے اس لئے ہر وقت اپنے ... ڈھانپے رکھتا ہے۔ کاش وہ گونگا اور اکہرے بدن کا جوان نہ ہوتا تو میں اپنے ... میں اسے ایک ناقابل تسخیر جوان بنا کے سامنے لاتا پھر بھی میں نے اس کی ... کوشش' محنت اور سعی کی ہے۔ دیکھ ابن حبیب اگر تو نے میرے بیٹے سراقہ کو ... مجھے ابراہیم و اسماعیلؑ کے رب کی میں تجھے سو عمدہ اور فربہ قسم کی بکریاں انعام ...

... عدی بن کعب جب خاموش ہوا تو عامر بن فہیرہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ کعب کے ... تمہارا بیٹا سراقہ نفیل بن حبیب سے جیت گیا تو ایسی ہی سو بکریاں میں تمہارے بیٹے ... دوں گا جس کا وعدہ ابھی تم نے نفیل بن حبیب سے کیا ہے۔ اگر تمہیں کوئی ... تو یہ مقابلہ آج ہی سہ پہر کو منعقد کر دیا جائے۔

... عدی بن کعب کہنے لگا۔ مجھے منظور ہے۔ تم لوگ جب چاہو اس مقابلے کا انعقاد کر ... اس لئے کہ میرا بیٹا ہر جگہ ہر میدان میں ہر قبیلے کے جنگجو اور سورما کو شکست ... کے لئے تیار ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عدی بن کعب چند لمحوں کے لئے رکا اس

کے بعد وہ نفیل بن حبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے ابن حبیب اپنی پوری تیاری سے آنا میرا بیٹا دبلا پتلا ضرور ہے لیکن
میں وہ آندھی اور طوفان ہوتا ہے۔ دیکھ ابن حبیب میرا بیٹا جب اپنے مقابل
ہے تو زندگی کے صحرا میں موت کی اندھی چاپ کا سماں باندھ دیتا ہے۔ وہ جب
کرتا ہے تو رشتوں کی ڈوریاں کاٹ کر شیشہ جاں میں شام کی اداسیاں بھر دیتا
کسی کے خلاف اپنی تلوار کو بے نیام کرتا ہے تو اس کے آشیانہ دل کے
وقت کی چشم بیدار میں پھنسے ذرہ ذرہ لمحوں کی طرح بنا کے رکھ دیتا ہے۔

دیکھ ابن حبیب میرا بیٹا سراقہ دبلا پتلا اور بظاہر کمزور کمزور سا ضرور
مقابل پر نبض فطرت' ترانہ ملکوتی' غنائے لاہوتی اور مستی میں جھاگ ا...
طرح وارد ہوتا ہے۔ اور اپنے پیچھے دریاؤں کے اضطراب' شعلوں کی بے
وحشت کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہنے کے بعد سردار عدی
خاموش ہوا تب نفیل بن حبیب بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عدی بن کعب شکست و فتحمندی میرے اس خداوند کے قبضہ قدرت
تاریکیوں کے کاروانوں کو راہبری اور راہنمائی سے ہمکنار کرتا ہے۔ سن ابن کعب
ناکامی میرے اس رب کے پاس ہے جو ریاضت و ہنر کو ثمر آور کرتا ہے۔ سن ابن
کامرانی اور نامرادی میرے اس معبود کی طرف سے ہے جو وقت کی یلغار کے
گونگے لمحوں کو نطق عطا کرتا ہے۔ ابن کعب کون کامیاب رہتا ہے' کون
ہے کون مغلوب کون کامیاب بن کے نمودار ہوتا ہے۔ اور کون ناکام رہتا
فیصلے مقابلے کے بعد ہی لوگوں کے سامنے آئیں گے۔ بہرحال تم لوگ مقابلے
شکست اور فتح مندی کا فیصلہ تو مقابلے کے میدان میں ہو گا۔ کسے فتح و
نصیب ہوتی ہے۔ رب سموات و ارض نے ہمیشہ مجھے سعادت و بقا سے
میدان میں بھی وہ میرا بھرم' میری عزت رکھے گا۔

نفیل بن حبیب کا جواب سن کر عامر بن فہیرہ خوش ہو گیا تھا پھر اس
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نفیل میرے بیٹے تم اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو۔ اس
سفر کی تھکاوٹ سے نجات مل جائے گی۔ اور تم اپنے آپ کو مقابلے کے
گے۔ اس پر نفیل اٹھا اور اپنی ماں بسن کے ساتھ وہ اپنے خیمے کی طرف
بن کملان بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف اور کیرش کو لے کر وہاں
تاہم قبائل کے پانچوں سردار وہیں بیٹھ کر باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔ ان

... کیرش کو رہنے کے لئے ایک خیمہ مہیا کر دیا تھا۔ اور ضروریات کا سارا سامان بھی
... لا کر یوناف اور کیرش کے حوالے کر دیا تھا۔

○

... سہ پہر کے قریب بنو ادوم' بنو قاب' بنو عمون' بنو عمالقہ اور بنو مدیانیہ کے
... ' بچے اور بوڑھے ایک کھلے میدان میں جمع ہو رہے تھے۔ یہ وہ میدان تھا
... بن حبیب اور سراقہ کے مقابلے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مقابلے کے منتظمین نے
... لکڑی کے دو کھونٹے پہلے سے گاڑ رکھے تھے۔ شاید پہلے نیزہ بازی کا مقابلہ

... تک اس ہجوم کو انتظام کرنا پڑا پھر لوگوں کے ہجوم کے اندر سے نفیل اور
... گھوڑوں پر سوار نمودار ہوئے اور میدان میں آ رکے۔ دونوں کے گھوڑے سفید
... تھے۔ میدان میں گڑھے ہوئے کھونٹوں کے دونوں جانب لوگوں کا خوب ہجوم
... نفیل اور سراقہ دونوں مقابلے کے لئے تیار تھے۔ اور قبیلہ بنو قاب کے اس
... طرف دیکھ رہے تھے جو کھونٹوں کے پاس کھڑا تھا جسے منصف مقرر کیا گیا تھا۔ اور
... میں سفید رنگ کی جھنڈی تھی۔

اس بوڑھے نے وہ سفید جھنڈی بلند کی' نفیل اور سراقہ دونوں نے اپنے
... لگا دی تھی۔ دونوں کے دائیں ہاتھ میں نیزے تھے اور بائیں ہاتھ میں دونوں
... لگامیں تھام رکھی تھیں۔ کھونٹوں کے قریب جا کر اچانک نفیل نے اپنے
... سے لٹکتا ہوا دوسرا نیزہ بھی اپنے بائیں ہاتھ میں تھام کر دونوں کھونٹوں کی
... کر لیا پھر اپنے گھوڑے کو ایک سخت مہمیز لگائی۔ اس کا گھوڑا سراقہ سے
... گیا اور نفیل نے اپنے دونوں نیزوں سے دونوں کھونٹوں کو اکھاڑ لیا۔ اس
... شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اس لئے کہ جس وقت وہ اپنے کھونٹے کے قریب پہنچا
... پہلے ہی اپنے کھونٹے کے علاوہ نفیل اس کا کھونٹا بھی اپنے نیزے سے اکھاڑ

... وقت میں دو مختلف نیزوں سے دونوں کھونٹوں کو اکھیڑ لینا انتہائی مشکل کام
... کر دکھایا تھا۔ سراقہ بن عدی نفیل کی اس کارکردگی پر شرمندگی محسوس کر
... اور گرد کھڑے لوگ بلند آوازوں میں نفیل کو داد دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر
... مقابلہ شروع ہوا۔ جہاں سے مقابلہ شروع ہوتا تھا۔ وہاں اور جہاں ختم ہوتا

تھا وہاں بھی ایک ایک منصف ایک ایک سرخ جھنڈی لئے کھڑا تھا۔

جب گھڑ دوڑ کا مقابلہ شروع ہوا تو دونوں گھوڑے تقریباً ساتھ ساتھ

تھے۔ سراقہ اپنے گھوڑے کو مہمیز لگا رہا تھا۔ شاید وہ یہ مقابلہ جیت کر اپنا پلڑا

تھا لیکن جونہی وہ آگے نکلنے کی کوشش کرتا نفیل بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر

دیتا اس طرح سراقہ نفیل سے آگے نہ نکلنے پا رہا تھا۔

جس جگہ مقابلہ ختم ہوتا تھا اس سے ذرا فاصلے پر نفیل نے اپنے گھوڑے

پے پاؤں کی کئی ٹھوکریں ماریں۔ گھوڑا ہنہناتا، نتھنے پھڑپھڑاتا، قوطیاں بدلتا ہوا

تھا۔ سراقہ کے گھوڑے سے کئی گز آگے نکل کر نفیل نے گھڑ دوڑ کا وہ مقابلہ

تھا۔

دونوں گھوڑے چونکہ سرپٹ دوڑ رہے تھے اس لئے وہ اس جگہ سے

گئے تھے۔ جہاں مقابلے کی انتہا تھی۔ نفیل اور سراقہ دونوں نے اپنے گھوڑوں

کی کوشش نہ کی تھی۔ مقابلہ دیکھنے والے لوگ اب پیچھے رہ گئے تھے۔ اس

کے ذہن میں نجانے کیا سمائی کہ وہ اپنا گھوڑا سراقہ کے قریب لایا۔ پھر ہاتھ

سراقہ کو اس کے گھوڑے سے اچک لیا۔ اور اسے اپنے ایک ہاتھ میں لٹکا

اسے صحرا کی ریت پر بری طرح پٹک دیا تھا۔ سراقہ بے چارہ کوئی مزاحمت

طرح ریت پر گرا اور اس کے چہرے سے نقاب اتر گیا تھا۔

نفیل بن حبیب نے جب ریت پر گرے ہوئے سراقہ کی طرف دیکھا

گیا۔ اس نے دیکھا سراقہ مرد نہیں لڑکی تھی۔ اس کی عبا بھی کھل گئی تھی

اور گردن ننگی ہو گئی تھی۔ نفیل نے دیکھا اس کی گردن سرخ مونگے جیسی

گہری نیلی آنکھوں میں طغیان نشاط، تراوت گل اور رویائے جمیل کا

انتہائی خوبصورت چہرہ انار کے تازہ رس کی طرح تر و تازہ اور پرکشش تھا۔

اس بنت مہتاب لڑکی کے لب یاقوتوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ اس

سے اس کا گوہر نایاب اور حسن صدف جمال اور گہرا ہو گیا تھا۔ اس موقع

پر بنت حوا کی پوری طلسم آرائی چھا گئی تھی۔ اس زہرہ جمال لڑکی نے

نفیل کی طرف دیکھا پھر اس کی نگاہیں شرم و حجاب میں آپ ہی آپ جھک گئی

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے نفیل بن حبیب تھوڑی دیر تک اپنے گھوڑے

رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنی آنکھیں ملنا شروع کر دیں۔ شاید اسے اپنی

پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اس

اور اور مجسم رنگ و رعنائی لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

تم سراقہ کی جگہ آئی ہو یا تم ہی سراقہ ہو۔ اس پر اس لڑکی نے ندامت میں اپنی

ہوئے کہا۔

میں سراقہ بن عدی ہوں۔ پھر وہ لڑکی بے چاری اچانک اداس اور افسردہ ہو گئی

آواز میں کہنے لگی۔ دراصل میرے باپ کے ہاں کوئی لڑکا نہیں میں ہی اس کا

ہوں۔ اس نے بیٹوں کی طرح میری پرورش کی ہے۔ اس نے مجھے بدشکل اور

رکھا تھا تاکہ نہ کوئی میری شکل دیکھے اور نہ ہی مجھ سے مخاطب ہو۔ میں نے

سورماؤں کو ان مقابلوں میں شکست دی ہے لیکن حیرت ہے کہ آپ بڑی آسانی

سے جیت گئے۔ میں آپ کے ہاتھوں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں۔

تھوڑی دیر تک بڑے غور اور تعجب سے اس لڑکی کو دیکھتا رہا پھر دوبارہ اس

تمہارا نام سراقہ ہی ہے۔

سو مرجان کے جمال پیکر نے لحن بلبل اور ایک ماورائی ترتیل و ترنم میں

نام نبیلہ بنت عدی ہے۔ میرا نام سراقہ میرے باپ نے مشہور کر رکھا ہے۔

ہمیشہ میری ذات پر فخر رہا کہ میں نے قبائل کے بڑے بڑے سورماؤں کو

میں زیر اور مغلوب کیا۔ پر آو اسے آج میرے ہارنے کا بڑا دکھ، بڑا صدمہ

کہنے کے بعد نبیلہ بنت عدی جب خاموش ہوئی تو نفیل چند ثانیوں تک

دردی سے نبیلہ کو دیکھتا رہا پھر اس نے بڑی غمگساری سے پوچھا کیا تم میرے

مقابلہ بھی کرو گی۔

نفی میں سر ہلا کر کہا میں واپس لوگوں میں جا کر کہہ دوں گی کہ میں نے

لی ہے۔ میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ ایک طوفان ہیں۔ میں ہوا

۔ میرا آپ کا کیا مقابلہ۔

دیر تک دونوں خاموش رہ کر کچھ سوچتے رہے۔ اس کے بعد نبیلہ بڑی

میں بڑی منت کرنے کے انداز میں نفیل سے کہنے لگی۔ اے بنو اودم کے

کے فرزند میرا راز راز ہی رہنے دینا۔ اگر لوگوں کو خبر ہو گئی کہ میں لڑکی

باتیں اٹھیں گی۔ اور جن جوانوں سے میں نے مقابلے جیتے ہیں وہ میرے

کریں گے کہ ان کا مقابلہ ایک لڑکی سے کرا کے ان کی توہین اور ذلت کی گئی

بڑی ہمدردی، بڑی اپنائیت میں نبیلہ کو مخاطب کر کے کہا اٹھو۔ اپنے چہرے

پر نقاب ڈالو ور چلی جاؤ میں اپنی موت تک تمہارا راز راز ہی رکھوں گا۔ اگر
بے غم ہو جاؤ۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دوں گا کہ سراقہ حقیقت میں
خوبصورت اور پر کشش لڑکی ہے۔

نفیل بن حبیب کا یہ جواب سن کر نبیہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر اس
پر نقاب ڈال لیا۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔
گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ واپس جا کر نبیہ بنت عدی
سے باپ کو بتایا کہ وہ اپنی شکست تسلیم کرتی ہے۔ اور یہ کہ وہ نفیل بن
کوئی مقابلہ نہیں کرے گی۔ عدی بن کعب نے بڑی فراخدلی سے اس کی
دیا اس اعلان کے بعد بنو اودم کے جوان نفیل بن حبیب کو اپنے کندھوں
اپنے خیموں کی طرف جا رہے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی بھی اس موقع پر لوگوں کے
تھے۔ جب لوگ اپنے اپنے خیمے کی طرف جا رہے تھے تو یوناف اور کیرش
طرف چل دیئے تھے۔ راستے میں کیرش نے یوناف سے پوچھا۔ اس
سراقہ بن عدی سے مقابلہ جیت کر حیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے اپنی
کسی شخص کو ایسے کمالات کا اظہار کرتے دیکھا ہے کہ وہ بیک وقت
اپنے دائیں بائیں دونوں کھونٹوں کو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہی بیٹھے
بہرحال یہ ایک انتہائی بہادر، جراتمند اور دلیر نوجوان ہے۔ اور یہ واقعی
کا حقدار تھا۔

کیرش کی اس گفتگو کا یوناف کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس
پر ابلیکا نے لمس دیا۔ کیرش بھی متوجہ ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد
دیکھ یوناف اس نفیل بن حبیب کے ساتھ جس سراقہ کا مقابلہ
لڑکی ہے اور لڑکی بھی کمال کی حسین و پر کشش ہے۔ دراصل بنو عمون
کعب کا کوئی بیٹا نہیں اس کی واحد اولاد صرف ایک لڑکی ہی ہے۔
عدی ہے اس نبیہ بنت عدی کی پرورش اس عدی بن کعب نے بیٹوں کی
ہر فنون حرب و ضرب میں ماہر بنا دیا۔ اس نے اپنی بیٹی نبیہ کو لڑکا ظاہر
کا نام سراقہ بتاتا رہا۔ وہ لوگوں سے یہ بھی کہتا رہا کہ چونکہ اس کا بیٹا
اپنا چہرہ ڈھانپ کے رکھتا ہے۔ اور یہ کہ وہ گونگا ہے اور گفتگو نہیں
کی بیٹی سے گفتگو کر کے کوئی یہ نہ جان سکے کہ وہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔

اور سراقہ دونوں گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے آگے نکل گئے۔ آگے جا کر نفیل بن
سراقہ کو اس کے گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اس موقع پر سراقہ کے
نقاب اتر گیا۔ تب نفیل بن حبیب پر واضح ہو گیا کہ وہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔ اس
جو حقیقت میں نبیہ بنت عدی ہے نفیل بن حبیب نے اس سے وعدہ کیا ہے
راز کو ظاہر نہیں کرے گا۔ جواب میں سراقہ نے اس کے ساتھ مزید مقابلہ
انکار کر دیا ہے۔ ایسا کر کے اس نے اپنی شکست اور نفیل بن حبیب کی فتح مندی
ہے۔ اس پر یوناف بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
جو انکشافات تو نے ہم پر کئے ہیں کیا یہ سب کچھ تو نے کسی سے سنے ہیں
اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ میں تم دونوں میاں بیوی سے سنی سنائی
رہی۔ بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے
موقع پر یوناف شاید ابلیکا سے کچھ کہتا کہ کچھ جوان ان سے آملے تھے۔
رہا۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے اپنے خیمے کی طرف

○

بھر صحراؤں کے اندر جدوجہد اور کشمکش کرتا ہوا دور اپنی مغربی پناہ گاہوں
گیا تھا۔ رات ہو گئی تھی۔ ہر شے کے رگ و پے میں تاریکی گھس گئی تھی۔
کا دودھیا آنچل بکھر گیا تھا۔ بے داغ نیلگوں آسمان ستاروں سے سج گیا تھا۔
اپنی ماں اور بہن کے ساتھ بیٹھا کھانے کے بعد گفتگو کر رہا تھا کہ کسی
سے اسے پکارا۔ زور زور سے کسی نے آواز دی تھی۔ نفیل --- نفیل
کے لئے خیمے سے باہر آؤ بیٹے۔
اور بہن کے پاس بیٹھے ہوئے نفیل نے اس آواز کو پہچان لیا تھا۔ وہ اس
سردار عامر بن فہیرہ کی آواز تھی۔ لہٰذا اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے نفیل بن
آواز میں پکارتے ہوئے کہا عامر بن فہیرہ اندر آ جائیے باہر کھڑے آپ کیوں

حبیب کے ان الفاظ کے جواب میں تھوڑی ہی دیر بعد عامر بن فہیرہ، نفیل
خیمے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے بنو عمون کا سردار عدی بن کعب اور اس
کی بیٹی نبیہ بھی تھی۔ خیمے میں جلتی دو مشعلوں کی مدھم روشنی میں نفیل بن

حبیب نے دیکھا' نبیہ اس وقت اپنے بلوریں جسم پر قوس و قزح کے رنگوں
لباس پہنے ہوئے تھی۔

تینوں آگے بڑھ کر خیمے میں بچھی ہوئی چری چادر پر بیٹھ گئے تھے۔
کعب کی بیٹی نبیہ کو پہچان چکا تھا لیکن وہ لڑکی چونکہ نفیل حبیب کی ماں اور
اجنبی تھی لہٰذا وہ بڑے غور اور تجسس سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھیں۔
کعب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے نفیل بن حبیب کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ ابن حبیب یہ جو لڑکی میرے ساتھ آئی ہے یہ میری بیٹی نبیہ
آج تک میری بیٹی کا چہرہ کسی نے نہ دیکھا تھا۔ تم پہلے جوان ہو جس نے
لہٰذا میں تمہیں ہی اپنی بیٹی سے شادی کی پیش کش کرتا ہوں۔ کیا تم اسے اپنی
رفاقت میں قبول کرتے ہو۔

عدی بن کعب کے ان الفاظ پر نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ
جنولہ بنت حبیب پریشان اور حیرت زدہ ہو کر رہ گئی تھیں ان کی سمجھ میں
کہ وہ کیا معاملہ ہے۔ اس موقع پر زہرہ بنت کلاب کچھ کہنے کا ارادہ رکھتی
بیٹا نفیل بن حبیب اس سے پہلے ہی بول اٹھا اور اپنی گردن جھکاتے ہوئے
بن کعب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جو پیشکش آپ نے مجھ سے کی ہے اس
ماں کا کام ہے۔ جونہی نفیل بن حبیب خاموش ہوا اس کی ماں زہرہ بنت
گی۔ میں اس گفتگو کا مطلب نہیں سمجھی ذرا تفصیل سے کہیں کیا معاملہ
بن کعب پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میری بہن میرے ہاں کوئی بیٹا نہیں۔ یہ میری بیٹی ہے۔ اس
میں نے بیٹوں ہی کی طرح اس کی پرورش کی ہے۔ لڑائی اور جنگ کے
اور ماہر کیا اسے ہی میں نے سراقہ کے نام سے اپنا بیٹا مشہور کئے رکھا۔
اسی سے تمہارے بیٹے نفیل بن حبیب کا مقابلہ ہوا۔ نفیل چونکہ یہ
لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ نفیل ہی وہ جوان ہے جو میری بیٹی نبیہ کو حاصل
ہے۔ دیکھ میری بہن میں نے اپنی بیٹی کی پرورش بڑے ناز و نعم سے کی
ہی لڑکی لگتی ہے لیکن بڑی جراتمند' بڑی دلیر' بڑی وفادار اور مجھے امید
کی خوب خدمت کرنے والی ثابت ہو گی۔

لگتا تھا زہرہ بنت کلاب کے ذہن میں ساری بات آ گئی تھی۔
ایک نگاہ نبیہ پر ڈالی پھر اس کے قیامت خیز حسن اور بے مثل خوبصورتی

کہا۔ دیکھ عدی بن کعب میں شادی کی اس پیش کش کو قبول کرتی ہوں۔ اگر
نفیل بن حبیب کو اس قابل سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری بیٹی نبیہ بنت عدی کا
بن آج سے نبیہ میری بیٹی اور میرے بیٹے نفیل بن حبیب کی امانت ہے۔
فہیرہ نے زہرہ بنت کلاب کے اس جواب پر بے پناہ خوشی اور اطمینان کا
ہوئے کہا۔ دیکھ میری بہن اس پیش کش کی قبولیت پر میں تم دونوں طرفین کو
ہوں۔ میں اس سے پہلے ہی اپنے سارے قبائل کے سرداروں اور سرکردہ
ہوں کہ عدی بن کعب کا سراقہ نام کا لڑکا اصلیت اور حقیقت میں لڑکی ہے۔
نام نبیہ ہے۔ اب وہ سارے سردار اور قبائل کے سرکردہ لوگ اپنے اپنے
کو سمجھا دیں گے جو ماضی میں نبیہ سے ہارتے رہے ہیں۔ تاکہ وہ کوئی
اور افراتفری کھڑی نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ اپنے قبائل کے سرداروں پر
کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

کہنے کے بعد بنو ادوم کا سردار عامر بن فہیرہ چند لمحوں کے لئے رکا۔ کچھ
بعد وہ پھر بولا اور کہہ رہا تھا دیکھ نفیل میرے بیٹے' میں تمہیں بھی ایک
ہوں اور وہ یہ کہ عدی بن کعب نے مقابلہ کے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ اگر
ہرا دیا تو تمہیں سو بکریاں دے گا۔ میرے بیٹے عدی بن کعب اپنے وعدے پر
وعدے کے مطابق یہ تمہیں سو بکریاں دے گا۔ اور تمہارے جیتنے کی خوشی میں
تمہیں دوں گا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ تمہاری سقیم مالی حالت مستحکم

کہنے کے بعد عامر بن فہیرہ پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ اس کے بعد وہ
جاری رکھنا چاہتا تھا لیکن اسے خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ خیمے سے باہر
اٹھا اور ایک ہنگامہ سا شروع ہو گیا تھا۔ سب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور
انہوں نے دیکھا خیموں سے باہر بے شمار لوگ ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر
صورت حال دیکھتے ہوئے سب پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔ اس موقع پر
ان بھاگتا ہوا عامر بن فہیرہ کے پاس آیا اور اپنی پھولی سانسوں میں اسے
لگا۔

قبیلوں کے جو جوان مچھلیاں پکڑنے سمندر کنارے گئے تھے وہ ایک بری
کہنا ہے کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ایک جرار لشکر یمن پر حملہ آور
روانہ کر دیا ہے۔ یہ لشکر یمن کے ساحل پر لنگر انداز ہونے کے بعد اسی

طرف آرہا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے جوانوں کو جو ساحل پر مچھلیاں ... سمت بھاگتے ہوئے دیکھا۔

بنو ادوم کے اس جوان کے اس انکشاف پر عامر بن فہیرہ تھوڑی ... سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اس نے ڈانٹ دینے کے انداز میں کہا اگر کوئی یمن ... کو آیا ہے تو اس سے ہمارے قبائل میں بھگدڑ کیوں مچ گئی ہے۔ اہل یمن ... گے۔ ہم تو خانہ بدوش قبائل ہیں ہمارے پاس نہ کوئی جائداد ہے نہ ... جس کی ہم حفاظت کریں۔ پھر عامر بن فہیرہ ذرا رکا اور اپنے پہلو میں کھڑے ... کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ میرے خیال میں اگر نجاشی کا لشکر ادھر ... ہے تو پھر ہمیں اس کے سپہ سالار سے بات کرنا ہوگی۔ تاکہ وہ ہمارے ... پہنچائے۔ آؤ قبائل کے دوسرے سردار ہلال بن اہیب' مضامن بن بسیر اور ... کو ساتھ لے کر ان سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد ... اس کے بعد وہ نفیل بن حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

نفیل میرے بیٹے تم بھی ہمارے ساتھ آؤ۔ اگر نجاشی کے ... ساتھ ہماری جنگ کی کوئی صورت بن گئی تو تم اپنے قبائل کے متحدہ لشکر ... گے۔

اس موقع پر بنو ثمون کے سردار عدی بن کعب نے مڑ کر اپنی ... دیکھتے ہوئے کہا۔ نبیہ میری بیٹی میری بچی تم یہیں نفیل کے خیمے میں اس ... کے پاس رہو۔ میں ان حملہ آوروں کا قضیہ نمٹا کر تمہیں یہاں سے لیتا ہوا ... پر نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ بنت کلاب فوراً" بولی اور عدی بن کعب ... گئی۔

اے بھائی اب جب کہ نفیل اور نبیہ کی شادی تم نے خود اپنی مرضی ... سے طے کر دی ہے تو یہ ہمارا خیمہ اب تمہاری بیٹی نبیہ کا اپنا ہی خیمہ ... رہنے کا حق رکھتی ہے۔ تم واپسی پر اسے لینے مت آنا یہ میری بیٹی اور ... امانت کی حیثیت سے رات اسی خیمے میں بسر کرے گی۔

اس موقع پر نفیل بن حبیب نے اپنے قریب ہی کھڑی نبیہ کی ... بنت کلاب کے اس فیصلے پر نبیہ کے چہرہ پر آرزو انگیز طراوت' ہونٹوں ... اس کی بڑی بڑی گہری آنکھوں میں نیلم کی جھلک اور گہری نمایاں ہو گئی ... نفیل' عامر بن فہیرہ اور عدی بن کعب وہاں سے چلے گئے تھے۔

... سب لوگ اندھیرے میں روپوش ہو گئے تو زہرہ بنت کلاب حرکت میں آئی۔ ... نبیہ کا ہاتھ پکڑ وہ دوبارہ خیمے میں لائی۔ نفیل کی بہن جندلہ بنت حبیب بھی ... آئی اور نبیہ کا دوسرا ہاتھ اس نے پکڑ لیا۔ تینوں دوبارہ اسی چرمی چادر پر آ ... پھر جندلہ نے نبیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اور خوشی میں چہکتے ہوئے کہا۔

... بہن ہمارے پاس ایک اور نیا خیمہ بھی ہے۔ جو اس بار اخی مصر سے خرید ... تمہاری شادی ہو جائے گی۔ تو ہم اپنے لئے دو خیمے نصب کیا کریں گے۔

... جندلہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ خیمے کے اس کونے میں گئی جہاں کھانے کی اشیاء ... ہوئے تھے۔ جب وہ لوٹی تو اس کے ہاتھ میں اونٹ کی ہڈی سے بنی ہوئی ... جو پنیر سے بھری ہوئی تھی۔ جندلہ نے پنیر بھری وہ پلیٹ نبیہ کے آگے ...

... بہن یہ بہت اچھا اور میٹھا پنیر ہے۔ اخی نے یہ مصر سے خریدا تھا۔ کھاؤ ... لذت دار ہے۔ اس پر نبیہ نے شرمیلی سی آواز میں کہا میں اکیلی نہیں ... دونوں بھی میرے ساتھ کھائیں۔ زہرہ اور جندلہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ... پنیر کھانے کے علاوہ آپس میں خوش کن گفتگو بھی کرنے لگی تھیں۔

... بعد قبائل کے ان خیموں کے شہر سے جنوب کی طرف ایک جرار لشکر ... قبائل کے سردار نفیل بن حبیب اور چند دیگر چیدہ چیدہ جوان بھی وہاں ... رہے تھے۔ لشکر نزدیک آ کر رک گیا تھا۔ پھر ان میں سے دو درمیانی عمر ... محافظوں کے ساتھ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آئے اور ... نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کس غرض سے یہاں ... کوئی لشکر ہے اور ہمارے مقابل ہونا چاہتا ہے۔

... ان اجنبیوں اور نوواردوں کے جواب میں بنو ادوم کے سردار عامر بن ... جرات مندی بڑی دلیری اور بڑی بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنا شروع ... ہم نہیں جانتے تم کون لوگ ہو اور کس غرض سے یمن کے اس ساحل پر ... چونکہ تم لوگوں نے ہمارے متعلق پوچھا ہے تو میں تم سے یہ کہوں کہ ہم ... یہاں خیمہ زن ہیں ہم خانہ بدوش لوگ ہیں اور جگہ جگہ لین دین بھی ... گزر بسر کرتے ہیں۔ سنو نووارد و جگہ جگہ خیمہ زن ہونا یوں جانو ہمارا پیشہ ... تم لوگ کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کس غرض سے تم نے یمن کے ... کیا ہے۔

اس پر ان آنے والے سواروں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔ میں
نجاشی کا سپہ سالار ہوں میرا نام ابو کم ہے پھر اس نے اپنے دائیں طرف ا
سوار اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ میرے لشکر کا
مقیوم ابرہہ ہے۔ الاشرم (اس کی ایک آنکھ خراب تھی اس لئے اسے الاشرم
ہم یمن پر حملہ آور ہونے کے لئے آئے ہیں اور تم لوگوں کو اس
مدد کرنا ہو گی ہم ابھی اور اسی وقت یمن کے مرکزی شہر صنعا کی طرف روانہ
لوگوں نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو سب سے پہلے ہم تم پر حملہ آور ہوں گے۔
اور بوڑھوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیں
لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا تو ہماری فتح کی صورت میں ہمیں حاصل ہونے وا
لوگ بھی حصہ دار ہو گے۔ اس کے علاوہ ہم تمہارے قبائل کو کھانے پینے
کرنے کے بھی پابند ہوں گے تمہارے ہر دشمن سے ہم تمہاری حفاظت کریں
کیا تم لوگ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہو۔

ابو کم کی اس گفتگو پر نفیل بن حبیب کے چہرے پر وحشت کے
ہجوم اور عذابوں کے بھنور جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ جبکہ اس کی
آنکھوں میں کرب و الم کی یورش، خون میں تمائے عزائم اور سفاک
جوش مارنے لگی تھی۔ اس موقع پر انتہائی غصے اور تکبر میں نفیل بن
مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عامر بن فہیرہ نے نفیل بن حبیب کی
ہوئے اسے بولنے سے روک دیا اور پھر وہ خود بڑی نرمی اور بڑی
مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ابو کم جو شرائط تم نے کہی ہیں ان شرائط
دینے کو تیار ہیں ہم تمہارے حلیف بن کر یمن کے اندر جو بھی تم کارروائیاں
ساتھ دیں گے۔

بنو اروم کے سردار عامر بن فہیرہ کا یہ فیصلہ سن کر ابو کم کے
مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا تم
مندانہ فیصلہ کیا ہے اس طرح تم ہمارے حوالے سے ان سرزمینوں میں
فوائد حاصل کر سکتے ہو۔ اب جبکہ تم لوگوں نے ہمارا ساتھ دینے کا عزم کر
کی تیاری کرو ہم ابھی یہاں سے صنعا کی طرف روانہ ہوں گے۔ پانچوں
نفیل اور دیگر جوان ابو کم کے سامنے سے ہٹ گئے پھر وہ اپنے خیموں کی
تھے۔

اپنے خیمے میں داخل ہوا تو بنفیہ کا باپ اور بنو عمون کا سردار عدی بن کعب بھی
تھا۔ بنفیہ، زہرہ اور جندلہ جو خیمے میں بچھی چری چادر پر بیٹھی ہوئی تھیں ان
کر کھڑی ہو گئیں تھیں اس موقع پر عدی بن کعب نے اپنی بیٹی بنفیہ کو
ہوئے کہا۔ بنفیہ بنفیہ میری بیٹی حبشہ کے بادشاہ کا سالار ابو کم اور اس کا
الاشرم یمن پر حملہ آور ہونے کے لئے اس ساحل پر اترے ہیں ہم دونوں ان
رہے ہیں ان کے ساتھ ایک جرار لشکر ہے انہوں نے ہمیں اس جنگ میں
کہا ہے۔ بصورت دیگر وہ ہمارے خیموں کو لوٹ لیں گے اور عورتوں اور
کے جوانوں کو قتل کر دیں گے۔
بیٹی کچھ خبر نہیں کہ کب حبشہ کے سالار کے ساتھ ہمارے قبائل کی دشمن
کی صورت اختیار کر جائے۔ گو عامر بن فہیرہ ان سے تعاون کرنے کا عہد کر
میری بیٹی میری بچی اختلافات کی صورت کسی بھی وقت نکل سکتی ہے اور وہ
آمادہ جنگ ہو سکتے ہیں۔ میری بیٹی ایسی صورت میں میری نسبت نفیل کا خیمہ
زیادہ محفوظ اور مناسب ہو گا۔ جب تم دیکھو کہ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں
ہے تم فوراً" اپنا خیمہ چھوڑ کر نفیل کے پاس آ سکتی ہو آج سے نفیل کی تم
کے اس لشکر سے ہماری جان چھوٹ جائے تو میں تم دونوں کی شادی کر دوں
یہاں سے کوچ ہو رہا ہے۔
کعب کی گفتگو سے بنفیہ کی قلب و نظر میں خوشی اور چشم ماہ و انجم جیسی
تھی۔ خوشی اطمینان اور سکون میں اس کی حالت دامن آسمان کے نقش و نگار
کی تمہید جیسی ہو گئی تھی۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ جانے کے لئے خیمے سے
والی تھی کہ زہرہ بنت کلاب نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے عدی بن کعب سے

بھائی کیا آج کی رات بنفیہ میرے پاس نہیں رہ سکتی۔ آج سے یہ میرے
اطمینان اور عظمت و حرمت ہے۔ دیکھ سردار عدی بن کعب تو بنفیہ کے
پر اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہے۔ عدی بن کعب نے مسکراتے ہوئے کہا اے
اب تمہاری بیٹی اور نفیل کی امانت ہے اس کے حوالے سے میں تم پر اعتماد
نہیں کروں گا تو کس پر کروں گا۔ تو تم جب تک چاہو بنفیہ کو اپنے پاس رکھ
سے اس سلسلے میں اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ تم بنفیہ کو رکھو اب
تاکہ کوچ کی تیاریاں مکمل کروں۔

عدی بن کعب مڑا اور چلا گیا نفیل نے اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہا۔
اکھیڑ کر سامان سمیٹ لیں اور کوچ کی تیاریاں کریں۔ نفیل کے ان الفاظ
چاروں حرکت میں آئے اور کوچ کرنے کے لئے نفیل اور بنیہ خیمہ اکھیڑنے
زہرہ اور جندلہ اپنے خیمے کا اثاثہ سمیٹ رہی تھیں۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے عرب قبائل میں رہتے ہوئے
سواریوں کا بندوبست کر لیا تھا۔ جس وقت عرب قبائل حبشہ کے حملہ آور
یمن کے مرکزی شہر صفا کی طرف روانہ ہوئے تب یوناف اور کیرش بھی
سوار ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ جس وقت وہ صفا کی طرف رواں دواں
گھوڑے کو یوناف کے گھوڑے کے قریب لائی پھر وہ استفہامیہ سے انداز
مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یوناف میرے حبیب۔ یمن پر حملہ آور ہونے والے حبشہ کے یہ حملہ
سرزمینوں میں گھسے ہیں۔ یمن کے ساتھ ان کا کیا تنازعہ ہے اور کیوں یہ
کے لئے یمن کے مرکزی شہر صفا کا رخ کئے ہوئے ہیں۔ کیا آپ اس سلسلے
سکتے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ان قبائل کے اندر رہتے ہوئے
سرزمینوں کے متعلق جانتا ہوں یا جان سکا ہوں وہ تمہیں بتاتا ہوں۔ گذشتہ
لوگوں سے بھی میری اس سلسلے میں گفتگو ہوئی تھی۔ ان سے بھی مجھے حبشہ
کے ان سرزمینوں پر حملہ آور ہونے کی وجوہات کا پتہ چلا ہے۔

سنو۔ کیرش، یمن کا ایک بادشاہ تو بان اسد ابو کرب ہوا کرتا تھا۔ وہ
آور ہوا تھا۔ جہاں یہودیوں سے متاثر ہو کر اس نے دین یہود قبول کر لیا اور
دو یہودی عالموں کو وہ اپنے ساتھ یمن لے گیا تھا۔ یمن میں اس نے
یہودیت کی اشاعت کی اس طرح اس کی اس وجہ سے یمن میں کافی تعداد نے
یہودی مذہب قبول کر لیا۔

انہی دنوں ایسا ہوا کہ عیسائی مشنری یمن میں داخل ہونا شروع ہوئے اور
یمن کے لوگوں کو بت پرستی کی برائی سمجھائی اور لوگوں کو خدائے واحد کی طرف
تبلیغ سے اہل نجران عیسائی ہو گئے۔ نجران میں عیسائی ہونے والوں نے اپنی
قائم کر لی ان لوگوں کا نظام تین سردار چلاتے تھے۔ ایک سید جو قبائلی

ری معاملات اور معاہدات اور لشکریوں کی قیادت کا ذمہ دار تھا۔
عاقب جو داخلی معاملات کا نگران ہوتا تھا اور تیسرا اسقف یعنی بشپ جو مذہبی
تھا۔ جنوبی عرب میں نجران کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ یہ ایک بڑا تجارتی اور
یہاں چمڑے اور اسلحہ کی صنعتیں خوب زوروں پر چل رہی تھیں۔
ن کے موجودہ بادشاہ ذونواس سے ایک غلطی ہوئی اس نے نجران پر جو جنوبی
یوں کا گڑھ تھا حملہ کر دیا تاکہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر دے اور اس کے
ودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے۔ نجران پہنچ کر ذونواس نے وہاں کے لوگوں
ول کرنے کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ اس پر ذونواس نے
حارثہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی روما کے ساتھ اس نے اس کی دو بیٹیوں کو
ے اپنی دونوں بیٹیوں کا خون پینے پر مجبور کیا۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا۔ اس
س نے عیسائیوں کے اسقف کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلا دیں پھر اس نے
ھے کھدوائے ان گڑھوں میں اس نے آگ روشن کروائی عیسائی عورتوں،
پادری اور راہبوں کو اس نے اس آگ میں پھنکوا دیا۔ کہتے ہیں مذہبی طور پر
ں ہزار تک عیسائی اس حادثے میں مارے گئے۔
اس حادثے سے ایک عیسائی نوجوان ذوسالیان بچ نکلا اور وہ بھاگ کر حبشہ
ی کے پاس پہنچا اور یمن میں ذونواس کے ہاتھوں ہونے والی ظلم کی ساری
ی کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی چونکہ کوئی بحری بیڑہ نہیں رکھتا تھا لہٰذا اس نے
ت ایک قاصد کے ذریعے قیصر روم کے گوش گذار کئے۔ چنانچہ رومن شہنشاہ
ی بیڑہ حبشہ کی طرف روانہ کیا اب اسی بحری بیڑے کو استعمال کرتے ہوئے
ن کے ساحل پر اترا ہے۔ جس کے ساتھ ہم ابھی صفا شہر کی طرف جا رہے

کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کہنے لگا دیکھ کیرش یہ ساری
ل قسطنطنیہ کی رومن سلطنت اور حبشہ کے حکومت کے باہم تعاون سے ہوئی
حبشہ کے حکمرانوں کے پاس کوئی بحری بیڑہ نہیں لہٰذا رومنوں نے یہ بحری بیڑہ
اور اسی بحری بیڑے میں حبشہ کی حکومت کا لشکر یمن پر حملہ آور ہو رہا ہے۔
یمن پر حملہ آور ہونے کے لئے مذہبی جذبے کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہ
کہ حملہ یمن کے حکمران ذونواس سے مرنے والے عیسائیوں کا انتقام لے

لیکن اس کے پیچھے معاشی اور سیاسی اغراض بھی کام کر رہے ہیں۔ دراصل
اصل محرک سیاسی اور معاشی وجوہات ہی ہیں اور عیسائی مظلوموں کا انتقام
زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

سنو کیرش رومن سلطنت جب سے ملک شام پر قابض ہوئی تھی اس
یہ کوشش تھی کہ مشرقی افریقہ، ہندوستان انڈونیشیا وغیرہ کے ممالک اور روم
کے درمیان جس تجارت پر عرب صدیوں سے قابض چلے آ رہے ہیں اس
سے نکال کر وہ اپنے قبضے میں لے لے تاکہ اس کے منافع پورے کے پورے
حاصل ہوں اور عرب تاجروں کا واسطہ درمیان سے ہٹ جائے۔

اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پچیس سال قبل مسیح رومن شہنشاہ
ایک بڑا لشکر رومن جرنیل گالوس کی قیادت میں حجاز کے مغربی ساحل پر
اس بحری راستے پر قابض ہو جائے جو جنوبی عرب سے شام کی طرف جاتا
شدید جغرافیائی حالات نے اس مہم کو ناکام کر دیا۔

اس کے بعد رومنوں نے اپنا جنگی بیڑہ بحیرہ احمر میں متعین کر دیا اور
کو اس تجارت سے محروم کر دیا جو بحر کام سے کرتے تھے اور صرف بری
باقی رہ گیا تھا۔ اسی بری راستے کو قبضے میں لینے کے لئے اب رومن سلطنت
عیسائی حکومت سے گٹھ جوڑ کیا ہے۔ انہیں بحری بیڑہ مہیا کیا ہے تاکہ اس
ذریعے وہ یمن پر حملہ آور ہوں اور عربوں کی بری تجارتی راستے پر جو اجارہ دا
اسے ختم کر دیا جائے۔ دیکھو کیرش میرے خیال میں یمن پر حملہ آور ہونے
ہے۔ اب جبکہ ہم دونوں میاں بیوی بھی ان عرب قبائل کے ساتھ شامل
ہونے والے لشکر میں شامل ہیں۔ دیکھتے ہیں آگے حالات کیا پیش آتے ہیں۔

کیرش یوناف کی اس ساری گفتگو سے کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی۔ وہ دونوں
خاموشی سے عرب قبائل کے ساتھ صنعا کی طرف بڑھ رہے تھے۔

○

آخر حبشہ کا لشکر صنعا کی طرف پہنچا۔ صنعا کے حکمران اور حملہ آوروں کے
درمیان جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں یمن کے حکمران کو شکست ہوئی اس طرح
اور اس کی حمیری حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

یمن کے مرکزی شہر صنعا پر گم اور ابرہہ کا قبضہ ہو گیا اور پھر حبشہ

اس کے شہروں پر بھی قبضہ کرتے ہوئے حبشہ کے لشکر نے پورے یمن پر قبضہ
اس کے بعد ان حملہ آوروں نے یمن کے مختلف شہروں میں اپنے والی مقرر کئے
لشکر کے ساتھ صنعا میں قیام کیا۔ پانچوں عرب قبائل بھی شہر کے باہر خیمہ زن
وہ اس بات کی توقع رکھتے تھے کہ حبشہ کے لشکر کا سالار انہیں یمن کی فتح سے
والے مال غنیمت میں سے انہیں حصہ دے گا لیکن حبشہ کے لشکر کے سالار ابو
انہیں کچھ دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

لشکر کا یہ سالار ابو گم نہایت جابر اور سنگدل انسان تھا۔ اس نے یمن فتح
اور وہاں کے باشندوں پر ظلم و تشدد شروع کیا۔ کسی کی جان، کسی کا مال اور کسی
گم کے ہاتھوں محفوظ نہ تھی اس نے وہاں کے روسا کو لوٹ کر محتاج اور غرباء
کر کے رکھ دیا وہ ہر شخص کو جو اس کے سامنے آتا بچھو کی طرح کاٹ کھاتا
اندر اس نے خاک و خون، آتش و آہن، ذلت و رسوائی اور موت و عذاب کا
کر دیا تھا۔

○

جب شام رات میں ڈھل گئی تھی۔ جاڑے کی سرد خنک ہوائیں طوفانی شکل
تھیں۔ حرمت شب اپنے پورے شعور و ہوش میں پھیل گئی تھیں اور سحر
شروع ہو گئی تھیں۔ نفیل اپنے خیمے میں بیٹھا اپنی ماں اور بہن کے ساتھ
رات کی ظلمت میں خیمے سے باہر کسی نے اسے پکارا نفیل نفیل ذرا باہر آؤ۔
باہر آیا اس نے دیکھا خیمے سے باہر وہاں ایک جوان کھڑا تھا۔ اس کی ماں
اور بہن جنولہ بھی احتیاطاً دروازے پر آ کھڑی ہوئی تھیں اور اپنے بیٹے
اس جوان کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔ جس جوان نے نفیل
آواز دے کر بلایا تھا وہ بولا اور نفیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

حبیب تمہیں بنو اودم کے سردار عامر بن فہیرہ نے بلایا ہے۔ میرا تعلق بنو
پانچوں قبائل کے سردار بنو عون کے سردار عدی بن کعب کے خیمے میں جمع
لشکر کا نائب سالار ابرہہ اور اس کا ایک ساتھی مدیان بھی وہاں موجود ہیں۔ وہ
گفتگو کرنا چاہتے ہیں لہٰذا انہوں نے تمہیں بلا بھیجا ہے۔ نفیل بن حبیب
ماں سے جانے کے لئے اجازت لینا ہی چاہی تھی کہ اس کے بولنے سے پہلے
جنولہ بول پڑی اور نفیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی ہو آؤ بیٹے لیکن جلدی آ

جانا اور سنو آئی دفعہ بنلیہ کو اپنے ساتھ لیتے آنا وہ آج پورا دن ادھر آئی
نے اس جوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم جاؤ میں آتا ہوں۔

وہ جوان چلا گیا نفیل اپنے خیمے میں آ گیا۔ جلدی جلدی اس نے زرہ
آہنی خول چڑھایا کمر سے بندھی ہوئی چمڑی پیٹی میں اپنی تلوار اور خنجر درست
کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا دیکھو میری ماں اہل حبشہ سے اب مجھے خط
گئی ہے۔ تاہم تم فکر مند نہ ہونا میں جلدی لوٹ آؤں گا۔

اس کے ساتھ ہی نفیل تیز تیز قدم اٹھاتا ہوں خیمے سے باہر نکل گیا
جندلہ خیمے کے دروازے پر دونوں ماں بیٹی اسے جاتا ہوا دیکھتی رہیں۔ جب
میں وہ ان دونوں ماں بیٹی کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تب وہ پہلے کی طرح
اپنے بستروں میں گھس گئی تھیں۔

نفیل جب بنلیہ کے باپ عدی بن کعب کے خیمے میں داخل ہو گیا
قبائل کے سرداروں کے علاوہ حبشہ کے لشکر کا نائب سالار ابرہہ اور اس کا
مدیان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عامر بن فہیرہ نے اشارے سے نفیل کو اپنے پاس
کہا اور جواب میں نفیل بن حبیب خاموشی سے اپنے قبیلے کے سردار عامر بن
میں جا بیٹھا تھا۔

عدی بن کعب کا چمڑے کا وہ خیمہ جس میں وہ سب لوگ بیٹھے ہوئے
اور موٹے چمڑے کی چادروں کی مدد سے اس خیمے کو کئی کمروں میں تبدیل کر
وقت یہ سب لوگ خیمے کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ نفیل جب عامر بن
بیٹھ گیا تب ابرہہ نے اپنے سامنے بیٹھے عرب قبائل کے پانچوں سرداروں کو
ہوئے کہا۔ کیا اب میں اپنی گفتگو کا آغاز کر سکتا ہوں۔

جواب میں بنو اودم کے سردار عامر بن فہیرہ نے بولتے ہوئے کہا۔ ہاں
اپنا مدعا کہہ سکتے ہو۔ ہمیں نفیل بن حبیب کا انتظار تھا وہ آ گیا ہے تم جانتے
جوان ہے جو ہمارے سارے قبائل میں سب سے زیادہ با ہمت' جرات مند' اور
زن ہے اس پر ابرہہ نے ایک نگاہ بڑے غور سے نفیل پر ڈالی پھر باری باری
ہوئی ایک نگاہ عرب قبائل کے سرداروں پر بھی ڈالی اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔

میرے بلیسو تم لوگ اس صحرا کی عزت و حرمت ہو تم بے شک خانہ بدوش
بہرحال ان سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے اور اس تعلق کو کوئی بھی توڑ نہیں
سکتی۔ ابو ہم نے فتح کے فائدوں میں تمہیں اپنا شریک بنانے کا وعدہ پورا نہ

کیا ہے بنی قتل کیا ہے میں اسے تم سے بہتر جانتا ہوں کیونکہ وہ میرا ہم وطن

ان دنوں وہ یمن کے لوگوں پر مظالم کر رہا ہے ایسے ہی وہ کل تمہارے
کرے گا تم خانہ بدوش عرب بحر میں مچھلی کی طرح آزاد اور گردش دہر
کی طرح خود رو ہو۔ وہم و اوہام کا پجاری ابو ہم یہاں لوگوں پر ظلم و تشدد
کے علاوہ کچھ نہیں کر رہا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کے یہ مظالم اور
کے ابھی وہ کھل کر لوگوں کے سامنے نہیں آیا۔ جس وقت ایسا ہوا تم
آگ اور خون کا کھیل ہی کھیل ہو گا۔

سنو صحرا کے فرزندو اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو ہم سب مل کر ابو
ساتھیوں کو نیست و نابود کر کے یہاں کے لوگوں کو ظلم و تشدد سے بچا کر
سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔ سنو صحرا کے فرزندو ابو ہم کے لشکر میں میرے
ہیں لیکن بحیثیت سالار کے اس کا لشکریوں پر رعب اور خوف ہے میں
سکتا میں تمہاری مدد کا محتاج ہوں کیا اس نیک کام میں تم سب قبائل میرا
انقلاب برپا کر سکتا ہوں۔

اس گفتگو کے جواب میں سب عرب سردار خاموش تھے اور وہ سوالیہ انداز
کی طرف دیکھ رہے تھے۔ شاید آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد وہ
چاہتے تھے اس موقع پر نفیل بن حبیب نے بولتے ہوئے پوچھا۔ اے ابرہہ
ہے کہ کل تم بھی ابو ہم جیسے نہ ہو جاؤ گے۔ اس پر ابرہہ نے پوچھا
ماننے والے ہو۔

جواب دیتے ہوئے کہا دیکھ ابرہہ ہم سب دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔
کہا تو پھر میں بھی آج سے اس دین کے ماننے والوں میں شامل ہوتا ہوں اور
کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ہمیشہ تم لوگوں کے لئے مخلص و ناصر اور حامی و
کر رہوں گا۔

سردار اور ان کے بیچ میں بیٹھا ہوا نفیل بن حبیب چند ثانیوں تک
گفتگو کرتے رہے۔ آخر وہ کسی فیصلے پر پہنچ گئے اس کے بعد عامر بن فہیرہ
کہا دیکھ ابرہہ ہم تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ابو ہم سے جان
اپنے لئے ایک فرض بنا لیا ہے۔ ابرہہ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے
کام آج ہی سے ہو جانا چاہیے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابرہہ رکا شاید وہ کچھ سوچ کر مزید کچھ کہنا چاہتا تھا۔ طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ دیکھ نفیل بن حبیب تمہاری یہاں آمد سے قبل کے سردار عامر بن فہرہ تمہاری بہت توصیف و تعریف کر چکا ہے۔ اسی تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں ابو ثمم پر قابو پانے کے لئے یقیناً" تم سراہی کر سکتے ہو۔

ابرہہ ذرا رکا پھر کہنے لگا دیکھ ابن حبیب آج آدھی رات کے وقت اپنے قریب جنگجو جوان تیار رکھنا میرا یہ ساتھی جو میرے ساتھ بیٹھا ہے اس وقت تمہیں لینے آئے گا اور تمہاری راہنمائی بھی کرے گا جس جگہ یہ کہے گا اس مسلح ساتھیوں کو چٹانوں کی اوٹ میں بٹھا دینا۔

دیکھ ابن حبیب ابو ثمم ابھی تک اپنے لشکر کے اندر خیمے میں ہی رہا ہے تک وہ صفا کے محل میں منتقل ہو جائے گا پھر اس پر قابو پانا ہمارے لئے دشوار ہو جائے گا۔ اپنے ساتھیوں کو بتا دینا کہ خطرے اور ضرورت کے وقت میں پروں کا ایک تیر چھوڑوں گا جب یہ تیر دکھائی دے تو فوراً" ابو ثمم کے ... ہو جائیں اس سے آگے کیا کرنا ہو گا یہ ہم انہیں سمجھا دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابرہہ دم لینے کو رکا اس کے بعد اس نے ... طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا میری یہ تجویز آپ لوگوں کو قبول ہے۔ جواب میں سردار عامر بن فہرہ نے اپنے دوسرے عرب سرداروں سے گفتگو کرتے ہوئے ... جاننے کی کوشش کی پھر سب کی شاید تائید حاصل کرنے کے بعد اس نے ... ابرہہ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور پوری طرح تمہارے ساتھ ہیں۔

ابرہہ اپنے ساتھی مدیان کے ساتھ اٹھتے ہوئے بولا میں اب جاتا ہوں ... وقت میں ایک مخصوص جگہ پر تمہارے قبائل کے سالار نفیل بن حبیب ... مدیان اسے لینے آئے گا اور اسے وہاں تک پہنچا دے گا۔ اب تم لوگ ... جاتا ہوں۔ سن رکھو اگر ہم نے بڑی کامیابی سے ابو ثمم کا خاتمہ کر دیا ... زندگی میں میں ایک انقلاب برپا کر دوں گا اور ان علاقوں میں تم بڑی ... کر سکو گے اس کے ساتھ ہی ابرہہ اپنے ساتھی مدیان کے ساتھ ... یہ سارا معاملہ ہو چکا تو عرب سردار بھی اٹھ کر عدی بن کعب کے ... اس موقع پر نفیل بن حبیب بھی جب اٹھنے لگا تو عدی نے اسے مخاطب ... ہی ٹھہرو مجھے تم سے کام ہے۔ نفیل پھر اپنی جگہ پر جم گیا۔ ...

... کے اندرونی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پکارا بنفیہ بنفیہ یہاں آ جاؤ بیٹی ... چکے ہیں۔ اب یہاں صرف میں اور نفیل ہی ہیں۔

فوراً" خیمے کے اس کمرے میں داخل ہو گئی لگتا تھا وہ دروازے پر لٹکتے پردے ... ساری گفتگو سن رہی ہو وہ آ کر اپنے باپ عدی بن کعب کے پاس بیٹھتی ہوئی ... باپ اس خیمے میں جو گفتگو ہوئی ہے وہ میں ساتھ والے کمرے میں پردے ... کر ساری کی ساری سن چکی ہوں۔ جس مہم کے لئے نفیل کو تیار کیا گیا کیا میں ... شامل ہو سکتی ہوں۔ اس پر عدی بن کعب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

... بیٹی دیکھ اب تم نفیل کی امانت ہو میرے بجائے اس کا تم پر زیادہ حق ہے ... شامل ہونے یا نا ہونے کی اجازت تمہیں نفیل ہی دے سکتا ہے اس لئے کہ ... زندگی کا ساتھی اور مستقبل کا رفیق بنا چکا ہوں۔ بنفیہ نے اس بار بڑی ... اور بڑی میٹھی نگاہ سے نفیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ مجھے اپنی ... دیں گے۔

... کے ان الفاظ پر نفیل بن حبیب ذرا سا مسکرایا پھر اپنی مسکراہٹ پر قابو ... نفی میں سر ہلا دیا تھا۔ بنفیہ نے بھرپور احتجاج کرتے ہوئے پوچھا لیکن ... اس مہم میں شامل کرنا نہیں چاہتے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے ... بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکوں گی۔ اس پر نفیل کہنے لگا دیکھ بنفیہ بات ... اصل وجہ یہ ہے کہ کسی لڑکی کو اہم مہم میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ... نے چونکا دینے والے انداز میں کہا۔ اس سے پہلے جب سراقہ کی حیثیت ... مہموں میں حصہ لیا کرتی تھی اس وقت تو میں لڑکی نہ تھی اور مجھے ہر مہم ... کی اجازت تھی اب اس مہم کے لئے میں لڑکی ہو گئی ہوں اس پر نفیل پھر ... انداز میں کہنے لگا۔

... اس وقت بات اور تھی اس وقت تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تیرے باپ ... بجائے لڑکا مشہور کر رکھا تھا اور بنفیہ کے بجائے لوگ تجھے سراقہ کہہ کر ... لوگ جان چکے ہیں کہ تم سراقہ نہیں بنفیہ ہو اب لوگ یہ بھی جان چکے ... زندگی کا ساتھی بنا دیا گیا ہے۔ لہذا اب تم ایک لڑکی کی حیثیت سے اس ... لے سکتیں۔

... جواب سن کر بنفیہ مطمئن ہو گئی تھی وہ مزید کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ نفیل ... اب عدی بن کعب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ آپ نے مجھے روکا تھا کیا

آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جواب میں عدی بن کعب نے نہایت محبت و شفقت میں کہا۔ میں نے
روکا تھا بیٹے کہ اس مہم میں احتیاط سے حصہ لینا اب تم زہرہ بنت کلاب
نہیں ہو بنو عمون کے سردار عدی بن کعب کے گھر کا نجم السحر بھی ہو۔ اب
کے بھی بیٹے اور بنفیہ کی آخری امید ہو اس مہم میں کامیاب رہنے کی صور[ت]
ہے ابرہہ تمہاری کارگذاری سے خوش ہو کر یمن کی حکومت میں کسی اچھے [عہدے]
کش کر دے۔

نفیل کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ ابرہہ ابو مگم سے بھی برا ثابت ہوا [تو]
ہو گا۔ اس پر عدی بن کعب نے مایوسی کے لہجہ میں کہا شکل و صورت سے [تو]
بہرحال دلوں کے بھید اور باطن کی خبر تو وہ رب قدیر و کبیر ہی رکھتا ہے۔ اگر
ہمارے لئے ابو مگم سے بھی بدتر اور پر تشدد ثابت ہونے کی کوشش کی [تو]
خلاف بغاوت کھڑی کر دیں گے اور جگہ جگہ اس کے لشکریوں اور [...]
شروع کر دیں گے اور ایسی بدتر حالت کریں گے کہ یہ یمن سے نکل کر [...]
مجبور ہو جائے گا۔ نفیل کھڑا ہو گیا اور بولا میں اب چلتا ہوں۔ میری ما[ں]
چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی جب تک میں جاؤں گا نہیں انہیں [...]
اس پر بنفیہ نے جھٹ کہدیا کیا ہمارے خیمے میں اس قدر حبس ہے کہ [...]
دل نہیں چاہتا۔

بنفیہ کی اس بات پر عدی بن کعب نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا [...]
چہرے پر بھی مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ بنفیہ [...]
تو تمام قبائل کے خیموں سے وسیع و عریض ہے۔ ایک تو ماں اور [...]
میرا انتظار کر رہی ہوں گی دوسرے رات کی مہم کے لئے مجھے جا کر تیاری [کے]
لئے جا رہا ہوں۔

اس موقع پر بنفیہ نے پہلے اپنے باپ کی طرف بڑے غور سے دیکھا [...]
آپ اجازت دیں تو میں بھی ان کے ساتھ جاؤں رات کو جب یہ اپنی [...]
میں ان کی ماں اور بہن کے پاس رہوں گی۔ وہ میری ضرورت محسوس کر[تی]
بن کعب نے بخوشی کہدیا بیٹی تمہیں اجازت طلب کرنے کی ضرورت [...]
پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم جب بھی نفیل کے خیمے میں جانا چاہو جا [سکتی]
مکمل آزادی ہے اس لئے کہ تم اب نفیل کی زندگی کی ساتھی ہو۔ اس

[...] ہو۔

[...] کا یہ جواب سن کر بنفیہ خوش ہو گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی
[...] ہوئے خیمے سے نکل گئے پھر وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دور دور تک
[...] کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے اس طرف جا رہے تھے جہاں نفیل کا قبیلہ بنو
[...] کی طرف خیمہ زن تھا۔

○

[...] سے خالی رات صبح کی تلاش میں بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر طرف تریاق آمیز
[...] خاموشی اور فرحت بخش و شیریں سکون تھا۔ نقش فردوس ستارے منڈیوں کی
[...] گاتے کسی مسافر کی طرح اپنی مقررہ منزلوں کی طرف رواں تھے۔ عکس ارم
[...] مشیت اور دنیا کی بے ثباتی پر ہلکے ہلکے مسکرا رہی تھی۔ ٹھنڈی سرد
[...] کی ضمیر خاموشی میں چٹانوں سے ٹکرا کر سائیں سائیں کر رہی تھیں۔ ایسے
[...] ماحول میں نفیل اور ابرہہ کا معمر ساتھی مدیان ایک چٹان کے پاس سے

[...] پر ابرہہ کا ساتھی مدیان نفیل سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس چٹان کے ایک
[...] سے ابرہہ نمودار ہوا اور سرگوشی میں اس نے کہا تم دونوں عین وقت پر آئے
[...] کرایا ہے ابو مگم نے اپنے خیمے میں گانے بجانے والی عورتوں کو فارغ کر دیا
[...] گہری نیند سو رہا ہے۔ اب اس پر قابو پانا ہمارے لئے آسان اور سہل ہو
[...] کے خیمے پر صرف دو پہریدار ہوتے ہیں۔ جنہیں ہم با آسانی ختم کر کے اندر

[...] رکا پھر اس نے نفیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ نفیل نفیل میرے عزیز اس
[...] ہزار جانثار ان چٹانوں کے پیچھے مستعد و تیار کھڑے ہیں کسی بھی ہنگامی
[...] ترین حالات پر قابو پانے کے لئے تیار ہیں۔
[...] کے لئے رکا پھر وہ اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ مدیان، مدیان تم
[...] چلے جاؤ۔ میں اور نفیل اپنی مہم کا آغاز کرتے ہیں۔ تم میرے اشارے کے
[...] لمحاتوں پر نگاہ رکھنا۔ ابرہہ کے کہنے پر مدیان چٹانوں کے پیچھے چلا گیا تھا۔ جہاں
[...] کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابرہہ آگے بڑھا اور نفیل کا ہاتھ تھامتے ہوئے
[...] میرے ساتھ آؤ تاکہ ہم دونوں بھائی اپنے کام کی ابتدا کریں۔ نفیل چپ

چاپ ابرہہ کے ساتھ ہو لیا تھا۔ چپ چاپ دونوں چٹانوں کے اندر ہی اندر
بڑھنے لگے تھے۔

چٹانوں سے نکل کر جہاں ہموار میدان شروع ہوتا تھا ابرہہ وہاں
ہاتھ پکڑ کر اسے بھی بیٹھاتے ہوئے اس نے کہا سنو نفیل ہمیں یہاں سے
بڑھنا ہو گا۔ اس لئے کہ اس سے آگے اگر کسی کی نگاہ ہم پر پڑ گئی تو وہ ہمیں
گا۔ اس لئے کہ رات کے وقت اگر کسی نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو
گا۔ اس شک کا اظہار وہ ابو سحم سے کرے گا اور ابو سحم ضرور ہمارے
کرنے پر تیار ہو جائے گا۔ لہذا آؤ زمین پر لیٹ جائیں اور آگے بڑھیں۔

تھوڑی دور آگے جا کر ابرہہ پھر رک گیا ایک بڑے خیمے کی طرف
کرتے ہوئے کہا۔ وہ سامنے خیمہ ابو سحم کا ہے۔ بس یہی ہماری منزل ہے
میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ دونوں پھر خیموں کے بیچوں بیچ آگے بڑھنے لگے
اپنے اپنے خیموں میں گہری نیند سوئے ہوئے تھے اور باہر تیز ٹھٹھرا دینے والی
چل رہی تھیں۔ ابرہہ نے پھر نفیل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

نفیل نفیل تم خیمے کے دونوں پہریداروں سے نپٹ لینا۔ میں اندر داخل
کام تمام کر دوں گا۔ اس پر نفیل بولا اور کہنے لگا دیکھ ابرہہ تم فکر مت کرو
میں ہی ابو سحم کے خیمے کے باہر پہرہ دینے والے دونوں محافظوں کا خاتمہ کر
نفیل کے اس جواب پر خوش ہو گیا دونوں پھر آگے بڑھنے لگے تھے۔

ابو سحم کے خیمے کے نزدیک جا کر انہوں نے دیکھا خیمے کے باہر آگ
اور باہر دو محافظ پہرہ دے رہے تھے۔ وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ محافظ ان
چونکے لیکن نفیل نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا۔ جبکہ ابرہہ بھاگتا ہوا
داخل ہو گیا تھا۔ باہر تلواریں ٹکرانے کی آواز سن کر ابو سحم جاگ اٹھا تھا
میں داخل ہوا تو ابو سحم اپنے بستر کے قریب کھڑا تھا۔

ابرہہ آگے بڑھ کر اس پر اپنی تلوار برسانا چاہتا تھا کہ خیمے کے اندر
نمودار ہوئے اور آگے بڑھ کر انہوں نے ابرہہ پر حملہ آور ہونا چاہا عین اسی
میں داخل ہوا اور طوفانی انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ابرہہ پر حملہ
دونوں جوانوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اب ابرہہ کو موقع مل
اپنی تلوار برسائی اور ابو سحم کا کام تمام کر دیا۔ اردگرد خیموں میں ابھی
ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے باہر آیا اور خیمے سے باہر جلتے الاؤ سے ایک

چلا دیا تھا۔ اس موقع پر اس نے دیکھا کہ خیمے کے باہر جو دونوں محافظ بیٹھے
ابن حبیب نے ختم کر دیا تھا اور ان کی لاشیں آگ کے الاؤ کے پاس پڑی
سارا سماں دیکھتے ہوئے ابرہہ دوبارہ خیمے میں آیا اور انتہائی ممنونیت سے اس
دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کے بیٹے تم نے آج میری جان بچا کر مجھ پر وہ احسان کیا ہے جس سے
سبکدوش نہ ہو سکوں گا۔ سن ابن حبیب تم یسوع مسیح کی مجھے خبر نہ تھی
کے وقت اپنے خیمے کے اندر اپنی حفاظت کے لئے خفیہ محافظ بھی رکھتا
پشت کی طرف سے ابو سحم کے ان محافظوں پر حملہ آور نہ ہوتے تو
کی جگہ میری گردن کٹ کر اس خیمے میں پڑی ہوتی۔ دیکھ ابن حبیب۔
شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تو نے واقعی وہ کام سر انجام دیا ہے جو میرے لئے
سکتا تھا۔

دیکھ ابرہہ تم نے مجھ پر جو اعتماد کیا تھا اس پر مجھے بہرحال پورا تو اترنا تھا۔
سے تمہارا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکا تھا اور جو شخص مجھ پر اعتماد کرتا ہے
کی خاطر تو میں اپنی جان اپنا تن من بھی لٹا دینے کے لئے تیار ہو جاتا
کی اس گفتگو سے ابرہہ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے آگے بڑھ کر نفیل
رکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ نفیل بن حبیب میرے عزیز۔ میں آج سے ایک
پر اپنے لشکر میں تمہیں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ ابرہہ کی اس پیش
دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

تیری اس پیش کش کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن تو جانتا ہے کہ ہم تو خانہ
ریوڑ کے لئے چراگاہوں کی تلاش کے علاوہ ہم کبھی مصر کبھی شام کبھی مکہ
ان شہروں میں روزی کمانے کے لئے ہم تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔ پھر
داری میں کیسے اور کیونکر سنبھال سکوں گا۔

نے جواب دینے کے لئے کچھ سوچا پھر وہ بڑی شفقت سے کہنے لگا۔ دیکھ
کہیں بھی چلے جاؤ یہ عہدہ تمہارے لئے خالی پڑا رہا کرے گا اور اس کا
باقاعدگی سے ملتا رہا کرے گا۔ ابرہہ یہاں تک کہنے کے بعد رکا پھر کسی
نے نفیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم لوگوں کے مصر اور شام جانے کی
آتی ہے اس لئے کہ وہاں تم تجارتی مال کا لین دین کرتے ہو اور خوب نفع
تم مکہ کیا کرنے جاتے ہو۔ میں نے سنا ہے وہاں چند نخلستان کے علاوہ

صرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں پھر وہاں تم لوگوں کو کیا ملتا ہو گا۔ ابرہہ کی اس گفتگو
نفیل بن حبیب کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ابرہہ کا ساتھی مدیان خیمے میں داخل
مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ دیکھ آقا پانچ ہزار ہمارے لشکری اور وہ
پہونچ گئے ہیں۔ جواب میں ابرہہ تھوڑی دیر کے لئے گہری سوچ میں ڈوبا
لگا۔

مدیان، مدیان دو ہزار عربوں کو خیمے کے اردگرد لگا دو وہ ہمارے محافظ
دیں گے۔ اپنے جوانوں سے کہو کہ وہ اپنے لشکر میں جگہ جگہ پھیل کر
مشہور کرنا شروع کر دیں کہ آج رات ابرہہ اور ابو سحم میں تلخ کلامی ہوئی
کہ ہمیں یمن میں ہی نہ پڑا رہنا چاہیے بلکہ اردگرد کے اور علاقوں پر بھی
پر قبضہ کرنا چاہیئے تاکہ ہمارے لشکریوں کو اور مال غنیمت ہاتھ آئے
جائیں۔ اور ابو سحم نے اس تجویز سے اتفاق نہ کیا اور آپس میں تکرار
صورت اختیار کر لی اور ابو سحم نے ابرہہ پر حملہ کر دیا لیکن اس حملے میں
اب ابو سحم کو زیر اور مغلوب کرنے کے بعد ابرہہ ہی لشکر کا سالار اعلیٰ
سن مدیان۔ اپنے ان سارے لشکریوں کو کہو کہ لوگوں کے کانوں
رہو۔ تم دیکھو گے کہ ہمارے لشکری ہمارے خلاف محاذ آرائی کے بجائے
تعاون کریں گے اور سنو مدیان کچھ لوگ شہر کے اندر بھی بھجوا دو
درست رکھنے کے لئے جو ہمارا دس ہزار کا لشکر پڑا ہے اس کے جوانوں
ہونے سے پہلے پہلے پہونچ جانی چاہیے تاکہ آنے والی صبح ہم اپنے
ارادوں کا اظہار کر سکیں۔" ابرہہ کی اس گفتگو کے جواب میں مدیان
ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ مدیان کے جانے کے بعد ابرہہ نے پھر نفیل بن
ہوئے کہا ابن حبیب تم کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے۔ تم مجھے بتانے لگے
شام کے علاوہ مکہ کیا کرنے جاتے ہو۔ بیچ میں مدیان آ گیا تھا اب تم
جواب میں نفیل بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابرہہ مکہ میں خدا کا ایک گھر ہے جسے ہمارے بزرگ نبی ابراہیم
اسماعیل نے مل کر اپنے رب کی رضا مندی سے تعمیر کیا تھا۔ گو یہ گھر
اسے حضرت آدم نے تعمیر کیا تھا لیکن طوفان نوح میں اس کے آثار
رب کی طرف سے نشاندہی پر اس جگہ پر یہ گھر ابراہیم اور اسماعیل نے
مصر اور شام یمن اور فلسطین اور دیگر دور دراز کے علاقوں

اس کا طواف کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ ہم بھی اللہ کے گھر کا طواف کرنے جاتے
اہل مکہ سے تجارت بھی کر لیتے ہیں۔ دور دور کے رہنے والے لوگ اس گھر
ہیں اور اس کی طرف اڈے چلے آتے ہیں۔
حبیب جب خاموش ہوا تو ابرہہ بولا اور پوچھا ابن حبیب اس گھر کی دیکھ بھال
نفیل کہنے لگا اس گھر کا ایک متولی ہے اور اس کی دیکھ بھال اور صفائی کا
ابرہہ نے پھر کسی قدر دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا کہ آج کل اس گھر کا متولی
بھر کہ رہا تھا۔
اس گھر کا متولی عبدالمطلب ہے۔ یہ شخص انتہائی خوبصورت دراز قد اور اعلیٰ
اس کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے جو ہماری طرح اللہ کے نبی اسماعیل

اس گفتگو سے شاید ابرہہ کی دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا تھا لہٰذا وہ پھر بڑے
کہا۔ اس شخص کا نام عبدالمطلب کیوں ہے کیا وہ کسی مطلب نامی شخص کا
نے کہا۔ مطلب اس کے چچا کا نام تھا۔ اب ابرہہ نے بڑی جستجو سے پوچھا
غلام ہے۔
مسکراہٹ میں کہا ایسی بات نہیں وہ کسی کے غلام نہیں رہے۔ اصل
نام عمرو تھا جو زیادہ تر ہاشم کے لقب سے پہنچانے جاتے ہیں۔ عربی میں
والے کو کہا جاتا ہے۔ اس کا اسم فاعل ہاشم ہے۔ یعنی روٹی کا چورا کرنے
خطاب ملنے کا سبب یوں ہے کہ ایک بار مکہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ
غربت و افلاس نے ان کا برا حال کر دیا۔ انہیں کہیں سے بھی خوراک
عمرو کو لوگوں کی حالت زار پر ترس آیا۔ اپنی دولت لیکر شام کا سفر کیا اور
روٹیاں لیکر بوریوں میں بھر کر اور اونٹوں پر لاد کر مکہ لایا۔
اس نے کئی روز تک لوگوں کی دعوت کی روٹیوں کا چورا بنایا۔ وہی اونٹ
تھیں انہیں ذبح کر کے بڑی بڑی دیگوں میں پکایا اور دیگیں بڑی بڑی
کر روٹیوں کا چورا ان میں الٹ کر خود بنایا اور اہل مکہ کو خوب سیر کر کے
اسی سبب سے ان کا نام ہاشم مشہور ہو گیا کیونکہ اس طرح کی دعوت اور
اہل مکہ کی اکثر کرنے لگے تھے۔
حبیب ذرا رکا اپنے خشک ہونٹوں پر اس نے زبان پھیری پھر وہ دوبارہ کہہ رہا
بار تجارت کی غرض سے شام جا رہا تھا کہ راستے میں اس نے یثرب میں

قیام کیا وہاں بازار میں اس کی نظر ایک ایسی لڑکی پر پڑی جس کی حرکات
شرافت و فراست ٹپکتی تھی اور حسن و جمال میں بے نظیر تھی۔

ہاشم کے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ اس لڑکی کا نام سلمیٰ ہے اور اس کا
سے ہے۔ ہاشم نے لڑکی کے والدین کو اس سے شادی کی درخواست کی جو
سلمیٰ سے اس کا نکاح ہو گیا۔ ہاشم اپنی بیوی کو لیکر شام کی طرف روانہ ہوا
غزہ کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔

اس وقت سلمیٰ امید سے تھی اور اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا
شیبہ رکھا۔ اس لڑکے نے تقریباً" آٹھ برس یثرب میں اپنی والدہ کے پاس
جب ہاشم کے بھائی مطلب کو ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے یثرب پہنچ کر
تلاش کرنا شروع کیا۔

ذرا رک کر نفیل نے نظر بھر کر ابرہہ کی طرف دیکھا وہ بڑا متاثر دکھائی
بڑی دلچسپی سے یہ سارے واقعات سن رہا تھا۔ نفیل کہتا چلا گیا۔ سلمیٰ کو
آمد اور بھتیجے کو تلاش کرنے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسے بلا بھیجا۔ مطلب
تین دن مہمان رکھا اس کی خدمت و مدارت کی اور چوتھے روز اس کی فرمائش
کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

جب مطلب مکہ میں داخل ہوا تو یہ کہ ان کا نو عمر بھتیجا اونٹ پر ان کے
تھا۔ لوگوں نے سمجھا مطلب کوئی غلام خرید کر لایا ہے لہٰذا اس بچے
عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس وقت انہیں
مطلب کا بھتیجا ہے۔ تب سے وہ شیبہ کے بجائے عبدالمطلب کے نام سے
شخص آج کل کعبہ کا متولی ہے۔

نفیل بن حبیب جب خاموش ہو گیا تب ابرہہ چند ثانیوں تک گردن
رہا پھر اس نے غور سے نفیل کی طرف دیکھا اور کہا اگر مکہ کے کعبہ سے بھی
صفا شہر میں تعمیر کیا جائے اور لوگوں کو کہا جائے کہ وہ کعبہ کی بجائے اس
و زیارت کریں تو مقامی لوگوں کا کیا رد عمل ہو گا۔

ابرہہ کی یہ گفتگو سن کر نفیل بن حبیب کے چہرے پر ناپسندیدگی اور
نمودار ہوئے تھے پھر اس نے خشمگین نگاہوں سے ابرہہ کی طرف دیکھتے ہوئے
کعبہ اللہ کے حکم پر پیغمبروں کا تعمیر کردہ بیت اللہ ہے۔ اس کے علاوہ
طواف اور زیارت کرنے کے بجائے ان صحراؤں کے لوگ زندگی پر موت کو

حبیب کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ابرہہ نے ہنس کر ٹالتے ہوئے کہا میں تو یونہی
تم تو ایک دم سنجیدہ ہو گئے ہو آؤ میرے خیمے میں چلتے ہیں۔ ابرہہ اور نفیل
آئے دو ہزار مسلح جوانوں کے ساتھ وہ خیموں کے اس شہر کے جنوبی حصوں کی
تھے۔

ابرہہ کے لئے نئی صبح کے آغاز کے ساتھ طلوع ہوا اس کے حامیوں نے خیمہ
گم کو بدنام کیا اور ابرہہ کو بالا و برتر ظاہر کیا اس پروپیگنڈے میں ابرہہ کے
گم کو ظالم اور ابرہہ کو مظلوم ثابت کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لشکر میں کسی
بھی ابرہہ کے خلاف اور ابو گم کی حمایت میں کوئی آواز بلند نہ کی اس طرح
نے ابرہہ کی اطاعت کو اپنی گردن کا جوا بنا لیا تھا اور ابو گم کو ماضی کی یاد اور
فریب کی طرح بھلا دیا گیا تھا۔

عرب قبائل کو خوب نوازا خوراک، مال و زر سے ان کی خوب مدد کی کیونکہ
نفیل بن حبیب کی بدولت ہی وہ ابو گم کو قتل کر کے اس کی جگہ خود لشکر کا
تھا۔ مقامی لوگوں کی مدد سے ابرہہ نے قریبی پہاڑوں سے سرخ رنگ کا پتھر
معبد تعمیر کرنا شروع کیا اور خوبصورتی کے لئے اس میں سرخ و سفید زرد و سیاہ
ل کیا گیا۔

معبد تیار ہو گیا تو ابرہہ نے اسے سونے چاندی سے بجلّہ اور جواہرات سے
وازوں پر سونے کے پترے لگوائے دیواروں پر اتنی زیادہ لاکھ ملی کہ ان کا رنگ

نے ایک بہت بڑا یاقوت نصب کیا جس نے اس معبد کو اور زیادہ پراسرار بنا
نے شہر شہر اعلان کرا دیا کہ آئندہ کوئی شخص بھی مکہ میں حج کرنے نہیں
صفا میں اس معبد کا احترام و طواف کیا کرے گا۔ اس اعلان سے عرب قبائل
خلاف نفرت پھیل گئی۔ نفیل بن حبیب نے بھی ابرہہ کے پاس آنا جانا ترک کر
نے یہ معبد صفا شہر سے باہر تعمیر کرایا تھا۔ یہ ایک عالی شان عمارت تھی اور
ہی اس نے اسی سرخ پتھر سے اپنے رہنے کے لئے ایک محل بھی بنوا لیا تھا۔

ابرہہ اسی معبد میں بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے دیرینہ ہم راز اور مخلص مدیان
تھوڑی دیر بعد جب مدیان اس کے سامنے آ کر بیٹھا تو ابرہہ نے بے چینی سے
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سن مدیان تم نے دیکھا ہمارے سختی سے حکم دینے کے

باوجود کوئی بھی ابھی تک ہمارے اس بنائے ہوئے معبد کے طواف کو نہیں آیا
کے گروہ در گروہ اور کاروان کے کاروان کعبہ کا حج کرنے مکہ کا رخ کر رہے ہیں
ہماری سبکی اور بے عزتی نہیں ہے۔

ابرہہ کی یہ گفتگو سن کر مدیان نے گہری سوچ اور تفکر کے بعد کہا۔ آپ اس
شان و شوکت اور بڑھانے کے علاوہ اسے پر اسرار بنایئے پھر دیکھئے لوگ خود
طرف بھاگے چلے آئیں گے۔ مکہ کے کعبہ کو خدا کے دو بزرگ نبیوں نے تعمیر
لئے وہ لوگوں کی توجہ اور احترام کا مرکز ہے جواب میں ابرہہ نے چونک کر مدیان
دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دیکھ مدیان اس معبد کو میں کیسے اور کس طرح پر اسرار بناؤں
شان و شوکت میں کس طرح اضافہ کروں جو کچھ میں کر سکتا تھا وہ تو میں کر چکا
نے پھر کہا۔

دیکھ ابرہہ اول تو معبد کے لئے محافظ و پہریدار مقرر کریں جو اس کی
اور صفائی کا خیال رکھیں اس کے علاوہ مصر سے ماہر جادوگر منگوا کر اس معبد
یہاں محیر العقول کارنامے انجام دیں۔ اس طرح معبد کی حیثیت ایک طلسم کدہ
جائے گی اور اس کے لئے لوگوں کے دلوں میں عزت و احترام اور کسی حد تک
لرزہ طاری ہو گا وہ اس طلسم کدہ میں اپنی منتیں اور نذرانے لیکر آئیں گے اور
طرف جانے والوں کا رخ اس طرف مڑ جائے گا۔

ابرہہ مدیان کا یہ جواب سن کر بے حد خوش ہوا پھر وہ اسی خوشی میں کہنے
مدیان تم نے بالکل درست کہا ہے۔ میں آج ہی اپنے اس نئے معبد کے لئے
ہوں اور کل سے میں مصر کی طرف اپنے آدمی روانہ کروں گا جو وہاں سے
ساتھ لیکر آئیں گے اور اس معبد کو طلسم کدے میں بدل کر اس کی شان
اضافہ کریں گے۔

دیکھ مدیان مصر سے آنے والے ان جادوگروں کے لئے بیش بہا تحائف
اور انہیں یہاں بلا کر بھی انہیں مالا مال کر دوں گا۔ اس گفتگو پر ابرہہ اور مدیان
طرح سے مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر ابرہہ اور مدیان دونوں اس معبد سے نکل
طرف جا رہے تھے۔

○

عزازیل ایک روز انتہائی گہری سوچوں میں غرق اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے

ایک جس کا نام نبو تھا اس کے پاس آیا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
میں ایک بہت اہم خبر لیکر آیا ہوں اور اس خبر کے پیچھے ایک راز پنہاں ہے اور یہ
کوئی بہت بڑا راز ہے مجھے افسوس ہے اس راز پر سے میں ابھی تک پردہ ہٹانے میں
نہیں ہوا۔ نبو کے اس انکشاف پر عزازیل نے چونک کر اپنے اس ساتھی کی طرف
پوچھا جو خبر تم لیکر آئے ہو پہلے یہ کہو کہ وہ خبر کس سے متعلق ہے اور کیا راز اس
ہے اس پر نبو بولا اور کہنے لگا۔
وہ خبر جو میں آپ سے کہنے کے لئے آیا ہوں وہ ہمارے قدیمی دشمن یوناف اور
کیرش سے متعلق ہے۔ اس پر عزازیل نے انتہائی بیزاری کراہت اور نفرت کا
ہوئے کہا۔
اور میرے ساتھی۔ میرے دوست تو ان دونوں بدبختوں سے متعلق کیا خبر لیکر آیا
کی موجودگی نے مجھے نالاں مجھے بیزار کر کے رکھ دیا ہے۔ دیکھ اب تک میں ان
اس یوناف کے خلاف حرکت میں آیا۔ بے شمار مواقع پر میں نے اسے اپنے
اور مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن میری بدقسمتی کہ میں کبھی اسے اپنے سامنے
ذلت دینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جب کہ کئی بار اس نے مجھے زک پہونچائی
سامنے مغلوب کیا۔ کیا یہ یوناف کے ہاتھوں میری ذلت اور پستی نہیں ہے۔
جو خبر اس سے متعلق لیکر آئے ہو کہو وہ کیسی ہے اور کس نوع کی ہے۔ اس
اور کہنے لگا آقا دریائے خابور کے کنارے جہاں قدیم ماری شہر کے کھنڈرات ہیں
... ہی کوہستانی سلسلے کے اوپر ایک انتہائی قدیم محل ہے کہتے ہیں یہ محل کسی
جادوگر نے بنایا تھا۔ اس نے اپنے علم کا زیادہ حصہ بابل شہر میں اتارے جانے
والے فرشتوں ہاروت اور ماروت سے حاصل کیا تھا۔ اس سے زیادہ معلومات میں اس
متعلق حاصل نہیں کر سکا۔ جو خبر میں آپ سے کہنے والا ہوں وہ یہ ہے۔
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کبھی کبھی اس محل کی طرف جاتے ہیں۔ محل میں
... ہیں بائیں طرف جو کمرہ ہے اس کی چھت پر جاتے ہیں اور وہاں سے پانی ٹپکاتے
... پانی ٹپکتا ہے اس کمرے کے اندر سے آہ و زاری اور واویلا اور آہیں بھرنے کی
... ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ایسا کر کے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اس
... کسی کو بند کر رکھا ہو۔ پھر اسے عذاب اور اذیت میں مبتلا کرتے ہوں۔
... کے یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس کے
... زائل کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کے بعد وہ خوشی بھری آواز میں اپنے ساتھی

سے کہنے لگا۔

دیکھ ثیو اس میں کوئی شک نہیں تو ایک بہترین خبر لے کر آیا ہے۔ میرا دل ... یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنی کسی مخالف قوت کو وہاں بند کر ... اذیت میں مبتلا کر رکھا ہو گا۔ پہلے تم پوری تفصیل حاصل کرو۔ ابھی اور اسی ... کے لوگوں میں گھل مل جاؤ اس محل کے متعلق مکمل تفصیل حاصل کرو۔ ... تھا اس کے متعلق جانو۔ یوناف اور کیرش سے متعلق بھی ان لوگوں سے ... کرو۔ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی کبھی وہاں رہائش رکھی ہو۔ اس کے بعد ... بتاؤ۔ میرا دل کہتا ہے کہ یوناف اور کیرش نے اپنی کسی مخالف قوت کو یہاں ... کے ذریعے بند کر کے عذاب اور اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہو گا۔

دیکھ میرے عزیز اگر ایسا ہے تو پھر جن قوتوں کو یوناف اور کیرش نے ... بند کر کے عذاب میں ڈال رکھا ہے اسے میں رہا کرانے کے متعلق سوچتا ... ہوں اسے میں رہا کرانے کے بعد ان قوتوں ہی کو میں یوناف اور کیرش ... کروں گا۔ اگر وہ قوتیں واقعی زور آور اور طاقتور ہوئیں تو مجھے امید ہے کہ ... شاید میں یوناف اور کیرش کو ایک بار اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے ... جاؤں۔ اب تم جاؤ۔ کچھ عرصہ ان لوگوں کے اندر رہ کر پوری معلومات حاصل ... کے بعد میرے پاس آؤ۔ تاکہ میں نئے انداز میں یوناف اور کیرش کے خلاف ... سکوں۔ عزازیل کا یہ حکم سن کر اس کا ساتھی ثیو اس کے پاس سے چلا گیا تھا۔

○

... کے شہنشاہ نوشیروان کو اپنی زندگی میں پہلی بار ترکوں سے پالا پڑا۔ یہ ترکوں کے ... بڑے قبیلے تھے جو اپنے اصل ٹھکانوں سے ہجرت کر کے شمال سے جنوب کی ... تھے۔ جنوب میں جس کوہستانی سلسلے میں یہ آ کر ٹھہرے تھے وہاں کے مقامی ... ان ترکوں نے تہس نہس کر کے وہاں اپنی سلطنت قائم کر لی یہاں تک کہ ... اپنی سلطنت کی سرحدیں ایران کے ساتھ آ ملائیں۔ تاریخ کے نقشے پر رونما ... ان ترکوں کا پہلا خاقان ایک شخص طومن تھا۔ جو جلد ہی فوت ہو گیا اور ایک ... ان لوگوں نے اپنا خاقان بنا لیا۔ لیکن اس کی حکومت کا زمانہ بھی بہت مختصر ... بعد اس کا بھائی موقان ترکوں کا خاقان بنا۔ یہ وہ پہلا ترک حکمران تھا جس ... سے دوستانہ روابط قائم کئے۔

... کہنا چاہئے کہ خود نوشیرواں نے ترکوں کے خاقان موقان سے تعلقات استوار ... کہ ایران پر آئے دن شمال کے وحشی ہن خزر اور دوسرے قبائل حملہ آور ... تھے۔ نوشیروان کا خیال تھا کہ اگر وہ ترکوں کے ساتھ اپنے تعلقات اچھے رکھے ... کے ساتھ مستقبل میں کوئی جنگ ہو جاتی ہے تو ترکوں کی مدد سے وہ شمال سے ... والے وحشی قبائل کی یلغار کو روک سکتا ہے۔

... ات کے تحت ترکوں سے اپنے تعلقات بہتر اور استوار کرنے کے لئے ... ترکوں کے خاقان کی بیٹی کا رشتہ مانگا جو ترکوں کے خاقان نے قبول کر لیا اور ... کی شادی نوشیروان سے ہو گئی اس طرح دونوں حکومتوں کے تعلقات استوار تر ... نوشیروان کا شہزادہ اور ولی عہد اسی ملکہ کے بطن سے ہوا تھا۔

... سے پہلے ہن قبائل رومن ہی نہیں ایرانی سلطنت کے لئے بھی درد سر بنے ... نوشیروان نے ترکوں کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنا لئے تو اس نے ترکوں کو ... کے خلاف استعمال کرنا چاہا۔ نوشیران کا خیال تھا کہ ہن قبائل کو اگر کوئی زیر کر ... وحشی ترک ہیں جو انہیں مار بھگا سکتے ہیں۔ لہٰذا اپنا چھوٹا سا ایک لشکر تیار کر

کے اس نے ترکوں کو ترغیب دی کہ وہ ہن قبائل پر حملہ آور ہوں جو آئے
سلطنت پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے ہیں۔
اس ترغیب کے تحت ترک ہن قبائل کے خلاف صف آراء ہوئے۔
جانتے تھے کہ ترک وہ وحشی قبائل ہیں جنہوں نے انہیں مار مار کر ان کے
بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ بہرحال وہ ترکوں کے سامنے جنگ کے لئے تیار
جنگ میں ترکوں کے ہاتھوں ہن قبائل کو بد ترین شکست ہوئی۔ اس جنگ میں
بھی مارا گیا۔ اس طرح ہن قبائل سے ایرانیوں کی جان چھوٹ گئی۔ ہن قبائل
کے بعد نوشیروان نے ترک قبائل کی توجہ خزر قبائل کی طرف ولائی۔ خزر قبائل
جو گاہے گاہے سر اٹھاتے اور ایرانی سرحد پر لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ نوشیروان
ترک ان پر بھی حملہ آور ہوئے اور انہیں عبرتناک شکست دی۔ اس حملے میں
کے ہزاروں افراد ترکوں کے ہاتھوں تہہ تیغ ہوئے۔ اس طرح ترکوں نے
بھی نوشیروان کی جان چھڑا دی تھی۔
نوشیروان کا چونکہ رومن حکومت کے ساتھ پچاس سالہ صلح کا معاہدہ
اس دوران وہ چھوٹی موٹی طاقتوں کو ختم کر کے اپنی سلطنت کو بالکل پر امن
جب اس نے ترکوں کے ہاتھوں ہن قبائل اور خزر قبائل کا خاتمہ کرا دیا تھا
ہوئی کہ کوئی ایسا بھی موقعہ آسکتا ہے کہ ترک ایران پر حملہ آور ہو کر تباہی
پھیلا سکتے ہیں۔ نوشیروان کو یقین تھا کہ اگر ایسا ہوا تو وہ ترکوں کی راہ نہیں
اور ترک یلغار اور ترکتاز کرتے ہوئے اس کے مرکزی شہر مدائن میں آکر دم لیں
گو ترکوں نے نوشیروان کے لئے ہن قبائل کو شکست دی تھی خزر قبائل
تھا لیکن ترکوں کی ان خدمات کو فراموش کرتے ہوئے نوشیروان نے ان کے
میں آنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے نوشیروان نے یہ بہانہ بنایا کہ ترک آ
سلطنت پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ ڈاکہ زنی کرتے ہیں اور اس کے لئے
ہیں۔ اس مقصد کے لئے نوشیروان نے ایرانی سرحدوں کو محفوظ کرنے کے لئے
کو از سر نو تعمیر کیا۔ نوشیروان نے جب ترکوں پر یہ الزامات لگائے تو ترک
ایرانی لشکر پر شب خون مارنے لگے۔
ترکوں کے ایک سردار سنجو نے رومن حکومت کے اشتعال دلانے پر ایرانی
کی سرحدوں پر حملہ کیا۔ اور کنگار کے بعض قلعوں کو جو نوشیروان نے بنائے
کر کے رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیوں اور رومنوں کے مابین کشیدگی

آرمینیا سے بھی کشمکش کی خبریں آنے لگیں۔ ان حالات میں ایرانی اور رومن
ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کے لئے بڑی تیزی سے جنگی تیاریاں
کر رہے تھے۔

○

میں تاریکی خوب گہری ہو گئی تھی۔ رات اپنا آنچل دراز کرتی جا رہی تھی۔
حبیب۔ اس کی ماں زہرہ بنت کلاب اور بہن جندلہ اپنے خیمے کے باہر جلتے ہوئے
بیٹھے تھے کہ نبیعہ بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور نفیل کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے
کچھ سنا۔
نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھو نبیعہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کھل
کر کہنا چاہتی ہو۔ میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا۔ جواب میں نبیعہ نے
آگ کے الاؤ پر پھیلاتے ہوئے کہا۔ ہمارے کعبہ کے مقابلے میں ابرہہ نے
ہے اس میں کسی نے گندگی اور نجاست پھیلا دی ہے۔
کے اس انکشاف پر نفیل بن حبیب تھوڑی دیر تک خاموش رہا تھا اس کے
ہلکی مسکراہٹ تھی پھر اس نے نبیعہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ نبیعہ مجھے
ہے۔ یہ کام میرے قبیلے کے آدمیوں نے کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے میری اور
ان قبیلہ کی رضامندی سے کیا ہے۔ اس پر نبیعہ بڑی فکرمندی اور پریشانی میں

ابرہہ کے کچھ آدمی ہمارے خیموں میں داخل ہوئے ہیں اور وہ اس سلسلے
سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے انہوں نے معبد کی صفائی تو
لیکن ہمیں وہ آدمی چاہئے جنہوں نے وہاں گندگی اور نجاست پھیلائی ہے۔
ان باتوں سے نفیل بن حبیب کی حالت تخیل کی تشکیل میں گھستے درد کے
تمام غربیاں میں جھلیتی آتش ہجراں جیسی ہو گئی تھی۔ پھر نفیل انتہائی غصے میں
کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور زہریلی اور غصیلی آواز میں کہنے لگا۔
ہماری آزادی میں خلل ڈال رہا ہے اگر حالات ایسے ہی رہے تو ہم بے جھجک
اس کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔ دیکھ نبیعہ تم یہیں بیٹھو میں تھوڑی دیر
میں۔ اس پر نبیعہ نے بڑی فکرمندی اور پریشانی میں نفیل بن حبیب کو مخاطب کر
آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔

نفیل نے ایک بار غور سے اپنے سامنے کھڑی ہوئی نبطیہ کی طرف دیکھا
دیکھ نبطیہ تو کسی سے مت کہنا۔ میں اس وقت ابرہہ کے معبد کی طرف جاؤں گا
میں نبطیہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ
نے نفیل کو بڑے شفقت اور پیار بھرے انداز میں کہنا شروع کیا۔

نفیل میرے بیٹے۔ ایسا کوئی بھی قدم نہ اٹھانا جس سے تم کسی مصیبت اور
گرفتار ہو کر رہ جاؤ۔ پہلے تم پر میری اور جندلہ کی ذمہ داری تھی اب نبطیہ کی
بھی تم پر آن پڑی ہے لہٰذا میرے بیٹے میرے بچے میں تمہیں تنبیہہ اور تاکید کرتی
جو بھی قدم اٹھانا انتہائی احتیاط کے ساتھ اٹھانا۔ اس پر نفیل نے بڑی تسلی
دینے کے انداز میں ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے میری ماں تم فکرمند مت ہو۔ جس کام کا میں نے ارادہ کیا ہے
جلد ہی تمہارے جندلہ اور نبطیہ کے پاس لوٹ آؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی
ہٹ گیا۔ زہرہ۔ جندلہ اور نبطیہ اسے فکرمندی اور پریشانی میں جاتا ہوا دیکھ
اپنی ماں۔ بہن اور نبطیہ کے پاس سے ہٹ کر نفیل بن حبیب سیدھا
کے قریب آیا۔ اس نے دیکھا معبد کی صفائی کر دی گئی تھی اور حسب معمول
پہرہ دے رہے تھے۔ دو معبد کے سامنے اور دو محافظ معبد کی پشتی طرف
نفیل معبد کی پشت پر گیا پھر وہاں سے وہ زمین پر لیٹ گیا اور سانپ
رینگ کر وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔ پھر ایک پہریدار کے قریب جا کر نفیل
کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک عجیب سی حریفانہ کشمکش میں اس نے پہریدار
منہ اس نے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا پھر کمر سے خنجر نکال کر پے در پے
ڈھیر کر دیا تھا۔

ایک پہریدار کو ختم کرنے کے بعد نفیل بن حبیب نے اس کی لاش
ہٹا کر ایک طرف تاریکی اور اوٹ میں ڈال دی تھی۔ دوسرا پہریدار جب
نفیل کو اپنا ساتھی سمجھا۔ لیکن جب قریب آیا تو اسے شک ہوا کیونکہ نفیل
ساتھی کے لباس سے نہ ملتا تھا۔ اس نے دھاڑتی ہوئی آواز میں پوچھا کون
نفیل نے بڑی بے پروائی اور بے دھڑک انداز میں معبد کی اونچی اونچی اور
ستونوں والی چھت دار راہداری میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ میں معبد دیکھنے آیا ہوں۔ اس پر پہریدار
ہوئی آواز میں کہا اس وقت تم معبد کے اندر نہیں جا سکتے۔ لوگوں کو صرف

کی اجازت ہے۔

پہریدار کی بات سنی ان سنی کر کے نفیل اس ستونوں والی راہداری میں داخل ہو
پہریدار اس کے پیچھے بھاگا۔ نفیل نے اپنی پوری بیداری اور دانشمندی سے کام لیا اور
ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

جب اس کے پاس سے گزرنے لگا تو اس نے کسی بھوکے درندے کی طرح اس
پر چھلانگ لگا دی اور اسے اپنے نیچے بری طرح دبوچ کر اس کا گلا گھونٹ کر اس کا بھی

پہریدار کی لاش بھی نفیل نے گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دی اب نفیل معبد میں
اس نے دیکھا جگہ جگہ دیواروں کے ساتھ مشعلیں جل رہی تھیں۔ نفیل نے ایک
معبد کی کھڑکی اور روشندان کے راستے اوپر چڑھ کر اس نے معبد کی لکڑی کی
چھت کو مشعل سے آگ لگا دی تھی۔ پھر وہ نیچے اترا اور مشعل سے جگہ جگہ آگ لگائی
دی۔

نفیل بن حبیب نے جو معبد کی کھڑکیوں۔ دیواروں اور لکڑی کے کام کو آگ لگا دی تو
آگ خوب بھڑک اٹھی اور وہاں سے اٹھتے ہوئے شعلے اب عمارت سے باہر
نکلنے لگے تھے۔ چھت کی آگ بہت زیادہ بھڑک اٹھی تھی لیکن ابھی تک وہ
باہر نہ نکلی تھی۔

سامنے والے پہریداروں نے جب عمارت کے اندر سے آگ کے شعلے اٹھتے
دیکھے تو وہ حیران اور بدحواس ہوئے۔ پھر وہ دونوں پہریدار ایک ساتھ بھاگتے ہوئے اندر
آئے۔ نفیل اوٹ میں رہ کر ان دونوں پر گہری نظر رکھے ہوئے تھا جب وہ دونوں
معبد میں داخل ہوئے تو نفیل اپنی تلوار سونت کر ان کی طرف بھاگا اور ان پر
ٹوٹ پڑا۔ تھوڑی دیر تک آگ لگے معبد میں تین تلواریں آپس میں ٹکرائیں پر جلد ہی
نفیل نے ان دونوں پہریداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

معبد کی آگ اب خوب بھڑک اٹھی تھی۔ پہریداروں کے وہ ساتھی بھی جاگ اٹھے
جو قریب ہی خیموں میں سوئے ہوئے تھے اور رات کے پچھلے پہر میں انہوں نے پہرہ دینا تھا ان
کی آنکھ کھلی۔ نفیل نے جب دیکھا کہ اب معبد نے بری طرح آگ پکڑ لی ہے اور یہ
آگ بجھائی نہیں جا سکتی تو وہ واپس جانے کے لئے معبد سے نکلا۔ ان آٹھ پہریداروں
نے اسے دیکھ لیا اور وہ اسے للکارتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے۔ نفیل اپنی تلوار سونت
کر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔ اچانک قریب سے لگاتار کئی تیر چلے اور

نفیل کی طرف بھاگتے ہوئے تین پہریدار زمین پر گر کر لوٹنے لگے تھے۔

ان کے دوسرے ساتھی سراسیمہ سے ہو کر ادھر ادھر کوئی آڑ تلاش میں تھے کہ ایک بار پھر یکے بادیگرے تیر چلے اور ان پہریداروں میں سے باقی گر کر لوٹنے لگے تھے۔ آخری پہریدار وحشیانہ انداز میں وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

نفیل پھر اس طرف بھاگا جس طرف سے تیر برسائے گئے تھے۔ وہ چند قدم بڑھا تھا کہ پتھروں کی ایک اوٹ سے نبیلہ نمودار ہوئی اور آگے بڑھ کر اس نے نفیل بن حبیب کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا میں جانتی ہوں اس موقع پر آپ مجھ سے سوال کریں گے لیکن یہاں رکنا ہم دونوں کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ لہٰذا یہاں سے بھاگ چلیں۔ اس کے بعد آپ جو بھی مجھ سے سوال کریں گے میں اس کا جواب دوں گی۔

جواب میں نفیل بن حبیب نے منہ سے کچھ نہ کہا چپ چاپ نبیلہ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اپنے خیموں میں آ کر دم لینے کو وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئے۔ نفیل نے نبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس موقع پر حیرت زدہ آواز میں پوچھا نبیلہ نبیلہ۔ تم وہاں کیسے پہونچ گئیں تھیں۔

نبیلہ نے بڑے پیار سے کہا میں سمجھ گئی تھی کہ آپ معبد کی طرف جا رہے ہیں آئے۔ آپ کے پیچھے پیچھے میں بھی مسلح ہو کر ادھر آ گئی تھی۔ اپنے ارادے سے میں نے بابا کی ماں' اور بہن دونوں کو مطلع کر دیا تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک ضرورت نہ ہو اپنے آپ کو ظاہر نہ کروں گی۔ جب آٹھوں پہریدار آپ کی طرف بڑھے تو مجھے یقین تھا کہ ان آٹھوں پر بھی آپ قابو پا لیتے لیکن ایسی صورت میں اور کئی دیگر لوگ بھی آپ کو وہاں دیکھ لیتے اور معبد کو آگ لگانے کا الزام آپ پر آتا اس لئے میں نے ان پر تیر چلا کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ ان سے الجھ کر زیادہ دیر وہاں رکیں ایسی صورت میں وہاں آپ کے لئے خطرات ہی خطرات تھے۔

نفیل بن حبیب تھوڑی دیر تک بڑی چاہت بڑی محبت اور بڑی نرمی سے نبیلہ عدی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ خوش کن آواز میں کہنے لگا۔ دیکھو نبیلہ تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ آٹھ پہریداروں کے ساتھ الجھ کر میں واقعی خطرات میں پڑ جاتا۔ اس پر نبیلہ نے جذبات اور رو دینے والی آواز میں کہا۔

خدا کے لئے مجھے یہ احساس نہ دلایئے کہ میں نے آپ پر کوئی احسان کیا ہے یہ میرا فرض تھا۔ قدرت حالات۔ وقت اور ہمارے ماں باپ ہمیں ایک دوسرے کے قریب لے آئے ہیں اس حالات آپ کی ذمہ داری اور آپ کی حفاظت میرا فرض ہے اور میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔

نفیل بن حبیب نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا کیا تم اپنے بابا کو بتا کر آئیں تھیں۔ نبیلہ فوراً" بولی اور کہنے لگی۔

میں آپ کے یہاں سے اٹھ کر اپنے خیمے میں آئی تو بابا کے پاس آپ کے والد اور عامر بن فہیرہ بیٹھے کسی اہم موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اگر میں انہیں بتا جاتی وہ مجھے ادھر نہ آنے دیتے اور آپ کی حفاظت کے لئے کئی جوانوں کو روانہ کر دیتے جس سے ممکن تھا ابرہہ کے لشکریوں کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو جاتا جو ہمارے لئے نقصان دہ ہوتا۔ اس لئے میں بابا کو بتائے بغیر چوری چوری آپ کی طرف آئی تھی۔

نفیل فوراً" کھڑا ہو گیا اور نبیلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو نبیلہ وہ دونوں آپس میں محو گفتگو ہوں گے آؤ چل کر انہیں اپنی کارگزاری بتاتے ہیں نبیلہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں اپنے خیموں کی طرف چل دیئے

○

جلتے ہوئے پتھر کے محل میں سویا ہوا ابرہہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا اس لئے کہ کسی نے اسے جگایا تھا جب وہ اٹھ کر بیٹھا تو اس نے دیکھا اسے جگانے والا اس کا مشیر مدیان تھا۔ ابرہہ نے پریشانی اور استفسار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم نے مجھے اس وقت کیوں جگا دیا۔ اس پر مدیان نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہنا

کسی نے آگ لگا دی ہے۔ میں یہی آپ کو بتانے آیا تھا۔ آگ لگانے والے کو پکڑنے کی کوشش کی گیا لیکن ناکامی ہوئی وہ پہریداروں کو بھی موت کے گھاٹ اتار گیا ہے صرف ایک پہریدار بچا ہے اس کا کہنا ہے آگ لگانے والا اکیلا و تنہا تھا۔

یہ سن کر ابرہہ کے چہرے پر مردنی' غم اور مایوسی چھا گئی تھی جلدی جلدی اس نے لباس پہنا اور باہر بھاگا مدیان بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا جب وہ دونوں محل سے نکل کر معبد کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا معبد جل کر راکھ ہو چکا تھا اور آگ اب بجھتی جا رہی تھی اس کی دیواریں سیاہ ہو کر زمین پر گر گئی تھیں۔ ابرہہ نے ایک لمبی سانس کھینچ کر

کہا۔

آہ! کس قدر محنت سے میں نے یہ معبد تعمیر کرایا تھا۔ میری ساری [illegible] یقیناً" یمن کے مقامی باشندوں یا خانہ بدوش عربوں نے اسے آگ لگائی ہے [illegible] کعبہ کے بجائے اس معبد کا حج اور طواف کرنے کو کہتا تھا۔

جواب میں مدیان نے بھرپور غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے [illegible] عربوں کے خلاف جوابی کارروائی نہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے معبد کو آگ [illegible] ہے۔ جس کی سزا انہیں ضرور ملنی چاہئے۔ ورنہ وہ ہمارے خلاف کوئی اس [illegible] بھی کر سکتے ہیں۔

ابرہہ نے چند ثانیوں کے تفکرات کے بعد کہنا شروع کیا ان پر سختی [illegible] ابو سحم نے ان پر سختی کی اور میں نے خانہ بدوش عربوں کے ساتھ مل کر [illegible] کے حکومت اس سے چھین لی۔ اگر میں نے بھی سختی کی تو لشکر سے کہا [illegible] خلاف اٹھ کھڑا ہو گا اور میں نہیں چاہتا کہ میرا انجام بھی ابو سحم جیسا ہو [illegible] کاٹ دوں گا جس کی بناء پر انہوں نے معبد کو آگ لگائی ہے۔ میں ان [illegible] گا پھر ویسا ہی ایک معبد صنعا میں تعمیر کروں گا کہ دور و نزدیک سے لوگ [illegible] احترام و طواف کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابرہہ تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ [illegible] ہوئے کہہ رہا تھا۔ دیکھو مدیان! یمن پر قبضہ کرنے کے بعد جو ہاتھی [illegible] میں سے کچھ میں کعبہ کو گرانے میں استعمال کروں گا۔ لوہے کی موٹی [illegible] ایک سرا کعبہ کے ستونوں کے ساتھ اور دوسرا سرا ہاتھیوں سے باندھ [illegible] جائے گا اس طرح پوری عمارت یکشت زمین بوس ہو جائے گی یہ عربوں [illegible] سزا ہو گی۔ اور آئندہ یہاں بننے والی کسی بھی معبد کو وہ آگ نہیں لگائیں [illegible]

میں انہیں سزا دینے میں اب دیر نہ کروں گا۔ میں زیادہ سے زیادہ [illegible] سے کوچ کروں گا۔ ان خانہ بدوش عربوں کو بھی میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں [illegible] آنکھوں سے اپنے کعبہ کی بربادی اور مسماری کے منظر دیکھ سکیں۔ ابرہہ [illegible] یہاں گفتگو کرنے کے بعد مڑے اور واپس محل کی طرف چلے گئے تھے۔

دوسری طرف نفیل بن حبیب اور نبیہ نے بھی اپنی کارگزاری [illegible] سرداروں کو مطلع کر دیا تھا۔

[illegible] والی تھی سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ بحرہ قلزم کی طرف سے اٹھنے [illegible] ٹکڑے شفق رنگ میں ڈوبنے لگے تھے۔ مغرب میں قرمزی کرنیں اٹھنے [illegible] پر گویا طلسمات کا شہود ہونے لگا تھا۔ نفیل اپنی ماں اور بہن کے ساتھ [illegible] تھا کہ شعلہ جمال اور اوس میں بھیگے گل تر کی طرح حسین نبیہ خیمے میں [illegible] پیار بڑی چاہت میں نفیل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنی شہد و [illegible] کہنا شروع کیا۔ آپ ذرا باہر جائیں باہر بابا اور دوسرے چاروں قبیلوں کے [illegible] ابرہہ نے آپ پانچوں قبائل کے سرداروں کو بلایا ہے میرا اندیشہ ہے اس [illegible] والی آگ سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہو گا۔ اس سے گفتگو میں [illegible] جھگڑنے اور الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[illegible] نفیل بن حبیب نے جلدی جلدی اپنی عبا کے نیچے زرہ پہن لی پھر سر پر خود [illegible] باندھ لیا اور اپنی تلوار اور خنجر کی پیٹی وہ کمر سے باندھ کر اپنے خیمے [illegible] ابن فہیرہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہم سب کو ابرہہ نے بلایا ہے [illegible] پاس چلیں۔ نفیل منہ سے کچھ کہے بغیر چپ چاپ اپنے قبائل کے [illegible] ساتھ ہو لیا تھا۔

[illegible] آدی خانہ بدوش قبیلوں کے پانچوں سرداروں اور نفیل بن حبیب کی [illegible] اس کمرے میں لایا جس میں پہلے سے ابرہہ اور مدیان بیٹھے شاید انہی کا [illegible] ابرہہ اور مدیان نے سب کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنی اپنی جگہ سے [illegible] اٹھتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا۔ جب سب لوگ کمرے کی نشستوں پر بیٹھ [illegible] اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

[illegible] والی قبائل کے سردارو! میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میں اپنے لشکر کے [illegible] کعبہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہوں تین روز بعد میں یہاں سے مکہ [illegible] کروں گا اور کعبہ کو مسمار کر کے ویران کھنڈر کر دوں گا۔ تم پانچوں سردار [illegible] لے کر اس مہم میں میرے ساتھ ہو گے۔

[illegible] گفتگو سن کر نفیل بن حبیب کا رنگ غصے اور غضب کے مارے آگ کی تپی [illegible] سرخ ہو گیا تھا۔ پھر وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عدی بن کعب نے اس کا پاؤں [illegible] خاموش رہنے کا اشارہ کیا نفیل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پایا اور [illegible] عامر بن فہیرہ نے ابرہہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

[illegible] تو اپنے اس ارادے سے باز رہ کعبہ اس خدا کا گھر ہے جس نے ابراہیم کو

ایمان سمسون کو شہ زوری لقمان کو حکمت موسیٰ کو مہابت ایوب کو صبر و عز...
جمال یحییٰ کو خود آگاہی سلیمان کو سطوت اور عیسیٰ کو سچائی عطا کی وہی اندھیروں...
بشارت دیتا ہے۔ کعبہ اسی خدائے نادیدہ کا عزت و حرمت والا گھر ہے مجھے ...
نے اس گھر پر حملہ کیا تو تم پر بڑا غضب اور قہر کا عذاب نازل ہو گا میں ...
تم سے کہتا ہوں کہ اپنے اس ارادے سے باز رہ ورنہ تیری حالت آنے وال...
عبرت خیزی کی شکل اختیار کرے گی۔

جواب میں عامر بن فہیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے ابرہہ نے بڑے غرور ...
میں کسی عذاب کسی قہر سے ڈرنے والا نہیں میں جو ارادہ کر چکا ہوں ...
کروں گا اگر کعبہ خدا کا گھر ہے تو میں دیکھتا ہوں وہ اپنے گھر کی حفاظت ...
کرتا ہے کیونکہ ہر گھر کا مالک اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا ذمہ دار ہو...
تمہیں صرف یہ بتانے کے لئے بلایا ہے کہ اس حملے میں تم لوگ بھی میر...
تم میں سے اس بارے میں کسی کو کوئی اعتراض و احتجاج ہے۔

اس بار نفیل بن حبیب نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا۔

دیکھ ابرہہ ہم دردمندان کعبہ اس حملے میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں ہم ...
ہیں کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر ہم کیونکر تمہارے ساتھ مل کر اس پر ...
ہمارے لئے ایک اساطیری اور مقدس وجود رکھتا ہے۔ ہم دین ابراہیمی کے ...
ابراہیم نے ہی اپنے رب کے حکم سے اس گھر کی تعمیر کی تھی اور اپنے رب...
میں ایک نبی برپا کرنے کی بھی دعا کی تھی میں سمجھتا ہوں اس نبی کے ظہو...
تاکہ وہ تم سے خدا کے گھر کی حفاظت کرے ہم کعبہ پر اس حملے میں ...
گے۔

ابرہہ نے تیز نگاہوں سے نفیل کی طرف دیکھتے اور گھورتے ہوئے کہا...
حملے میں حصہ مت لینا لیکن تم لوگ میرے ساتھ چلو تاکہ تم اپنی آنکھوں...
بربادی اور اس کی مسماری کا عبرت خیز نظارہ کر سکو۔

اس پر نفیل بن حبیب کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عامر بن فہیرہ بول ...
ساتھ ضرور وہاں تک چلتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مجھے ...
کعبہ کی بربادی کے بجائے ہم وہاں تمہاری اور تمہارے لشکر کی بربادی دیکھ...
اس پر ابرہہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

یہ تو وقت بتائے گا کہ تم کعبہ کی بربادی کا منظر دیکھتے ہو یا میری اور ...

...حال تم لوگوں نے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اب تم لوگ جا سکتے ہو۔ پانچوں
...ار اور نفیل ابرہہ کے محل سے اٹھ کر باہر نکل گئے تھے۔

...گفتگو کرنے کے بعد سب عدی بن کعب کے خیمے میں داخل ہوئے نبیہ
... انہی کا انتظار کر رہی تھی۔ انہیں دیکھتے ہی وہ خیمے کے دوسرے حصے کی
... گئی تھی۔ سب وہاں چمڑے کے خیمے میں پریشان اور متفکر بیٹھ گئے تھے۔ نبیہ
... رہ کر انہیں دیکھنے اور سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

...چند ثانیوں تک دوپہر کی باد جیسا تکلیف دہ سکوت چھایا رہا پھر نفیل بن حبیب
...کو توڑا اور سب سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے گفتگو کا آغاز کیا

...قبائل اور اے دردمندان کعبہ ابرہہ نے ایک قبیح فعل کا ارادہ کیا ہے اس
...عذاب جہنم کو آواز دی ہے اس نے کعبہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر کے
...کے قلب میں خنجر گھونپ دیا ہے۔ ہماری قدیم رسومات پر لات ماری ہے۔
...لئے عروس کائنات ہونے کے علاوہ ایک اساطیری وجود رکھتا ہے۔ آپ لوگ
...میں وقت و تقدیر کی دست رس کو کاٹ کر ابرہہ کے خلاف بغاوت کھڑی
...اس کو بتاؤں گا کہ اس کی بصیرت دیوار کے اس پار تک نہیں جا سکتی۔
...کہنے کے بعد نفیل کچھ خاموش رہا۔ چند ثانیوں تک لگتا تھا اس نے رک کر
...اس نے گہری گمبھیر مگر کسی قدر غمزدہ سی آواز میں کہنا شروع کیا۔
...قبیلے کا سردار نہیں کسی پر میرا بس نہیں چلتا پھر بھی اے فرزندان کعبہ میں
...کوچ کر جاؤں گا۔ میں صحرائے عرب میں پھیلے ہوئے خانہ بدوش قبائل کو
...میں انہیں ابرہہ کے خطرے سے آگاہ کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ خانہ بدوش
...کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور وہ اپنے اس ذلیل ارادے سے باز رہے۔
...بڑا رافع۔ رازق۔ جلیل و غفار ہے وہی نفرت اور بدی کی اس طاقت کے
...کرے گا۔ وہی بارش برکھا اور بارانی لاتا ہے وہی دل کو تھپک اور من کو
...اور اسی کو ہم الغیاث اور الامان کہہ کر پکارتے ہیں اور اسی رب کی راہ میں
...میں بغاوت اور سرکشی کھڑی کر دوں گا۔ میں اپنے خون کے آخری قطرے
...حفاظت کے اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ آپ لوگوں سے التماس ہے کہ
...ماں۔ میری بہن کا خیال رکھنا۔

...خاموش ہوا تو عدی بن کعب نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ واللہ تو اکیلا لعد

تنہا نہیں ہے۔ میں آج رات ہی تمہاری شادی اپنی بیٹی سے کر کے
سردار بنانے کو تیار ہوں۔ بخدا بنو عمون بخوشی تمہیں اپنا سردار قبول کر
نفیل نے جھٹ کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں پہلے کعبہ کی حفاظت کا
اپنی شادی سے متعلق سوچوں گا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد عامر بن فہیرہ
نفیل بن حبیب کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

اے فرزند ارجمند تم اپنے آپ کو اکیلا اور تنہا کیوں محسوس کر
قبائل کے جوانوں پر مشتمل تمہارے لئے ایک لشکر تیار کریں گے۔ لشکر
میں روپوش ہو جاؤ ہم خفیہ اور پوشیدہ طور پر تمہیں ہر چیز مہیا کرتے رہیں
کعبہ پر حملہ آور ہونے کے لئے یہاں سے کوچ کرے گا تم اس کے
مارنے کا سلسلہ شروع کر دینا۔

گو ابرہہ کے لشکر کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ تم اس کا کچھ بگاڑ
سکتا ہے اس دوران دوسرے کئی قبائل بھی اٹھ کھڑے ہوں اور
مزاحمت کھڑی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ہم تمہیں کم از کم پانچ
گے۔ ان کے ساتھ تم آج ہی یہاں سے کوچ کر کے صحرا کے اندر روپوش
سکتا ہے ابرہہ ہماری نگرانی شروع کر دے اور تم کچھ بھی نہ کر سکو۔

دوسرے قبائل کے سرداروں نے بھی حامی بھری اور عامر بن فہیرہ
اس کے اس فیصلے کی بھرپور حمایت کی۔ اس موقع پر نفیل بن حبیب اٹھ
ہوا اور کہا میں اپنی ماں اور بہن سے مل لوں۔ اتنی دیر تک آپ
والے جوانوں کو تیار کریں۔ میں آج رات ہی انہیں لے کر یہاں سے

نفیل کی اس رائے سے سب نے اتفاق کیا۔ چنانچہ عدی بن کعب
اٹھ کر خیمے سے نکل گئے تھے۔ نفیل اپنے خیمے میں داخل ہوا اور اس
چمڑے کی چادر پر لحاف اوڑھے بیٹھی تھیں۔ ان دونوں کے سامنے مٹی کی
تھی اس میں آگ جل رہی تھی۔ اور دونوں نے سردی سے بچنے کی خاطر
آگ پر پھیلا رکھے تھے۔ وہ چپ اور خاموش تھیں شاید بڑی بے چینی
کا انتظار کر رہی تھیں۔ نفیل کو دیکھتے ہی زہرہ بنت کلاب کھڑی ہو گئی اور
کہنے لگی۔

شکر ہے تو آ گیا میرے بیٹے۔ تم نے بہت دیر کر دی۔ میں اور

تھیں کہ تم نہ جانے کہاں رہ گئے ہو۔ دیکھ میرے بیٹے خیریت تو ہے تو مجھے
اور بکھرا بکھرا سا لگتا ہے۔

نفیل بن حبیب اپنی ماں کے پہلو میں انگیٹھی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔
پریشان مت ہونا۔ میں پھر جا رہا ہوں ایک ایسے محترم اور مقدس کام کے
لئے نکلنا مجھ پر فرض بنتا ہے۔ اس پر زہرہ بنت کلاب نے پریشان ہو کر پوچھا۔
میرے بچے اب اس وقت تو کہاں جائے گا۔

حبیب نے ماں سے ابرہہ سے گفتگو اور عدی بن کعب کے خیمے میں ہونے
تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔ نفیل جب خاموش ہوا تو اس نے دیکھا زہرہ بنت
مجبوری کی جامد و ساکت تصویر بنی بیٹھی تھی۔ وہ انجانی اور ان دیکھی سوچوں
تھی۔ لگتا تھا نفیل بن حبیب کے فیصلے نے اسے پریشان اور غمگین کر کے رکھ دیا

کی یہ حالت دیکھتے ہوئے نفیل بن حبیب نے کسی قدر بھرائی ہوئی آواز میں
میری ماں کیا تمہیں میرے اس فیصلے سے دکھ ہوا ہے سن میری ماں ابرہہ نفرت
علامت ہے وہ اللہ کے گھر اور ہماری یکجہتی کے مرکز کعبہ کو گرانے چلا ہے۔ دیکھ
ناموس کبریا ہے اس کی حفاظت ہمارا فرض اولین ہے۔ یہاں تک کہنے کے
حبیب تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا۔
اور محترم تاریکیوں کے اندر بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے کوئی تو دیا کوئی تو
مشعل ہونی چاہئے اور یہ دیا یہ چراغ یہ مشعل تیرے ہی بیٹے کا کیوں نہ ہو۔
ماں کوئی تو ہو جو نوا میں فطرت اور قوانین قدرت کی حفاظت کے لئے پکارے
کے دیکھ میری ماں لبیک کہنے والا تمہارا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہونا چاہئے۔
میری ماں یہ راتیں یوں ہی سحرتی اور دن یوں ہی شامتے رہیں گے فصل خزاں
بہاراں کی رتیں آتی جاتی رہیں گی لیکن کعبہ کی حفاظت جیسے نیک اور پر اثر
مواقع میری ماں بار بار نصیب نہ ہوں گے دیکھ میری ماں ابرہہ کعبہ کو گرانے اور
چلا ہے اے میری ماں کیوں نہ تیرا بیٹا وقت کی ٹہنی میں کسی نئے ہلکے اور
تاریخ میں کسی نئے ثمر کا اضافہ کرے۔ لوگ اس نیک کام کے صلہ میں ہمارا نام
میں لکھے جانے والے اوراق میں محفوظ کریں اور دیکھ میری ماں چشم یزداں اور نگاہ
میں ہم ترانہ توحید بن کے ابھریں گے۔
نفیل بن حبیب کی اس ساری گفتگو کے جواب میں زہرہ بنت کلاب تھوڑی دیر تک

گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر شاید اس نے کچھ فیصلہ کیا اس لئے کہ اس
شفقت و محبت میں اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا اے فرزند عزیز تو ایک جفاکش
ہے میں تمہارے سارے فیصلوں سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں۔

نفیل میرے بچے میرے بیٹے تم تو میرے اکلوتے بیٹے ہو قسم ابراہیم کے
اگر میرے سینکڑوں بیٹے ہوتے تو میں ان سب کو ناموس کبریا پر قربان کر کے فخر محسوس
اے فرزند میں بخوشی تمہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت
ہوں۔

اپنی ماں زہرہ بنت کلاب کے ان الفاظ پر نفیل بن حبیب خوش ہو گیا تھا۔
آگے بڑھا اور اپنی ماں کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میری ماں تو نے
خوش کر دیا ہے نفیل بن حبیب مزید کچھ کہنے والا تھا کہ رک گیا اس لئے کہ
اسی موقع پر عدی بن کعب اور نبیلہ دونوں باپ بیٹی داخل ہوئے تھے۔ زہرہ بنت
موقع پر اٹھی اور آگے بڑھ کر اس نے پیار سے نبیلہ کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا
کعب نے آگے بڑھتے ہوئے نفیل بن حبیب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نفیل نفیل میرے بیٹے جس مہم کی تم ابتداء کر رہے ہو۔ کعبہ کا رب تمہیں
کامیاب اور کامرانی عطا کرے۔ دیکھ میرے بیٹے میرے بچے نبیلہ بھی تمہارے ساتھ
ابرہہ کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لئے ضد کر رہی تھی لیکن فی الحال میں
روک دیا ہے تمہاری غیر موجودگی میں یہ تمہاری ماں اور بہن کے پاس رہا کرے
نبیلہ اب تمہاری ہے میری طرف سے تم دونوں کو اجازت ہے تم دونوں دن
اور رات کی تاریکی میں جب چاہو ایک دوسرے سے مل سکتے ہو۔

اس موقع پر حسین و جمیل نبیلہ بڑے شوق بڑے انہماک سے نفیل کو دیکھ
تھی۔ عدی بن کعب نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ نفیل میرے
میرے بچے تم اپنی ماں بہن اور اپنے ریوڑ کے متعلق فکرمند نہ ہونا میں ان
حفاظت و کفالت کروں گا۔ آؤ اب چلیں اپنے خیموں کے مغرب میں سب سردار
مسلح جوانوں کے ساتھ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔

یہ سننے کے بعد زہرہ بنت کلاب فوراً آگے بڑھی اور اپنے بیٹے نفیل کو اس
ساتھ لپٹایا کئی بار اس کی پیشانی چومی پھر اس کا گال بڑے پیار سے تھپتھپاتے ہوئے
نفیل میرے بیٹے میرے بچے جاؤ میرے فرزند اس رزم خیر و شر میں خدا کرے تم
بن کر ابھرو۔ دیکھ میرے بیٹے میں ہمہ وقت تیری کامیابی تیری کامرانی کے لئے

گی۔ دیکھ میرے بیٹے جان بوجھ کر اپنے آپ کو خطرات میں مت ڈالنا۔ بڑی احتیاط
دیکھ بھال کے ساتھ میرے بیٹے ابرہہ کے لشکر پر شب خون مارنے کا سلسلہ شروع

ماں سے ملنے کے بعد نفیل بن حبیب آگے بڑھ کر اپنی بہن جندلہ کے پاس آیا اور
سر پر ہاتھ پھیرا اس موقع پر جندلہ بھی بے چاری غمگین اور افسردہ سی نفیل بن
لپٹ گئی تھی۔ جندلہ سے علیحدہ ہو کر نفیل بن حبیب نے ایک میٹھی اور الوداعی
ڈالی پھر وہ عدی بن کعب کے ساتھ خیمے سے نکل گیا تھا نبیلہ بے چاری کسی
اور کھیتوں میں رکی کھڑی کی طرح چپ اور اداس کھڑی اسے خیمے سے باہر جاتا
تھی جبکہ نفیل اپنا گھوڑا لے کر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔
کو لے کر عدی بن کعب خیموں کے اس شہر کے مغرب میں آیا وہاں سنگلاخ
بیچوں بیچ قبائل کے پانچ ہزار مسلح جوان اپنے گھوڑوں کے ساتھ کھڑے تھے ان
فہیرہ کے علاوہ دیگر سردار بھی تھے۔
کعب کے ساتھ نفیل بن حبیب کو دیکھتے ہی عامر بن فہیرہ دوسرے سرداروں
نفیل بن حبیب کے قریب آیا اور اس کے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ پھیرتے
شروع کیا۔
کے بیٹے میں نے یہ قبائل کے پانچ ہزار مسلح سوار تمہارے لئے جمع کر
تم ان کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ اس لشکر کے پاس کم از کم دس یوم کی
ندوبست بھی ہے بوقت ضرورت ہم تمہیں ان جوانوں کے لئے خوراک اور
کرتے رہیں گے۔
تک کہنے کے بعد عامر بن فہیرہ تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ نفیل بن
مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ دیکھ نفیل میرے بیٹے اب تم یہاں سے کوچ کر جاؤ ان
کا زیادہ دیر یہاں رکنا بھی پر از خطر ہے۔ ابرہہ اس صحرا میں جہنم کی بھٹیاں
ہے اور یہ بھٹیاں خود اس کی ذات ہی کو جلا کے رکھ دیں گی۔
نفیل میرے بیٹے اگر ہم اسے کعبہ پر حملہ کرنے سے نہ بھی روک سکے تو بھی مجھے
کہ ابراہیم کا خدا جو رب سموات و ارض ہے اپنے گھر کی اہانت و بے حرمتی
کرے گا اور ابرہہ اور اس کی قوم پر ایسا عذاب نازل کرے گا جو آنے والی
لئے عبرت کا سامان ہو گا۔ جاؤ میرے بیٹے اب کوچ کر جاؤ۔ خداوند شفیق و شکور
و مدد کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی نفیل بن حبیب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ان کے اندر آیا اور بلند آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے جوانو سالار نفیل بن حبیب ہوں اور تم سے مخاطب ہوں ہم اپنے خدا کے نام لئے یہاں سے کوچ کریں۔ نفیل بن حبیب کی اس پکار پر سارے لشکریوں میں لبیک لبیک کہنا شروع کیا۔ پھر نفیل بن حبیب کے کہنے پر سب سوار ہوئے اور نفیل انہیں لے کر اندھیرے کی اوٹ میں مغرب کی تھا۔

○

اگلے روز جب سورج چڑھا تو یوناف اور کیرش ان خانہ بدوش خیمے سے باہر آئے اس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو کر کافی ابھر آ کر کیرش نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اس مبارک موقع پر جبکہ نفیل بن حبیب پانچ ہزار کے ایک لشکر کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو گیا ہے تاکہ ابرہہ جب اپنے لشکر کو بڑھے تو وہ اس پر شب خون مارنے کی ابتداء کرے۔ اے میرے کیا کرنا چاہئے ہمیں بھی نفیل کے لشکر میں شامل ہو کر ابرہہ کے لشکر والے نیک کام میں حصہ نہ لینا چاہئے۔

کیرش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک خاموش پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ کیرش کعبہ خداوند قدوس کا گھر ہے اور انہی سرزمینوں میں ہونے والا ہے جو کعبہ ہی نہیں آنے والی نسلوں کا پاسبان بن کے دل کہتا ہے کہ اگر ابرہہ کعبہ پر حملہ آور ہوا تو ابرہہ اور اس کے لشکری دو چار ہو جائیں گے۔

دیکھ کیرش جس کام کی ابتداء نفیل بن حبیب نے کی ہے وہ واقعی ہے اور ابراہیم کا رب نفیل بن حبیب کو اس کا اجر دے گا۔ میں حبیب کے لشکر میں شامل ہونے کے بجائے ان خانہ بدوش قبائل کے کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھیں گے پھر اپنی آنکھوں سے اگر کعبہ پر حملہ آور ہوا تو اس کا کیا حشر نشر ہوتا ہے۔ ہاں کیرش

طرف چلیں اور ان سے پوچھیں کہ اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی نفیل بن زہرہ بنت کلاب کے خیمے کی طرف چل پڑے تھے۔

بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نفیل بن حبیب کے خیمے کے ایسے موقع پر یوناف نے زور سے کھانس کر اپنی موجودگی کا اظہار کیا۔ بلند آواز میں پکارتے ہوئے کہا۔ اے نفیل کی مادر محترم ذرا خیمے سے باہر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس پکار کے جواب میں تھوڑی ہی دیر بعد زہرہ اور نبیہ تینوں خیمے سے نکل کر دروازے پر آکھڑی ہوئیں۔ انہیں دیکھتے بولا اور پوچھنے لگا۔

کلاب کیا تم مجھے جانتی ہو اس پر نبیہ بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ ہمارے کی ماں زہرہ بنت کلاب ہی نہیں اب ان سب قبائل کے افراد آپ دونوں جانتے ہیں۔ نبیہ کی اس گفتگو پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ میری بہن کہ تو نے ہمارے ساتھ ایسی گفتگو کی۔ ہم دونوں میاں بیوی اس لئے آئے حبیب کی غیر موجودگی میں اگر زہرہ بنت کلاب کسی چیز کی ضرورت محسوس دونوں میاں بیوی ان کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف نقدی کی ایک تھیلی کھولی اور زہرہ بنت کلاب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو اب میری اور میری بیوی کیرش کی بھی ماں ہے لہٰذا یہ نقدی کی تھیلی حبیب کی غیر موجودگی میں اسے اپنے کام میں لاؤ۔

کلاب وہ نقدی کی تھیلی لیتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا میں تجھے اپنی ماں کہہ کر پکار چکا ہوں مائیں اپنے بیٹوں سے یوں نقدی لیتے نہیں اس کے ساتھ ہی یوناف نے زبردستی نقدی کی وہ تھیلی زہرہ بنت کلاب مزید کہنے لگا۔

نفیل بن حبیب کی ماں میں اور میری بیوی دونوں تم لوگوں کے قبائل کے خیموں گے ویسے ہم دونوں میاں بیوی تمہاری طرف آتے جاتے رہیں گے اس کے اگر کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں تو مجھے پیغام بھجوا دیں میں آپ کی ہر خیال رکھوں گا۔ زہرہ بنت کلاب کے علاوہ جنولہ اور نبیہ تینوں نے یوناف کا پھر وہ دونوں میاں بیوی وہاں سے واپس اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

تیسرے روز ابرہہ نے ایک جرار لشکر کے ساتھ صنعا سے کوچ کیا اس
اس کے لشکر میں شامل تھے اور ان ہاتھیوں کی مدد سے وہ کعبہ کی عمارت کو
چاہتا تھا۔ یمن کی حفاظت کے لئے اس نے اپنے رفیق کار مدیان کو لشکر کا
صنعا میں چھوڑا اور خود وہ پانچوں عرب قبائل کو لے کر بحیرہ قلزم کے
تیزی سے مغرب کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ یمن کے کوہستانی سلسلے سے نکل کر
میں داخل ہوا تو اس وقت سورج غروب ہو گیا تھا فضاؤں میں تاریکی پھیل گئی
تاریکی میں سے صحرا کے اندر سے اچانک نفیل اپنے لشکر کے ساتھ نمودار
کے دور دور تک پھیلے ہوئے لشکر کے پچھلے حصے پر اس نے شب خون مارا تھا۔
نفیل بن حبیب اپنے لشکر کے ساتھ ابرہہ کے لشکر کے پچھلے حصے میں
تھا جیسے کوئی تیز نوک اور دھار کا خنجر کسی نے تربوز میں دے مارا ہو۔ اور اس
عرب اور اونٹوں کے حدی خان بھی اسی کی طرح شعلہ پیراہن بن کر اس پر
تھے۔

صحرا کے اس حصے میں ایک شورش محشر برپا ہو گئی تھی۔ نفیل کی
بدوش عربوں کے حملے میں ایک عجیب سا سماں' انوکھا سرور تھا۔ وہ بگولے
چھا گئے تھے۔ اور یوں بپھر گئے تھے جیسے کوئی چشم یزداں و ملک کا آشنا
اژ ظلمتوں کے کوہستانوں اور اندھیروں کو منور کرنے کے لئے اترا ہو۔

نفیل بن حبیب کی رہنمائی میں خانہ بدوش عرب زور زور سے اپنے
لے کر طوفانی بپھری موجوں اور شوریدہ سر جنون خیز آندھیوں کی طرح
تھے۔ ان کی آوازیں گرج کی طرح ونی اور تلواریں چمکتے شعلوں کی طرح
رہی تھیں۔

جب تک ابرہہ سنبھل کر اس لشکر کے حصے کی مدد کو پہونچا اس وقت
کے سینکڑوں نوجوانوں کو کاٹ کر بے نشان جھونکوں کی طرح صحرا کے اندر غائب
لگتا تھا کوئی نوری جھرنا ہو جو اپنا کام کر کے خاموش ہو گیا ہو۔ یا کوئی سپنوں کی
پراسرار سایہ ہو جو اندھیرے کی چھاتی ہی میں تحلیل ہو کر رہ گیا ہو۔ ابرہہ
تھوڑی دور تک نفیل کا تعاقب کیا لیکن جب وہ اسے نہ پا سکے تو مایوس اور
لوٹ گئے۔ ابرہہ نے کسی اور شب خون سے بچنے کے لئے وہاں اپنے لشکر کو
حکم دے دیا تھا۔ پانچوں خانہ بدوش عرب قبائل بھی ابرہہ کے لشکر کے ساتھ
ہو گئے تھے۔ ابرہہ نفیل کے اس کامیاب شب خون پر ایک طرح سے تلملا اٹھا

نبیلہ کسی متوحش ہرنی کی طرح بھاگتی ہوئی نفیل کی ماں کے خیمے میں داخل
اس وقت نفیل کی ماں زہرہ بنت کلاب اور بمن جندلہ بنت حبیب دونوں اپنے
مغموم اور پریشان بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں ماں بیٹی کو یہ تو خبر ہو گئی
لشکر پر نفیل نے شب خون مارا ہے لیکن کسی نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ
کا نتیجہ کیا نکلا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ شب خون مارنے کے بعد نفیل
کہاں ہے۔

دیکھتے ہی دونوں ماں بیٹی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں دونوں کے چہرے پر کسی
اطمینان بکھر گیا تھا شاید انہیں نبیلہ سے کسی اچھی خبر کے سننے کی امید تھی اس
کے چہرے پر بھی سحر کے نور جیسی رونق تھی۔ زہرہ کے قریب آ کر اس نے
مسرت سے مخمور آواز میں کہنا شروع کیا۔

ماں۔ بابا نے کچھ جوان نفیل کے شب خون سے متعلق معلومات حاصل
بھیجے تھے۔ انہوں نے واپس آ کر بابا کو بتایا ہے کہ نفیل نے ابرہہ کے لشکر
پر شب خون مارا ہے اور وہ ابرہہ کے سینکڑوں لشکریوں کو کاٹ کر بھول حیلوں میں

نفیل کے متعلق یہ خبر سننے کے بعد نفیل کی بمن جندلہ کے ہونٹوں پر گہری
مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اور وہ خوشی میں آگے بڑھ کر والہانہ انداز میں نبیلہ سے لپٹ گئی
زہرہ بنت کلاب کے چہرے پر بھی سکون ہی سکون تھا۔ پھر اس نے بھی آگے بڑھ
کر نبیلہ کی پیشانی چومی اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

نبیلہ۔ میری بچی ابراہیم کا رب تمہیں اور نفیل کو خوش اور سلامت رکھے۔
میرا بیٹا ابرہہ کے قلب کافر پر ضرب لگانے میں کامیاب رہا ہے۔ کاش اب
جنوبی اور شمالی صحرا کے قبائل جاگ چکے ہوتے۔ تو ابرہہ کو کعبہ کی طرف
بڑھنے سے روک کر رکھ دیتے۔

یہ کہنے کے بعد نفیل کی ماں تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام
جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

نبیلہ بیٹی۔ اگر جنوب سے شمال تک راستے میں بنو ازد بنو قارہ۔ بنو عماد۔ بنو
بنو مرہ۔ بنو حنیفہ۔ بنو ہذیل۔ بنو تمیم۔ بنو عبد القیس۔ بنو بکر۔ بنو طے۔
بنو تغلب۔ بنو ثقیف اور دیگر کئی خانہ بدوش قبائل صحرائے عرب میں اپنے خیموں
میں ایسے پڑے ہیں جیسے آسمان پر ستارے ہوں اگر یہ سب اٹھ کھڑے ہوں تو جس

طرح ستارے آسمان کو روشن کر دیتے ہیں اس طرح یہ بھی ابرہہ کی تاریکی
سکتے ہیں۔ کاش ورمندان کعبہ اب تک ایک ہو کر ابرہہ کے لئے سد راہ بن
زہرہ بنت کلاب چند ثانیوں تک سوچتی رہی پھر اس نے نبیلہ سے کہا۔
میری بچی تو آج رات یہیں رہ۔ نفیل کی جدائی میں تمہاری موجودگی میرے
باعث ہو گی۔ جواب میں نبیلہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
دیکھ میری ماں میں خود بھی بابا سے کہہ کر آئی ہوں کہ آج کی رات میں
کے پاس رہوں گی۔ پھر تینوں خیمے کے اندر جلتی آگ کے پاس بیٹھ کر ابرہہ کی
ہونے والے حالات پر گفتگو کرنے لگیں تھیں۔

دوسرے روز صبح ہی صبح ابرہہ نے اپنے لشکر اور عرب قبائل کے ساتھ
کیا۔ دوپہر کے قریب جب وہ صحرائے تہامہ کے اندر سے گزر رہے تھے
ٹیلوں کے اندر سے نفیل بن حبیب اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور ا
نے حملہ کر دیا تھا۔

ابرہہ اس بار اپنے لشکر کے پچھلے حصے میں تھا اس نے یہ احتیاط اس
کہ اگر نفیل بن حبیب حملہ آور ہو تو اس سے نپٹا جا سکے لیکن اس موقع
نے دانشمندی کا ثبوت دیا۔ اور وہ پچھلے حصے کا بجائے ابرہہ کے لشکر کے
آور ہو گیا تھا۔ اس بار بھی نفیل بن حبیب نے ابرہہ کے لشکر کے سیکڑوں
رکھ دیا صحرا کی ریت خون آلود اور ابرہہ کے لشکریوں میں خوف و ہراس
تھا۔

ابرہہ کے لشکر میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو خانہ کعبہ پر حملے کے
لہذا نفیل بن حبیب جب ان پر شب خون مارتا یا حملہ آور ہوتا تو وہ دل
مقابلہ نہ کرتے۔ بلکہ احتیاطاً" پیچھے ہٹ جایا کرتے تھے۔ نفیل ابرہہ کے
لگانے کے بعد جب واپس ہوا تو ابرہہ کے انتہا پسند لشکریوں نے اس کا
کے بڑے بڑے اور قدیم ٹیلوں پر مشتمل صحرا ان کے لئے اجنبی تھا
راستوں سے خوب واقف تھا۔ جس کے نتیجے میں یہ تعاقب بھی ناکام رہا
پھر کامیاب ضرب لگانے کے بعد اپنا لشکر بچا کر نکل گیا تھا۔ ابرہہ کے
مرنے والے لشکریوں کی لاشوں پر آہیں بھرنے اور تلملانے کے سوا کچھ
تو بہرحال اپنا کام کر کے جا چکا تھا۔

ابرہہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ اس نے طائف کے کوہستانی

کے حملوں اور شب خون سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے یہاں ایک ترکیب
کامیاب رہی۔ اس نے کوہستانی سلسلے میں چاروں طرف اپنے لشکر کے کچھ حصے
تھے۔ جن میں کمند پھینکنے کے ماہر بھی شامل تھے۔ انہیں ابرہہ نے ہدایت کی کہ
آور ہو تو اس پر کمند پھینک کر اسے زندہ گرفتار کیا جائے۔ اور یہی ہوا۔
کہ نفیل بن حبیب جب ابرہہ کے لشکر پر حملہ آور ہونے کو آیا تو گھات میں
کے لشکر کے مختلف حصے اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ کوہستان طائف
ہوئی قریب تھا کہ نفیل ابرہہ کے لشکریوں کو مار مار کر بھگا دے۔ ابرہہ کے
کے قریب جانے کا موقع مل گیا۔ اس نے نفیل پر کمند پھینک کر اسے کھینچ
گھوڑے سے گر گیا۔ اس کا گرنا تھا کہ اس کے ساتھی خانہ بدوش عرب اپنا
خاطر بھاگ گئے۔ ابرہہ کے ساتھیوں نے نفیل کو لوہے کی بھاری اور وزنی
لیا تھا۔

وہیں لشکر اور قبائل کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ ابرہہ کا خیمہ نصب ہو گیا تو
اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس وقت نفیل بن حبیب اس کے خیمے میں
وقت ابرہہ اپنے سنہری تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ ابرہہ کے سپاہیوں نے نفیل کو
کھڑا کیا اس وقت وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا پھر بھی ابرہہ کے آگے پیچھے
کھڑے تھے کہ مبادا کہیں نفیل حملہ نہ کر دے۔

تک زنجیروں میں جکڑے ہوئے نفیل کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے
پوچھا اے خانہ بدوش محسن میرے کس فعل اور عمل نے تمہیں میرے
سرکشی کرنے پر آمادہ کیا۔

نفیل بن حبیب نے ابرہہ کو کہا جانے والے انداز میں انتہائی شوریلی اور
کہنا شروع کیا۔ دیکھ ابرہہ کیا تمہارا یہ ارادہ ہی تمہاری تباہی اور بربادی کا
تم کعبہ پر حملہ آور ہو رہے ہو۔ وہ خدا کا گھر ہے اس پر ابرہہ نے نرم
کہنا شروع کیا۔

ہو کہ اس طرح دن کے وقت حملہ آور ہو کر یا شب خون مار کر مجھے اس
روک سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ تمہارے ساتھ کل پانچ ہزار جوان ہیں اور یہ
دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔ تم ناحق میرے خلاف صف آراء ہوئے ہو۔ اگر
گردن اڑا سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ تم میرے محسن ہو اور
تم نے میری جان بچائی ہے۔

میری موجودہ عزت و عظمت سب تمہاری وجہ سے ہے اس لئے تم میرے خلاف بھی سخت اور بھیانک کاروائی کرو میں تمہاری جان نہ لینے پر مجبور ہوں۔ اس لئے میرے محسن ہو۔ تم اس وقت تک میرے ساتھ ایک اسیر کی حیثیت سے رہو گے میں اپنے کام کی تکمیل نہیں کر لیتا۔ اس کے بعد میں تمہیں رہا کر دوں گا اور تم گے۔ جہاں چاہو گے جا سکو گے۔

ابرہہ یہاں تک کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اس کا ایک محافظ خیمے میں داخل ہوا کمر کو خوب خم کرتے ہوئے اور سر جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا ہمارے جوانوں نے ایک ایسے آدمی کو پکڑا ہے جو باتوں سے وہ اس وقت خیمے سے باہر کھڑا ہے اس وقت اس کے اہل خانہ اور کچھ دوسرے ہیں کہیں یہ دوسرے عرب قبائل کا جاسوس نہ ہو اور ہمارے لئے کوئی نئی مصیبت کر دے۔ وہ ایسی گفتگو کرتا ہے جو عام آدمی کی سمجھ سے بالا ہے۔

ابرہہ اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور فیصلہ کن لگا۔ اس کے ساتھیوں کو باہر ہی رہنے دو اس کو اکیلا ہی میرے پاس بھیجو۔ وہ گیا تھوڑی دیر بعد اپنے ساتھ ایک ایسے عرب کو لایا جو عمر میں چالیس کے قریب جسم خوب بھرا ہوا تھا۔

ابرہہ نے ایک غلط نگاہ اس پر ڈالی پھر غصیلے لہجے میں اس اجنبی سے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کیوں ہمارے لشکر کے گرد منڈلا رہے تھے۔ اس اجنبی کی بھرپور سنجیدگی میں کہا میرا نام حارث بن حسن ہے میں نجران سے آ رہا مستقل آباد ہونے کو جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ میرے اہل خانہ کے علاوہ ہیں۔ ہمارے ساتھ ہمارے گھر کا اثاثہ بھی ہے۔

ابرہہ نے پوچھا تم نجران چھوڑ کر مکہ کے ریگ زاروں میں کیوں آ رہے اس کی تمہارے لئے کوئی خاص اور عام وجہ ہے۔ اس پر حارث نے بڑی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ابرہہ۔ نجران کے کاہن اور منجم ان دنوں یہ عنقریب عرب میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے علاوہ انجیل کی بشارتیں دیکھ دیکھ کر اس آنے والے نبی کی نبوت کی خبریں دے نجران کے ایک منجم نے تو اے ابرہہ تمہارے متعلق بھی پیش گوئی کر دی کہا ہے ابرہہ ہلاک ہو گا اور اس کا لشکر عذاب کا شکار ہو گا۔ اور یہ آنے والے نبی کے ظہور کی ایک نشانی ہو گی۔ اس منجم نے یہ بھی کہا ہے کہ

سے ختم ہو جائے گی یہ بھی اس آنے والے رسول کی ایک نشانی ہے۔

نے نفیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حارث سے کہا۔ یہ جوان جس کا نام نفیل ہے اس کی طرح تم بھی دین ابراہیمی کے ماننے والے ہو۔ جواب میں حارث کہنے میں صابئی ہوں ہم حضرت شیث اور حضرت ادریس کے پیروکار ہیں۔ ہمارا مذہب ہمارے یہاں سات وقت کی نماز اور ایک مہینے کے روزے ہیں ہم مرنے والے کا پڑھتے ہیں ہمارے یہاں خانہ کعبہ کی بہت عزت و حرمت ہے۔ ہم صابئیوں میں داخل ہو گیا ہے کہ وہ آتش اور ستاروں کی پرستش کرنے لگے ہیں۔ یہ شرک یہ شرک اس آنے والے نبی کی ایک نشانی ہے تاکہ وہ آئے اور انہیں اس کرے۔

تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا اس نے اپنے محافظوں کی طرف دیکھتے حالت میں کہا۔ لے جاؤ اسے اس کے اہل خانہ اور ساتھیوں سمیت قیدیوں رکھو۔ اگر میں کعبہ کو مسمار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو ان کی گردن اڑا اگر ایسا کرنے میں ناکام رہا تو یہ آزاد ہو گا۔

نے نفیل بن حبیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کون جوان ہے جس کا پکارا گیا ہے۔

ابرہہ بولا اور کہنے لگا یہ میرا محسن بھی ہے اور اس نے میرے خلاف کی ہے۔ لہٰذا زنجیروں میں بے بس ہے۔ اس نے پانچ ہزار خانہ بدوش لا کر لشکر پر حملے کئے اور شب خون مارا ہے۔ یہ مجھے کعبہ پر حملہ کرنے سے اور اپنی اس کوشش میں ناکام ہو کر میری گرفت میں آن پھنسا ہے۔ اس دیر گردن جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ دیکھ ابرہہ یہ اور سعادت مند ہے ابرہہ! تو ہار گیا۔ عقلمند اور کامیاب نفیل بن حبیب نے حارث کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا اشارہ پا کر دو محافظ حارث تھے۔

ابرہہ نے دو دوسرے محافظوں کو مخاطب کر کے کہا نفیل کو بھی لے جاؤ۔ خیمے میں رکھو۔ اور خیمے پر پہرہ لگا دو۔ اس کی زنجیریں اتار دو اور خیمے میں پشت پر اور پاؤں بھی باندھ دو۔ تاکہ یہ بھاگنے نہ پائے۔ اسے کھانے کو ہر طرح سے اس کا خیال رکھو اس کی حیثیت ایک معزز مہمان کی سی ہو

دو محافظ نفیل بن حبیب کو جب وہاں سے لے جانے لگے تو باہر سے ایک
اندر آیا اور ابرہہ سے اس نے کہا۔ باہر خانہ بدوش عرب قبیلے کے سردار ایک
جو نفیل کی ماں ہے اور دو لڑکیاں جن میں ایک نفیل کی منسوبہ اور ایک
نفیل سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ یک دم اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور محافظ
باہر لے چلو۔ اسے ملنے دو۔

محافظ نفیل کو باہر لائے۔ نفیل نے دیکھا وہاں پانچوں خانہ بدوش قبائل
کے علاوہ اس کی ماں زہرہ بنت کلاب۔ اس کی بہن جندلہ بنت حبیب۔
ہیں۔ نبعیہ کی حالت قابل دید تھی۔ اس کے چہرے سے ایسا لگتا تھا
حالت پر پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی۔ زہرہ اور جندلہ دونوں بھاگ کر نفیل
تھیں۔ اتنی دیر میں ابرہہ بھی اپنے خیمے سے باہر آیا۔ عامر بن ضمیرہ نے
مظاہرہ کرتے ہوئے اس موقع پر ابرہہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابرہہ۔ نفیل بن حبیب کو چھوڑ دے۔ اسے اپنے انتقام کا نشانہ
تمہارے خلاف جو کچھ کیا ہے وہ اس کے ضمیر کی پکار ہے اور اس کے
مذہبی جذبات کا تقاضہ ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو قبائل کے لوگ بھڑک
طور پر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اپنا ہی نقصان اٹھائیں گے لیکن
نتائج میں تم بھی نہ بچ سکو گے۔ یہ ہماری آنکھ کا تارہ اور وہ سامنے کھڑی
بیٹی کا منسوب ہے۔ جو بیچاری اس کی حالت دیکھ کر بت کی طرح خاموش
اندر بے چاری رو رہی ہے۔

ابرہہ نے بڑی خوش طبعی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ بنو ادوم کے
ہو۔ نفیل میرے پاس اسیر ہونے کے باوجود آزاد ہے اس کی حیثیت
صاحب عزت مہمان کی سی ہے۔ اس موقع پر نفیل کی ماں زہرہ
تھی کہ ابرہہ اسے مخاطب کرتے ہوئے پہلے ہی بول پڑا اور کہنے لگا۔

اے خاتون تو صرف نفیل کی ماں ہی نہیں میرے لئے قابل احترام
کر اپنے خیمے میں چلی جاؤ۔ نفیل کی حالت میرے یہاں ایک معزز مہمان کی
اگر اسے نقصان پہونچانا چاہوں تو بھی نہیں پہونچا سکتا۔ کیونکہ یہ
موجودہ شان اور عظمت اسی کے دم سے ہے۔ اس نے ابو مرہ سے
وقت میرے پاس رہے گا جب تک میں ارادے کی تکمیل نہیں کر لیتا
بعد یہ آزاد ہو گا جہاں چاہے رہے۔ اسے کوئی تعرض نہ کرے گا۔ اس

محافظ نفیل کو وہاں سے لے گئے۔ اس کی ماں۔ بہن۔ نبعیہ اور سرداران قبائل
گئے تھے۔

ایک خیمے میں بند کر کے اس پر دو محافظوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ لوہے کی
میں وہ بندھا ہوا تھا کھول دی گئیں تھیں اب اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے
گئے تھے۔

غروب ہونے کے بعد جب شام رات میں ڈھل گئی تو ابرہہ کے لشکر کا ایک
لئے کھانا لے کر آیا۔ اس نے کھانے کے برتن خیمے کے اندر ریت پر رکھے
وہاں اس نے کھول دیں۔ نفیل جب بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تو ابرہہ کا وہ آدمی
آیا تھا بڑی رازداری کے ساتھ نفیل کو مخاطب کر کے بولا۔

بن حبیب۔ ابرہہ کے لشکر میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ابرہہ کے کعبہ پر حملہ
کے خلاف ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں سے ایک ہوں۔ اس نے اپنے لباس
ایک لمبا خنجر نکالا۔ اور اسے نفیل کے سامنے ریت میں دباتے ہوئے کہا: تم
اس پہلے کی طرح تمہارے ہاتھ پاؤں رسیوں سے باندھ کر چلا جاؤں گا۔ بعد میں
کہ لوگ سو گئے ہیں۔ تو رسیاں کاٹ کر بھاگ جانا۔

یہ کہتے کہتے وہ نوجوان خاموش ہو گیا تھا کیونکہ باہر پہرہ دینے والے ایک محافظ
اور ایک نظر نفیل کو دیکھ کر واپس چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے
سرگوشی میں کہنا شروع کیا۔

کہہ رہا تھا کہ جب تم دیکھو کہ لوگ سو گئے ہیں تو اس خنجر سے اپنی رسیاں کاٹ
نے تمہارے کچھ آدمیوں سے رابطہ قائم کیا ہے اگر تم بھاگنے میں کامیاب ہو
مشرق کے رخ پر لشکر کے خیموں سے دو فرلانگ دور تمہارے آدمی تمہارے
رہے ہوں گے۔ اب اس خیمے سے نکل کر وہاں تک پہونچنا تمہارا کام ہے۔
تک پہونچ جاؤ تو جو دو آدمی وہاں تمہارے منتظر ہوں گے ان کے ساتھ دوبارہ
میں شامل ہو سکو گے۔ جو شمال مشرق میں یہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر
پھیلا ہوا ہے۔

نے کھانا کھانے اور پانی پینے کے بعد مٹی کا پیالہ ریت پر رکھتے ہوئے کہا تم فکر
میں یہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں تک پہونچنے کا سامان کر لوں گا۔ میں
ہوں کہ تم ابرہہ کے لشکری ہو کر میرے فرار کا اس قدر سامان کر رہے ہو۔
کھانا کھا چکا۔ لہٰذا اس نوجوان نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا اب میں جاتا ہوں۔ تم

آدھی رات کے قریب اپنے عمل کی ابتدا کر دیتا۔

پھر وہ نوجوان اٹھا اور پہلے کی طرح اس نے نفیل کے ہاتھ پاؤں باندھ
چلا گیا۔ نفیل تھوڑی دیر بیٹھ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ پہلو کے بل ریت پر لیٹ
سویا نہ تھا۔ جاگتا رہا۔ آدھی رات کے قریب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پشت
اپنے ہاتھ وہ اس جگہ لایا جہاں خنجر دبا ہوا تھا اس نے خنجر نکال کر اپنے
پکڑا پھر اس نے وہ رسیاں کاٹ دیں جس سے اس کے ہاتھ بندھے ہوئے
ہاتھ کھلتے ہی اس نے اپنے پاؤں کی رسیاں بھی فی الفور کاٹ دی
خنجر اپنے لباس میں اڑس لیا اور خیمے کے دائیں حصے میں وہ ریت ہٹا ہٹا
صورت بنانے لگا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ اسی کام میں لگا رہا یہاں تک کہ وہ نالی کو خیمے کے
لے گیا۔ خیمے کا پردہ ہٹا کر باہر نکلنے کے بجائے وہ اس نالی میں لیٹ
دروازے کے بجائے اس نے دائیں پہلو سے نالی کے ذریعہ اپنا سر باہر
اس طرف کا پہریدار ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ سردی سے بچنے کے لئے اس
موٹے اونی کمبل سے خوب ڈھانپ رکھا تھا نالی میں لیٹے ہی لیٹے نفیل
جائزہ لیا پھر وہ سانپ کی طرح رینگتے ہوئے خیمے سے باہر نکلا۔ باہر ہر سمت
سکوت طاری تھا۔ ریت پر رینگتے رینگتے نفیل اس طرف گیا جدھر اس پہریدار
قریب جا کر نفیل اٹھا پھر کسی بھوکے اور شکار کے طالب چیتے کی طرح
پر جھپٹ پڑا ایک ہاتھ سے اس نے پہریدار کا گلا دبا لیا تھا اور دوسرے
ریت پر لٹا کر اس کی چھاتی پر اپنا گھٹنا رکھ کر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

جب پہریدار ختم ہو گیا تو نفیل نے اس کی تلوار اور ڈھال پر قبضہ کر
کو اس نے پتھر کی ٹیک دے کر اسی طرح بٹھا دیا گویا وہ زندہ ہو اور پتھر کی
دے رہا ہو۔

نفیل نے اس پہریدار سے چھینی ہوئی تلوار اور ڈھال کچھ سوچتے ہو
کے قریب ہی رکھ دیا دوبارہ وہ زمین پر لیٹ گیا اور خیمے کے اس طرف
کی طرف بڑھا۔ اسی پر نفیل اس کی پشت سے جھپٹا اور پہلے پہریدار کی طرح
گھونٹ کر اس کا بھی انجام کر دیا تھا۔

اس دوسرے پہریدار کی لاش گھسیٹ کر نفیل نے خیمے میں اسی جگہ ڈال
خود لیٹا ہوا تھا پھر وہ دوسرے پہریدار کی تلوار اور ڈھال لے کر خیموں کے

شمال مشرق کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

لشکر کے چاروں طرف لشکر کے کچھ حصے کسی متوقع شب خون سے نپٹنے کے
تھے نفیل ان لشکریوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا شمال مشرق کی طرف خیموں
باہر نکل گیا تھا۔

خیموں سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس کے پیچھے بھاگ جانے اور فرار
اور ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا۔ نفیل شمال مشرق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ابھی وہ
گیا ہو گا کہ اسے اپنے پیچھے گھوڑے کے نتھنے پھڑپھڑانے کی آوازیں سنائی
حرکت میں آیا ایک ٹیلے کی ریت ہٹا کر اس نے اپنا پورا جسم ریت میں چھپا
لینے کو اس نے صرف اپنی ناک باہر رہنے دی تھی۔

بعد پیچھے آنے والے سوار اس کے پاس سے گزرے وہ تعداد میں دو تھے
ایک نے اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہا وہ اس طرف تو ہے ہی نہیں ہم یوں
بھٹک رہے ہیں اس وقت تک وہ بھاگ کر ضرور اپنے ساتھیوں سے جا ملا ہو
اور ہوشیار ہے دیکھو دو محافظوں کا خاتمہ کر کے بھاگ گیا۔

دوسرے نے کہا یہ سب ابرہہ کی غلطی کے باعث ہوا ہے اب وہ پھر ہم پر
کا سلسلہ شروع کر کے ہمارا خون خشک کرنا شروع کر دے گا۔ ابرہہ کو
اس کا خاتمہ کر دیتا۔

کہا خاتمہ کیسے کر دے یہ ابرہہ کا محسن ہے اگر قتل کرے تو محسن کش
اس نفیل بن حبیب ہی کی باعث ابرہہ کو اقتدار نصیب ہوا ورنہ اب تک
تمام کر چکا ہوتا۔

سوار باتیں کرتے ہوئے آگے نکل گئے نفیل اسی طرح ریت میں اپنے آپ کو
وہ سوار جب کافی دور نکل گئے تو نفیل کو اپنے بائیں ہاتھ دو انسانی ہیولے
چند قدم ادھر ادھر چلتے پھر ٹھٹھک کر رک جاتے ان ہیولوں کی حرکات و
چلتا تھا کہ وہ کسی کی تلاش میں رات کے وقت سرگرداں ہیں۔

اپنے کان ریت سے باہر نکالے تھوڑی دیر بعد ان ہیولوں کی آواز اس کے
ایک ہیولے نے دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

بھائی میں کچھ پریشانی اور فکرمندی کا شکار ہو رہا ہوں۔ اس لئے کہ نفیل
اب تک یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ یہ اندھے اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے صحرا
سوار اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ ان کی سرگردی سے یہ بات تو ثابت ہوتی

ہے کہ نفیل بن حبیب ابرہہ کی اسیری سے رہا ہو کر بھاگ چکا ہے۔ اس پر دوسرے نے سرگوشی کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ میرے بھائی میرے رفیق تیرا اندازہ درست ہے ہمیں تھوڑی دیر اور رک کر انتظار کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے نفیل پہنچنے میں کامیاب ہو جائے اور پھر اسے لے کر ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس پر پہلے ہیولے نے کسی قدر ... کرتے ہوئے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

اگر نفیل کو تلاش کرنے والوں کی نظر ہم پر پڑ گئی تو ہم دھر لئے جائیں گے میرے رفیق اگر ہم پکڑے گئے تو ابرہہ ہمارے ساتھیوں کی عبرت کے لئے مصلوب کر دے گا۔ یہ ابرہہ نفیل بن حبیب کو اس وجہ سے مصلوب نہیں کر ... ابرہہ کا محسن ہے اور وہ ابو ثمر کے ہاتھوں اس کی جان بچا چکا ہے اگر نفیل ... روز ابرہہ کے کام نہ آتا تو یقیناً" ابو ثمر ابرہہ کی گردن کاٹ چکا ہوتا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد دوسرے ہیولے نے تسلی ... میں کہنا شروع کیا۔ دیکھو میرے بھائی تم گھبراؤ مت ہمیں ہر صورت میں نفیل کا ... چاہئے۔ ہم صبح تک صحرا کے اس حصے میں انتظار کریں گے اور سورج طلوع ... تھوڑی دیر قبل یہاں سے بھاگ جائیں گے۔

ہو سکتا ہے اس وقت تک نفیل بن حبیب یہاں آ جائے۔ ممکن ہے دشمن سے بچنے کے لئے وہ وقتی طور پر کہیں چھپ گیا ہو یا اس نے اپنے آپ کو ... ریت کے ٹیلے کے پیچھے چھپا لیا ہو۔ دیکھ فکرمند نہ ہو۔ میرا دل کہتا ہے ہم ا... لے کر جائیں گے۔ رہا ہونے کے بعد اگر وہ اپنے لشکر میں واپس نہ پہونچ سکا ... حاضری سے ہمارے ساتھی دل برداشتہ ہو جائیں گے۔ اور پھر وہ منتشر ہو کر ... قبیلوں کو واپس ہو جائیں گے۔

ان دونوں کی گفتگو سن کر نفیل ریت سے باہر نکل آیا۔ اپنی تلوار اور ڈھال ... وہ کھڑا ہی ہونے والا تھا کہ صحرا کے اندر اسے پھر گھوڑوں کے نتھنے پھڑپھڑانے ... سنائی دی۔ وہ دونوں ہیولے جو نفیل کے قریب تھے لیٹ گئے اور رینگتے ہوئے ... میں ہو گئے تھے نفیل سمجھ گیا تھا کہ وہ سوار جو اسے تلاش کرنے کے لئے آئے تھے اب واپس آ رہے ہیں وہ رینگتا ہوا آگے بڑھا اور اس جگہ آن رکا جہاں ... پہلے گزرے تھے۔ زمین پر لیٹے ہی لیٹے اس نے ریت کا ایک ڈھیر لگا لیا اور اس میں وہ وہاں لیٹ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سوار آپس میں باتیں کرتے ہوئے جب نفیل کے پاس سے گزرے تو نفیل اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بھاگ کر اس نے پچھلے سوار پر چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔ جب تک اگلا سوار سنبھل کر اپنے پیچھے آنے والے ساتھی کی مدد کرتا نفیل نے اسے اپنی تلوار سے کاٹ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ اور گھوڑے پر اس نے قبضہ کر کے اس کی لگام تھام کر رکابوں میں اپنے پاؤں جما لئے تھے۔ اتنی دیر تک دوسرے نے نفیل پر حملہ کر دیا۔

نفیل اس وقت تک مکمل طور پر سنبھل چکا تھا لہذا اس نے بڑی آسانی سے حملہ آور کی تلوار پر روکا۔ پھر اس نے طوفانی انداز میں اپنی تلوار سے پے در پے حملے کرنا شروع کر دیئے تھے۔ اچانک نفیل کی تلوار اس کے پہلو پر گری اور اسے کاٹتی ہوئی نکل گئی اس کی لاش گھوڑے سے نیچے گر گئی تھی۔ نفیل نیچے اتر کر پہلے کی طرح اس طرف ... جدھر دونوں ہیولے غائب ہوئے تھے۔ پھر اس نے دھیمی آواز میں انہیں پکارتے ہوئے ...

اے میرے رفیقو۔ میرے بھائیو۔ میرے عزیزو۔ دونوں باہر آ جاؤ۔ میں نفیل بن حبیب ... یہاں اب رکنا خطرے سے خالی نہیں۔ آؤ باہر آؤ تاکہ اپنی منزل کی طرف بھاگ ...

وہ دونوں ہیولے ایک ٹیلے کے پیچھے سے نمودار ہوئے۔ اور آ کر ایک ساتھ نفیل سے لپٹ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہمیں یقین تھا کہ آپ یہیں کہیں ہوں گے۔ اور ... دشمن کی تلاش سے بچنے کے لئے کہیں چھپ گئے ہوں گے۔ نفیل نے پوچھا کیا تمہارے پاس سواری ہے۔

اس بار دوسرے نے کہا کہ ہاں میرے پاس ایک اونٹ ہے اور اسے ہم ایک میل شمال مشرق میں صحرا کے اندر گھٹنا باندھ کر بٹھا آئے ہیں۔

جواب میں نفیل نے کچھ نہ کہا بلکہ زقند لگا کر ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا اور دوسرے گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا تم دونوں اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ یہاں اب زیادہ دیر رکنا حماقت ہے۔

نفیل بن حبیب کے مشورے پر دونوں اس گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر ہانک دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے گھوڑوں کو صحرا کے اندر شمال ... کی طرف سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

○

ظلمت شب ختم ہو گئی تھی سورج کافی چڑھ آیا تھا۔ عدی بن کعب اپنے [illegible]
داخل ہوا۔ نبیہ دروازے کے قریب ہی کھڑی تھی شاید وہ اس کا بڑی بے [illegible]
قراری سے انتظار کر رہی تھی۔ اپنے باپ کو دیکھتے ہی نبیہ نے پوچھا بابا کیا آپ [illegible]
مل کر آ رہے ہیں وہ ابرہہ کی اسیری میں کیسے ہیں۔

جواب میں عدی بن کعب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر [illegible]
نبیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ نبیہ میری بیٹی۔ میری بچی۔ تو خوش قسمت ہے [illegible]
اب ابرہہ کا اسیر نہیں رہا۔ پچھلی رات اس نے وہ رسیاں کاٹ دیں جن سے اس [illegible]
پاؤں جکڑے ہوئے تھے۔ جس خیمے میں وہ بند تھا اس پر دو محافظ پہرہ دے رہے [illegible]
نے نہ جانے کیسے اپنی رسیاں کاٹنے کے بعد ان دونوں محافظوں کو بھی ختم کر [illegible]
گیا۔ اب وہ ابرہہ کی اسیری میں نہیں۔ ابرہہ اس کے بھاگ جانے پر [illegible]
میری بیٹی تو خوش قسمت ہے کہ تو نفیل جیسے بہادر شخص کی منسوب ہے وہ ایک
ہنرمند انسان اور جوان ہے۔ کعبہ کی حفاظت میں جو وہ ابرہہ سے برسرپیکار [illegible]
اس نیک کام کا اجر ضرور دے گا۔

یہ خبر سن کر نبیہ کا خوشی سے بوجھل جوان جسم مہک سا اٹھا تھا۔ [illegible]
اس کی خوشی اور مسرت باہر سے خوشبو کی طرح محسوس کی جا سکتی تھی۔ [illegible]
اس کی آنکھوں اور اس کے جسم کے ہر حصے سے پھول کی طراوت انگیز [illegible]
تھی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر نبیہ نے چہکتے ہوئے کہا بابا کیا [illegible] ابھی [illegible]
ماں اور بہن کو بھی سنا دوں۔

عدی بن کعب نے بڑی شفقت اور انس و محبت میں کہا میری بیٹی تو [illegible]
انہیں یہ خبر سنا تاکہ وہ دونوں ماں بیٹی نفیل کی اسیری پر افسردہ اور غمزدہ [illegible]
نفیل کی اسیری پر انہوں نے کھانا ترک کر دیا ہے۔ نبیہ کسی متوحش غزال [illegible]
کلیلیں بھرتی ہوئے بھاگ گئی تھی۔ عدی بن کعب وہاں کھڑے ہو کر [illegible]
دیکھے جا رہا تھا۔

○

ابرہہ کی اسیری سے رہا ہونے کے بعد نفیل نے ابرہہ کے لشکر پر [illegible]
دیئے تھے۔ ابرہہ پر پہلا اور اچانک حملہ اس نے صحرائے تہامہ اور طائف [illegible]
اور دوسرا حملہ اس کے لشکر کی پشت پر طائف کے کوہستانوں میں کیا۔ گو [illegible]

[illegible] اور زیادہ تھی کہ نفیل اس کے ارادوں سے روکنے اور کعبہ پر حملہ کرنے سے باز
[illegible] کام اس نے ابرہہ کے لشکر میں خوف و ہراس ضرور پھیلا دیا تھا۔
[illegible] بن حبیب کا خیال تھا کہ اس کی دیکھا دیکھی صحرائے عرب میں پھیلے ہوئے ان
[illegible] ابرہہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور ابرہہ کعبہ پر حملہ کرنے سے باز رہے
[illegible] نہ ہو سکا ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ مکہ کے قریب پہنچ گیا۔ ان نتائج سے
[illegible] بددل ہو گیا اور اس نے اپنے سارے ساتھیوں کو اپنے اپنے قبیلے میں چلے
[illegible] دیا تھا۔

[illegible] ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ طائف اور مکہ کے درمیان کے میدانوں میں
[illegible] تھا ابرہہ کا ایک افسر اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا ابرہہ کے قریب آیا اس وقت ابھی
[illegible] ہوا تھا۔ فضاؤں میں اندھیرا چھایا ہوا تھا ابرہہ کے اس افسر نے ابرہہ کو
[illegible] ہوئے کہا۔

[illegible] آپ سے ایک خوشخبری کہنے آیا ہوں۔ نفیل بن حبیب نے اپنے ساتھیوں کو
[illegible] اور اپنے آپ کو اس نے ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ شاید وہ ہمیں روکنے
[illegible] ہو کر دل برداشتہ ہو گیا ہے۔ وہ اس وقت اپنے گھوڑے سمیت ہماری گرفت
[illegible] نے اسے نہتا کر کے اس پر محافظ مقرر کر دیئے ہیں۔

[illegible] اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ میں سمجھتا ہوں
[illegible] ایک مصیبت ٹل گئی۔ بہرحال اس پر کڑی نگاہ رکھو مکہ اب تھوڑی ہی دور
[illegible] میں اسے اپنے سامنے طلب کروں گا اور پھر اس سے گفتگو کروں گا۔

[illegible] سالار واپس لوٹ گیا تھوڑی ہی دیر بعد سورج طلوع ہو گیا اور ابرہہ مکہ
[illegible] کے نواح میں چرنے والے بھیڑ بکریوں۔ گھوڑوں۔ اونٹوں کے ریوڑوں پر
[illegible] لیا۔ پھر اس نے نفیل بن حبیب کو طلب کیا۔

○

[illegible] کل لمبا خیمے میں اپنے سنہری تخت پر بیٹھا تھا کہ نفیل کو اس کے سامنے
[illegible] نے کسی قدر مسکراتے ہوئے اور طنزیہ انداز میں پوچھا کیا تم میرے لشکر
[illegible] حملے کرتے کرتے تھک گئے ہو جو تم نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر

[illegible] نفیل نے کھا جانے والی نگاہوں سے ایک بار ابرہہ کی طرف دیکھا پھر اس نے

بڑی بے باکی سے کہا۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں تم سے کعبہ کی حفاظت [illegible]
ناکام رہا ہوں۔ تم اب مجھے مصلوب کر دو۔ میں اسے اپنی ناکامی کی سزا سمجھ [illegible]
گا۔ لیکن یاد رکھنا مجھے امید ہے کہ کعبہ کا رب اپنے گھر کی حفاظت ضرور کرے گا۔

اس پر ابرہہ نے کہا نہیں تمہیں میں مصلوب نہیں کر سکتا۔ تم اب بھی [illegible]
میرے مربی ہو۔ تم آزاد اور باوقار طور پر زندہ رہو میں نے تمہاری ساری [illegible]
کر دیا اور سنو۔

یہاں تک کہتے کہتے ابرہہ خاموش ہو گیا کیونکہ اس کا ایک محافظ خیمے [illegible]
اور اس نے کہا اے مالک عبد المطلب نام کا ایک شخص آپ سے ملنے آیا ہے۔ [illegible]
ہم مسمار کرنے آئے ہیں۔ وہ اس کا متولی اور نگران ہے اس پر ابرہہ نے کہا [illegible]
لاؤ۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابرہہ کے خیمے میں ایک نہایت وجیہہ اور خوبرو جسیم [illegible]
کا خوبصورت جوان اندر داخل ہوا۔ جس کے چہرے سے فصاحت و بلاغت اور [illegible]
حلیم الطبعی اور شرافت عیاں تھیں۔ یہ حضور کے دادا شیبا بن ہاشم تھے۔

اندر داخل ہوتے ہی عبد المطلب کی نظر نفیل بن حبیب پر پڑی تو انہوں [illegible]
پوچھا تم یہاں۔ پھر آگے بڑھ کر انہوں نے نفیل سے مصافحہ کیا اور کہا دیکھ [illegible]
تم کعبہ کی حفاظت کے لئے ابرہہ کے لشکر پر جو شب خون مارتے رہے [illegible]
داستانیں میں تمہارے قبیلے کے لوگوں سے سن چکا ہوں۔ تم کعبہ کے [illegible]
شرافت تمہاری نجابت کا یہی تقاضہ تھا۔ ایسا کر کے تم نے عربوں میں اپنی [illegible]
لیا ہے۔

پھر عبد المطلب ابرہہ کے خیمے میں ننگی زمین پر بیٹھ گئے۔ نفیل بن [illegible]
پہلو میں بیٹھ گیا ابرہہ عبد المطلب کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ [illegible]
سے اتر کر وہ بھی زمین پر بیٹھ گیا اور بڑے احترام کے ساتھ اس نے عبد المطلب [illegible]
میں نے سنا ہے تم عربوں کے قاضی اور قریش کے سردار ہو۔

جواب میں عبد المطلب نے بڑی بے اعتنائی سے کہا تم نے جو کچھ سنا [illegible]
اس پر ابرہہ نے پوچھا تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔ عبد المطلب [illegible]
کے جن جانوروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ان میں میرے بھی دو سو اونٹ [illegible]
میرے اونٹ مجھے واپس کر دو۔

ابرہہ نے برافروختہ ہو کر کہا جب میں نے تمہیں دیکھا تو میرے دل میں [illegible]

[illegible] و احترام پیدا ہوا لیکن تم نے ایک حقیر مطالبہ کر کے اس عزت کو ختم کر دیا۔
[illegible] دین کے کعبہ کو نیست و نابود کرنے آیا ہوں اور تمہیں اپنے اونٹوں کی پڑی
[illegible] سمجھتا تھا کہ تم مجھ سے یہ التجا کرو گے کہ کعبہ کو مسمار نہ کروں۔

[illegible] میں عبد المطلب نے کہا اونٹ میرے ہیں اس لئے مجھے ان کی فکر ہے جس کا
[illegible] وہ خود ہی اس کی فکر اور حفاظت کرے گا۔

[illegible] نے تکبر اور تفاخر میں کہا تمہارا خدا کعبہ کو میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا۔ اس
[illegible] المطلب نے ناپسندیدگی اور برافروختگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تمہیں اختیار ہے جو
[illegible] دیکھو میرا خدا اپنے گھر کی حفاظت ضرور کرے گا۔ کیا تم نے نہیں سنا سکندر یونانی
[illegible] کہ وہ بابل میں مقیم تھا کعبہ کی مقدس سرزمین پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا
[illegible] روز اس نے ادھر کا رخ کرنا تھا اس سے ایک روز قبل موت نے اسے فنا کر

[illegible] نے سنا ہو گا بنو جرہم کے اوساف اور نائلہ نے جو ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے
[illegible] کعبہ میں بدکاری کا ارادہ کیا۔ تو ان دونوں کے چہرے مسخ ہو گئے اور دونوں پتھر
[illegible] ہو گئے۔ اہل مکہ نے ان دونوں کے پتھر کے جسموں کو اٹھا کر ایک کو کوہ صفا اور
[illegible] مروہ پر پھینک دیا۔ یہ دونوں بت اب بھی وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔

[illegible] کعبہ کے احترام کو پامال کرنے پر میرے خدا نے بنو جرہم بنو عمالقہ اور بنو خزیمہ کو
[illegible] کیا۔ تم بھی اس فعل بد سے باز رہو۔ شاید تمہارے آخری دن آ گئے ہیں میرا
[illegible] کسی اور قوم کو مسلط کرنے والا ہے۔

[illegible] پر ابرہہ نے کہا تو پھر اپنے خداوند سے دعا کرو کہ وہ تمہارے کعبہ کو میرے حملے
[illegible]۔ عبد المطلب نے کہا کہ وہ خود ہی تم پر ایسا عذاب نازل کرے گا جیسا اس نے
[illegible] سدوم اور عمورہ شہر میں کیا۔ جس طرح اس نے عاد و ثمود پر سخت آندھی اور
[illegible] کا عذاب نازل کیا۔ میرا خدا وہی تو ہے جس نے ابراہیم کی خاطر نمرود اور موسیٰ کی
[illegible] فرعون کو فنا کیا۔ وہ مالک الرقاب اور ذو القوۃ المتین ہے۔ جس نے طوفان نوح کی
[illegible] میں تم جیسے خطاکار اور فتنہ گروں کو اس زمین سے پاک کیا۔

[illegible] اے رفیق ابلیس۔ یہاں کسی کو ثبات اور دوام نہیں۔ اگر ہماری زبان چپ رہی تو کیا
[illegible] وہ قادر لم یزل جو خدائے جن و عرش و فرش ہے وہ تجھے معدوم و نابود نیست و فنا کر
[illegible]۔ میرا رب اسیر صبح و شام نہیں وہ اس شہر کے لوگوں کو دل زدہ اور غم گزیدہ نہ
[illegible] دے گا اور پھر اے ابرہہ جیسا کہ پرانے کاہن اور منجم آسمانی صحائف اور کتب کے

حوالے سے یہ بتاتے آ رہے ہیں مکہ ہی اس آخری نبی کی جائے پیدائش
خاص و عام اور فخر معجز کلام ہو گا۔

عبد المطلب جب خاموش ہوئے تو ابرہہ نے کہا جاؤ چلے جاؤ۔ تمہارے اونٹ
مل جائیں گے۔ عبد المطلب نے نفیل بن حبیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
اسیری میں ہے اسے بھی رہا کر دے۔ میں تجھے ضمانت دیتا ہوں کہ آئندہ یہ تمہارے
خطرناک یا نقصان دہ ثابت نہ ہو گا۔ یہ کعبہ کی حفاظت اور حرمت کے لئے
کرتا رہا ہے۔ اب ہم کعبہ کی حفاظت کعبہ کے مالک کے سپرد کرتے ہیں وہی تجھ
بے حرمتی کی سزا اور تمہارے فعل بد کی مکافات دے گا۔ میں اس کی ماں سے
آیا تھا کہ اسے ساتھ لیتا آؤں گا۔ اسے چھوڑ دے۔

ابرہہ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کہہ دیا تم نفیل کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو اب
ہے۔ اس سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی عبد المطلب نفیل کو لے کر ابرہہ
نکل گئے انہوں نے دیکھا اس خیمے کے قریب ہی وہ نو ہاتھی کھڑے تھے جن
عمارت گرانے کا کام لینے کے لئے ساتھ لایا گیا تھا۔ ان میں جو سب سے بڑا
ہاتھی تھا اس کا نام محمود تھا۔

اس موقع پر نفیل بن حبیب نے عبد المطلب سے کہا آپ ذرا رکیے مجھے اس
کے ساتھ بھی اپنا فرض ادا کر لینے دیجئے۔ عبد المطلب رک گئے نفیل بن حبیب
بڑے ہاتھی محمود کے پاس گیا اور اس کے کان میں کہا۔

"دیکھ محمود تو جہاں سے آیا ہے وہیں صحت و سلامتی کے ساتھ لوٹ جا
وقت خدا کے بلد الامین میں ہے۔ ابرہہ تجھ سے کعبہ کو گرانے کا کام لینا چاہتا ہے
کا گھر ہے اور اس کے ماننے والوں کا عزیز ہے اگر تو نے اس ذلیل اور حقیر کام
لیا تو خدا کے سامنے جوابدہ ہو گا۔

اس گھر کی عظمت و حرمت کی بدولت رفعتوں کا حصول عظمتوں کی تسخیر اور
اغراض کی رونق و فروغ ہوتا ہے۔ ابرہہ کعبہ پر حملہ کرنے والا ہے اور میرا ایمان
کرنے سے قبل وہ تاریخ کے قافلے میں بگولوں کے اندر اڑتی ریت اور لہروں کے
تموج میں بکھر جانے والی اذان سحر کی طرح منتشر اور پراگندہ ہو جائے گا۔ قبل اس
کعبہ کو مسمار کرے قضا کا فرشتہ اس پر نزول کرے گا اور اس کی حالت قوم عاد و
اہل سدوم و عمورہ سے بھی زیادہ ہولناک اور بدترین ہو گی۔"

پھر نفیل بن حبیب نے ہاتھ میں پکڑا ہوا محمود ہاتھی کا کان چھوڑ دیا اور

کہا، ہاتھی بھی فوراً" زمین پر بیٹھ گیا۔ نفیل کے ہونٹوں پر گہرا اطمینان اور خوشی کی
تکمیل کی گئی تھی۔

اب واپس عبد المطلب کے پاس آیا تو اس نے دیکھا وہاں پانچوں عرب قبائل
اور اس کی ماں زہرہ بنت کلاب کے علاوہ نبطیہ اور اس کی بہن جنولہ بھی
زہرہ بنت کلاب نے آگے بڑھ کر نفیل کو لپٹا لیا اور اسے پیار کرنے لگی جنولہ
بھائی سے لپٹ گئی تھی۔ اس موقع پر نبطیہ بھی آگے بڑھی اور نفیل کا بازو
اس نے کہا میں آپ کو آپ کی رہائی پر مبارکباد دیتی ہوں۔

محسوس کیا آج نبطیہ کی آواز پھوار رنگ، ترانہ شہد و شکر اور سیل نور و نغمہ
کن تھی اور اس کے ہاتھوں کا لمس صبح آزادی کی تمہید کی طرح نشاط آفریں
طرح پر سرور تھا۔ آج نبطیہ کے چہرے پر شعلے کی سی چمک اور خوش کن مرقوم
تھی وہ اپنے قلب و نظر سے متبسم و شاداں تھی۔

بن حبیب ابھی تک اسی کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ عبد المطلب نے اسے
کہا نفیل نفیل تم اپنے قبائل کو لے کر سامنے والے پہاڑوں پر چڑھ جاؤ میں
کر جتنہ کرتا ہوں کہ وہ بھی پہاڑوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔
یقین ہے کہ ابرہہ کے کعبہ پر حملہ آور ہونے سے قبل ہی کوئی آتش دہن
عذاب اس پر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ اپنے فعل بد کے متعلق سوچنا تک بھول جائے

المطلب مکہ شہر کی طرف چلے گئے جب کہ نفیل اپنی ماں، بہن، نبطیہ اور سرداران
ساتھ اس طرف جا رہا تھا جہاں ان کے قبیلے کے لوگ خیمہ زن ہوئے تھے۔
قبائل کے ساتھ پہاڑوں پر چڑھ گیا اور عبد المطلب شہر میں آئے اہل مکہ کی
کے ساتھ وہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کا پردہ پکڑ کر بڑی عاجزی و آہ
زاری سے دعا کی کہ اے پروردگار عالم تو اپنے گھر کی حفاظت کر میں بے بس ہو

بعد یہ لوگ شہر میں منادی کرنے لگے کہ متوقع عذاب سے بچنے کی خاطر پہاڑ
اور عبد المطلب بھی اہل مکہ کے ساتھ پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے۔
اپنے حملے کی ابتداء کی اس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کے لئے محمود ہاتھی
لیکن وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ فیل بانوں نے اسے آہنی گرز مارے
کا آنکڑا ڈال کر کھینچا مگر وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں جب انہوں نے اسے

یمن کی طرف چلانا چاہا تو فوراً اٹھ کر چل پڑا۔ شام کی طرف چلانا چاہا تو ...
کی طرف بڑھایا تب بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن جب اسے کعبہ کی طرف بڑھایا ...
اور ذرہ برابر آگے نہ بڑھتا۔

اسی اثناء میں سمندر کی طرف سے پرندوں کے غول کے غول آ گئے ...
پرندے پرے باندھے جب قریب آئے تو لوگوں نے دیکھا ہر پرندے نے ...
برابر تین کنکر اٹھائے ہوئے تھے۔ دو کنکر اپنے پاؤں میں اور تیسرا چونچ میں ...
کی پیاس بجھ گئی ہو اور کوئی قہر آلود طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو۔

ان پرندوں نے ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری شروع کر دی اور ...
کے لشکر کو چبائے ہوئے گھاس پھوس کی طرح پیس کے رکھ دیا تھا صرف ...
کعبہ پر حملے کے خلاف تھے۔ ابرہہ کے صرف ایک کنکر لگا جس کے اثر ...
میں کچھ ایسا زہر پھیلا کہ اس کا سارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گیا اور ...
اہل مکہ اور خانہ بدوش عرب قبائل پہاڑوں سے یہ سارا منظر دیکھ رہے ...
گیا اور واپس یمن چلا گیا تھا۔

ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی اور خاتمے کے بعد طوفانی بارش ...
برسا کہ سیلاب کی صورت حال پیدا ہو گئی یہ پانی ابرہہ کے تباہ شدہ لشکر ...
سمندر کی طرف لے گیا۔ اس طرح وہ میدان پہلے کی طرح صاف ستھرا ہو ...
خانہ بدوش عرب قبائل نے ابرہہ کے لشکر کی تباہی پر رات بھر ...
میں انہوں نے نفیل اور نبیہ کی شادی کر دی۔ اگلے روز شکرانے کے ...
کعبہ کا طواف کیا اور پھر وہ آزادی اور امن کے گیت گاتے ہوئے واپس ...
کر رہے تھے۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مکہ سے تقریباً ...
جبل نور پر نمودار ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہ اردگرد کا نظارہ کرتے رہے ...
اور تاسف آمیز لہجے میں یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو مخاطب ...
دیکھ کیرش یہی وہ سرزمین ہے جس میں آنے والے آخری رسول ...
اس رسول کے آنے تک ہم اپنی زندگی کے دنوں کا ساتھ دے سکیں ...
سکیں اس پر ایمان لا سکیں اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر سکیں۔

... زمین و آسمان کے مالک اور خداوند سے التجا و التماس ہے۔ کہ وہ ہمیں
... تک ان سرزمینوں میں رہنا نصیب کرے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف
... تو اس کی تائید کرتے ہوئے کیرش بولی اور کہنے لگی۔
... میرے حبیب میرے بھی خیالات آپ جیسے ہی ہیں میری بھی التماس ہے
... وہ دن دکھائے کہ ہم آنے والے رسول کا اتباع اس کی فرمانبرداری کر
... کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم فی الحال انہی سرزمینوں میں قیام رکھیں۔ اور
... سرزمینوں میں کیسا انقلاب ظہور پذیر ہوتا ہے۔
... کہنے کے بعد کیرش تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ دوبارہ بولی اور کہنے لگی
... میرے حبیب میں نے اپنی آنکھوں سے جو کعبہ کے اطراف میں یمن کے
... لشکر دیکھا ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کعبہ جو اللہ کا گھر ہے اس
... کی خاطر ہاتھ اٹھانا کوئی آسان کام نہیں دیکھ یوناف میرے حبیب کس طرح
... سے پرندے آئے انہوں نے کنکر پھینکے اور ابرہہ کو نیست و نابود کر کے رکھ
... والا نبی جلد آئے اور ان سرزمینوں میں جو شرک اور بدی کے طوفان اٹھے
... بھی دھو کے رکھ دے۔
... اس موقع پر مزید کچھ کہتی کہ اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس
... کہتے رک گئی اور ابلیکا کو سننے کے لئے وہ یوناف کے پہلو سے پہلو ملا کے
... لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔
... میں تمہاری اور کیرش کی باہم ساری گفتگو کو سن چکی ہوں فی الحال تم
... کوئی ایسا کام نہیں کہ تم ان سرزمینوں سے نکل کر کہیں اور جاؤ۔ رہا سوال
... کا تو عباس، ملیوک اور اوغار تو اس کمرے میں بند ہیں اور تم گاہے گاہے
... انہیں پکڑ کر عذاب سے دوچار کرتے رہتے ہو اس سلسلے کو جاری رکھو۔ پر میں
... بھی دیتی ہوں کہ فی الحال تم انہی سرزمینوں میں قیام کرو ہو سکتا ہے
... قیام کے دوران ہی خداوند ان سرزمینوں میں اپنا آخری رسول مبعوث کرے
... تو پھر تم اس رسول کے تابع، فرمانبردار اور مطیع بن کر زندگی گزارنا۔
... کہنے کے بعد ابلیکا جو خاموش ہوئی تو یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا دیکھ
... کہتی ہے۔ تمہاری آمد سے پہلے میں اور کیرش واقعی یہاں قیام کرنے سے
... رہے تھے اب جبکہ تم بھی تائید کر رہی ہو تو میں مکہ کی اسی نواحی سرائے میں
... جہاں اس سے پہلے میں نے قیام کیا تھا۔ ابلیکا نے یوناف کی اس تجویز سے

اتفاق کیا۔ پھر اس سرائے میں قیام کرنے کیلئے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی
سے اتر کر مکہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔

○

ایک روز عبد المطلب مقام حجر میں سو رہا تھا کہ خواب میں کسی نے بڑے
اور تنبیہہ آمیز انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عبد المطلب اٹھ اور
کھود۔ اس خواب کے دوران عبد المطلب نے آواز دینے والے کو مخاطب کر
پوچھا یہ طیبہ کیا چیز ہے تو اس پر اشارہ کرنے والا غائب ہو گیا اور خواب ختم ہو
خواب سے عبد المطلب کسی قدر پریشان تھا اور یہ سوچنے لگا تھا کہ آخر یہ خواب اس
طرف اشارہ کر رہا ہے۔

دوسرے روز پھر عبد المطلب جب اپنی آرام گاہ میں سویا تو خواب میں پھر
کہنے والا عبد المطلب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ دیکھ عبد المطلب اٹھ اور
کھود۔ عبد المطلب یہ خواب دیکھ کر پھر پریشان ہوا اور آواز دینے والے کو مخاطب
ہوئے پوچھنے لگا۔ دیکھ یہ برہ کیا چیز ہے؟ عبد المطلب کے اس طرح پوچھنے پر وہ
والا پھر غائب ہو گیا اور خواب ٹوٹ گیا۔

دوسرے دن کے اس خواب نے عبد المطلب کو مزید پریشان اور پراگندہ کر
دیا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ اشارہ کس کس طرف مل رہا ہے اور مجھے کیا
تیسرے روز رات کے وقت خواب میں پھر آواز دینے والے نے آواز دی اور
کو مخاطب کر کے کہا۔ اے عبد المطلب اٹھ اور مضنونہ کو کھود۔ عبد المطلب نے
پوچھا دیکھ آواز دینے والے یہ مضنونہ کیا چیز ہے؟ تیسرے روز بھی عبد المطلب کے
آواز دینے والا پھر غائب ہو گیا اور اس کے اس طرح غائب ہونے سے عبد
پریشانیوں اور پراگندیوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

چوتھے روز جب عبد المطلب اپنی خوابگاہ میں سویا تو خواب میں پھر پکارنے والا
عبد المطلب کو پکارتے ہوئے کہا عبد المطلب اٹھ اور زمزم کو کھود۔ اب معاملہ
کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ اس نے پکارنے والے آواز دینے والے کو مخاطب کر
زمزم کیا شئے ہے؟ اس پر خواب میں آنے والے پکارنے والے اور آواز دینے
کہا زمزم وہ چیز ہے جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی نہ کم ہو گا۔ وہ حج کے
بڑے گروہوں کو سیراب کرے گا۔

عبد المطلب وہ زمزم اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعصم کے گھونسلے
اور چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے۔ یہاں تک بتانے اور گفتگو کرنے کے بعد وہ
اور آواز دینے والا غائب ہو گیا تھا۔

عبد المطلب اب سمجھ گیا تھا کہ خواب میں اسے کیا بتایا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ
کے بعد دوسرے روز عبد المطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا اور اس جگہ کی
کھدائی کرنے لگے جس کی خواب میں انہیں نشاندہی کی گئی تھی۔

کھدائی میں وہ چیزیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں جو وہاں دفن تھیں تو عبد المطلب نے
کی اس پر قریش کے بڑے بڑے اور سرکردہ لوگ تاڑ گئے کہ جو کچھ عبد المطلب
خواب میں دیکھا ہے وہ انہوں نے پا لیا ہے کیونکہ کھدائی شروع کرنے سے پہلے عبد
المطلب قریش کو اپنے خواب کے متعلق تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے قریش کے سردار عبد المطلب کے پاس آئے اور مطالبہ کیا
کہ جو کچھ یہاں سے نکلے گا اس میں تم ہمیں بھی حصہ دار بناؤ گے اس پر عبد المطلب نے
کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے خواب میں یہ سب کچھ بتا کر مجھے تم سب میں ممتاز کر دیا گیا ہے۔
لہٰذا میں ہی ان سب چیزوں کا حقدار ہوں جو کھدائی کے دوران یہاں نمودار ہوں گی۔
اس پر قریش کے سرداروں نے دھمکی آمیز انداز میں کہا اگر تم نے ہمیں حصہ دار نہ
بنایا تو ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے اس پر عبد المطلب نرم پڑ گئے اور ان کی بات مان
کر جواب دیتے ہوئے کہا کھدائی سے پہلے اپنے اور میرے درمیان کوئی ثالث مقرر کر
لو جو اس معاملہ کا ہمارے درمیان انصاف کر سکے۔

عبد المطلب کی اس تجویز کے جواب میں اہل قریش نے ثالث کے لئے بنی سعد کی
ایک کاہنہ کا نام پیش کیا جو اس وقت ارض شام میں اپنے قبیلے میں رہتی تھی عبد المطلب
نے اس تجویز کو تسلیم کر لیا پس دونوں فریقوں نے ایک دن مقرر کیا اور اس روز عبد
المطلب اور قریش کے دوسرے سرکردہ سردار ارض شام کی طرف روانہ ہو گئے اور ان
دونوں کے ساتھ ان کے حامی اور ساتھی بھی روانہ ہوئے تھے۔

عبد المطلب اپنے مخالف گروہ کے آدمیوں کے ساتھ جب ارض شام کی طرف جانے
کے لئے کوچ کرنے لگے تو اس کوچ سے قبل انہوں نے خداوند کے حضور نذر مانی کہ
اگر ان کے دس بیٹے ہوئے اور وہ بلوغت کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت
کے قابل ہوئے تب وہ ان بیٹوں میں سے ایک کو کعبۃ اللہ کے پاس خداوند قدوس
کے لئے قربان کر دیں گے۔

اس کے بعد وہ مخالف گروہوں کے لوگوں کے ساتھ ارض شام کی طرف
گئے۔ راستے میں صحرا کے اندر سے گزرتے ہوئے عبد المطلب اور ان کے
پاس پانی ختم ہو گیا۔

عبد المطلب کے کسی بھی ساتھی کے پاس پانی نہ رہا تھا اور انہیں اس
پیاس لگی کہ ہر ایک کو اپنی موت و ہلاکت کا یقین ہو گیا وہ مخالف لوگ جو عبد
ساتھ تھے اور زمزم کا فیصلہ کرانے شام کی کاہنہ کے پاس جا رہے تھے ان
موجود تھا۔

عبد المطلب نے ان سے پانی مانگا لیکن انہوں نے پانی دینے سے انکار کر
پیش کیا کہ ہم خود بھی تم لوگوں کے ساتھ اس بے آب و گیاہ دشت میں
ہمیں بھی اسی آفت و مصیبت کا خطرہ لاحق ہے جو تم پر اس وقت پڑی
حصے کا پانی تمہیں دے کر خود اپنے آپ کو بھی موت و ہلاکت کے حوالے نہیں
اس پر عبد المطلب نے اپنے حامیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو میرے عزیزو۔ میرے ساتھیو۔ تم جانتے ہو ہم میں سے ہر ایک کے
ہو چکا ہے اور پیاس کے باعث میری ہی نہیں تمہاری حالت بھی قابل رحم
عزیزو۔ میرے ساتھیو۔ مخالف گروہ والوں کے پاس پانی ہے لیکن وہ چونکہ
پر تلے ہوئے ہیں لہٰذا اس ضرورت کے وقت وہ ہمیں پانی دینے کے لئے
لوگ مجھے مشورہ دو کہ اس موقعہ پر مجھے کیا کرنا چاہئے۔

عبد المطلب کی اس گفتگو کے جواب میں ان کے ساتھیوں میں سے
سارے رفیقوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

اے عبد المطلب۔ جو بھی آپ حکم دیں گے ہم پیروی کریں گے۔ آپ
سمجھیں۔ فیصلہ کریں۔ ہم تو ہر صورت حال میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ اگر
تو بھی ہم آپ کے مخالفوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں گے۔ اگر صلح
ہوئی تب بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس پر عبد المطلب نے ان سب کو
ہوئے کہا۔

دیکھو میرے ساتھیو۔ میرے رفیقو۔ اگر ایسا ہے تو پھر سنو۔ ہر شخص
لئے ایک گڑھا کھودے۔ جب کوئی پیاس کے باعث ہلاک ہو جائے تو اسے
دبا دیں گے جو اس نے خود اپنے لئے کھودا ہو گا۔ یہاں تک کہ آخر میں
رہ جائے گا اور سارے قافلے کی نسبت اس شخص کا بے گور و کفن رہ جانا

دیکھو میرے ساتھیو۔ میرے عزیزو۔ یہ فیصلہ تمہیں حالات سے مجبور ہو کر دے رہا
اور مجھے امید ہے کہ تم میری اس تجویز سے اتفاق کرو گے۔ عبد المطلب کی اس تجویز
ان کے سارے ساتھی وہاں رک گئے اور ہر کوئی اپنے لئے گڑھا کھودنے لگا جبکہ
گروہ والے بھی وہاں رک کر عبد المطلب کی لاچارگی اور بے بسی دیکھتے ہوئے خوشی
کا اظہار کر رہے تھے۔

سارے لوگوں نے اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھود لیا تب لوگ صحرا کے اندر تپتی
پر بیٹھ گئے اور اپنی اپنی موت کا انتظار کرنے لگے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے
نے کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے۔

میرے عزیزو۔ قسم خداوند کی۔ اس طرح اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا
کے لئے دوڑ دھوپ نہ کرنا اور کوئی سعی اور جدوجہد نہ کرنا بڑی کمزوری کی بات

جب تک ہم لوگوں کے جسموں میں ہمت و سکت ہے اطراف میں کسی بستی کی
نکلتے ہیں۔ کوئی آبادی اور بستی مل جائے وہاں سے ہمیں پانی میسر ہو جب دیکھیں
اب تلاش جاری نہیں رکھی جا سکتی اور جسمانی طاقت اور سکت جواب دے گئی ہے
گڑھوں کے پاس لوٹ آئیں گے۔ اور اپنے آپ کو موت کے رحم و کرم پر چھوڑ
لہٰذا میرے رفیقو ہمت نہ ہارو۔ کھڑے ہو شاید خداوند کسی نہ کسی بستی میں ہم
بندوں کو پانی جیسی نعمت عظمیٰ عنایت فرما دے۔

المطلب کی اس گفتگو سے ان کے ساتھیوں کو کچھ حوصلہ اور تقویت ہوئی۔ لہٰذا
کے کہنے پر سب اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ پانی کی تلاش میں
الف گروہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے تاکہ دیکھیں اب
کیا کرتے ہیں اور ان پر کیا گزرتی ہے اور یہ کیسے موت کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ
کہ صحرا کے اندر وہ لوگ مارے جائیں گے اور ہم واپس جا کر زم زم اور اس کے
کی جانے والی ساری چیزوں پر قبضہ کر لیں گے۔

المطلب بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنی اونٹنی کی طرف بڑھے۔ جب وہ اپنی اونٹنی
ہوئے تو ایسا ہوا کہ جب انہوں نے نکیل مار کر اونٹنی کو اٹھایا تو جب اونٹنی اٹھنے لگی
ایک پاؤں زمین میں دھنسا اور ایسا ہوا کہ وہاں سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ بہہ نکلا۔
اس پر عبد المطلب اور ان کے ساتھی بے حد خوش ہوئے صحرا کے اندر اچانک میٹھے
ہوئے دیکھ کر وہ بے چارے اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑے۔ بھاگ کر وہ بہتے

چشمے کے قریب آئے جی بھر کے پہلے سب سے پانی پیا اور اپنی آئندہ ضرورت
انہوں نے اپنے مشکیزے بھی بھر لئے تھے۔

اس سارے کام سے فارغ ہونے کے بعد عبد المطلب نے اپنے مخالف گر
کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یا ماشر القریش۔ (اے اہل قریش) خداوند نے ارض شام کے اس بے آب
کے اندر ہمیں پانی عنائیت کر دیا ہے۔ گو اس سے پہلے جب ہمارے پاس پانی
اور ہم زندگی اور موت کے کنارے کھڑے تھے میں نے تم لوگوں سے پانی ما
پانی دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن میں تم جیسا وطیرہ اور رویہ اختیار نہیں کر
خداوند نے ہم پر رحم و کرم کرتے ہوئے دور دراز کے دشت میں چشمہ جاری کر
تم لوگ بھی آؤ سیر ہو کر پانی پیو۔ اپنے مشکیزے بھی بھرو۔ ہاتھ منہ بھی دھو۔
مستفید ہو۔ کوئی تمہیں منع نہیں کر سکتا۔ تم ہمارے ہمسفر ہو لہٰذا صحرا میں
اس چشمے میں تم بھی ہمارے ساتھ برابر کے حقدار ہو۔ اس پر مخالف گروہ
آئے انہوں نے بھی سیر ہو کر پانی پیا اور اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اپنے
بھر لئے تھے۔

اس کے بعد ارض شام کی کاہنہ کے پاس جانے کے لئے جب وہاں سے
تو عبد المطلب کے مخالف گروہ نے وہاں کھڑے ہو کر باہمی صلاح و مشورے
کیا پھر ان میں سے ایک جو ان کا سرکردہ تھا وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد
کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے ابن ہاشم۔ اب ہم
سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا تکرار نہیں کریں گے۔ جس ذات نے
تمہارے ساتھیوں کو اس پیاسے اور بے آب و گیاہ صحرا اور دشت میں پانی
ہے بے شک اسی نے تمہیں زم زم عنائیت فرمایا ہے۔ پس اے ابن ہشام ہم
کر فیصلہ کیا ہے کہ اب زم زم کا فیصلہ کرانے ارض شام کی کاہنہ کے پاس جانے
مکہ لوٹ چلیں۔ عبد المطلب اور ان کے ساتھیوں نے اپنے مخالف گروہ کے
بے حد پسند کیا پھر وہ خوشی خوشی اس صحرا و دشت سے واپس مکہ کی طرف جا
مکہ واپس جا کر عبد المطلب نے دوبارہ زم زم کی کھدائی کا کام شروع کیا
زیادہ کھدائی نہ کی گئی تھی کہ وہاں سے سونے کے دو ہرن ملے اور یہ سونے کے
تھے جنہیں بنو جرہم نے اس وقت وہاں دبا دیا تھا جس وقت انہیں کعبہ کی خدمت
کر کے مکہ سے نکالا جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں سے سفید تلواریں اور زرہ بھی

زم زم کھودنے کے دوران کچھ چیزیں بھی ملی تھیں جن کا فیصلہ کرنے کے لئے عبد
ایک نیا اور انوکھا اور عجیب طریقہ کار استعمال کیا۔ اس نے اہل قریش کو جمع کیا
مخاطب کر کے کہا۔

سب چیزیں زم زم کے کھودنے سے ملی ہیں میں ان پر اکیلا دعویٰ نہیں کرتا۔ ان
تقسیم کے لئے میں چھ تیر مقرر کرتا ہوں۔ پھر یہ تیر ہبل(1) پر ڈالے جائیں۔ اور
جس چیز کا تیر نکلے وہ چیز اسی کی ہو گی۔

اہل قریش نے اتفاق کیا لہٰذا چھ تیر لئے گئے ان میں سے دو زرد تیر کعبۃ اللہ
کے گئے۔ سیاہ رنگ کے دو تیر عبد المطلب کے لئے اور سفید رنگ کے دو تیر اہل
سرداروں کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔

چھ تیروں کو لے کر لوگ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے اور وہاں جو شخص ہبل پر
وہ چھ تیر انہوں نے اس کے حوالے کئے کہ وہ ان تیروں کو ہبل پر ڈالے تاکہ
ہو۔

شخص نے جب تیر ڈالے تو کعبۃ اللہ کے دونوں زرد رنگ کے تیر سونے کے
ہرنوں کے لئے نکلے۔ عبد المطلب کے دونوں سیاہ رنگ کے تیر سفید تلواروں اور
کے لئے نکلے۔ جب کہ قریش کے دونوں سفید تیر کسی بھی چیز کے لئے نہ نکلے تھے۔
پھر سونے کے وہ دونوں ہرن کعبۃ اللہ میں نصب کر دیئے گئے تھے۔ یہ پہلا سونا
کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا تھا۔ جبکہ تلواروں کو عبد المطلب نے کعبۃ اللہ کے
لٹکا دیا تھا اس کے بعد زم زم پر عبد المطلب کی ملکیت تسلیم کر لی گئی اور حجاج
کا کام عبد المطلب نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔

○

وقت گزرتا رہا۔ عبد المطلب نے جو اپنے دس بیٹوں کے لئے نذر مانی تھی

---

(1) اللہ میں ہبل نام کا ایک بت ایک باؤلی کے پاس تھا۔ اس پر جو چڑھاوے چڑھتے تھے وہ بھی اسی
کے آس پاس پڑے رہتے تھے۔

تو ایسا ہوا کہ اس کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے۔ تب عبد المطلب
نذر پوری کرنے کا خیال آیا۔ اس پر اس نے اپنے سارے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں
کر کے کہا۔

سنو میرے فرزندوں۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے اور
جوان ہو گئے تب میں ان میں سے ایک کو کعبۃ اللہ کے پاس خداوند کی خوشنودی
قربان کر دوں گا۔ اب تم میرے دس بیٹے ہو۔ دس کے دس جوان ہو چکے ہو۔
سمجھتا ہوں کہ اس نذر کے پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

عبد المطلب کے سارے بیٹوں نے اس سلسلے میں باپ سے اتفاق کیا اور پوچھا
"اے ہمارے باپ۔ یہ نذر پوری کرنے کے لئے کیا طریقہ کار استعمال
ہے۔ اس پر عبد المطلب نے کہا تم میں سے ہر کوئی ایک تیر لے اور اس
کر میرے پاس لے آئے۔"

سب بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ تب عبد المطلب ان سب کو لے کر کعبۃ اللہ
ہو کر ہبل بت کے پاس آئے اور اس ہبل بت سے فال لینے کا یہ طریقہ کار تھا
کے پاس ہر وقت سات تیر پڑے رہتے تھے۔ اور ہر تیر پر کچھ نہ کچھ لکھا رہتا تھا۔

ایک تیر پر ہاں۔ دوسرے تیر پر نہیں لکھا تھا۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ
تیروں کو دوسرے تیروں میں ملا کر حرکت دی جاتی اگر ہاں والا تیر نکلتا تو وہ اس
لیتے اور نہیں والا تیر نکلتا تو وہ اس کام سے باز رہتے تھے۔

تیسرے تیر پر تم میں سے اور چوتھے پر ہم میں سے نہیں لکھا ہوا تھا پانچویں
میں ملا ہوا لکھا تھا۔ جب کسی لڑکے کا ختنہ یا نکاح ہوتا یا کسی میت کو دفن کرنا
نسب میں شک ہو تو ایسی صورت میں سو درہم اور ذبح کرنے کے لئے کچھ جانور
سامنے پیش کئے جاتے

پھر ہبل کو مخاطب کر کے کہتے کہ فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا
جو بات حق میں ہے وہ ہمارے لئے ظاہر کر۔ اس کے بعد تیروں والے سے
کو حرکت دے۔ اور پھر جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

ایک تیر پر پانی لکھا ہوا تھا جب پانی کے لئے کنواں کھودنا ہوتا تو وہ پانی
دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر حرکت دلاتے۔ پھر جس طرح کا تیر نکلتا پھر
کرتے تھے۔

پس عبد المطلب اپنے بیٹوں کے ساتھ ہبل کے پاس تیروں کو حرکت دینے

ئے اور جو نذر انہوں نے مانی تھی وہ بھی اس تیروں والے سے کہہ دی۔ پھر اس سے
میرے بیٹوں کے یہ تیر ملا کر نکالو اور یہ وہ تیر تھے جن میں سے ہر ایک پر ان کے
ے نام لکھے ہوئے تھے۔

اں جب اس تیروں والے شخص نے تیر ملا کر نکالے تو عبد المطلب کے سب سے
فرزند عبد اللہ کا نام نکلا۔ گو عبد اللہ عبد المطلب کے سب سے زیادہ لاڈلے اور
رزند تھے اس کے باوجود عبد المطلب نے اپنے ایک ہاتھ سے اپنے جگر بند کا ہاتھ تھاما
رے ہاتھ میں ایک تیر اور بڑی چھری تھام کر عبد اللہ کو اوساف اور نائلہ بتوں کے
لے گئے تاکہ اپنے بیٹے کو اپنی مانی ہوئی نذر کے مطابق خداوند کی خوشنودی کے لئے
دیں۔

ب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو ذبح کرنے لگے تب قریش کے سرکردہ لوگ
ں سے اٹھ کر عبد المطلب کے پاس آئے اور عبد المطلب کو مخاطب کر کے وہ کہنے
اے عبد المطلب تم یہ کیا کرنے جا رہے ہو۔ جواب میں عبد المطلب نے بغیر کسی
ے کہا۔

ں نے نذر مانی تھی اور اس نذر کی تکمیل کے لئے میں اپنے بیٹے عبد اللہ کو ذبح
جا رہا ہوں۔ اس پر قریش چلا اٹھے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم اسے ہرگز ذبح نہ
اور اگر آپ نے ایسا کر دیا تو ہر کوئی اپنی نذر کے بعد اپنا بچہ یہاں لایا کرے گا اور
ذبح کر دیا کرے گا۔ اس طرح بچوں کی نسل کشی شروع ہو جائے گی۔

بد المطلب کی بیوی اور عبد اللہ کی ماں فاطمہ بن عمر کے قبیلے کے ایک شخص مغیرہ بن
نے کہا۔

کو عبد المطلب۔ قسم خداوند کی ایسا ہرگز نہ کرنا جب تک آپ بالکل مجبور اور بے
ہو جائیں۔ اگر اس عبد اللہ کا فدیہ ہمارے مال سے ہو جائے تو ہم ضرور ادا کر دیں
بد المطلب کے دوسرے بیٹوں نے بھی عبد المطلب کو مشورہ دیا کہ ہمارے بھائی کو
کیا جائے۔ عین اسی وقت قریش کا ایک رئیس اٹھا اور اس نے عبد المطلب کو مخاطب
ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عبد المطلب۔ یثرب میں ایک کاہنہ رہتی ہے جس کا نام سجاح ہے۔ اس کے تابع
وکل۔ شیطان یا روح ہے۔ اس کی مدد سے وہ چھپی ہوئی باتیں بتاتی ہے۔ پس تم
بد اللہ کو لے کر وہاں چلو اور اس کاہنہ سے اس مسئلے کا حل دریافت کرو۔ اگر اس
ں تمہارے اس جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا تو تم کو اختیار ہو گا جو چاہو

کرو۔ اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں تمہارے اور تمہارے بیٹے کی اس
سے نکلنے کی کوئی صورت ہو تو پھر تم اسے قبول کر لینا۔

عبد المطلب کو یہ مشورہ پسند آیا۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹے اور کچھ معزز لوگوں کے
سے یثرب روانہ ہوئے۔ یثرب کی وہ کاہنہ جس کا نام سجاح تھا ان دنوں خیبر گئی ہوئی
پس وہ لوگ یثرب سے خیبر پہونچ گئے۔ اس کاہنہ سے ملے اور سارا واقعہ اس
کیا۔

جواب میں اس کاہنہ نے کہا تم سب لوگ یثرب چلو۔ دو روز قیام کرو۔ میں ا
سے پوچھ کر اس اہم بات کا فیصلہ کروں گی پس عبد المطلب اور ان کے ساتھی
یثرب پہنچ گئے۔

یثرب پہونچ کر دوسرے روز جب عبد المطلب اور اس کے ساتھی اس کاہنہ
تو اس نے پوچھا تم لوگوں میں فدیئے اور دیت کی کیا مقدار ہے۔ ان سب نے
اونٹ۔ یہ جواب سن کر اس کاہنہ نے تھوڑی دیر کے لئے کچھ سوچا پھر وہ اپنا
ہوئے کہنے لگی۔

تم سب لوگ واپس مکہ چلے جاؤ اور اپنے بیٹے کو دس اونٹوں کے پاس رکھو
اور اونٹوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈال لو۔ اگر فیصلہ تمہارے بیٹے کے حق میں
اونٹوں کی تعداد بڑھاتے چلے جاؤ یہاں تک کہ خداوند تم سے راضی ہو جائے اور
بیٹے کے بجائے اونٹوں پر قرعہ نکل آئے جتنے اونٹوں پر قرعہ نکلے اتنے اونٹوں کو
اس طرح تمہارا خداوند بھی تم سے راضی ہو گا اور تمہارا بیٹا بھی ذبح ہونے سے
گا۔ یہ فیصلہ سن کر سب خوش ہو گئے۔ اور واپس چلے گئے یہاں تک کہ سب
مکہ پہونچے۔

مکہ پہنچنے کے بعد عبد المطلب اپنے بیٹے عبد اللہ اور دس اونٹوں کو لے کر
میں داخل ہوئے اور پھر تیر نکالا تو تیر عبد اللہ ہی کے نام نکلا۔ یہ فیصلہ ہونے کے
المطلب نے دس اونٹ اور بڑھا دیئے اس طرح اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی پھر
عبد اللہ ہی کے نام نکلا پھر اونٹ بڑھا کر تیس کر دیئے گئے تھے پر تیر اس بار بھی
کے نام نکلا۔ اس طرح اونٹوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے جب سو ہو گئی تو تیر عبد اللہ کے
اونٹوں پر نکل آیا اس کے بعد تین مرتبہ ایسا ہی کیا تو تیر اونٹوں پر ہی نکلا اس طرح
اللہ کے بجائے عبد المطلب نے سو اونٹوں کی قربانی دے کر اپنے بیٹے کو بچا لیا تھا۔
اس بات کا فیصلہ ہونے کے بعد عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو واہب

کی بیٹی آمنہ سے بیاہ دیا تھا۔ یوں وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا تھا۔

○

ایک روز عزازیل نینوا شہر کے کھنڈرات میں کسی چیز کا جائزہ لے رہا تھا اس کا ایک
اس کے سامنے آیا۔ اسے دیکھتے ہی عزازیل چونک سا پڑا۔ شاید وہ شبر سے کسی
کی توقع رکھتا تھا۔ شبر کے نزدیک آنے پر عزازیل اسے مخاطب کرتے ہوئے کچھ
چاہتا تھا کہ شبر نے بولنے میں پہل کی۔ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
آقا میں آپ کے لئے ایک انتہائی اہم۔ بہت بڑی اور انتہائی اہمیت کی خبر لے کر آیا
ہوں میرے خیال میں اس خبر سے آپ اپنے اور اپنے لواحقین کے لئے بہت سے فائدے
اٹھا سکتے ہیں۔ اس پر عزازیل فوراً بولا اور کہنے لگا۔ یہ خبر یوناف اور کیرش کے حوالے
سے ہے۔ اس پر شبر بولا اور کہنے لگا آپ کا اندازہ درست ہے آقا۔ یہ خبر یوناف اور کیرش
کے حوالے سے تو نہیں۔ بہرحال ان سے حوالہ تو ضرور رکھتی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا آپ نے
مجھے ایک کام سونپا تھا۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔
ہاں مجھے یاد ہے۔ تمہیں ماری شہر کے قریب نلیاس کے محل سے متعلق معلومات
حاصل کرنے کی ذمہ داری لگائی تھی۔ اس پر شبر بولا اور کہنے لگا۔
ہاں آقا۔ اس محل اور وہاں وقفے وقفے سے یوناف اور کیرش کے جانے سے متعلق
ساری معلومات اکٹھی کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس پر
عزازیل تیزی سے بولا اور بڑی بے چینی سی آواز میں وہ شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے
لگا۔ اگر یہ معاملہ ہے تو پھر کیوں رکتے کیوں ہو۔ جواب میں شبر کہہ رہا تھا۔ اے آقا۔ نلیاس
کا محل ایک بہت بڑے ساحر نلیاس نے اپنے لئے تعمیر کیا تھا جو بابل کا رہنے والا تھا۔
اس نے سارے ساحری علوم اس نے سیکھے پھر بابل میں اترنے والے دو فرشتے ہاروت اور
ماروت سے بھی اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔ پھر وہ ماری شہر کی طرف چلا گیا۔ ماری شہر کے
قریب دریائے خابور کے کنارے اس نے اپنا محل تعمیر کیا اس محل کے اندر حجرے کی
کے اندر اس نے سارے وہ علوم منتقل کر دیئے تھے جو اس نے بابل سے سیکھے یا
ہاروت اور ماروت فرشتوں سے حاصل کیے تھے۔
پھر ایسا ہوا کہ نلیاس اس دنیا سے گزر گیا۔ پھر اس محل کے اندر نلیاس کی خونخوار
روحانیات سے دو روحیں رہنے لگیں۔ ایک روح سلیوک کی اور دوسری اوعار کی۔ یہ
دونوں اس کی بیوی تھے اور کسی دور میں یہ نلیاس کے شاگرد رہ چکے تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ ان

سر زمینوں میں یوناف اور کیرش آ گئے۔ بار بار انہوں نے اوغار اور سلیوک کے علاوہ کو بھی اپنے سامنے نیچا دکھایا۔ اے آقا یہ ساری معلومات اس محل سے قریبی بستیوں میں نے حاصل کی ہیں۔ اس کے بعد میں نے محل میں قیام کیا اور اس انتظار میں دیکھوں یوناف اور کیرش اگر اس محل کی طرف آتے ہیں تو یہاں کیا کرتے ہیں۔

دیکھ آقا۔ میرے اس قیام کے دوران ایک روز یوناف اور کیرش اس محل [illegible] آئے۔ محل میں داخل ہونے کے ساتھ ہی بائیں جانب جو کمرہ ہے اس پر وہ [illegible] قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے چڑھے۔ پھر پانی کا ایک برتن یوناف نے اپنے قریب [illegible] پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر وہ پانی اس نے چھت پر آہستہ آہستہ انڈیلا۔ میرا [illegible] کر چھت سے وہ پانی کمرے میں ٹپکا اور پانی کا چھت کے ذریعے اس کمرے میں [illegible] کمرے کے اندر انتہا درجے کی چیخ و پکار کچھ اس قسم کی سنائی دینے لگی جیسے اس [illegible] تین ہستیاں ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا ہو کر رہ گئی ہوں۔ اے آقا یوناف [illegible] دونوں میاں بیوی کچھ دیر تک پانی گرا کر ایسا عمل کرتے رہے اس کمرے میں [illegible] چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر یوناف اور کیرش وہاں سے چلے گئے۔ [illegible] سارا منظر دیکھ کر آپ کی طرف چلا آیا ہوں۔

اپنے ساتھی شبر کی یہ ساری گفتگو سننے کے بعد عزازیل گردن جھکا کر [illegible] سوچتا رہا۔ پھر وہ اپنے سامنے کھڑے اپنے ساتھی شبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ شبر تمہاری اس گفتگو سے میں سارا معاملہ سمجھ گیا ہوں۔ جہاں سلیوک اور اوغار کا تعلق ہے بے شک وہ بہت زیادہ سری قوتوں کے مالک [illegible] جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کے مطابق یوناف اور کیرش نے ان تینوں کو [illegible] اور مغلوب کر لیا ہو گا۔ میرے خیال میں جس کمرے کے اوپر سے یوناف نے پانی [illegible] کمرے کے اندر ضرور یوناف اور کیرش نے مل کر نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کو [illegible] گا۔ اور ان پر وہ اپنا عمل کر کے انہیں بے بس اور مجبور کر دیا ہو گا کہ وہ [illegible] سکتے۔ اس طرح اس کمرے میں بند کر کے یوناف اور کیرش دونوں نے انہیں [illegible] کر رکھا ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ [illegible] کے کہہ رہا تھا۔

دیکھ شبر اب میں نینوا شہر کے ان کھنڈرات سے حرکت میں آؤں گا۔ [illegible] خابور کے کنارے نطیاس کے محل کا رخ کروں گا تم میرے ساتھ ہو گے۔ [illegible]

[illegible] نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کو یوناف اور کیرش کی اس قید سے آزاد کراؤں گا۔ بلکہ [illegible] اپنے ساتھ ملاتے ہوئے تینوں کو یوناف کے خلاف کچھ اس طرح استعمال کروں گا کہ [illegible] کہتا ہے کہ ان تینوں کی مدد سے میں یوناف کو ضرور اپنے سامنے مغلوب کرنے کی [illegible] کروں گا۔ یہی میری سب سے بڑی آرزو ہے۔ اب آؤ دونوں یہاں سے دریائے [خابور] کے کنارے نطیاس کے محل کی طرف کوچ کریں۔ شبر نے عزازیل کی اس تجویز سے [اتفاق] کیا۔ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نینوا شہر کے کھنڈرات سے وہ [دریائے] خابور کے کنارے نطیاس کے محل کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

[illegible] اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے عزازیل اور شبر دونوں اس کمرے کی [چھت پر] نمودار ہوئے جس کے اندر یوناف اور کیرش دونوں نے نطیاس۔ سلیوک اور اوغار [کو قید] کر رکھ تھا۔ عزازیل نے دیکھا اس کی چھت پر ایک برتن تھا جو پانی سے بھرا ہوا [تھا] اور بڑے برتن سے پانی نکالنے کے لئے قریب ہی مٹی کا ایک پیالہ بھی رکھا ہوا تھا۔ [عزازیل] ان دونوں چیزوں کو پہلے بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس موقع پر وہ اپنے ساتھی شبر کو [مخاطب] کر کے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ شبر پہلے ہی بول پڑا اور عزازیل کو مخاطب کر کے [کہنے] لگا۔

[اے] آقا۔ مٹی کے اسی پیالے میں پانی لے کر یوناف اس پر کوئی عمل کرتا تھا پھر پانی سے [بھرے] ہوئے برتن کے قریب ہی جو قدرے پست اور گہری جگہ ہے یہاں وہ پانی گراتا تھا اور [چھت] کے ذریعے کمرے میں جب داخل ہوتا تھا تو اس کمرے کے اندر نطیاس۔ [سلیوک] اور اوغار جو بند ہیں وہ ایک طرح کے عذاب اور کرب سے دوچار ہو جاتے تھے۔

[ج]واب میں عزازیل نے کچھ بھی نہ کہا۔ پھر وہ آگے بڑھا۔ مٹی کا پیالہ اس نے بڑے [برتن] کے پانی سے بھرا پھر وہ چھت پر بیٹھ گیا پیالے کے بھرے ہوئے پانی پر پھر وہ اپنا کوئی [عمل کرتا] رہا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر جب عزازیل نے اپنا وہ عمل ختم کر دیا [تو وہ] بولا اور اپنے ساتھی شبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

[س]ن شبر پانی سے بھرے ہوئے اس پیالے پر میں نے اپنا عمل کر دیا ہے۔ دیکھ اب [میں اپنی] قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس پیالے میں بھرے ہوئے پانی میں حلول کر [جاؤں] گا اور ایسا ہونے کے بعد تو حرکت میں آنا اور پیالے میں جس قدر پانی ہے وہ تو اسی [جگہ ان]ڈیل دینا جہاں یوناف پانی انڈیل کر نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کو عذاب میں مبتلا کرتا [تھ]ا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل لمحہ بھر کے لئے رکا۔ پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام

جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ ثبر تیرے ایسا کرنے سے پانی اس چھت سے کمرے میں ٹپکنا شروع کے ان ٹپکوں کے ساتھ میں بھی اس کمرے میں داخل ہو جاؤں گا اور جو عمل اس کے اندر یوناف نے کر رکھا ہے اس سے میں محفوظ رہوں گا اس لئے کہ اس رہنے کے لئے پیالہ بھرے پانی پر میں نے پہلے ہی اپنا عمل کر دیا ہے۔ کمرے قطروں کے ساتھ اندر جانے کے بعد میں اپنی اصل شکل و صورت میں آؤں گا اور میں جو اس نے عمل کر رکھا ہے اس کا خاتمہ کروں گا اور پھر کمرے سے میں سلیوک اور اوعار کو یوناف کے خلاف استعمال کروں گا۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر اس کا ساتھی ثبر بے انتہا خوش ہوا۔ پھر وہ کہنے لگا۔

آپ بے فکر رہیں۔ جس طرح آپ نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گا۔

اس کے بعد عزازیل حرکت میں آیا۔ اپنا عمل اس نے کیا پھر وہ نظا دھوئیں کی صورت اختیار کر گیا اور یہ دھواں پانی سے بھرے ہوئے پیالے کی طرف پھر پانی کے اندر تحلیل ہو گیا۔ ایسا ہوتا تھا کہ ثبر حرکت میں آیا اور پیالے میں اس نے آہستہ آہستہ اس جگہ انڈیل دیا جہاں یوناف پانی انڈیل کر نلیاس۔ سلیوک اوعار کو عذاب سے دوچار کرتا تھا۔

ایسا ہونے کے بعد پانی جو کمرے کے اندر ٹپکا تھا انہیں ٹپکوں کے ذریعہ اس کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے اپنی شکل اختیار کی۔ اس کے بعد جو عمل یوناف نے اس کمرے میں کر رکھا تھا اسے اس دیا۔ ایسا ہوتا تھا کہ کمرے کے دائیں جانب جو دروازہ تھا وہ دیوار کے اندر نمودار ہو وہ دروازہ عزازیل نے کھولا۔ اور بلند آواز میں وہ کہنے لگا۔ دیکھ نلیاس۔ سلیوک اور تینوں باہر آ جاؤ۔ اب تم یوناف اور کیرش کی اسیری سے رہا ہو چکے ہو۔ اس کے عزازیل خود بھی اس کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

عزازیل کے پیچھے ہی پیچھے نلیاس۔ سلیوک اور اوعار بھی کمرے سے نلیاس تھوڑی دیر تک عزازیل کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوئی۔ پھر وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ مہمان اجنبی تو نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ قیامت تک اسی کمرے میں ہم ایک عذاب و کرب میں رہیں گے لیکن تو نے ہمیں اس اسیری سے نجات دے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا تو کون ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

تم تینوں "نلیاس" مجھے جانتے اور پہچانتے ہو گے۔ چونکہ میں اس وقت انسانی شکل و صورت میں ہوں اس لئے تم مجھے نہیں پہچانتے۔ دیکھو میں عزازیل ہوں۔ اس پر نلیاس آگے بڑھا اور عزازیل سے لپٹ کر ملا۔ اس پر سلیوک بھی بڑے پرجوش انداز میں گلے لگا کر ملا۔ پھر نلیاس بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ معزز اور محترم عزازیل۔ ہم تو تمہیں ایک عرصے سے جانتے اور پہچانتے ہیں کہ ماضی میں تمہارے ہی دم قدم سے ہمارا کاروبار چلتا رہا ہے۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم آڑے وقت میں ہم تینوں کے کام آئے۔ کبھی ہم تینوں مل کر تمہارے اس احسان کا بدلہ ضرور چکائیں گے۔

اس پر عزازیل کہنے لگا تمہیں میرے اس کام کا بدلہ چکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری کا اصل مقصد اور مدعا یوناف اور اس کی بیوی کیرش کو اپنے سامنے زیر اور کرنا ہے۔ اور یہ وہی دونوں میاں بیوی ہیں جنہوں نے اپنا کوئی سری عمل کر کے تم اس کمرے میں بند کر دیا تھا پس میں نے ان کی سری قوت کو ختم کر دیا اس لئے کہ ساتھی نے خبر دی تھی کہ یوناف اور کیرش نے تم تینوں کو یہاں بند کر دیا ہے یہاں آیا اور تمہیں یہاں سے نجات دلا دی۔ اگر تم میری مدد کرنا ہی چاہتے ہو اور اس کام کا مجھے کچھ صلہ دینا ہی چاہتے ہو تو پھر یوناف اور کیرش کو مغلوب کرنے میں میرے ساتھ تعاون کرو۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو نلیاس بولا اور کہنے لگا دیکھ عزازیل ہم تمہاری کیسی اور مدد کر سکتے ہیں۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی لگتا ہے بہت دراز دست تک کسی نے ہمیں اپنے سامنے اس طرح زیر اور مغلوب نہیں کیا جس طرح ان میاں بیوی نے اس کمرے میں بند کر کے ہمارے ساتھ معاملہ کیا۔ ایسا معاملہ تو ساتھ کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ اور نہ ہم اپنے لئے ایسی پستی اور ذلت کی امید رکھتے اے عزازیل تمہاری اس یوناف اور کریش کے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ اس پر انتہائی خفگی اور غصیلی آواز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نلیاس۔ میری اور اس یوناف کی دشمنی تو آدم سے چلی آ رہی ہے۔ یہ جھگڑا بڑا میرا اس کا کھیل بڑا قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ اور میں یہ تسلیم کرتے ہوئے کرتا کہ آدم سے لے کر اب تک میں اور وہ دونوں اب تک ان گنت بار ٹکرائے اور اس ٹکراؤ میں اکثر و بیشتر یوناف مجھ پر غالب رہا۔ اس پر نلیاس پریشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل یہ یوناف کچھ ایسا ہی دراز دست اور زبردست انسان ہے کہ
بھی غالب رہا۔ حالانکہ تم آندھی اور طوفانوں جیسی قوت رکھنے والے ایک عنصر ہو
عزازیل بولا یوں جانو میں اپنی ساری قوتوں ساری طاقتوں کے باوجود اکثر و بیشتر اس
کے مقابلے میں بے بس ہی رہا ہوں۔ ہاں اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں
کہ اس یوناف اور کیرش کو ہم وہ سزا دیں گے کہ وہ اپنی ساری پچھلی کامیابیوں کو
کر کے رہ جائیں۔ نطیاس نے پوچھا عزازیل میں کس طرح تمہاری مدد کر سکتا ہوں

عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس میں نے سن رکھا ہے کہ تمہارے پاس
سری علوم ہیں۔ تمہارے پاس وہ علوم بھی ہیں جو تم نے بابل سے حاصل کئے
پاس وہ علوم بھی ہیں جو خداوند کے نازل کردہ فرشتوں ہاروت اور ماروت سے
حاصل کئے۔ اگر تو یہ سارے علوم میرے کسی ساتھی کو سکھا دے تو ان علوم کو
لاتے ہوئے میرا وہ ساتھی یقیناً" یوناف کو اپنے سامنے زیر کرے گا۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں نطیاس نے تھوڑی دیر کے لئے کچھ
کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل تیرا کہنا درست ہے ہم چونکہ تینوں روح ہیں لہٰذا ہم ان
کام نہیں لے سکتے جو ایک زندہ انسان ان سے لے سکتا ہے پہلے یہ کہو کہ
منتقل کرنا چاہتے ہو وہ کون ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نطیاس۔ وہ میری جنس ہے۔ میرا ایک ساتھی ہے۔ نام اس کا سطرون
کی بیوی کا نام زروعہ ہے۔ یہ سطرون اور زروعہ ماضی میں یوناف سے ٹکرائے
میں کئی موقع پر سطرون یوناف پر غالب بھی رہا لیکن اکثر یہ یوناف سے پٹتا ہی رہا
سطرون میری جنس سے انتہائی طاقتور اور قوت والا خیال کیا جاتا ہے۔ اس پر
پوچھا۔ یہ سطرون اور اس کے ساتھ زروعہ کون ہے۔ اس پر عزازیل بولا
بیوی ہے۔ اور وہ بھی انتہائی طاقتور اور پر قوت عورت ہے نطیاس نے پوچھا
اس وقت کہاں ہیں۔ عزازیل کہنے لگا۔

وہ دونوں اس وقت افریقہ کے صحرائے کالا ہاری میں ہیں۔ وہاں صحرا
کے ایک دریا کے کنارے کچھ جرائم پیشہ اور دہشت گرد لوگوں نے ایک
کھول رکھا ہے۔ جہاں دنیا بھر کی حسین لڑکیوں کو جمع کرتے ہیں اور ان سے
لیتے ہیں۔ ان سے بیگار میں کیا کام لیا جاتا ہے یہ تو میں تمہیں بعد میں
اور زروعہ انسانی بھیس میں اسی بیگار کیمپ کے محافظوں کے روپ میں کام کر

اور زروعہ دونوں کو اپنے علوم منتقل کرنے پر رضامند ہو جاؤ تو میں ان دونوں کو
اسی وقت یہاں بلا سکتا ہوں۔ اس پر نطیاس خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے
لگا۔

عزازیل اب تم ہم تینوں کے لئے بڑی ذی عزت اور محترم و معتبر ہو۔ اب جب
تمہارا ساتھ رہے گا ہم تمہاری کوئی بات ٹالنے کی ہمت اور جرات نہیں کر سکتے۔
ہے کہ تم نے اپنے احسان تلے ہمیں ایسا دبا کر رکھ دیا ہے کہ ہم تمہارا ہر کہا
مجبور ہیں۔ لہٰذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم ابھی اور اسی وقت سطرون اور زروعہ کو بلاؤ
میں وہ علوم منتقل کرنا شروع کر دوں گا جو میں نے بابل کے پرانے ساحروں اور وہاں
والے خداوند کے فرشتوں ہاروت اور ماروت سے حاصل کئے تھے۔

عزازیل یہ سارے علوم میں نے ہرنوں کی بے حد قیمتی کھالوں پر محفوظ کر رکھے
کھالیں اس محل کے اندر ایک تہہ خانے میں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ کھالیں برسوں
ہیں۔ اور ان کی تحریریں اور خود یہ کھالیں ابھی تک ویسی کی ویسی ہی ہیں۔ جیسی
تھیں اس لئے کہ ان کھالوں پر بھی میں نے اپنا ایک سحری عمل کر رکھا ہے۔
کھالیں اور ان کی وہ تحریر بوسیدہ نہیں ہونے پاتی۔

نطیاس کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہو گیا تھا پھر اس نے استفہامیہ انداز میں
کڑے اپنے ساتھی شبر کی طرف دیکھا پھر اسے کہنے لگا دیکھ شبر تو جا۔ سطرون
دونوں کو بلا کر لا عزازیل کا یہ حکم سنتے ہی شبر دھوئیں کی طرح وہاں سے غائب

تھوڑی ہی دیر بعد شبر کے ساتھ سطرون اور زروعہ دونوں نطیاس کے محل کے
دار ہوئے۔ عزازیل نے پہلے سب کا آپس میں تعارف کروایا اس کے بعد عزازیل
اور زروعہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو۔ کیا شبر نے تم دونوں کو یہاں آنے کا کوئی مقصد بیان کیا ہے۔
سطرون بولا اور کہنے لگا آقا شبر نے ہمیں تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے کہ آپ نے
کیوں طلب کیا ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ سطرون اگر تم دونوں میاں
ہی چکے ہو تو پھر آج بلکہ ابھی نطیاس سے وہ علوم حاصل کرنا شروع کر دو جو
سکھائے گا۔ اس کے بعد تم دونوں میاں بیوی کو ایک بار پھر یوناف اور اس
کیرش کے خلاف حرکت میں آنا ہے۔

سطرون اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں بے شک کئی مواقع پر تم یوناف پر

غالب رہے لیکن آکثر یوناف نے ہی تمہیں اپنے سامنے زیر کیا۔ جو علوم نطیاس تمہیں
کرے گا ان علوم کو استعمال کرتے ہوئے میرے خیال میں تم یوناف کو اپنے سا
کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس لئے کہ میری جنس میں تم تقریباً" سب
پر قوت خیال کئے جاتے ہو۔ اور تمہاری طاقت کے ساتھ ساتھ جب نطیاس کی سری
بھی تمہیں حاصل ہوں گی تو تمہیں یوناف پر غلبہ حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے گی
اگر تم یوناف پر غلبہ حاصل کرتے ہو تو میں سمجھوں گا میں نے اپنا مقصد پا لیا ہے۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو سطرون بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ بے فکر رہیں۔ اس محترم اور معزز
اگر مجھے کچھ کار آمد علوم سکھائے جنہیں میں یوناف کے خلاف استعمال کر سکوں تو میں
ہوں کہ یوناف کو میں چٹکی میں اڑا کر رکھ دوں گا۔ آقا آپ جانتے ہیں ماضی میں
مواقع پر میں اس کے سامنے چھاتی تان کر رہا ہوں اور اس پر بہترین اور جان
لگاتا رہا ہوں۔ اب اگر مجھے نطیاس کی سری قوتوں سے بھی لیس کر دیا گیا تو
سامنے میں ناقابل تسخیر ہو کر آؤں گا۔ اور بہت جلد میں اسے زیر کر کے اس کی
پاؤں رکھ کر اپنی فتح مندی کا اعلان کروں گا۔

سطرون کے ان الفاظ سے عزازیل خوش ہو گیا تھا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ سطرون اب تو اس نطیاس کے ساتھ ہو لے۔ میں اور شبر یہاں سے
ہیں اس کے ساتھ ہی عزازیل اور شبر دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا
سے غائب ہو گئے تھے۔ جبکہ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار تینوں سطرون اور زروہ
بیوی کو اس محل کے تہہ خانے میں علوم کی منتقلی کے لئے لے گئے تھے۔

○

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کے دور حکومت کا سب سے اہم ترین واقعہ
وہ یہ تھا کہ اس کے دور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔
کو چونکہ رومنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے مختلف ترغیبات مل چکی تھیں اور
تیاریاں بھی مکمل کر چکا تھا لہٰذا رومنوں پر حملہ آور ہونے کے وہ بہانے تلاش کر
حملہ آور ہونے کے لئے اسے ایک وجہ ملی۔

نوشیروان نے قیصر روم جسٹنین کے پاس قاصد بھیجے اور یہ انکشاف کیا کہ
رومنوں کو وینڈالوں کے خلاف جنگوں کے دوران جو مال غنیمت ہاتھ آیا ہے اس

دار کا حصہ ہے اس لئے کہ جن دنوں رومن افریقہ میں جنگوں میں مصروف تھے ان
ایرانی حکومت امن قائم نہ رکھتی اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو جاتی تو رومنوں کو
فتوحات حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ ملتا۔ لہٰذا رومنوں کو جس قدر افریقہ سے مال
ملا ہے اس میں سے آدھا حصہ ایرانیوں کے حوالے کیا جائے۔

رومنوں کا شہنشاہ جسٹنین جنگ سے پہلو تہی کر رہا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ ایرانیوں
جنگ چھیڑے اس لئے کہ رومن لشکری پہلے ہی مغرب میں طویل جنگوں کے نتیجے
چکے تھے لہٰذا افریقہ میں وینڈالوں کے خلاف ملنے والے مال میں سے جسٹنین نے
کو بھی حصہ دار بنانے کا مطالبہ منظور کر لیا۔ یہ حصہ طے شدہ مقام پر نوشیروان
وں نے وصول کیا اس حصے میں ایک جواہر نگار غلاف بھی تھا۔

اس غلاف میں عیسائیوں نے ایک تبرک محفوظ کر دیا تھا اور نوشیروان کو پیش کیا گیا
کے عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اس غلاف میں اس صلیب کی لکڑی کا ایک
ان کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰ سے منسوب تھی۔

نوشیروان نے لکڑی کا وہ قیمتی غلاف رکھ لیا اور لکڑی کا تبرک یہ کہتے ہوئے واپس
تم لوگوں کے نزدیک لکڑی کا یہ معمولی ٹکڑا بے شک اہمیت رکھتا ہو گا لیکن میرے
اس کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ عام سی لکڑی کا ایک ٹکڑا ہے بس۔

رومن شہنشاہ جسٹنین نے چونکہ نوشیروان کا مطالبہ منظور کر لیا تھا لہٰذا نوشیروان
ادا کرنے کے لئے اب کوئی اور وجہ تلاش کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف رومنوں
جسٹنین پر واضح ہو گیا تھا کہ ایرانیوں اور رومنوں کے جس طرح مزاج ایک
مختلف ہیں اس طرح ان دونوں کی قلم رو کے حالات بھی مختلف ہیں۔

جسٹنین نے اندازہ لگا لیا تھا کہ قسطنطنیہ میں تذائی جشنوں کے لئے بڑی محنت بڑی
ل پڑتی ہے جبکہ ایرانی سلطنت میں اشیاء کی فراوانی تھی نوشیروان کا سفری خیمہ
وں سے مزین تھا۔ مدائن کے قصر میں اس کی شاہ نشین پر جو قالین بچھتا تھا وہ
یوں مزین تھا معلوم ہوتا تھا نہایت عمدہ سبزہ لہلہا رہا تھا بیچ میں موتیوں کی لڑیاں
پر آراستہ کی گئی تھیں جیسے پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں۔ جب کہ دوسری طرف
میں اس قسم کی شان و شوکت اور آرائش استعمال نہ کی جاتی تھی۔

اس کے علاوہ ایرانی سلطنت میں دریائے دجلہ کے کنارے جو نئی بستی بسائی گئی تھی
آٹا بننے کی ایسی کھنڈیاں لگا دی گئی تھیں جن پر بہت کم محنت صرف ہوتی تھی۔ اور
اعلیٰ درجے کا بنایا جاتا تھا۔ ایرانیوں کے مکانات میں ایسے مینار بھی بنا دیئے گئے

تھے جن سے محض ٹھنڈی ہوا ہی داخل نہ ہوتی تھی بلکہ ہوائی پنکھیاں بھی چلتی تھیں
کہ قیصر روم کی سلطنت میں یہ آسائشیں حاصل نہ تھیں۔

پہلی وجہ کے ناکام ہو جانے کے بعد ایران کا شہنشاہ نوشیروان رومن سلطنت
آور ہونے کے لئے کوئی اور بہانہ تلاش کرنے لگا تھا۔ آخر فطرت دونوں ہی
خلاف حرکت میں آئی اور خود بخود دونوں کے درمیان جنگ چھڑنے کی ایک وجہ پیدا
وہ اس طرح کہ ترکوں کے حکمران ڈزبول نے اس خیال سے کہ نوشیروان
پر حملہ آور نہ ہو اس نے اپنے ایلچی نوشیروان کے دربار میں بھیجے اور مصالحت کی
نوشیروان نے اپنے غرور اور اپنی بے جا جراتمندی کو سامنے رکھتے ہوئے ترکوں
ایلچیوں کو زہر دے کر مروا دیا اور کہلا بھیجا کہ وہ طبعی موت مر گئے ہیں۔

ترکوں کے خاقان ڈزبول نے شاہ ایران کے اس سلوک کو ناپسند کیا اور
کا اظہار کیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے ایلچی جسٹنین کے پاس بھیجے اور وہاں کہا
نوشیروان رومنوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو ترک رومنوں کا ساتھ دیں گے۔

اس پیش کش کے جواب میں ترکوں اور رومنوں کے مابین معاہدہ ہو گیا
ہو جانے کے بعد ترکوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ لہٰذا وہ ایرانی سرحد پر حملہ آور
قندھار کے بعض قلعوں کو نوشیروان نے نئے سرے سے تعمیر کر کے مضبوط کر
ترکوں نے ان قلعوں پر حملہ آور ہو کر انہیں فتح کیا اور وہاں تباہی اور بربادی
پھیلا کہ دیکھنے والا دنگ رہ جائے۔

ایرانیوں کے خلاف ترکوں کی ان کامیابیوں سے رومنوں کے شہنشاہ
حوصلے بڑے بلند ہوئے اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اگر وہ ترکوں کی پشت پناہی
طرح ترک ایرانیوں کے لئے دردِ سر بن سکتے ہیں اور جگہ جگہ انہیں شکست
ہیں۔ اس کے علاوہ جسٹنین کا یہ بھی خیال تھا کہ نوشیروان اب بوڑھا ہو چکا
میں اب پہلا سا دم خم نہیں رہا۔ لہٰذا اگر اس کے خلاف اعلان جنگ کر
نوشیروان کے خلاف کامیابی حاصل کرنا اب مشکل اور ناممکن نہیں رہا۔

لیکن یہ رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کی غلط فہمی تھی۔ اس لئے کہ
ترکوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ایران کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنا چاہی
حرکت میں آ گیا۔ اتنی دیر تک جسٹنین کا سپہ سالار بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ
شہر نصیبین تک پہنچ چکا تھا۔ بیلی ساریوس نے کوشش کی کہ نوشیروان کی آمد سے پہلے
نصیبین شہر کو فتح کر لے لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اتنی دیر تک ایرانی شہنشاہ

کر نصیبین شہر پہنچ گیا۔

شہر کے باہر رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن
ساریوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح نوشیروان کو
کر مار بھگائے۔ بیلی ساریوس کے حوصلے بہت بلند تھے۔ اس لئے کہ اس سے
وں کے لئے افریقہ، سسلی اور دوسرے علاقوں میں شاندار فتوحات حاصل کر چکا
اسے امید تھی کہ وہ ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو بھی شکست دے کر مار بھگائے
ہولناک جنگ کے بعد نوشیروان نے بیلی ساریوس کو بدترین شکست دی۔ اور بیلی
شکست اٹھا کر اپنے لشکر کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہوا۔

ساریوس جب شکست اٹھا کر نوشیروان کے آگے آگے بھاگا تو نوشیروان نے بڑی
اس کے لشکر کا تعاقب کیا اور قلعہ دارا تک یہ تعاقب اس نے جاری رکھا
وں کا سائے کی طرح پیچھا کرتے ہوئے اس نے ان کا خوب قتل عام کیا۔ اسی
نوشیروان نے اپنے لشکر کا ایک چھوٹا سا حصہ علیحدہ کر کے انطاکیہ کی طرف روانہ کیا
نے انطاکیہ کے نواح میں مختلف علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے خوب تباہی
اور ان گنت علاقوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ آخر نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ اپنے
نے والے ہر رومن کو روندتا ہوا قلعہ دارا تک پہنچ گیا۔ جو رومنوں کی ملکیت تھا۔
دارا کا قلعہ بھی بڑا مضبوط اور مستحکم تھا۔ نوشیروان نے اسے محاصرے میں لے لیا۔
جو دریا سے قلعے تک آتا تھا اس کا رخ موڑ دیا اور اہل قلعہ کو پانی فراہم نہ ہو سکا
وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ اس طرح قلعہ دارا پر بھی نوشیروان کا قبضہ ہو گیا۔

لڑائیوں کے دوران بھی رومن شہنشاہ جسٹنین اپنی مملکت کے فلاح کے کاموں میں
رہا۔ اور مستقبل میں ایران کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے جسٹنین
ان کے جنوب اور شمال کے بری اور بحری تجارتوں پر پر پھیلانا شروع کر دیئے تھے۔
اس سے پہلے ایران کے تاجر مشرقی اور مغربی تجارت کے لئے رابطہ بنے ہوئے تھے۔
سے ریشم اور عرب سے خوشبویات قسطنطنیہ پہنچاتے۔ اس کے علاوہ عرب سے یہ
تاجر مصالحے، زعفران اور زندگی کے دوسرے قیمتی سامان بھی لے کر قسطنطنیہ پہنچتے

جسٹنین کے حکم پر رومن بحری بیڑوں نے یہ راستے تجویز کر لئے تھے۔ چنانچہ جنوبی
کے حمیریوں سے دوستی کا معاہدہ کر کے وہ عرب کے جنوبی ساحل پر پہنچ گئے اور وہاں
ہندوستان کی جانب جہاز رانی شروع کر دی۔

شمالی جانب جسٹنین نے بحیرہ اسود کے مشرقی کنارے پر پیٹرا نام کی ایک خوبصورت اور بہترین بندرگاہ تعمیر کرائی اور اس بندرگاہ کے ذریعے ان ہی تاجروں کے اوپر سے چکر کاٹ کر ریشم کی تجارت کی شاہراہ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی

نوشیروان بھی رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کے ان سارے انتظامات پر نظر رکھے تھا۔ لہٰذا انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے روانہ بندرگاہ پیٹرا کی طرف بڑھا۔ نوشیروان نے پیٹرا کی بندرگاہ پر اس زور اور خونخواری کیا کہ فصیلوں کو حملوں کرکے اس نے منہدم کر دیا اور پیٹرا کی بندرگاہ پر اس نے اس موقع پر جب کہ نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ پیٹرا کی بندرگاہ میں پڑاؤ کئے جسٹنین نے ایک اور چال چلی۔ اس نے اپنے ایک جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیا شہنشاہ نوشیروان تو اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ پیٹرا میں قیام کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا خفیہ راستہ اختیار کرتے ہوئے مدائن کی طرف بڑھے اور اچانک حملہ آور ہو کر ایران کے مرکزی شہر مدائن پر قبضہ کر لے۔ یہ حکم ملتے ہی بیلی ساریوس بڑی تیزی سے مدائن کی طرف بڑھا تھا۔ نوشیروان کو بھی اس کی خبر ہو گئی لہٰذا وہ پیٹرا سے کوچ کرتا ہوا مدائن کی طرف بڑھا تھا۔

بیلی ساریوس کے ذمے اصل کام یہ لگایا گیا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح کوئی حربہ استعمال کرکے نوشیروان کی پیش قدمی کو روک دے۔ بیلی ساریوس کے پاس صرف اٹھارہ ہزار کا ایک لشکر تھا۔ حالانکہ نوشیروان کو دریائے فرات کے عبور روکنے کے لئے کم از کم ایک لاکھ کا لشکر درکار تھا۔

نوشیروان کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے رومن جرنیل بیلی ساریوس نے عجیب غریب تدابیر اختیار کیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے شہر مسخر کرتا رہا۔ کوئی مستحکم مضبوط شہر راستے میں آتا تو اس سے پہلو تہی کرتا ہوا ایک طرف چھوڑتا ہوا آگے بڑھ جاتا۔ ایرانی والوں کو یہی اندازہ ہو کہ وہ بہت جلد ایران کے مرکزی شہر مدائن پہنچ کر حملہ آور ہونے والا ہے۔

بیلی ساریوس کی ان پے در پے فتح مندیوں اور کامیابیوں سے متاثر ہو کر شہنشاہ نوشیروان نے اپنے لشکر کا ایک حصہ بیلی ساریوس کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔ بیلی ساریوس کو اس لشکر کی روانگی کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے چاروں طرف جاسوس پھیلا دیئے۔ جنہوں نے بیلی ساریوس کو ان راستوں سے آگاہ کر دیا جن راستوں پر ایرانی لشکر آ رہا تھا۔

یہ خبریں پہنچنے کے بعد مغرب کی طرف آنے والی اس شاہراہ پر بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھ گیا۔ جب ایرانی لشکر مغرب کی طرف جانے کے لئے اس شاہراہ سے گزرا تو بیلی ساریوس گھات سے نکل کر اچانک ایرانیوں پر کمر کے آنچلوں میں بٹنے والی آتش فشاں زندگی کی معراج میں رقص کرتی بلند ہمتی اور شجر اقبال کو تقسیم کر دینے والے حسد اور نسلی تعصب کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

انجانے اور ان دیکھے ویرانوں کی اندر ایرانی لشکر اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بیلی ساریوس نے ایرانی لشکر کے اگلے حصے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ دوسرے حصے پر وہ حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں بیلی ساریوس کی سرکردگی میں رومنوں نے ایرانیوں کی حالت عقوبت کے صحرا میں چیختے چلاتے لمحوں اور محرومی سے لبریز حسرتوں کے انبار جیسی کر کے رکھ دی تھی۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ایرانیوں نے شکست تسلیم کر لی اور بیلی ساریوس کے سامنے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اس جنگ میں فتح مندی کے نتیجے میں بیلی ساریوس نے ان گنت ایرانی لشکریوں کو گرفتار کرکے قیدیوں کی حیثیت سے ان کا قافلہ قسطنطنیہ بھیج دیا۔ یہ خبریں جب ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو پہنچیں تو وہ انتہائی غیض و غضب کی حالت میں اپنے لشکر کے ساتھ مدائن سے روانہ ہوا اور اس سمت بڑھا جہاں بیلی ساریوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

دوسری طرف جب بیلی ساریوس کو خبر ہوئی کہ نوشیروان اس کی سرکوبی کے لئے بڑھ رہا ہے تو اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کسی بھی صورت نوشیروان کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا شکست سے بچنے کے لئے بیلی ساریوس ایرانی حدود سے نکل کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔

بیلی ساریوس کا یوں نوشیروان کے سامنے بھاگ کر قسطنطنیہ آنا جسٹنین کو بہت برا لگا۔ اس کے دل میں یہ بات کانٹے کی طرح کھٹک گئی تھی۔ جب بیلی ساریوس قسطنطنیہ پہنچا تو جسٹنین نے اسے طلب کیا اور نوشیروان کا مقابلہ کرنے کے بجائے قسطنطنیہ بھاگ آنے کا سبب پوچھا اور جواب طلبی کی۔ جواب میں بیلی ساریوس نے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے جسٹنین سے کہا۔

میرے لشکر میں شامل گال اور ونڈال صحرا میں گرمی سے تنگ پڑ گئے تھے۔ لہٰذا وہ بہتر جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ رسد کی گاڑیوں میں بیمار سپاہی بھرے رہتے تھے۔ جس وقت نوشیروان ہماری طرف پیش قدمی کر رہا تھا ہمارے لشکر میں ایک وبا

بیماری کی صورت میں پھیل گئی تھی۔ مزید یہ کہ بے پرواہ گال اور ونڈال عربوں
آرمینیوں پر بھی حملہ آور ہونے سے نہیں چوکتے جب کہ یہ دونوں قومیں رومنوں
حفاظت پر بھروسہ کئے بیٹھی ہیں۔ اور ایرانی حدود کے اندر پیش قدمی کرنے کے لئے رو
کی رہنمائی اور مدد کرتی ہیں۔ بیلی ساریوس نے مزید کہا کہ نوشیروان کے سامنے پسپا ہو
سب سے بڑی وجہ خطرناک اور عجیب و غریب بخار ہے۔ جو لشکر میں پھیلنا شروع ہو گیا
طبیبوں کا کہنا تھا کہ یہ وبائی طاعون کی ابتدائی علامت ہے جو مصر سے چل کر رومن قلمرو
پھیلی ہوئی ہے۔

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو جب خبر ہوئی کہ اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے رو
کا بہترین جرنیل بیلی ساریوس میدان چھوڑ کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا ہے تو اپنے
ساتھ نوشیروان یروشلم کی طرف بڑھا۔ جسٹنین سے پہلے رومن شہنشاہوں نے یروشلم
استحکامات بہت اعلیٰ پیمانے پر کر رکھے تھے۔ جب کہ جسٹنین ایرانیوں کے ساتھ صلح
کرتے ہوئے صرف تھوڑا سا لشکر وہاں رہنے دیا تھا۔ باقی لشکر اس نے وہاں سے
تھے۔

اس کے علاوہ جسٹنین نے یروشلم میں مریم کے نام پر ایک خانقاہ نہایت عمدہ
زائروں کے راستوں پر جگہ جگہ اس نے کنوئیں کھدوائے۔ قیام گاہیں بنوائیں۔ اور
علیہ السلام کی ایک زیارت طرابلس میں بنوا دی لیکن سارے فلسطین کی حفاظت کے
نے کوئی بڑا لشکر وہاں متعین نہ کیا۔

جسٹنین کو جب خبر ہوئی کہ نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم کا رخ کر
وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کا سپہ سالار اس
ساریوس کو بنایا اور بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر وہ نوشیروان کی پیش قدمی
اور کسی بھی صورت نوشیروان کو یروشلم پر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم نہ کرے۔

اپنے شہنشاہ کا حکم ملتے ہی بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور
میں پڑنے والی رومن چوکیوں میں اپنے گھوڑے تبدیل کرتا ہوا انتہائی تیز رفتاری
دریائے فرات کی طرف بڑھا۔ بیلی ساریوس کے لشکر میں ہن کے علاوہ گال، ونڈال
دوسرے وحشی قبائل شامل تھے۔ بیلی ساریوس چاہتا تھا کہ بڑی تیزی سے پیش قدمی
ہوئے وہ آگے بڑھے اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ نوشیروان کی راہ روکے۔ لیکن
نہ کر سکا۔ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نوشیروان دریائے فرات کو عبور کر چکا تھا۔
بیلی ساریوس اب بھی نوشیروان سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ خدشہ تھا کہ اگر

نوشیروان سے ٹکرایا تو اس کی شکست یقینی ہے۔ اس لئے کہ نوشیروان کا ماضی اس کے سامنے
کھلی ہوئی کتاب کی طرح تھا۔ جہاں اس نے جگہ جگہ اپنے دشمنوں کو شکست دی تھی۔ لہٰذا
وہ کسی تدبیر، کسی طریقے سے نوشیروان سے نپٹنا چاہتا تھا۔ لہٰذا جس وقت نوشیروان دریائے
فرات کو عبور کر کے پڑاؤ کر لیا۔ اور چاروں طرف اس نے یہ خبر مشہور کر دی کہ نوشیروان
کے سامنے آنے کے بجائے بیلی ساریوس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا اور وہ ایران کے
سرحدی شہر کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتا ہے۔ یہ خبریں سن کر نوشیروان تذبذب میں پڑ گیا۔
اسے یہ بھی خدشہ ہو گیا تھا کہ کہیں عقبی جانب سے رومن جرنیل بیلی ساریوس اس پر حملہ
آور ہی نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس نے یروشلم کی طرف پیش قدمی روک دی تھی۔ بیلی ساریوس
بھی یہی چاہتا تھا کہ نوشیروان یروشلم کی طرف اپنی پیش قدمی روک دے۔ تاہم ایران کے
مدائن کی طرف حملہ کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ کیونکہ ایسا کر کے وہ صرف اپنی
موت ہی کو دعوت دے سکتا تھا لہٰذا دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ کر کے وہ حالات کا جائزہ
لینے لگا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے دریائے فرات عبور کرنے سے نوشیروان اپنے لشکر
کے ساتھ یروشلم کی طرف نہیں جائیگا۔ اس لئے کہ اسے خطرہ رہے گا کہ اول تو بیلی
ساریوس اس کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا یا مدائن کی طرف روانہ ہو جائے گا۔

ان حالات میں ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے اپنا ایک سفیر بیلی ساریوس کی طرف
روانہ کیا تاکہ بیلی ساریوس سے اس سلسلے میں گفتگو کی جاسکے۔ اس سفیر کو روانہ کرنے کا
اصل مقصد یہ تھا کہ وہ نہ صرف حالات کا جائزہ لے۔ بلکہ رومن پڑاؤ کے اندر پہنچ کر وہ
چھوٹی بڑی چیزوں کا بغور جائزہ لے۔ اور دیکھے کہ بیلی ساریوس کے کیا ارادے ہیں۔

ادھر بیلی ساریوس کو بھی نوشیروان کے اصل مقصد کا پتہ چل چکا تھا لہٰذا اس نے اپنے
سپاہیوں اور سالاروں کو کہہ دیا کہ ایرانی سفیر کی آمد سے پہلے ہی وہ اپنی مشقیں بڑے زور
شور سے جاری رکھیں۔ پتھر پھینکیں، گھوڑے دوڑائیں اور ایرانی سفیر کی طرف آنکھ اٹھا کر
بھی نہ دیکھیں۔

بیلی ساریوس کے پڑاؤ میں یہ سرگرمیاں جاری تھیں کہ ایرانی سفیر پڑاؤ میں داخل
ہوا۔ بیلی ساریوس نے اس کا پر زور استقبال کیا۔ اس کی دعوت کے لئے بہترین سامان مہیا
کئے۔ سفیر نے بیلی ساریوس کو اپنے شہنشاہ نوشیروان کی طرف سے پیغام پہنچایا کہ رومن
شہنشاہ جسٹنین نے ماضی کی شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان کی [illegible] سے حملے کی نوبت
آئی۔ اس پر بیلی ساریوس نے سراپائے حیرت بن کر ایرانی سفیر سے کہا۔
معلوم ہوتا ہے کسریٰ کا طرز عمل عام انسانوں سے مختلف ہے۔ عام طریقہ یہ ہے کہ

ہمسایوں کے درمیان کوئی تنازع' جھگڑا یا فساد پیدا ہو تو باہم بیٹھ کر بات چیت سے فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اگر فیصلہ نہ ہو تو لڑتے ہیں۔ لیکن کسریٰ نے پہلے حملہ کیا پھر بعد میں اس کی ضرورت محسوس کی۔ ہمارے یہاں یہ طریقہ عجیب اور انوکھا سمجھا گیا ہے۔

اسی اثناء میں ایرانی سفیر تمام تیاریاں دیکھ چکا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ رومنوں نے ایرانیوں کے لئے پھندہ تیار کر رکھا ہے تاکہ نوشیروان اگر یروشلم کی طرف بڑھے تو بیلی ساریوس یا تو پشت کی طرف حملہ آور ہو جائے یا اپنا لشکر لے کر مدائن کی طرف بڑھے۔ سفیر نے ان سارے حالات سے نوشیروان کو اطلاع دے دی۔ نوشیروان یروشلم کی طرف بڑھنے کے بجائے تیزی سے پلٹا اور مدائن کی طرف بڑھا۔ البتہ راستے میں ایک سرحدی مقام نیکم پر وہ حملہ آور ہوا۔ یہ رومنوں کا شہر تھا اسے نوشیروان نے جی بھر کے لوٹا اس کے بعد نوشیروان اپنے لشکر کو لے کر مدائن کی طرف بڑھ گیا۔ اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ ٹل گئی تھی۔

نوشیروان کے اس طرح لوٹ جانے کے بعد بیلی ساریوس نے دریائے فرات عبور کیا اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک روز اس نے پڑاؤ کیا تاکہ لشکریوں کو ستانے کا موقع ملے۔ اس پڑاؤ کے دوران بیلی ساریوس اپنے کچھ ساتھیوں اور سالاروں کے ساتھ بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ ایک سالار بولا اور بیلی ساریوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "سنا ہے مصر سے اٹھنے والی طاعون کی بیماری بڑی تیزی سے قسطنطنیہ کا رخ کر رہی ہے۔ اگر طاعون کی بیماری سے ہمارا شہنشاہ جسٹنین چل بسا تو کیا ہو گا۔"

مجلس میں بیٹھا ہوا بیلی ساریوس کا ایک اور دوست بولا اور کہنے لگا۔ "ہم کسی شہنشاہ کو نامزد کرنے کا موقع نہ دیں گے۔ بلکہ جسٹنین کی موت کے بعد ہم فی الفور بیلی ساریوس کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیں گے۔ اس لئے کہ قسطنطنیہ میں بیلی ساریوس کی بیوی انطونیہ بیلی ساریوس کو شہنشاہ بنانے کے لئے پوری تگ و دو سے کام کر رہی ہے۔ اس مہم میں جسٹنین کا معتمد و خاص پرسٹس اور قسطنطنیہ کا وزیر مال جان ساکن تک شامل ہیں۔" کہتے ہیں اس مجلس میں رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کی ملکہ تھیوڈورا کے جاسوس بھی شامل تھے۔ انہوں نے ساری خبریں ملکہ تک پہنچا دیں۔

بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ ابھی مشرق ہی میں تھا کہ ملکہ کو جاسوسوں کے ذریعے ساری خبریں مل گئیں۔ اس سلسلے میں اس نے اپنے شوہر اور رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین سے بھی گفتگو کی۔ پھر وہ سب سے پہلے جسٹنین کے معتمد خاص پرسٹس کے خلاف حرکت میں آئی۔ اس پر خفیہ سرکاری اطلاعات دوسروں تک پہنچانے کا الزام لگایا اور اسے

گرفتار کر کے ایک خانقاہ میں راہبوں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

جسٹنین کے معتمد خاص پرسٹس سے نپٹنے کے بعد ملکہ تھیوڈورا بیک وقت وزیر مال جان ساکن اور بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے خلاف حرکت میں آئی۔ اس کے لئے ملکہ تھیوڈورا نے ایک عجیب و غریب تدبیر اختیار کی۔

اس نے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کو ہمراز بنایا اور اس سے کہا کہ وزیر مال جان ساکن کی وجہ سے بیلی ساریوس اکثر بے بس ہو جاتا ہے کیوں نہ وزیر مال کو الگ کرائیں۔ بیلی ساریوس شہنشاہ کے خاص مقربین میں سے ہو جائے۔ انطونینا سے ملکہ تھیوڈورا نے یہ بھی کہا کہ وزیر مال کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اسے اپنی زبان پر قابو نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم کسی روز وزیر مال کو اپنے پاس بلاؤ اور شہنشاہ کے خلاف غداری کی باتوں پر آمادہ کرو۔ جاسوسوں کا انتظام میں خود کر لوں گی اور اس طرح وزیر مال کا قصہ ختم ہو جائے گا۔

بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا ملکہ تھیوڈورا کے چکر میں آگئی اس لئے کہ وہ جانتی تھی وزیر مال کا اگر خاتمہ ہو جائے گا اور اس کی جگہ اس کا شوہر بیلی ساریوس رومن شہنشاہ کا معتمد خاص بن جائے تو پھر معتمد خاص بننے کے بعد کوئی بھی طاقت اور قوت اس کے بعد بیلی ساریوس کو رومنوں کا شہنشاہ بننے سے روک نہیں سکتی۔

چنانچہ اس تدبیر پر عمل کرنے کے لئے انطونیہ نے فی الفور حرکت میں آتے ہوئے وزیر مال کی بیٹی کے ذریعے یہ چال کامیاب بنانے کا تہیہ کیا۔ اس لئے کہ وزیر مال کی بیٹی اس کی بہترین سہیلیوں میں سے تھی۔ اس نے وزیر مال کی بیٹی کو ایک روز اپنے یہاں بلایا اور کہا کہ بیلی ساریوس کو ملکہ کے ظلم سے نجات دلانا چاہتا ہے جو قحبہ خانے سے اٹھ کر تخت پر جا بیٹھی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے رومن شہنشاہ جسٹنین کو مار دیا جائے اس لئے کہ جسٹنین کے مرنے کے بعد ملکہ تھیوڈورا بے دست و پا ہو جائے گی۔ وزیر مال بادشاہ بن جائے گا۔ اور بیلی ساریوس اپنی مرضی کے مطابق سرحدی جنگیں کر سکے گا۔

وزیر مال کی بیٹی نے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کی یہ ساری باتیں اپنے باپ تک جا پہنچائیں۔ وزیر مال کو یہ شک تک بھی نہ گزرا کہ اس کے لئے یہ سارا جال خود ملکہ نے بچھایا ہے۔ لہٰذا وہ اس سلسلے میں آخری گفتگو کرنے کے لئے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے پاس خود آیا اور اس سلسلے میں جب اس نے بات چیت شروع کی کہ کس طرح جسٹنین کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے بعد ملکہ تھیوڈورا کو بے بس کر کے مارا جائے۔ جس وقت وزیر مال اور بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی تو ملکہ کے جاسوسوں

نے یہ سن کر جسٹنین کو آگاہ کر دیا۔

اس کے نتیجے میں وزیر مال کی پوری جائیداد ضبط کر لی گئی اور اسے حکم ۔۔۔
پادری بن کر قسطنطنیہ کے باہر کسی خانقاہ میں جا بیٹھے۔ البتہ جسٹنین نے اس ۔۔۔
آسائش کے لئے مناسب انتظام ضرور کر دیئے تھے۔ جسٹنین کے معتمد خاص ۔۔۔
سے نپٹنے کے بعد اب ملکہ تھیوڈورا بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کو اپنا ہدف بنا ۔۔۔

بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے بھی ۔۔۔
نے ایک عجیب و غریب طریقہ کار استعمال کیا۔ بیلی ساریوس مشرقی محاذ پر جانے ۔۔۔
قسطنطنیہ چھوڑ گیا تھا لہٰذا اس کی غیر موجودگی میں بیلی ساریوس کی بیوی انطو۔۔۔
نوجوان سے جنسی تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ ان تعلقات کی خبر انطونینا کے بعض ۔۔۔
ہو گئی۔ لہٰذا انطونینا نے ان کی زبانیں کٹوا دیں بعد میں قتل کرا کے ان کی لاشیں ۔۔۔
ڈلوا دی گئی تھیں۔ ان حالات میں وہ نوجوان غائب ہو گیا تھا۔ جس سے انطو۔۔۔
تعلقات قائم کر رکھے تھے۔

ملکہ تھیوڈورا کو ان سارے حالات کی خبر تھی۔ لہٰذا سب سے پہلے اس ۔۔۔
کہ اس نوجوان کو اس نے تلاش کرنا شروع کر دیا جس سے بیلی ساریوس کی ۔۔۔
کے تعلقات تھے۔ ملکہ تھیوڈورا کے حکم پر اس کے جاسوس سایوں اور بھو۔۔۔
طرح ادھر ادھر پھیل گئے۔ آخر انہوں نے اس نوجوان کو تلاش کر لیا جس کے ۔۔۔
کے تعلقات تھے۔

ملکہ تھیوڈورا نے اس نوجوان کو پکڑ کر اپنے پاس منگوایا اور اپنے محل ۔۔۔
پھر اس نے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا سے کہا کہ میں تمہیں بیش بہا ۔۔۔
چاہتی ہوں۔ چونکہ تم نے وزیر مال سے نپٹنے میں میری خوب مدد کی ہے۔ ۔۔۔
میں ایک عوامی تقریب کا انتظام کیا گیا۔ اس تقریب میں بیلی ساریوس کی بیوی انطو۔۔۔
مہمان خصوصی طلب کیا گیا۔ انطونینا انعام کی توقع رکھتی تھی۔ لہٰذا وہ خوشی خوشی ۔۔۔
تقریب میں ملکہ تھیوڈورا سے ملی۔ ملکہ تھیوڈورا اسے تنہائی میں لے گئی اور ۔۔۔
پیچھے سے اس کے نوجوان عاشق کو جس کے ماضی میں اس کے ساتھ تعلق ۔۔۔
درباری لباس میں پیش کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر تو فی الفور قسطنطنیہ سے نکل کر ۔۔۔
اپنے شوہر بیلی ساریوس کے پاس نہ چلی گئی تو میں قسطنطنیہ میں تیرے اس ۔۔۔
تعلقات کے سارے راز افشا کر دوں گی۔ اس طرح پوری رومن سلطنت میں ۔۔۔
دکھانے کے قابل نہ رہے گی۔ اپنے اس راز کے افشا ہونے پر انطونینا اس ۔۔۔

۔۔۔ ملکہ تھیوڈورا کے کہنے پر فوراً قسطنطنیہ چھوڑ کر مشرق میں اپنے شوہر بیلی ساریوس
۔۔۔ روانہ ہو گئی۔

۔۔۔ ادھر بیلی ساریوس جب اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچا تو سب سے پہلے جسٹنین کے
۔۔۔ ری نے بیلی ساریوس کا استقبال کیا۔ اور اسے اس کے باغیانہ رویئے پر ملامت کی
۔۔۔ شہنشاہ جسٹنین بیمار ہے لہٰذا اس کے امور کا فیصلہ ملکہ تھیوڈورا کرے گی۔
۔۔۔ ب سے پہلے بیلی ساریوس کے سارے نائب سالاروں کو کہیں دور بھیج دیا گیا۔ بیلی
۔۔۔ و شہری عزت و وقار کا جو مقام تھا اس کے پیش نظر کوئی خاص سزا تو نہ دی گئی
۔۔۔ کے اختیارات گھٹا دیئے گئے۔ اس طرح ان سارے امور سے نپٹنے کے بعد تخت و
۔۔۔ لہ تھیوڈورا کا اقتدار انتہائی مستحکم ہو گیا تھا۔

ان ہی دنوں قسطنطنیہ میں گلٹی والا طاعون نمودار ہوا اور بڑی تباہی پھیلائی۔ اتنے لوگ
۔۔۔ ئے کہ فصیل کے اندر قبرستانوں میں دفن کے لئے جگہ باقی نہ رہی۔ پھر لاشیں
۔۔۔ میں بھر بھر کر شہر سے باہر لے جاتے اور خندقیں کھود کر ان میں لاشیں پھینک کر ان
۔۔۔ ڈال دی جاتی۔ آخر لاشیں کشتیوں کے ذریعے سمندر میں پھینکی جانے لگیں۔ اندازہ
۔۔۔ ہے کہ قسطنطنیہ کی سات لاکھ کی آبادی سے کم از کم تین لاکھ آدمی طاعون کی نذر ہو
۔۔۔ اور جسٹنین بھی بیمار ہوا لیکن خوش قسمتی سے اچھا ہو گیا یوں موسم سرما تک طاعون ختم

طاعون کے بعد قسطنطنیہ اور اس کے نواحی علاقوں میں قحط نمودار ہوا۔ غلہ لانے والی
۔۔۔ اور جہاز باقی نہ رہے تھے جو لوگ زندہ رہے ان کی کیفیت یہ تھی کہ گویا کسی بہت
۔۔۔ لے کے باقی ماندہ افراد ہوں۔ لوگوں نے ان ساری مصیبتوں کا ذمہ دار ملکہ تھیوڈورا
۔۔۔ ٹھہرایا۔ چونکہ گلٹی والا طاعون مصر کی طرف سے آیا تھا لہٰذا ملکہ کے مخالفوں نے قسطنطنیہ
۔۔۔ بات مشہور کر دی کہ وبا ان شہروں سے گزرتی قسطنطنیہ آئی ہے جہاں ملکہ بننے سے
۔۔۔ ڈورا عصمت فروشی کی زندگی بسر کرتی رہی تھی۔

قسطنطنیہ میں داخل ہونے سے پہلے چونکہ تھیوڈورا اپنی ایک بیٹی کو اسکندریہ میں چھوڑ
۔۔۔ تھی اس کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ کسی کو اس راز کا علم نہ تھا چونکہ مصر میں طاعون
۔۔۔ نے بڑی شکل اختیار کر لی تھی لہٰذا ملکہ تھیوڈورا نے خفیہ خفیہ اپنے نواسے کو قسطنطنیہ بلا
۔۔۔ اور اپنے محل میں رکھ لیا۔ اس پر بھی لوگوں نے بہتیرے اعتراض کئے۔ بہرحال طاعون
۔۔۔ کے یہ اثرات جلد ہی ختم ہو گئے۔ چونکہ نوشیروان واپس جا چکا تھا۔ اور ایرانیوں کی
۔۔۔ سے کسی حملے کا خطرہ نہ تھا۔ لہٰذا رومن شہنشاہ جسٹنین اور ملکہ تھیوڈورا دونوں مل کر

اپنی سلطنت کے عوام کی بہتری میں لگ گئے تھے۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مکہ کے نواحی کوہستانی چہل قدمی کرتے ہوئے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یوناف چونک سا اس کی گردن پر ابلیکا نے اپنا ریشمی لمس دیا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے اور مستعد ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب سنو۔ ایک مدت دراز کے بعد سطرون اور زروعہ تم پر حملہ آور ہونے کے لئے اس سمت پیش قدمی کر رہے ہیں۔ سنو تم سلیوک اور اوعار کو ایک کمرے میں بند کر کے عذاب سے دوچار کیا تھا تو اس کسی طرح ان تینوں کو وہاں سے رہا کرا لیا ہے۔ اب جو سطرون اور زروعہ تم پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں تو عزازیل، نطیاس، سلیوک اور دونوں کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اور ہاں یوناف ایک بات اور یاد رکھنا۔ سطرون اور زروعہ دونوں میاں جیسے نہیں ہیں۔ عزازیل نے چونکہ نطیاس کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور وہ اسے بھی استعمال کرنا چاہتا ہے لہٰذا نطیاس نے اپنے سارے قدیم والی زروعہ کو منتقل کر دیئے ہیں۔ اب وہ پہلے سے زیادہ پر قوت ہو کر تمہارے ہیں۔ بس تم سنبھلو۔ تھوڑی دیر تک وہ تمہارے سامنے نمودار ہونے والے

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس کے بعد کیرش نے فکر مندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ سطرون اور ہیں؟ اس پر یوناف کہنے لگا۔ کیرش فکر مند مت ہونا۔ سطرون اور زروعہ کا تعلق جنس سے ہے۔ ماضی میں یہ میرے اور میری بیوی بیوسا کے ساتھ ٹکرائے بار میں نے انہیں مار مار کر اپنے سامنے زیر کیا تھا۔ میرے خیال میں اب ساتھ مل کر زیادہ طاقت اور قوت حاصل کر کے ماضی میں میرے ہاتھوں کے درپے ہے۔ لیکن میرے خداوند کو منظور ہوا تو میں ایک بار پھر ان شاءاللہ حاصل کروں گا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں کیرش شاید مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ہی رہی۔ اس لئے کہ عین اسی لمحہ ان دونوں میاں بیوی کے سامنے سطرون اور

اور ان دونوں کے پیچھے عزازیل، نطیاس، سلیوک اور اوعار بھی اس کوہستانی سلسلے ...ے تھے۔ عزازیل، نطیاس، سلیوک اور اوعار پیچھے ہی کھڑے رہے جب کہ سطرون ...دونوں آگے بڑھے۔ پھر سطرون یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

...نیکی کے نمائندے۔ میں ایک بار پھر بہتر اور اچھی قوتوں سے لیس ہو کر ...سامنے آیا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماضی میں اپنی سابقہ بیوی بیوسا ...مل کر تم ہمارے خلاف کامیابیاں حاصل کرتے رہے ہو لیکن بیوسا اب ختم ہو چکی ...تمہاری اس نئی بیوی کیرش میں وہ دم خم نہ ہو گا جو بیوسا میں تھا لہٰذا تم دونوں ...کے کا انتظار کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سنو نیکی کے نمائندو، اب وہ پہلے والی ...اور خصوصیت کے ساتھ یوناف تم سنو اور میری باتیں اس کیرش کے بھی کان ...میرا نام سطرون ہے اور میں اپنی جنس میں سب سے زیادہ طاقتور خیال کیا جاتا ...سری طاقت اور قوت کے علاوہ میں نے اکتسابی قوتوں سے بھی اپنے آپ کو ...کیا ہے۔ لہٰذا اب صرف تمہاری شکست ہی نہیں موت بھی میرے ہاتھوں یقینی

...اں تک کہنے کے بعد سطرون شاید تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا پھر بولا اور

...نیکی کے نمائندے۔ ان کوہستانی ویرانوں اور دیوالانوں میں، میں اور میری بیوی ...مل کر تم پر کربناک بیداری طاری کرتے ہوئے تمہارے جسموں کو ریزہ ریزہ، ...لخت لخت کر کے رکھ دیں گے۔ ان ویرانوں میں تمہاری حالت ہم دونوں دھوپ ...میں بکھری ہوئی محرومی اور رنج، درشتی اور تلخی جیسی بنا کر رکھیں گے۔

...اں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک اسے قہر ...آلود نظروں میں دیکھتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ سطرون تم یہ کیا نئی بکواس کرنے لگے ہو۔ کیا ...جانتے کہ میں ماضی میں تمہارے ہی نہیں تمہارے آقا عزازیل کی بھی تخریب کو ...انتشار کو گروہ بندی، دشمنی کو اخوت، اختلاف کو اتحاد میں تبدیل کرتا رہا ہوں۔ سنو ...گماشتو، جب تک اللہ نے اپنی خصوصی رحمت مجھ پر رکھی میں تم بدکاروں کے ...کی دھول میں دفن ہونے کے بجائے چھاتی تان کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور ماضی ...تم پر ضربیں لگاؤں گا۔

...ڑی دیر کے لئے یوناف رکا پھر وہ کہتا چلا گیا۔ سن سطرون میں وہی یوناف ہوں جو ...ے دل کے صحرا میں محرومیوں کی داستانیں رقم کرتا رہا۔ تمہارے اسرار ہستی

میں روح کی ماندگی، جسموں کا اضمحلال طاری کرتا رہا۔ تمہاری یادوں کے
کے انگاروں کی طرح برستا رہا۔ اور خوابوں کو مسمار کر دینے والی پت جھڑ کی
تم پر نزول کرتا رہا۔ دیکھ میں وہی یوناف ہوں جو لہراتی تاریکیوں میں
طرح تم پر وارد ہو کر تمہاری آنکھوں سے منزل کا غبار اور پاؤں سے
کاٹتا رہا۔ سن سطرون تو جانتا ہے کہ ماضی میں ہر موقع پر میں تمہارے
پیالوں کا زہر بن کر نمودار ہو گیا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بڑے غضب آلود انداز میں
تک یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ انتہائی بیزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے
دیکھ نیکی کے نمائندے۔ ماضی کی اپنی ساری کارستانیوں کو بھول جا
جو گزر کر بکھر چکا ہے۔ اب تم میرے ساتھ حال کی گفتگو کرو۔ اس حال میں
بنا کر چھوڑوں گا۔ اس کے ساتھ سطرون نے اپنی تلوار کھینچی۔ پھر اس
عمل کرتے ہوئے جب اپنی تلوار کو فضا میں بلند کیا تو اس کی تلوار
چنگاریاں پھوٹ پڑی تھیں۔ پھر وہ اپنی تلوار لہراتا ہوا یوناف کی طرف
طرف زروعہ نے بھی ایسا ہی عمل کیا تھا۔ اس نے بھی اپنی تلوار بے
پر عمل کیا۔ اس کی تلوار بھی چنگاریاں چھوڑنے لگی اور وہ بے پناہ
ہوئی کیرش کی طرف بڑھی تھی۔ یہ صورت دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش
نے ایک دوسرے کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھا پھر نگاہوں
میاں بیوی نے کوئی فیصلہ کیا اور ایک جھٹکے کے ساتھ دونوں نے اپنی
کیں۔ انہوں نے بھی اپنی تلواروں پر کوئی عمل کیا جن کے جواب میں
بھی سطروں اور زروعہ کی طرف روشنی پھوٹ پڑی تھی۔ یہ صورتحال
اور زروعہ لمحہ بھر کے لئے ٹھٹکے پھر وہ آگے بڑھنے لگے تھے۔

زروعہ ذرا پیچھے رہ گئی تھی۔ سطرون تیزی سے آگے بڑھا اور یوناف
اس نے اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے یوناف پر گرانا چاہی تھی
اپنی تلوار فضا میں بلند کی۔ اور سطرون کے وار کو اپنی تلوار پر
انقلاب رونما ہوا۔ اس لئے کہ جس وقت دونوں کی تلواریں آپس میں
سطرون نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور یوناف کی گردن پکڑنا چاہی۔
یوناف کی گردن سے ٹکرایا یوناف کو یوں لگا جیسے دنیا بھر کی برق اس
دی گئی ہو۔ اس پر یوناف تڑپا۔ اپنی تلوار اس نے علیحدہ کر دی اور

گیا تھا۔

اس وقت تک زروعہ بھی آگے بڑھ کر کیرش پر ضرب لگانے والی تھی۔ یہ صورتحال
برق کے ایک کوندے کی طرح آیا ہوا میں بلند ہوا پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر اس
کے سر پر ماری جس کی وجہ سے زروعہ بل کھاتی ہوئی دور جا گری تھی۔ اپنی بیوی
حالت دیکھتے ہوئے سطرون اور زیادہ غضبناک ہو گیا تھا۔ یہ سب کچھ کرنے کے
بڑی تیزی سے کیرش کے پاس آیا اور بڑے پیار، بڑی محبت میں اسے مخاطب
لگا۔

کیرش ہمیں بڑے محتاط انداز میں ان دونوں میاں بیوی سے مقابلہ کرنا ہو گا۔
اس نے اپنے جسم میں برق بھر رکھی ہے۔ جونہی میری تلوار سطرون سے ٹکرائی
بعد اس نے اپنا ہاتھ میری گردن پر رکھا تو مجھے یوں لگا جیسے برق کا طوفان کسی
جسم میں بھر دیا ہو۔ اس لئے میں جست لگا کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اب یوں کرو ہم
بیوی بھی اپنے جسموں میں سری قوتوں کے ذریعے برق بھر لیں۔ اس کے ساتھ
اس میں دس گنا اضافہ بھی کر لو۔

کی اس تجویز پر کیرش فوراً حرکت میں آئی۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
اس نے اپنے جسم میں برق بھی بھر لی اور اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی کر
طرف یوناف بھی ایسا کر چکا تھا۔ اب دونوں میاں بیوی کسی قدر مطمئن
جگہ کھڑے ہو کر وہ سطرون اور زروعہ کے دوبارہ آنے کا انتظار کرنے لگے

موقع پر یوناف کو اچانک کوئی خیال گزرا اور وہ اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو
کہنے لگا۔ دیکھ کیرش مجھے یاد آ گیا۔ ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
اور زروعہ نے جو اپنے جسم کے اندر سری قوتوں کی وجہ سے برق بھر رکھی
مخالفت کرنے کے لئے اپنے اندر طاقت پیدا کرو۔ یوناف کی اس گفتگو پر کیرش
خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے بڑی ممنونیت کے ساتھ
دیکھا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور برق کا مقابلہ کرنے کے
اپنے جسم میں مدافعت بھی بھر لی تھی۔ یوناف بھی ایسا ہی کر چکا تھا۔
جس نے بری طرح لات مار کر زروعہ کو دور گرایا تھا تو اس کی اس حرکت
انتہا درجے کا تیخ پا ہو گیا تھا۔ دوسری طرف زروعہ کی اس درگت پر پشت پر
نیاس، سلیوک اور اوغار بھی کسی قدر پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔

اتنی دیر تک سطرون اور زروعہ پھر پہلو سے پہلو ملا کر یوناف اور کیرش کی طرف
قریب آ کر سطرون اور زروعہ دونوں نے اپنی تلواریں لہرائیں۔ پہلے کی
اور کیرش نے بھی اپنی تلواروں کو حرکت میں لاتے ہوئے دونوں کے وار
روکے۔ اس موقع پر تلواروں کے ٹکرانے سے عجیب طرح کی چنگاریاں
سطرون نے اس موقع پر پہلے جیسی حرکت کی۔ تلواروں کے ٹکرانے کے ہو
بایاں ہاتھ آگے بڑھایا کہ یوناف کو اپنی گرفت میں لے۔ دوسری طرف زروعہ
ساتھ ایسا ہی کر رہی تھی۔ اب یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنی
اس لئے کہ وہ اپنے اندر مدافعت پیدا کر چکے تھے۔ جونہی سطرون نے اپنا
گردن پر رکھا اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ بھیانک چیخیں مارتا ہوا
لئے کہ اس کی ہی مانند یوناف نے جو اپنے جسم میں برق بھری تھی اس کی
کی حالت غیر ہو گئی تھی۔ سطرون کے ہاتھ لگانے سے یوناف پر کچھ اثر نہ ہوا
کہ وہ پہلے ہی اپنے اندر مدافعت پیدا کر چکا تھا۔ دوسری طرف جونہی زروعہ
مس کیا اس کی بھی حالت سطرون کی سی ہو گئی وہ بھی چیختی چلاتی ہوئی
سطرون اور زروعہ جس وقت بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں پیچھے گرے
پر نبیاس بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل میں دیکھتا ہوں کہ سطرون اور زروعہ دونوں ہی یوناف
مقابلے میں بے بس ہوئے ہیں۔ اور کیسے اپنی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار
انتہائی کرب میں پیچھے ہٹے ہیں۔ میرے خیال میں اس موقع پر ہم چاروں
زروعہ کی مدد کے لئے یوناف اور کیرش کے ساتھ ٹکرانا چاہئے۔ نبیاس کی
عزازیل کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں نبیاس ایسا نہیں کرنا۔ ابھی سطرون اور زروعہ ہی کو اس
ٹکرانے دو۔ دیکھ میں تجھ پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اس یوناف کے
بڑی طاقت ہے۔ جس کا نام ابلیکا ہے۔ اگر ہم نے سطرون اور زروعہ کی
یوناف اور کیرش کے خلاف حرکت میں آئے تو یہ یاد رکھنا کہ وہ بھی
میں آئے گی۔ اور ہم سب کو ایسا لپیٹے گی جیسے جنگل کی آگ خشک گھاس
میں لپٹی ہے۔ اس پر نبیاس فکر مندی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے
دیکھ عزازیل ابلیکا نام کی وہ قوت ایسی زور آور اور دست دراز
کو اپنے سامنے بے بس کر دے گی کہ ہم چاروں میں آپ بھی ہیں

اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ نبیاس اپنی بے پناہ قوتوں کے باوجود ابلیکا
قوت کے سامنے میں اکثر و بیشتر بے بس اور لاچار ہی رہا ہوں۔ لہٰذا میری مانتا
سے تجاوز نہ کرنا۔ سطرون او زروعہ کو یوناف اور کیرش سے ٹکرانے دو۔ بس یہ
ٹکراتے رہے تو ابلیکا ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آئے گی۔ اور اگر ہم
بھی آگے بڑھ کر یوناف اور کیرش کے خلاف سطرون اور زروعہ کی مدد کی تو پھر
بھی وہ چنے چبائے گی جو یقیناً ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوں گے۔ عزازیل
پر نبیاس خاموش رہ کر تماشہ دیکھنے لگا تھا۔
بے بسی اور لاچارگی میں زمین پر گرنے کے بعد سطرون اور زروعہ ابھی اٹھنے
تھے کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی آگے بڑھے۔ اپنی تلواریں دونوں
کر لی تھیں۔ پھر یوناف کیرش سطرون اور زروعہ پر پل پڑے دونوں نے اپنے
کی ٹھوکروں اور لاتوں سے سطرون اور زروعہ دونوں کی خوب پٹائی کی۔ ایسی
ان دونوں کو مار مار کر یوناف اور کیرش نے بالکل پژمردہ اور ادھ موا کر کے رکھ

رنے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں علیحدہ ہو گئے۔ شاید وہ سطرون اور زروعہ
سے کسی نئے رد عمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد سطرون
نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر وہ
دوسرے کے قریب آئے۔ تھوڑی دیر تک آپس میں صلاح و مشورہ کیا۔ صلاح
کے بعد سطرون اور زروعہ دونوں کے چہروں پر خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
اف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے تھے۔
اور کیرش بھی ان کا استقبال کرنے کے لئے مستعد تھے۔ لیکن اس بار سطرون
نے اپنے حملہ کرنے کا انداز بدل لیا تھا۔ یوناف اور کیرش کے قریب جاتے
نے اپنی تلواریں نیام میں کر لی تھیں۔ قریب جاتے ہی انہوں نے ایک ساتھ
عمل کیا کہ ان دونوں کی آنکھوں سے چکا چوند کر دینے والی ایسی روشنی نکلی جس
یوناف اور کیرش کی آنکھوں پر اثر کیا۔ اس روشنی کی وجہ سے یوناف اور کیرش
ایسی خیرہ ہوئیں کہ کچھ دیکھ ہی نہ سکے اسی حالت میں سطرون اور زروعہ حملہ
سطرون نے لاتوں اور مکوں سے یوناف کی تواضع کرنا شروع کر دی تھی جب کہ
در پے کیرش پر مکے اور لاتیں برسانا شروع کر دی تھیں۔
ن اور زروعہ کے اس نئے انداز کے حملے سے لگتا تھا یوناف اور کیرش دونوں

بری طرح بے بس اور لاچار ہو کے رہ گئے ہوں۔ اس لئے کہ وہ انتہائی لاچارگی کی
میں سطرون اور زروعہ کے ہاتھوں پٹتے جا رہے تھے۔ اسی صورتحال میں اچانک
زروعہ کے سروں پر بجلی کی چمک سی پیدا ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے سطرون اور زروعہ
اور کیرش کو چھوڑ کر چیخیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس لئے کہ یوناف اور
کی مدد کے لئے ابلیکا سطرون اور زروعہ پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ اس حملے کے
یوناف اور کیرش کو چھوڑ کر سطرون اور زروعہ خوف اور وحشت میں عزازیل
سلیوک اور اوغار کے پاس جا کھڑے ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف اور کیرش
بچے تھے۔ سطرون اور زروعہ کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی سے جو ان کی آنکھیں
ہوئی تھیں وہ بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انہوں نے درست کر
اب وہ ایک بار پھر اپنی جگہ مستعد ہو گئے تھے۔

اس موقع پر عزازیل یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی کے لئے
سزا کافی ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا میں ایک طویل عرصے کے بعد دونوں میاں بیوی
آیا ہوں۔ اور تم مانو گے کہ میرا یہ سامنا بھی خوب رہا۔ میں ایک بار پھر تم
سامنے سطرون اور زروعہ کو لے کر آیا ہوں۔ اور تم نے دیکھا سطرون اور زروعہ
تم دونوں کو اپنے سامنے بے بس کر دیا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر
ابلیکا تم دونوں کی مدد کو نہ آتی تو یقیناً" سطرون اور زروعہ نے مار مار کر تم
حالت کی ہوتی جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ ابھی تو
لیکن یاد رکھنا اب وقفے وقفے سے ہم تم دونوں میاں بیوی پر ایسی ضربیں لگائیں
نہ ایک روز تمہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب ضرور کریں گے۔

عزازیل کی گفتگو کے جواب میں یوناف بولا۔

دیکھ ابلیس خداوند کے دھتکارے ہوئے تو ماضی میں ان گنت مواقع پر
چکا ہے۔ تیرے کئی چاہنے والے تیرے کئی تابعین بھی مجھ سے ٹکراتے رہے
میں نے ان سب کی حالت ایسی ہی کی جیسے شکنجے میں پھنسی ہوئی کوئی چیز۔
میں شک نہیں کہ وقتی طور پر ان دیوتاؤں میں سطرون اور زروعہ نے مجھے اور
کیرش کو اپنے سامنے بے بس کر دیا تھا لیکن عزازیل ابھی بے شمار مواقع ا
یہ مت خیال کرنا کہ تم نے جو سطرون اور زروعہ کو طیاس کی فراہم کردہ قوتیں
کیا ہے تو یہ ہمارے سامنے ناقابل تسخیر ہو گئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ قسم خداوند

اس کعبہ کے رب کی جس پر حملہ آور ہونے کی سزا خداوند نے یمن کے حکمران ابرہہ
کو دے دی۔ ایک نہ ایک روز ماضی کی طرح اس سطرون اور زروعہ کو بھی تم میرے
سامنے بے بس اور مجبور دیکھ رہے ہو گے۔ عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب
نہ دیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

ان کے جانے کے بعد ابلیکا نے فوراً" یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کسی قدر
مطلب آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف تم نے بہت بڑی غلطی
کی ہے۔ تمہارے پاس یقیناً" وہ سری طاقت ہے جسے استعمال کرتے ہوئے تم سطرون اور
زروعہ کی آنکھوں سے نکلنے والی خطرناک اور جان لیوا روشنی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ
سکتے تھے۔ اور اس روشنی سے جو بچنے کے علوم ہیں یہ تمہارے پاس کافی عرصہ سے ہیں۔
مجھے حیران تھی کہ تم نے ان علوم کو کیوں استعمال نہیں کیا۔ اس پر یوناف ہلکی ہلکی
مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تمہارا کہنا درست ہے پر وہ حملہ ایسا اچانک تھا کہ میں کچھ کر ہی نہ سکا۔
اور اپنی مداخلت تم نہ کر سکتی نہ کیرش کی۔ حالانکہ وہ علوم کیرش بھی جانتی ہے لیکن یہ بھی
اس طرح ایسی بدحواس ہوئی کہ کچھ کر نہ پائی۔ بہرحال سطرون اور زروعہ کے نئی طاقتیں
حاصل کرنے کے بعد ان سے ٹکرانے کا یہ پہلا موقع ہے۔ اب میرا خیال ہے ان کا ہمارا
ٹکراؤ ہوتا رہے گا۔ اور ان کے ٹکراؤ سے ہمیں بھی کافی تجربات حاصل ہوں گے۔ اس پر
ابلیکا اور کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے۔ یوناف اب میں ان پر نگاہ رکھوں گی۔ اور اچھا موقع جان کر
ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ اور انہیں بتائیں گے کہ نیکی کے نمائندے ہو کر ہم ہرگز
باطل پرستوں کے سامنے بے بس و مجبور نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس
دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جب کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اس سرائے کی
طرف جا رہے تھے۔ جس میں ان دونوں نے قیام کر رکھا تھا۔

○

اپنی سلطنت میں خارجی اور اندرونی طور پر کچھ امن قائم کرنے کے بعد جسٹنین
اپنے کلیسا کے علاوہ جو دوسرے مسیح فرقے تھے ان کے خلاف حرکت میں آیا۔ سب سے
پہلے مسیح فرقے نسطوری کے خلاف اس نے قدم اٹھایا اور اس فرقے کو اس نے قسطنطنیہ
میں باطل قرار دے دیا۔ نسطوری فرقے کو باغی قرار دینے کے بعد نسطوری فرقے کے زیادہ تر

لوگ ایران چلے گئے اور نوشیروان کے یہاں پناہ گزین ہو گئے۔ کچھ نسطوری
شاہراہوں کے ساتھ ساتھ سرحد چین کے صحرائی علاقوں تک پھیل گئے۔

نسطوریوں کے بعد رومن شہنشاہ یونانی کلیسا کے خلاف بھی حرکت میں
نے ایتھنز کی قدیم درسگاہیں بند کر دیں اس کے ایسا کرنے سے وہاں کے سات
معلم ایران پہنچ گئے تاکہ وہاں پناہ لے کر ارسطو کی اخلاقیات کی بقایا جات کو
سکیں۔ ان علماء نے نسیبن شہر میں ارسطو کے فلسفہ پر ایک بہترین درسگاہ قائم کی
تصانیف کے مختلف حصوں کا ایرانی میں ترجمہ کیا گیا۔

ان تمام معاملات کے علاوہ رومن شہنشاہ جسٹنین یہ چاہتا تھا کہ ایران سے کوئی
صلح ہو جائے تاکہ دونوں سلطنتوں کو شمال کے وحشیوں کی طرف سے یورش کا
ہے اس سے نپٹا جا سکے۔ نوشیروان میں اس قوت کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت
مقابلہ میں زیادہ تھی۔ لہٰذا وہ شمال کے وحشی قبائل کی طرف سے اپنے لئے کوئی
نہیں کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں جسٹنین نوشیروان سے کوئی معاہدہ کرنا چاہتا تھا
قوتیں آپس میں نہ ٹکرائیں بلکہ اپنی قوتوں کو شمال کے وحشیوں کے خلاف صرف
یہ معاہدہ نہ ہو سکا۔

اس معاہدے کی ناکامی کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین نے اب یہ کوشش
کہ شمال کے وحشی قبائل کو تہذیب و شائستگی کے دائرے میں لایا جائے کیونکہ
کو شکست دینے کے بعد معاملہ ختم نہیں ہو جاتا تھا بلکہ نئے گروہ پیدا ہو جاتے
آئے دن رومنوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔

چنانچہ جسٹنین نے شمال کے وحشی قبائل کے بڑے بڑے سرداروں کے
بلوا لئے اور ان کے بلوانے کا بہانہ یہ کیا کہ جسٹنین انہیں شاہی طرز پر تعلیم و
آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ شمال کے وحشی قبائل کے سرداروں نے اسے اپنے لئے
سمجھا کہ ان کے بچے قسطنطنیہ میں شاہی خاندان کی طرح پرورش پائیں۔ لہٰذا انہوں
اپنے بیٹے جسٹنین کے کہنے پر قسطنطنیہ پر روانہ کر دیئے۔

اس کے علاوہ جسٹنین نے دوسرا کام یہ کیا کہ راہبوں اور پادریوں کے
تیار کئے اور شمال کی طرف روانہ کئے جن کا اصل مقصد یہ تھا کہ تبدیلی مذہب
دوستی اور تبلیغی پر زیادہ زور دیں۔ چنانچہ یہ راہب اور پادری مختلف وحشی قبائل
گئے۔

وہاں یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اینٹیں تھاپتے گرجے تعمیر کر لیتے ساتھ ساتھ

باہم غور و مشورہ کے لئے کوئی جگہ تجویز کر لیتے۔ اس طرح انہوں نے اجتماعی زندگی
رکھی۔ ساتھ ہی نئے طریقے پر زمین کی کاشت وحشی قبائل میں شروع کرائی۔ یہ
زیادہ تر عورتوں میں کام کرتے تاکہ ان کے ذریعہ سے بچوں پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔
کے ذریعہ سے ہی جسٹنین نے وحشی قبائل میں سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی
شروع کر دی تھی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کے اس اقدام کی وجہ سے شمال میں تجارت خوب پھیلی اور
کے ساتھ ساتھ رومن تہذیب کا حلقہ اثر بھی وسیع تر ہوتا گیا۔ اس کے علاوہ امن
دور میں جسٹنین نے اپنی تجارت کو بھی وسعت دی۔ رومنوں کے بحری جہاز حبشہ
بحیرہ قلزم کو عبور کر کے عرب میں داخل ہوتے اور وہاں سے ان کے جہاز سیلون
لانے لگتے تھے۔ کیونکہ چین تک سیدھے راستے ایرانیوں نے روک رکھے تھے۔
ان تجارتی کاروانوں کے ساتھ جسٹنین نے وادی نیل میں بھی وسیع مشنریاں بھیجنی
دی تھیں۔ جن کے اثر سے بہت سی قومیں جو پہلے سے مسیحیت کے زیر اثر
سیاسی اور مذہبی اعتبار سے رومنوں کے قریب تر ہو گئی ہیں۔

انہی دنوں ایران کا شہنشاہ نوشیروان ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ
مرکزی شہر مدائن سے نکلا۔ اور ایشیا میں رومنوں کے دوسرے بڑے شہر الروحا کی
طرف۔ جہاں ایشیاء میں انطاکیہ کو مشرقی شہروں میں ملکہ کی حیثیت حاصل تھی۔ وہاں
شہر کے شہر الروحا کو مشرقی سرحدوں کا ایک مستحکم اور مضبوط حصار سمجھا جاتا تھا۔ اگر
ایران اس شہر کو فتح کر لیتا تو رومنوں کے لئے پورے مشرقی محاذ کا سلسلہ اور دفاع درہم
برہم ہو جاتا۔

بہرحال نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ مدائن سے نکلا۔ بڑی برق رفتاری سے وہ آگے
الروحا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔ جسٹنین کے پاس اب کوئی ایسا جرنیل نہ تھا جو
کی راہ روکتا۔ اس سے پہلے اس کے پاس اپنا بہترین جرنیل بیلی ساریوس جو کسی نہ
روما پر حملہ آور ہونے والی قوتوں کی راہ روکتا رہا تھا۔ لیکن اب اس پر بغاوت اور
مقدمہ چل چکا تھا۔ اور اسے بالکل نہتا کر کے گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور
کیا تھا۔

ان حالات میں ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے بے خطر ہو کر الروحا شہر کا محاصرہ کر
محاصرے کے دوران نوشیروان کی خدمت میں الروحا شہر کا ایک بوڑھا طبیب جس کا
تھا اور جن دنوں نوشیروان بچہ تھا یہ نوشیروان کو طب کی تعلیم بھی دے چکا تھا۔

سٹیفن ایک بہترین طبیب تھا۔ اور حکیم خیال کیا جاتا تھا۔ یہ سٹیفن الروحا شہر کے
لوگوں کی طرف سے شرائط صلح معلوم کرنے کے لئے نوشیروان کے پاس پہنچا تھا۔
جب اس سٹیفن نے نوشیروان کے سامنے صلح کی شرائط پیش کی تو نوشیروان
کو استہزائی انداز میں جواب دیا اور کہا کہ اگر الروحا کے باشندے ایرانیوں کو
نہ دیں گے تو میں ان کے شہر کو مسمار کر کے اسے بھیڑ بکریوں کی چراگاہیں بنا
اس کے اندر رہنے والے لوگوں کو غلام بنا لوں گا۔
سٹیفن جب صلح کی شرائط طے کرنے میں ناکام ہو کر واپس چلا گیا تو
دفاع کے لئے تیار ہو گئے۔ نوشیروان نے فصیل کے ساتھ ساتھ اونچے دمدمے
حکم دیا تاکہ بلندی سے شہر پر سنگباری کی جا سکے۔ لکڑی اور مٹی سے بنے
بتدریج شہری دیواروں کے قریب آتے جا رہے تھے۔ اسی دوران الروحا شہر کے
مدد کے لئے قسطنطنیہ سے بھی کمک پہنچ گئی تھی۔ اس کمک میں نقب لگانے
بھی قسطنطنیہ سے آئے تھے جنہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ سرنگ لگا کر ایرانیوں کے
دیا جائے۔
ادھر ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو بھی معلوم ہو گیا کہ قسطنطنیہ سے سرنگ
ماہر الروحا پہنچے ہیں۔ اور انہوں نے سرنگ لگانی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ اس
ایرانیوں نے بھی سرنگ بنانی شروع کر دی تھی۔ الروحا کے باشندوں کو
ایرانیوں نے بھی سرنگ بنانی شروع کر دی ہے تاکہ وہ شہر تک سرنگ لے جا
کے طور پر انہوں نے سرنگ کا آخری سرا پتھر اور چونے سے بند کر دیا۔ اس
نے سرنگ کا سرا چوڑا کر کے ان کی دیواروں کے ساتھ تختے لگا دیئے۔ ان
دیں۔ ساتھ ہی جگہ جگہ گھاس کے بورے اور گندھک کے ڈھیلے پھیلا دیے
بعد انہوں نے ان سب چیزوں پر صنوبر کا تیل ڈالا اور آگ لگا دی۔
بس گندھک کے ڈھیلوں کو آگ لگنا تھی کہ فی الفور اور آناً فاناً" یہ آگ
کے شہتیروں تک جا پہنچی۔ اور وہ سب جل کر خاکستر ہو گئے۔ ایرانیوں نے
بجھانا چاہی تو وہ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ اس لئے کہ اس آگ میں کیمیاوی
گئے تھے۔ اس طرح شہر کو فتح کرنے کے لئے نوشیروان نے جو دمدمے تیار کئے
راکھ ہو گئے۔
اس کے بعد نوشیروان نے کئی اور مرتبہ کوشش کی کہ دمدمے تیار کر کے
جائے لیکن اس کی ہر کوشش ناکام رہی۔ ہر مرتبہ اسے شکست کھانی پڑی۔

شہر کی فصیل کے قریب جاتے تو اوپر سے شہر کے مرد اور عورتیں ان پر جلتا ہوا
آگ کے انگارے پھینکتے۔ لہٰذا ایرانیوں نے ڈر کے مارے شہر کی فصیل کے قریب
ا دیا۔
ان حالات میں نوشیروان نے فیصلہ کیا کہ الروحا شہر کا محاصرہ اٹھا کر واپس چلا جانا
رومن شہنشاہ جسٹینین کے لئے یہ صورتحال بڑی حوصلہ افزا تھی۔ اسے یقین ہو گیا
بجا چوکیاں قائم کرنے ان میں فوجی دستے متعین کر کے سلطنت کے مشرقی حصے کا
ل ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ الروحا شہر کے لوگوں نے جو کیمیائی آگ تیار کی تھی۔
الروحا شہر کے لوگوں کو نوشیروان کے حملے سے بچا لیا تھا۔ ان حالات میں رومن
جسٹینین نے فوراً ایران کے شہنشاہ نوشیروان کے پاس قاصد بھیجا اور صلح کی
کی۔ چنانچہ پانچ سال کے لئے رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان صلح ہو گئی اور
نے ہر سال نوشیروان کو تین ہنڈرویٹ سونا دینا منظور کر لیا۔
اس صلح کے ساتھ ہی ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے جسٹینین سے یہ بھی کہا کہ ایک
کچھ مدت کے لئے دربار ایران میں بھیج دیا جائے۔ یہ طبیب جس کا نام ٹرابینیس
تھا لیکن فلسطین میں رہتا تھا۔ اور اپنے فن کا بڑا ماہر خیال کیا جاتا تھا۔ نوشیروان
بھی وعدہ کیا کہ وہ اس طبیب کے بدلے میں رومنوں کو وہ فلسفی واپس کر دے گا جو
درسگاہ بند ہونے کے بعد ایران میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔
رومن شہنشاہ نے نوشیروان کی اس پیشکش کو منظور کر لیا لہٰذا ٹرابینیس طبیب کو
بھیج دیا گیا۔ اس کے بدلے میں نوشیروان نے نہ صرف یہ کہ ایتھنز کی درسگاہوں کے
واپس کر دیئے بلکہ اس طبیب کے ملنے سے نوشیروان نے رومنوں کے ایک ہزار قیدی
کر دیئے تھے۔
یوں جسٹینین جس مصالحت اور امن کا خواہاں تھا وہ قائم ہو گیا۔ ایران کے ساتھ
ہوتے ہی قسطنطنیہ میں پھر فنی روایات کا کام شروع ہو گیا۔ مشرقی رومن سلطنت کے
اس تہذیبی میراث کی حفاظت کا فرض تھا اس میں سب سے نمایاں حیثیت ان فنون
کی ہو قسطنطنیہ میں نشوونما پا رہے تھے۔ ان فنی علوم کا سلسلہ ایک طرف قدیم یونانی
سے ملتا تھا لیکن اس نے کلیسا کے زیر سایہ ترقی کی تھی اور اس کے اثرات بھی اس
نمایاں تھے۔ ان حالات میں جب کہ ایران کے ساتھ امن ہوا تو قسطنطنیہ میں نقاشی،
سنگتراشی، چاندی، سونے، ہاتھی دانت کا کام، خطاطی، مصوری اور دوسرے علوم نے خوب
کی۔

ان حالات میں رومن شہنشاہ جسٹنین نے بیلی ساریوس کو بلایا جو گوشہ نشینی کی
بسر کر رہا تھا۔ اسے بلا کر جسٹنین نے اس کے خلاف غداری کے تمام الزامات
اس کی ضبط شدہ جائیداد میں سے دو تہائی حصہ بحال کر دی اور کہا کہ جو کچھ تم
کا فیصلہ تم پر ہی چھوڑتا ہوں۔ میں تمام الزامات کو ختم کرتا ہوں آئندہ کے
اعمال ہی تمہارے احساسات کی تصدیق کریں گے۔ خود ملکہ تھیوڈورا نے بھی
جسٹنین کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور بیلی ساریوس سے بات کر کے اس کی بیٹی کی
اپنے نواسے اناشاسیوس سے ٹھہرا دی تھی۔

اٹلی میں گاتھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس کو اس مہم کے لئے
فوج فراہم کرنے میں جسٹنین نے پہلے کی طرح تنگ نظری کا ثبوت دیا۔ اسے اپنی
رکھنے کی اجازت نہ دی۔ اور نہ اسے پچھلا منصب عطا کیا۔ اسے صرف اس
اجازت دی گئی کہ اپنے صرفے پر تھریس اور ٹلمیشیا کے صوبوں سے حسب
بھرتی کر لے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کا خزانہ ان اخراجات کا کفیل نہیں ہو سکتا۔

بہرحال ان بد سے بدترین حالات میں جو لشکر بیلی ساریوس کو میسر آیا تھا اس
ساتھ بیلی ساریوس قسطنطنیہ سے اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ادھر اٹلی میں بھی ایک نئی قوت ابھر آئی تھی۔ گاتھ' جو اب تک مختلف
ٹولوں میں اٹلی کے مختلف شہروں پر حملہ آور ہو لوٹ مار کا کام سرانجام
انہیں ایک بہترین جوانمرد جنگجو اور انتہائی نڈر لیڈر مل گیا تھا۔ اس لیڈر کا نام
انتہائی خونخوار اور جنگجو تھا۔ اور اس کے علم تلے سارے گاتھ متحد ہو گئے
کے بعد ٹوٹیلا کے پاس ایک انتہائی زبردست اور جرار لشکر تیار ہو چکا تھا۔

ٹوٹیلا بڑا محتاط' بڑا جنگجو انسان تھا۔ وہ شہروں سے دور رہتا اور اپنے
میں ضائع نہ کرتا۔ لیکن جنوبی اٹلی کے دیہاتی علاقوں کو اس نے اپنی جولان گاہ
اٹلی سے اس کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔

یہ ٹوٹیلا جنگ میں ہر طرح کی سختیاں اور درشتیاں جائز رکھتا تھا لیکن جنگ
کو تکلیف نہ دیتا۔ جن دنوں بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ سے اٹلی
دنوں گاتھوں کا سردار ٹوٹیلا اپنے لشکر کو متحد اور منظم کرنے کے بعد جنوب
طرف بڑھا۔ اس کا رخ اٹلی کی بہترین بندرگاہ نیپلز کی طرف تھا۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنے سرائے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے

کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔ اس لمس کے موقع پر کیرش بھی متوجہ ہو گئی تھی۔
کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف اب مکہ کی اس نواحی سرائے سے کوچ کرو اور یہاں سے ہمارا رخ اب
صحرائے کالا ہاری کی طرف ہو گا۔ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے
سطرون اور ذروعہ نے قیام کر رکھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا کیا صحرائے
کی طرف جانے کا ہمارا صرف یہ مقصد ہے کہ ہم سطرون اور ذروعہ سے ٹکرائیں۔
ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

صحرائے کالا ہاری اور اس کے کوہستانی سلسلے کی طرف جانے کا مقصد صرف سطرون اور
ٹکرانا نہیں ان سے اگر ٹکرانا ہو تو یہ ٹکراؤ کسی اور جگہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہاں
دو اور بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا کیا میں یہ دونوں مقاصد جان سکتا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھو
صحرائے کالا ہاری کے بیچوں بیچ جو دریائے کانگ بہتا ہوا سمندر کی طرف جاتا ہے اس
کانگ کے کنارے کانگ شہر سے تھوڑے فاصلے پر انتہائی خونخوار لوگوں کا ایک گروہ
کام میں مصروف ہے۔ اس گروہ سے کچھ بردہ فروشوں کا تعلق ہے اور یہ
سے لڑکیاں اغوا کر کے یا زبردستی اٹھا کر وہاں لے جاتے ہیں اور ان لوگوں
فروخت کر دیتے ہیں۔ یہی ان لوگوں کا دھندا ہے اور یہی ان کا کاروبار ہے۔ جس
گروہ کے ہاتھوں یہ لڑکیاں بیچی جاتی ہیں وہ دریائے کانگ کے کنارے اور اس کی
ان لڑکیوں سے تین طرح کے کام لیتے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔
کیا تم بتا سکو گی کہ ان اغوا ہونے والی لڑکیوں سے کیا کام لیا جاتا ہے۔ اس پر
اور کہنے لگی۔

یوناف یہ گروہ جو صحرائے کالا ہاری اور اس کے کوہستانی سلسلوں کے جنوب اور
اپنے کام میں مصروف ہے انہوں نے بے شمار اور ان گنت دنیا بھر کی خوبصورت
پاس جمع کر لی ہیں اور ان خوبصورت لڑکیوں سے یہ لوگ تین بڑے بڑے کام

کام یہ کہ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے اندر جہاں بارش خوب
اور ناریل کے بے شمار ان گنت درخت ہیں۔ ان علاقوں میں کام کرنے والے اس
سارے سلسلے کے ناریلوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ مقامی بے بس اور غریب لوگ
لوگوں کو پہاڑی سلسلے پر ان لوگوں نے کام پر لگایا ہوا ہے۔ یہ سیاہ فام جوان

ناریل کے پودوں سے ناریل توڑ توڑ کر دریائے کانگ میں پھینکتے رہتے ہیں اور
دریائے کانگ میں بہتے ہوئے جنوب کی طرف جاتے ہیں اور اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں
دھندا کرنے والے لوگوں نے اپنا مسکن بنا رکھا ہے اور وہاں لڑکیوں کے ایک گروہ کا
ہے کہ وہ دریا میں اس جگہ جہاں پانی جا کر کم ہو جاتا ہے کھڑی ہو جاتی ہیں اور ا
نکال کر کناروں پر پھینکتی رہتی ہیں۔ وہاں سے یہ ناریل چھکڑوں کے ذریعے
کنارے اس جگہ پہونچا دیئے جاتے ہیں جہاں چھوٹی سی ایک بندرگاہ کام کرتی
وہاں سے دوسرے ملکوں کو یہ ناریل بھجوایا جاتا ہے اور اس سے خاصی رقومات
جاتی ہیں۔

دوسرا کام جو ان لڑکیوں سے لیا جاتا ہے وہ یہ کہ کچھ لڑکیاں اپنے ہاتھوں میں
چھلنیاں پکڑے دریا میں کھڑی رہتی ہیں اس جگہ جہاں پانی کم ہوتا ہے ریت کو چھا
ہیں اور سونا تلاش کرتی ہیں۔ کہتے ہیں صحرائے کالا ہاری کا جو شمالی کوہستانی سلسلہ
میں سونے کے بہت ذخائر ہیں۔ پس دوسرا کام جو لڑکیوں سے لیا جاتا ہے وہ سونے
ہے۔

یہ تو دو کام ہوئے تیسرا کام صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے
جاتا ہے۔ یہاں سے دو دریا کوہستانی سلسلے سے نکل کر جنوب کی طرف جاتے ہیں
کاوی نام کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف جاتا ہے اور دوسرا دریا اوکاوا ندی
علاقے میں کھو جاتا ہے۔ کہتے ہیں ان دونوں دریاؤں میں انتہائی قیمتی پتھر اور
ہوئے کوہستانی سلسلے سے آتے ہیں لڑکیوں کا ایک گروہ ان دونوں دریاؤں میں
اور یہ کالا دھندا کرنے والے گروہ کے لئے موتی اور جواہرات تلاش کر
علاوہ یہاں سے سیپ بھی کافی مقدار میں پکڑ کر باہر بھیجی جاتی ہے جسے اطراف
لاتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ
رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سن یوناف ہمارا صحرائے کالا ہاری کی طرف جانے
تو یہ ہو گا کہ ان بیچاری اور بے بس لڑکیوں کو ان ظالموں کے چنگل سے نجات
تاکہ وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس جا سکیں۔ ہمارے کام کی دوسری ابتداء
کے شمالی کوہستانی سلسلے کے انتہائی شمال میں ہو گی۔ یہاں کچھ وحشی قبائل
یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ کالا دھندا کرنے والا گروہ جو لڑکیوں سے کام لیتا
لڑکیوں میں جو ناکارہ ہو جاتی ہیں یا ان کے کام کی نہیں رہتیں اور لاغر ہو جاتی

قبیلے کی طرف بھجوا دیا جاتا ہے۔

یوناف میرے عزیز ان آدم خور قبائل کے اندر سطرون اور زروعہ نے بھی قیام کر
انہوں نے چونکہ اپنی مافوق الفطرت قوتوں کا اظہار کرتے ہوئے وحشی قبائل کے
اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا رکھا ہے اور اس طرح سے وہ وحشی قبائل سطرون اور
خوفزدہ ہیں لہٰذا آنکھیں بند کر کے ان کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ اپنی اس
فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازیل کے کہنے پر سطرون اور زروعہ نے ان وحشی قبائل
طرح کے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ شرک کیسا اور کس طرح کا ہے یہ تمہیں
پتہ لگے گا۔ اب میرے خیال میں یہاں سے کوچ کریں۔ پہلے اس کالے گروہ کی
ہیں جنہوں نے لڑکیوں کو مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سنو یوناف اور کیرش
وں کو یہ بھی بتا دوں کہ کالا دھندا کرنے والے گروہ کے محافظ سطرون اور زروعہ ہی
بھی انہیں کوئی مسئلہ یا مشکل در پیش آتی ہے تو وہ سطرون کو یاد کرتے ہیں اور وہ
اندر ان کے پاس پہنچ کر ان کا ہر کام کر گزرتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد
بھر کے لئے خاموش ہوئی کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگی۔

یوناف اس موقع پر میں تم سے ایک بات کہنا بھول گئی تھی وہ یہ کہ کالا ہاری کے
صورت لڑکیاں جمع کی جاتی ہیں بدقسمتی سے کالا دھندا کرنے والے گروہ کے افراد ان
و عفت کو بھی محفوظ نہیں رہنے دیتے۔ لہٰذا ہمیں نیکی کے نمائندوں کی حیثیت
کے خلاف کام کرنا ہو گا۔ کام کی ابتداء کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ اس لئے کہ
کافی لڑکیوں کا ایک نیا گروہ صحرائے کالا ہاری کی طرف لایا گیا ہے۔ ان لڑکیوں کو
ام پر لگایا گیا ہے نہ انہیں ابھی بے عصمت کیا گیا ہے۔ اگر ہم کوشش کریں تو ہم
ان کی عزت دونوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں
کرنا چاہیے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

ٹھیک کہتی ہو ابلیکا ہمیں فی الفور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
کالا ہاری کی طرف کوچ کرنا چاہیے اور جو ہمارے مقاصد ہیں ان کی تکمیل کرنی
میں اور کیرش دونوں میاں بیوی مل کر اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے کہ
والی لڑکیوں کو سب سے پہلے بچائیں اس کے بعد دوسری لڑکیوں کی وہاں سے رہائی
کریں۔ یوناف کا یہ جواب سن کر ابلیکا خوش ہو گئی تھی پھر وہ کہنے لگی۔ اگر ایسا
پھر آؤ یہاں سے کوچ کریں میں صحرائے کالا ہاری کے ان مقامات تک تمہاری
کروں گی۔ اس کے بعد ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ پھر یوناف اور کیرش

اپنی ساری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایلیکا کی راہبری اور راہنمائی میں وہ
سرائے سے صحرائے کالا ہاری کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

وحشی گاتھوں کا خاقان ٹوٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ پہلے ہی جنوبی اٹلی میں
اور اب وہ بڑی تیزی سے اٹلی کی مشہور و معروف بندرگاہ نیپلز کی طرف بڑھا تھا۔
نیپلز کا محاصرہ کرنے کے بعد ٹوٹیلا نے اہل نیپلز کو پیغام بھجوایا کہ وہ جنگ
اس کے حوالے کر دیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو نیپلز کے لوگ خونخواری اور
وہ منظر دیکھیں گے جو اس سے پہلے انہوں نے نہ دیکھا ہو گا۔ اہل نیپلز
خاقان ٹوٹیلا کی طاقت و قوت اور اس کی خونخواری و وحشت سے خوب واقف
لہٰذا شہر کی حوالگی سے پیشتر انہوں نے ایک مہینے کی مہلت طلب کی۔

جواب میں ٹوٹیلا نے کمال فراخدلی نرمی اور شفقت سے کام لیتے ہوئے
بجائے شہریوں کو تین مہینے کی مہلت دیدی۔ اہل نیپلز فتح ہونے سے گاتھوں کے
کے ہاتھ ایک بہترین بندرگاہ آ گئی اور اس نے بحری بیڑا تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔
کہتے ہیں کہ نیپلز میں قیام کے دوران ٹوٹیلا نے سن رسیدہ بینی ڈک سے بھی
اور اس کے ساتھ بڑی عزت اور بڑے احترام کے ساتھ پیش آیا۔ بینی ڈک
مقدس بزرگوں میں شمار ہوتا ہے۔ مغرب میں اسی نے خانقاہی زندگی اور رہبانیت
رکھی تھی۔ اس کی خانقاہ نیپلز شہر کے پاس تھی۔ ٹوٹیلا نے جب نیپلز شہر پر
ڈک سے ملاقات کی تو بینی ڈک نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ٹوٹیلا کے متعلق
کی تھی کہ ٹوٹیلا روما شہر میں داخل ہو گا مگر نو سال سے زیادہ حکومت نہ کر سکے گا۔

اسی اثنا میں رومن جرنیل بیلی ساریوس قسطنطنیہ سے اٹلی کے شمال مشرقی
اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔ گاتھ قبائل کا خاقان ٹوٹیلا بھی بیلی
آمد سے بے خبر نہیں تھا لہٰذا اس نے جاسوس اٹلی کے شمال مشرقی حصے کی طرف
تاکہ بیلی ساریوس کے لشکر کے متعلق معلومات فراہم کریں۔ ٹوٹیلا بیلی ساریوس
دے رہا تھا کیونکہ بیلی ساریوس کی شخصیت نے ایک افسانے کی صورت اختیار
اور مشرق اور مغرب دونوں محاذوں پر اس کے کارنامے زریں حروف میں مرقوم
بنا پر ایران کے شہنشاہ نوشیروان کی طرح ٹوٹیلا نے بھی اپنے جاسوس بھجوا کر جنگ
کرنے سے پہلے بیلی ساریوس کے لشکر سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش

ساریوس کی حالت پہلے کی نسبت مختلف تھی۔ پہلے وہ اٹلی میں داخل ہو کر بہترین
حاصل کر سکا تھا۔ اس بار اس کے پاس طاقت اور قوت کم تھی۔ جو فوج اس کے
تھی وہ پہلی فوج کی طرح قابل اعتماد نہ تھی اور اٹلی کے تمام علاقوں میں اس وقت
کا عالم تھا اور ٹوٹیلا ہر مقام پر برق و طوفان کی طرح چھایا ہوا تھا۔ ان سارے
جائزہ لیتے ہوئے بیلی ساریوس نے جسٹنین کو ایک خط لکھا جس کا متن کچھ یوں

شہنشاہ اگر آپ بیلی ساریوس کو اٹلی بھیجنا ضروری سمجھتے تھے تو وہ ہو چکا ہے۔ میں
پہنچ کر یہیں بیٹھا ہوں اور حالات کا منتظر ہوں کہ کس طرف کروٹ لیتے ہیں۔
مدعا اور مقصد مجھے صرف اٹلی سے بھیجنا ہے تو وہ پورا ہو چکا ہے۔ اگر آپ کی
ہے کہ دشمنوں پر غلبہ پایا جائے تو پھر آپ کو مزید انتظامات کئے بغیر چارہ نہ ہو گا۔
مقابلہ کرنے کے لئے رومن سپہ سالار کے پاس ایسے آدمی ہونا چاہیے جو اس
تقویت کا باعث بنیں۔ سب سے بڑھ کر مجھے اپنے خاص دستوں کی ضرورت ہے
اس کے علاوہ مجھے ایک ایسے بڑے لشکر کی ضرورت ہے جو صرف ترک، ہنوں اور
وحشی گروہوں پر مشتمل ہو کیونکہ یہی لوگ گاتھوں کا مقابلہ کر کے انہیں اٹلی سے
سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے خاصی بڑی رقم بھی درکار ہے جو میں تنخواہ کے طور پر
ان میں تقسیم کر سکوں۔

ساریوس نے اپنے شہنشاہ جسٹنین کو مزید لکھا کہ میرے پاس فوج کم ہے جو رومن
میں موجود ہیں وہ وحشی قبائل کے ہاتھوں شکستیں کھا کھا کر بددل ہو چکے ہیں۔
سی رقم حاصل کرنے کا کوئی امکان نہیں چونکہ یہاں مقیم سپاہیوں کو مدت سے
ملی۔ اس لئے ان کی مرضی کے خلاف ان سے کوئی کام نہیں لیا جا سکتا۔
لکھ کر بیلی ساریوس اپنے شہنشاہ کے جواب اور اس کے رد عمل کا انتظار کرنے
اسی دوران گاتھ قبائل کا خاقان ٹوٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی
کے شمال اور مشرق کے حصوں کی طرف بڑھا جہاں بیلی ساریوس نے اپنے لشکر
پڑاؤ کر رکھا تھا۔ بیلی ساریوس جانتا تھا کہ ان حالات میں وہ کسی بھی صورت ٹوٹیلا
نہیں کر سکتا لہٰذا ٹوٹیلا کے سامنے آنے کے بجائے اپنے لشکر کے ساتھ وہ بحری
سوار ہو گیا اور ایڈریاٹک کے دہانے تک چکر لگاتا رہا۔ اس کی کوشش تھی کہ اٹلی
سے محفوظ طریقے سے داخل ہو کر ٹوٹیلا کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتدا کرے

اور آہستہ آہستہ ٹوٹیلا سے علاقے چھین کر روم شہر تک پہونچنے کی کوشش کرے۔
لیکن ٹوٹیلا بڑا دانش مند' بڑا سیانا اور بڑا عقل مند حکمران تھا اس نے اٹلی
طرف ایک مستحکم حلقہ اور حصار سا قائم کر دیا تھا اور کہیں بھی اس نے بیلی
میں داخل ہو کر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم نہ کیا تھا۔ اس طرح بیلی ساریوس
کر سیدھا سسلی پہنچا وہاں سے غلہ خرید کر اس نے اپنے جہازوں میں بھرا اور
ناکہ بندی توڑ کر دریائے ٹائبر کے دہانے پر پہنچنے کی کوشش کی اس طرح
ذریعے اپنے لشکر کے ساتھ بیلی ساریوس روم شہر پہنچنا چاہتا تھا اس کی کوشش
شہر پہنچ کر وہ شہر کے اندر محصور ہو جائے اور پھر ٹوٹیلا کے ساتھ کچھ اس طرح
والی جنگ کرے کہ وہ جنگ کو طول دیتا جائے یہاں تک کہ ٹوٹیلا تھک ہار کر
وہ پلٹے شہر سے باہر نکل کر وہ اس پر حملہ آور ہو اور اسے ہمیشہ کے لئے اٹلی
کرے۔

جس وقت بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائبر میں سفر کرتے ہو
کی طرف بڑھ رہا تھا ان دنوں ٹوٹیلا بھی آس پاس ہی تھا۔ روم شہر میں ان دنوں
قلت تھی اس لئے انتہائی نازک صورتحال پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم ٹوٹیلا بڑا
دیہاتیوں کو بالکل تنگ نہ کرتا اور فوج کے لئے جس قدر غلے کی ضرورت
قیمت ادا کر دیتا آخر بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائبر کے کنار
اب روم شہر اس کے قریب ہی تھا اور شہر کی عمارتیں اسے صاف دکھائی
ٹوٹیلا بھی اپنے لشکر کے ساتھ بیلی ساریوس کے لشکر کے سامنے آ کر خیمہ زن ہو
بیلی ساریوس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ دریائے ٹائبر کے کنارے وہ
کرے گا۔ اگر اسے فتح نصیب ہوئی تو وہ آگے بڑھ کر نہ صرف یہ کہ ٹوٹیلا
گا بلکہ روم شہر پر قابض ہو گا اور اس طرح وہاں قیام کر کے اپنی طاقت اور
اضافہ کرے گا دوسری صورت میں اگر اسے شکست ہوئی تو پھر وہ اپنی
بیڑے پر سوار ہو جائے گا اور دریائے ٹائبر کے ذریعہ پسپائی اختیار کریگا۔
بہرحال دریائے ٹائبر کے کنارے گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا اور
ساریوس کے درمیان ہولناک جنگ کی ابتداء ہوئی۔ جنگ کے شروع میں
خاقان ٹوٹیلا رومنوں پر دکھ کے جلتے چڑھتے قہری سورج' قانون فطرت کے
ذلت اور افسوسناک باب میں نفرت کے طوفان اور عناد کی آگ کی طرح
ف۔ رومنوں نے بھی اپنے ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے نئے

بھنور کی صورت گاتھوں کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن بالکل ناکام رہے۔
رگی میں گاتھوں نے ان پر ایسے جان لیوا اور خوفناک حملے کئے کہ لمحوں کے
اور اس کے لشکریوں نے رومنوں کی حالت گناہ و ظلم کی لٹی بستی شکم گرسنہ قوت
صدائے بے ہنگم اور نوائے پریشان جیسی بنا کے رکھ دی تھی۔
گ کوئی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ تھوڑی ہی دیر بعد ٹوٹیلا نے
س کو بدترین شکست دی اور بیلی ساریوس پسپا ہو کر اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا
ئے ٹائبر کے نشیبی علاقوں کی طرف چلا گیا تھا۔ ٹوٹیلا کی بیلی ساریوس کے خلاف یہ
ندار فتح تھی۔ اس فتح کے بعد ٹوٹیلا آگے بڑھا اور بغیر کسی مزاحمت کے اس نے
رکزی شہر روم پر قبضہ کر لیا تھا۔
وں نے روم شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا تھا لیکن بعد
نے اپنے لشکریوں کو لوٹ مار کرنے کی اجازت تو دیدی البتہ قتل اور آبرو ریزی کی
دی۔ اس تباہی سے روم شہر کی رہی سہی عظمت کو بھی خاک میں ملا کے رکھ دیا

شہر کو فتح کرنے کے بعد ٹوٹیلا کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ وہ اٹلی کا نظام
کو کر کرے کیونکہ اسے پہلے سے ان انتظامات کا کوئی تجربہ نہیں تھا وہ تو ایک
خونخوار جرنیل تھا اسے جنگ کرنے کا ہی تجربہ تھا ان حالات میں اس نے اپنا ایک
یلچی بھیجا تاکہ رومن شہنشاہ جسٹنین کے ساتھ صلح ہو جائے اور وہ جسٹنین کا ایک
نیل بن کر اٹلی پر حکومت کرتا رہے۔
وں کے خاقان ٹوٹیلا کا یہ سفیر جب قسطنطنیہ میں جسٹنین کے سامنے پیش ہوا تو
نے اسے جواب دیا کہ میرا سپہ سالار بیلی ساریوس صلح و جنگ کے پورے اختیارات
لہذا اس سلسلے میں اس قسم کی گفتگو اسی سے ہونی چاہیے۔ اس طرح ٹوٹیلا کی
یہ سفارت ایک طرح سے ناکام ہو گئی تھی۔
س سفارت کی ناکامی کے جواب میں ٹوٹیلا نے رومن شہنشاہ جسٹنین کو یہ دھمکی دیدی
اگر صلح نہ کی گئی تو روم شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ چنانچہ جب اس
دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا تو اپنی اس دھمکی کو اس نے عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا
ے دروازے توڑ دیئے گئے۔ فصیل کے مختلف حصے تباہ کر دیئے گئے۔ یہ خبریں جب
یوس کو پہنچیں تو بیلی ساریوس نے اپنا ایک قاصد ایک خط دے کر ٹوٹیلا کی طرف
اس خط میں لکھا تھا۔

"صرف عقلمند آدمی جو تہذیب کو سمجھتے ہیں کسی شہر میں حسن و جمال پیدا ک
۔ جو لوگ سمجھ نہیں رکھتے وہ حسن و جمال کو تباہ کر دیتے ہیں۔ بہرحال آنے وال
کے اعمال کی بناء پر ان کی سیرتوں کا اندازہ کریں گی۔ دیکھو ٹوٹیلا روم شہر کو دنیا بھر
میں ممتاز ترین درجہ حاصل ہے نہ یہ ایک دن میں بنا نہ اسے ایک آدمی نے بنا
بہت بڑے گروہ کی فنکاریاں آہستہ آہستہ مصروف عمل رہیں اس کے کافی مد
تیار ہوا۔"

یہ خط لکھنے کے ساتھ ہی ساتھ رومن جرنیل بیلی ساریوس نے ٹوٹیلا سے
کیا کہ اگر تم نے لڑائی میں شکست کھائی تو روم شہر کی تباہی سے تمہیں کیا
اگر تم فتح مند اور کامیاب رہے تو اس عظیم الشان شہر کی تباہی سے تمہیں کیا
صرف تمہارے اعمال پر ہی تمہاری شہرت کا دار ہو گا۔

ٹوٹیلا نے چند روز تک روم شہر میں قیام کئے رکھا چنانچہ کچھ دن بعد وہ
نکلا اور شمالی برف زاروں کی طرف چلا گیا۔ اس کے روم شہر سے نکلنے کی خ
ساریوس کو پہنچیں تو بیلی ساریوس فوراً اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آ
ٹائبر میں سے ہوتا ہوا اپنا بحری بیڑا بیلی ساریوس روم شہر کے قریب لایا پھر ا
ساتھ وہ حرکت میں آیا اور روم شہر پر قابض ہو گیا۔ اس نے روم شہر کے باش
غذائی اجناس مہیا کیں۔ جب بیلی ساریوس روم شہر پر قابض ہو گیا تو سسلی
جہاز آنے لگے۔ بیلی ساریوس نے روم میں قیام کے دوران ٹوٹے ہوئے دیوا
فصیل کی مرمت بھی کروا دی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کو جب یہ خبریں ملیں کہ ٹوٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ شمال
چلا گیا ہے اور یہ کہ بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ روم شہر پر قابض ہو گیا
خوش ہوا لہٰذا اس نے وحشی قبیلے لمبارڈ اور شمال کے وحشی قبائیلیوں پر مشتمل
ساریوس کی مدد کے لئے اٹلی بھیجا اس لشکر کے آنے سے بیلی ساریوس کی طاقت
بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا اور اب اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر گاتھ قبائل ک
نے شمال کی طرف سے پلٹ کر پھر اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو وہ
نکل کر اس کا مقابلہ کرے گا اور کھلے میدانوں میں اسے شکست دے کر
بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔

ٹوٹیلا کو جب خبر ہوئی کہ بیلی ساریوس نے روم شہر میں داخل ہو کر اس
میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ پھر پلٹا اور روم شہر

وں کو بھی اس کی آمد کی خبر ہو گئی تھی لہٰذا وہ بھی روم شہر سے نکل کر کھلے
ں ٹوٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا۔

ے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے اور جنگ کی
۔ گاتھ اور رومن ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے شکست و ریخت کے
یں اٹھتے سرگرداں بگولوں مہیب طاغوتی قوت اور حسد و نسلی تعصب کی طرح قتل
گے تھے۔ روم شہر سے باہر کافی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی بدقسمتی سے اس
ں رومن جرنیل بیلی ساریوس کو ٹوٹیلا کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی۔

ت کھانے کے بعد بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائبر کی طرف بھاگا
بحری بیڑا کھڑا تھا وہ اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کو لیکر پھر دریائے
ابی حصوں کی طرف چلا گیا تھا۔ ٹوٹیلا کے ہاتھوں بیلی ساریوس کی یہ دوسری
ت تھی۔ گو قسطنطنیہ سے اس کی مدد کے لئے وحشی قبیلے لمبارڈ اور دیگر قبیلوں
ئے تھے لیکن اس لشکر میں چونکہ ہن اور ترک نہیں تھے لہٰذا بیلی ساریوس کو
وئی تھی اس لئے کہ گاتھوں کا مقابلہ صرف ہن اور ترک ہی کر سکتے تھے جو نہ
کے طریقہ واردات سے آگاہ تھے بلکہ وہ ماضی میں بھی گاتھوں کو کئی بار پے در
دیتے رہے تھے۔ بہرحال شکست کھانے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بیلی
ئے ٹائبر میں جنوب کی طرف چلا گیا تھا۔

نگ کے بعد ٹوٹیلا کو یہ احساس ہوا کہ اسے بھی اپنا بحری بیڑا تیار کرنا چاہیے
ت کھانے کے بعد جب کبھی بیلی ساریوس اپنے بحری بیڑے میں سوار ہو کر
وشش کرے تو ٹوٹیلا بھی اپنے بحری بیڑے کے ذریعے بیلی ساریوس کا تعاقب
اسے ایسا سبق سکھائے تاکہ آئندہ وہ اس کے مقابل آنے کی کوشش نہ کرے یہ
کے بعد ٹوٹیلا نے بڑی تیزی سے جہاز تعمیر کرانے شروع کیے اور یہ فیصلہ کر لیا
بعد وہ سسلی کو بھی رومنوں سے چھین لے گا۔ آخر ایسا ہی ہوا بحری بیڑا تیار
بعد ٹوٹیلا اٹلی سے نکلا سسلی پر حملہ آور ہوا اور سسلی کے دو بڑے شہروں
پنارمس کو چھوڑ کر اس نے سارے سسلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ سسلی پر اپنا قبضہ
کے بعد ٹوٹیلا یہاں سے بھی نکلا پھر وہ آس پاس کے دوسرے چھوٹے بڑے
لہ آور ہوا وہاں سے بھی اس نے رومنوں کو مار بھگایا اور ان سارے جزائر پر بھی
اس طرح ٹوٹیلا نے رومنوں کو ایک طرح سے ان کی مغربی سلطنت سے بالکل بے
ے رکھ دیا تھا۔

ٹوٹیلا کی مغرب میں ان پے در پے فتوحات کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین ...
کہ رومن اگر اٹلی اور دوسرے جزائر کو ٹوٹیلا سے واپس لیکر فتح حاصل کرنا چاہتے ...
فتح کے لئے ضروری ہے کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا جائے۔ اس لشکر کے لئے ...
کا خرچہ مہیا ہو پھر ایک بہت بڑا بیڑا بھی تیار کیا جائے جو لشکر کے ساتھ ساتھ ...
قریب تر رہے اور ایک قابل ترین آدمی ان سارے لشکروں کا سپہ سالار اور ...
اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ ٹوٹیلا کی شرطیں ...
گاتھوں کے حوالے کر دیا جائے۔

لیکن رومن شہنشاہ جسٹنین کسی بھی صورت دوسری صورت کو اپنانا نہیں ...
اٹلی سسلی اور دوسرے جزائر کو گاتھوں کے قبضہ میں نہیں رہنے دینا چاہتا تھا ...
مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین کی نگاہ ...
خالہ زاد بھائی جرمانوس پر پڑی خوش قسمتی سے ان دنوں ایک گاتھ شہزادی ...
قسطنطنیہ میں قیام کر رکھا تھا۔ اس کی مرضی اور منشا سے رومن شہنشاہ ...
کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی جرمانوس سے کر دی اس طرح وہ ایک بہت بڑا ...
لگا جس کا سپہ سالار اس نے جرمانوس کو بنا دیا۔ اس طرح جسٹنین کو یہ امید ...
جب یہ لشکر کو بحری بیڑا لیکر گاتھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جائے تو ...
متاسنتھا جسے ایک شہزادی کی حیثیت سے گاتھ بڑی اہمیت و عزت دیتے تھے ...
گاتھ دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے اس طرح ان کی طاقت کمزور ...
رومنوں کو ان پر فتح مندی حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین نے بڑی تیزی سے ...
بیوی متاسنتھا کے لئے لشکر اور بحری بیڑا تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ ساتھ ہی ...
ملک کے داخلی معاملات کو بھی مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ اگر گاتھوں ...
طول پکڑے تو سلطنت میں کسی قسم کا انتشار اور بدامنی رونما نہ ہو۔

امن برقرار رکھنے کے لئے اس نے مختلف اقدام کئے۔ مثلاً شہریوں ...
ہتھیار لیکر کوئی باہر نہ نکلے۔ مقررہ نرخ سے زیادہ قیمت پر چیزیں فروخت ...
لئے دکانیں اور مال لانے والے جہاز ضبط کر لینے کی سزا تجویز ہوئی۔ معاوضہ ...
ملاحوں کو اجرت میں اضافہ کے مطالبے کی ممانعت کر دی گئی۔ لشکریوں ...
کوچ کی حالت میں کسی نجی جائداد پر قیام کے لئے قبضہ نہیں کر سکتے۔
اس کے علاوہ جسٹنین کے حکم سے تجارت کی توسیع کے لئے ...

... قیساریہ کی بندرگاہوں میں توسیع کی گئی اور نئی تجارتی شاہراہیں کھول دی گئیں۔
... جسٹنین ابھی جنگی تیاریوں میں مصروف ہی تھا کہ بدقسمتی سے اس کی ملکہ تھیوڈورا حلق ...
... میں مبتلا ہو کر وفات پا گئی۔ اپنی زندگی میں جسٹنین کی ملکہ تھیوڈورا کو قسطنطنیہ ...
... اقتدار رہا کہ ایک موقع پر نوشیروان یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا کہ ملکہ نے ایک ...
... کو صلح و امن کے لئے سعی و کوشش جاری رکھنے کی تاکید کی ہے۔ یہ سن کر ...
... بے اختیار پکار اٹھا اور کہنے لگا یہ رومنوں کی سلطنت بھی کتنی عجیب ہے جس پر ...
... عورت حکمرانی کرتی ہے۔

... ملکہ تھیوڈورا کے مرنے سے رومن کلیسا کو بڑا دکھ اور افسوس ہوا۔ اس لئے کہ ...
... نے ان کے لئے بہت کام کیا تھا۔ ایک موقع پر جسٹنین نے رومن کلیسا کے اسقف ...
... جلاوطن قرار دیدیا تھا لیکن ملکہ تھیوڈورا نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے ...
... جلاوطنی کا حکم نامہ منسوخ کرا دیا اور اسے اس کے سابقہ عہدے پر بحال کرا دیا۔
... علاوہ ملکہ تھیوڈورا رومن کلیسا کے راہبوں اور پادریوں کی امداد کے لئے بھی بہت ...
... رہی تھی۔ خاص طور پر اس کی کوششیں ان مشرقی کلیساؤں کی بہبود کے لئے وقف ...
... کے ساتھ جسٹنین اپنی مذہبی عصبیت کی بنا پر سختی اور عدم رواداری سے پیش آیا ...

... رومن شہنشاہ جسٹنین کو اپنی ملکہ تھیوڈورا کی وفات کا بڑا دکھ اور قلق ہوا۔ ملکہ کی ...
... کے بعد اگر کوئی شخص اچھے الفاظ سے ملکہ کا ذکر کرتا تو جسٹنین بے حد خوش ہوتا۔
... تھیوڈورا کی موت کے بعد اس نے حکم دیدیا تھا کہ تھیوڈورا کے قصر کے زنانہ حصہ کے ...
... اسی حالت میں رہیں جس حالت میں ملکہ تھیوڈورا نے چھوڑے تھے اس کے ...
... تھیوڈورا سے محبت کی بنا پر جسٹنین نے مذہبی معاملات کے متعلق بھی ملکہ تھیوڈورا ...
... خواہشات کو پورا کر دیا اور مشرقی کلیساؤں کو اپنے اپنے طریقے پر عبادت کرنے کی ...
... دیدی تھی۔ حالانکہ پہلے ایسا نہیں تھا۔ ملکہ تھیوڈورا کی موت کی وجہ سے جسٹنین کی ...
... سرگرمیوں میں کچھ فرق آ گیا تھا تاہم گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ...
... طاقت اور قوت میں اضافہ کرتا رہا۔

... انہی دنوں جسٹنین کو قتل کرنے کی ایک سازش ہوئی اس سازش میں دو سردار شامل ...
... کا نام اردوان دوسرے کا ارشک تھا۔ ان سازشوں کا مقصد یہ تھا کہ جسٹنین کو ختم ...
... اس کے بھائی جرمانوس کو شہنشاہ بنا دیا جائے۔ اردوان نے جرمانوس کے بیٹے جو کہ ...
... پہلی بیوی سے تھا اسے بھی اس سازش میں شریک کرنا چاہا تو جرمانوس کے بیٹے نے

یہ ساری سازش اپنے باپ جرمانوس سے کہہ دی۔

یہ خبریں سن کر جرمانوس رومن شہنشاہ جسٹنین کے محافظ دستوں کے سالار مار... کے پاس پہنچا اور اسے ان ساری باتوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ ساری باتیں وہ شہنشاہ ... پہنچا دے مارسلیس نے کہا جب تک ثبوت نہ ملے میں یہ معاملہ شہنشاہ تک نہیں پہنچا ...

اتفاق سے ایک افسر نے سازشوں کی باتیں سن لیں مارسلیس اس افسر سے ... اب اسے یقین ہو گیا کہ سازش موجود ہے لیکن اس سازش کی ابتداء ابھی نہ ہوئی ... کیونکہ جو لوگ سازش میں شریک تھے وہ چاہتے تھے کہ جسٹنین کے ساتھ بیلی ساریوس ... بھی قتل کر دیا جائے بیلی ساریوس ان دنوں چونکہ چند دن کے لئے قسطنطنیہ سے باہر ... تھا لہٰذا سازشیوں کا یہ فیصلہ تھا کہ جب تک بیلی ساریوس قسطنطنیہ نہ آئے سازش ... مطابق عمل پیرائی کا سلسلہ ملتوی رکھا جائے۔

کیونکہ سازشیوں کو خوف اور خدشہ تھا کہ اگر انہوں نے جسٹنین کو قتل کر ... ساریوس ان کے بعد فوجی طاقت سے کام لیتے ہوئے سازشیوں کا خاتمہ کر دے گا ... کہ وہ جانتے تھے کوئی بھی جرنیل بیلی ساریوس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ بہرحال رومن ... جسٹنین کے محافظ دستوں کے سالار مارسلیس نے اس سارے واقعے کی اطلاع ... دی۔

جسٹنین کو جب اس سازش کا علم ہوا تو جرمانوس کی روش اس کے لئے ... شبہ کا باعث بن گئی تھی۔ رومن شہنشاہ جسٹنین یہ سوچنے لگا کہ جرمانوس کو چاہئے ... براہ راست اس سازش کی اطلاع جسٹنین کو دیتا نہ یہ کہ جسٹنین کے محافظ دستوں ... مارسلیس سے رابطہ قائم کرتا۔

انہی شک و شبہات کی بنا پر رومن شہنشاہ جسٹنین نے جرمانوس کو محل کے اندر ... کر دیا تاہم گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے جنگی ... رکھیں۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ابلیکا کی راہنمائی میں صحرائے کالا ہاری ... ہوئے۔ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر انہوں نے کھڑے ... کے علاقے کا جائزہ لیا ان کے سامنے جنوب کی سمت کوہستانی سلسلے سے ... صورت میں دریائے کانگ نکل کر صحرائے کالا ہاری میں جنوب کی طرف ...

... پشت کی طرف یعنی شمال میں کوہستانی سلسلے سے دو بڑے بڑے دریا بہتے ہوئے شمال ... جاتے تھے۔ جن میں سے ایک گدی کاوی کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف چلا ... دوسرا اوکاوانگو کے دلدلی علاقے میں آ کر کھو جاتا تھا۔

... کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہو کر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک ... گرد و گرد کا جائزہ لیتے رہے پھر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھو ... ایک بار پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور شمال کی طرف ... جانتی ہوں یہ علاقہ پہلے بھی تمہارا دیکھا بھالا ہے اس لئے کہ پہلے ایک بار تم یوسا ... سطرون اور ذرودہ کے تعاقب میں اس سمت آئے تھے۔ لہٰذا جنوب کی طرف بڑھو ... ساری راہنمائی کرتی ہوں اور آؤ اس علاقے کی طرف چلیں جہاں کالا کاروبار کرنے ... لوگوں نے اپنا پڑاؤ قائم کر رکھا ہے اور لڑکیوں پر بے جا ظلم کرنے کے ساتھ ساتھ ... ان کی عزت اور عصمت سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور ... دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ابلیکا کی راہنمائی میں وہ جنوب کی ... اُڑ کر گئے تھے۔

... ہی لمحوں کے بعد ابلیکا کی راہنمائی میں یوناف اور کیرش ایک بہت بڑی بستی میں ... ہوئے اس بستی کے مکانات زیادہ تر لکڑی کے بنے ہوئے تھے اور دریائے کانگ کے ... سمت واقع تھے۔ اس جگہ دریائے کانگ کے دونوں جانب گھنا جنگل تھا جو دریائے ... کے ساتھ ساتھ میلوں چوڑے رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ اس بستی میں نمودار ہونے ... ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔

... یوناف وہ جو سامنے لکڑی کے بنے ہوئے اونچے اور بڑے بڑے چھپر نما مکانات ... ہیں۔ لڑکیوں سے کام لینے کے بعد انہیں رات کے وقت انہی کے اندر بند کر ... ہے۔ بالکل ایسے جیسے بھیڑ بکریاں بند کی جاتی ہیں تاہم ان کے کھانے پینے، اٹھنے ... اور دوسری آسائشوں کا خوب خیال رکھا جاتا ہے اس علاقہ میں چونکہ جنگلی ... ہیں۔ درندے بھی شامل ہیں لہٰذا ان کی رہائش گاہیں بھی خاصی مضبوط بنائی گئی ... رات کی تاریکی میں درندے گھس کر نقصان نہ پہنچائیں۔ اب آؤ میں تم دونوں ... کو اس لکڑی کی عمارت کی طرف لے کے جاتی ہوں جس میں ان نئی لڑکیوں کو ... ہے جو کل یہاں لائی گئی ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا کی پھر وہ دوبارہ بولی اور ...

... یوناف اور کیرش دونوں میری بات غور سے سنو جو لڑکیاں کل یہاں لائی گئی ہیں

ان سے ابھی کام لینا نہیں شروع کیا گیا۔ انہیں آج کا دن مکمل آرام دیا گیا ہے۔ ان
ایک لڑکی ہے جس کا نام مارتھا ہے وہ انتہا درجہ کی خوبصورت اور پر کشش ہے اور
ہے اس کا تعلق کسی یورپی ملک سے ہے۔ اس گروہ کا جو سرکردہ ہے اسے دیکھ
آج شام مارتھا نام کی اس لڑکی کو اس گروہ کے سرکردہ کے سامنے پیش کیا جائے گا
ایسا ہوا تو گروہ کا وہ سرخیل مارتھا نام کی اس لڑکی کو عزت اور عصمت سے محروم کر
دے گا اس پر یوناف انتہائی غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا ایسا ہرگز نہیں ہو گا اگر آج شام اس گروہ کے سرکردہ نے مارتھا نام کی
لڑکی کو اپنے ہاں بلایا اور اسے بے آبرو اور بے عصمت کرنا چاہا تو میں مارتھا نام کی
کی حفاظت کروں گا چاہے اس کے لئے مجھے اس گروہ کے سربراہ کا سر ہی کیوں نہ
پڑے۔ یوناف کی اس گفتگو سے ابلیکا خوش ہو گئی تھی۔ کیرش کے لبوں پر بھی
کھیل گئی تھی پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھ یوناف نیکی کے نمائندے کی حیثیت
میں تم سے ایسی ہی امید رکھتی تھی آؤ میں تمہیں ان لڑکیوں کی طرف لے کے چلوں
جو نئی لائی گئی ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش ابلیکا کی راہنمائی میں آگے
تھے۔

لکڑی کی ایک عمارت کے سامنے ابلیکا نے یوناف اور کیرش کو رکنے کے لئے
ابلیکا بولی اور کہنے لگی یہ جو سامنے لکڑی کی عمارت ہے اس میں ہی ان لڑکیوں کو
ہے جو نئی آئی ہیں۔ دیکھو اس عمارت کے سامنے اس وقت دو محافظ کھڑے ہیں
آنے والی لڑکیوں کی اس عمارت میں کوئی داخل نہ ہو سکے یا یہ کہ وہ یہاں سے
بھاگنے نہ پائیں۔ لہٰذا تم آگے بڑھو میں تمہیں نشاندہی کروں گی کہ مارتھا کون ہے
محافظ یقیناً" تم سے الجھنے کی کوشش کریں گے کسی طریقے سے بس تم ان
اس لکڑی کی عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرنا اس کے ساتھ ہی ابلیکا لمس
علیحدہ گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور کیرش آگے بڑھنے لگے تھے۔

اچانک یوناف کو کچھ خیال گذرا اور اس نے ابلیکا کو پکارا۔ ابلیکا نے
گردن پر لمس دیا اس کے لمس دینے کے بعد یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ ابلیکا مجھے ایک خیال آیا ہے کہ کیا ایسا کرنا اچھا نہ ہو گا کہ ہم ان
دونوں میاں بیوی اپنی شکل و صورت تبدیل کر لیں اس لئے کہ سطرون اور
سرزمینوں میں کالا دھندا کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں جب کبھی ان کا اور ہمارا سامنا
ہمیں پہچان نہ پائیں اور اگر کبھی ان کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو بھی جائے تو جب

لگائیں تو وہ حیرت زدہ رہ جائیں کہ ایک انجانے اور اجنبی نے بھی ان کی سری قوتوں
دو ان پر ناقابل برداشت ضربیں لگائی ہیں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی ہاں یوناف
کہنا ٹھیک ہے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اپنی شکل و صورت اپنی ہیئت تبدیل
پھر نئی آنے والی لڑکیوں کی اس عمارت کی طرف بڑھو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کی
پر ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے علیحدہ ہونے کے بعد یوناف اور کیرش نے مخصوص انداز میں ایک دوسرے
طرف دیکھا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی شکل و
انہوں نے تبدیل کر لی تھی پھر وہ لکڑی کی اس عمارت کی طرف بڑھے جس میں نئی
والی لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔

جب وہ دونوں میاں بیوی اس عمارت کے قریب گئے تو عمارت کے سامنے جو دو محافظ
رہے تھے وہ آگے بڑھ کر ان کے قریب آئے پھر ان میں سے ایک بولا اور یوناف
طب کر کے پوچھنے لگا تم کون ہو اور کیوں اس عمارت کی طرف آئے ہو اس پر یوناف
ری اور خوشگواری میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو ہمارے مہمانو! اس عمارت میں جو نئی لڑکیاں لائی گئی ہیں ان میں سے ایک
جانے والی ہے بس ہم اسی سے ملنا چاہتے ہیں۔ یوناف کے اس انکشاف پر دوسرا
غضبناک ہو کر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہاں سے دفع ہو جاؤ یہاں
لڑکی سے کسی کا کوئی تعلق نہیں اگر تم نے ان نئی آنے والی ان لڑکیوں میں سے کسی
ملنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہم تم دونوں کی گردنیں کاٹ کے رکھ دیں گے۔ اس پر
بڑی عاجزی اور انکساری سے اس بار دوسرے محافظ کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

کیا تم لوگوں کے رشتے زبردستی ایک دوسرے سے منقطع کرتے ہو۔ اس بار پہلا محافظ
اور کہنے لگا یہاں کسی کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں بس ہم تمہیں آخری بار کہتے ہیں کہ
سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ اگر ہماری ان بستیوں کے اندر ہمارے سردار یا کسی
محافظ نے تمہیں دیکھ لیا اور انہیں یہ خبر ہو گئی کہ تم کسی لڑکی سے ملنا چاہتے ہو یا
لینے آئے ہو تو یاد رکھنا تم لوگوں کی گردنیں کاٹ کر دریائے گانگ میں پھینک دی
جائیں گی۔

ان دونوں محافظوں کے اس لب و لہجہ سے یوناف نے بھی اپنے آپ کو تیا
اس کی چھاتی تن گئی پھر انتہائی کرخت اور غضبناک آواز میں دونوں محافظوں ک
کے کہنے لگا تمہاری لکڑی سے بنی ہوئی اس بستی میں کسی کی جرات نہیں کہ مجھ
سکے اگر کسی نے ایسا کیا تو یاد رکھنا اس کی گردن کاٹ کر دریائے کانگ میں پھ
اور اگر تم دونوں نے بھی مجھے نئی آنے والی لڑکیوں کی اس عمارت میں داخل
اجازت نہ دی تو یاد رکھنا میں تمہارے ہی ہتھیاروں سے تم دونوں کی گردنیں
عمارت کے پشتی حصے کی طرف پھینک دوں گا۔

یوناف کی اس گفتگو سے ان دونوں محافظوں کا چہرہ لمحہ بھر کے لئے فق
دونوں نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر انہوں نے ا
ساتھ اپنی برچھا نما تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ پھر ایک بولا اور گرجتی ہو
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری یہ جرات کہ ہم دونوں کو دھمکی دو کہ تم ہماری گردنیں کاٹ کر
کے پچھواڑے میں پھینک دو گے۔ قبل اس کے کہ تم ایسا کرو ہم دونوں تم
گردنیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔ وہ محافظ ابھی اپنی بات پوری نہ کر پایا تھا کہ
کیرش دونوں نے ایک جھٹکے سے اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ پھر یوناف
تلوار پر اپنا سری عمل کیا تو اس میں سے ایسی چمک نکلی کہ ان دونوں محافظوں
ہو گئی تھیں عین اسی موقع پر کیرش حرکت میں آئی آگے بڑھ کر اس نے دو
سے ان کی تلواریں چھین لی تھیں اس کے بعد یوناف آگے بڑھا اور ان دونوں
اس نے ایک ایک ایسا آہنی طمانچہ مارا تھا کہ دونوں محافظ بلبلاتے ہوئے دور

اب دونوں محافظ سنبھلے اور انہوں نے غور سے یوناف اور کیرش کی طرف
کے چہروں پر وحشت اور خوف و حزن پھیل گیا تھا اور وہ عجیب سے انداز میں
کیرش کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس موقع پر یوناف پھر بولا اور ان دونوں کو
پوچھنے لگا کیا اب بھی تم اپنے اس ارادے پر قائم ہو کہ ہم اس عمارت میں دا
لڑکی سے نہیں مل سکتے بتاؤ اگر اب بھی تم اپنے اس عزم پر قائم ہو تو پھر مجھ
طرح تمہارے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ یاد رکھنا اب بھی اگر تم دونوں
میاں بیوی کی راہ روکنے کی کوشش کی تو میں اب تم دونوں کو معاف نہیں کروں
کے جسموں کے دو دو ٹکڑے کر کے یہاں نزدیک ہی گھومنے پھرنے والے گدھ

نک دوں گا۔
اف کی یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی پھر وہ دونوں محافظ سہمے سے ایک طرف
ہو گئے پھر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا میں سمجھتا ہوں تم دونوں میاں بیوی
قوتوں کے مالک ہو لہٰذا ہم دونوں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پر ہم پہ ایک مہربانی
ں سے کسی لڑکی کو لے کر اپنے ساتھ نہ جانا یہ لڑکیاں ہمارے سربراہ اور محافظوں
وئی ہیں اگر ان میں سے ایک بھی ادھر ادھر ہوئی یا گم ہو گئی تو ہمارا سربراہ ہم
ی گردنیں کاٹ دے گا۔ اس پر یوناف کسی قدر نرمی اور شفقت میں بولا اور کہنے

تم دونوں فکر مند نہ ہو میں یہاں سے کسی لڑکی کو اپنے ساتھ نہ لے کر جاؤں گا بس
اس سے گفتگو کر کے یہاں سے ہٹ جاؤں گا۔ میں اس عمارت میں اندر بھی نہیں
میں سے ایک اندر جائے اور مارتھا نام کی لڑکی کو بلا کر باہر لے آئے میں اس عمارت
ایک طرف کھڑے ہو کر بس اس سے گفتگو کروں گا اس کے بعد وہ دوبارہ عمارت میں
ئے گی اس سے بڑھ کر میں تمہارے کام میں کوئی مداخلت نہ کروں گا۔ یوناف کی اس
ے دونوں محافظ خوش ہو گئے تھے پھر ان میں سے ایک تیزی سے اندر چلا گیا تھا۔
لکڑی کی اس عمارت کے اندر جس قدر لڑکیاں تھیں انہوں نے بھی یہ سارا منظر دیکھ
ا اور وہ ساری اٹھ کر دروازے کے قریب آ گئی تھیں کہ دیکھیں دونوں محافظ مزید کس
ٹتے ہیں۔ جب ایک محافظ تقریباً" بھاگتا ہوا عمارت کے اندرونی حصے کی طرف گیا تب
اور کیرش اس عمارت کے ایک طرف ہٹ کر چھوٹے چھوٹے درختوں کے ایک جھنڈ
ڑے ہو گئے تھے۔
تھوڑی ہی دیر بعد ایک نو عمر اور سفید فام لڑکی لکڑی کی اس عمارت سے نکلی یوناف
جائزہ لیا وہ سنہری حروف جیسی خوبصورت آب شنگرف جیسی پر جمال ہنر آذر اور سحر
ل جیسی پرکشش تھی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی وہ یوناف اور کیرش کے پاس آئی۔ کسی
بکپاتی اور شرماتی ہوئی وہ بولی اور پوچھنے لگی۔
کیا آپ دونوں نے مجھے بلایا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور اس لڑکی کو مخاطب کر کے
لگا اگر تمہارا نام مارتھا ہے تو پھر ہم دونوں نے ہی تمہیں بلایا ہے۔ وہ لڑکی بولی اور
گی ہاں میرا ہی نام مارتھا ہے اور اس نام کی کوئی اور لڑکی اس عمارت میں نہیں ہے
پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھو مارتھا تو ہمیں نہیں جانتی ہم اس سے پہلے تمہیں نہیں
اور پہچانتے تھے۔ پہلے میں اپنا اور اپنی ساتھی لڑکی کا تعارف تم سے کرا دوں ہم

دونوں میاں بیوی ہیں یوں جانو ہم تمہارے مہربان اور تمہارے خیر خواہ ہیں تم پریشان
کہ ہم نے تمہیں کیوں بلایا ہے۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی۔

میں تم دونوں کو بڑے غور اور انہماک کے ساتھ اس عمارت کے باہر پہرا دینے
دونوں محافظوں کے ساتھ الجھتے ہوئے دیکھ چکی ہوں جب انہوں نے تلواریں نکالیں
کے جواب میں تم دونوں نے ان سے تلواریں چھین کر ان کو خوب مارا پیٹا یہ سارا
دیکھ رہی تھی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا پہلے تو مجھے یہ بتا کہ تو خود اور تیرے ساتھ جو دوسری لڑکیاں ہیں
مرضی سے ان انجانی وادیوں کی طرف آئی ہیں اس پر مارتھا نے رو دینے والی آواز
کون ان جنگلوں اور خطرناک جگہوں میں اپنی مرضی سے آتا ہے اور پھر وہ بھی
لڑکیاں یہ کچھ بردہ فروش ہیں جو مجھے اور میری ساتھی لڑکیوں کو زبردستی اٹھا کر
آئے ہیں۔ یہاں آ کر مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ یہ گروہ جس کے پاس ہمیں
صرف لڑکیوں سے بھاری مشقت لیتے ہیں بلکہ انہیں ان کی عصمت اور آبرو سے
کر دیتے ہیں۔ اس پر یوناف مارتھا کی ڈھارس اور تسلی کے لئے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا میں اور میری بیوی کیرش نے اسی سلسلے میں تمہیں یہاں بلایا ہے
نئی لڑکیاں لائی گئی ہیں جو تمہارے ساتھ لکڑی کی اس عمارت میں بند ہیں ان میں
سے زیادہ خوبصورت حسین اور پرکشش ہو لہٰذا اس بیگار کیمپ کا جو سربراہ ہے وہ
پہلے تمہیں ہی طلب کرے گا اس پر مارتھا کا رنگ سرسوں اور سورج مکھی جیسا
گیا تھا۔ پھر وہ بولی اور کہنے لگی اگر سب سے پہلے بیگار کیمپ کے اس سربراہ
اور مجھے بے آبرو یا بے عصمت کرنے کی کوشش کی تو میں نے تہیہ کر رکھا
خاتمہ کر لوں گی اس پر یوناف پھر اسے تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تمہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں اور میری بیوی کیرش
لئے تو تمہیں بلایا ہے دیکھ تو فکر مند مت ہونا بالکل بے غم رہنا آج شام کے
اس بیگار کیمپ کا سربراہ تمہیں بلائے گا تو تم بلا جھجک اس کے پاس چلی جانا
پیچھے ہم بھی بیگار کیمپ کے سربراہ کے کمرے میں داخل ہوں گے جس میں تمہیں
جائے گا اس کے بعد میں اور میری بیوی دونوں بیگار کیمپ کے سربراہ اور اس کے
ساتھیوں سے نپٹ لیں گے۔ دیکھ مارتھا تو فکر مند مت ہونا میں تمہیں یقین دلاتا
بیگار کیمپ کا سربراہ خواہ وہ کیسا ہی دراز دست کیوں نہ ہو میں تمہیں اس سے
میں بچاؤں گا۔ کسی بھی صورت میں اسے اجازت نہیں دوں گا کہ وہ تمہیں ہاتھ لگا

یوناف کی اس گفتگو سے مارتھا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے
آپ کی گفتگو سے مجھے بہت ڈھارس اور تسلی ہوئی ہے۔ پر مجھے یہ تو معلوم نہیں آپ
کہاں رہتے ہیں کہاں میں آپ لوگوں سے مل سکتی ہوں اور کبھی مجھے آپ کی ضرورت
ہو تو میں کہاں کھڑی ہو کر آپ دونوں میاں بیوی کو آواز دے سکتی ہوں۔ اس پر
یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

تمہیں کہیں جانے کی ضرورت ہے نہ کہیں کھڑے ہو کر ہمیں پکارنے کی ضرورت
ہے تو بے فکر رہ جب کبھی بھی تو ہماری ضرورت محسوس کرے گی ہم خود تیرے پاس
آئیں گے۔ اس پر مارتھا پھر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہنے لگی پھر بھی مجھے پتہ تو ہونا
چاہئے آپ لوگوں کی رہائش کہاں ہے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا جس طرح تو ان سرزمینوں میں اجنبی اور نا آشنا ہے ایسے ہی ہم دونوں
بھی آج ہی اجنبی کی حیثیت سے ان سرزمینوں میں داخل ہوئے ہیں۔ بہرحال ہم
اپنا کوئی ٹھکانہ بنانے کی کوشش کریں گے جب ٹھکانہ بن جائے گا تب ہم تمہیں اس
سے آگاہ کر دیں گے اس کے بعد تم بلا جھجک ہمارے اس ٹھکانے میں آ جا سکو گی۔

یوناف کی اس گفتگو سے مارتھا کو کسی حد تک تسلی ہو گئی تھی پھر وہ بولی اور کہنے لگی
آپ لوگ بھی میری طرح ان سرزمینوں میں اجنبی ہی ہیں تو میں سمجھتی ہوں آپ میری
اور بے بسی کو خوب سمجھ سکتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا اب تو
عمارت میں چلی جا مارتھا فوراً" بولی اور کہنے لگی جس وقت اس بیگار کیمپ کا سربراہ
بلائے گا تو مجھے کیسے تسلی ہو گی کہ آپ دونوں میاں بیوی بھی سربراہ کے کمرے میں
آئیں گے اس پر یوناف نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تو اس قدر فکر مند مت ہو میں نے جب تم سے وعدہ کر لیا تو یاد رکھنا میں
ایسا ہوں جو کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اب تم مطمئن ہو کر واپس اسی عمارت میں
جاؤ جس سے تم نکلی ہو اس لئے کہ تمہارا اس عمارت سے غائب ہونا وہ جو وہ سامنے
کھڑے ہیں ان کے لئے مصیبت کا باعث بن جائے گا۔ اب تو جا میرے خیال میں
رات کے وقت بیگار کیمپ کا سربراہ تجھے بلائے گا اور تو دیکھے گی کہ جس وقت تو اس
کمرے میں داخل ہو گی تیرے پیچھے پیچھے میں اور میری بیوی کیرش بھی وہاں ہوں گے
تم بھی دیکھنا کہ ہم دونوں میاں بیوی کس طرح تیری حفاظت کرتے ہیں۔

یوناف کی اس گفتگو سے مارتھا مطمئن اور خوش ہو گئی تھی پھر وہ ایک گہری نگاہ یوناف
اور کیرش پر ڈالتی ہوئی پلٹی اور واپس اس لکڑی کی عمارت کی طرف چلی گئی تھی۔ مارتھا کے

جانے کے بعد یوناف نے ابلیکا کو پکارا پہلی بار ہی پکارنے پر ابلیکا نے ... پر لبیک کہا اور پوچھنے لگی۔

دیکھ یوناف میں تمہاری اور مارتھا کی ساری گفتگو سن چکی ہوں ... اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا یہ جو بیگار کیمپ ہے۔ اس کیمپ ... تم مجھے اس کا نام بتا سکتی ہو اس پر ابلیکا فوراً" بولی اور کہنے لگی۔ اس ... کا نام مریخت ہے جو تیس سال کی عمر کے لگ بھگ ہو گا ایک انتہائی ... طاقتور اور مقامی سیاہ فام جوان ہے۔ ظلم زیادتی اور ستم کرتے ہوئے ... کسی انسان کی جان لینا اس کے لئے بس بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس پر ... لگا دیکھ ابلیکا اگر یہ معاملہ ہے تو پھر یوں جانو بیگار کیمپ کے سردار مریخت ... اور میری بیوی کے ہاتھوں بدبختی اور کمبختی آنے والی ہے بس اس ... کرتے ہیں اور جب مریخت مارتھا کو بلائے گا تو پھر ہم اپنے کھیل کی ... گفتگو کے بعد ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اور کیرش بھی اپنی ... لائے اور پھر وہ بھی انسانی اور حیوانی آنکھ سے اوجھل ہو کر وقت گزارنے ... تھے۔

اسی روز جب شام ہو گئی اور نئی آنے والی لڑکیوں کو لکڑی کی عمارت ... ہو گئے تب عمارت کے پاس پہرہ دینے والے محافظوں کے پاس ایک ... رازداری سے ان دونوں محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا نئی آنے والی ... مارتھا کو بلاؤ۔ اسے سردار نے طلب کیا ہے۔ آنے والی نئی لڑکیوں میں ... زیادہ خوبصورت اور حسین ہے اور سردار کے پاس یہ ایک ماہ تک اس ... سے رہے گی۔ اس آنے والے جوان کی یہ بات سن کر ان دونوں پہرہ داروں ... معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر ان دونوں میں سے ایک مارتھا کو ... اندر چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مارتھا اس عمارت سے باہر آئی۔ پھر اسی محافظ نے ... جو ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مارتھا سے کہا جاؤ اس جوان کے ساتھ ... بلانے آیا ہے اس پر مارتھا نے سوالیہ انداز میں پہریدار کی طرف دیکھتے ... کیوں بلانے آیا ہے۔ اور یہ مجھے کہاں لے جانا چاہتا ہے۔ اس پر پہرہ دار ... آنے والا جوان بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا تو نئی آنے والی لڑکیوں میں سب ... اور خوبصورت ہے اور ہمارے سردار مریخت نے تمہارا چناؤ کیا ہے لہٰذا ...

... جو کچھ تم نے پوچھنا یا گفتگو کرنی ہے اسی سے جا کر پوچھنا یا گفتگو کرنا۔
... چونکہ یوناف اور کیرش کی طرف سے پہلے ہی ڈھارس اور تسلی مل چکی تھی ... مزید کچھ نہ کہا اور اس آنے والے جوان کو مخاطب کر کے کہا چلو میں تمہارے ... ہوں اور تمہارے سردار مریخت سے بات کرتی ہوں۔ پھر وہ چپ چاپ اس ... جوان کے ساتھ ہو لی تھی۔

... ہی دیر بعد وہ جوان مارتھا کو لیکر لکڑی کی بنی ہوئی ایک انتہائی عمدہ اور ... عمارت میں داخل ہوا اس عمارت میں داخل ہوتے ہی مارتھا نے اندازہ لگایا کہ ... ہی وسیع اور اندر سے خوب سجائی گئی تھی۔ اس کے فرش پر قیمتی قالین بچھے ... دو کمروں میں سے گزرنے کے بعد وہ نوجوان مارتھا کو ایک ایسے کمرے میں لے ... ایک انتہائی کریہہ صورت شخص ایک بلند شہ نشین پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شخص اپنی ... صورت سے بے زنجیر خونی طوفانوں جیسا لگتا تھا۔ اس کی آنکھیں بستیاں مٹاتی تقدیر ... تھیں۔ اپنی جسمانی ساخت میں وہ خوفناک چنگھاڑتی لہروں کی طرح تھا اور اپنے ... تاثرات سے یوں لگتا تھا گویا وہ خواہشوں کو جھلسا دینے والی کوئی تپش ہو اپنے ... اطوار کی طرف سے وہ اندھیروں کی تقدیر اور بجلیاں چلاتی آندھیوں جیسا تھا۔ اس ... میں داخل ہونے کے بعد جو جوان مارتھا کو لایا تھا وہ مارتھا سے کہنے لگا یہ شخص جو ... تمہارے سامنے ہے ہمارا سردار مریخت ہے اس نے بلایا ہے اس کے ساتھ ہی وہ جوان کمرے ... سے نکل گیا تھا۔ اس جوان کے جانے کے بعد مریخت حرکت میں آیا۔ شہ نشین سے وہ ... اٹھ کر مارتھا کی طرف بڑھا۔

... مارتھا اپنی جگہ پر پتھر کی طرح بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ مریخت اس کے نزدیک ... آ کر بڑی نرمی بڑی راز داری میں وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
... "تم جانتی ہو گی کہ تمہیں کیوں یہاں بلایا گیا ہے۔ تم یہ بھی جانتی ہو گی کہو جو نئی ... لڑکیاں اس پڑاؤ میں لائی گئیں ہیں ان سب میں تم زیادہ خوبصورت، پرکشش اور جاذب نگاہ ... ہو لہٰذا میری اس ذاتی رہائش گاہ اور خواب گاہ میں آنے کا تمہیں ہی یہ شرف حاصل ہوا ... ہے اور جس لڑکی کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے وہ اس شرف کو اپنے لئے ایک بہترین ... خیال کرتی ہے۔
... یہاں تک کہنے کے بعد مریخت جب خاموش ہوا تب مارتھا بولی اور مریخت کی طرف ... دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
... سردار مریخت کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر مریخت نے غور سے اس

کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا تم نہیں جانتی ہو تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے۔ مارتھا [illegible]
سر ہلاتے ہوئے کہا میں کچھ نہیں جانتی مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ اس پر [illegible]
قدر سخت لہجے میں بولا اور کہنے لگا تمہیں میری اس خواب گاہ میں اس لئے لایا [illegible]
ایک ماہ تک اس عمارت میں میری بیوی کی حیثیت سے رہو اور جس لڑکی کو [illegible]
کے لئے اپنی بیوی بناتا ہوں وہ یہاں کی دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت [illegible]
ہے۔ میں ایک ماہ سے زیادہ کسی کو اپنی بیوی کے طور پر نہیں رکھتا اس کے بعد [illegible]
کر لیتا ہوں۔ اس پر مارتھا ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

دیکھ سردار مریخت اگر میں تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہاری اس [illegible]
قیام کرنے سے انکار کر دوں تب۔ مریخت نے ایک بھرپور اور مکروہ قہقہہ لگایا [illegible]
لگا مجھے امید ہے کہ تم ایسی حماقت نہیں کرو گی۔ اگر تم کرو گی تو اپنے حق میں [illegible]
فیصلہ کرو گی۔ مارتھا پھر بولی اور کہنے لگی اگر میں ایسا احمقانہ فیصلہ کر ہی لوں تو [illegible]
گی۔ اس کے ساتھ ہی مریخت اس کمرے سے نکلا۔ مارتھا چپ چاپ اس [illegible]
ہو لی تھی۔ مارتھا مڑ کر کبھی پیچھے اور کبھی دائیں بائیں دیکھ لیتی تھی۔ شاید اسے [illegible]
چینی سے یوناف اور کیرش کی آمد کا انتظار تھا۔

مریخت مارتھا کو عمارت کے وسط میں ایک بہت وسیع و عریض حوض کے [illegible]
جس کے چاروں طرف لوہے کا مضبوط جنگلا تھا اور لوہے کے اس جنگلے کو لوہے [illegible]
ڈھانپ دیا گیا تھا۔ مریخت لوہے کی اس جالی کے قریب جا رکا۔ مارتھا بھی اس [illegible]
جا کھڑی ہوئی۔ مارتھا اس تالاب کی طرف دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئی کیونکہ اس [illegible]
اندر ان گنت مگرمچھ تھے جو مارتھا اور مریخت کو دیکھ کر بار بار اپنا منہ اٹھاتے [illegible]
انداز میں کھولنے لگے تھے۔ شاید وہ سب آدم خور تھے۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے [illegible]
اور کانپ گئی تھی اور بار بار اپنے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتی کہ یوناف اور کیرش [illegible]
مدد کو پہنچ جائیں اس موقع پر مریخت بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا اپنی زندگی کو [illegible]
کرنے کا فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم اس عمارت میں میری [illegible]
سے ایک ماہ گزارنے کے لئے رضامند ہو تو پھر تمہیں دنیا کی ہر عیش اس عمارت [illegible]
نصیب ہو گی اور اگر تم اس فیصلے سے انکار کرتی ہو تو میں ابھی اور اسی وقت [illegible]
اس تالاب میں پھینک دوں گا اور جو تمہارا حشر ہو گا وہ میرے خیال میں تم [illegible]
سوچ لیا ہو گا۔

مریخت شاید مزید کچھ کہتا اور اس کی گفتگو کا مارتھا کوئی جواب دیتی کہ [illegible]

[illegible] یوناف اور کیرش نمودار ہوئے۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی مارتھا کے لبوں پر گہری
[illegible] مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ جبکہ مریخت ان دونوں کو اچانک وہاں دیکھ کر
[illegible] فکر مند ہو گیا تھا۔ پھر وہ بلند آواز میں یوناف اور کیرش کو مخاطب کر کے پوچھنے
[illegible] ہو اور کہاں سے اس عمارت میں داخل ہوئے ہو۔

[illegible] اور کیرش دونوں میاں بیوی نے مریخت کے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا
[illegible] کے کنارے آ کر کھڑے ہوئے اپنی تلواریں انہوں نے ایک دوسرے کی
[illegible] ہوئے بے نیام کیں پھر انہوں نے اپنا سری عمل کیا اور اس سری عمل کی وجہ
[illegible] نے تالاب کے اندر جس قدر مگرمچھ تھے انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لیا۔ جب وہ
[illegible] یوناف حرکت میں آیا اپنی تلوار اس نے فضا میں بلند کی اور پھر اونچی آواز
[illegible] کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ مریخت میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہم دونوں کون
[illegible] کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں
[illegible] اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے انہوں نے جست لگائی پھر وہ اس تالاب کے
[illegible] تھے۔

[illegible] وقت یوناف اور کیرش دونوں اس تالاب میں کودے تھے اس وقت مریخت ہی
[illegible] سی پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی۔ پر جلد ہی ان دونوں کی یہ فکر مندی جاتی
[illegible] ہی یوناف اور کیرش اس تالاب میں کودے مگرمچھوں نے انہیں کچھ نہیں کہا تھا
[illegible] پہلے ہی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے ساتھ مانوس کر چکے تھے۔ اس
[illegible] یوناف اور کیرش دونوں نے اپنی تلواروں کو حرکت دی اور بڑی تیزی کے
[illegible] نے مگرمچھوں کو کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ جلد ہی یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی
[illegible] مگرمچھوں کو کاٹ کر ان کا خاتمہ کر دیا جس سے تالاب کا سارا پانی لہو لہو اور
[illegible] کر رہ گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف اور کیرش پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
[illegible] تالاب سے جست لگا کر وہ اس جگہ آن کھڑے ہوئے تھے جہاں مریخت اور مارتھا
[illegible] یوناف اور کیرش کی اس کامیابی پر مارتھا بے حد خوش اور مطمئن تھی۔ اس
[illegible] مریخت یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ یوناف پہلے ہی
[illegible] مریخت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ مریخت اگر تو نے یہ سامنے کھڑی لڑکی
[illegible] کیا یا اسے بے عصمت و بے آبرو کرنے کی کوشش کی یا اسے تو نے زبردستی
[illegible] گاہ میں روکا تو یاد رکھنا جس طرح ہم نے ان مگرمچھوں کو کاٹا ہے اسی طرح
[illegible] ایک مگرمچھ سمجھ کر کاٹ کے رکھ دیں گے۔

یوناف کی اس گفتگو پر مریخت کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا۔
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیرے ساتھ
کون ہے۔ پر دیکھ تو اس وقت میری حویلی میں کھڑا ہے پھاٹک میں اس وقت
دونوں مسلح ہو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ میری ایک آواز پر میرے محافظ اندر آئیں
تم دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ مریخت دیکھتے کیا ہو بلاؤ اپنے محافظوں کو میں بھی دیکھتا ہوں تم ہمارا
کرتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی مریخت زور سے پکارنے لگا۔ جب اس کی اس پکار
عمل نہ ہوا تو وہ پاؤں پٹختا ہوا ایک سمت چلدیا تھا۔
مریخت کے جانے کے بعد یوناف بولا اور مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
جو وعدہ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا اسے میں نے پورا کر دکھایا ہے۔ دیکھ میں
اپنا نام یوناف اور بیوی کا نام کیرش بتایا تھا پر تو ہمارا نام کسی پر ظاہر نہ کرنا۔
ہمارے نام ظاہر کر دیئے تو ان علاقوں میں ایک ایسی بھی قوت ہے جو ہمارے
باعث بن سکتی ہے۔ لہٰذا میری تم سے استدعا ہے کہ ہم دونوں کے نام کسی پر
چونکہ ہم تمہاری مدد اور اعانت کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اس لئے تم پر اپنا نام
ہے۔ دیکھ واپس جا کر اس عمارت میں جو دوسری لڑکیاں ہیں انہیں بھی بتا دینا کہ
کوئی کسی کی عزت و آبرو کو خطرے میں نہیں ڈالے گا۔ میں ان کی حفاظت کروں
پر مارتھا نے گہری مسکراہٹ میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
کاش میرے پاس الفاظ ہوتے کہ میں آپ کی کارگزاری پر آپ کا
سکتی۔ آپ نے ایسا کر کے مجھ پر وہ احسان کیا ہے جس کا بوجھ میں زندگی بھر
گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا بس تم
آگے آگے دیکھتی جاؤ کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ مارتھا جواب میں کچھ کہنا چاہتی
کو اس نے دیکھا وہ لوٹا تھا اور پوری طرح مسلح تھا۔ لہٰذا مارتھا فکر مند سی ہو
گئی تھی۔ یوناف نے بھی مریخت کو آتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی مستعد ہو
آ کر مریخت بولا اور پوچھنے لگا۔
دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے تیرا کیا نام ہے پر یہ بتا کیا میرے
نے قتل کیا ہے ان کی لاشیں میری اس عمارت کے صدر دروازے کے
پر یوناف بے پروائی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں مریخت ان کا خاتمہ
ہے وہ مجھے اندر آنے سے منع کر رہے تھے لہٰذا میں نے ان کا خاتمہ کر دیا

کے قریب محافظ تھے اگر میں ان چھ کا خاتمہ کر سکتا ہوں تو کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ
کا خاتمہ نہیں کر سکتا۔ اس پر مریخت اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے کہنے لگا تو
میں ابھی اور اسی وقت تیری گردن کاٹ کر رہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی مریخت
اور یوناف پر اس نے حملہ کر دیا تھا۔
مریخت نے یوناف پر اپنی تلوار کا وار کیا۔ یوناف نے اس کی تلوار کے وار کو
روکا پھر اپنے بائیں ہاتھ سے یوناف نے مریخت کا تلوار والا ہاتھ پکڑ لیا اور
سے اسے مروڑا کہ مریخت کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اس صورت حال پر
اور خطرے میں بری طرح کانپنے لگا تھا۔ یوناف آگے بڑھا تلوار اس نے بے
پھر اپنا دایاں ہاتھ اس نے مریخت کی گردن پر ڈالا اور ایک جھٹکے کے ساتھ
اٹھاتے ہوئے فضا میں خوب اونچا اچھال دیا تھا۔ اس طرح اچھلنے کے بعد مریخت
زمین پر گرا تھا اس کی کمر پر چوٹ بھی لگی تھی۔ یوناف کے یوں اکیلے ہاتھ سے
بلند کر کے اچھالنے پر مریخت نے شاید یوناف کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگا
اس کے چہرے پر خوف اور وحشت کی پرچھائیاں رقص کر گئیں تھیں۔ پھر وہ
مردہ سی آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔
اجنبی تو کون ہے کہاں سے آیا ہے میرے ساتھ کیوں دشمنی کرتا ہے۔ کیا چاہتا
یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ مریخت آج تک تو اس بیگار کیمپ کا سردار تھا۔
مظالم روا رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ پر اب تیرا دور ختم ہوا۔ اب میں
کا سردار بنوں گا اور تمہاری حیثیت اس بیگار کیمپ میں جو میں اپنے لئے اور
لئے سواری کے لئے گھوڑے چنوں گا تم ان گھوڑوں کے سائیں ہو گے۔ ان
صفائی ستھرائی اور انہیں کھریرا کرنا تمہاری ذمہ داری ہو گی اور اگر تم نے ان
کوتاہی کی تو یاد رکھنا میں تیرے جسم کے ٹکڑے کر کے اس بیگار کیمپ کے کتوں
ڈال دوں گا۔ بولو کیا تم یہ کام کرنے پر رضا مند ہو۔
اسی وقت مجھے اپنا فیصلہ دو۔ اگر تم یہ کام کرنے پر رضا مند ہو تو میں تمہیں
دوں اور اگر یہ کام کرنے سے انکار کرتے ہو تو میں یہیں کھڑے کھڑے تمہاری
کر تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ اس پر مریخت چلا پڑا اور کہنے لگا میں تمہارے لئے
کے لئے تیار ہوں۔ مریخت کا یہ فیصلہ سن کر یوناف اور کیرش دونوں کے
پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس موقع پر مارتھا بھی گہری مسکراہٹ میں
پھر یوناف بولا اور مریخت کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا مریخت کیا تمہارے

پاس یہاں کوئی چمڑے کا کوڑا ہے۔ دیکھ جھوٹ مت بولنا۔ جھوٹ بولے گا تو مارا جائے گا
مریخت دونوں ہاتھ باندھتے ہوئے بولا ہاں میرے پاس چمڑے کا کوڑا ہے۔ یوناف بولا
بھاگ کے جاؤ اور لیکر آؤ۔ مریخت مڑا اور بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مریخت لوٹا اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک کوڑا تھا۔ یوناف نے آگے
بڑھ کر وہ چمڑے کا کوڑا اس سے لے لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ مریخت میرے
آگے آگے لگ اور اس بیگار کیمپ کی ہر چیز مجھے دکھاؤ کیونکہ اب میں اس کا سردار ہوں
اور اس کی ہر شے پر مجھے نگاہ رکھنی ہے۔ جواب میں مریخت نے اپنے سر کو خم کیا پھر
چپ چاپ یوناف اور کیرش کے آگے لگ گیا تھا۔ مارتھا بھی مسکراتی ہوئی یوناف کے ساتھ
ہو لی تھی۔

مریخت ' یوناف ' کیرش اور مارتھا کو پہلے لکڑی کی اس عمارت کے قریب لے گیا جس
میں نئی لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔ اس عمارت کے دروازے پر کھڑے ہو کر مریخت بولا اور
کہنے لگا یہ نئی لڑکیاں ہیں جو بیگار کیمپ میں لائی گئی ہیں۔ اس پر یوناف نے اشارے سے
ان سب لڑکیوں کو اپنی طرف بلایا جب وہ ساری لڑکیاں قریب آگئیں تب یوناف بولا اور
بڑی ہمدردی سے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بھولی بھالی اور بے وطن لڑکیو۔ میں جانتا ہوں تمہیں زبردستی یہاں اٹھا کر لایا گیا
ہے۔ کیا تم میں سے کوئی واپس اپنے گھر کو جانا پسند کرے گی۔ اس پر لڑکیوں نے تھوڑی دیر
آپس میں کھسر پھسر کی۔ پھر ان میں سے ایک بولی اور کہنے لگی پہلے یہ بتایا جائے کہ ہم سے
یہاں کیا کام لیا جائے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ پہلے یہ شخص بیگار کیمپ کا سردار
تھا۔ جو میرے سامنے کھڑا ہے اب اسے سرداری سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اب اگر تم
پوچھتی ہو کہ اس بیگار کیمپ میں تمہاری کیا حیثیت ہے تو میں کہتا ہوں تمہاری حیثیت اس
بیگار کیمپ میں وہی ہو گی جو تمہاری تمہارے اپنے گھروں میں تھی۔ تم پر کوئی سختی نہ ہو گی
تم پر کوئی جبر نہ ہو گا تمہاری عزت ہر طرح سے محفوظ ہو گی۔ اس پر وہی لڑکی بولی اور کہنے
لگی۔

اگر ہمیں یہاں ایسا ماحول مہیا کیا گیا تو ہم واپس جانا پسند نہیں کریں گے اس لئے کہ
ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ گھر سے نکلنے کے بعد ہم بے آبرو ہو چکی ہیں لہٰذا ہمیں کوئی بھی قبول
نہیں کرے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا کیا سب لڑکیوں کی یہی مرضی ہے۔ اس پر
ساری لڑکیاں اس پہلی لڑکی کی ہاں میں ہاں ملانے لگیں تھیں۔ ان کا جواب سن کر یوناف
خوش ہوا اور کہنے لگا۔

سنو بھولی بھالی غریب الوطن لڑکیو۔ اگر ایسا ہے تو تم آزاد ہو۔ اس عمارت میں کوئی
قید نہیں رکھ سکتا۔ تم اس بیگار کیمپ میں جہاں چاہو جا سکتی ہو۔ گھوم پھر سکتی ہو
پہلے میرے ساتھ آؤ تاکہ دوسری لڑکیاں جو یہاں قید ہیں ان سے بھی بات کر لوں۔
اس کے بعد انہوں نے بھی یہاں رہنے کی حامی بھری تو پھر تم سب لوگوں کو کام بانٹ دیئے
جائیں گے وہ کام تم سب اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کرو گی۔ کوئی تم پر جبر نہیں
کرے گا۔ اب تم سب میرے ساتھ آؤ۔

ساری لڑکیاں جب عمارت سے باہر نکلنے لگیں تو عمارت کے باہر جو دو مسلح پہریدار
کھڑے تھے انہوں نے مریخت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا ان لڑکیوں کو باہر آنے دیا
جائے اس پر یوناف نے چمڑے کا ایک کوڑا خوب قوت سے مریخت کی پیٹھ پر دے مارا اور
ان دونوں محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا آج سے اس بیگار کیمپ کا سردار یہ مریخت
نہیں میں ہوں۔ اگر تم نے میری حکم عدولی کی تو یاد رکھنا تمہاری گردنیں کاٹ کر رکھ دی
جائیں گی۔ یوناف کے اس انکشاف پر ان دونوں پہریداروں نے اطاعت اور فرمانبرداری میں
اپنی گردنیں خم کر دی تھیں۔

اس موقع پر یوناف پھر بولا اور ان دونوں پہریداروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم
اسی جگہ کھڑے ہو وہیں اپنے ہتھیار پھینک دو پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ
اگر تم دونوں نے ایسا نہ کیا تو جس طرح تمہارے اس سردار مریخت کو اپنے سامنے بے بس
اور مجبور کیا ہے اسی طرح میں تمہیں بے بس اور مجبور کرنے کے ساتھ تم دونوں کی
گردنیں بھی کاٹ دوں گا۔

یوناف کی یہ دھمکی خوب کارگر ثابت ہوئی۔ ان دونوں محافظوں نے اپنے ہتھیار وہاں
پھینک دیئے اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر یوناف اپنے پہلو میں کھڑی مارتھا کو
مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ مارتھا آگے بڑھ اور ان دونوں پہریداروں کے ہتھیار اٹھا لے۔
مارتھا نے آگے بڑھ کر ان دونوں کے ہتھیار اٹھا لئے۔ اس کے بعد یوناف نے کچھ دیر سوچا
پھر عمارت کے دروازے کے قریب ساری جمع ہو جانے والی لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہنے
لگا۔

دیکھو اجنبی لڑکیو۔ اس بیگار کیمپ کے لوگ جس قدر لڑکیاں یہاں لاتے ہیں ان سے
غلاموں کی طرح کام لیتے ہیں اور ایک طرح سے انہیں اپنی رعایا بنا کر ان پر حکومت
کرتے ہیں لیکن اب وقت آگیا ہے کہ یہاں جو بے بس اور مجبور لڑکیاں ہیں وہ حکمران
ہوں اور جو اس سے پہلے بیگار کیمپ کے منتظمین یا کارندے تھے وہ اب لڑکیوں کی رعایا بن

کر ان کے ماتحت کام کریں گے۔
یوناف کے ان الفاظ سے ساری لڑکیاں خوش ہو گئیں تھیں اس کے بعد یو
اور کہنے لگا۔ اس بیگار کیمپ کا سرکردہ مریخت اور دونوں محافظ تمہاری نگرانی
گے۔ اس پر یوناف کے پہلو میں کھڑی مارتھا بولی اور بڑے پیارے انداز میں
مخاطب کر کے کہنے لگی۔
آپ کا ہم لوگوں پر بڑا احسان ہے کہ آپ ہمیں ان لوگوں کے چنگل سے
رہے ہیں لیکن یہ میری ساتھی لڑکیاں ان پر پہرہ کیسے دے سکیں گی یہ سب
ان کے اور ساتھیوں نے رات کے وقت اس عمارت پر حملہ کر دیا تو ہم تو اپنا
نہیں کر سکیں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ مارتھا ابھی میں نے اپنی گفتگو مکمل نہیں کی۔ جب میں اپنی گفتگو مکمل
تمہیں اعتراض ہو تو بولو۔ یوناف کا یہ جواب سن کر مارتھا خاموش ہو گئی تھی۔ اس
یوناف مریخت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔ مریخت اب تم مجھے ا
خانے کی طرف لے چلو۔ اس سلسلے میں اگر تم نے بددیانتی کی تو یاد رکھنا میں ا
تاخیر کئے بغیر تمہاری گردن کاٹ دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں محافظوں کی طرف
ہوئے کہا تم بھی مریخت کے ساتھ ساتھ میرے آگے آگے چلو۔ وہ پہریدار بھی
کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ پھر یوناف نے ان لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے کہا تم سب
پیچھے آؤ۔ مریخت دونوں محافظوں کے ساتھ ایک طرف چل پڑا اور ان کے پیچھے
کیرش، مارتھا اور دوسری لڑکیاں بھی ہو لیں تھیں۔
مریخت اور اس کے ساتھ چلنے والے دونوں محافظ تھوڑا سا آگے جا کر ایک
کے سامنے رک گئے۔ وہاں پہلے سے چار محافظ پہرہ دے رہے تھے۔ اس موقع
مریخت کے قریب آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔ یہ
عمارت ہے۔ اس میں تم ہمیں کیوں لے کر آئے ہو۔ اس پر مریخت بے بسی کی
کہنے لگا۔ اسی عمارت کے اندر ہتھیار رکھے جاتے ہیں۔ مریخت کا یہ جواب سن
خوش ہوا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔
اس عمارت کے سامنے جو چار محافظ کھڑے ہیں انہیں حکم دو کہ اپنے ہتھیار
ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جائیں۔ مریخت یوناف سے اس قدر سہما اور خوفزدہ
بولا اور ان محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
تم چاروں اپنے ہتھیار پھینک دو اور چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ مر

کر وہ چاروں محافظ فوراً حرکت میں آئے اپنے ہتھیار انہوں نے پھینک دیئے اور
کر کھڑے ہو گئے تھے۔ یوناف پھر بولا اور مارتھا کو کہنے لگا اپنی چند ساتھی لڑکیوں کے
آگے بڑھو اور ان ہتھیاروں پر قبضہ کر لو مارتھا کے ساتھ کچھ لڑکیاں آگے بڑھیں اور
اٹھا کر پھر اپنی جگہ پر آ کھڑی ہوئی تھیں۔
اس موقع پر یوناف نے کچھ سوچا اور اس کے بعد وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ مارتھا تم اور تمہاری کچھ ساتھی لڑکیاں اب مسلح ہیں محافظ اب چھ ہو چکے ہیں اور
مریخت ہے۔ ان پر تم نگاہ رکھنا باقی لڑکیوں کو لے کر میں اس عمارت میں داخل
اور جس قدر یہاں ہتھیار ہیں ان پر قبضہ کرتے ہیں دیکھ مارتھا تو فکر مند مت ہونا
کیرش بھی تمہارے ساتھ باہر رہے گی اور کسی غیر متوقع صورت حال میں میری
ساری مدد کرے گی اور ایسی صورتحال سے نپٹنا میری بیوی خوب جانتی ہے۔ مارتھا نے
ثبات میں سر ہلا دیا تب یوناف باقی ساری لڑکیوں کو لیکر عمارت میں داخل ہوا۔
یوناف جب عمارت میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا۔ عمارت کے اندر بے شمار
ڈھالیں، نیزے، کلہاڑے اور دوسرے ہتھیار اور اوزار تھے وہ سب کچھ دیکھتے
یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ عمارت میں داخل ہونے والی لڑکی کو
ہوئے کہنے لگا۔ اس عمارت کے اندر جس قدر ہتھیار ہیں ان سب پر قبضہ کر لو۔ یہ تم
کی ضروریات سے کہیں زیادہ ہیں لہٰذا ایک ایک لڑکی کے حصہ میں کئی کئی ہتھیار
گے یہ سب تم لوگ اٹھا لو جو فالتو ہتھیار ہوں گے کل باقی لڑکیوں کو جب ہم قید سے
لائیں گے تو یہ ہتھیار ان میں بانٹ دیں گے۔ یوناف کا یہ حکم پاتے ہی لڑکیاں فوراً
میں آئیں اور اس عمارت کے اندر جس قدر ہتھیار تھے وہ انہوں نے اٹھا لئے تھے
روں کو لیکر یوناف باہر آ گیا تھا۔
ایک بار یوناف پھر بولا اور ان لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب تم سب لوگ یہ
ہتھیار اٹھا کر اسی عمارت کی طرف چلو جس میں تمہیں قید رکھا گیا تھا اور ان چھ
وں اور ان کے سردار مریخت کو بھی اپنے اپنے آگے ہانکو۔ لڑکیاں فوراً حرکت میں
مریخت اور ان چھ محافظوں کو اپنے آگے آگے جانوروں کی طرح ہانکتی ہوئی وہ
کی طرف چل دی تھیں۔ یوناف اور کیرش بھی ان کے ساتھ ہو گئے تھے۔
اس عمارت کے دروازے پر جا کر یوناف نے لڑکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ان
فظوں اور سردار مریخت کو عمارت کے اندر لے جاؤ تمہارے ذمے میں یہ کام لگاتا
آج کی رات ان پر پہرا دو تاکہ یہ یہاں سے بھاگنے نہ پائیں کل پھر میں مزید حرکت

میں آؤں گا اور پڑاؤ کے اندر جس قدر دوسرے محافظ ہیں ان پر گرفت کرنے کے
دوسری لڑکیاں یہاں قید رکھی گئی ہیں ان کی رہائی کا سامان کروں گا اس کے بعد
لوگوں کو بتاؤں گا کہ اس بیگار کیمپ کا نظم و نسق کس طرح چلے گا۔ اور سنو
مارتھا نام کی یہ لڑکی یہ جانو تم سب کی سردار ہے تم سب لڑکیاں اس کا کہا مانو گی
کسی نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھنا وہ سزا کی حقدار ہو گی۔ جواب میں ساری لڑکیوں
تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ مرینت اور چھ پہریداروں کو ہانک کر عمارت کے اندر
تھیں کچھ لڑکیاں اردگرد مسلح ہو کر پہرا دینے لگی تھیں۔ یہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد
نے اپنے پہلو میں کھڑی مارتھا کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھو مارتھا اب تو بھی عمارت کے اندر چلی جا۔ آج رات کسی نہ کسی طرح بسر
صبح میں تم لوگوں کی اس سے بہتر رہائش کا انتظام کروں گا۔ یوناف کے کہنے پر مارتھا
میں داخل ہوئی اور اس عمارت کا دروازہ اس نے بند کر کے اندر سے زنجیر لگا
یوناف اور کیرش رات بسر کرنے کے لئے مرینت کی قیام گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

○

رومن سلطنت کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے تھے۔ و
مغربی سلطنت کے اکثر حصوں پر پوری طرح قابض ہو چکے تھے۔ دوسری وحشی اقوام
سلافی' لمبارڈ' فرینک اور دیگر شمالی وحشی قبائل نے جب دیکھا کہ گاتھ بے شمار مال و
اٹلی سے حاصل کر رہے ہیں تو وہ بھی گروہ در گروہ اٹلی میں داخل ہوئے اور گاتھوں
شہنشاہ ٹوٹیلا کے لشکر میں شامل ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے لگے تھے۔

ٹوٹیلا چار سو جہازوں پر مشتمل ایک بحری لشکر بھی تیار کر چکا تھا۔ اس نے
سسلی بلکہ سارڈینیا' کارسیکا اور دوسرے جزیروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

یوں بحری تجارت میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی تھی اور رومنوں کے مقبوضہ جا
افریقہ میں تھے وہ بھی خطرے میں پڑ رہے تھے اس موقع پر صلاح مشورہ کے لئے
شہنشاہ جسٹنین نے اپنے پرانے اور تجربہ کار جرنیل بیلی ساریوس کو طلب کیا اور گاتھوں
خلاف حرکت میں آنے کے لئے مشورہ کیا۔ رومن شہنشاہ جسٹنین چاہتا تھا کہ بیلی سا
خود لشکر کی سپہ سالاری سنبھالے اور گاتھوں کے علاوہ دوسرے وحشی قبائل کے خلاف
کرتے ہوئے انہیں اٹلی سے باہر نکال دے لیکن بیلی ساریوس نے اس کے لئے م
طلب کر لی اور جسٹنین کو یہ مشورہ دیا کہ وہ جرمانوس اور اس کے ساتھی اردوان کی

اور ان دونوں کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر گاتھ اور دوسرے وحشی قبائل کے مقابلے
امید ہے کہ وہ اپنے ماضی کے داغ کو دھونے کی کوشش کریں گے۔

بیلی ساریوس کے اس مشورہ پر جسٹنین نے اپنے دونوں جرنیل یعنی جرمانوس اور
اردوان کو رہا کر دیا۔ جرمانوس کو ایک لشکر دے کر اس نے ڈلمیشیا کے راستے اٹلی پر حملہ
کرنے کا حکم دیا جبکہ دوسرے جرنیل اردوان کو بحری بیڑا دے کر سسلی کی طرف کوچ
کا حکم دیا۔ جرمانوس کے ساتھ جسٹنین نے اس کی بیوی اور گاتھ شہزادی متاسنتا بھی
کی تھی اس دوران تک متاسنتا نے گاتھ راہنماؤں اور سالاروں کے ساتھ پیغام رسانی
جاری رکھا تھا اور انہوں نے متاسنتا کو یقین دلایا تھا کہ وہ گاتھ شہزادی کے
خلاف جنگ نہیں کریں گے۔ بہرحال جرمانوس اپنے لشکر کے ساتھ اپنی بیوی متاسنتا کو
لے کر آگے بڑھا اس کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ وینس جانے والی وادیوں کو وحشی سالانی قبائل
سے پاک کر دے اس کے بعد اٹلی کا رخ کرے پر جرمانوس کی بدقسمتی کہ سفر کے دوران
اس پر موسمی بخار کا حملہ ہوا اور وہ مر گیا اور اس طرح یہ مہم آپ ہی دم توڑ گئی۔

اب نئی مہم شروع کرنے کے لئے رومن شہنشاہ کے پاس صرف تین جرنیل بچتے تھے۔
بیلی ساریوس جو عمر بھر رومنوں کے دشمنوں کے خلاف جنگ کر کے تھک چکا تھا۔ اب
وہ سالاری قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ دوسرا خونریز جان یہ شخص ایک دستے کی
قیادت کے فرائض انجام دے سکتا تھا لیکن اس کے لئے کسی بڑی جنگ کے نظم و نسق
اور سالاری سنبھالنا آسان نہ تھا۔ اس لئے جسٹنین نے اسے رومن لشکروں کا سپہ سالار نہ

اب تیسرا جرنیل جسٹنین کے سامنے نرسی تھا لہٰذا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے
نگاہیں نرسی پر جم کے رہ گئی تھیں۔

حالات خاصے پریشان کن تھے۔ کامیابی کی امید بظاہر کوئی نہ تھی لیکن جسٹنین ہار
ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس نے قسطنطنیہ سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ لشکر کی تعداد
زیادہ تھی اس لشکر میں وحشی لمبارڈ ہن اور دیگر بربر قبائل کے قبائل بھی شامل تھے
اس لشکر کا سپہ سالار اس نے نرسی کو بنایا۔ اس فوج کے پاس سامان بھی خاصا تھا۔
کسی چیز کی بھی کمی نہ تھی جبکہ نرسی کا نائب خونریز جان کو مقرر کیا گیا تھا۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کے حکم پر نرسی اور خونریز جان اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھے
انہوں نے اٹلی کی طرف جانے کے لئے ساحل کے ساتھ ساتھ ایک محفوظ راستہ تلاش کیا۔
بحری بیڑا بھی ساحل کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ تھا یوں یہ لشکر ریونا پہنچا۔ گاتھوں

کے شہنشاہ ٹوٹیلا کو جب یہ خبر ہوئی کہ ایک نیا رومن لشکر اٹلی کے شہر ریونا پہنچا … بڑی برق رفتاری سے اپنا لشکر لے کر ریونا پہنچ گیا۔

ریونا سے باہر رومنوں اور گاتھوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی قریب تھا … جنگ میں گاتھ فتح مند ہو کر نکلتے اور پورے رومن لشکر کا قتل عام کر دیتے کہ ایک … بجھا ہوا تیر ٹوٹیلا کو لگا جس سے وہ لڑائی کے دوران دم توڑ گیا۔

بادشاہ کے مرنے سے گاتھوں کی قوت اور طاقت ٹوٹ گئی اور کوئی ان کی کمان … رہبری کرنے والا نہ تھا لہٰذا ریونا شہر سے باہر انہیں شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے … اور اٹلی کے مختلف قلعوں میں انہوں نے پناہ لینا شروع کر دی تھی۔

اس صورت حال میں نرسی اور خونریز جان سب سے پہلے بڑی تیزی سے … بندرگاہ کی طرف بڑھے جہاں گاتھوں کا بحری بیڑا کھڑا تھا۔ نرسی نے ان پر حملہ کر … اکثر جہازوں پر اس نے قبضہ کر لیا اور بہت کم جہاز گاتھ اپنے ساتھ لے جا کر فرار … میں کامیاب ہو سکے۔ اس طرح نرسی اور جان نے ایک طرح سے اٹلی کو گاتھوں … دلا دی تھی۔

اس دوران اٹلی پر ایک اور مصیبت ٹوٹ پڑی وہ یہ کہ نرسی اور خونریز جان گاتھوں … شکست دے کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ شمال کی طرف سے وحشی فرینک اٹلی میں … ہوئے اور جگہ جگہ انہوں نے خونریزی شروع کر دی تھی۔ نرسی اور خونریز جان ان … جنوبی اٹلی میں تھے لہٰذا شمالی اٹلی میں قتل و غارت گری کرنے کے بعد فرینک … طرف بڑھے۔

لیکن خونریز جان اور نرسی کی خوش قسمتی اور فرینک کی بدقسمتی کہ جنوبی اٹلی کے … موسموں کے اثر کی وجہ سے فرینک کے لشکر میں بیماریاں پھیل گئیں لہٰذا وہ جنوب … کر شمال کی طرف بڑھے۔ اس موقع سے نرسی اور خونریز جان نے فوراً فائدہ اٹھا … وقت فرینک جنوب سے شمال کی طرف بھاگ رہے تھے تاکہ موسمی بخار سے بچ جائیں … نرسی نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ یوں فرینک … شکست اٹھا کر کوہ ایلپس کے اس پار بھاگ گئے تھے۔

اب باقی وحشی لمبارڈ قبائل رہ گئے تھے جو اکثر و بیشتر اٹلی پر حملہ آور ہوتے رہتے … لیکن ان لمبارڈ قبائل نے نرسی کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد اس سے صلح کر لی اور … نے انہیں اٹلی میں آباد ہونے کی اجازت دیدی تاکہ مستقبل میں اگر پھر کبھی گاتھ حملہ … ہوں تو یہ لمبارڈ ان کی راہ روک سکیں۔ نرسی کی اس پیش کش پر لمبارڈ نے شکریہ ا…

… میں آباد ہو گئے۔ اب بھی اٹلی کے اس علاقہ کو جس میں لمبارڈ آباد ہوئے تھے … پکارا جاتا ہے۔

… قوت کے خاتمہ سے بحر روم بالکل محفوظ ہو گیا اٹلی کے علاوہ سارڈینیا، کارسیکا اور … جزائر پر پھر رومنوں کا قبضہ ہو گیا۔ اب رومن بحری بیڑا ایک بار پھر اٹلی سے گذر … کے ساحل پر لنگر انداز ہونے لگا تھا اور رومنوں کو پھر وہ پہلی سی طاقت اور قوت … گئی تھی۔ فتح کی اس خوشی میں رومن شہنشاہ جسٹنین نے آبنائے جبل الطارق پر … گرجا تعمیر کیا اور اس گرجا کو اس نے مریم سے منسوب کیا۔ مغرب کی طرف … ہونے کے بعد جسٹنین نے مشرق میں بحر اسود کی طرف توجہ دی۔ ماضی میں … بندرگاہ پیٹرا پر ایرانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ جسٹنین نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ … حملہ کرے اور اس پر قبضہ کر لے۔ رومنوں کی یہ مہم کامیاب ہوئی۔ پیٹرا پر … رومنوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس طرح ایرانیوں کے لئے اس سمندر میں قابض ہونے کا … جاتا گیا۔

پیٹرا کے تاجر اور مشنری شمالی قفقاز کی طرف پہنچنے لگے اور آوار قوم کے اندر … عیسائیت کی تبلیغ کا کام شروع کیا یہاں تک کہ آوار قوم کے خاقان کو قسطنطنیہ … دعوت دی گئی تھی۔ یوں دریائے نیپر کے ساحل سے لیکر بحیرہ قزوین تک … تجارت مضبوط ہو گئی تھی اور ان علاقوں سے قسطنطنیہ میں غلہ، خشک مچھلی، پھل، … کا سامان خاصی تعداد میں آنے لگا تھا۔

ان دنوں … ریشم پیدا کرنے میں واحد ملک تھا جہاں ریشم کے کیڑے پالے جاتے … راہب ثمرقند سے ہوتے ہوئے چین پہنچے ان کا مقصد اور مدعا تھا کہ وہ چین … کیڑے لے کر آئیں اور انہیں شام میں پرورش کریں تاکہ شام بھی ریشم … چین کی طرح مشہور ہو۔ چونکہ چینی ریشم کے کیڑے باہر نہیں لے جانے دیتے … کیڑے لانے کے لئے دونوں راہبوں نے ایک عجیب و غریب طریقہ استعمال کیا۔ … انہوں نے بید کی ایک چھڑی استعمال کی۔ یہ بید کی چھڑی اندر سے کھوکھلی … اس میں وہ ریشمی کیڑوں کے انڈے بھر کر لائے۔ پھر ان انڈوں کی شام میں پرورش … اور شام میں بھی چین کی طرح ریشم پیدا کیا جانے لگا۔

… شہنشاہ جسٹنین کے آخری دور میں رومن سلطنت کو بہت سے خطرات اور … سامنا بھی کرنا پڑا مثلاً یہ کہ پہلی مصیبت یوں نازل ہوئی کہ وہاں وباء پھوٹی جس … ہلاک ہوئے اور اس پر بڑی مشکل سے قابو پایا گیا۔

دوسری مصیبت بارش کی وجہ سے تھی جسٹنین کے آخری دور میں زبردست
ہوئیں جن کی وجہ سے بلقان کی وادیوں میں طغیانیوں کے ذریعہ سے دور دور تک
بربادی پھیل گئی تھی۔

تیسری مصیبت کچھ یوں آئی کہ عیسائیوں کا بڑا دن شروع ہونے سے کچھ دن
روز تک زلزلے کے مسلسل سخت جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ جن کے باعث
عمارتوں میں شگاف پڑ گئے۔ یہاں تک کہ آیا صوفیہ کے گرجے کا گنبد جو بے حد
مستحکم خیال کیا جاتا تھا وہ بھی گر گیا اور اسے از سر نو تعمیر کرانا پڑا۔

اپنے آخری دور میں موت سے پہلے جسٹنین کی ایک آرزو تھی جو پوری نہ ہو
چاہتا تھا کہ مشرقی اور مغربی عیسائی کلیساؤں کے اختلافات ختم ہو جائیں اور ساری
ایک مذہب کی پیروکار بن جائے اس مقصد کے لئے اس نے پاپائے روم کی پیروی
اور قسطنطنیہ کے اسقفوں پر سختی کی جو اس کے مخالف تھے۔

اپنے دور حکومت کے آخری سالوں میں رومن شہنشاہ جسٹنین نے آیا صوفیہ
میں ایک کانفرنس منعقد کی تاکہ عیسائی دنیا میں جو مذہبی نزاعی امور ہیں ان کا
جائے۔ رومن شہنشاہ جسٹنین نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ مذہبی طور پر
ہو جائیں لیکن اس کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جسٹنین کی
میں بلائی جانے والی اس کانفرنس میں مغربی کلیسا یعنی رومن کلیسا اور مشرقی کلیسا
آرتھوڈکس کے درمیان اختلافات کی خلیج پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہو کر رہ گئی۔

اس کے بعد اچانک رومن شہنشاہ جسٹنین کے لئے ہن قبائل کی طرف سے
مصیبت اور عذاب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ہن قبائل اپنے خاقان اٹیلا اور خوش نواز
اپنے اتحاد اپنی یکجہتی کو قائم نہ رکھ سکے تھے اور ہر قبیلے نے منتشر ہوتے ہوئے اپنی
آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔

انہی دنوں ہن قبائل کے سب سے بڑے قبیلے قطری غور نے اپنے سردار زبرگن
کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا۔ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے سے اس موقع
اور سلافی قبائل نے بھی قطری غور ہنوں کا ساتھ دیا۔ قطری غور ہنوں کے اس حملے
رومن شہنشاہ جسٹنین بڑا پریشان ہوا۔ آخر سوچ و بچار کے بعد جسٹنین نے اپنے عمر
اور انتہائی تجربہ کار جرنیل بیلی ساریوس کو قطری غور ہنوں کے مقابلے میں قسطنطنیہ
دفاع کا ذمہ دار بنایا۔

قسطنطنیہ سے چالیس میل دور ایک بہت بڑی اور خاصی مضبوط دیوار تھی اور اس

کمزور ہو گئی تھی اور جگہ جگہ اس میں شگاف پڑ گئے تھے۔ قطری غور ہن قبائل ان
کے شگافوں سے ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے قسطنطنیہ شہر کی طرف بڑھے تھے۔

بیلی ساریوس کو جب قسطنطنیہ کے دفاع کا ذمہ دار بنایا گیا تو اس نے اپنے پرانے
فراہم کئے اور شہر سے باہر نکل کر ایک گاؤں میں خیمہ زن ہوا۔ جو قسطنطنیہ شہر سے
میل کے فاصلے پر تھا۔ ہن قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس نے جگہ جگہ
دور تک آگ کے الاؤ روشن کر دیئے تھے اور اپنے لشکر کو حکم دیدیا تھا کہ وہ مسلسل
میں رہیں۔ اس طرح ایسی صورت پیدا کر دی کہ دور سے دیکھنے والے کو معلوم ہوا
بیلی ساریوس کے پاس ہن قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے بہت بڑا لشکر موجود ہے۔

بیلی ساریوس ایک پرانا مخلص اور انتہائی تجربہ کار جرنیل تھا وہ ہن قبائل کے ساتھ
کا وسیع تجربہ رکھتا تھا وہ جانتا تھا کہ ان وحشیوں کو ہمیشہ یہ خطرہ لگا رہتا تھا کہ کہیں ان
لئے کوئی پھندہ نہ تیار کر لیا گیا ہو۔ ہن جس وقت قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کر رہے
تو وہ راستہ ایک جنگل میں سے ہو کر جاتا تھا۔

بیلی ساریوس نے سب سے پہلا کام یہ کیا اس جنگل کے اندر تیر انداز جنگل میں سے
والی شاہراہ کے دونوں کنارے اس نے بٹھا دیئے تھے۔ ہن قبائل کا لشکر جب
کی طرف آنے کے لئے اس جنگل میں سے گزرا تو ان پر شاہراہ کے دونوں طرف
مہلک تیروں کا مینہ برسا دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بیلی ساریوس کے سوار جو گھات میں
ہوئے تھے وہ بھی بیلی ساریوس کی سرکردگی میں گھات سے نکل کر اچانک ہن قبائل پر
آور ہو گئے تھے۔

بیلی ساریوس کے اس اچانک حملے سے لمحوں کے اندر چار سو ہن موت کے گھاٹ اتر
ان کے پیچھے جو ہن آ رہے تھے انہوں نے اپنا رخ موڑتے ہوئے راہ فرار اختیار کر لی
اس طرح بیلی ساریوس نے اپنی تدبیر سے ہن قبائل کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔
بیلی ساریوس نے ایک بار پھر قسطنطنیہ کے لئے خطرے کو ٹال دیا تھا۔ بیلی ساریوس کا
کے لئے یہ آخری بڑا معرکہ تھا۔

قطری غور ہنوں کے فرار ہونے کے بعد جسٹنین شہر سے نکلا۔ شہر سے چالیس میل کے
پر جو حملہ آوروں کو روکنے کے لئے دیوار بنائی گئی تھی اور جس میں جگہ جگہ زلزلوں
سے شگاف پڑ گئے تھے جسٹنین نے اس دیوار کی مرمت کرا دی۔ اس کے علاوہ
کے لئے قطری غور ہنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جسٹنین نے انہی کی ایک شاخ اطری
سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے ساتھ جسٹنین کی گفت و شنید بار آور ثابت ہوئی اور اطری

غور جنوں کو جسٹنین نے اپنی سرحدوں پر آباد ہونے کی اجازت دیدی تھی تاکہ وہ شمال
حملہ آوروں کو آئندہ کے لئے رومن سلطنت کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھنے نہ دیں۔
جسٹنین نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے بلغاریوں کو بھی دعوت دی اور ان
بھی اپنی سرحدوں پر آباد ہونے کی اجازت دیدی اس کے علاوہ اس نے وحشی قبائل آوار
بھی ایسی ہی دعوت دی اور وہ بھی رومن سلطنت کے سرحدی علاقوں میں آباد ہو گئے اس
طرح سے جسٹنین نے اپنی شمالی سرحدوں کو محفوظ کرنے کی اچھی کوشش کی تھی۔

جسٹنین اب اس قدر ضعیف ہو گیا تھا کہ نقل و حرکت کے لئے دوسروں کا محتاج
اسی زمانے میں اسے قتل کرنے کے الزام میں کچھ لوگ پکڑے گئے جن کے بارے
معلوم ہوا کہ وہ جسٹنین کو قتل کرنے آئے تھے۔ تحقیقات پر انہوں نے بیان دیا کہ یہ
بیلی ساریوس کے داروغہ آئزک کے کہنے پر اٹھایا گیا ہے۔ آئزک کا مقصود یہ تھا کہ
کو گرفتار کر کے ایک خانقاہ میں بٹھا دیا جائے اور اس کی جگہ بیلی ساریوس کو رومن
شہنشاہ بنا دیا جائے۔

جسٹنین نے اس بغاوت اور اپنے قتل کے جرم میں بیلی ساریوس کو تو کوئی اور سزا
دی پر اس نے اس سلسلہ میں بیلی ساریوس کی پوری جائیداد ضبط کر لی پھر نجانے
ہوا کہ سات ماہ بعد اس نے بیلی ساریوس کی یہ جائیداد واپس کر دی۔ اس کے بعد رومن
شہنشاہ جسٹنین نے فیصلہ کر لیا کہ میری وفات کے بعد میرا بھانجا جسٹن شہنشاہ ہو گا اور اس
رشتے کو مضبوط کرنے کے لئے جسٹنین نے اپنے بھانجے جسٹن کی شادی اپنی ملکہ تھیوڈورا
بھانجی صوفیہ کے ساتھ کر دی تھی۔

پھر جسٹنین نے تراسی برس کی عمر میں وفات پائی اسی برس اس کا مشہور جرنیل
ساریوس بھی فوت ہو گیا۔ جسٹنین نے 37 برس تک شہنشاہ کی حیثیت سے رومن
حکومت کی تھی۔ رومن اسے اپنا حقیقی حکمران سمجھتے تھے۔ جس نے رومنوں کے مطلق
العنان کے آقا کی شان پیدا کی۔ رومنوں میں اس کا نام ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر
اور یہی کیفیت اس کے عہد کی بھی ہے۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کا دور در حقیقت تبدیلی، تغیر اور انقلاب کا دور تھا۔ جس وقت
جسٹنین قسطنطنیہ شہر میں داخل ہوا تو شہر صرف اینٹوں کی عمارتوں پر مشتمل تھا لیکن جس
وقت جسٹنین رومن شہنشاہ کی حیثیت سے دنیا سے رخصت ہوا تو نہ صرف شہر کا ہر حصہ
سنگ مرمر سے مزین تھا بلکہ اس نے بالکل ایک نیا شہر اور سمندر کے کنارے ایک
سلطنت اپنے پیچھے چھوڑی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کے جانشین اور بھانجے جسٹن کی زبان پر تخت پر بیٹھتے ہوئے
تھی کہ خزانہ خالی ہے۔ سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوج موجود نہیں اور پوری
سلطنت وحشیوں کے رحم و کرم پر رہ گئی ہے۔ جسٹنین ایک شاطر کی حیثیت سے جوڑ
اور ایسے وحشی اقوام کو ان کی جگہ پر رکھتا تھا وہ رخصت ہو گیا تو آفت کے ان
کو روکنے والا کوئی نہ تھا بہرحال رومن شہنشاہ جسٹنین کے بعد اس کا بھانجا جسٹن
کا شہنشاہ بنا۔

○

دوسرے روز صبح ہی صبح حسین و جمیل اور خوبصورت مارتھا اس عمارت میں داخل
میں یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا۔ یوناف اور کیرش
اس وقت عمارت سے نکل رہے تھے۔ مارتھا کو دیکھ کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی
نمودار ہوئی پھر وہ پوچھنے لگا۔ کیا کوئی غیر معمولی حادثہ رونما ہو گیا ہے اس پر مارتھا
کراتے ہوئے کہنے لگی۔

ایسی تو کوئی بات نہیں میں اس لئے آئی تھی کہ اب ہمارا اگلا قدم کیا ہو گا۔ اس
بولا اور کہنے لگا۔ بس میں اور کیرش تمہاری طرف ہی آ رہے تھے۔ آؤ اگلا قدم
اس کا فیصلہ وہیں جا کے کرتے ہیں۔ مارتھا چپ چاپ یوناف اور کیرش کے ساتھ

تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے نئی لڑکیوں کی لکڑی کی عمارت کے قریب آئے اس
لڑکیاں باہر کھڑی تھیں انہوں نے بیگار کیمپ کے سربراہ مریخت اور اس کے
کو اپنے گھیراؤ میں لے رکھا تھا جب یوناف کیرش اور مارتھا قریب آئے تو لڑکیاں
ان لوگوں کو راستہ دینے لگی تھیں۔ یوناف مریخت کے قریب آیا اور تحکمانہ
اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ مریخت اب تو مجھے ان عمارتوں کی طرف لے
دوسری لڑکیاں قید کر کے رکھی جاتی ہیں۔ مریخت اور اس کے محافظوں نے جواب
نہ کہا پھر وہ چپ چاپ ایک طرف چل دیئے تھے۔ یوناف کیرش اور مارتھا اور
لڑکیاں بھی ان کے ساتھ ہو لی تھیں۔ اچانک یوناف نے سب کو روک دیا پھر اس
کو مخاطب کر کے کہا تم سب نے صرف اپنے لئے ہتھیار اٹھائے ہیں جو ہتھیار تم
اندر رکھ کر آئی ہو وہ سب بھی اٹھا لو اس پر لڑکیاں بھاگتی ہوئی گئیں اور عمارت
سے سارے ہتھیار اٹھا لائیں اس کے بعد مریخت کی راہنمائی میں ایک بار پھر وہ

سب آگے بڑھنے لگے تھے۔

لکڑی کی ایک اور عمارت کے قریب آ کر مریخنت رک گیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ اس عمارت کے اندر بھی لڑکیاں محصور ہیں۔ یوناف آگے بڑھا اور اس عمارت کے باہر پہرا دینے والے چار محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اپنے ہتھیار پھینک دو ورنہ یاد رکھو مارے جاؤ گے۔ ان محافظوں نے جب دیکھا کہ ان کا سربراہ مریخنت بالکل بے بس اور لاچار ہے اور ساری لڑکیاں پوری طرح مسلح ہیں تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے۔ مارتھا نے آگے بڑھ کر ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے اس عمارت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اندر جس قدر لڑکیاں محصور تھیں وہ بھاگی ہوئی باہر آ گئی تھیں۔ مارتھا بولی اور ان لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو میری عزیز بہنو! اس بیگار کیمپ میں ایک انقلاب رونما ہو چکا ہے اور یہ انقلاب ان دونوں میاں بیوی کی وجہ سے ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ میاں کا نام یوناف اور اس کی بیوی کا نام کیرش ہے۔ بیگار کیمپ کا سربراہ مریخنت ہماری گرفتاری میں ہے میں ان لڑکیوں میں سے ایک ہوں جنہیں ابھی نیا نیا اس بیگار کیمپ میں لایا گیا میری ساتھی لڑکیوں نے ہتھیار اٹھا رکھے ہیں تم سب آگے بڑھو اور ان میں سے ایک ایک ہتھیار اٹھا کر اپنے آپ کو مسلح کر لو سنو اب ہم سب اس بیگار کیمپ کی مالک ہیں۔ بہنو تم جانتی ہو کہ ان لوگوں نے یقیناً تم لوگوں کو بے آبرو کر دیا ہو گا اور اب تم اس قابل نہیں رہیں کہ واپس اپنے گھروں کو جا سکو لہٰذا اب ہم اس بیگار کیمپ کی مالک ہیں اس کی حکمران ہیں اور یہ مریخنت اور اس کے جتنے ساتھی مرد یہاں ہیں جس طرح اس سے پہلے تم لوگ ان کے اشاروں پر کام کیا کرتی تھیں اب یہ تمہارے اشاروں پر کام کیا کریں گے۔

مارتھا کے ان الفاظ سے وہ لڑکیاں خوش ہو گئی تھیں پھر وہ آگے بڑھ کر نئی لڑکیوں سے ہتھیار لینے لگی تھیں۔ اس کے بعد مریخنت نے دو تین اور لکڑی کی عمارتوں کی نشاندہی کی جن میں لڑکیاں محصور تھیں ان لڑکیوں کو بھی باہر نکالا گیا اور انہیں بھی مسلح کر دیا گیا۔ جب یہ سارا کام ہو چکا تب یوناف مریخنت کے پاس آیا اور اس کو تحکمانہ انداز میں کہنے لگا دیکھ مریخنت اپنے کسی ساتھی کو بھیج اور انہیں کہہ کہ اس بیگار کیمپ میں جس قدر تمہارے ساتھی مرد ہیں وہ سب کے سب اس سامنے والے میدان میں جمع ہو جائیں۔ جواب میں مریخنت نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس نے اپنے قریب ہی کھڑے ایک محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم نے اس کیمپ کے نئے سربراہ کا حکم سن لیا ہو گا

کیمپ میں جس قدر مرد ہیں انہیں کہو وہ سامنے والے میدان میں جمع ہوں۔ مریخنت کا حکم پا کر وہ محافظ وہاں سے بھاگتا ہوا واپس چلا گیا تھا۔

اس محافظ کے جانے کے بعد یوناف نے مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دیکھو مارتھا اب تو ان ساری لڑکیوں کی سربراہ اور کماندار ہے یہ جو سامنے میدان ہے لڑکیوں کو اس میدان کے چاروں طرف پھیلا دو تاکہ مریخنت کے جب مسلح جوان یہاں آئیں تو انہیں احساس ہو کہ اگر انہوں نے ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پیس کر رکھ دیئے جائیں گے۔

یوناف کا یہ حکم سنتے ہی مارتھا فوراً حرکت میں آئی اور جس میدان کی طرف یوناف نے اشارہ کیا تھا اس کے تین اطراف میں اس نے اپنی ساری مسلح لڑکیوں کو پھیلا کر مستعد رہنے کا حکم دیدیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس بیگار کیمپ میں جس قدر مسلح جوان تھے وہ اس میدان میں جمع ہو گئے اس وقت وہ پوری طرح مسلح تھے اور ہتھیار اٹھائے ہوئے تھے۔ جب سارے مسلح جمع ہو گئے تب ان میں سے ایک جو شاید ان کا سرکردہ ہو گا مریخنت کے پاس آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سردار ہمیں اس میدان میں کیوں جمع کیا گیا ہے۔ مریخنت کے بولنے سے پہلے ہی یوناف نے اسے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو ابھی آج تک تم مریخنت کی سربراہی میں ان بیچاری بے بس اور محکوم لڑکیوں پر ظلم کرتے رہے اور انہیں اس بیگار کیمپ میں رکھ کر ان سے کام لیتے رہے ہو اور سب سے بڑی بدتمیزی کی بات یہ کہ تم لوگوں نے انہیں نجانے کہاں کہاں سے ان کے گھروں سے اٹھایا اب اس بیگار کیمپ میں تم وہ کام کرو گے جو اس سے پہلے یہ لڑکیاں کرتی تھیں اور لڑکیاں تمہارے اس کام کی نگرانی کرتی رہیں گی اور جس طرح تم ان پر ظلم و ستم ڈھاتے رہے ہو اسی طرح یہ تم پر ظلم و ستم کریں گی۔ اس پر وہ نوجوان بولا اور بڑے غصے کے لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کس کی مجال ہے کہ اس بیگار کیمپ میں ایسا انقلاب برپا کرے۔ اگر ان لڑکیوں نے کسی طرح اپنے آپ کو مسلح کر لیا ہے تو یہ کیا سمجھتی ہیں کہ ہمارے ساتھ مقابلہ کر لیں گی ہم تو انہیں لمحوں کے اندر کاٹ کے رکھ دیں گے۔ اس پر یوناف نے اپنی تلوار نکال لی اور بڑے سخت لہجے میں اس جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا کون ان لڑکیوں کو روکے گا اس پر اس جوان کے پانچ چھ ساتھی اور آگے بڑھ آئے اور ان میں سے ایک کہنے لگا ہم ان سب لڑکیوں کو کاٹیں گے اور دیکھیں گے کہ مریخنت کو سربراہی سے

محروم کر کے اس بیگار کیمپ میں کون انقلاب برپا کرتا ہے۔

اس نوجوان کی یہ گفتگو سن کر یوناف کا چہرہ غصے میں آگ میں تپے ہوئے
مانند ہو گیا تھا۔ اس نے عجیب سے انداز میں اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کی جانب
دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آگے
لمحوں کے اندر انہوں نے ان چھ سات نوجوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔
اور سرکشی پر آمادہ تھے۔ اپنے ان ساتھیوں کے قتل ہونے پر مریخت ہی نہیں بلکہ
مسلح جوان وہاں جمع ہوئے تھے وہ سہم گئے تھے پھر یوناف بولا اور تحکمانہ انداز میں
جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو میں تمہیں صرف تھوڑی دیر کی مہلت
سارے پانچ قدم آگے بڑھ کر اپنے ہتھیار زمین پر رکھ دو اور اپنے آپ کو غیر
بصورت دیگر جس طرح لمحوں کے اندر میں نے تمہارے ان چھ ساتھیوں کی گردنیں
دی ہیں اس طرح میں اور میری یہ ساری ساتھی لڑکیاں حرکت میں آئیں گے
صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

یوناف کا وہ حکم پا کر مسلح جوان سارے آگے بڑھے جس حصے کی طرف یوناف
اشارہ کیا تھا وہاں انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اس موقع پر اپنے پہلو میں
مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف نے کہا۔ دیکھ مارتھا اپنی ساتھی لڑکیوں سے کہو
ہتھیاروں کو اٹھا کر ایک طرف لے جائیں۔ مارتھا فوراً" بھاگتی ہوئی ایک طرف گئی
کہنے پر کچھ لڑکیاں اندر آئیں اور سارے ہتھیار اٹھا کر لے گئی تھیں۔

پھر یوناف ان سارے جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اور کہنے لگا دیکھو۔
بعد تمہارا سردار مریخت نہیں بلکہ میں اور میری بیوی ہیں۔ میرا نام یوناف میری
نام کیرش ہے اور ہمارے بعد اس بیگار کیمپ کی مالک اور سربراہ مارتھا نام کی یہ لڑکی
سنو جس طرح اس سے پہلے یہ ساری لڑکیاں صحرائے کالا ہاری میں بہنے والے دریا
کے اندر ناریل کے پھل چنتی رہی ہیں یا ریت چھان چھان کر سونا تلاش کرتی رہی
طرح اب تم یہ کام کرو گے اور یہ لڑکیاں تمہارے کام کی نگرانی کریں گی۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک نوجوان آگے بڑھا اور بڑی عاجزی اور
میں کہنے لگا دیکھ اجنبی تم مریخت کی جگہ ہمارے سردار ہو چکے ہو تو پھر ہماری ایک
سنو جس قدر جوان اس وقت تمہارے سامنے کھڑے ہیں وہ سارے تو لڑکیوں پر ظلم
والے نہیں یہ سارے کام کرنے والی لڑکیوں کی نگرانی کرتے رہے ہیں بلکہ ہم میں
اکثر وہ نوجوان ہیں جو صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر جاتے ہیں

اریل توڑ توڑ کر کانگ میں پھینکتے ہیں اور انہیں ناریلوں کو لڑکیاں نکال نکال کر کناروں
تی ہیں ہم تو خود محنت مشقت کرنے والے لوگ ہیں بہت کم لوگ ہیں جو ان لڑکیوں کی
انی کرتے رہے ہیں اور ان پر ظلم کرتے رہے ہیں اور ان کو بے آبرو کرتے رہے ہیں
اور بیگار کیمپ میں کام کرتے رہے ہیں۔ جو کام ہم سے آج تک لیا جاتا رہا ہے اس کا
آج تک نہ تو معاوضہ ملا نہ کوئی اجرت۔ بس کھانے پینے کو ہی ملتا رہا۔ ہم خود ان
کی طرح بے بس اور مجبور ہیں۔

اس نوجوان کی یہ گفتگو سن کر یوناف کا چہرہ غصے میں تپ گیا تھا وہ مریخت کے قریب
بولا کیا تم ان مردوں سے بھی بیگار میں ہی کام لیتے رہے ہو۔ جواب میں ڈر اور
کے مارے مریخت نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ یوناف نے پھر اپنی پوری قہرمانی میں
اور یہ جو ناریل اور سونے سے تمہیں آمدنی ہوتی رہی ہے وہ کون لیتا رہا ہے۔ اس پر
نوجوان پھر بولا اور کہنے لگا وہ آمدنی لیتی کس نے ہے اس نے اپنی قیام گاہ میں تجوریاں
رکھی ہیں وہ سب سونے جواہرات اور مال و دولت سے اٹی ہوئی ہیں۔ دیکھ ہمارے نئے
ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم تو خود پہلے ہی اس مریخت سے تنگ تھے۔
ان لڑکیوں کا غلام نہ بنا پہلے ہم مریخت کے غلام تھے اب ان لڑکیوں کے غلام
زندگی گزاریں گے لہٰذا تمہارے نئے سردار بننے سے ہماری زندگیوں میں کیا انقلاب
ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ جوان تھوڑی دیر رک
نیا فیصلہ کرتا ہوں اس جوان کے چہرے پر خوشگوار لہریں پیدا ہوئی تھیں جبکہ یوناف
مارتھا کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تو ایک بار پھر حرکت میں آ میدان کے چاروں طرف جو لڑکیاں مسلح حالت
میں ہیں ان کو ایک جگہ جمع کرو اور ان سے پوچھو کہ وہ اپنے گھروں کو تو جا نہیں
اگر ان کی شادیاں ان جوانوں سے کر دی جائیں اور یہاں سے جو آمدنی ہو وہ سب
آسمدہ بانٹی جائے اور جو دولت اس مریخت نے جمع کی ہوئی ہے وہ بھی اگر ان میں
دی جائے تو اس پر انہیں کوئی اعتراض ہے اس طرح وہ اپنے شوہروں کے ساتھ
زندگی بسر کر سکتی ہیں اور ان وادیوں میں وہ دریائے کانگ کے کنارے اپنے اپنے گھر
تعمیر کر سکتی ہیں۔ پہلے یہ کہو کہ تم خود اس کے لئے تیار ہو۔ اس پر مارتھا بولی اور کہنے
میں خود تو اس کے لئے تیار ہوں پر میں ان لڑکیوں سے مشورہ کرنے کے بعد پھر
بتاؤں گی اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا پھر تم جاؤ ان لڑکیوں سے پوچھ کر آؤ اس کے
ہی مارتھا بھاگتی ہوئی لڑکیوں کی طرف چلی گئی تھی۔ مارتھا نے قریب جا کر ساری

لڑکیوں کو جمع کیا پھر وہ ان سے صلاح مشورہ کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد مارتھا بھاگتی ہوئی آئی یوناف کے قریب کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ساری لڑکیاں ان مردوں سے شادیاں کرنے پر تیار ہیں وہ خوش ہیں کہ دریائے کے کنارے ان کے اپنے گھر ہوں گے اور جو وہ محنت اور مشقت کریں گی اس کا انہیں صلہ ملے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ مارتھا ان ساری لڑکیوں کی شادیاں کرانے کے سلسلے میں تمہیں موقع دیتا ہوں کہ تم ان سارے جوانوں میں اپنے لئے کسی مرد کا انتخاب کرو جس سے تم شادی کرنا پسند کرو گی۔ اس پر مارتھا بولی اور کہنے لگی میں تو اپنے لئے ایک مرد کا انتخاب کر چکی ہوں۔ اس پر یوناف نے بڑے تجسس سے مارتھا سے پوچھا اپنے لئے کس مرد کا انتخاب کر چکی ہو اس پر مارتھا کچھ جھجکی شرمائی پھر اس نے نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میں تو آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا چکی ہوں۔

مارتھا کا یہ جواب سن کر یوناف دنگ رہ گیا تھا مارتھا اسے ابھی تک التجا آمیز نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اس موقع پر یوناف نے مڑ کر اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کی طرف دیکھا کیرش کے لبوں پر خوشگوار اور بڑی گہری مسکراہٹ تھی۔ یوناف بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

دیکھ کیرش تو نے مارتھا کا جواب سنا اس پر کیرش نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور کہنے لگی آپ کو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میں مارتھا کا جواب سن چکی ہوں اور وہ ٹھیک کہتی ہے ہر لڑکی کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے جیون کا ساتھی چنے۔ اگر اس نے آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہے تو اس میں اس نے نا کوئی غلط فیصلہ کیا ہے اور نہ بری بات کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں اور کوئی بھی عورت اپنے مرد کی دوسری بیوی کو پسند نہیں کرتی لیکن میں مارتھا کو خوش آمدید کہتی ہوں اور سمجھتی ہوں کہ ہم دونوں مل کر آپ کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں گی۔ کیرش کا یہ جواب سن کر مارتھا ایسی خوش اور بے قابو ہوئی کہ بھاگ کر وہ کیرش سے لپٹ گئی تھی۔ اس نے کیرش کی پیشانی' گال منہ چوم لیا پھر وہ کہنے لگی۔

کیرش میری بہن تم عظیم نہیں عظیم تر ہو۔ مجھے تم جیسی لڑکی سے یقیناً" ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ دیکھ کیرش میری بہن تمہاری طرف سے اجازت مل جانے پر مجھے یقین ہے کہ یوناف میرے ساتھ شادی سے انکار نہیں کریں گے۔ اس پر کیرش کہنے لگی مارتھا میری بہن اگر یہ انکار کریں تب بھی میں ان کو تمہارے ساتھ شادی کرنے

پر آمادہ کر لوں گی۔ اس پر مارتھا ایک بار پھر اس سے لپٹ گئی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا میں بھی تمہارے فیصلے کے سامنے سر جھکاتا ہوں۔ جب تم میرا انتخاب کر چکی ہو تو میں اپنی ذات پر فخر کروں گا تم نے میرا انتخاب کیا ہے۔ دیکھ آؤ پہلے سب مل کر ان ساری لڑکیوں اور جوانوں کے جوڑے بنائیں۔ اس کے بعد میں اور تم رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں گے۔ اس کے بعد مریخت کے مشورے پر یوناف کیرش اور مارتھا حرکت میں آئے اور ان سب لڑکیوں اور مردوں کی آپس میں شادیاں کرا دی گئیں تھیں۔ کچھ مردوں کے حصے میں دو دو لڑکیاں آئیں تھیں اس لئے کہ مردوں کی تعداد کچھ کم پڑتی تھی۔ اس کے بعد ہر ایک کو اجازت دیدی گئی کہ وہ اپنی اپنی بیوی کے ساتھ اپنی اپنی رہائش گاہ میں جائے اور یہ کام کاج کے سلسلے میں پورے بیگار کیمپ میں تین دن کی چھٹی کرا دی گئی

اس کے بعد اسی شام یوناف نے مارتھا کو اپنی زوجیت میں شامل کر لیا تھا۔ مریخت نے اپنی قیام گاہ میں جتنی دولت جمع کر رکھی تھی وہ ساری نئے شادی شدہ جوڑوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ اس طرح اب سب جوڑے مل کر کام کرنے لگے تھے۔ یوناف کیرش اور مارتھا ان کی نگرانی کرنے لگے تھے۔ اس طرح اس بیگار کیمپ کا ماحول ایک طرح سے گھریلو ہو گیا تھا۔

○

ایران کے بادشاہ نوشیروان کے عہد کے دو بڑے واقعات ہیں۔ پہلا یہ کہ نوشیروان یمن پر حملہ آور ہوا۔ اور یمن کو اس نے ایرانی سلطنت میں شامل کر لیا۔

نوشیروان کے دور کا عربوں کی سرزمین میں دوسرا اہم ترین اور بین الاقوامی واقعہ یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جن کی تعلیمات سے مقدر ہو چکا تھا کہ خدائے مصطفیٰ ایران میں درفش کاویانی کے بجائے اسلامی پرچم لہرائے گا۔

حضور کی ولادت کی رات کہتے ہیں کہ مملکت ایران میں شدید زلزلہ آیا۔ جس سے نوشیروان کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ایران کی مقدس آگ جو ایران کے آتش کدوں میں ایک ہزار سال سے جلتی آئی تھی دفعتاً" بجھ گئی تھی اور ایران کا دریائے ساوا خشک ہو گیا تھا اس کے علاوہ ایرانی آتش پرستوں کے سب سے بڑے معبد جسے معبدان کہا جاتا تھا اس نے ایک خواب دیکھا کہ عربوں کے اونٹ اور گھوڑوں نے دریائے دجلہ

عبور کر کے مغربی ایران کو روند ڈالا ہے۔

معبدان کے اس خواب سے نوشیروان کو آگاہ کیا گیا۔ نوشیروان کو شاہی محل کے کنگروں کے گرنے اور معبدان معبد کے خواب اور مقدس آگ کے خاموش ہو جا... حال سن کر پریشانی ہوئی۔ چنانچہ اس نے غسانی قبیلے کے ایک عرب عیسائی کو اپ... طلب کیا اور اسے شام کی سرزمین میں ریگستانوں میں رہنے والے ایک کاہن کی طرف... کیا تاکہ معبدان کے اس خواب کی تعبیر حاصل کرے۔

وہ کاہن خوابوں کا احوال بتانے میں بڑا ماہر اور تجربہ کار تھا۔ غسانی قبیلے کے وہ... عرب کاہن کے پاس جب پہنچا اور اسے معبدان کا خواب کہا تب اس عرب کاہن نے... دیتے ہوئے کہا۔

نوشیروان کے محل کے چودہ کنگروں کا گرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کنگرو... تعداد کے برابر یعنی چودہ بادشاہ مزید حکمران رہیں گے۔ ان کے بعد سماوا کی وادی میں... فوجیں جمع ہوں گی اور ایرانیوں کو مغلوب کرتی جائیں گی اور اس کے بعد وہ کچھ ہو... ہوتا ہے اور ہو کر رہے گا۔

نوشیروان کو کاہن کی پیش گوئی سنائی گئی تو اسے سخت رنج ہوا۔ یہ خیال اس... برداشت سے باہر تھا کہ ساسانیوں کی عظیم حکومت ختم ہو جائے گی۔ صرف ایک بات... اس کی تسلی ہوئی تھی کہ اس کے بعد کم از کم چودہ بادشاہ اور گزریں گے۔ ساسانی عہد... پہلے بادشاہوں نے تین سو پانچ سال حکومت کی تھی خود اس کی حکومت کا چالیسواں... تھا۔ جبکہ وہ باقی کے چودہ بادشاہوں کی مدت حکومت کا اندازہ لگا کے وہ مطمئن ہو جا... لیکن اس وقت یہ کون جانتا تھا کہ یہ چودہ بادشاہ صرف تہتر سال ہی حکومت کر پائیں گے...

نوشیروان کے عہد حکومت ہی میں اس کے بیٹے انوش زاد نے بغاوت کر دی تھی... یہ بغاوت جلد ہی فرو کر دی گئی۔ ایرانی قانون کے مطابق باغی کی سزا تو قتل تھی... نوشیروان نے اپنے اس بیٹے کو قتل نہیں کیا بلکہ اندھا کرا دیا تاکہ وہ جانشینی کے قابل... رہے۔

اس کے علاوہ نوشیروان نے زرتشتی عالموں سے اچھا سلوک کیا۔ تاکہ ان کی مد... مزدکیت کا خاتمہ ہو سکے۔ اس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے تباہ کن تھا۔ بہرحال وہ... بات میں ممتاز تھا کہ مذہب کے معاملے میں وہ نہایت فراخدل تھا۔ رفاہ عامہ کے کاموں... اسے عیسائیوں سے مدد لینے میں کوئی دریغ نہ تھا۔

اپنے دور حکومت میں نوشیروان نے عیسائیوں کو مذہبی تبلیغ کی آزادی بھی دے...

...ان عیسائیوں کی تبلیغ ہی کا یہ اثر تھا کہ خود بادشاہ کے بیٹے انوشد زاد جس کو تاریخ ...زاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ نوشیروان نے اپنے دور ...کے شروع ہی میں قومی نقصانات کی طرف توجہ کی جو مزدک کے پیروؤں کی دست ...سے ہوئے تھے۔ نوشیروان نے حکم دیا کہ اشتراکیت کے نظریے کے مطابق جو ...اس مزدکیوں نے غصب کر لیں تھیں وہ ان کے مالکوں کو لوٹائی جائیں۔

اس نے یہ بھی کہا کہ مزدکیوں کی جائیداد کا کوئی وارث نہ ہو اسے فروخت کر دیا ...اس سے جو رقم حاصل ہو اسے فلاح عامہ کے کاموں میں صرف کر دیا جائے۔ جن ...نے قباد کے عہد میں لوگوں کو زک پہونچایا تھا انہیں حکم دیا کہ اس کی تلافی کریں ...فتنے کے دوران مارے گئے تھے اور ان کے پسماندگان نے ان کی پرورش کا انتظام ...اور ان لڑکیوں کی شاہی اخراجات سے شادیاں کرانے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔

نوشیروان بڑا علما پرور تھا۔ علماء کی بے حد قدر کرتا تھا۔ اپنے ولی عہد شہزادہ ہرمز کی ...کے دوران اس نے حکیم بزرجمہر کے علم و فضل کا شہرہ سنا تو اس نے دربار میں بلا ...جب بزرجمہر نوشیروان کے دربار میں پہونچا تو نوشیروان نے اسے اپنے بیٹے ہرمز کی ...سونپ دی اور اس کی قدر و منزلت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ بزرجمہر کو ...اس نے وزارت کے عہدے پر فائز کیا۔ اس منصب جلیلہ کو بزرجمہر نے بڑی خوبی ...دیا۔

نوشیروان کے زمانے کی بیشتر اصلاحات بزرجمہر کی فہم و فراست کا ہی نتیجہ تھیں۔ ...انتہائی دانش مند، عاقل اور مخلص تھا۔ اس کی دانش مندی سے متعلق ایک حکایت ...ہوں ہے۔

کہتے ہیں ایک روز نوشیروان کے دربار میں بہت سے علماء جمع تھے انہیں ملکی، غیر ملکی ...تھے۔ اس اجتماع سے ایک روز نوشیروان نے ایک سوال پیش کیا کہ دنیا میں سب سے ...ناخوشی کی وجہ کون سی ہے۔

نوشیروان کے اس سوال کے جواب میں ایک ایرانی فلسفی اٹھا اور کہنے لگا سب سے ...کی بات بڑھاپا ہے جس کے ساتھ مفلسی بھی ہو۔

ایک ہندوستانی فلسفی اپنی جگہ سے اٹھا بولا اور کہا کہ سب سے ناخوشی کی بات بیماری ...جس کے ساتھ مفلسی بھی ہو۔

بہرحال مختلف فلسفیوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا آخر میں بزرجمہر بولا اور جواب ...دیتے ہوئے کہا کہ انسان کی سب سے بڑی ناخوشی ہے کہ موت نظر آ رہی ہو لیکن ساتھ ہی

اسے یہ غم ستائے کہ اس نے کوئی نیک کام نہ کیا۔ بزرجمہر کا یہ جواب سب علماء کو
اور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

نوشیروان کے عہد میں سلطنت روما میں مذہبی تعصب چھایا ہوا تھا۔ جبکہ ایرا
مذہبی رواداری کی شہرت تھی۔ ایتھنز کا مدرسہ جب جسٹنین نے مذہبی تعصب کی
کروا دیا تو ایتھنز کے سات بڑے بڑے اور نامی فلسفیوں نے نوشیروان کے پاس آکر
میں پناہ لی۔ نوشیروان نے نہایت خوشدلی سے ان کا خیر مقدم کیا اور ان کی بڑی آؤ
کی۔

اپنے دور حکومت میں نوشیروان نے طب کی طرف بھی بڑی توجہ دی۔ برزو
نوشیروان کا ایک طبیب تھا جسے نوشیروان نے ہندوستان جانے کی ساری سہولتیں
پہونچائیں۔ یہی طبیب ہندوستان کی شہرہ آفاق کتاب کلیلک ومنہ لایا تھا۔ جس
نوشیروان بہت خوش ہوا اور اسے پہلوی زبان میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ
نوشیروان نے برزویا کے ہی سپرد کیا تھا۔ برزویا نے یہ کتاب سنسکرت زبان سے پہلوی
میں ترجمہ کر دی اور اس کا نام کلیلت ومنک رکھا۔

طب کی یہ کتاب کلیہ ومنہ (1) کے ہندوستان سے ایران لانے کے متعلق طرح طرح کی
داستانیں تذکروں میں لکھی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مشہور اور معروف اور د
واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو کچھ یوں ہے۔

کہتے ہیں کہ نوشیروان کے دربار سے ایک سو بیس طبیب وابستہ تھے۔ ان میں ایر
کے علاوہ رومن اور ہندی بھی تھے۔ ان میں ایک نامور طبیب برزویا بھی تھا۔

اس برزویا نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ ہندوستان کے پہاڑوں میں ایک بو
جاتی ہے جو مردوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ برزویا کو یہ آرزو بے چین رکھتی تھی کہ کسی
طرح اس بوٹی کو حاصل کیا جائے اور اسے بنی نوع انسان کے لئے استعمال کیا جا
چاہتا تھا کہ جیسے بھی بن پڑے وہ یہ بوٹی حاصل کرے۔

---

(1) آٹھویں صدی عیسوی میں عبداللہ مقفع نے پہلوی اور عربی دونوں زبانوں میں کامل دستگاہ رکھ
اس نے اس کا ترجمہ کلیلہ ومنہ کے نام سے عربی میں کیا۔ اسے پیش نظر رکھ کر نصر بن احمد سامانی
عہد میں اس کے شاعر رودکی نے اسے فارسی نظم میں لکھا۔ پھر حمید الدین نے بارہویں صدی میں
نثر میں اس کا ترجمہ کیا۔ سولہویں صدی کے آخر میں حسین واعظ کاشفی نے پھر اسے فارسی میں
ہندوستان میں اکبر اعظم کے لئے فیضی نے اس کتاب کو نظم کی صورت میں تحریر کیا اس کا نام عیا
رکھا۔

اس نے اس بوٹی کا ذکر ایران کے شہنشاہ نوشیروان سے کیا اور ہندوستان جانے کی
ہی تاکہ اس بوٹی کو تلاش کر کے ایران لا سکے۔ بادشاہ نے اسے بخوشی اجازت
امان سفر تیار کرنے کا بھی حکم دیدیا تھا۔

ایران سے نکل کر ہندوستان کے پایہ تخت پہونچا تو نوشیروان کا مراسلہ اس نے
کے راجہ کو دیا تو راجہ نے اسے خوش آمدید کہا اور پہاڑوں پر سے بوٹی دریافت
لئے برزویا کے لئے آسانیاں بھی پیدا کر دیں۔

یا نے بڑی جدوجہد اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں اور پھر بھی بوٹی ہاتھ نہ آئی
حیران پریشان اور فکر مند تھا کہ کیسے اور کیونکر ناکام ہو کر بادشاہ کا سامنا کرے گا
ور کیا منہ بادشاہ کو دکھائے گا۔

اس نے ہندوستان کے سب سے بڑے اور لائق ترین طبیب کا پتہ پوچھا۔ جب
کا پتہ بتایا گیا تو برزویا اس کے پاس گیا۔ اس کتاب کا ذکر کیا جس میں مردے زندہ
والی بوٹی کا حال اس نے پڑھا تھا۔

زویا سے یہ احوال سن کر بوڑھا طبیب مسکرایا۔ پھر کہنے لگا آپ اس حکایت کے
طلب کو نہیں پہنچ سکے یہ قدیمی بزرگوں کی ایک رمز ہے۔ پہاڑوں سے مراد علماء ہیں
کو زندہ کرنے والی بوٹی ان علماء کے اقوال ہیں اور مردوں سے جاہل مراد ہیں۔
رت کا مطلب یہ ہے کہ دانا لوگ اپنے پند و نصائح سے جاہلوں کی تربیت کرتے ہیں
دوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اس حکیم نے برزویا کو یہ بھی بتایا کہ پند و نصائح کی یہ
لک ومنہ سے حاصل ہو سکتی ہے جو ہندوستان کے راجہ کے خزانے کے علاوہ اور
بھی دستیاب نہیں ہے۔

برزویا یہ سن کر مطمئن ہو گیا کہ پھر ہندوستان کے راجہ سے استدعا کی کہ کلیلک ومنہ
استفادہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

راجہ نے جواب دیا کہ نوشیروان کے پاس خاطر سے صرف اس شرط پر اجازت دی
ہے کہ اسے آپ سرکاری نگرانی میں پڑھیں اور مطلب اخذ کر لیں۔ برزویا اجازت
وش ہو گیا وہ ہر روز دربار میں حاضر ہوتا کتاب کا مطالعہ کرتا اور اس کا مفہوم یاد کر
ب وہ واپس اپنی قیام گاہ میں آتا تو اسے احاطہ تحریر میں لے آتا۔ یہاں تک کہ
مکمل ہو گئی۔ اور آخر برزویا ہندوستان کے راجہ سے رخصت لے کر واپس ایران

نوشیروان عدل و انصاف میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اگرچہ یورپی مورخوں کو

اس کے عدل کے بارے میں اتفاق نہیں وہ اسے ظالم۔ سفاک اور عیار لکھتے ہیں۔ ا
حقیقت ہے کہ انہوں نے دشمن کی حیثیت سے اسے دیکھا اور جانبدار مورخوں کی
سے اس پر خیال آرائی کی۔

اس کے برخلاف تاریخ نے اسے عادل کا لقب دیا اور تاریخ کے صفحات میں ہو
کسی کو ملتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی تاریخی پس منظر ضرور ہوتا ہے۔ علماء شرق نے متعدد
واقعات بیان کئے ہیں جس سے اس کے عدل و انصاف کا پتہ چلتا ہے۔

کہتے ہیں نوشیروان نے اپنے محل میں ایک گھنٹی لٹکا رکھی تھی۔ جس کے ساتھ
زنجیر بندھوا دی تھی تاکہ جو شخص مظلوم ہو وہ بادشاہ سے شکایت کرنے کے لئے زنجیر
کر گھنٹی بجائے۔

نوشیروان کو جب رومنوں کے مقابلے میں فتح مندی ہوئی تو اس نے مختلف ملکوں
سفیروں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ ان سفیروں میں رومنوں کا سفیر بھی تھا۔ رومن سفیر
بغور شاہی محل کو دیکھا۔ محل کی اس نے بڑی تعریف اور توصیف کی۔ لیکن محل کے
میں کچھ ٹیڑھا پن اس نے دیکھا تو کہا کہ اسے مربع شکل کا ہونا چاہئے تھا۔ یہ ٹیڑھا پن
میں کیوں ہے۔

اس پر رومن سفیر کو بتایا گیا کہ جس جگہ ٹیڑھا پن ہے یہاں محل کی تعمیر سے
ایک بڑھیا کا مکان تھا اور وہ باوجود ترغیب دلانے کے اسے فروخت کرنے پر آمادہ نہ
نوشیروان نے زبردستی اس کے مکان کی زمین نہ لینی چاہی اور حکم دیا کہ اس کی زمین
دی جائے جس سے یہ گوشہ غیر متناسب ہو گیا۔

یہ جواب سن کر رومن سفیر بڑا متاثر اور حیران ہوا۔ اور کہنے لگا یہ غیر متناسب گو
متناسب مربع سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔

اس کے علاوہ بھی مورخین نے بہت سے واقعات اور حکایات نوشیروان کے
لکھی ہیں۔ جس سے اس کے عدل و انصاف کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً " یہ کہ اس نے سزا
کی قدر ہلکی کر دیں اگلے وقتوں میں بغاوت۔ غداری اور میدان جنگ سے فرار ہو
سزا فوری موت ہوتی تھی۔ راہزنی بدکاری اور ظلم و ستم کرنے پر سخت جسمانی سزائیں
جاتی تھیں۔ شہنشاہ نے ایسے جرائم کے لئے پہلے کی نسبت بہتر قوانین نافذ کئے۔

نوشیروان سے پہلے جو شخص مذہب سے پھر جاتا تھا اس کو بلا تفصیل فوراً" قتل ک
جاتا تھا لیکن نوشیروان نے حکم دیا کہ مجرم کو کم از کم ایک ماہ حوالات میں رکھا جائے اور
عرصے میں علمائے مذہب اس کو ہر وقت نصیحت کرتے رہیں۔ اور دلائل اور براہین سے

وک کو رفع کریں۔ اگر وہ اپنی غلطی کو مان لے اور توبہ کرے تو اسے آزاد کر دیا
لیکن اگر وہ ضد اور تکبر سے اپنی بات پر اڑا رہے تو پھر اس کے بعد اسے قتل کر دیا

ملک میں زراعت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ نوشیروان نے اس پر بھی توجہ دی۔
اعت کی اصلاح کے لئے اس نے کاشتکاروں کو اچھا بیج مہیا کرنے کا انتظام کیا۔ بیل
باڑی کے اوزار انہیں مہیا کئے۔ آبپاشی کے ذرائع کو بہتر بنایا۔ نوشیروان نے حکم
ملک میں چپہ بھر زمین ایسی نہیں ہونی چاہئے جس میں کاشت نہ ہو۔ جس زمین کا
لک نہیں اس کی کاشت کا انتظام حکومت کرے اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص اگر
بس ہونے کی وجہ سے کاشت نہ کر سکے تو اسے شاہی خزانے سے قرض دیا جائے۔

کاشتکاروں سے جس طرح لگان لیا جاتا تھا وہ ان کے لئے تکلیف دہ تھا۔ حکومت کو
لگان وصول کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ نوشیروان کے باپ قباد کے
میں کاشتکاروں کو پکی ہوئی فصل کو ہاتھ لگانے کا اختیار نہ تھا۔ وہ سرکاری کارندوں
ظار رہتے تھے کہ وہ آ کر سرکاری حصہ وصول کر لیں تو وہ فصل اٹھائی جائے۔

لگان میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے پہلے قباد ہی نے توجہ دی تھی لیکن موت نے
ہلت نہ دی تھی۔ آخر نوشیروان نے تخت نشین ہوتے ہی حکم دیا کہ قباد کی وصیت
طابق زمینوں کی پیمائش کرائی جائے اور جنس کا حصہ لینے کے بجائے کاشتکاروں سے
رخ کے مطابق نقد رقم وصول کی جائے۔

یہ کام بہت بڑا تھا لیکن منصف اور ایماندار افسروں کے ذریعے اس کی تکمیل ہوئی۔
ن شرحیں مندرجہ ذیل مقرر ہوئیں۔

گیہوں اور جو فی جریب یعنی دو ہزار پانچ سو اسی گز۔ سالانہ ایک درہم۔ انگوروں پر
ب آٹھ درہم۔ چارے پر فی جریب سالانہ سات درہم۔ چاولوں پر فی جریب سالانہ
م۔ چار ایرانی کھجوروں کے درختوں پر یا 6 ارمنی کھجوروں پر چھ درہم۔ زیتون کے
پر سالانہ ایک درہم۔ ان کے علاوہ باقی ہر قسم کی پیداوار کا لگان معاف کر دیا۔
وں کے درخت جو ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے ان پر بھی لگان اس نے معاف کر دیا

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کا دربار بھی قابل دید اور ایک عجوبہ تھا۔ کہتے ہیں کہ
وان قیصر کسریٰ کے ہال میں ہوتا تھا۔ روز معین پر لوگوں کا انبوہ اس کی ڈیوڑھی میں جمع
ا۔ فرش پر نہایت نرم قالین بچھائے جاتے۔ دیواروں کے بعض حصوں پر بھی قالین

لٹکائے جاتے

دیواروں کا جتنا حصہ ننگا رہ جاتا اس کو تصویروں سے سجایا جاتا۔ جو نوشیروان کے
سے رومن مصوروں نے بنائی تھیں جن کو قیصر جسٹینن نے نوشیروان کے دربار میں
تھا۔

ان تصویروں میں منجملہ مضامین کے بادشاہ کا محاصرہ اور ان لڑائیوں کے منظر دکھ
گئے تھے جو اس شہر کے اردگرد ہوئیں تھیں۔ نوشیروان کو ان تصویروں میں اس طرح
گیا تھا کہ سبز لباس پہنے جس گھوڑے پر سوار ایرانیوں اور رومنوں کی صفوں کے آگے
گزر رہا ہے۔ شاہی تخت ہال کمرے کے سرے پر پردے کے پیچھے رکھا جاتا تھا۔ اس
سلطنت اور حکومت کے اعلیٰ عہدیدار پردے سے مقررہ فاصلے پر جاگزین ہوتے تھے۔

درباریوں کی جماعت اور دوسرے ممتاز لوگوں کے درمیان ایک جنگلہ حائل رہتا
پھر ایسا ہوتا کہ اچانک پردہ اٹھتا تو شہنشاہ تخت پر بیٹھے دیبا کے تکئے سے سہارا لگا
زربفت کے بیش بہا لباس پہنے جلوہ گر نظر آتا تھا۔

شاہی تاج جو سونے اور چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اور زمرد۔ یاقوت اور موتیوں
مرصع تھا بادشاہ کے سر کے اوپر چھت کے ساتھ ایک سونے کی زنجیر سے لٹکا رہتا تھا جو
قدر باریک تھی کہ جب تک تخت کے قریب ہو کر نہ دیکھا جائے نظر نہ آتی تھی۔

اگر کوئی شخص دور سے دیکھتا تو یہی سمجھتا تھا کہ تاج بادشاہ کے سر پر رکھا ہوا
لیکن حقیقت میں وہ اس قدر بھاری تھا کہ کوئی انسانی سر اس کو اٹھا ہی نہیں سکتا تھا۔
لئے کہ اس کا وزن تقریباً" ڈھائی من کے قریب تھا۔

دربار ہال کی چھت پر ایک سو پچاس روشندان تھے جن کا قطر 12 سے 15 سینٹی
تھا۔ ان میں سے جو روشنی چھن چھن کر اندر داخل ہوتی تھی۔ تو اس کی پر اسرار کیفیت
ی جو شخص پہلی مرتبہ اس رعب و جلال کی کیفیت کو دیکھتا تو وہ ہیبت زدہ ہو کر رہ جاتا
جب دربار ختم ہو جاتا اور بادشاہ اٹھ کر چلا جاتا تو تاج اسی طرح لٹکا رہتا تھا تاہم اس پر
کا ایک کپڑا لپیٹ دیا جاتا تھا تاکہ اس پر گرد نہ پڑے۔

اجنبی لوگوں کو دربار میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ دربار تو درکنار وہ یہ بھی نہیں
سکتے تھے کہ براہ راست پایہ تخت کی طرف آ سکیں۔ جو کوئی غیر ملکی یا اجنبی پایہ تخت
کی طرف آتا اسے اطراف کے شہروں میں پانچ دن کے لئے روک لیا جاتا۔ اس کے
مدائن کی طرف آنے کی اجازت ہوتی تھی۔

نوشیروان نے اپنے عہد حکومت میں اپنے لشکر کی بہتری اور اصلاح کی طرف

دی۔ اس سے پہلے عام قاعدہ یہ تھا کہ نیچے درجے کے لوگ جو پیادہ فوج میں تھے بلا
کے کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اسلحہ اور لباس بھی اپنے پاس سے مہیا کرنا
تھا۔ نوشیروان نے یہ طریقہ بدل دیا جو لوگ نادار ہوتے ان کو گھوڑے اور ہتھیار مہیا
جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے ان کی باقاعدہ تنخواہ بھی مقرر کی۔

نوشیروان نے اپنی مملکت کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے میں خراسان تھا۔
میں طخارستان۔ زابلستان۔ سیستان کے علاقے شامل تھے۔

دوسرے حصے میں میڈیا تھا جس میں رے۔ ہمدان۔ نہاوند۔ دیور۔ کرمان شاہ۔
ان۔ وقم۔ کاشان۔ ابہر۔ زنجان۔ آرمینیا۔ آذربائی جان۔ جرجان۔ اور طبرستان کے
تے شامل تھے۔

تیسرے حصے میں۔ رے۔ کرما۔ اور خوزستان شامل تھے جب کہ چوتھے حصے میں
سے یمن تک کا علاقہ اور شام اور رومن سرحدی علاقے بھی شامل تھے۔

نوشیروان سے پہلے سارے لشکروں کا ایک ہی سپہ سالار ہوتا تھا لیکن نوشیروان نے
میں تبدیلی کی۔ نوشیروان نے وہ عہدہ منسوخ کر کے چار عہدے مقرر کئے۔ یعنی ایک
سالار۔ مشرقی سپہ سالار کہلاتا تھا اس کے پاس خراسان سیستان اور زابلستان وغیرہ
فوج تھی۔ دوسرا جنوبی سپہ سالار جس کے ماتحت فارس اور خوزستان کی۔ تیسرا مغربی
سالار جس کے تحت ہرات سے لے کر رومن سلطنت تک کا علاقہ تھا۔ چوتھا شمالی سپہ
سالار جس کے ماتحت میڈیا اور آذربائی جان کی فوجیں تھیں۔

نوشیروان کی مملکت کا پایہ تخت طیسفون جسے عرب مورخ مدائن لکھتے ہیں۔ طیسفون
دراصل دو شہروں کا مجموعہ تھا۔ جس کی وجہ سے عربوں نے اسے مدائن کا نام دیا۔ عہد
ساسانی کی آخری صدی میں طیسفون سات شہروں پر مشتمل تھا۔ عرب اور ایرانی مصنفوں
کی رو سے دو شہروں کے سوا باقی سب برباد ہو چکے تھے۔

بہرحال بڑے شہر دو تھے ایک طیسفون اور دوسرا دیمہ اردشیر جو پہلے سیلوکیا کے نام
سے موسوم تھا۔

طیسفون دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر اور دیمہ اردشیر (سلیوکیہ) مغربی کنارے
پر۔ دونوں شہر ایک پل کے ذریعے ملے ہوئے تھے۔ شاہ پور دوئم نے ایک اور پل بھی بنوا دیا
تھا تاکہ ایک آنے والوں کے لئے اور دوسرا جانے والوں کے لئے استعمال ہو۔

یہ دونوں شہر بہت مستحکم تھے ان کے اردگرد دیواریں تھیں۔ طیسفون کے
نصف دائرے کی دیوار تھی جس پر برج بنے ہوئے تھے اس کے آثار اب بھی

ہیں۔ دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر وصہ اردشیر یعنی سلیوکیہ کے کھنڈرات نظر آ
ہیں جو کسی زمانے میں بہت بڑا شہر تھا شاہی محلات دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر تھے۔
ایرانی شہنشاہوں کے عہد کی عمارتوں میں سب سے زیادہ مشہور طاق کسریٰ ہے
نوشیروان نے تعمیر کرایا۔ طاق کسریٰ یا ایوان مدائن کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ
کسریٰ نوشیروان کے محل میں دربار کا ایک ہال تھا جن کے کھنڈرات اب بھی دیکھے جا
ہیں۔ ان کھنڈرات میں ایک اوطاق ہے اور اس کیم شرقی جانب تقریباً" ۱۰۰ گز کے فاصلے
ایک عمارت تھی جس کی ٹوٹی پھوٹی دیواریں اب بھی ہیں اور جنوب کی طرف ایک ٹیلہ
جسے حرم کسریٰ کہتے ہیں اور شمال کی طرف بعض عمارتوں کے ڈھیر ہیں جو اب ایک
قبرستان کے نیچے آ گئے ہیں۔

ان تمام عمارتوں میں صرف طاق حصہ ہے جس کے کافی آثار اب تک باقی ہیں
کے سامنے کا رخ جو مشرق کی جانب کو ہے۔ نو گز اونچا ہے۔ اس میں ایک دیوار ہے
میں کوئی کھڑکی نہیں لیکن وہ برجستہ ستونوں اور محرابوں سے آراستہ ہے۔
چھوٹی چھوٹی محرابوں کی قطاریں چار منزلوں میں بنی ہوئی ہیں اس قسم کی دیواروں کے
نمونے مشرق کے ان شہروں میں ہیں جہاں یونانیت کا اثر زیادہ ہوا۔ مثلاً بعلبک میں
ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔

اس عمارت کے سامنے کے رخ پر شاید رنگین استرکاری کی گئی تھی یا سنگ مرمر
تختیاں نصب کی گئی تھیں یا جیسا کہ بعض مورخین کا دعویٰ ہے کہ تانبے کے پترے جن
سونے یا چاندی کا ملمع کیا تھا چڑھا دیئے گئے تھے۔

1888ء تک سامنے کا رخ اور مرکزی کمرہ اپنی جگہ قائم تھا لیکن اس سال
بازو خراب ہو چکا تھا اب جنوبی بازو بھی گرنے کو ہے۔ سامنے کی دیوار کے وسط میں بیضوی
شکل کی عظیم الشان محراب کا دہانہ ہے۔ جس کی گہرائی محل کی دیوار کے آخر تک چلی گئی
ہے۔ یہ دربار کا ہال کمرہ تھا اور اس کی لمبائی تقریباً" 45 میٹر اور چوڑائی تقریباً" 25 میٹر
تھی۔

سامنے کے رخ کے دونوں بازو کے عقب میں پانچ پانچ کمرے تھے جو اونچائی میں
طاق میں بہت کم تھے۔ اور جن پر محراب اور چھتیں تھیں اور باہر کی طرف ایک بلند دیوار
سے گھری ہوئی تھی۔ عمارت کی مغربی دیوار کے پیچھے غالباً" وسط میں ایک مربع شکل کا ہال
کمرہ تھا۔ جو دربار کے کمرے کا جوڑ تھا اور اس کے دونوں طرف دو چھوٹے چھوٹے کمرے
تھے۔ تمام دیواریں اور محرابیں اینٹوں کی بنی ہوئی تھیں اور ان کے آثار کی چوڑائی

تھی۔

○

صحرائے کالا ہاری میں دریائے کانگ کے کنارے یوناف۔ کیرش اور مارتھا نے اسی
کے اندر قیام کر رکھا تھا جو کبھی بیگار کیمپ کے سربراہ مرینت کے استعمال میں ہوا
تھی۔ یوناف اور کیرش دونوں نے مارتھا کو بھی اپنے ساتھ ساتھ سری قوتوں سے لیس
کر دیا تھا۔ ایک روز تینوں اس عمارت میں اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے
یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔
کیرش اور مارتھا بھی متوجہ ہو گئیں تھیں۔ اس لئے کہ کیرش کو پہلے ہی ابلیکا کی آمد
لاع ہو جاتی تھی مارتھا کو بھی اس نے بتا دیا تھا کہ ابلیکا کچھ کہنے والی ہے۔ لہٰذا دونوں
ہو گئیں تھیں لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
دیکھ یوناف۔ میرے حبیب۔ اس بیگار کیمپ کا سابقہ سربراہ مریخ تمہارے خلاف
میں آ چکا ہے اس نے اپنے ایک ساتھی کو بھیج کر صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی
کے اس پر سطرون کو اپنی بید عملی اور تمہارے بیگار کیمپ کے قبضہ کرنے کی اطلاع کر
۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سطرون اور زروعہ نے عزازیل۔ نبلیاس
لیوک اور اوغار کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا لیا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں تمہاری
ئیں گے ابھی تک انہیں یہ خبر نہیں کہ اس بیگار کیمپ کے قبضہ کرنے والے یوناف
یرش ہیں۔ لہٰذا ان کی آمد سے پہلے ہی پہلے تم ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو
میں بھی یہیں ہوں گیا ور ضرورت کے وقت اپنا رنگ انہیں ضرور دکھاؤں گی۔ اس
ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔
ابلیکا کا یہ پیغام سنتے ہی یوناف چونک پر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جس کمرے
کیرش اور مارتھا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہاں سے اٹھ کر وہ مطبخ کی طرف بھاگا۔ وہاں
اس نے چند کوئلے لئے۔ بعد وہ اس کمرے کی طرف گیا جس کی کھڑکیاں باہر کی طرف
تھیں۔ اس کمرے کی ایک دیوار پر یوناف نے پہلے اپنا سری عمل کیا۔ پھر بڑی تیزی
اتھ دیوار پر اس نے سطرون۔ زروعہ۔ عزازیل۔ نبلیاس۔ سلیوک اور اوغار کی شبیہیں
ی تھیں۔ اس کے بعد وہ بھاگتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا۔ وہاں سے وہ چند کیلیں اور

ل جرمنی نے جو حال ہی میں کھدائی کی ہے اس سے ساسانی عہد کے آرائشی استرکاری کے مزید قطعات برآمد ہوئے
ہیں۔

کچھ پتھر اٹھا لایا تھا اور یہ دونوں چیزیں اس نے اس دیوار سے قریب رکھ دیں تھیں۔ جس پر اس نے شبیہیں بنائی تھیں۔ کیرش اور مارتھا بڑی انہماک سے اب تک یوناف کی ساری کاروائی دیکھ رہی تھیں۔ اس موقع پر شاید مارتھا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہا تھا لیکن کیرش نے اسے اشارہ کرتے ہوئے خاموش کر دیا تھا۔

کیرش جانتی تھی کہ یوناف کس عمل کی ابتدا کر رہا ہے۔ جب وہ شبیہیں مکمل ہو گئیں۔ کیل اور پتھر بھی یوناف نے وہاں لا کر رکھ دیئے۔ پھر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے انتائی چاہت۔ محبت اور مسکراہٹ میں پوچھنے لگی۔

یہ سارا کام مکمل کرنے کے بعد آپ یقیناً مجھے اور مارتھا سے کچھ کہنا چاہیں گے۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

کیرش تمہارا اندازہ۔ تمہاری سوچ درست ہے۔ میں نے عزازیل۔ نطیاس۔ سلیاس اور اوغار۔ سطرون اور زروعہ کی شبیہیں اس دیوار پر بنا دی ہیں۔ دیوار پر میں نے اپنا عمل بھی کر دیا ہے۔ تم دیکھتی ہو کہ دیوار کے قریب میں نے کیلیں اور پتھر بھی رکھ دیئے ہیں۔

دیکھو کیرش تھوڑی دیر تک یہ سارے دشمن اس عمارت کے باہر آئیں گے۔ اور مجھ سے باز پرس کرتے ہوئے مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ دیکھو کیرش میں اور تم اس وقت اپنی اصل شکل و صورت میں ہیں لہٰذا ابھی اور اسی وقت حرکت میں آؤ اور اپنی شکل و صورت ویسی بناؤ جیسی ہم نے اس بیگار کیمپ میں داخل ہوتے وقت بنائی تھی۔ اب چونکہ مارتھا ہمارے سارے رازوں سے آگاہ ہے لہٰذا یہ شکل کی تبدیلی اس کے پریشانی کا باعث نہیں بنے گی۔

یوناف کے کہنے پر کیرش فوراً حرکت میں آئی اور اپنا حلیہ اس نے تبدیل کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف بھی اپنا حلیہ تبدیل کر چکا تھا۔ اس کے بعد یوناف پھر بولا۔ کیرش اور مارتھا دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جس کمرے سے اٹھ کر ہم تینوں آئے ہیں اس کمرے میں میں اب اکیلا بیٹھوں گا۔ تم دونوں یہاں دیوار کے قریب بیٹھ جاؤ۔ تم دیکھتی ہو میں نے یہاں کیلیں اور پتھر رکھ دیئے ہیں۔ جب عزازیل اور اس کے ساتھی میرے ساتھ تکرار شروع کریں گے تم دیکھو کہ اب وہ میرے ساتھ ٹکراؤ پر تل گئے ہیں تو تم ان شبیہوں میں کیلیں ٹھونکتی رہنا۔ جو بھی میری طرف بڑھے اس کی شبیہہ میں کیل ٹھونک دینا۔ پھر دیکھو ان کا کیا حشر میں اس عمارت کے اندر اور باہر کرتا ہوں۔

اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی آپ کو پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چونکہ یہ سارا کھیل جانتی ہوں لہٰذا میں مارتھا کو بھی سمجھا دوں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تو پھر تم دونوں یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں سامنے والے کمرے میں بیٹھتا ہوں۔ اور سنو تم دونوں ان کے سامنے آنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ آڑ اور اوٹ میں رہ کر اپنا کام جاری رکھنا۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ میں کوئی اجنبی ہوں اور اس بیگار کیمپ پر قابض ہو گیا ہوں۔ وہ مجھے پہچان نہیں پائیں گے کہ یوناف ہوں۔ اگر تم سامنے آ گئیں تو شاید وہ اندازہ لگا لیں کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنا حلیہ تبدیل کر کے اس بیگار کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجھ اکیلے کو سامنے دیکھتے ہوئے شاید وہ ایسا شک نہ کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھو کیرش تو مارتھا کو بھی اپنے ساتھ رکھنا۔ جب عزازیل اور اس کے ساتھ میرے ہاتھوں شکست اٹھانے اور مار کھانے کے بعد یہاں سے بھاگیں گے تو ہم تینوں مل کر انکا تعاقب کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے شمال میں ان وحشی قبائل کے اندر رہتے ہوں گے جن کے اندر انہوں نے شرک کی ابتدا کر رکھی ہے۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہی وحشی قبائل میں ہم جائیں گے۔ اور دیکھیں گے وہاں انہوں نے کس قسم کے شرک کی ابتدا کر رکھی ہے۔ اس کا بھی ہم خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ہاں جیسا کہ ابلیکا نے بتایا کوہستانی سلسلے اس طرف بھی لڑکیوں کا بیگار کیمپ ہے اور ان لڑکیوں سے کاوی کی کھارے پانی کی جھیل اور اوکاوانگو کے دلدلی علاقوں کی طرف جانے والے دریاؤں میں سے ہیرے اور موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔ جس طرح ہم نے یہاں کی لڑکیوں کی گلو خلاصی کرائی ہے اسی طرح ان لڑکیوں کو بھی ہم غلامی سے نجات دلائیں گے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو کیرش بولی اور کہنے لگی۔

آپ بالکل کوئی فکر اور غم نہ کریں۔ جوں ہی عزازیل اور اس کے ساتھی آپ کے ہاتھوں سے بھاگیں گے میں مارتھا کو لے کر آپ کے پاس آ جاؤں گی پھر ہم تینوں مل کر انکا تعاقب کریں گے۔ اب چونکہ مارتھا بھی ہماری طرح غیر معمولی سری قوتوں سے لیس ہو چکی ہے لہٰذا یہ بھی ان کا مقابلہ کرنے میں ہمارا خوب ساتھ دے سکتی ہے۔ کیرش کی اس گفتگو سے یوناف مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا میں اب سامنے والے کمرے میں بیٹھتا ہوں تم

بیں اوٹ میں رہتا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف عمارت کے اس کمرے میں جا کر بیٹھ گیا جہاں صدر دروازہ سامنے سے دکھائی دیتا تھا۔

یوناف کو وہاں بیٹھ کر زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا تھا کہ صدر دروازے پر عزازیل سطرون۔ زرودہ۔ نطیاس۔ سلیوک اور اوغاز نمودار ہوئے ان کے ساتھ بیگار کیمپ کا سربراہ مریخنت بھی تھا۔ وہ سب عمارت کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ یوناف کے قریب آنے کے بعد مریخنت نے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہ ہے وہ شخص جس نے ہمارے کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے اور ہم سب کو اپنا غلام بنا لیا ہے۔ یہی وہ ہے جس نے لڑکیوں کو آزاد کرا کے یہاں کام کرنے والوں کے ساتھ شادیاں کرا دی ہیں۔ اور اس طرح ان کا دماغ خراب کر دیا ہے کہ وہ کسی کی بات نہیں مانتے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مریخنت خاموش ہو گیا۔ سطرون چند قدم آگے بڑھا اور اپنے سامنے بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف دیکھنے لگا جبکہ عزازیل۔ نطیاس۔ سلیوک اور زرودہ پیچھے ہی کھڑے رہے تھے۔

یوناف کے قریب جا کر سطرون بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

تم کون ہو اور کیوں تم نے زبردستی اس کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کیوں تم نے مریخنت اور اس کے ساتھیوں کو اپنا غلام بنایا ہے۔ اس پر یوناف نے سب کچھ جانتے ہوئے عجیب سے مصنوعی انداز میں پہلے عجیب سی پریشانی اور حیرت میں سطرون کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے پہلے اپنا تعارف کرا کہ تو کون ہے اور مریخنت کے ساتھ تیرا کیا تعلق ہے۔ پھر میں کچھ کہوں۔ اس پر سطرون ہولناک آواز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بد بخت انسان جب میں تم سے اپنا تعارف کراؤں گا تو تو اس عمارت میں اپنی تذلیل اور پستی خیال کرے گا۔ اس پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کسی قدر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی جس قسم کا تو رویہ اپنا رہا ہے میں ایسے رویئے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے تم سے پوچھا ہے کھل کر کہو تم کون ہو اس پر سطرون بے پناہ غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا

میں وہ قوت۔ وہ بلائے بد ہوں جو نبض نیل۔ رگ دجلہ و فرات ہی نہیں بیسوں دریاؤں کی روانی تک کو روک دے۔ اس پر یوناف نے مضحکہ خیز سے انداز میں کہا۔

دیکھ اجنبی میں نے تم سے تمہارا تعارف مانگا ہے تم سے کسی دریا کا نام تو نہیں پوچھا۔ میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو۔ اور کیا چاہتے ہو۔ اس پر سطرون پھر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرا نام سطرون ہے یوں جانو کہ میں ایک آتش بے دود ہوں۔ ضمیر کے پیچ و تاب میں جب میں وارد ہوں تو شعلوں میں پنہاں غضبناکی کی طرح تہذیب کے ہر کونے کو زخم دیتا ہوں۔ اور اپنے دشمنوں کی بیداری کے شعور کو تازہ ہوتے ناسور اور جلتے زخموں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ کہو تم میرا کون سا روپ دیکھنا پسند کرو گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف کسی قدر مصنوعی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ عجیب سے لوگوں سے پالا پڑا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم نے تعارف کروا دیا۔ تم عجیب سے لوگ لگتے ہو۔ اس پر سطرون نے ایک ہولناک قہقہہ لگا کر کہنے لگا عجیب و غریب تو ہم ہیں ہی۔ پہلے تم کہو کہ تم ہو کون۔ اس کے بعد میں تم سے مطلب کی بات کرتا ہوں۔ اس پر یوناف نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کسی قدر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

اجنبی میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھی اور تم کون ہو لیکن تم پر میں یہ واضح کروں کہ یوں جانوں کہ قدرت کا احتساب ہوں۔ جو گناہ آلود لوگوں پر آسمان سے زمین پر عذاب کی طرح نزول کرتا ہے۔ اور بدی کی ہر سطوت اور ہر جبروت کو فنا کے گھاٹ اتارتا ہے۔

سن اجنبی یوں جانو کہ میں فطرت کے جلال کا پرتو ہوں جو اوہام کی زنجیریں کاٹتا اور ذہنوں کی گمراہی اور پستی توڑتا ہے۔ کفر اور الحاد کی آوازوں کو بکھیرتا ہے۔ سن اجنبی میرے دو روپ ہیں۔ ایک میرا روپ ایسا ہی ہے جیسے شام کے تابوت میں رقص رگ و جاں میرا دوسرا روپ کچھ یوں ہے جیسے فکر و نظر کی گہرائی میں انسان دوستی کا نقیب۔ سن ان دو روپوں میں سے تو میرا کون سا روپ دیکھنا پسند کرے گا۔

یوناف کا یہ جواب سن کر سطرون عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا اس کی آنکھوں میں آگ بھر گئی تھی۔ چہرہ بھٹی میں رکھے ہوئے لوہے کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ اس موقع پر دوسرے کمرے میں دیوار کے پاس بیٹھی کیرش نے اپنے سامنے مارتھا کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی دھیمی سرگوشی کی۔

دیکھ مارتھا میری بہن ابھی کسی بھی کیل کو حرکت میں نہ لاتا۔ اس وقت
سطرون نام کا شخص یوناف کے مقابل ہے۔ باقی سب اس کے ساتھ تھی پیچھے ہٹ
ہیں میرے خیال میں سطرون ابھی تک یہ نہیں جان سکا کہ اس کے سامنے یوناف
میرا اندازہ ہے کہ پہلے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لا رہا تو وہ بھی اپنی طبعی
کو اس کے خلاف آزمائے گا۔ لہٰذا آؤ دیکھیں آج جب یہ اپنی طبعی طاقتوں اور قوتوں
ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں تو دیکھیں کون اپنی طبعی قوت کو استعمال
ہوئے دوسرے کو زیر کرتا ہے۔

مارتھا نے اپنے لبوں پر گہری اور خوشگوار مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کیرش کی اس
سے اتفاق کیا۔ وہ دونوں رونما ہونے والے واقعات کا بڑی بے چینی سے انتظار کر
تھیں۔

سطرون تھوڑی دیر تک بڑی غضبناکی میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ
انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی تو نے اپنا تعارف مکمل نہیں کیا۔ میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا
یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور اس کیمپ پر حملہ آور ہونے اور
قبضہ کرنے کی جرات اور جسارت تم نے کیوں کی۔ اس پر یوناف بھی سطرون ہی
انداز اور قہرمانی میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی چونکہ تو نے بھی مجھ سے اپنا تعارف گول مول ہی کرایا ہے لہٰذا میں
بھی ایسا ہی تعارف روا دیا۔ رہا تمہارا یہ استفسار کہ میں کون ہوں اور کیوں میں
کیمپ پر قبضہ کیا ہے تو میں بھی تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو اور کیوں یہاں
اور ایسا استفسار تم مجھ سے کرنے والے کون ہو۔ اس پر سطرون کے جسم کی رگ
اور غضبناکی میں تن گئی تھی اس کی مٹھیاں انتہائی غضبناکی میں بھینچ گئی تھیں اس
آگے بڑھا اور آگ برساتے لہجے میں کہنے لگا میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون
یوناف بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ بے فکری سے سطرون سے ٹکرانے
اس کی طرف بڑھا تھا۔

یوناف کے قریب آ کر سطرون حرکت میں آیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو فضا
کرتے ہوئے اس نے یوناف پر ضرب لگانا چاہی لیکن یوناف نے اس کے برستے
کو فضا میں ہی اپنے بازو پر روک دیا تھا پھر وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ہتھوڑے کی طرح
میں لایا اور ایسا زور دار ایک گھونسا اس نے سطرون کی گردن پر مارا کہ سطرون تل

پیچھے جا گرا تھا۔

اس کے بعد یوناف پر جیسے جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا اس نے سطرون کو سنبھلنے کا
دیا مشینی انداز میں وہ آگے بڑھا اور زمین پر گرے ہوئے سطرون پر اس نے اپنے
ٹھوکروں کی بارش کر دی تھی۔ بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ سطرون کو
نے اوپر اٹھایا پہلے دو تین تمانچے اس کے منہ پر مارے پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر
اٹھایا اور خوب قوت کے ساتھ اسے عزازیل کے اوپر دے پھینکا تھا جس کے نتیجہ میں
اور اس کے ساتھ ہی سطرون انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گئے تھے۔

زمین پر گرنے کے بعد عزازیل اور سطرون دونوں بڑی تیزی سے سنبھل کر اٹھ
ہوئے پھر عزازیل سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا بڑی حیرت کی بات ہے یہ جوان تو
انگیز قوتوں کا مالک ہے اس نے جو تمہیں یوں چڑیا کے بچے کی طرح اٹھا کر میرے اوپر
ہے تو لگتا ہے یہ بھی کوئی بے پناہ طاقت اور قوت رکھتا ہے اس پر سطرون پہلے سے
غصے اور غضبناکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ میں دیکھتا ہوں یہ کیسی طاقت اور
رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی سطرون پھر آگے بڑھا تھا۔

عین اسی موقع پر یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا اور خوشگوار آواز میں وہ کہنے
دیکھو یوناف تم نے جو سطرون کی حالت کی ہے اس پر میرا جی خوش ہو گیا ہے۔ دیکھ یہ
ابھی تک اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لا رہا۔ جب یہ لائے گا تب میں تمہیں
اسی وقت ہی اطلاع کر دوں گی فکر مند مت ہونا اس کے ساتھ ہی ابلیکا علیحدہ ہو گئی
اتنی دیر تک سطرون بھی قریب آ گیا تھا۔

یوناف کے قریب آ کر سطرون پھر اس پر حملہ آور ہوا اس بار اس نے بایاں ہاتھ
کیا تھا اور یوناف پر ضرب لگانا چاہی تھی۔ پہلے کی طرح پھر یوناف نے اس کا
فضا میں پکڑا لیکن سطرون نے بڑی عیاری سے کام لیا جوں ہی سطرون کا بایاں ہاتھ
نے پکڑا سطرون نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور اور طاقتور ضرب یوناف کے
پر دے ماری تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے درد اور تکلیف کے باعث یونا جھکا پر ایک دم
سیدھا ہوا عین اسی موقع پر سطرون نے ایک اور دائیں ہاتھ کی بھرپور ضرب یوناف کی
پر دے ماری تھی۔ یوناف بڑی جرات بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتا ہوا سطرون کی اس
کو بھی برداشت کر گیا تھا۔

اتنی دیر تک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سطرون نے جب تیسری ضرب یوناف کو لگانا
تو معاملہ اس کے الٹ ہو گیا سطرون یہ اندازہ کئے ہوئے تھا کہ یوناف اس کی دو

ضربوں سے بد حال ہو رہا ہے لہٰذا وہ جوابی کارروائی نہیں کرے گا لہٰذا اس کی تیسری ضرب لگانے سے پہلے ہی یوناف حرکت میں آیا اور جس طرح تھوڑی دیر قبل سطرون نے اس پیٹ پر ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب یوناف نے بھی سطرون کے پیٹ پر لگائی تھی اور ضرب ایسی قوت ایسی طاقت سے بھرپور تھی کہ سطرون کو یوں لگا جیسے کسی نے انتہائی آہنی ہتھوڑا اس کے پیٹ میں دے مارا ہو اس ضرب سے سطرون دوہرا ہو کر رہ گیا تھا۔

جس طرح یوناف پر پہلی ضرب لگانے کے بعد یوناف کی بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سطرون نے دوسری ضرب لگائی تھی اس طرح یوناف نے بھی سطرون کی بے بسی اور لاچاری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ جب پیٹ پر ضرب لگانے کے بعد یوناف ذرا پیچھے ہٹا اور سطرون درد کی شدت کے بعد دہرا ہو گیا تھا تو یوناف فوراً" حرکت میں آیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو پوری طاقت کے ساتھ گھماتے ہوئے اس نے زور سے اپنا مکہ سطرون کی گردن کے پچھلے حصہ پر مارا کہ سطرون منہ کے بل زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے بعد سطرون پر یوناف اولوں اور بارش کیطرح برس پڑا تھا۔ اس نے سطرون کو اپنے پاؤں کی ٹھوکروں' لاتوں پر بار بار اوپر اٹھا کر مکوں پر رکھ لیا تھا۔ یہاں تک کہ سطرون کو مار مار کر اس نے ادھ موا کر دیا تھا۔ پھر بالوں سے پکڑ کر سطرون کو یوناف نے اوپر اٹھایا۔ اس کے منہ پر بھرپور تین چار تماچے مارتے ہوئے پوچھا۔ اب بتا تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔

اس موقع پر سطرون فوراً" سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور سنبھل گیا۔

عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر کسی قدر تیز آواز میں ابلیکا یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف۔ سنبھل سطرون اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکا ہے۔ وہ اپنی سری طاقتوں کو تمہارے خلاف آزمائے گا۔ ابلیکا یہ پیغام دے رہی تھا کہ یوناف مستعد ہو گیا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنی طاقت میں اس نے دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔ اور اس کا ہاتھ بھی اس لمحہ اپنی تلوار کے دستے پر چلا گیا تھا۔

اتنی دیر تک اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سطرون سنبھل چکا تھا۔ پھر پہلے کی طرح انتہائی غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں۔ لگتا ہے تیری موت ہمارے ہاتھوں لکھی ہے۔ اب جو مار میں تمہیں ماروں گا تو اس مار کے پس منظر میں تم خود ہی جان جاؤ گے کہ میں کون ہوں۔ اس کے لئے مجھے خود تمہیں بتانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ اس پر یوناف سطرون سے بھی زیادہ کڑوے اور کسیلے لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی تو مجھے کیا بتائے گا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ جہاں تک میں اندازہ کر سکا ہوں

تو کسی غلیظ اور بدترین بستی کا بھڑوا اور کنجر لگتا ہے۔ تو مجھے کیا سبق سکھائے گا۔ دیکھ میں تجھے مار مار کر تجھے زمین پر لٹا چکا ہوں۔ اب جو میں دوسری مار تمہیں ماروں گا تو تو یہاں میرے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس پر سطرون آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ او کنجر کی اولاد تو مجھے کیا بھگائے گا۔ ابھی تو خود دیکھے گا کہ تو کیسے یہاں سے بھاگتا ہے۔ سطرون ایک بار پھر یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے آہستہ آہستہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکا تھا۔

دوسرے کمرے میں دیوار کے پاس بیٹھی ہوئی کیرش پھر حرکت میں آئی اور اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی مارتھا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ مارتھا یہ کل چھ شبیہیں میرے اور تمہارے سامنے دیوار پر بنی ہوئی ہیں۔ جو شخص اس طرف یوناف کی طرف بڑھ رہا ہے اس کا نام سطرون ہے۔ یہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکا ہے۔ لہٰذا تین شبیہوں کے دل کی جگہ تم کیلیں ٹھونکو اور باقی تین کے دل کی جگہ میں کیلیں ٹھونکتی ہوں پھر دیکھو کیا حشر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کیرش اور مارتھا فوراً" حرکت میں آئیں اور انہوں نے شبیہوں میں پتھروں سے کیل ٹھونکنا شروع کر دیئے تھے۔

ایسا ہوتا تھا کہ اچانک یوناف کی طرف بڑھتا ہوا سطرون زمین پر گر گیا۔ آہ و زاری کرنے لگا اور بری طرح تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف سمجھ گیا تھا کہ کیرش اور مارتھا دونوں حرکت میں آ چکی ہیں۔ سطرون کے علاوہ ایسی ہی حالت عزازیل' ملیاس' سلیوک اور اوغار اور ذروعہ کی بھی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف فوراً" حرکت میں آیا۔

سطرون کو اس کے بالوں سے پکڑ کر کھینچتا ہوا اس جگہ لے گیا جہاں عزازیل اور اس کے ساتھی ایک ہی کرب میں مبتلا تھے۔ پھر یوناف پوری طرح حرکت میں آیا اور سطرون کے ساتھ اس نے عزازیل' ملیاس' سلیوک' اوغار اور ذروعہ پر بھی جان لیوا ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں۔ ایک موقعہ پر جب اس نے عزازیل کو اٹھا کر سطرون پر بری طرح پٹخ دیا اور وہ دونوں بے پناہ کرب اور تکلیف کا اظہار کر رہے تھے۔ تب عزازیل انتہائی تکلیف اور شدت درد میں بولا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون میرے عزیز' میرا دل جھوٹ نہ بلوائے یہ اجنبی جس نے مار مار کر ہماری یہ حالت کر دی ہے۔ یوناف کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس نے اپنا حلیہ بدل رکھا ہے۔ اور یہ یوناف ہی ہے جس نے اس بیگار کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے۔

دیکھ سطرون میرا دل کہتا ہے کہ ہماری آمد سے پہلے ہی اس نے ہمارے ساتھ

ٹکرانے کی پوری تیاریاں کر رکھی تھیں۔ جبھی یہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ جس کا نہ تیرے پاس کوئی توڑ ہے نہ میرے پاس۔ دیکھ اب اس درد و کرب سے نجات دلانے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنی اپنی ہیئت کو بدلیں۔ تب ہی ہمیں اس سے نجات مل سکتی ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی کہیں اپنی ہیئت بدل لیں۔ اور یہاں سے بھاگ چلیں۔ عزازیل کے کہنے پر سطروں فوراً حرکت میں آیا۔ اس کے کہنے پر سب نے اپنی ہیئت بدلی۔ پھر وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر یوناف نے فوراً مارتا اور کیرش کو باہر آنے کے لئے کہا۔ پھر وہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ان کے پیچھے ہو لئے تھے۔

○

قسطنطنیہ میں عظیم شہنشاہ جسٹنین کے بعد اس کا بھانجا جسٹن رومنوں کا بادشاہ بنا۔ اس جسٹن کے عہد حکومت میں ایران کا عظیم الشان شہنشاہ نوشیروان قلعہ دارا پر حملہ آور ہوا، جو رومنوں کے قبضہ میں تھا۔

قلعہ دارا کی حفاظت کے لئے رومنوں نے اپنی پوری عسکری طاقت کو جنگ کی آگ میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن وہ نوشیروان کو قلعہ دارا سے پسپا نہ کر سکے۔ نوشیروان نے قلعہ دارا کو محاصرے میں رکھا۔ رومن لشکر جو اس سے جنگ کے لئے آیا تھا اسے اس نے شکست دے کر بھگایا۔ اور جو رومن لشکر قلعہ دارا میں محصور تھا۔ اس کی زندگی اس نے دن بدن اجیرن کرنی شروع کر دی تھی۔

دریا کا پانی جو دریا سے قلعہ دارا تک آتا تھا۔ اس کا رخ نوشیروان نے موڑ دیا۔ اس طرح قلعہ کو پانی فراہم نہ ہو سکا۔ اس طرح نوشیروان نے نہ صرف پانی بلکہ خوراک کی بھی ناکہ بندی کی کہ قلعہ دارا کو جو محصور رومن لشکر تھا وہ نوشیروان کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔

قلعہ دارا کے رومنوں کے ہاتھوں سے نکل جانے کا رومنوں کے شہنشاہ جسٹن کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ بے چارہ تخت و تاج سے دستبردار ہو گیا اور رومنوں نے ایک ٹبریس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔

اس ٹبریس نے پندرہ ہزار پونڈ بطور تاوان ادا کر کے ایران کے شہنشاہ نوشیروان سے ایک سال کا معاہدہ صلح کر لیا۔ لیکن وہ غافل نہ بیٹھا۔ وہ اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتا رہا۔ اور تربیت کے خوب انتظامات کئے۔

ایک سال کی لگاتار دوڑ دھوپ کے بعد ٹبریس نے گو ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور اس کی تربیت کا کام بھی مکمل کر لیا اس کے باوجود وہ خیال کرتا تھا کہ ایران کے شہنشاہ نوشیروان کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے پاس جس قدر عسکری قوت ہے وہ مناسب اور کافی نہیں۔ اس لئے اس نے تین سال کے لئے نوشیروان کو مزید تیس ہزار پونڈ سالانہ ادائیگی کی شرط پر معاہدہ صلح کی تجدید کر لی تھی۔

اس تین سالہ معاہدہ کی مدت ختم ہوتے ہی ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے آرمینیا پر یلغار کر کے اسے اپنے تسلط میں لے لیا۔ پھر رومن آرمینیا کا رخ کیا۔ یہاں کے سکائی قبائل نے جو رومن حکومت کا وظیفہ خوار تھا۔ ایرانی لشکر کا مقابلہ کیا۔ اس ایرانی لشکر میں چونکہ خود نوشیروان شامل نہیں تھا لہٰذا ایرانی لشکر منظم طریقے سے جنگ کا مظاہرہ نہ کر سکا اور رومن آرمینیا کے حکمران نے ایرانی لشکر کو شکست دے کر پسپا کیا۔ بلکہ یہ شکست ایسی تھی کہ آرمینیا والوں نے ایرانی لشکر کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا تھا۔

ایرانیوں کی اس شکست سے آرمینیا میں ایرانیوں کی یلغار رک گئی تھی۔ تاہم ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو آرمینیا میں ایرانی لشکر کی شکست کا بے حد دکھ ہوا۔ وہ ایک لشکر لے کر نکلا اور آرمینیا کی ایک سرحدی چوکی پر ایسا شب خون مارا کہ جس قدر وہاں رومن تھے ان سب کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔ اس کے بعد چونکہ موسم سرما کی آمد آمد تھی۔ لہٰذا سرما گزارنے کے لئے نوشیروان نے جنگی سرگرمیاں ملتوی کر دی تھیں۔

نوشیروان کے اس طرح امن کے ساتھ سرما گزارنے کے ارادے کی خبر رومنوں کو بھی ہو گئی تھی۔ لہٰذا رومن شہنشاہ ٹبریس نے ایک لشکر ترتیب دیا۔ یہ لشکر ایرانی آرمینیا پر حملہ آور ہوا۔ دور دور تک اس رومن لشکر نے ایرانی آرمینیا میں تباہی اور بربادی پھیلائی۔ جگہ جگہ، شہر شہر، گاؤں گاؤں کو لوٹا۔

نوشیروان کو جب صورتحال سے آگاہی ہوئی تو اپنا لشکر اس نے ایرانی آرمینیا والوں کی مدد کے لئے بھیجا تاہم خود وہ اپنے مرکزی شہر ہی میں رہا۔ یہ ایرانی لشکر کچھ اس قدر برق رفتاری سے آرمینیا میں حرکت میں آیا کہ رومنوں کا وہ لشکر جو ایرانی آرمینیا میں قتل و غارت گری کئے ہوئے تھا اس پر ایرانی لشکر حملہ آور ہوا۔ اور ان سارے رومنوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔ اس طرح آرمینیا میں ایک بار پھر رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی۔

رومنوں نے اپنا ایک سال خاموشی سے گزارا۔ لیکن ایک سال بعد ہی دونوں حکومتوں کی جنگی سرگرمیاں پھر سے شروع ہو گئیں۔ دونوں حریف ایک دوسرے کے علاقے تہ و بالا کرنے لگے۔ اسی اثناء میں رومن شہنشاہ ٹبریس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد

ایک شخص مارس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ تخت نشین ہوتے ہی رومنوں کے شہنشاہ مار
ایک بہترین لشکر ترتیب دیا اور آرمینیا پر لشکر کشی کی اور وہاں ایرانیوں کا قتل عام
خوب تباہی مچائی۔ پھر آرمینیا سے یہ نکلا اور ارضاطین اور بین النہرین کی طرف پیش
اس پر ہی اس نے بس نہیں کیا بلکہ کردستان میں بھی چھاپا مار جنگ کی ابتدا کی او
لوٹ مار کی۔

نوشیروان کو رومنوں کے نئے شہنشاہ مارس کی جب ان خونخوار سرگرمیوں کی
ملی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک وہ بیمار پڑا اور اس
سے رخصت ہوگیا۔

نوشیروان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہرمز ایرانیوں کا شہنشاہ بنا۔ نوشیروان ایک
اور انصاف پسند حکمران تھا۔ وہ بہترین جرنیل اور سالار بھی تھا اور ان گنت مواقع
نے رومنوں کو شکست دے کر ایرانیوں کے لئے بہترین فوائد حاصل کیے۔

ایران کے اس عادل شہنشاہ کے متعلق کچھ اقوال بھی منسوب کیے جاتے ہیں
بھی لوگوں کے لئے مشعل راہ خیال کیے جاتے ہیں۔ وہ چند اقوال جو ایران کے
نوشیروان سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

اگر زمانہ ہمارے موافق نہ ہو تو ہمیں زمانے کے مطابق ہونا چاہئے۔

دنیا سرائے فانی ہے ہم مسافر ہیں۔ سرائے کو چھوڑ کر مسافر کو جانا ہی ہوتا ہے۔

کسی ساکت چیز کو متحرک نہ کرو۔ اور ہر متحرک کو ساکت کر دو۔

وہ بادشاہ جو رعایا کے زر و مال سے خزانے کو پر کرتا ہے اس شخص کی طرح
اپنے گھر کی مٹی کھود کر چھت پر ڈالتا ہے۔

گناہگاروں کو معاف کر دینے میں' میں نے وہ لذت دیکھی جو دشمن سے انتقام
میں نہیں۔

کوئی چیز مملکت کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی جتنا سستی۔

کوئی چیز ایسا درست راستہ نہیں دکھاتی جیسا باہمی مشورہ۔

تائید ایزدی حاصل کرنے کا عدل سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں۔

رحمت خداوندی حاصل کرنے کا احسان سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں۔

مقصد کے حصول کا صبر سے بڑھ کر کوئی طریقہ نہیں۔

ہم اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ خاندان کی بزرگی اور شرافت ہی دراصل
حاصل کرنے کے لائق ہے۔

کہتے ہیں ایک بار لوگوں نے نوشیروان سے کہا کہ ایک شخص اپنے وسائل سے بڑھ
کر مال اور سخاوت کرتا ہے' اس کے جواب میں نوشیروان نے کہا' کیا تم نے کبھی دیکھا
کہ دریا پہلے خود سیراب ہوئے بغیر زمینوں کو سیراب کرے۔

بہرحال ایرانیوں کے عظیم شہنشاہ نوشیروان کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ہرمز
تخت نشین ہوا۔ جس کی تخت نشینی کے متعلق نوشیروان نے وصیت کی تھی۔ اسی ہرمز کی
ماں ترک خاقان کی بیٹی تھی۔

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کی وفات کے ساتھ ساتھ رومنوں کے لئے ایک اور
مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ مصیبت رومن شہنشاہ جسٹن کے دور
میں سر ابھار چکی تھی۔ یہ وحشی قبائل لمبارڈ تھے۔ جو اس سے پہلے ہنگری اور دریائے
ڈینیوب کے اس پار کے علاقوں میں آباد تھے۔ اس علاقے میں دو وحشی قبائل آباد تھے۔
ایک لمبارڈ اور دوسرے آوار۔ دونوں ہی کا تعلق ایشیا سے خیال کیا جاتا ہے۔ ماضی میں یہ
لمبارڈ اور آوار ایک طرح سے گاتھوں کے خلاف کئی مواقع پر رومنوں کی مدد کرتے ہوئے
دیکھے جا سکتے ہیں۔ آخر ان لمبارڈ کا ایک حکمران ایسا بنا جو انتہائی جنگجو' دلیر اور شجاع
تھا اور اس کا نام البائین تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ اٹلی میں رومن سلطنت کی گرفت
کمزور ہوتی جا رہی ہے تو اس نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا عزم کر لیا۔

گو لمبارڈ کے بادشاہ کے حملہ آور ہونے سے پہلے رومنوں نے جنگ گاتھ قبائل کو
شکست دے کر اٹلی میں امن و سکون بحال کر دیا تھا لیکن یہ لمبارڈ گاتھ قبائل سے بھی
زیادہ خطرناک اور خونخوار ثابت ہوئے۔ اپنے بادشاہ البائن کی سرکردگی میں سب سے پہلے
انہوں نے دریائے ڈینیوب کے جس علاقے پر قبضہ کر رکھا تھا وہ اپنے ہمسائے وحشی قبیلے
آوار کے حوالے کر دیا۔ خود یہ لمبارڈ اپنے پورے قبائل کے ساتھ حرکت میں آئے۔ اس
لشکر میں ان کے ساتھ ساری عورتیں' بچے' جانور' بوڑھے اور پورا ضرورت کا سامان تھا۔
اس سارے سامان کے ساتھ وحشی لمبارڈ قبائل نے کوہستان الپس کو عبور کیا اور پھر اٹلی
کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد دریائے پو کے ساتھ ساتھ پورے میدانوں پر لمبارڈ
نے قبضہ کر لیا تھا۔ اٹلی میں رومنوں کی کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو ان وحشی لمبارڈ قبائل کی
پیش قدمی کو روکتی۔

اس سے لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن کے حوصلے کافی بلند اور مضبوط ہوئے۔
دریائے پو تک سارے میدانی علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ آگے بڑھا۔ اب اس کے
راستے میں پاویا نام کا مشہور رومن شہر آتا تھا۔ جس کے ارد گرد بڑی مضبوط فصیل تھی۔ اور

اس کے اوپر ایسے برج تھے جنہیں رومن ناقابل تسخیر خیال کرتے تھے۔ لیکن یہ مضبوط
لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن کے سامنے زیادہ دیر تک دفاع کا بند نہ باندھ سکے۔ ا
شہر پر بھی البائن نے قبضہ کر لیا اور شہر کو اس نے اپنی سلطنت کا مرکزی شہر قرار د
اس کے بعد وحشی لمبارڈ قبائل کا بادشاہ آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا۔
تیزی سے وہ جنوب کی طرف بڑھا اور اٹلی کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرتا چلا گیا۔
میں میلان اور ویرونا جیسے عظیم شہر بھی شامل تھے۔

اسی دوران البائن کو اگر قتل نہ کر دیا جاتا تو وہ طوفانوں کی طرح آگے بڑھتا ہوا
پر چھا جاتا۔ اس کے قتل میں اس کی ملکہ روسامند کا ہاتھ تھا۔ کہتے ہیں روسامند
ڈینیوب کے اس پار ایک وحشی قبیلے کی شہزادی تھی۔ اس قبیلے کے بادشاہ پر البائن حملہ آور
ہوا۔ اس بادشاہ کا سر اس نے کاٹا اور اس کی بیٹی روسامند کو اپنے قبضے میں کر لیا۔

پھر البائن نے ایسا کیا کہ اس بادشاہ کے سر کو کاٹ کر کھوپڑی کو صاف کیا گیا
کی ایک پیالی کی صورت وضع قطع بنائی گئی اور اس پیالی کے اوپر اس نے سونا چڑھا
البائن نے مرنے والے بادشاہ کی کھوپڑی سے بنے ہوئے جام کو اس کی بیٹی روسامند
حوالے کیا اور اسے حکم دیا کہ اپنے باپ کی کھوپڑی سے بنے ہوئے اس پیالے سے وہ
شراب پلائے۔ روسامند مجبور اور بے بس تھی لہٰذا اس نے اپنے باپ کی کھوپڑی
ہوا پیالہ جس پر سونے کے پترے چڑھے ہوئے تھے' لیا اور اس میں شراب انڈیل
صرف لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن بلکہ اس کے روسا کو بھی پلائی۔

اس کے بعد لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن نے شہزادی روسامند کو اپنے حرم
داخل کر لیا تھا۔ روسامند اس کے حرم میں داخل تو ہو گئی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ
سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے سلگتی ہی رہی۔ بظاہر وہ البائن کے ساتھ
مخلص اور وفادار رہی۔ جب بھی وہ البائن کی صحبت میں آتی مسکراتی رہتی۔ اپنے حسن
جاذبیت اور اپنی کشش سے پوری طرح البائن کو محظوظ کرتی اور حق زوجیت بھی
دلچسپی سے ادا کرتی۔ لیکن اندر ہی اندر وہ انتقام لینے کے انتظامات بھی مکمل کر چکی تھی

وہ اس طرح کہ اس شہزادی روسامند نے البائن کے محافظ دستے کے سالار کے
جنسی تعلقات استوار کر لئے۔ کچھ عرصہ تک یہ شہزادی روسامند اپنے حسن' اپنی
ساخت کی کشش سے البائن کے محافظ دستوں کے سالار کو لطف اندوز کرتی رہی۔ پھر
نے اپنی سازش میں شریک کر لیا۔ دونوں نے مل کر البائن کو ایک رات قتل کر دیا
دونوں نے شادی کرنے کے بعد فرار حاصل کیا اور اٹلی سے نکل کر قسطنطنیہ بھاگ گئے

رومنوں کو امید تھی کہ وحشی لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن کے مارے جانے سے
قبائل کی اٹلی کے اندر پیش قدمی رک جائے گی لیکن ایسا نہ ہوا۔ البائن کے بعد
لمبارڈ قبائل دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک حصے نے ایک شخص سپالیٹو کو اپنا حکمران
بنا لیا۔ دوسرے حصے نے ایک اور لمبارڈ سردار بن وینٹو کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔
ان دونوں لمبارڈ حکمرانوں میں سے ایک نے وسطی اٹلی پر قبضہ کر لیا اور دوسرا جنوبی
حکمران بن گیا۔ اس طرح وحشی لمبارڈ قبائل شمال میں کوہستان الپس سے لے کر
خلیج میسینا تک دندناتے پھرتے تھے۔ اور کوئی ان کی راہ روکنے والا نہ تھا۔
اٹلی پر قبضہ کرنے کے بعد وحشی لمبارڈ قبائل اٹلی سے نکل کر سسلی اور رومنوں کے
جزائر شاہ" سارڈینیا اور شمالی افریقہ پر بھی وہ قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن بدقسمتی
لمبارڈ قبائل کے پاس کوئی بحری بیڑہ نہ تھا۔ لہٰذا وہ اپنی اس خواہش کی تکمیل نہ
سکے۔

جسٹن ٹیروئیس اور مارس جو یکے بعد دیگرے رومنوں کے شہنشاہ بنے انہوں نے اپنی
سے پوری کوشش کی کہ اٹلی پر حملہ آور ہو کر لمبارڈ قبائل کو وہاں سے نکال باہر
لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ جو رومن لشکر بھی وحشی لمبارڈ قبائل کے سامنے آیا لمبارڈ
نے انہیں بدترین شکست دی۔ اور اٹلی سے مار بھگایا۔
رومنوں کا شہنشاہ مارس ایک بار پھر اٹلی میں لمبارڈ قبائل کے خلاف حرکت میں آتا
تھا کہ وہ ایران کے ساتھ جنگوں میں الجھ گیا جس کی بناء پر وہ اٹلی میں لمبارڈ کے خلاف
اپنے نمایاں انجام نہ دے سکا جس کے نتیجے میں اٹلی میں لمبارڈ نے اپنی حکومتوں کو
مستحکم اور مضبوط کر لیا تھا۔

○

یوناف' کیرش اور مارتھا بڑی تیزی سے عزازیل' نیاس' سلیوک' اوغار' سطرون اور
کا تعاقب کرتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑا سا آگے جا کر عزازیل اور اس کے سارے
اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دھوئیں کی طرح فضا میں اوجھل ہو گئے
یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف' کیرش اور مارتھا نے ان کا تعاقب ترک کر دیا۔ پھر
صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے شمال میں جو وحشی قبائل آباد تھے۔ جنہیں
اور ذرودعہ دونوں نے مل کر شرک میں مبتلا کر رکھا تھا ان کی طرف بڑی تیزی سے
گئے تھے۔

ادھر عزازیل اور اس کے سارے ساتھی نطیاس کے محل سے باہر نمودار ہو
جونہی انہوں نے اپنی شکل و صورت اختیار کی ایک بار پھر وہ تکلیف اور کرب میں
کر رہ گئے تھے۔ اس لئے کہ صحرائے کالا ہاری کی اپنی رہائش گاہ میں یوناف نے ان
شبیہیں بنا کر ان پر عمل کرتے ہوئے کیرش اور مارتھا سے کیل ٹھکوائے تھے۔ وہ
اس عمل کا اثر ابھی ابھی تک باقی تھا۔ لہذا عزازیل کے کہنے پر ایک بار پھر سب
ہیئت بدلی۔ اور عزازیل بولا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو! تھوڑی دیر تک مزید اپنی اسی نئی ہیئت میں رہو۔ پھر میں
بندوبست کراتا ہوں۔ اس کے ساتھ عزازیل نے اپنے ساتھی شبر کو طلب کیا۔ تھوڑا
تک شبر عزازیل کے سامنے حاضر ہوا۔ عزازیل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حکم دیا

دیکھ شبر ابھی اور اسی وقت صحرائے کالا ہاری کی طرف جاؤ۔ وہاں دریائے
کنارے جو بیگار کیمپ ہے اس میں یوناف اور کیرش دونوں نے ہماری شبیہیں بنا
سری عمل کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی اصلی شکل و صورت اختیار نہیں کر
اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جاؤ۔ اس نے اگر ہماری شبیہوں میں خنجر گاڑے ہوں
دیکھو یہ کام یوناف اور کیرش کی نگاہ بچا کر کرنا۔

عزازیل کا یہ حکم پاتے ہی شبر حرکت میں آیا۔ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت
اور صحرائے کالا ہاری کی طرف کوچ کر گیا۔ جب وہ بیگار کیمپ میں داخل ہوا
دیکھا یوناف' کیرش اور مارتھا پہلے ہی وہاں سے صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی
کے شمالی حصوں کی طرف کوچ کر چکے تھے' لہذا شبر بڑی بیباکی سے یوناف کی رہائش
داخل ہوا۔ اور وہاں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی شبیہوں میں جو اس نے کیل
ہوئے تھے وہ شبر نے نکال باہر کئے' پھر وہ واپس عزازیل کی طرف چلا گیا۔

○

صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے شمال میں جو دوسرا بیگار کیمپ
جہاں لڑکیوں سے بیگار میں کام لیا جاتا تھا۔ یوناف' کیرش اور مارتھا وہاں وارد ہوئے
طرح انہوں نے دریائے کانگ کے کنارے بیگار کیمپ کا خاتمہ کیا تھا وہاں بھی وہ ا
کی مدد کے لئے بڑی بے باکی سے حرکت میں آئے۔ اور ان کی بھی بیگار کیمپ
خلاصی کرائی۔

جس طرح دریائے کانگ کے کنارے یوناف نے لڑکیوں اور وہاں کام کر

کے آپس میں جوڑے بنا دیئے تھے۔ اسی طرح وہ شمال میں بھی حرکت میں آیا اور
جوڑے بنا کر اس نے بیگار کیمپ کا خاتمہ کرتے ہوئے لڑکیوں اور مردوں کو پر
ازدواجی زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

سارے کام کرنے کے بعد یوناف کیرش اور مارتھا وہاں سے کوچ کرنے والے تھے
نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف! دریائے کانگ کے کنارے بیگار کیمپ میں جو تم نے عزازیل اور اس
ساتھیوں کی شبیہیں بنا کر ان میں کیل ٹھکوا کر انہیں جو اذیت اور مصیبت میں مبتلا کیا تھا
چھٹکارا حاصل کر چکے ہیں۔

اس طرح کہ عزازیل نے اپنے ساتھی شبر کو دریائے کانگ کے کنارے تمہاری
طرف روانہ کیا۔ اس نے اس ساری شبیہوں کے اندر سے کیرش اور مارتھا کے
کیل نکال دیئے ہیں۔

تمہارے لئے پہلی خبر ہے اب دوسری خبر یہ ہے کہ اس دوسرے بیگار کیمپ کی
لڑکیوں کی زندگی سنوارنے کے بعد ہم نے اب اس وحشی قبیلے کی طرف جانا ہے۔
ون اور اس کی بیوی ذروعہ نے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سطرون نے اس وحشی
اور ایدونس نام کے دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش کا کام شروع کروا دیا ہے۔ دیکھو
قبیلے کے قریب ہی ایک سرائے ہے جس میں عموماً" مسافر" سیاح لوگ قیام کرتے

روز پہلے اس سرائے میں ایک یونانی امیر و کبیر سیاح نے بھی آکر قیام کیا ہے۔
ساتھ اس کے دو خادم بھی ہیں۔ یہ یونانی سیاح اور فلسفی ایدونس دیوتا کے متعلق
ہے۔ اور شاید کچھ دن یہ ان ہی علاقوں میں قیام کرے گا۔ میرے خیال میں تم
یہاں سے کوچ کرو اور اسی سرائے میں جا کر قیام کرو جہاں اس یونانی فلسفی نے
ہے۔ اور اس سے تمہیں بہت کچھ تحقیقات اور معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔
بعد ان وحشی قبائل نے لوگوں کو ایدونس دیوتا کی پوجا پاٹ سے باز رکھنے کی مہم کا
گے۔

تک کہنے کے بعد ابلیکا چند لمحوں کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری
کہہ رہی تھی۔

یوناف جو یونانی فلسفی ان سرزمینوں میں ایدونس دیوتا کے متعلق تحقیق کرنے
میں تمہیں بتا چکی ہوں وہ پچھلے کئی روز سے یہاں قیام کئے ہوئے ہے۔ اور

ایدونس دیوتا کے متعلق وہ بہت کچھ معلومات حاصل کرچکا ہے۔ اس یونانی فلسفی کا
ہے۔ بظاہر ہے تو وہ یونانی سیاح لیکن اس نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے۔ اور
کا بہت بڑا اور سختی سے پیروی کرنے والا ہے۔ میرے خیال میں تم تینوں میاں
سے ملو۔ اس سے تم بہت کچھ معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف
اور مارتھا حرکت میں آئے۔ پھر وہ سری قوتوں کے ذریعے اس سرائے کی طرف
تھے۔ جس کی ابلیکا نے نشاندہی کی تھی۔ ابلیکا خود بھی سرائے تک ان تینوں کی
رہی تھی۔

یوناف' کیرش اور مارتھا تینوں جب سرائے میں داخل ہوئے اور اپنی رہائش
انہوں نے سرائے سے کمرہ حاصل کر لیا۔ جس وقت وہ کمرے کی طرف جانے لگے
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف سرائے کے بائیں جانب جو چھوٹا سا باغیچہ ہے اس کے اندر
ہری گھاس اگائی گئی ہے۔ ادھر غور سے دیکھو ایک ادھیڑ عمر کا شخص بھی بیٹھا ہوا
یونان کا یہودی فلسفی نیوس ہے۔ جو اس علاقے میں ایدونس دیوتا کے لئے تحقیق
ہے۔ اس پر یوناف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا اگر یہ یونانی یہودی فلسفی نیوس ہے تو میں ابھی اس سے
ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس سے مل کر کم از کم ہمارے علم' ہماری اطلاعات میں
ہو گا۔ ابلیکا نے اس سے اتفاق کیا۔ پھر یوناف کیرش اور مارتھا کو لے کر سرائے
طرف اس باغیچے کی طرف چل دیا تھا جس کی نشاندہی ابلیکا نے کی تھی۔

یوناف' کیرش اور مارتھا کو لے کر جب اس باغیچے میں داخل ہوا تو اس
باغیچہ میں گھاس پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جو عمر کے لحاظ سے چالیس سے اوپر
یوناف اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے محترم اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام نیوس ہے۔ تم یونان کے
ہو اور یہودیت اختیار کر چکے ہو اور ان علاقوں میں تم ایدونس دیوتا پر تحقیقات
لئے آئے ہوئے ہو۔

یوناف کے اس اچانک انکشاف پر وہ شخص دنگ رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر
سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ شاید اس سے کچھ پوچھنے کے لئے وہ
کر سکا تھا۔ اتنی دیر تک یوناف کیرش اور مارتھا تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے
سنبھلا اور حیرت انگیز سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

دیکھ ابھی جو اطلاع تم نے میرے متعلق دی ہے وہ بالکل سچ ہے اور حقیقت پر مبنی
تو کہو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ایک فلسفی ہوں' میرا نام نیوس ہے اور میں
اختیار کر چکا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ تو بھول جا کہ
ات میں نے کہاں سے حاصل کیں۔ بس یوں جانو' میرے پاس کچھ قوتیں ہیں جن
میں یہ اطلاعات حاصل کر سکتا ہوں۔ تم یہ تو کہو کہ تم نے ان علاقوں میں
والے دیوتا ایدونس سے متعلق کیا تحقیقات حاصل کی ہیں۔ اس پر نیوس بولا
لگا۔

میں اس دیوتا کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کر چکا ہوں۔ پر تم کیوں پوچھتے
اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ بزرگ نیوس میرا نام یوناف ہے یہ دونوں میری
ہیں۔ ایک کا نام کیرش دوسری کا نام مارتھا ہے۔ یوں جانو ہم بھی اس ایدونس دیوتا
کی ہی معلومات حاصل کرنے کے لئے ان سرزمینوں کی طرف آئے ہیں۔ اس پر
نیوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر تم ایسا کرنے کے لئے آئے ہو تو پھر میرے
ہو لہذا میں تم پر پورا اعتماد اور بھروسہ کروں گا۔

اب میں یوناف مزید نیوس سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کیرش بول پڑی اور بوڑھے
نیوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

دیکھ بزرگ نیوس اب جب کہ تو ہم پر بھروسہ اور اعتماد کر چکا ہے اور تمہاری طرح
اس سرائے میں تینوں قیام کر چکے ہیں اور ان سرزمینوں میں آنے کا ہمارا اور تمہارا
آپس میں ملتا جلتا ہے تو کیا تم ہماری اطلاع کے لئے یہ نہ بتاؤ گے کہ لوگ
اللہ کو چھوڑ کے مختلف قسم کے دیوی دیوتاؤں کی طرف کیوں مائل ہوتے ہیں اور
کی پوجا پاٹ کرنے پر رضامند ہو جاتے ہیں۔

کیرش کے اس استفسار پر' یونانی یہودی فلسفی نیوس تھوڑی دیر تک سر جھکائے
رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بیٹی تیرا سوال بہت اچھا اور کارگر ہے۔ اس سے متعلق جس قدر میں جانتا ہوں
تم تینوں کو بتاتا ہوں۔ سنو میرے بچو!

روئے زمین پر ہر سال جو زبردست تغیرات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ہر
انسان کے ذہن کو شدت کے ساتھ متاثر کیا ہے۔ اور اسے دعوت غور و فکر دی

لیکن ان وسیع اور تعجب خیز تبدیلیوں کے متعلق انسان کے تجسس میں اس کی اپنی

مرنی بھی شامل رہی ہے۔ اس لئے کہ وحشی تک بھی یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی تمام تر دارو مدار فطرت کی زندگی پر ہے اور وہی عمل جس سے آب رواں منجمد ہو جاتا ہے اور زمین اپنے لاجوردی لباس سے معلوم ہو جاتی ہے اس کے وجود کے لئے خطرے کا باعث ہے۔

اپنے ارتقاء کے کسی مرحلے پر انسان نے یہ سوچا ہو گا کہ اس آفت کا سدباب کے بس کی بات ہے اور وہ موسمی تغیرات کی رفتار اپنے جادو کے زور سے تیز یا دھیمی سکتا ہے۔

چنانچہ وہ مینہ برسانے، دھوپ نکالنے، جانوروں کی افزائش کرنے اور زمین کو زرخیز کرنے کے لئے رسمیں ادا کرتا اور منتر پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علم کی ترقی نے بہت سے توہمات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کم از کم نوع بشر کا سنجیدہ طبقہ اس بات کا قائل ہو گیا۔ گرما و سرما، بہار و خزاں کا سلسلہ اس کے جادو ٹونوں کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ فطرت ان بدلتے ہوئے مناظر کے پیچھے کوئی اندرونی عمل بھی جاری تھا۔

یعنی کوئی زبردست قوت کار فرما ہے۔ لہٰذا وہ نباتات کے نمو پانے اور مرجھانے، مخلوقات کی پیدائش اور موت کو بھی دیوتاؤں کی گھٹتی بڑھتی طاقت کا نتیجہ سمجھنے لگے۔ انسانوں کی طرح جنم لیتے اور مرجاتے تھے۔ شادیاں کرتے اور بچے پیدا کرتے تھے۔

اس طرح موسموں کے متعلق قدیم سحری نظریئے کی جگہ مذہبی نظریئے نے لے لی۔ یوں کہنا چاہئے کہ اس نظریئے میں مذہبی عقائد کا اضافہ ہو گیا کیونکہ لوگ اب موسمی سالانہ تغیرات کو بنیادی طور پر ان ہی تبدیلیوں سے منسوب کرنے لگے تھے۔ جو ان خداؤں میں واقع ہوتی رہتی۔

لیکن اب بھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ بعض سحری رسموں کے ذریعے وہ خدا کے حیات کے دیوتاؤں کی کشمکش میں اس کی مدد کر سکتے ہیں۔

انسانوں کا خیال تھا کہ ان کے دیوتاؤں کے گرتے ہوئے ماہ و سال کو تازگی دینا اسے موت کی نیند سے جگانا ان کے اختیارات میں ہے۔ اس مقصد سے لوگ جو رسمیں کیا کرتے تھے وہ اصل مظاہرِ فطرت کی تغیر تھے جس میں انہیں سہولت پیدا کرنی تھی۔

کیونکہ سحر کا یہ ایک عام اصول ہے مثل سے مثل پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ کے اس مرحلے میں نشو و نما اور انحطاط پیدائش اور فنا کے نشیب و فراز کو انہیں دیوتاؤں کے شادی بیاہ، موت اور نئے جنم سے منسوب کیا جانے لگا تھا۔ اس لئے ان

سحری مضامین کا موضوع یہی چیزیں بن گئیں تھیں اور ان میں بار آوری کی قوتوں کا تجزیہ اتحاد شدہ دیوتاؤں کے جوڑوں میں کم از کسی ایک زندگی کا المیہ اور کسی زندگی کا مسرت انگیز منظر پیش کیا جانے لگا۔

حقیقت یہ ہے کہ سحر بدعتوں سے نجات حاصل کرنے میں بہت کم مذہب کامیاب ہیں۔ دو متضاد اصول عمل در عمل فلسفیوں کے لئے خواہ کتنا ہی پیچیدہ مسئلہ کیوں نہ عام آدمی اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اسے صرف عمل سے سروکار ہے۔ اس کے نظریات کی تجویز سے اسے کوئی بحث نہیں۔ اگر نوع انسانی ہمیشہ منطقی اصول پر کار بند رہتی اعمال سے کام لیتی تو اس کی تاریخ جہالت اور جرم کی روداد سے عبارت نہ ہوتی۔

موسموں کے تغیر کے ساتھ ساتھ جو نئی تبدیلیاں رو نما ہوتی ہیں ان میں منطقہ کی حد تک سب سے نمایاں وہ ہیں جو نباتات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس تغیر حیوانات پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ لیکن وہ اس قدر نمایاں نہیں ہوتا۔

لہٰذا لازم ہے کہ جاڑے کو دفع کرنے اور بہار کو واپس لانے کے لئے جو رسمیں ادا کی جاتی ہوں۔ ان میں نباتات کو خاص اہمیت دی جائے اور ان کو پرندوں اور چوپایوں پر فوقیت حاصل ہو۔

یہ ایں ہمہ جو لوگ یہ رسمیں ادا کرتے ہیں۔ انہیں زندگی کے ان دو نباتاتی اور حیوانی پہلوؤں کے جدا نہ کئے جانے کا کوئی شعور نہ تھا۔ بلکہ جانوروں اور پودوں کے باہمی رشتے کے متعلق ان کا عام عقیدہ بڑا مبالغہ آمیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نباتات کی نئی زندگی کے سوانگوں میں مماثلت کے حقیقی یا ڈرامائی منظر میں شامل کر لیا کرتے تھے۔

تاکہ یہ بیک وقت اور بیک کرشمہ جانور اور انسانوں کے عمل کو تقویت پہنچائی ان کے نزدیک زندگی اور ثمر بری کا خواہ وہ نباتاتی ہو خواہ وہ انسانی ایک ناقابل تقسیم تھی۔ جینا اور جلانا، کھانا پینا اور بچے پیدا کرنا یہی کچھ ماضی میں انسان کے بنیادی تقاضے رہے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

انسانی زندگی کی تزئین اور آرائش کے لئے ان میں اور چیزیں بڑھائی جا سکتی ہیں اور بڑھائی گئی ہیں لیکن جب یہ فطری احتیاجات پوری نہ ہوں۔ بنی نوع انسان کا خاتمہ ہو جائے۔ لہٰذا کسی حد تک یہی وہ دو چیزیں تھیں یعنی غذا اور بچے جن کے حصول کی سعی میں موسموں کو منجمد کرنے کے لئے لوگ سحری رسمیں ادا کرتے یا اس مقصد کے لئے اپنے دیوتاؤں کی طرف رجوع کرتے تھے۔

بظاہر یہ رسمیں دنیا میں سب سے زیادہ بافنا بگلی سے ان علاقوں میں جاری رہی

ہیں۔ جو بحیرہ روم کے مشرقی کنارے پر واقع ہیں۔ اور مصر اور مغربی ایشیاء والے نباتات کے نمو پانے اور مرجھانے کے سالانہ عمل کو اس اپنے مختلف دیوتاؤں کے سے موسوم کرتے رہے ہیں۔ ان دیوتاؤں میں مصر کا اوسائی رس دیوتا یونان کا تموز اور قبرص کا اروشہ اور کئی مزید دیوتا بھی شامل ہیں۔ جن کے نام مختلف ہیں لیکن وابستہ رسمیں تقریباً" ایک ہی جیسی ہیں۔

یہ وہ پس منظر ہے جس کی وجہ سے لوگ خدائے واحد کو چھوڑ کر دیوی دیوتاؤں کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں اور ان کی پوجا پاٹ کرتے رہے ہیں۔ اس وقت چونکہ موضوع ایدونس دیوتا ہے لہٰذا میں اسی کے متعلق آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔ بنیادی طور پر ایدونس کو بابل اور شام کی سامی قومیں پوجا کرتی تھیں۔ ساتویں صدی قبل مسیح کے بھگ یونانیوں نے بھی اس دیوتا کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اور اس دیوتا کا نام انہوں نے ایدونس کے بجائے تموز رکھ دیا۔ اس دیوتا کا اصل نام تو ایدونس ہے۔ یہ شاید اودن یا ایدن سے ہے۔ جس کے معنی مالک یا آقا کے ہیں۔ اسی نام سے اکثر اودن کے والے اسے مخاطب کیا کرتے تھے۔

بابل کے مذہبی لٹریچر میں ایدونس کو دیوی عشتار کے شوہر یا عاشق کی حیثیت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ دیوی فطرت کو تولیدی توانائیوں کا مظہر خیال کی جاتی تھی۔ شاید رسوم میں ان دیوی دیوتاؤں کے باہمی رشتے کے متعلق حوالے ملتے ہیں وہ ادھورے اور مبہم ہیں۔

تاہم ان سے یہ ضرور ہوتا ہے کہ عقائد کی رو سے ایدونس یعنی تموز ہر سال تھا اس پھلتی پھولتی دھرتی سے رخصت ہو کر عالم بالا کی تاریکیوں میں غائب ہو جاتا اس کی مقدس ملکہ عشتار سے یونانیوں نے افرودیتی کا نام دیا تھا۔ اس کی تلاش میں دوسرے دیس کے سفر کے لئے روانہ ہوتی۔

قدیم بابلیوں کے قول کے مطابق اس دوسرے دیس کو وہ دیس سمجھا جاتا ہے جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آتا۔ قدیم بابلیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس مقدس آتشکدہ میں جب عشتار دیوی پہنچتی تو اس کے دروازے اور چٹکنیوں پر گرد جمی رہتی اور دیوی کے جانے سے دنیا سے آتش عشق سرد پڑ جاتی اور انسان اور جانور سب اپنی افزائش سے بالکل غافل ہو جاتے۔ اس لئے کہ عشتار دیوی تولیدی توانائیوں کی مظہر کی جاتی تھی۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ سارے ذی حیات موجودات روبہ فنا ہو جاتے دیوی سے حیوانات کے وظائف جنسی اس حد تک وابستہ تھے کہ ان کی موجودگی کے

بغیر ان کا پورا ہونا ممکن نہ تھا۔

قدیم شامیوں اور بابلیوں کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ عشتار دیوی کے ساتھ ساتھ بڑے والے رب البحر بھی کہا جاتا تھا کہ ایک قاصد اس دیوی اور دیوتا ایدونس کو اس جہان نجات دلاتا اور وہاں کے لئے روانہ ہوتا اور عالم اسفل کی سخت گیر دیوی جس کا نام خیال کیا جاتا تھا۔ بادل نخواستہ اجازت دے جاتی کہ عشرات کو جیون کے جال کا چھینٹا جائے۔ غالباً" اسے اپنے عاشق تموز یعنی ایدونس کو بھی اپنے ساتھ لے جانے کی بھی اجازت دے دی جائے تاکہ ہم دونوں عالم بالا واپس ہوں اور ان کے قدموں کی برکت سے فطرت پھر سے جاگ اٹھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی فلسفی تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کچھ سوچا پھر وہ اپنا کلام دوبارہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے بچو! ہر سال وسط گرما کے لگ بھگ اس مہینے میں جو اسی کے نام سے موسوم ہے یعنی ایدونس دیوتا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سارے زن و مرد بانسریوں کی دھن پر دیوتا کا ماتم کرتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ہر سال دیوتا مرتا ہے اور اگر وہ بانسریوں کی دھن پر ماتم نہ کریں تو دیوتا زندہ نہیں ہوتا اور اگر دیوتا زندہ نہ ہو تو ان سے ہر قسم کی ہریالی اور نباتات چھین لی جائیں گی۔

چنانچہ یونان کے قدیم ادب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ متوفی دیوتا کی ایک مورتی کو پاک پانی سے دھو کر تیل ملا جاتا تھا اور اسے سرخ عبا پہنا دی جاتی تھی لوگ سوز خوانی کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ عود اور عنبر کی لپٹیں اٹھتی رہتیں۔ گویا مقصود یہ تھا کہ ایدونس کے گزشتہ حواس عود کر آئیں اور وہ خواب اجل سے بیدار ہو جائے۔ ایک منقوش ہے میں جس کا عنوان بابلی ادب میں اودنس کا بانسریوں کا بین کے نام سے مشہور ہے۔ میں ان سوز خوانوں کی آواز میں دور کہیں گونجتے ہوئے سروں کی طرح بانسریوں کے پر سوز آواز میں نغمے آج بھی سنائی دیتے ہیں۔ میں نے چونکہ بابلی ادب کو بڑے غور سے پڑھا ہے لہٰذا مجھے ان کے کئی نوحے بھی ازبر ہیں۔

ان کا ایک مشہور اور معروف نوحہ ہے جو بانسریوں کی لے پر عورتیں عموماً" اپنے دیوتا کو زندہ کرنے کے لئے گاتی ہیں۔ وہ نوحہ کچھ یوں ہے۔

اس کے رخصت ہونے پر ہم نوحہ کرتی ہیں۔ اے میرے بچے اس کے رخصت ہونے پر ہم نوحہ کرتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یہودی فلسفی تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ لمحہ بھر کے لئے

باری باری اس نے یوناف' کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! ایدونس دیوتا کے متعلق بابلی ادب میں بے شمار حکایتیں اور رسومات پائی جاتی ہیں۔ اللہ کے نبی ذی الکفل نے اسی دیوتا کے خلاف جہاد کرتے ہوئے لوگوں کو وحدانیت کی طرف بلایا تھا۔

کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ اللہ کے نبی ذی الکفل نے بیت المقدس کی کچھ عورتوں کو ہیکل کے شمالی دروازے پر ایدونس دیوتا کے لئے آہ و زاری کرتے دیکھا تو انہیں ڈانٹا اور انہیں اس رسم بد سے روکتے ہوئے خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کی رہنمائی کی۔

جہاں تک یونانی ادب اور قدیم اساطیر کا تعلق ہے یونانی اساطیر کے آئینے میں ایدونس نام کا یہ دیوتا حسین و جمیل دیوی افرودیتی کا محبوب نظر آتا ہے۔ یونانی دیوی افرودیتی وہی ہے جو عربوں کے یہاں عشتار کے نام سے موسوم ہے۔

کہتے ہیں کہ ایام شیر خواری میں افرودیتی یا عربوں کی عشتار دیوی نے ایدونس دیوتا کو ایک صندوق کے اندر چھپا کر عالم اسفل کی ملکہ پر سیفونی کے حوالے کر دیا تھا۔

لیکن جب پر سیفونی نے صندوق کھولا تو اس بچے کا حسن دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئی اور اسے افرودیتی یا عشتار دیوی کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ عشق کی دیوی افرودیتی یا عشتار بہ نفس نفیس اسے زندان لحد سے رہا کرنے کے لئے خود عالم اسفل تک گئی تھی۔

آخر موت اور عشق کی ان دیویوں کا قضیہ چکانے کے لئے مہادیوتا ایل یا زیوس حرکت میں آیا اور اس نے فیصلہ دیا کہ ایدونس دیوتا سال کا کچھ حصہ پر سیفونی کے ساتھ عالم اسفل میں بسر کرے اور کچھ عرصہ افرودیتی یعنی عشتار کے ساتھ عالم بالا میں بسر کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر سال ایدونس دیوتا کے ماننے والے اسے زندہ کرنے کے لئے اس کا ماتم کرتے ہیں۔ اس کی زندگی کے لئے گیت گاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ سال کے چھ مہینے ایدونس دیوتا عالم بالا میں عشتار دیوی کے ساتھ گزارتا ہے۔ اور باقی چھ مہینے وہ عالم اسفل میں پر سیفونی دیوی کے ساتھ بسر کرتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ یہودی فلسفی خاموش ہوا تب یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ہمارے بزرگ۔ تیری بڑی مہربانی کہ تو نے اس ایدونس دیوتا کے متعلق ہمیں

معلومات فراہم کیں۔ لیکن اس سے پہلے تو بتا چکا ہے کہ اس دیوتا کے سب سے بڑے مرکز شام اور قبرص میں تھے۔ کیا تم ہمیں شام اور قبرص میں بھی اس دیوتا کے ماننے والوں سے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالو گے تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو۔ اس پر یہودی فلسفی نیوس تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو میرے بچو! شام اور قبرص میں اس دیوتا سے متعلق تم تینوں کو تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔ سنو!

میرے عزیزو! سب سے پہلے میں ارض شام میں جو ایدونس دیوتا کے مرکز تھے۔ ان کے متعلق روشنی ڈالتا ہوں۔ پھر قبرص کی طرف چلیں گے۔ شام میں ایدونس دیوتا کا سب سے بڑا مرکز ببلوس شہر میں تھا۔

یہ شہر سمندر کے کنارے ایک سطح مرتفع پر واقع ہے۔ اور اس میں عشتار یعنی افرودیتی دیوی کا ایک بہت بڑا مندر ہے۔ جہاں ایک کشادہ صحن کے اندر خانقاہ سے گھرا ہوا ایک مخروط یا حرم نما سنگ مینار سینہ تانے کھڑا ہے۔ جس پر پہنچنے کے لئے زینوں کا ایک سلسلہ چلا گیا ہے۔ یہ عربوں کی عشتار اور یونانیوں کی افرودیتی دیوی کا بت ہے۔

اس عبادت گاہ میں ایدونس دیوتا کی پوجا پاٹ ہوا کرتی ہے بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ ببلوس شہر اس کی ادب گاہ تھا اور نہر ابراہیم جو ببلس کے کسی قدر جنوب میں سمندر میں آبشار ہو جاتی ہے وہ قدیم زمانے میں ایدونس کے نام سے ہی موسوم تھی۔ اسی علاقے پر اس بادشاہ کی حکومت تھی۔ جس کا نام کینی راس تھا۔ اور جسے ایدونس دیوتا کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔ قدیم تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس شہر پر ابتدائی زمانے سے آخر تک بادشاہوں کی حکومت رہی جن کی معاونت شاید اکابرین یا شیوخ پر مشتمل ایک کونسل یا مجلس شوریٰ کیا کرتی۔

کہتے ہیں کہ ایدونس دیوتا کے باپ کینی راس کے خاندان میں سے جو آخری بادشاہ تھا جس نے ببلس پر حکومت کی اس کا نام بھی کینی راس تھا۔ اور وہ بڑا ظالم اور جابر بادشاہ تھا۔ یہ کینی راس رومن جرنیل پمپی کے دور تک موجود تھا اور اسی پمپی کے ہاتھوں یہ قتل ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ اسی کینی راس نے کوہ لبنان تک دارالسلطنت سے ایک دن
فاصلے پر کسی جگہ عشتار یعنی افرودیتی دیوی کے لئے عبادت گاہ بنائی تھی۔ یہ مقام غالباً
تھا جو دریائے ایدونس کے منبع ببلس اور بعلبک شہر کے درمیان واقع تھا۔

اس لئے کہ افاقہ میں عشتار کا ایک مشہور شجر اور معبد تھا۔ جسے رومن
قسطنطین نے وہاں کی رسوم اور عبادت کی فاجرانہ نوعیت کی بناء پر تباہ کر ڈالا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد
سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! کہتے ہیں یہی وہ مقام تھا جہاں قدیم قصوں کی رو سے ایدونس
اور عشتار یعنی افرودیتی دیوی کی پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی کو
سلسلے کے اوپر ایدونس دیوتا کی لاش کے ٹکڑے سپرد خاک کئے گئے تھے۔

میں نے یہ مقام خود جا کے دیکھا ہے۔ یہاں کوہستانی سلسلے کے اوپر بھاری اور
چٹانوں کے اوپر عشتار اور ایدونس دیوتا کی مورتیاں کھدی ہیں۔ اور ایدونس دیوتا اپنی
میں نیزہ لئے ریچھ کے حملے کا منتظر ہے۔ اور عشتار دیوی مغموم بیٹھی ہوئی ہے۔ اس
غمزدہ مورتی شاید اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسے عنقریب اپنے محبوب ایدونس
بچھڑنے کا غم ہے۔

ایدونس دیوتا اپنے عقیدت مندوں اور عبادت گزاروں کے عقیدے کی رو سے
ہو کر مر جاتا ہے اور ہر سال روئے فطرت اس کے مقدس لہو سے سرخ ہو جاتی
سال بہ سال جس وقت بیوگان شام اس کی موت کا ماتم کرتی ہیں تو وہ کوہستانی سلسلے
اندر سے ایک مخصوص پھول توڑتی ہیں۔ یہ پھول ایدونس دیوتا سے مختص کیا جاتا ہے۔
پھول توڑ کر ایدونس دیوتا کے عقیدت مند سمندر کے اندر پھینکتے ہیں تاکہ ان پھولوں
حسیات سے ایدونس دیوتا کو نئی زندگی عطا ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس دم لینے کے لئے رکا پھر کہنے لگا۔

جدید سیاحوں نے اس شکستہ حال قریئے کے قریب اس مندر کی جائے وقوع دریافت کی ہے جو آج
افاقہ کے نام سے موسوم ہے اور پہاڑ کے دامن میں دریائے ایدونس کی روحانی نخلستانی گذرگاہ کے
پر واقع ہے۔ اس قریئے کو آبشار کے کنارے درختوں کے شاندار جھنڈ گھیرے ہوئے ہیں یہاں سے
فاصلے پر دریائے عاصی کے دھانے کے اطراف پر چٹانیں حلقہ باندھے کھڑی ہیں اور دریا ایک
صورت میں گرتا اور سرسراتا ہوا گزرتا ہے۔

سنو میرے عزیزو! یہ تو ایدونس دیوتا کی شام میں کیفیت ہے۔ اب میں تمہیں یہ بتاتا
ہوں کہ یہ دیوتا قبرص میں کیسے پہنچا۔ اور ہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ایدونس دیوتا
ایک طرح سے لبنان کے بعل دیوتا ہی کی دوسری شکل و صورت ہے۔ جہاں تک قبرص کا
تعلق ہے تو جزیرہ قبرص شام کے ساحل سے اس قدر قریب ہے کہ جہاز کے ذریعے اس کا
فاصلہ صرف ایک دن میں طے ہو جاتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ گرمیوں کی سہانی شام پھوٹتی
شفق کے سامنے اس ساحل سے جزیرہ کے پست اور تاریک پہاڑ تک نظر آتے ہیں۔

وہاں کی پیتل کی کانوں اور سرو اور دیودار کے جنگلوں نے قدرتی طور پر عرب
تاجروں کو جو بحر نورد تھے اپنی طرف کھینچا اور اس کے ساتھ وہاں اناج، شراب اور روغن
کی بہتات کو دیکھ کر انہوں نے ناہموار ساحل کی فطری تہی دامن کے مقابل میں جسے ایک
طرف سے پہاڑوں اور دوسری طرف سے سمندر نے گھیرا ہوا تھا یہ سرزمین انہیں جنت نظر
لگی۔

اس لئے کہ عرب قدیم ہی سے قبرص میں بس رہے تھے اور جزیرے کے ساحلوں پر
یونانیوں کے قدم جمانے کے بعد بھی مدت قدیم تک وہیں رہا کئے۔ چنانچہ قدیم کتبوں اور
سکوں سے پتہ چلتا ہے کہ سکندر اعظم کے عہد تک اس قبرص پر عربوں ہی کی حکومت
تھی۔ لازمی بات ہے کہ جب یہ عرب یعنی فونیکی جزیرہ قبرص میں پہنچے تو اپنے ساتھ اپنے
دیوتاؤں کو بھی لیتے گئے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ لبنانی بعل کے پرستار تھے جو شاید
ایدونس ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور قبرص میں داخل ہونے کے بعد جزیرے کے جنوبی ساحل
پر اماتس کے مقام پر انہوں نے ایدونس اور عشتار دیوی کی پرستش ڈالی اس لئے کہ یہ
دیوتا اور دیوی عربوں کے سب سے بڑے دیوتا اور دیوی خیال کئے جاتے تھے۔ ان عربوں
نے ببلوس کی طرح یہاں بھی عبادت کی وہی رسمیں جاری کیں جو شام میں رواں دواں
تھیں۔

جب پورے جزیرہ قبرص پر عربوں یعنی کنعانیوں کا قبضہ ہو گیا تو اماتس شہر کی جگہ
قبرص کا شہر فافوس ایدونس دیوتا اور عشتار دیوی کا مرکز بن گیا۔ یہ شہر جزیرے کے شمال
مغربی علاقے میں واقع ہے۔ جزیرہ قبرص شروع سے لے کر آخر تک جس حکومت کے تحت
بھی رہا ان میں فافوس شہر کا علاقہ کوہستانی علاقہ ہے اس پر پہاڑیاں موج در موج سینہ تانے
کھڑی ہیں اور اسے دریا قطع کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ کھیتوں اور نخلستانوں سے اس
کوہستان کی یک رنگی میں نمو پیدا ہو گیا ہے۔

دریاؤں نے صدیوں سے بہتے بہتے اتنی گہری تہیں بنائی ہیں کہ اس کی وجہ سے

اندرونی علاقہ بڑا دشوار گزار ہو گیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی رکا پھر غور سے یوناف' کیرش اور مار
طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تم لوگ حیران ہو گے کہ یہ علاقہ بھی میں نے اپنی آنکھوں
دیکھا ہوا ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاؤں کہ اس سفر میں انسان کی طبیعت اکتاتی
یونانیوں کا مقدس پہاڑ کوہ اولمپس کا سلسلہ جس کی چوٹیاں سال میں زیادہ تر برف
رہتی ہیں۔ فاقوس شہر کو شمال اور مشرق سے چلنے والی ہواؤں سے بچاتا ہے اور
جزیرے سے الگ کر دیتا ہے۔ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر بچے کچے صنوبر کے بن ابھی
موجود ہیں۔ جن کے سائے میں ادھر ادھر کچھ خانقاہیں کھڑی ہیں۔ یہ منظر بھی اپنے
بڑی دلکشی رکھتا ہے۔

فاقوس کا قدیم شہر سمندر سے قریباً" میل بھر کے فاصلے پر ہے۔ اس شہر میں
فونیکیوں نے شام اور لبنان کی طرح اپنے دیوتا ایدونس اور دیوی عشتار کے لئے بڑے
مندر اور عبادت گاہیں تعمیر کیں۔

قدیم قبرصی ادب کا جائزہ لینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں
دستور سے وہاں کی تمام عورتوں کو بیاہ سے قبل عشتار یا افرودیتی دیوی کی عبادت گاہ
اندر اجنبیوں کے ہاتھوں اپنی آبرو لٹانی پڑتی تھی۔ خواہ اس دیوی کا نام افرودیتی ہو یا
کچھ ہی رہا ہو۔ ایسے ہی وہ دستور مغربی ایشیا کے دوسرے حصوں میں بھی جاری تھے۔

اس دستور کا محرک چاہے کوئی رہا ہو۔ یہ امر واضح ہے کہ ان سے عیاشی مقصود
تھی۔ بلکہ یہ دستور مغربی ایشیا کی عظیم دیوی عشتار جسے ام الارباب بھی کہتے تھے اس
عبادت کے فرائض میں شامل تھے۔ جس کی نوعیت تمام مقامات پر کچھ اختلافات کے
ایک ہی رہی ہے۔

اس طرح بابل میں کیا امیر کیا غریب عورت کو اپنی زندگی میں ایک مرتبہ عشتار
مندر میں کسی اجنبی کی آغوش گرم کرنی پڑتی تھی۔ اس عقیدت مندانہ عصمت فروشی
وہ جو کچھ کماتی اس کو دیوی کی نظر کر دیا جاتا تھا۔

حال ہی میں ببلوس میں ایک کتبہ ملا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہبی عصمت فروشی کا
اس علاقے میں دوسری صدی عیسوی تک باقی تھا۔ اس کتبے میں اسمیرا نام کی ایک عورت کے بارے
عبارت نقش ہے کہ وہ دیوتا کی خاص حکم کی تعمیل میں کسبی کی حیثیت سے اس کی خدمت انجام دیتی
اس کی ماں اور دوسری بہنیں بھی اس سے پہلے یہی کچھ کرتی رہی تھیں۔ اس کے علاوہ ببلوس کے
میں ایک ستون بھی ملا ہے۔ جو چڑھاوے کو سہارا دینے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس ستون پر ایک
اعلانامہ کندہ ہے جس کی اس طرح تشہیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ایسا چال چلن اور حسب و نسب
رسوائی نہ تھا۔

دیوی کی عبادت گاہ میں اس رسم کی تکمیل کے انتظار میں عورتوں کے ٹھٹ کے
ٹھٹ لگے رہتے تھے۔ ان میں سے بعض کو تو برسوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ شام میں ہیلوپولس
یا بعلبک کے دستور کے بموجب جو اپنے مندروں کی وجہ سے مشہور ہیں ہر دوشیزہ کے لئے
عشتار دیوی کے مندر میں کسی اجنبی کے ساتھ ہم بستر ہونا ضروری تھا۔

اور عورتیں اور کنواریاں سب اپنی اس صورت میں دیوی کے ساتھ اپنی عقیدت کا
ثبوت دیا کرتی تھیں۔

رومن شہنشاہ قسطنطین نے اس رسم کو منسوخ کر دیا اور عشتار کے مندر کو ڈھا کر
اس کی جگہ ایک گرجا تعمیر کر دیا۔

عمون یعنی فونیکی مندروں میں عورتیں ایک مذہبی فریضے کے طور پر اپنی عصمت
فروشی کیا کرتی تھیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے طرز عمل سے دیوی خوش اور مہربان ہوتی
ہے۔ اموریوں یعنی کنعانیوں کے قانون کی رو سے ہر اس عورت کے لئے جو بیاہی جانے
والی ہو یہ ضروری تھا کہ وہ مندر کے پھاٹک کے پاس سات دن تک بیٹھی عصمت فروشی
کرتی رہے۔

ببلوس میں لوگ ایدونس کے سوگ میں ہر سال اپنے سر منڈوا دیا کرتے تھے۔ جن
عورتوں کو اپنے بالوں کی قربانی دینے سے انکار ہوتا انہیں اپنے آپ کو اس تہوار کے دوران
کسی دن اجنبیوں کے سپرد کر دینا پڑتا اور اس کی کمائی دیوی پر نذر چڑھا دی جاتی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ایک بار پھر یہودی فلسفی نیوس دم لینے کے لئے رکا۔ اس
موقع پر یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو بزرگ نیوس تو نے ہمیں بہترین
معلومات فراہم کی ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ تم ابھی مزید تفصیلات ہمیں بتاؤ گے۔ اس پر
نیوس نے گلا صاف کیا اور پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھو یوناف میرے عزیز تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے میں یوں
کہہ سکتا ہوں کہ یہ مذہبی عصمت فروشی صرف ایک قبرص یا ارض شام میں ہی جاری نہیں
تھی۔ بلکہ آرمینیا میں اعلیٰ گھرانے اپنی بیٹیوں کو اپنی ان تمیس دیوی کے مندر میں اس کی
عبادت کے لئے وقف کر دیتے تھے۔ جہاں کنواریاں اپنے بیاہ سے قبل ایک عرصے تک
عصمت فروشی کیا کرتی تھیں۔ ان لڑکیوں کے ایام عبادت ختم ہونے پر کسی شخص کو ان کے
ساتھ بیاہ کرنے میں تامل نہ ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ آرمینیا میں تو کچھ مقدس مقامات پر ان کسبی عورتوں کی ایک کثیر
تعداد رہا کرتی تھی جو اپنی دیوی کی عبادات کا فرض انجام دیتی تھیں اور مذہبی عصمت فروشی

بھی کرتی تھیں اور گرد و نواح کے شہروں اور دیہات کے مرد اور عورتیں اس دیوی
شماہی جشنوں میں شریک ہو کر منتیں چڑھاتے جو ان لڑکیوں کے کام آتی تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا یہودی فلسفی خاموش ہو گیا۔ اس موقع پر یوناف
اور اس مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ۔ جس طرح ارض شام میں ایدونس دیوتا کے متعلق مخ
رسومات جاری ہیں کیا ان علاقوں میں بھی ایدونس سے متعلق کچھ رسمیں جاری اور سا
ہیں۔" اس پر یہودی فلسفی بولا اور کہنے لگا۔

ایدونس والے تہواروں میں جو مغربی ایشیا اور یونان میں اور قبرص میں منائے جا
ہیں۔ کچھ تہوار اور رسمیں اس علاقے میں بھی جاری ہیں۔ مثلاً" یہ کہ اس دیوتا کی مو
کا ماتم ہر سال یہاں بھی کیا جاتا ہے۔ ان میں اس کے بتوں کو لاشوں کی مانند کفن پہنا
اس طرح نکالا جاتا ہے جیسے انہیں دفنانے لے جایا جا رہا ہو۔ اور پھر سمندر یا چشموں
پھینک دیا جاتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مختلف علاقوں میں ایدونس دیوتا کے متعلق رسوا
بھی مختلف ہیں۔ مثلاً" مصر کے شہر اسکندریہ میں یہ ہوتا ہے کہ دو بگھیوں پر ختشار
ایدونس دیوتا کے بتوں کی نمائش کی جاتی ہے۔ ان کے برابر مختلف اقسام کے پکے پھ
پھولوں کے گملے رکھ دیئے جاتے ہیں اور ان پر بادبان لپیٹ کر ہرے بھرے منڈوے
دیئے جاتے ہیں۔ پھر ایک دن ان دونوں کا بیاہ رچایا جاتا ہے۔ دوسرے دن عورتیں
بھیس بھرے سر اور چھاتیاں کھولے مردہ ایدونس کو سمندری ساحل پر لے جاتی ہیں ا
اسے موجوں کے حوالے کر دیتی ہیں۔

لیکن ان کے سوگ میں امید کی خوشی بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ یہ
الاپتی جاتی ہیں کہ جانے والا ایک دن ضرور لوٹ کر ان کے پاس آئے گا۔

سنو میرے عزیزو! وہ ساری رسمیں جو ایدونس دیوتا سے تعلق رکھتی ہیں اور ا
شام یا قبرص میں منائی جاتی ہیں وہ ان سرزمینوں میں بھی جاری و ساری ہیں۔ مثلاً" ا
شام اور قبرص میں ایدونس کی ذات' نباتات اور اناج کے دیوتا سے عبارت تھی اس
ایدونس دیوتا کو خوش کرنے کے لئے اس کے پیروکار باغیچوں کی رسم ادا کیا کرتے تھے۔

اس رسم میں یہ ہوتا تھا کہ مٹی سے بھرے ہوئے گملوں یا ٹوکریوں میں گندم
سویا اور مختلف قسم کے اناج اور پھل بھر دیئے جاتے اور آٹھ دن تک ان کی دیکھ بھال
آبیاری کی جاتی۔ یہ کام عموماً" صرف عورتیں انجام دیتیں۔ آفتاب کی تمازت کے اث

بہت جلد پھوٹ نکلتے لیکن ان کی جڑیں نہیں نکلتیں تھیں۔ اس لئے اتنی ہی جلد
جاتے۔ بہر حال آٹھویں روز ان پودوں کو دونوں دیوتا کے پتلوں کے ساتھ لے جایا
اور سمندر یا چشموں یا دریا میں پھینک دیا جاتا۔ یہ رسم جس کی ابتدا قبرص یا ارض
میں ہوئی۔ یہاں افریقی علاقوں میں بھی ایدونس دیوتا کے لئے منائی جاتی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یہودی فلسفی خاموش ہوا تو پھر یوناف اسے بڑی عقیدت
خاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ میں اور میری دونوں بیویاں تیری بڑی
گزار ہیں کہ تو نے ہمارے کہنے پر ایدونس دیوتا کے متعلق تفصیل بتائی۔ اس سے متعلق
ات سے ہمیں آگاہ کیا۔ دیکھ اب کافی وقت ہو گیا ہے۔ میں اور میری دونوں بیویاں
رے میں جا کر آرام کرتے ہیں۔ تم بھی اب آرام کرو۔ پھر کل دوبارہ ہم تمہاری
میں حاضر ہوں گے اور مزید تفصیلات تم سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔
اس یہودی فلسفی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاں کہہ دی۔ جس کے جواب میں
کیرش اور مارتھا اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

اپنے کمرے میں جا کر یوناف رکا پھر وہ کیرش اور مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم
ان میری بات غور سے سنو۔ اس علاقے میں ایدونس دیوتا کے متعلق شرک کو ختم کرنے
لئے میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ اس پر کیرش فوراً" بولی اور پوچھنے لگی وہ کیا؟
میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ کیرش آج رات کے پچھلے حصہ میں جب کہ چاروں طرف ویرانی اور سناٹا ہو گا
ایدونس دیوتا کے اس بت کی طرف جاؤں گا جو یہاں کے لوگوں نے گھڑ لیا ہے اور اس
بادت اور پوجا میں مصروف ہو گئے ہیں۔ میں اس بت کو گرا دوں گا۔ میرے خیال میں
ے ایسا کرنے سے ان لوگوں کا عقیدہ ایدونس دیوتا سے ہٹ جائے گا اور وہ مزید ایسے
ن میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے۔ اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی۔ اگر ایسا ہے تو
ت کے پچھلے پہر میں' میں اور مارتھا بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ اس پر یوناف بولا
کہنے لگا۔ ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ اب آؤ آرام کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی تینوں
اں بیوی بستر میں گھس کر آرام کرنے لگے تھے۔

○

رات اندھیرے کی شال بنتے بنتے اپنے انجام کے قریب پہنچ چکی تھی۔ یہاں ازل پہنائیوں ابدی گہرائیوں جیسی خاموشی اور اندھی بنجر زمین اور کالی رات کی جیسی چپ پھیلی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی کوئی پرندہ اپنے پر پھڑپھڑاتے ہوئے اپنی گرسنہ صداؤں سے اپنے ہونے کا احساس دلاتا تھا۔ ورنہ چاروں طرف گہری چپ تھا۔

ایسے میں یوناف' کیرش اور مارتھا سرائے میں اپنے کمرے سے نکلے اور اس بڑھے جہاں بہت بڑی عمارت کی صورت میں ایدونس دیوتا کا مجسمہ استادہ تھا۔ بہت بڑا مجسمہ ایک دیوہیکل چٹان کو تراش خراش کر بنایا گیا تھا۔ اس بڑے مجسمے کے پاس ایدونس دیوتا کے برنجی بت بھی کافی تعداد میں تھے۔ ہر بت کا دایاں ہاتھ اٹھا ہوا تھا۔ جس میں بجلی چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ ان بتوں کے درمیان عشتار دیوی کے بت بھی تھے۔ اس دیوی کے دونوں بازو یا تو نیچے لٹکے یا چھاتیوں پر بندھے ہوئے تھے کہ وہ غذا باہم پہنچا رہی ہے۔

اس بت خانہ کے قریب آ کر یوناف نے پہلے ٹھوکریں مار مار کر سارے بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا پھر وہ بڑے بت کے قریب آیا۔ دوزانو بیٹھ گیا۔ دعا کے انداز میں اپنے ہاتھ بلند کئے پھر وہ بڑی انکساری میں اپنے خداوند کے حضور دعا مانگ رہا تھا۔

اے خداوند! اے ابراہیم' موسیٰ و عیسیٰ کے خدا! اے تقادیم کہنہ کے رازوں سوچوں کے زہر میں گلوں کا روپ اور دلوں کی کدورت میں پھولوں کا نکھار بھرتا ہے۔ خداوندا! تو ہی بیوہ کی بد نصیبی' یتیم کی لاچارگی پر نگاہ رکھتا ہے۔ تو ہی بدبختوں کی غم زدہ کی سسکیوں کو مسکراہٹوں میں تبدیل کر دینے والا ہے۔

اے خداوند بادلوں کی بلند پروازی' ہواؤں کی شہ زوری کوہستانوں کی تمکنت تیرے ہی دم سے ہے' تیری ہی ذات سے دل کا سکون و چین روح کا صبر و تحمل' تخلیق کا فن کا جنون جاری و ساری ہے۔ اے خداوند تو ہی فراق و ہجر کے لمحوں میں انسانی بھنور کھڑے کرتا ہے۔ تو ہی انحطاط و زوال کے جھگڑوں میں عروج و شباب کے دور رواں دواں کرتا ہے۔

اے خداوند اے ابراہیمؑ کے خدا میں تیری رضا مندی اور تیری خوشنودی کے لئے اس ایدونس دیوتا کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہوں' مجھے توفیق دے مجھے طاقت دے میں اس بت کو گرا کے پاش پاش کر دوں تاکہ اس کے حوالے سے' اس کی نسبت سے ان سرزمینوں میں شرک جاری ہے اس کا خاتمہ ہو جائے۔

یہاں تک دعا مانگنے کے بعد یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ کیرش اور مارتھا کے قریب آیا اور بڑی رازداری میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں بہنیں اس سامنے والی چٹان کی اوٹ میں چلی جاؤ۔ میں ایدونس دیوتا کے بت کو گرانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور بت کو گرانے کے ساتھ ہی ہم یہاں سے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سرائے کی طرف چلے جائیں گے۔ یوناف کا کہا مانتے ہوئے کیرش اور مارتھا دونوں فی الفور قریبی چٹان کی اوٹ میں جا کے بیٹھ گئی تھیں۔

یوناف لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ایدونس دیوتا کے بہت بڑے چٹان سے تراشے ہوئے بت کے قریب آیا۔ ایک بار پھر اس نے بڑے عجیب سے انداز میں بڑی لاچارگی اور بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ بت کی کمر پر جمائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کیا۔ ساتھ ہی اس نے ہلکی رازدارانہ آواز میں اللہ اکبر کا نعرہ تین بار بلند کیا پھر اس نے جو بھرپور انداز میں زور لگایا تو چٹان سے تراشے ہوئے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو اس نے گرا کے رکھ دیا تھا۔

ایدونس دیوتا کا وہ مجسمہ جو ایک بہت بڑی چٹان سے تراشا گیا تھا وہ اپنی جڑ سے اکھڑ گیا تھا۔ چونکہ وہ بلندی پر تھا۔ نیچے ڈھلان تھی۔ لہٰذا وہ ڈھلان پر دور تک لڑھکتا چلا گیا تھا اور نیچے آنے تک اس کے ٹکڑے ٹکڑے اور کرچیاں کرچیاں ہو کے رہ گئی تھیں۔

یہ سارا کام کرنے کے بعد یوناف تقریباً بھاگتا ہوا چٹانوں کی اوٹ میں آیا۔ اتنی دیر تک ایدونس کے پجاریوں اور رکھوالوں نے بھی یوناف کو چٹان کی طرف بھاگتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اس کے تعاقب میں چٹان کی طرف بھاگے۔ چٹان کی اوٹ میں کیرش اور مارتھا کے قریب آ کر یوناف بولا اور کہنے لگا تو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور سرائے کی طرف چلے جائیں۔ یوناف کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے یوناف کے ساتھ کیرش اور مارتھا نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں۔ پھر وہ تینوں مافوق الفطرت انداز میں سرائے کی طرف چلے گئے تھے۔

ایدونس دیوتا کے پجاری جب بھاگتے ہوئے اس چٹان کی طرف آئے جس کی اوٹ میں یوناف ہوا تھا تو وہ دنگ رہ گئے۔ انہوں نے دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ کچھ دیر تک پجاری بڑے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ سورج اب مشرق سے طلوع ہونے والا تھا۔ اور افق پر ہر سو سرخی اور ہلکی ہلکی روشنی بکھر گئی تھی۔ پھر ایک پجاری بولا اور کہنے لگا۔ میں نے بت کو گرانے والے کو خود اس چٹان کی اوٹ میں آتے دیکھا تھا۔ نجانے وہ کہاں چلا گیا ہے۔ اس پر دوسرا پجاری بولا اور کہنے لگا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ آخر اس اکیلے نے کیسے اتنے بڑے بت کو گرا کر کر دیا۔ یہ اکیلے شخص کا کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اس پر وہی پجاری بولا اور کہنے لگا۔ مانو نہ مانو وہ اکیلا ہی تھا۔ اس پر ایک اور پجاری بولا اور کہنے لگا ہاں میں نے بھی تھا۔ اس اکیلے نے ہی ایڈونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر پاش پاش کیا ہے۔ اس اور کوئی نہیں تھا۔ اور دیکھو وہ ہمارے سامنے بھاگتا ہوا اس چٹان کے پیچھے آیا تھا۔ یہاں بھی نہیں ہے لگتا ہے وہ کوئی مافوق الفطرت قوت تھی جس نے ایڈونس دیو سامنے مغلوب کیا اور اسے توڑ کر پاش پاش کر دیا گویا وہ طاقت وہ قوت ہمارے ایڈ کی پرستش اور پوجا پاٹ کرنے کے خلاف ہے۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ایک دوسرا پجاری بولا اور کہنے لگا دیکھو ساتھیو میرے دوستو! اگر ایڈونس دیوتا واقعی سچائی پر ہوتا یا اس کی کوئی حقیقت طرح کہ ہم پجاری خیال کرتے ہیں تو یقیناً" یہ اپنا دفاع کرتا وہ شخص جو اکیلا آیا تھا اس پر عذاب طاری کرتا اور اسے تباہ و برباد کر دیتا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں اکیلے جوان نے ایڈونس دیوتا کو گرا کر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ لہٰذا میں آج سے عہد کہ میں ہرگز کسی بھی صورت میں ایڈونس دیوتا کی پوجا پاٹ نہیں کروں گا۔ دیکھو ساتھیو! جو دیوتا خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ ہم لوگوں کی مدد اور معاونت ہے۔

دوسرے پجاری بھی دبی دبی اور ہلکی آوازوں میں اس پجاری کی تائید کر ایڈونس دیوتا کے خلاف وہ آوازیں اٹھا رہے تھے۔ پھر وہ بڑے مایوسانہ انداز میں قیام گاہوں کی طرف جا رہے تھے۔

○

یوناف اور کیرش اور مارتھا تینوں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سورج اب ہو چکا تھا۔ اور چاروں طرف سنہری دھوپ پھیل چکی تھی۔ ایسے میں یہودی فلسفی کے کمرے میں آیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے عزیزو! آؤ اس کے بھٹیار خانے میں جا کر صبح کا کھانا کھا لیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج صبح کا کھانا میاں بیوی میرے ساتھ کھاؤ۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ نیوس تو ہمارے پاس ہی ہمارے کمرے میں بیٹھ۔ ہم نے صبح کا کھانا منگوایا ہے۔ اور اس کھانے میں تمہارا کھانا بھی شامل ہے۔ آج ہمیں ایک خوشی

س کی بناء پر ہم تمہیں اپنے ساتھ صبح کے کھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ تھوڑی کھانا آنے ہی والا ہے۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر نیوس آگے بڑھا اور یوناف کے بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بولا اور یہودی فلسفی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو میرے بزرگ! افریقہ کی ان سرزمینوں کی طرف سے آنے سے پہلے کیا تم نے بھی سیاحت کی۔ کسی اور بت یا کسی اور قوم پر بھی تحقیق کا کام کیا۔ اس پر نیوس تک خاموش رہا۔ کچھ سوچا اس کے بعد یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز ان سرزمینوں کی طرف آنے سے پہلے میں حجاز کی سرزمینوں میں ا رہا اس پر یوناف نے فوراً" چونکنے کے انداز میں پوچھا دیکھ نیوس تو حجاز کی میں کیا کرتا رہا۔ اس پر نیوس بولا اور کہنے لگا وہاں میں نے تین اقوام پر تحقیق ثمود اور تیسری نبطی قوم تھی۔ جس پر میں نے تحقیق کی ہے۔ اس پر یوناف فوراً" کہنے لگا۔ دیکھ نیوس میرے بزرگ میں عاد اور ثمود کے متعلق تو تفصیل سے جانتا میں نبطیوں سے متعلق نہیں جانتا کیا تم نبطیوں سے متعلق کچھ تفصیل بتاؤ گے۔

وس بولا اور کہنے لگا۔

میں نبطی قوم سے متعلق تمہیں ضرور بتاؤں گا لیکن اس سے پہلے میں تمہیں ان سر میں رونما ہونے والی ایک خبر سے بھی آگاہ کروں۔ اس کمرے میں داخل ہوتے خیال ہی نہ رہا تھا۔ اب مجھے یاد آیا کہ یہاں ان سرزمینوں میں بھی ایک زیادہ یں کروں گا۔ اور بہت جلد یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔

اس پر یوناف نے بڑے غور اور تیز نگاہوں سے نیوس کی طرف دیکھ کر پوچھا دیکھ را اشارہ کس انقلاب کی طرف ہے جو ان سرزمینوں میں رونما ہوا ہے۔ اس پر لا اور کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیزو مجھے صبح کے وقت گھومنے اور سیر کرنے کی عادت ہے۔ میں ابھی سے واپس آیا ہوں اور اپنے ساتھ ایک انتہائی اہم خبر لے کر آیا ہوں۔ گھومنے کے ں ایڈونس دیوتا کے معبد کی طرف چلا گیا تھا۔ دیکھو ایسا ہوا کہ رات کے وقت کوئی لفطرت قوت ایڈونس دیوتا کے خلاف حرکت میں آئی۔ ایڈونس دیوتا کے بت کو جڑ ڑ کر اس نے نیچے پھینک دیا اور ایڈونس دیوتا کا بت ڈھلان پر لڑھکتا ہوا چور چور اور اس کے علاوہ وہاں جس قدر ایڈونس دیوتا اور عشتار دیوی کے بت تھے انہیں بھی

توڑ پھوڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔

سنو میرے عزیزو! اس سلسلے میں میں نے ایدونس دیوتا کے پجاریوں سے معلو
تو ان کا کہنا تھا کہ رات کے پچھلے پہر سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے جب کہ
میں ابھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی ایک مافوق الفطرت شخص ایدونس دیوتا کے قریب نمودا
اور اس نے دھکا دے کر ایدونس دیوتا کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ دیکھو یوناف تم نے اور
دونوں بیویوں نے ایدونس دیوتا کو دیکھا نہیں ہو گا۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہاں
مقامی صناعوں نے جو قبرص اور ارض شام میں اس دیوتا کے بت دیکھ کر آئے تھے۔ ا
نے ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر ایدونس دیوتا کا بت بنایا تھا۔ کہتے ہیں اس
تراش خراش میں ایک شیطانی قوت بھی شامل تھی جس کا نام سطرون تھا۔ وہ نہ جا
وقت کہاں غائب ہو گئی ہے۔ بہرحال ان پجاریوں کا کہنا ہے کہ وہ مافوق الفطرت شخص
کے پچھلے حصے میں نمودار ہوا اور اس نے ایدوانس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش

کچھ پجاریوں کا کہنا ہے کہ اس بت کو گرانے کے بعد وہ پر اسرار شخص ایک
چٹان کی طرف بھاگا تھا۔ اور اس کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ پجاریوں کا کہنا ہے کہ وہ
تعاقب کرتے ہوئے جب اس چٹان کے پاس گئے تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ پجاری
پریشان تھے ان کا کہنا تھا کہ وہ ضرور کوئی مافوق الفطرت قوت تھی جس نے ایدونس
ناپسند کیا اور اس کی پوجا پاٹ اس کی نگاہوں میں نفرت انگیز ہو گئی جس کی بنا پر ا
ایدونس دیوتا کو گرا مارا۔ اب پجاری ایدونس دیوتا سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں
انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ وہ اب یہاں ان سرزمینوں میں کبھی بھی ایدونس دیوتا
پاٹ اور پرستش نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلفی نیوس جب خاموش ہوا تب یوناف بولا ا
لگا دیکھو بزرگ نیوس۔ پہلے تم مجھے نبطی قوم کے متعلق تفصیل سے بتاؤ پھر میں تمہیں
گا کہ ایدونس دیوتا کے بت کو کس نے گرا کر پاش پاش کر دیا ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے فلفی نیوس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی۔
تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے
بتاؤ کہ ایدونس دیوتا کے بت کو کس نے گرا کر پاش پاش کیا۔ اس کے بعد میں تمہیں
قوم سے متعلق تفصیل بتاتا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ نہیں بزرگ نیوس
نبطی قوم کی تفصیل بتاؤ۔ اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایدونس دیوتا کو کس
کر چور چور کیا۔ اس پر نیوس بڑی عاجزی اور انکساری سے کہنے لگا۔

ہا تم تفصیل بعد ہی میں بتانا پہلے یہ بتاؤ کہ واقعی کیا ایک اکیلے شخص نے ایدونس
ان نما بت کو جڑ سے اکھاڑ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
ہے۔ اس بت کو گرانے والا ایک ہی شخص تھا اور وہ کون تھا یہ میں تمہیں اس
ں گا جب تم مجھے نبطی قوم سے متعلق تفصیل سے بتا چکو گے۔ اس پر نیوس
ک خاموش رہا کچھ سوچا پھر وہ ہار ماننے کے انداز میں کہنے لگا۔ سنو میں تمہیں
ے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں۔

ا چھٹی صدی قبل مسیح کے اوائل میں بدوی قبیلے کی حیثیت میں نمودار ہوئے۔
وطن وہ صحرائی علاقہ تھا جو شرق اردن کے مشرق میں واقع ہے یہ سرزمین
ی قبل مسیح سے مختلف چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کا مرکز تھی۔ اردن اور معاد
مونوں اور جلات شمال میں سب کنعانی اور آرامی تھے۔ جو ان سرزمینوں میں

ویں صدی قبل مسیح سے پیشتر اردن اور معاد میں کوئی نہیں رہتا تھا۔ ان کی
ویں صدی قبل مسیح تک بالکل خالی چلی آتی ہے۔

تیسویں صدی قبل مسیح سے انیسویں صدی قبل مسیح تک ان علاقوں میں آبادی رہی پھر صحرا کی جانب سے حملے شروع ہوئے اور بظاہر ان حملوں کی وجہ علاقے تباہ اور برباد ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کچھ بیرونی قوتوں نے بھی ان علاقوں پر ا… ہونے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ مثلاً" حضرت داؤد کے زمانے میں یہودیوں کا مذہب کسی بڑی قوت کی شکل میں دریائے اردن کے پار نہ جا سکا اور نہ اس کے جانب قدم بڑھا سکا۔ ان علاقوں میں رہنے والے لوگ وہی تھے جو آگے چل کر کہلائے۔ نبط قبائل میں بعد میں ثمود اور عرب کے قبیلے بنو لیمان بھی شامل ہو گئے یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی تھوڑی دیر دم لینے کو رکا پھر دوبارہ اپنا سلسلہ کلام رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

چوتھی صدی قبل مسیح سے بیشتر نبطی خانہ بدوش ہی تھے۔ وہ خیموں میں رہتے اور آرامی بولتے تھے۔ شراب سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ کھیتی باڑی سے انہیں کوئی … نہ تھی آنے والی صدی میں انہوں نے گلہ بانی ترک کر دی اور حضروی زندگی اختیار … کھیتی باڑی اور تجارت میں مشغول ہو گئے۔ تیسری صدی قبل مسیح کے اختتام تک … ایسے معاشرے کی شکل میں اعلیٰ پیمانے پر منظم ہو چکے تھے جو حضارت کے لحاظ سے آگے بڑھ چکا تھا اور بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ نیز یہ لوگ خاصے دولت مند ہو چکے تھے۔ … ایسی مثال تھی جیسی مثالیں مشرق قریب تک تاریخ میں بار بار پیش آتی رہیں۔ کہ … کاشتکار بنے پھر انہوں نے تجارت اختیار کر لی۔ جس سرزمین پر وہ رہتے تھے وہ ان کے لئے ناکافی تھی لیکن اس کا محل وقوع ایسا تھا کہ وہاں سے تجارتی قافلے بار … جاتے رہتے تھے اس طرح طبعی قلت کی تلافی ہوتی رہی۔

نبطیوں کی تاریخ میں پہلا قابل ذکر واقعہ تین سو بارہ قبل مسیح میں پیش آ… کے؟ سکندر اعظم کے جانشیں اینٹی گونس کے تحت ان دنوں شام میں جب آرامی … حکومت قائم ہوئی تو یونانی دو مرتبہ نبطیوں پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن دونوں مرتبہ نبطیوں کے ہاتھوں یونانیوں کو بد ترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

کہتے ہیں کہ نبطیوں کا دارالحکومت کی ابتدا ایک پہاڑی قلعے سے ہوئی تھی … مقام پر تھا جہاں مصالحوں کی تجارت کے مختلف راستے آ کر مل جاتے تھے اور یہ خوب … تھا۔ یہ چٹانیں جائے پناہ تھیں۔ اس کا نام پیٹرایا الحجر تھا۔ نبطیوں کے دور سے پہلے … علاقے میں ادومی آباد تھے اور وہ بھی پیٹرایا الحجر کو ہی اپنے لئے حفاظتی مقام سمجھتے … اس مقام کو انہوں نے حوریوں سے چھینا تھا۔ یہ مقام اس لئے بھی زیادہ محفوظ تھا کہ …

…ی بڑی چٹانوں کو کھود کر شہر کی صورت میں بنایا گیا تھا۔

لفظ پیٹرا حجرا کا یونانی ترجمہ ہے عبرانی میں اسے صبا کہتے تھے اس کا عربی مترادف رقیم ہے۔ وادی موسیٰ میں اس کا محل ام البحارا کہا جاتا ہے۔ اپنے دارالحکومت سے نبطیوں نے اپنا اقتدار پھیلانا شروع کیا۔ اور ان کی نو آبادیاں آس پاس کے شمالی خطوں میں قائم ہوتی چلی گئیں تھیں۔

ادومی اور معادیوں کے جو پرانے شہر تباہ ہو چکے تھے نبطیوں نے انہیں پھر سے آباد کیا۔ ان کی رونق اس طرح لوٹ آئی نیز تجارتی قافلوں کی تجارت کے لئے نئی چوکیاں بنوائی گئیں اور معدنی وسائل کی ترسیل کے لئے نبطیوں نے نئے نئے مرکز قائم کئے۔

اس کے علاوہ دریائے اردن اور حجاز کے درمیان صرف پیٹرا تھا جہاں حد درجہ صاف پانی بہ افراط ملتا تھا علاوہ بریں شہر کو تین طرف سے بالکل ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا یعنی مشرق۔ مغرب اور جنوب کی طرف سے یہ شہر محفوظ تھا اور حملہ آور چٹانوں اور کوہستانی سلسلوں کی وجہ سے اسے تسخیر نہ کر سکتے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی یبوس دم لینے کے لئے رکا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی سے یوناف۔ کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے بچو۔ چوتھی صدی عیسوی کے اختتام سے پیٹرا تجارتی راستے کا کلیدی مقام بن گیا اور اس سے جنوبی عرب کے مصالحوں اور خوشبو پیدا کرنے والے علاقوں اور شمال کے چیزیں خریدنے والے علاقوں کے درمیان ایک کڑی کی سی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ چار تجارتی راستوں پر ان نبطیوں کا مکمل طور پر قبضہ ہو گیا تھا۔

پہلا راستہ مغربی جانب غزہ کی بندرگاہ کی جانب جانے والا راستہ تھا دوسرا شمالی جانب بصرہ اور دمشق کا راستہ تھا۔ تیسرا ایلا کا راستہ تھا۔ جو بحیرہ قلزم کی مشہور بندرگاہ تھی اور چوتھا خلیج فارس کا راستہ جو صحرائے عرب سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا تھا۔ ان چاروں راستوں کے لئے اونٹوں کے قافلے پیٹرا میں مہیا کئے جاتے تھے۔

آبیاری کے ماہر نبطی صناعوں نے چشموں کے پانی پر اکتفا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ انہوں نے زمین کی تہہ سے پانی نکالنے کا انتظام کیا اور اس کے لئے انہوں نے مختلف اوزار ایجاد کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں استعمال بھی کیا۔ اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا اس کے علاوہ وہ بارش کے پانی کو بھی جمع کر لیتے تھے۔ اور اس سے آبپاشی کا کام ایسے لیتے تھے جیسے قوم صبا مارب شہر میں لیتی تھی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ان صحراؤں میں نبطیوں نے جو پانی سے کام لیا وہ ایسا معلوم ہوتا تھا انہیں صحراؤں میں وہ معجزنما عصا مل گیا ہو جو بیشتر اس

علاقے میں پھرنے والے ایک سامی گروہ یعنی حضرت موسیٰ کو ملا ہوا تھا۔ اپنے اس عصا یعنی صناعی سے کام لیتے ہوئے ان نبطیوں نے خشک چٹانوں سے پانی نکالا۔ اس طرح نبطیوں نے صحرا کے بہت سے خطے کھیتی باڑی کے خطوں کی صورت میں تبدیل کر دیئے۔ عربوں کے کسی گروہ نے یہ کام اس پیمانے پر نہ اس سے پہلے انجام دیا تھا نہ بعد میں دیا ہے۔

کہتے ہیں تیسری صدی قبل مسیح میں نبطیوں کے متعلق بہت کم ذکر آیا ہے۔ اس صدی میں نبطی باشندے آباد کاری کے ممکنات کو ترقی دے رہے تھے۔ تاہم دوسری صدی قبل مسیح کے آغاز میں ہی انہوں نے اتنی قوت حاصل کر لی کہ ایشیا کے قریب کی سیاسیات میں انہیں نظر انداز کرنا مشکل ہو گیا۔ لیکن انہی دنوں مصر کے بطلیمیسی حکمرانوں نے پر پرزے نکالے اور نبطیوں کے خلاف حرکت میں آئے اور نبطیوں کو اپنا انہوں نے ماتحت بنا لیا۔ لیکن جلد ہی نبطیوں نے غلامی کا جوا اتار پھینکا اور ایک سو انسٹھ قبل مسیح میں نبطیوں نے بطلیموسیوں کو شکست دے کر ایک طرف کر دیا پھر انہوں نے ان علاقوں میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی قلفی نیوس رک گیا تھوڑی دیر تک دم لیتا رہا پھر وہ یوناف کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تو نبطیوں کے ابتدائی حالات تھے دیکھو میرے بچو اب نبطیوں میں چند بڑے بڑے بادشاہ ہوئے ہیں میں تمہیں ان سارے بادشاہوں کے حالات تو نہیں سنا سکتا تاہم جن بادشاہوں کے حالات میں جان سکا ہوں یا جتنے مجھے یاد ہیں یا جو نبطیوں کے اولوالعزم بادشاہ کہلاتے ہیں ان کے حالات میں تمہیں تفصیل کے ساتھ سناتا ہوں اور اس کے علاوہ میں تمہیں نبطیوں کے رہنے سہنے کے ڈھنگ ان کی سلطنت کے دور عروج اور اس کے علاوہ ان کی تجارتی اور صنعتی ترقی اور ان کے مذہب پر بھی روشنی ڈالوں گا۔

نبطی بادشاہوں کی فہرست میں سب سے پہلا نام الحارث کا آتا ہے جو ایک سو انسٹھ قبل مسیح میں نبطیوں کا بادشاہ بنا یہ الحارث ان یہودیوں کا ہمعصر تھا جنہوں نے فلسطین میں مکابی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ دونوں خاندان یعنی نبطی اور مکابی شام کے سلیوکی بادشاہوں کے خلاف طبعی حلیف تھے بعد ازاں دونوں میں اختلافات پیدا ہو گئے تاہم ان دونوں میں امن اور صلح ہی رہا یہاں تک کہ الحارث کے بعد اس کا جانشین حارثہ ثانی نبطیوں کا بادشاہ بنا۔ اس نے نبطیوں کی ترقی اور قوت کے لئے بڑے کام کئے۔ اس حارثہ ثانی کے دور میں غزنی کی مکابی سلطنت نے بڑی طاقت اور قوت حاصل کر لی تھی اور وہ نبطیوں کے خلاف صف آراء ہونے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ اس حارثہ ثانی نے اپنی

زندگی میں پہلی بار مکابیوں کے بادشاہ جنائیوس کو شکست دی۔ اس حارثہ ثانی کے بعد اس کا بیٹا عبیدہ نبطیوں کا بادشاہ بنا۔

مکابیوں کے بادشاہ جنائیوس کو جب خبر ہوئی کہ حارثہ ثانی فوت ہو گیا ہے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا عبیدہ نبطیوں کا بادشاہ بنا ہے تو اس نے ارادہ کیا کہ نبطیوں پر حملہ آور ہو کر ان کی سلطنت پر قبضہ کر لے لیکن نیا بادشاہ عبیدہ بڑا جنگجو اور دلیر تھا اپنا لشکر لے کر یہ مکابیوں کے بادشاہ جنائیوس کے مقابلے آیا۔ بحیرہ مردار کے مشرقی ساحل پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ اس جنگ میں نبطیوں کے بادشاہ عبیدہ نے مکابیوں کے بادشاہ جنائیوس کو بد ترین شکست دی اور عبیدہ کی اس فتح نے نبطیوں پر جنوبی اور مشرقی شام پر قبضہ کا دروازہ کھول دیا تھا۔

شام کے یہ وہی علاقے ہیں جنہیں ہم حوران اور جبل دروز بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔ نبطیوں کے بادشاہ عبیدہ کے سامنے سلیوکیوں اور مصر کے بطلیمیسوں کو زیر اور مغلوب ہونا پڑا تھا۔ عبیدہ کے بعد اس کا جانشین حارثہ ثالث نبطیوں کا بادشاہ بنا تھا۔

اس حارثہ ثالث نے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کیا۔ اور اپنی اسی طاقت اور قوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ اس نے اپنی سلطنت کی سرحد شمال کی طرف مزید بڑھا دی۔ اس وقت تک رومن تاریخ کے مشرقی منظر پر ابھی تک نمودار نہ ہوئے تھے۔

یہ حارثہ نبطیوں کی قوت کا اصل بانی تھا اس نے بار بار یہودیوں کے ساتھ جنگوں میں انہیں بد ترین شکست دی بلکہ اس نے ایک بار یروشلم کا محاصرہ بھی کر لیا۔ اس کی طاقت اور قوت میں اس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ دمشق کے حکمرانوں نے ایک بار اسے اپنی مدد کے لئے دشمنوں کے خلاف پکارا یہ دمشق کے دشمنوں کے خلاف صف آراء ہوا انہیں شکست دی اور اس طرح دمشق پر بھی ان کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ اس طرح حارثہ حجاز ہی نہیں بلکہ شام کا بھی نہایت طاقتور بادشاہ بن گیا تھا اس حارثہ کے دور حکومت میں پہلی بار نبطیوں اور عربوں کے تعلقات رومنوں کے ساتھ براہ راست پیدا ہوئے تھے۔

اسی حارثہ کے دور میں رومنوں نے کئی بار کوشش کی کہ حملہ آور ہو کر نبطیوں کے علاقوں پر قبضہ کر لیں لیکن ہر بار حارثہ نے رومنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں مار بھگایا اس حارثہ نے جہاں ایک ہاتھ سے رومن لشکروں کو پیچھے ہٹایا وہاں دوسرے ہاتھ سے اس نے یونانی اور رومن اثرات کا دروازہ بھی کھول دیا۔ وہ اپنی سلطنت کو یونانی تہذیب کے دائرے میں لے گیا اس طرح اسے یونانیوں نے محب یونانیت کا لقب عطا کیا۔ حارثہ پہلا شخص تھا جس نے نبطی سکے جاری کئے اور ان سکوں کو اس نے مصر کے بطلیوس حکمرانوں

کے نمونے پر ڈھالا تھا۔

حارثہ ثالث کے بعد حارثہ رابع نبطیوں کا بادشاہ بنا۔ یہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے ا
سال بعد نبطیوں کا حکمران ہوا۔ اس کے طویل اور خوشحال دور میں نبطیوں کی سلطنت اپنا
کمال عروج تک پہنچ گئی تھی۔ اس حارثہ چہارم نے رومن تحریک کی اشاعت کا سلسلہ بھی
جاری رکھا اسی کے ایک والی نے نصرانیوں کے رسول پولوس کو دمشق میں گرفتار کرنے کی
کوشش کی تھی۔ فلسطین کے رومن حکمران ہیرودیس کے بیٹے ہیرودس کی شادی اس حارثہ
کی بیٹی سے ہوئی تھی لیکن جب اسے ایک رقاصہ سے شادی کی ضرورت پیش آئی تو حارثہ
کی بیٹی کو بے تکلف طلاق دے دی۔ یہی رقاصہ اللہ کے نبی یوحنا کی شہادت کی ذمہ دار
تھی اپنی بیٹی کی طلاق پر حارثہ کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے یہودی بادشاہ کے خلاف جنگ کی
ابتداء کر دی اور اس جنگ میں اس نے یہودی حکمران کو بد ترین شکست دی۔

نبطی سلطنت کے انتہائی عروج کے زمانے میں جنوبی فلسطین مشرقی اردن جنوبی و شمالی
شام اور شمالی عرب اس میں شامل تھے لیکن سلطنت کے شمالی حصے اور مشرقی اردن کے
درمیان بلاد عشرہ کا علاقہ حائل تھا وادی سرحان ان دونوں کو ملاتی تھی مشرقی اردن کی شمالی
سرحد پر یہ صحرائی علاقہ قلب عرب اور شام کے درمیان شاہراہ کا کام دیتا تھا اور یہ شاہراہ
بلاد عشرہ کے علاقے سے آتی ہوئی شام پہنچ جاتی تھی۔

اس کاروانی راستے پر جہاں قدرتی چشمے تھے وہاں نبطیوں نے کاروانوں کے لئے پانی
جمع کرنے اور استعمال میں لانے کے لئے بہترین انتظامات کئے۔ جگہ جگہ تجارتی کاروانوں کی
حفاظت کے لئے انہوں نے چوکیاں مقرر کیں جن کے اندر مسلح جوان رکھے جاتے تھے۔ یہ
کاروانی شاہراہ دو شاخوں میں بٹ جاتی تھی۔ مشرق جانے والا راستہ مشرقی اردن کو جاتا تھا
اور اس طرح شاہراہ سے مل جاتا تھا جو سطح مرتفع کے ذرخیز حصوں کو قطع کرتی ہوئی نکل گئی
تھی۔ مغرب جانے والا راستہ فلسطین کو جاتا تھا یہ دونوں گزرگاہیں بڑی مشہور اور نمایاں
رہیں۔ صلح کا زمانہ ہوتا تو ان گزرگاہوں سے نبطیوں کا سامان تجارت جاتا جنگ کا زمانہ ہوتا
تو ان گزرگاہوں سے ہتھیار روانہ کئے جاتے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس دم لینے کے لئے رکا تھوڑی دیر خاموش
رہا پھر وہ نبطیوں کے متعلق معلومات فراہم کرتے ہوئے پھر بولا اور کہنے لگا۔

ــ پیٹرا شہر میں جو بلند عمارتیں اور خوبصورت مقبرے اب تک باقی ہیں۔ نیز مدائن کے آثار اسی حارثہ
چہارم کے عہد کی یادگار ہیں۔

نبطیوں کے آخری بادشاہ کے متعلق معلومات میرے پاس کچھ زیادہ نہیں ہیں بس
تھوڑے سے حقائق جو مجھے یاد ہیں وہ میں تم تینوں میاں بیوی کو بتاتا ہوں۔ میں یہاں یہ بھی
بتاتا چلوں کہ نبطیوں کے حکمران عبیدہ ثالث کے زمانے سے سکوں پر ملکہ کی تصویر بھی
بادشاہ کے ساتھ نمایاں ہوئی اور یہ سلسلہ سلطنت کا تختہ الٹنے تک جاری رہا

میں نے ایک ایسا مجسمہ بھی دیکھا جس میں عبید اللہ کو خداوند کے رنگ میں یاد کیا گیا ہے
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبطی بادشاہوں کی موت کے بعد الوہیت کا درجہ دے دیا جاتا تھا۔

حارثہ رابع کے بیٹے مالک ثانی کے سکوں پر ملکہ کو بادشاہ کی بہن بتایا گیا ہے گویا
فرعونی اور بطلیموسی دستور کی طرح بعض نبطی بادشاہوں کی بیویاں ان کی بہنیں بھی تھیں۔
عبیدہ کے مجسمے پر ایک تحریر سے پتا چلتا ہے کہ حارثہ رابع کی بیویوں میں سے ایک اس کی
بہن تھی یہی وہ مالک ثانی تھا جس نے یروشلم پر حملہ کیا تھا اسی مالک کے زمانے میں دمشق
رومنوں کے حوالے ہوا۔ غالباً" اس وقت رومنوں کا بادشاہ نیرو تھا۔

مالک کا بیٹا اور جانشین اور نبطیوں کا حکمران روبئیل ثانی تھا۔ یہ شاید نبطیوں کا
آخری بادشاہ تھا۔ کہتے ہیں اس بادشاہ کے بعض سکوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند سال تک
یہ اور اس کی والدہ حکمرانی میں شریک تھے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا ایسا واقعہ تھا جس کی
بناء پر روبئیل ثانی نبطیوں کا آخری بادشاہ ثابت ہوا اور اس کے بعد نبطیوں کی سلطنت کا
خاتمہ کر دیا گیا۔

بہرحال یہ بات ظاہر ہے کہ رومن اس وقت تک شام اور فلسطین کی تمام چھوٹی
چھوٹی بادشاہتوں کو ہضم کر چکے تھے اور ایران کی عظیم الشان ایشیائی بادشاہت کے ساتھ تیغ
آزمائی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ اپنے اور ایران کے درمیان میں کسی نیم خود مختار
سلطنت کو چھوڑنا قرین مصلحت نہ سمجھتے تھے چنانچہ ایرانیوں سے براہ راست ٹکرانے کے
لئے انہوں نے نبطیوں کی سلطنت پر حملہ کیا اور اسے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر
لیا۔ غالباً" روبئیل کا عہد ختم ہونے پر رومنوں نے اس کے جانشین کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے
سے انکار کر دیا اور نبطیوں کے علاقوں کو رومنوں نے اپنی سلطنت میں ضم کر لیا۔

(1) موجودہ دور کی کھدائی میں نبطیوں کے متعلق ایک کتبہ ملا ہے جو تھوڑا بہت خراب ہو چکا ہے یہ کتبہ
ان دنوں لیلیز کے عجائب گھر میں موجود ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک معبد پچاس سال پیشتر تعمیر
اس کی تجدید ہوئی اور حارثہ رابع کے لئے چند چیزیں اس میں مخصوص کر دی گئی تھیں اس کے علاوہ
چینی دستاویزوں میں بھی نبطیوں کی تجارتی سرگرمیوں پر روشنی پڑتی ہے۔ موجودہ دور میں بعض نئی
دستاویز جو نیل کے مشرقی ڈیلٹا میں بالا اور دہانہ فرات سے دستیاب ہوئی ہیں ان سے بھی نبطیوں کی تجارتی
پر روشنی پڑتی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس پھر رک گیا کچھ دیر تک دم لیا پھر
یوناف کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تو نبطی بادشاہوں کے مختلف حالات
تھے جو میں نے تم لوگوں سے کہے اب میں تم لوگوں کے لئے نبطیوں کی تجارت اور صنعت
پر روشنی ڈالوں گا۔ سنو میرے بچو۔ نبطیوں کے مرکزی شہر پیٹرا کے تجارتی سلسلے اس وقت
کی مہذب دنیا کے نہایت دور افتادہ گوشوں تک پہنچ گئے تھے۔ اور نبطیوں نے دور و نزدیک
کی اس تجارت سے بڑا فائدہ اٹھایا۔

نبطیوں کی تجارت کی خاص جنسیں جنوبی عرب کا مر مصالحے اور بخور، دمشق اور
غزہ کے اعلیٰ درجہ کے ریشمی پارچہ جات اور اسقلان کی حنا، صیدون اور صیدا کے شیشے کے
برتن اور ارغوان اور خلیج فارس کے موتی تھے نبطی علاقے کی خاص پیداوار یا تو سونا اور
چاندی تھی یا تلی کا تیل جسے روغن زیتون کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا۔

اسفالٹ اور دوسری منفعت بخش دھاتیں غالباً" نبطی بحیرہ عرب کے مشرقی کنارے
سے نکالتے تھے ان کے بدلے میں چین سے ریشم درآمد کیا جاتا تھا۔ چینی ریشم کو شام میں
سلوکیوں کے زمانے سے شہرت حاصل تھی اور خام ریشم پہلی صدی عیسوی سے صیدون شہر
میں بنا جانے لگا تھا۔

یونان اور روما سے جو چیزیں نبطی علاقوں میں پہنچتی تھیں وہ خاص قسم کے مرتبانوں
میں بھر کے آتی تھیں۔

پیٹرا شہر کی طرح ایلا شہر بھی کاروانی منزلوں کے سلسلوں کی ایک کڑی تھی اس طرح
بکرہ بھی نبطیوں کے دور میں بہترین تجارتی مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نبطی اپنے
دوسرے شہروں کو بھی ہتھیاروں اور مختلف سامان کے ذخیروں کے طور پر استعمال کرتے تھے۔
نبطیوں نے جگہ جگہ فوجی دستے راستوں اور شاہراہوں کی حفاظت کے لئے مقرر کئے ہوئے
تھے۔ اور نبطیوں کے دور میں یہ تجارتی شاہراہیں بالکل محفوظ خیال کی جاتی تھیں۔

نبطی قافلوں کے راستوں کی حفاظت کرتے تھے اور آنے والوں سے وصول بھی لیتے
تھے۔ اس طرح نبطیوں نے نا صرف تجارت سے بلکہ تجارتی شاہراہوں سے بھی خوب
دولت حاصل کی۔

---

(1) ان مرتبانوں کے ٹکڑے حالیہ کھدائیوں کے دوران پیٹرا اور ایلا شہر کے آس پاس سے کافی تعداد میں حاصل کئے گئے ہیں۔

(2) اسی شاہراہ پر ایلا سے پچیس میل مشرق کی جانب موجودہ دور کی کھدائی میں ایک جگہ جبل رام دریافت ہوا ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ یہ وہی مقام بتایا جاتا ہے جسے قرآن مقدس میں ارم قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں اب جبل ارم کے نام سے دریافت ہونے والے اس مقام کی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔

یہودی فلسفی نیوس یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد دم لینے کے لئے رک گیا۔ اس
دوران یوناف کیرش اور مارتھا تینوں بڑی ممنونیت سے اسے دیکھتے رہے اس کے بعد نیوس
بولا اور کہنے لگا اب میں نبطیوں کے متعلق تمہیں مزید معلومات فراہم کرتا ہوں۔

سنو میرے بچو! نبطی تہذیب گو ناگوں عناصر سے مرتب تھی مثلاً" ان کی بولی عربی
تھی۔ رسم الخط آرامی تھا۔ مذہب سامی، فن اور طرز تعمیر رومی و یونانی۔ سطحی نظر سے دیکھا
جائے تو وہ یونانی معلوم ہوتے تھے لیکن وہ عرب تھے اور عرب ہی رہے۔

کچھ لوگوں کو شک ہے کہ یہ یونانی تھے لیکن ایسے جاہل ہیں جو انہیں غیر عرب قرار
دیتے ہیں اس لئے کہ ان کے شخصی نام اور دیوتاؤں کے نام عربی میں تھے۔

گو نبطیوں کی بھی زبان عربی تھی لیکن نبطی تاجر زیادہ نہیں تو کم از کم دو زبانیں ضرور
جانتے تھے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آج کل قاہرہ اور بیروت کی کیفیت ہے نبطی تاجر عربی اور
آرامی کے علاوہ یونانی بھی ضرور جانتے تھے اور لاطینی سے بھی انہوں نے ایک حد تک
واقفیت حاصل کر لی تھی اس لئے کہ ان زبانوں کے علاقوں سے ان کے مستحکم تجارتی
تعلقات تھے۔

یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد نیوس رک گیا ذرا دم لیا پھر وہ کہنے لگا سنو میرے
بچو! اب میں تمہیں نبطیوں کے مذہب سے متعلق تفصیل بتاؤں گا۔ سنو۔

نبطی مذہب کا نمونہ وہی تھا جو دوسرے عربوں میں عام تھا۔ یعنی زرخیزی کے متعلق
چند رسمیں ادا کی جاتی تھیں۔ جن کا تعلق کھیتی باڑی سے تھا۔ اس سلسلے میں بلند مقامات
اور کھڑے پتھروں کی پوجا کا پرانا طریقہ رائج تھا۔

نبطیوں کے تمام دیوتاؤں میں سب سے بڑا ذوالشرا تھا یہ دراصل سورج دیوتا تھا جس
کی پرستش پتھر کی ایک بلند لاٹ یا ان گھڑا چار گوشہ سیاہ پتھر کی شکل میں کی جاتی تھی۔ میں
نے ایک نبطی معبد کے کھنڈر دیکھے جو بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں   کے نام سے
مشہور ہیں۔ یہ معبد کہتے ہیں پہلی صدی مسیح میں بنا تھا۔ اصل معبد سادہ صندوق کی شکل کا
ہے اور اسے حجاز کی سرزمین کے کعبہ سے مشابہت دی گئی ہے۔

سنو میرے بچو نبطیوں کے ہاں ذوالشرا کے ساتھ لات کی پوجا بھی کی جاتی تھی جو
عربوں کے نزدیک بڑی دیوی تھی۔ یہ دراصل چاند کی دیوی تھی ان کے علاوہ جن نبطی دیوی
دیوتاؤں کا ذکر ہے ان میں منات، عزیٰ اور ہبل بھی آتے ہیں۔ اس کے علاوہ آرامیوں کی
دیوی اتاگاتس کی بھی پوجا کی جاتی تھی اور اس کا ایک بہترین معبد خربتہ التنور میں واقع تھا
یہ غلوں سبزیوں کے پتوں پھلوں اور مچھلیوں کی دیوی خیال کی جاتی تھی۔ نبطیوں کی اکثر

دیویاں تدمر ہیرا پولس اور ہیلو پولس شہر میں بھی پوجی جاتی تھیں اس کے علاوہ نبطیوں کے ہاں سانپوں کی پوجا بھی مذہب کا جز تھی۔

نبطیوں کی عبادت کے متعلق کچھ زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں تاہم نبطیوں کے ہاں ایک شاہی دعوت کا ذکر ضرور کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کوئی بھی اس دعوت میں گیارہ پیالوں سے زیادہ نہیں پی سکتا اور ہر مرتبہ نیا سنہری پیالا استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی مذہبی رسم تھی۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ابتدا میں جس سنجیدگی سے کام لیا جاتا تھا وہ بعد کی تہذیب کے زیر اثر ختم ہو گئی یہ بھی محققین کا خیال ہے کہ کھانے پر بیٹھتے تو وہ تیرہ تیرہ آدمی گروہ بن کر بیٹھتے تھے اور ہر گروہ کے لئے دو لڑکیاں کھلانے پر مامور ہوتی تھیں اس کے بعد جب نبطیوں نے یونانیت کے طریقے اور عیش آرائیاں اختیار کر لیں تو دیویوں اور دیوتاؤں کے سارے نام بھی بدل گئے اور انہوں نے رومن لباس پہن لیا۔ چنانچہ جب نبطیوں پر یونانی تہذیب غالب آئی تو انہوں نے اپنے بڑے دیوتا ذولشرا کا نام بھی دیونی سوس رکھ لیا تھا۔

کہتے ہیں نبطی بڑے سوجھ بوجھ والے محنتی، منتظم، اور امن پسند لوگ تھے۔ تجارت و زراعت میں لگے رہتے تھے۔ ان کے معاشرے میں اگرچہ تھوڑے سے غلام موجود تھے لیکن قلاش کوئی نہ تھا۔ تمام لوگ دوسرے کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف دشمنی اور عناد سے احتراز کرتے تھے اور امن پسند تھے۔ ان کے بادشاہوں میں ایسا جمہوری دور تھا کہ وہ اکثر اپنے کاموں کی روداد مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ ان کو اس زندگی کے معاملات میں اتنا انہماک تھا کہ وہ اپنے مردوں کو گوبر سے بھی زیادہ وقعت نہ دیتے تھے۔

---

(1) موجودہ دور میں جو نبطیوں کے کتبے کھدائی کے درمیان ملے ہیں ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کا رہن سہن اور بولی عربوں جیسی تھی اور ان کتبوں کو دیکھتے ہوئے کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ ان کی زبان شمالی عرب کی ہی ایک بولی تھی۔ دریافت ہونے والے نبطی کتبوں میں سے ایک نام علی بھی آتا ہے جو آگے چل کر مسلمانوں میں زیادہ عام ہوا۔ عربی ادبیات میں علی نام پہلی مرتبہ نبطی کتبوں ہی میں ملتا ہے اس کے علاوہ دو اور عربی نام بھی نبطی کتبوں میں ملتے ہیں۔ ایک حبیب اور دوسرا سعید۔ بعض دیگر عربی الفاظ بھی نبطی کتبوں میں دریافت ہوئے ہیں مثلاً" قمر اور عمرو وغیرہ موجودہ دور میں کھدائی کے دوران ایک اور کتبہ ایسا ملا ہے جس کی پوری تحریر ہی عربی ہے۔

نبطیوں نے مندر، مقبرے اور دوسری عمارتیں بنوائیں اور ایک نیا فن تعمیر کیا یعنی وہ [illegible] کو کاٹ کاٹ کر اور تراش تراش کر عمارتیں بنایا کرتے تھے ان کے مکانوں کی چھتیں [illegible] دار ہوتی تھیں آرائش کے سلسلے میں وہ استرکاری سے کام لیتے تھے۔ استرکاری کا [illegible] کے ہاں سے عراق اور ایران بھی منتقل ہوا تھا۔ سنگ تراشی میں پیٹرا کے باشندے [illegible]وں کے باشندوں سے زیادہ قریب تر تھے جو صحرا کے حاشئے میں واقع تھے مثلاً" تدمر [illegible] دوسرے شہر۔

یونانی نمونے دیکھ کر نبطیوں نے مٹی کے ظروف کی ایک ایسی طرز ایجاد کی جو اس [illegible] بہترین مانی گئی۔ ان کی پیالیوں پرچیوں، قابوں، صراحیوں اور پیالیوں کی جو باقیات [illegible] موجود ہیں وہ حیرت انگیز حد تک نفیس ہیں۔ موٹائی میں یہ انڈے کے چھلکے سے [illegible] ہوں گے اور ان پر بہت اعلیٰ کام ہوتا تھا۔

آج بھی نبطیوں کے کھنڈرات میں ہر قسم کے ظروف ملتے ہیں جن میں سادہ مٹی [illegible]ظروف کے ساتھ ساتھ اندانہ دار اور نقاشی والے برتن بھی ملتے ہیں۔ ان برتنوں کے [illegible] کے لئے سرخی مائل مٹی استعمال کی جاتی تھی اور نمونے میں پھول پتیوں کو بھی پیش [illegible]کیا جاتا۔

آرائش میں انگور یا انگور کی بیل کو خاص اہمیت حاصل تھی اس سے اندازہ ہوتا ہے [illegible]ابتدا میں شراب سے پرہیز اور احتراز کیا جاتا تھا پر وہ ختم ہو چکا تھا۔

فن تعمیرات فنکاری۔ ادبیات اور مٹی کے ظروف کی ساخت میں نبطی اعلیٰ اوصاف [illegible]الک تھے۔ اور انہیں تاریخ کی بہترین قوموں میں شمار کیا جانا چاہئے وہ ان قافلوں کے [illegible]تھے جنہیں مشرق قدیم کے تجارتی جسم میں خون کی نالیوں کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ ایسے شہر کے معمار تھے جو انسانی فنون کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے [illegible]یوں پر بندھ اور نہریں بنائیں جہاں اب پانی بالکل ناپید ہے۔ آج کل ان نبطیوں کی [illegible] وہ بدو اور صحرا نورد کرتے ہیں جو نبطیوں کے شہروں کے کھنڈرات پر خیمے نصب کر [illegible]دگی بسر کرتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یہودی فلسفی رک گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

[illegible]علم میں چھان بین کے لئے حال ہی میں امریکہ نے ایک ادارہ قائم کر رکھا تھا اس کے ماہرین آثار قدیمہ نے عقبی سے لے کر بحر لوت کے شمالی حصے کے درمیان پانچ سو ایسے مقامات دریافت کئے ہیں [illegible] نبطیوں سے منسوب کئے جانے لگے ہیں۔

دیکھ میرے عزیز تمہارے کہنے پر پہلے میں تمہیں ایدونس دیوتا کے متعلق بتائی اس کے بعد میں نے تمہیں نبطی قوم کی تاریخ اس کے عروج و زوال کے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ بتایا۔ جو کچھ تم جاننا چاہتے تھے وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ تمہاری باری ہے تم بولو کہ گذشتہ رات ان سرزمینوں میں ایدونس دیوتا کے بت کو کس نے گرا کر پاش پاش کیا ہے۔

نیوس کے اس استفسار کے جواب میں یوناف نے تھوڑی دیر تک گھورنے کے انداز میں نیوس کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا دیکھ نیوس اگر میں تم سے یہ کہوں کہ گذشتہ رات ایدونس دیوتا کے مجسمے کو میں نے گرا کر پاش پاش کیا ہے تو تم اعتبار کر لوگے اس پر نیوس بولا اور کہنے لگا ہرگز نہیں۔ میں اسے نہیں مانوں گا۔ اور نہ ہی اس پر اعتماد اور بھروسہ کروں گا۔ اس لئے کہ تم اکیلے کسی بھی صورت ایدونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر پاش پاش نہیں کر سکتے جس طرح وہ ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس دیوتا کو ایک بہت بڑی چٹان تراش کر بنایا گیا تھا اور اس چٹان کی جڑ زمین کے اندر خوب گہری تھی۔ تم اکیلے کس طرح اور کیونکر چٹان سے تراشے ہوئے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر توڑ سکتے ہو۔

نیوس کے خاموش ہونے پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیوس تم نے خود کہا تھا کہ مقامی پجاریوں کا کہنا ہے کہ رات کے پچھلے پہر میں ایدونس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کیا گیا اور بت کو گرانے والا ایک ہی شخص تھا جو بت کو گرا کر قریبی چٹان کی اوٹ میں گیا۔ پجاریوں نے اس کا تعاقب کیا لیکن جس چٹان کی اوٹ میں وہ گیا تھا پجاریوں نے کچھ نہیں پایا۔ جب تم خود تسلیم کر چکے ہو کہ بت کو گرانے والا ایک ہی تھا تو تم اس پر کیوں اعتبار نہیں کرتے کہ بت کو میں نے گرایا ہے۔

اس پر یہودی فلسفی نیوس نے تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا اس میں کوئی شک نہیں کہ پجاریوں کا کہنا ہے کہ ایدونس دیوتا کے بت کو گرانے والا ایک ہی شخص تھا۔ لیکن اس ایک سے یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک تم ہی ہو سکتے ہو تم ایک عام سے انسان لگتے ہو تم کیونکر ایسی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایدونس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کر سکتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح کسی قوت نے یہاں ایدونس دیوتا کا بت بنا کر اس کی پوجا پاٹ اور پرستش کرائی تھی اسی قوت کی کسی مخالف قوت نے حرکت میں آتے ہوئے ایدونس دیوتا کو توڑ کر پاش پاش کیا ہے۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیوس تمہارا اندازہ درست ہے ان علاقوں

میں ایدونس دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش کا کام ایک شیطانی قوت نے ہی کیا تھا جس کا نام عزازیل ہے اور وہ سطرون میرا بد ترین دشمن ہے۔ یوں جانو میں اور میری دونوں بیویاں نیکی کی علامت ہیں۔ ہم تینوں نیکی کے نمائندے ہیں اسی نمائندگی کے تحت میں نے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر ختم کر دیا ہے اور اس مجسمے کے گرنے سے مجھے امید ہے کہ ان علاقوں میں جو شرک کا طوفان اٹھا تھا وہ رک جائے گا۔ اس پر نیوس بولا اور اس نے کہا۔

لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تم اکیلے نے یہ مجسمہ کیسے گرا دیا۔ اگر میں مان لوں کہ اس مجسمے کے گرانے میں تمہاری دونوں بیویاں بھی تمہارے ساتھ تھیں تب بھی میں نہیں مانوں گا اس لئے کہ تم تینوں بھی مل کر اس مجسمے کو نہیں گرا سکتے۔ سن کیا تمہارے پاس سری قوتیں ہیں جن کی وجہ سے تم مجسمے کو گرانے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیوس تمہارا کہنا درست ہے۔ میرے پاس واقعی سری قوتیں ہیں۔ جنہیں استعمال میں لاتے ہوئے میں نے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو پاش پاش کیا۔ اس پر نیوس بولا اور کہنے لگا۔

میرا دل نہیں مانتا کہ تمہارے پاس سری قوتیں ہوں اگر تمہارے پاس ہیں تو کیا تم ان قوتوں کا میرے سامنے مظاہرہ کر سکتے ہو تاکہ مجھے اعتماد اور بھروسہ ہو جائے کہ واقعی ایدونس دیوتا کے مجسمے کو تم نے ہی گرا کر پاش پاش کیا تھا۔ اس پر یوناف نے کیرش اور بیوسا کی طرف مخصوص انداز میں دیکھا پھر اس نے کیرش کے کان میں سرگوشی کی اور کہا کیرش ہمارا کام اب یہاں ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔ یہ بات بیوسا سے بھی کہو لہٰذا تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور یہاں سے غائب ہو جائیں۔ ہمارے اس طرح غائب ہو جانے سے اس نیوس کو بھی بھروسہ ہو جائے گا کہ ہم تینوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں۔ یوناف کے کہنے پر کیرش نے فوراً بیوسا کے کان میں سرگوشی کی اس کے بعد یوناف نے دونوں کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نیوس کے سامنے سے غائب ہو گئے۔ ان کے اس طرح غائب ہونے پر نیوس پریشان اور دنگ اپنی جگہ بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا تھا۔

○

ادھر رومنوں اور ایرانیوں کی حالت یہ تھی کہ رومنوں کا شہنشاہ مارس بنا تھا۔ جبکہ ایران میں نوشیروان کے بعد اس کا بیٹا ہرمز تخت نشین ہوا تھا۔

ہرمز نے اعنان حکومت سنبھالتے ہی اپنے لشکروں کو منظم کرنا شروع کیا۔ رومنوں کے ساتھ اس نے جنگوں کا آغاز کرنا چاہا۔ ایسے ہی جیسا اس کے باپ نو نے کیا تھا۔ ہرمز اور رومن شہنشاہ مارس کے درمیان ایک دو جنگیں ہوئیں بھی لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ لہٰذا دونوں نے آپس میں صلح کی گفت و شنید کرنا چاہی۔

رومنوں کی خواہش یہ تھی کہ قلعہ دارا ایرانیوں کے حوالے کر دیں اور اس عوض ایرانیوں سے ارزانین کا قلعہ حاصل کر لیں تاکہ اس تبادلے کے باعث آنے دور میں دونوں سلطنتوں کے درمیان امن اور سکون قائم رہے۔

چنانچہ اس سودے کے لئے مذاکرات ہوئے لیکن ہرمز کے نزدیک یہ سودا خسا تھا۔ اس لئے یہ گفت و شنید ناکام رہی۔ اس ناکامی کی خبر جب رومن شہنشاہ مارس کو وہ سخت برہم ہوا اور اس نے اپنے چھاپہ مار دستے فوراً ایرانی سرحد کی طرف روا جنہوں نے سرحد عبور کر کے بین النہرین میں اودھم مچا دیا۔ انہوں نے بستیوں لوٹا۔ ویران کیا اور آگ لگا کر تباہ و برباد کر دیا۔ ان علاقوں میں چونکہ اس وقت کوئی لشکر نہ تھا لہٰذا کوئی بھی قوت رومنوں کی راہ نہ روک سکی اور رومن اپنی مرضی سے ہر قصبے کو لوٹتے اور برباد کرتے رہے۔ رومنوں نے آس پاس کے علاقوں کی فصلوں کو برباد کیا۔ دیہات کو خوب نقصان پہنچایا۔

ایرانی علاقوں کی اس تباہی اور بربادی سے رومن شہنشاہ مارس کا حوصلہ خوب اور اس نے بڑی تیزی سے ایک بحری بیڑہ تیار کرنا شروع کیا تاکہ اس بحری بیڑے ایرانیوں کے خلاف حرکت میں لایا جائے۔ آخر جلد ہی رومن شہنشاہ مارس ایک منظم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس بحری بیڑے کو اس نے سرکیشیم کی بندر کیا۔ ایسا کرنے کے بعد رومن شہنشاہ مارس نے ریگستان عرب کے قبائل کو ساتھ تاکہ ان کی مدد سے ایرانیوں پر حملہ آور ہو اور انہیں بدترین شکست دے۔ ساتھ گفت و شنید میں مارس کو کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن بعد میں رومنوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور غیر جانبدار ہو گئے۔

اپنے ان علاقوں کی تباہی و بربادی کا بدلہ لینے کے لئے ہرمز نے ایک کافی ترتیب دیا۔ اور ایرانی علاقوں کا انتقام لینے کے لئے اس لشکر کو رومنوں کے شہر طرف روانہ کیا۔ لیکن اس ایرانی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے رومن شہنشاہ مارس ایک لشکر کی کمانداری کرتا ہوا مقابلے پر آیا اور ایرانی لشکر پر حملہ آور ہو کر بھگایا۔ اس طرح ایرانی شکست اٹھا کر بھاگ گئے اور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو

اسی سال رومن لشکر میں کچھ بغاوت کی خبریں پھیلیں۔ جس سے ایرانیوں نے فائدہ ایا۔ پھر ایسا ہوا کہ ایرانی شہنشاہ ہرمز نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور اس لشکر کو نے ارزانین کے اطراف میں جمع کیا تاکہ ارزانین قلعے کے پاس جمع ہو کر یہ لشکر پیش رے اور رومن علاقوں میں داخل ہو کر ایسی ہی تباہی و بربادی کا کھیل کھیلے جیسا اس لے رومن ایرانی علاقوں میں کھیل چکے تھے۔ ادھر رومن شہنشاہ مارس کو بھی خبر ہو گئی ایرانیوں نے ایک بہت بڑا لشکر ارزانین قلعے کے اطراف میں جمع کر لیا ہے۔ لہٰذا نے بھی ایرانیوں کو مار بھگانے کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ رومنوں کے لشکر کی تعداد تھی اور انہیں امید واثق تھی کہ وہ ایک بار پھر ایرانیوں کو شکست دے کر ارزانین عے سے مار بھگائیں گے۔

لیکن رومنوں کی بدقسمتی کہ ارزانین کے اطراف میں جو دونوں قوموں کے درمیان جنگ ہوئی اس میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور ایرانی فتح مند ہو کر نکلے۔ ہوئے رومنوں کا ایرانیوں نے دور تک تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ ں کو مار بھگانے اور انہیں شکست دینے سے ایرانی لشکریوں کے حوصلے خوب بڑھ گئے

یہ شکست اٹھانے کے بعد رومن شہنشاہ مارس چین سے نہیں بیٹھا۔ بلکہ اس نے ست کا انتقام لینے کے لئے اندر ہی اندر اپنی تیاریاں عروج پر پہنچا دیں تھی جب جنگی تیاریاں مکمل ہو گئیں تب وہ ایک بہت بڑے لشکر کو حرکت میں لایا۔ ایرانیوں ی اس رومن لشکر کی نقل و حرکت کا علم ہو چکا تھا لہٰذا انہوں نے بھی اپنے لشکر کو ڑھایا۔ مارٹی لو پولس کے مقام پر رومن اور ایرانی لشکر ایک بار پھر ایک دوسرے کے صف آرا ہوئے۔ مارٹی لو پولس ان دنوں ایرانی حکومت کے قبضے میں تھا۔ اس قلعے ہر رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان پھر ہولناک جنگ ہوئی۔ بدقسمتی سے اس جنگ رانیوں کو بدترین شکست ہوئی۔ رومنوں نے ایرانیوں کا نہ صرف یہ کہ خوب قتل عام آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے ایرانیوں کے قلعے مارٹی لو پولس پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

ادھر ایرانی بھی آرام اور سکون سے بیٹھنے والے نہیں تھے۔ انہیں اپنا یہ قلعہ ہاتھ ل جانے کا بڑا دکھ بڑا قلق تھا لہٰذا انہوں نے بھی اپنی جنگی تیاریاں عروج پر پہنچا یں۔ اور اگلے ہی سال وہ پھر مارٹی لو پولس پر حملہ آور ہوئے۔ رومنوں نے دفاع کیا ناکام رہے۔ ایک سال پہلے جس طرح ایرانیوں کو شکست دے کر رومنوں نے ان کا ام کیا تھا ویسا ہی ایرانیوں نے بھی کیا۔ مارٹی لو پولس کے باہر ایرانیوں نے رومنوں کو

بد ترین شکست دی دور تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کیا اور اپنے قلعے
لو پولس کو رومنوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ مارس نے ایک بار پھر اپنی شکست کا انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ اس
اپنے لشکروں کا سپہ سالار ایک جرنیل فلپی کس کو بنایا اور فلپی کس کو حکم دیا کہ وہ ایرا
پر حملہ آور ہو اور ان سے اس کا قلعہ مارٹی لو پولس پھر چھین لے۔ رومن جرنیل فلپی
ایک جرار لشکر لے کر مارٹی لو پولس کی طرف بڑھا اور قلعے پر حملہ آور ہوا۔ ایرانی لشکر
تک وہیں تھا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن جرنیل فلپی کس
اس قلعے کو حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ ایک مرتبہ پھر ما
پولس کے باہر رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی اور بچے کھچے لشکر کو لے کر رومن
فلپی کس بھاگ کھڑا ہوا۔ رومنوں کی اس شکست سے رومن شہنشاہ مارس کو ایسا غم
دکھ ہوا کہ اس نے اپنے سپہ سالار فلپی کس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس
لشکروں کا سپہ سالار کومن ٹیولس کو مقرر کیا اور ایک اور جرنیل ہرکولیس کو اس
مقرر کیا گیا۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد رومن شہنشاہ مارس نے اپنے لشکر کو بین النہرین
حملہ آور ہونے کا حکم دیا اور اپنے دونوں جرنیل کومن ٹیولس اور ہرکولیس کو حکم دیا
ایرانیوں کے شہر نصیبین پر حملہ آور ہوں اور ہر حالت میں اسے فتح کرنے کی کوشش کریں
دوسری طرف ایرانی بھی چوکس تھے۔ رومنوں سے پہلے ہی وہ نصیبین کے نواح
کھلے میدانوں میں پہونچ چکے تھے تاکہ وہ رومنوں کی راہ روک سکیں۔ نصیبین سے ا
بار پھر دونوں افواج کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں رومن جرنیل
ٹیولس کو بد ترین شکست ہوئی اور اس نے بڑی مشکل سے میدان جنگ سے بھاگ کر
جان بچائی۔ ایرانیوں نے اس جنگ میں رومنوں کا خوب قتل عام کیا۔ مارس ہار ماننے والا
نہیں تھا۔ اس نے ایک اور لشکر مہیا کیا اور سارے لشکروں کا کمانداد اس نے ہرکولیس کو
بنوا دیا۔ ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں میں جنگ ہوئی لیکن اس جنگ کا کوئی نتیجہ
نکلا تاہم اس جنگ میں ایرانی جرنیل مارا گیا۔ جس سے ایرانیوں کے حوصلے پست ہو
وہ پسپا ہو گئے اور رومنوں نے ایرانیوں کی اس پسپائی کو اپنی فتح پر مامور کیا۔

بین النہرین میں نصیبین کے اطراف میں ایرانی اور رومنوں کے درمیان آئے دن
مقابلے شروع ہو گئے۔ صورت حال یہ تھی کہ کبھی ایرانی پیش قدمی کرتے ہوئے
علاقے میں گھس جاتے اور کبھی رومن پیش قدمی کرتے ہوئے ایرانی علاقوں میں گھس

بربادی مچاتے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہ تھا نہ ہی
فیصلہ کن شکست ہوتی نہ ہی کوئی فیصلہ کن فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا۔

اسی دوران شمال سے ایک اور مصیبت طوفان کی شکل میں اٹھ کھڑی ہوئی یہ طوفان
نمودار ہونے والے ترک تھے جو اپنے بادشاہ ساوا کی سرکردگی میں شمالی برفستانوں
سے نکل کر جنوب کی طرف بڑھے تھے۔

یہ ترک آندھی اور طوفان کی طرح جنوب کی طرف بڑھے سب سے پہلے ان کے
سامنے بلخ شہر آیا۔ بلخ شہر اپنی فصیل کی وجہ سے بڑا مضبوط اور ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا
تھا لیکن یہ ترک ایسے خونخوارانہ انداز میں بلخ شہر پر حملہ آور ہوئے کہ بلخ شہر کو انہوں
نے فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد انہوں نے پیش قدمی کی اور ایرانی سلطنت کے
اندرونی حصوں کی طرف بڑھے تھے۔

جب یہ خبریں ایرانیوں اور رومنوں کو ہوئیں تو وہ آپس کی لڑائی بھول بیٹھے ایرانیوں
کو یہ خبر ملی کہ ترک بلخ شہر کو فتح کرنے کے بعد ان کے اندرونی علاقوں کی طرف بڑھے
ہیں اور رومنوں کو یہ فکرمندی لاحق ہوئی کہ کہیں ترکوں کا کوئی اور گروہ دریائے ڈینیوب کی
طرف سے قسطنطنیہ پر حملہ آور نہ ہو جائے لہٰذا انہوں نے ایرانیوں کے مقابلے سے اپنے
لشکروں کو قسطنطنیہ کی طرف سمیٹ لیا تھا۔

ادھر حملہ آور ترکوں کا بادشاہ ساوا بڑی تیزی سے بلخ کو فتح کرنے کے بعد ایرانی
سلطنت کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی کرتا چلا جا رہا تھا۔ اس صورت حال میں
ہرمز نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ پھر وہ کسی مناسب سپہ سالار کی تلاش اور جستجو میں لگ
گیا جو اس کی کمانداری کرتے ہوئے حملہ آور خونخوار ترکوں کو روک سکے۔ آخر تک و دو
اور سوچ بچار کے بعد ایران کے شہنشاہ ہرمز کی نگاہیں ایک جرنیل بہرام چوبین پر جم گئی
تھیں۔ بہرام چوبین انتہا درجے کا بہادر، مخلص، جفاکش اور نامور جرنیل تھا۔ ہرمز نے اسے
آذربائی جان کے لشکروں کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔ اس بہرام چوبین کا تعلق ایران کے مشہور
خاندان سے تھا اور یہ ان دنوں آذر بائی جان کا حاکم تھا۔

اپنے لشکروں کا سپہ سالار بنانے اور ترکوں کی راہ روکنے کے لئے ہرمز نے بہرام
کو آذر بائی جان سے طلب کیا اور اسے ایران کے سارے لشکروں کا سالار اعلیٰ مقرر
کیا اس کی کمانداری میں ایک لشکر دیا اور اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ حملہ آور
ترکوں کی راہ روک دے۔

ایران کے شہنشاہ ہرمز کا حکم ملتے ہی بہرام چوبین آذر بائی جان سے مدائن پہنچا اس

کے تحت کام کرنے کے لئے ہرمز نے جو لشکر تیار کیا تھا بہرام چوبین نے اس لشکر کو
پھر اپنے لشکر کو لے کر وہ ترکوں کی راہ روکنے کے لئے روانہ ہوا۔

آخر بہرام چوبین اور ترکوں کے بادشاہ ساوا کے درمیان ہولناک جنگ ہوا۔ جنگ میں بہرام چوبین کی خوش قسمتی اور ترکوں کی بد قسمتی کہ لڑائی کے درمیان بادشاہ ساوا مارا گیا اور ترک پسپا ہوئے۔

ترکوں کے بادشاہ ساوا کا بیٹا جس کا نام پرموده تھا وہ ان دنوں بے قد تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ ترکوں کو شکست ہوئی ہے اور ایرانیوں کے ساتھ جنگ کا باپ مارا جا چکا ہے تو وہ تازہ دم لشکر لے کر ایرانیوں کے مقابلے میں آیا تاکہ سے ترکوں کی شکست اور اپنے باپ کے قتل کا انتقام لے۔

ایک بار پھر ترکوں اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی لیکن قسمتی کہ عین اس موقع پر جبکہ ترک فتح مند دکھائی دے رہے تھے اور ایرانی ہونے والی تھی۔ ایک ایرانی دستہ حرکت میں آیا اور انھوں نے ترکوں کے نئے کو گرفتار کر لیا۔ ترکوں کے بادشاہ پرموده کا گرفتار ہونا تھا کہ ترک میدان سے ہوئے فرار ہو گئے۔

ایرانیوں نے تعاقب کر کے بھاگتے ہوئے ترکوں کا خوب قتل عام کیا۔ چوبین کو لاتعداد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ مال غنیمت کی جو اشیاء بادشاہ کے لائق تھیں چوبین نے ہرمز کو مرکزی شہر مدائن میں روانہ کر دیں باقی سارا مال غنیمت اور زر جو کچھ اس کے ہاتھ لگا تھا وہ سارا اس نے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ کارگزاری سے بہرام چوبین اپنے لشکر میں بے حد مقبول ہو گیا تھا۔

بہرام چوبین کے مقابلے میں جب ترکوں کو نہایت تباہ کن شکست ہوئی تو بہرام چوبین کی بہادری اور جاں نثاری کی شہرت ایران کے طول و عرض میں پھیل ایران میں بہت کم سالار ایسے ہوئے ہوں گے جن کو اس قدر جلدی مقبولیت جتنی بہرام چوبین کو ہوئی تھی۔

بالآخر بہرام چوبین کی یہی مقبولیت اس کی بربادی کا موجب بنی۔

اس لئے کہ ایران کے بادشاہ ہرمز کو بہرام کی یہ مقبولیت گوارہ نہ ہوئی مقبولیت کو کم کرنے کے لئے ایران کے شہنشاہ ہرمز نے ایک قدم اٹھایا۔ اس چوبین کو رومنوں کے شہر لازیکا پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

اس حکم سے ہرمز کا مقصد یہ تھا کہ اگر اس جنگ میں بہرام چوبین کو

ت ایران کی عظمت میں خوب اضافہ ہو گا اور رومنوں پر ایرانیوں کا رعب اور دبدبہ جائے گا۔ اور آئندہ رومن ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے مشرق کا رخ نہ کریں

اور اگر اس جنگ میں بہرام چوبین کو شکست ہوئی تو بہرام کی مقبولیت ختم ہو جائے اس طرح ایران کا شہنشاہ ہرمز دوہری چال چل رہا تھا۔

حسب الحکم بہرام چوبین لشکر لے کر لازیکا کی طرف بڑھا۔ لیکن رومنوں کو پہلے ہی کے شہنشاہ ہرمز کے ارادوں اور چوبین کے لازیکا کی طرف پیش قدمی کی خبر مل چکی وڑا جس قدر لشکر بہرام چوبین لے کر لازیکا کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا اس سے بڑا لشکر رومنوں نے لازیکا کا دفاع کرنے کے لئے لازیکا میں جمع کر لیا تھا۔

آخر لازیکا سے باہر رومنوں اور ایرانیوں میں ہولناک جنگ ہوئی بہرام نے اپنی پوری کی کہ روایتی بہادری۔ جراتمندی۔ شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے رومنوں کو ت دے لیکن اس کی بد قسمتی کہ وہ ایسا نہ کر سکا اس لئے کہ اس کے لشکر کی اگلی صفوں پاؤں جم نہ سکے اور اس کے لشکر کی اگلی صفیں بری طرح مجروح ہو کر پسپا ہوئی تھیں۔ سے لشکر میں افراتفری پھیل گئی اور ایرانی میدان جنگ سے فرار حاصل کرنے لگے۔ طرح لازیکا سے باہر رومنوں کے ہاتھوں چوبین کو شکست ہوئی۔

ہرمز بہرام چوبین کی مقبولیت سے پہلے ہی ناخوش تھا اب جو اسے لازیکا میں رومنوں ہاتھوں شکست کی خبر ملی تو وہ غیض و غضب سے بھڑک اٹھا۔ اس نے اپنے امرا کے منے چوبین پر طرح طرح کی بہتان تراشیاں کیں اور اپنے امرا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ لگا۔

"بہرام نے لازیکا کے میدان میں جانبازی۔ شجاعت۔ جراتمندی اور حب الوطنی سے کی۔ ملک و قوم کا فرض جو اس پر عائد ہوتا تھا اسے انجام دینے میں اس نے کوتاہی ۔ اپنی اور اہل لشکر کی جانوں کو ملک کی آبرو پر ترجیح دی۔"

یہ وہ الفاظ تھے جو ہرمز نے بہرام چوبین سے متعلق اپنے امراء سے کہے تھے۔ پھر رام چوبین کو مزید ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے ہرمز نے ایک اور قدم اٹھایا اور وہ یہ کہ رمز نے چند قاصدوں کے ہاتھوں بہرام چوبین کی طرف ایک طوق۔ ایک تکلہ۔ روئی اور ورت کا لباس بھیجا۔ ساتھ ہی قاصد کے ہاتھ بہرام چوبین کے نام ایک تذلیل آمیز مراسلہ ی ارسال کیا۔ جس کا مضمون کچھ یوں تھا۔

"رومنوں کے ہاتھوں لازیکا کے نواح میں شکست کھانے کے بعد جو خیانت تم نے کی

ہے اس کے صلے کے طور پر تم کو یہ طوق بھیجا جا رہا ہے اسے تم اپنے گلے کی زینت [illegible] عورتوں کے استعمال کی چیز ہے اور تم ان سے بھی بد تر ہو۔"

بہرام کے پاس جب ہرمز کے ایلچی پہونچے تو اس نے ہرمز کا مراسلہ پڑھا اور [illegible] قبول کر لئے۔ دوسرے دن اس نے ہرمز کا بھیجا ہوا طوق اپنے گلے میں پہنا۔ روئی اور عورت کا لباس لے کر لشکر کے سامنے آیا۔

لشکر میں جو امراء اور چھوٹے سالار تھے انہوں نے جب اپنے سپہ سالار بہرام چوبین کو اس حالت میں دیکھا تو وہ بڑے حیران اور پریشان ہوئے۔ بہرام چوبین سے انہوں [illegible] اس حالت کی وجہ پوچھی تو بہرام چوبین نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہ میری جانثاری۔ شجاعت اور وفاداری کا صلہ ہے۔ میں نے ایران کے شہنشاہ کے لئے کیا نہیں کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں ان تحفوں کو تم بھی دیکھ لو۔ اور اس کے ساتھ [illegible] بہرام چوبین نے اپنے سارے فوجیوں کے سامنے وہ پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو ایران [illegible] شہنشاہ ہرمز نے اس کے نام بھجوایا تھا۔

یہ پیغام سن کر اہل لشکر کے دل آزردہ اور آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔ پھر وہ یک وقت کہہ اٹھے کہ اگر آپ کی وفاداریوں اور جانثاریوں کا ایران کے شہنشاہ کی نگاہوں میں [illegible] صلہ ہے تو پھر ہمیں تو ایران کا شہنشاہ اس سے زیادہ بد تر اور ذلیل کرے گا۔ لہٰذا ہم علی الاعلان ایسے بادشاہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

بہرام چوبین نے جب دیکھا کہ لشکر اس کے ساتھ ہے تو اس نے ایران کے بادشاہ ہرمز کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا تہیہ کر لیا اب اسے اگر ڈر تھا تو ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز کا تھا جو رے شہر کا حاکم تھا اور وہیں قیام کئے ہوئے تھا۔ لہٰذا بہرام چوبین نے باپ [illegible] بیٹے سے بد گمان کرنے کے لئے یہ تدبیر کی کہ رے میں خسرو پرویز کے نام کے فرضی سکے جاری کرا دیئے اور سوداگروں کے ہاتھ مدائن روانہ کر دیئے۔

یہ سکے جب ایران کے بادشاہ ہرمز تک پہونچے تو اس نے سوداگروں کو بلا بھیجا [illegible] انہیں مدائن میں لائے تھے ہرمز نے ان سوداگروں سے دریافت کیا کہ یہ سکے کہاں سے لائے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سکے رے میں خسرو پرویز نے اپنے نام سے جاری کئے ہیں۔ چونکہ یہ سکے انہیں شہزادہ ولی عہد نے دیئے ہیں لہٰذا ہم یہ سکے لینے سے انکار نہ کر سکے اب جو حکم ہو وہی کیا جائے۔

ہرمز ان سوداگروں کا جواب سن کر سخت برہم ہوا سکے جاری کرنے سے متعلق اس نے اپنے بیٹے خسرو پرویز سے استفسار کیا۔ ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز نے ہر چند اپنی بے گناہی

اظہار کیا لیکن ایران کے شہنشاہ ہرمز کو اپنے بیٹے خسرو پرویز کی کسی بات پر یقین نہ آیا۔

آخر خسرو پرویز باپ کی سخت گیری سے ڈر کر آذر بائی جان کی طرف چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر وہ مزید خوفزدہ ہوا اور خوف سے بچنے کے لئے اس نے ایران کے سب سے بڑے آتش کدے آذر گشت میں پناہ گزین ہوا۔ ہرمز کو خیال تھا کہ خسرو کے دونوں ماموں بندوی اور بسطام چونکہ اس کے بیٹے خسرو پرویز کے ساتھ ہی قیام کئے ہوئے تھے لہٰذا وہ بھی اس کے بیٹے کی سازش میں برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے بیٹے خسرو پرویز کے دونوں ماموں یعنی بندوی اور بسطام کو گرفتار کر لیا اور انہیں زندان میں ڈال دیا تھا۔

اب حالات سارے کے سارے بہرام چوبین کے حق میں جا رہے تھے۔ اسے خدشہ تھا کہ شہنشاہ ایران ہرمز کا بیٹا خسرو پرویز اس کے خلاف کاروائی کرے گا لیکن اب اس نے اپنی چال چلتے ہوئے دونوں باپ بیٹے کے درمیان نفرت کی ایک دیوار کھڑی کر دی تھی۔

خسرو پرویز جس سے بہرام چوبین خائف تھا اپنے باپ سے الگ ہو کر آذر بائی جان میں گوشہ نشین ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ سارا ایرانی لشکر بہرام کا دم بھرتا تھا۔ اس پر مزید یہ ہوا کہ بین النہرین میں جس قدر لشکر تھا وہ بھی وہاں سے کوچ کر کے بہرام چوبین کے ساتھ آ ملا تھا۔

اب بہرام چوبین نے جب دیکھا کہ حالات سارے کے سارے اس کے لئے سازگار ہو گئے ہیں تو وہ رے شہر میں آیا اور یہاں اس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ شاہی لشکر پہلے ہی بادشاہ سے بد دل تھا سب کے دلوں میں شہنشاہ ہرمز کی ہر دلعزیزی باقی نہ رہی تھی۔ ادھر بادشاہ فوج کی وفاداری سے بھی محروم ہوا۔ ادھر رعایا کی ہمدردیاں بھی ختم ہو گئیں۔

ہر طرف سے ایران کے بادشاہ ہرمز کے خلاف نعرے بلند ہونا شروع ہو گئے ان حالات میں لوگوں نے زندان کے دروازے توڑ دیئے اور ایران کے شہنشاہ ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز کے دونوں ماموں یعنی بندوی اور بسطام کو وہاں سے نکالا۔ بندوی اور بسطام کا زندان سے نکلنا تھا کہ عوام نے اپنے بادشاہ کو مجبور کرنا شروع کر دیا کہ وہ تخت اور تاج سے دست بردار ہو جائے۔

ایران کے شہنشاہ ہرمز نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ عوام کو ٹھنڈا کر کے بدستور ایران کا شہنشاہ رہے لیکن اب عوام اس کے خلاف سخت پیچ پا ہو چکے تھے لشکر پہلے ہی بہرام چوبین کے ساتھ تھا۔ اور جو عام لوگ بغاوت کر رہے تھے ان سے نپٹنے کے لئے ہرمز کے پاس کوئی طاقت اور قوت نہ تھی۔ لہٰذا عوام کے مطالبے پر ایران کے امراء حرکت میں آئے اپنے شہنشاہ ہرمز کو انہوں نے تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ تاج و تخت

سے محروم کرنے کے بعد ایرانی امراء نے ہرمز کی آنکھیں بھی نکلوا دیں۔ بعد میں خسرو پرویز کے ماموں بندوی اور بسطان نے اپنے بہنوئی ایران کے شہنشاہ کو قتل کرا دیا۔

کچھ مورخین لکھتے ہیں کہ ایران کا مرنے والا شہنشاہ ہرمز کمزوروں اور مجبوروں پر مہربانی کرتا تھا۔ لیکن امراء کے ساتھ سخت سلوک روا رکھتا تھا۔ مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ ہرمز نہایت مہذب تھا اور غربا اور مساکین پر نہایت مہربانی کرتا تھا۔ لیکن امراء کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ جب سے وہ اس کے مخالف تھے۔ اور اس سے نفرت کرتے تھے۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شہنشاہ ہرمز کو عدل و انصاف کا احساس بے حد زیادہ تھا۔ ہرمز دراصل اپنے باپ نوشیروان کے نقش قدم پر چلنا چاہتا تھا۔ لیکن اس میں وہ دور اندیشی نہ تھی۔ جو اس کے باپ نوشیروان میں تھی۔ امراء تو اس کے خلاف تھے ہی۔ لیکن جب ہرمز نے عیسائیوں سے رواداری برتی تو اس رواداری کی وجہ سے ایران کے مذہبی معبد بھی اس کے خلاف ہو گئے۔ امراء اور معبدوں کے ہاتھوں وہ مارا گیا۔

ہرمز جب قتل ہوا تو اس کا بیٹا خسرو پرویز جو آذر بائی جان میں تھا فوراً" آذر بائی جان سے ایران کے مرکزی شہر مدائن پہونچا۔ اس کے مدائن پہونچتے ہی پانچ سو نوے عیسوی میں امراء نے اسے تاج پہنایا۔ اور ایرانی تخت کا وارث بنا دیا۔

خسرو پرویز نے اعنان حکومت سنبھالی تو فضا بگڑی ہوئی تھی۔ باغیوں کے حوصلے بلند تھے۔ امراء اپنا تسلط جمانے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔ اس ناموافق صورت حال کے پیش نظر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ حکومت کتنے دن چل سکے گی۔

ان ناموافق حالات میں خسرو پرویز نے چاہا کہ ایرانی افواج کے سپہ سالار بہرام چوبین کو اطاعت پر مائل کرے اور اس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ اسی خیال سے اس نے مشفقانہ لہجے میں بہرام کو ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

ہرمز جس سے تمہیں اختلاف تھا وہ اب اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اگر تم اطاعت قبول کر لو اور پایہ تخت واپس آ جاؤ تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں ایرانی فوج کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دوں گا۔ اس طرح تمہیں بادشاہ سے دوسرے درجہ کا منصب حاصل ہو جائے گا۔

لیکن بہرام چوبین نے خسرو پرویز کے اس شفیقانہ مراسلے کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور نہایت گستاخانہ جواب لکھ کر بھیجا۔ بہرام چوبین نے خسرو پرویز کے نام لکھا۔

دیکھ خسرو پرویز تو نے اپنے باپ سے وحشیانہ سلوک کیا تو نے لوگوں کو آمادہ کر کے اسے اندھا کروایا اور تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے

لی۔ کوئی بھی اچھا اور فرمانبردار بیٹا کبھی بھی اپنے باپ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا۔ لہٰذا تم اپنا تاج اتار کر میرے حضور میں آؤ تاکہ تمہیں کسی ایرانی صوبے کی حکومت سونپ دوں۔

خسرو پرویز نے اس گستاخانہ مراسلے سے قطع نظر کرتے ہوئے پھر بہرام کو ایک خط اپنے قاصدوں کے ہاتھ بھیجا جس میں لکھا تھا۔

ہرمز کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک ہوا اس میں میرا کوئی تعلق نہ تھا۔

اس کے علاوہ خسرو پرویز نے ہر طرح سے بہرام کی دلداری اور دلجوئی کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا بھی بہرام پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر خسرو پرویز نے طاقت کے ذریعے بہرام چوبین کو اپنے سامنے مغلوب اور زیر کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔

اپنے اس لشکر کے ساتھ خسرو خود اپنے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے بہرام چوبین کے مقابلے میں آیا۔ لیکن بیشتر اس کے کہ جنگ ہو خسرو نے ایک بار پھر صلح کی گفت و شنید کرنا چاہی۔ لیکن بہرام چوبین کسی صورت بھی مصالحت پر آمادہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ بہرام چوبین خود ایران کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھنے لگا تھا۔

بہرام چوبین کا تعلق چونکہ ایران کے نامور خاندان مہران سے تھا اور خاندان مہران کا دعویٰ تھا کہ وہ اشکانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ بہرام چوبین کو ایران کا بادشاہ بننے کا خیال آیا۔ اسی بناء پر وہ خسرو پرویز کے ساتھ کسی قسم کی گفت و شنید کرنے پر آمادہ نہ ہوا تھا۔

جب اسے خبر ہوئی کہ خسرو پرویز ایک لشکر لے کر اس کی سرکوبی کے لئے نکلا ہے تو وہ بڑے فاتحانہ انداز میں رے شہر سے چل کر مدائن کی طرف آیا۔ خسرو پرویز خود اپنے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے بہرام چوبین کے مقابلے پر آیا۔

بہرام چوبین خسرو پرویز کے مقابلے میں جنگ کا زیادہ اچھا اور بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ ماضی میں وہ کئی جنگوں میں حصہ لے چکا تھا اور ایران کے لئے بہترین فتوحات بھی حاصل کر چکا تھا اس کے علاوہ اس کے ساتھ جو لشکر تھا وہ بہتر تربیت یافتہ تھا اور وہ بھی اس سے پہلے بہرام چوبین کے ساتھ کئی کامیاب جنگیں کر چکا تھا لہٰذا مدائن کے نواح میں جب خسرو پرویز اور بہرام چوبین کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی تو اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو بد ترین شکست ہوئی اور خسرو پرویز اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا اور دریائے فرات کو عبور کر گیا۔

خسرو پرویز کی اس شکست کے بعد ایران میں اب کوئی اور طاقت نہ تھی جو بہرام چوبین کا راستہ روکتی۔ لہٰذا ایران کے مرکزی شہر مدائن کے نواحی میدانوں میں خسرو پرویز کو شکست دینے کے بعد بہرام چوبین نے پہلے خسرو پرویز کو شکست دینے کے بعد بہرام چوبین نے پہلے خسرو پرویز کے بچے کھچے لشکر کا خاتمہ کیا اس کے بعد وہ مدائن کی طرف بڑھا۔

بہرام اپنے لشکر کے ساتھ ایران کے پایہ تخت مدائن میں داخل ہوا۔ ایرانی امراء نہیں چاہتے تھے کہ ایک ایسا شخص تاج و تخت کا وارث بنے جو ساسانی بادشاہوں کی نسل سے نہیں تھا لیکن بہرام چوبین نے ایرانی امراء کو درخور اعتناء نہیں سمجھا اور شاہی تاج پہن کر ایران کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کیا اور اپنے نام کے سکے اس نے جاری کرا دیے تھے۔

ایران کے تاج و تخت کا وارث بننے کے بعد بہرام چوبین نے اپنے روسا اور سالاروں کا اجلاس طلب کیا۔ اور اس اجلاس میں اس نے اپنے رفقاء اور سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ مجھ سے شکست کھانے کے بعد خسرو پرویز نے کہاں جانے مقصد اور ارادہ کیا ہو گا۔ اور کس رستے سے گیا ہو گا۔

اس پر ایک سالار اٹھا اور بہرام چوبین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جہاں تک میرا خیال ہے خسرو پرویز شکست کھانے کے بعد ارض شام سے ہوتا ہوا قسطنطنیہ جائے گا تاکہ قیصر روم مارس سے کمک حاصل کر سکے۔

یہ سن کر بہرام نے اپنے ایک رفیق اور سالار بہرام سیاؤشان کو چار ہزار سوار دے کر خسرو پرویز کے تعاقب میں بھیجا۔

ادھر خسرو پرویز بہرام چوبین کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد واقعی ہی قسطنطنیہ کا رخ کر رہا تھا۔ اس سفر کے دوران راستے میں خسرو پرویز دوپہر کو ستانے کے لئے اپنے جانثاروں اور ہمراہیوں سمیت عیسائیوں کے ایک معبد میں ٹھہر گیا۔

یہ لوگ تھکے ہارے تو تھے ہی پڑتے ہی گہری نیند سو گئے دفعتاً اس معبد کے راہب نے انہیں بیدار کیا اور کہا کہ ایک لشکر چلا آ رہا ہے۔ خسرو پرویز نے پوچھا کتنی دور ہو گا وہ لشکر۔ اس راہب نے جواب دیا تقریباً چھ میل کے فاصلے پر خبر ملی ہے۔

اس لشکر کی آمد کی اطلاع پا کر خسرو پرویز اور اس کے سارے ساتھیوں پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ بہرام کا لشکر ان کے تعاقب میں آیا ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد خسرو پرویز نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اب کیا تدبیر کی جائے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ خسرو پرویز کے اس استفسار پر اس

کے ایک عاقل و دانشور ساتھی نے بولتے ہوئے کہا۔ دیکھ خسرو پرویز عقلمند آدمی کسی حالت میں بھی ثمرو عقل سے ناامید نہیں ہوتا۔ اس دانش ور کے بعد خسرو پرویز کا ماموں بندوی بولا اور کہنے لگا۔

میں تو ایک ہی تدبیر جانتا ہوں کہ تمہیں رہائی دلا دوں اور خود اپنی جان دے دوں خسرو پرویز بولا۔ دیکھ محترم ممکن ہے اس چارہ گری میں تمہاری جان بھی بچ جائے۔ چارہ گری یزدان پاک کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اگر تم ہلاک بھی ہو جاؤ تو تمہاری ہلاکت ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گی اور اگر بچ جاؤ تو تمہارا خطرہ قبول کرنا تمہارے لئے جاہ و منزل کا سبب بنے گا۔

اس گفتگو کے بعد خسرو پرویز کا ماموں بندوی بولا اور خسرو پرویز کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز اگر یہ معاملہ ہے تو پھر اپنا لباس اتار کر مجھے دے دو خود سادہ کپڑے پہن کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ۔ اور تعاقب کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دو۔

خسرو پرویز شاید اپنے ماموں بندوی کی ساری تجویز کو سمجھ گیا تھا لہٰذا اس نے اپنی شاہانہ پوشاک اتار کر اپنے ماموں بندوی کے حوالے کی اور خود اپنے دوسرے ماموں بسطام اور دیگر رفقاء کے ساتھ سوار ہو کر وہاں سے نکل گیا۔

بندوی نے شاہی پوشاک زیب تن کی اور راہب سے استدعاء کی کہ یہ ہمارا راز ہے تم ہمارے راز کو افشانہ کرنا ورنہ میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔ راہب بولا تم جو چاہو کرو میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا۔

اتنے میں بہرام کا لشکر آ پہنچا۔ بندوی نے شاہی پٹکا سر پر باندھا اور معبد کا دروازہ اندر سے مقفل کیا اور خود معبد کی دیوار پر چڑھ آیا۔ تعاقب کرنے والوں نے دیکھا کہ کوئی شخص زر بفت کا لباس زیب تن کئے دیوار پر کھڑا ہے اس کا لباس سورج کی روشنی میں چمک دمک کر رہا تھا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ خسرو پرویز یہی ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس معبد کے اردگرد گھیرا ڈال دیا تھا۔

بندوی دیوار سے نیچے اتر آیا شاہی لباس اتار کر اپنے کپڑے پہن لئے اور پھر دیوار پر چڑھ آیا اور لشکر کو مخاطب کر کے بولا۔

اے اہل لشکر میں بندوی ہوں اپنے سالار سے کہہ دو کہ دیوار کے قریب آ جائے تا کہ میں اسے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کا پیغام پہنچا دوں۔ تعاقب کرنے والے لشکر کا سالار بہرام سیاؤشان لشکر سے باہر نکل کر دیوار کے پاس آیا۔ بندوی نے اسے سلام کیا اور

بولا۔

خسرو پرویز کی طرف سے آپ کو سلام پہنچے۔ دیکھ بہرام سیاوشان یزدان پاک کا شکر ہے کہ ہمارا پیچھا کرنے والے آپ ہیں آپ ہمارے ہی آدمی ہیں اس پر بہرام سیاوشان بندوی کو پہچانتے ہوئے کہا بے شک میں ایران کے شہنشاہ کا غلام ہوں۔ اس پر بندوی اور کہنے لگا۔

اگر تم اپنے آپ کو ایران کے شہنشاہ کا غلام اور فرمانبردار سمجھتے ہو تو خسرو پرویز یہ پیغام دیا ہے کہ میں تین دن اور تین رات سے گھوڑا دوڑائے چلا آ رہا ہوں۔ اس سخت پریشان اور مضمحل ہوں میں جانتا ہوں کہ مجھے تمہارے ساتھ بہرام چوبین کے پاس ہو گا اور اپنے آپ کو تقضائے یزدان کے سپرد کرنا ہو گا۔

لیکن اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں کچھ ستا لوں آپ اور آپ کے ہمراہی آرام کر لیں۔ شام ہوتے ہی چلے چلیں گے۔

اس پر تعاقب کرنے والے لشکر کا سالار بہرام سیاوشان بولا۔ میں تم لوگوں کی تجویز اس اتفاق کرتا ہوں۔ یہ مناسب بات ہے میں ضرور اس پر عمل کروں گا۔ بادشاہ مجھ پر حق ہے اور مجھے یہ حق ادا کرنا ہو گا۔ بہرحال تعاقب کرنے والے لشکر کا سپہ بہرام سیاوشان خسرو پرویز کے ماموں بندوی کی تجویز پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

جب شام ہوئی تو خسرو پرویز کا ماموں بندوی پھر دیوار پر آیا اور تعاقب کرنے وا لشکر کے سالار بہرام سیاوشان کو مخاطب کر کے کہا۔

اب خسرو پرویز نے یہ پیغام دیا ہے کہ آپ نے شام تک انتظار کیا ہے اب را ہونے کو آئی ہے تاریکی چھانے لگی ہے اگر ممکن ہو تو رات بھر اور صبر کر لو۔ تمہاری یہ پر بہت بڑی نیکی ہو گی۔ صبح ہوتے ہی ہم سب یہاں سے مدائن کی طرف چل دیں گے۔

جواب میں بہرام سیاوشان بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ بندوی جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی گا۔ یہ جواب دینے کے بعد بہرام سیاوشان نے اپنے لشکر کو معبد کے اردگرد پھیلا دیا او انہیں ہر طرف سے خبردار رہنے کا حکم دے دیا۔

جب صبح ہوئی سورج نکلا۔ بہرام نے لشکر کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ اتنے میں پرویز کا ماموں بندوی پھر دیوار پر آیا۔ اسے دیکھتے ہی بہرام سیاوشان بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بندوی تو نے وعدہ کیا تھا کہ صبح ہوتے ہی یہاں سے مدائن کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ اب صبح ہو چکی ہے لہٰذا اپنے وعدے کے مطابق تم لوگ باہر نکلو تاکہ مدا کی طرف کوچ کیا جائے۔ اس پر بندوی بولا اور کہنے لگا۔

چلنا تو ہو گا لیکن سورج کچھ اور اوپر آ جائے تو چلیں گے۔ بہرام سیاوشان اس پر آمادہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ دوپہر کے وقت بندوی نے پھر استدعا کی کہ ڈھل جائے تو چلیں گے اس پر بہرام نے بے صبری کا اظہار کیا تو بندوی نے معبد کا دروازہ کھول دیا اور خود معبد سے باہر نکل آیا اور کہنے لگا۔

دیکھ بہرام میں تو اس معبد میں تنہا ہی ہوں جہاں تک خسرو پرویز کا تعلق ہے تو وہ آپ کا یہاں سے جا چکا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ کسی حیلے سے ایک دن اور ایک رات تم کو روکے رکھوں تاکہ خسرو پرویز تمہاری دسترس سے باہر ہو جائے اب تم اگر اس کا تعاقب بھی تو تمہاری کوشش رائیگاں جائے گی۔

اب میں حاضر ہوں مجھے جہاں چاہو لے جاؤ۔ یہ سنا تو بہرام ششدر رہ گیا اور یہ سوچا کہ بندوی کو اگر یہاں قتل کر دیتا ہوں تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ بہتر یہی ہے اس کو بہرام چوبین کے پاس لے چلوں آخر بہرام سیاوشان نے بندوی کو گرفتار کر لیا اور اسے اسیر بنا کر وہ مدائن کی طرف کوچ کر گیا۔

مدائن پہنچ کر جب بندوی کو ایران کے نئے شہنشاہ بہرام چوبین کے سامنے پیش کیا گیا اور بہرام چوبین کو صورت حال کا علم ہوا تو وہ بندوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے فاسق و فاجر انسان۔ کیا یہ کافی نہ تھا کہ تم نے ہرمز کی آنکھیں نکلوا کر اسے قتل کیا۔ اب خسرو کو ہماری دسترس سے باہر کر دیا ہے تمہیں ایسی ذلیل موت مروایا جائے گا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کو عبرت ہو گی۔ لیکن یہ اس وقت ہو گا جب تمہارا بھائی بسطام بھی ہمارے قابو میں آ جائے گا۔ جو ہرمز کو قتل کرانے میں برابر کا شریک تھا۔

اس گفتگو کے بعد بہرام چوبین نے بندوی کو اپنے سالار سیاوشان کے سپرد کر دیا تا کہ اسے زندان میں ڈال دے یہاں تک کہ اس کا بھائی ہمارے ہاتھ لگ جائے اور ان سب کو اکٹھی سزا دی جائے۔ بہرام چوبین کے حکم کے برخلاف بہرام سیاوشان بندوی کو زندان میں ڈالنے کے بجائے اپنے گھر لے گیا اور وہاں اسے نظر بند کر دیا۔

بہرام سیاوشان کے دل میں بندوی کا احترام تھا اس لئے بندوی کو بہرام سیاوشان کو اپنا ہمنوا بنانے میں زیادہ کوشش نہ کرنا پڑی۔ آخر دونوں نے سازش کی کہ بہرام چوبین کو چوگان کھیلتے ہوئے قتل کر دیں۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد بہرام چوبین سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا۔

دوسرے روز بہرام سیاوشان نے زرہ بکتر پہنا اوپر چوگان کھیلنے کا لباس زیب تن کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیا اتنی دیر میں بہرام سیاوشان کی بیوی نے جو بہرام چوبین کی

بھانجی تھی بہرام چوبین کو کہلا بھیجا آج میرا شوہر چوگان کھیلنے نکلا ہے لیکن پیچھے اس نے بکتر پہنا ہوا ہے معلوم نہیں اصل ماجرا کیا ہے۔ اس سے خبردار رہنا۔ آخر راز فاش ہو گیا اور بہرام چوبین نے اپنے ہاتھ سے بہرام سیاؤشان کا سر قلم کر دیا لیکن بندوی بچ کر فرار ہو گیا اور آذر بائی جان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

○

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز ایرانی حدود سے نکل کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اب اس کا بھائی شہریار تخت و تاج کا وارث مدائن میں موجود تھا۔ بہرام چوبین کو یقین تھا کہ شہزادے کی موجودگی میں اس کا اپنی حکومت کو برقرار رکھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

اس بناء پر اب اس نے ایک چال چلی اور اپنے لشکریوں سے کہا کہ ملک کا بادشاہ شہریار ہی ہو گا لیکن ابھی وہ بچہ ہے جب تک وہ جوان ہو میں اس کے نام پر حکومت کروں گا۔ لیکن اس یقین دہانی کے باوجود بعض لوگ خسرو پرویز کے ہی حق میں تھے۔

بہرام کو لوگوں کے اختلافات کا علم ہوا تو اس نے مخالفین کو مدائن سے نکل جانے کی اجازت دے دی چنانچہ یہ اجازت ملنے پر تقریباً بیس ہزار کے لگ بھگ وہ لوگ جو خسرو پرویز کے حق میں اور بہرام چوبین کے خلاف تھے مدائن سے نکلے اور آذر بائی جان کا رخ کیا۔ یہ لوگ آذر بائی جان جا کر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے ماموں بندوی سے جا ملے۔ بندوی پہلے ہی آذر بائی جان پہنچ کر بہرام چوبین کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر ترتیب دے رہا تھا۔

ادھر خسرو پرویز باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ ایک عرب سردار ایاز کی رہنمائی میں رومنوں کی بندرگاہ سر بیشیم پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہاں رومنوں نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کی آمد کی اطلاع قیصر روم مارس کو کر دی گئی۔

مارس نے خسرو پرویز کو قسطنطنیہ بلا لیا پھر مارس نے اپنے مشیروں کے ساتھ کئی دن تک صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اعلان کر دیا کہ

قیصر روم ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو نہ صرف یہ کہ اپنا معزز مہمان خیال کرتا ہے بلکہ اسے اپنا فرزند خیال کرتا ہے۔ اور یہ کہ بہرام چوبین کے خلاف جنگ کرنے میں وہ اپنے فرزند خسرو پرویز کی پوری پوری مدد کرے گا۔

ساتھ ہی قیصر روم مارس نے یہ بھی اعلان کیا کہ حکومت روم خسرو پرویز سے یہ توقع رکھنے میں بھی حق بجانب ہو گی کہ ایرانی آرمینیا پر رومی تسلط قبول کر لیا جائے اور دارا

...ائی لو پولس یعنی قیافارقین کے علاقے رومنوں کے حوالے کر دیئے جائیں۔

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے یہ شرائط قبول کر لیں۔ آخر میں اپنے میزبان سے ...ت ہونے کے لئے جب خسرو پرویز قیصر روم کے پاس گیا تو قیصر روم مارس نے اسے ...ں تک سرفراز کیا کہ اس نے اپنی بیٹی مریم کو خسرو پرویز کی زوجیت میں دے دیا۔

قیصر روم مارس نے جو ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو امداد دینے کا وعدہ کیا اس کی خبر ...ان بھر میں پھیل گئی۔ بہرام چوبین کے مخالف خوش ہوئے اور امراء اور شرفاء تو ایسے ...ی کا ساسانی تخت و تاج حاصل کرنا گوارہ نہ تھا جس کی رگوں میں شاہی خون نہ تھا لشکر میں بھی بہرام کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہونے لگے۔ عوام اپنے حقیقی ...ار کا خیر مقدم کرنے کے لئے مستعد تھے کہ اچانک خبر ملی کہ موسم بہار میں خسرو پرویز ...ن لشکر کی معیت میں دریائے دجلہ کو عبور کر آیا ہے۔

بہرام چوبین کو جب یہ خبریں ملیں تو اس نے اپنے ایک معتمد سالار بری زیکس کو رومن لشکر کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا جو خسرو پرویز کی سرکردگی میں دریائے دجلہ عبور کر چکا تھا۔ دریائے دجلہ کے کنارے رومنوں اور بہرام چوبین کے لشکر کے درمیان ...ک جنگ ہوئی۔ لیکن رومنوں کے سامنے ایرانیوں کے قدم نہ جم سکے۔ آخر انہوں نے ...م چوبین کے سپہ سالار بری زیکس کو اسیر کر لیا۔ خسرو پرویز نے اس باغی سردار کے کان ...اک کٹوا کر منظر عام میں اس کی نمائش کی اور بالاخر اسے قتل کرا دیا۔

ادھر خسرو پرویز کا ماموں بندوی بھی اس وقت تک آذر بائی جان میں ایک بہت بڑا ...تیار کر چکا تھا۔ جب اس نے خسرو کی آمد کی خبر سنی تو وہ آذر بائی جان سے اپنی فوج ...م کر کے اس سے آملا۔ یہ جمعیت سیلوکیہ کو فتح کرنے کے بعد مدائن کی طرف بڑھی

بہرام چوبین ان شکستوں سے سخت ہراساں ہوا اور اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے ...ر لے کر خود میدان میں آیا۔ مدائن کے باہر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو خسرو کا لشکر ...ام چوبین کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔

بہرام کی فوج نے مقابلے کی تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کی اور بہرام بچ کر پہاڑوں ...طرف نکل گیا۔

خسرو نے اس کا تعاقب کیا پہاڑی علاقے میں بہرام چوبین نے رومنوں کو کافی نقصان ...نچا کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ لیکن رات کی تاریکی چھائی تو وہ اپنی جمعیت کی کمزوری ...وس کرتے ہوئے کردستان کی پہاڑیوں کی طرف بھاگ نکل گیا تھا۔

خسرو کے راستے میں سب سے بڑا کانٹا بہرام تھا جس کے لئے اس نے [illegible] تعاقب جاری رکھا۔ آخری مرتبہ بہرام اور خسرو پرویز کے درمیان ایک بار پھر جنگ [illegible] اس جنگ میں ہاتھیوں کا بھی استعمال ہوا تھا۔ اس جنگ میں بھی پہلے کی طرح بہرام نے بہادری، شجاعت اور دلیری کے بہترین جوہر دکھائے۔ رومنوں کے دائیں بازو کے [illegible] پسپا کرنے کے لئے اس نے پے در پے حملے کئے لیکن رومن جرنیل نرسی نے دائیں [illegible] کمک پہونچا کر دفاع پر مجبور کر دیا۔ آخر رومنوں نے پھر بہرام کے قلب پر حملہ کیا [illegible] سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بہرام کے لشکر نے راہ فرار اختیار کی۔ بہرام بھاگ کر [illegible] کے یہاں پناہ گزین ہوا۔

ان حالات سے پتہ چلتا ہے کہ ایران کے لوگوں کو شاہی خاندان سے کتنی عقید[illegible] تھی۔ کوئی باغی کتنا ہی طاقتور ہو مگر اس کی رگوں میں ساسانی خون نہ ہو تو وہ تاج [illegible] حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

بہرام چوبین ایک شخص گشسپ کا بیٹا تھا وہ رے کا رہنے والا تھا اور خاندان مہر[illegible] رئیس تھا۔ اس زمانے میں ایران بھر میں اس سے زیادہ نڈر شجاع اور صاحب تدبیر کوئی شخص نہ تھا۔

گو سیاہی مائل رنگ کا دراز قامت اور دبلا پتلا شخص تھا۔ دبلا ہونے کی وجہ اسے چوبین کہتے تھے۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس کا لقب چوبین نہیں بلکہ شوبین تھا۔ اس لقب [illegible] وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ بچپن میں رے کے کسی شخص سے اس کی [illegible] ہو گئی۔

اس لڑائی کے دوران بہرام نے اپنے مخالف پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ بہرام [illegible] تلوار سر سے لے کر لے کر گھوڑے کی زین تک اس کے دشمن کو کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی [illegible] اس موقع پر جو لوگ وہاں موجود تھے اور انہوں نے بہرام کی اس ضرب کو دیکھا وہ بہرام کی یہ ضرب دیکھتے ہوئے حیران رہ گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے شوبین ضربت۔ یعنی اس ضرب کو تو دیکھو۔ بس اس کے بعد اس کو شوبین کہنے لگے جو رفتہ [illegible] شوبین سے بگڑ کر چوبین بن گیا۔

مورخین بہرام کے فرار کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ وہ [illegible] کے دوران ہمدان پہونچا اور ایک دہقان کے گھر میں ستانے کے لئے ٹھہر گیا۔ یہاں [illegible] بوڑھی عورت نے اس کا خیر مقدم کیا۔ بہرام نے اپنا کھانا نکال کر کھالیا۔ اس کے

[illegible] پینے کے لئے اس نے اس بوڑھی عورت سے برتن مانگا۔

عورت ایک ٹوٹا ہوا کدو لے آئی اور کہا۔ ہم تو اسی میں پانی پیتے ہیں یہ حاضر ہے۔ بہرام نے کدو میں ڈال کر شراب پی۔ اس کے بعد اسے روٹی رکھنے کے لئے برتن [illegible] ضرورت محسوس ہوئی تو عورت سے برتن مانگا تو وہ مٹی کی ایک رکابی لائی جس میں گوبر [illegible] جاتا تھا اور کہا کہ ہم اسی پر روٹی رکھ کر کھا لیتے ہیں۔

بہرام دو ایک جام پی چکا تو بڑھیا سے پوچھا کہو دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اس بڑھیا نے [illegible] میں کہا خسرو پرویز ایران کا بادشاہ رومنوں کی مدد سے واپس آگیا ہے۔ بہرام سے اس [illegible] ہوئی جس میں بہرام شکست کھا کے بھاگ گیا ہے۔

اس بڑھیا کی یہ گفتگو سن کر بہرام خوش ہوا اور پوچھا اچھا بہرام نے جو کچھ کیا وہ [illegible]ت تھا یا غلط۔ عورت بولی کہتے ہیں اس نے غلطی کی۔ بہرام کو امور سلطنت سے کیا [illegible] وہ شاہی نسل سے نہیں۔ بہرام کو چاہئے تھا کہ آرام سے شہنشاہ کی نوکری کرلیتا تا [illegible] امن و چین سے زندگی بسر کرلیتا۔

اس پر بہرام بولا ہاں یہی وجہ ہے کہ آج میری شراب سے کدو کی بو آ رہی ہے اور [illegible] روٹی رکھنے کے برتن سے گوبر کی بو آ رہی ہے۔

اس بڑھیا کے یہاں چند دن ٹھہرنے کے بعد بہرام ہمدان سے چل کر ترکستان پہونچ [illegible] وہاں ترکوں کے خاقان کے یہاں اس نے پناہ لی جس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی [illegible] زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ترکستان ہی میں کسی نے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح خسرو کو [illegible] بہادر اور خطرناک دشمن سے نجات مل گئی۔

اس کے بعد خسرو پرویز فاتحانہ شان سے مدائن میں داخل ہوا۔ اور اپنے بزرگوں کا [illegible] و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنی پہلی فرصت میں رومنوں کے لشکر کی عزت افزائی کی اور تحفے تحائف دے کر رخصت کر دیا۔

خسرو کی حکومت ابھی مستحکم نہ ہوئی تھی اسے معلوم تھا کہ رعایا اسے اچھی نظر سے [illegible]ہیں دیکھتی۔ معبدوں کے لئے بھی اس کا آنا خوشی کا موجب نہ تھا۔ رومنوں کا احسان مند [illegible]ونے کی وجہ سے اس کا عیسائیوں کی طرف مائل ہونا لازمی تھا۔ اس کے میلان کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس کی [illegible] شیریں بھی عیسائی تھی اس کے علاوہ اس نے قیصر روم ماریس کی بیٹی مریم سے بھی شادی کر رکھی تھی۔ وہ بھی عیسائی تھی۔

اسے جو خطرے ہو سکتے تھے وہ بھی رفع نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے خسرو پرویز نے ایک ہزار لشکریوں کا دستہ اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ اس کے بعد اس نے باپ کے

قاتلوں کی طرف رجوع کیا اس نے ان کو چن چن کر مروا دیا۔ یہاں تک کہ اس نے کئی حیلے بہانے سے اپنے دونوں ماموں یعنی بندوی اور بسطام کو بھی تہہ تیغ کرایا۔ اس لئے وہ اس کے باپ کے قتل میں برابر کے شریک تھے۔

○

نبیاس کے قدیم اور اساطیری محل میں سطرون۔ زروعہ۔ نبیاس۔ سلیوک اور اور اکٹھے بیٹھے باہم کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اچانک نبیاس نے بات کا رخ موڑا اور سطرون کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ عزیز سطرون۔ وہ وقت کب آئے گا جب ہم سب مل کر اس یوناف اور اس کی بیوی کیرش کو اپنے سامنے پست اور مغلوب کریں گے۔ اس پر سطرون نے تھوڑی دیر غور سے نبیاس کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ نبیاس۔ یہ یوناف کوئی عام سا انسان نہیں ہے۔ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ماضی میں بھی میرا اس کے ساتھ پالا پڑ چکا ہے۔ یہ بلا کا طاقتور اور بے شمار سری قوتیں رکھنے والا انسان ہے۔ شاید میرے آقا عزازیل نے تمہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ ماضی میں بہت کم مواقع پر میں اس یوناف پر غالب رہا ورنہ اس نے اکثر و بیشتر مجھے اپنے سامنے مغلوب ہی بنا کر رکھا۔ اب جبکہ میں نے تمہارے فراہم کردہ علوم پر بھی دسترس حاصل کر لی ہے میں سمجھتا ہوں اب کوئی موقع ایسا ضرور آئے گا کہ اس یوناف کو میں اپنے سامنے زیر ضرور کروں گا۔

سطرون کا یہ جواب سن کر نبیاس تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر وہ انتہائی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کیا یہ یوناف ایسا ہی طاقتور اور دراز دست انسان ہے کہ ہم سب مل کر بھی فی الفور اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جب کہ خود عزازیل بھی ہمارے ساتھ ہے۔ جو ان گنت اور بے شمار قوتوں کا مالک ہے۔ اس پر سطرون نے بڑی سنجیدگی میں نبیاس کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

دیکھ نبیاس۔ اس میں شک نہیں کہ آقا عزازیل بے شمار قوتوں کا مالک ہے لیکن جہاں تک یوناف کا تعلق ہے وہ بھی کسی سے کم نہیں۔ ایک تو طبعی طور پر وہ بے حد طاقتور انسان ہے۔ پھر وہ جب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرتا ہے تو یاد رکھنا اس وقت وہ کوہستانوں کو ہلا دینے کی ہمت اور جرات بھی کر سکتا ہے۔

سطرون کی اس گفتگو کا جواب نبیاس دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی وقت ان کے سامنے عزازیل نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

قبل اس کے کہ ان سب میں سے کوئی بولتا اور عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا عزازیل پہلے ہی بولا اور خصوصیت کے ساتھ سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون تو نے کئی ہفتوں کی محنت اور مشقت سے صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں میں جو وحشی قبائل کے اندر شرک کی ابتدا کی تھی اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس پر سطرون اور زروعہ دونوں میاں بیوی چونکے پھر انہوں نے پوچھا یہ کیسے ہوا ہے آقا۔ جواب میں عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سطرون جس طرح میرے ساتھیوں نے مجھے اطلاعات فراہم کی ہیں اس کے مطابق ایدونس دیوتا کے مجسمے کو کسی نے گرا کر کانچ کے نازک برتن کی طرح چور چور کر کے رکھ دیا ہے۔ اور اس بت کے گرنے سے جو ایدونس دیوتا کے پجاری تھے وہ بھی دیوتا سے بدظن ہو چکے ہیں اور دیوتا کے خلاف بد زبانی کرنے لگے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو دیوتا خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا اس کی کتنی ہی پوجا پاٹ کیوں نہ کی جائے وہ کسی اور کو کیا دے گا۔ یا نوازے گا۔ لہٰذا میں تم سے یہ کہوں کہ جس شرک کی ابتدا تم نے افریقہ کے ان علاقوں میں کی تھی اس کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم وہاں پہونچو اور پھر اس سلسلے کو بحال کرنے کی کوشش کرو۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو سطرون بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

آقا آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ ایدونس دیوتا کے مجسمے کو کس نے گرا کے پاش پاش کیا ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ایدونس دیوتا کا مجسمہ میں نے ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر تیار کیا تھا اور لوگ بڑی تعداد میں اس کی طرف مائل ہوئے تھے۔ اور جس چٹان سے میں نے ایدونس دیوتا کا بت تراشا تھا اس چٹان کی جڑیں زمین میں بہت گہری تھیں۔ پھر کیسے اور کس نے اس چٹان نما دیوتا کو گرا کر پاش پاش کر دیا۔ اس پر عزازیل کسی قدر غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ایسا کام ایک ہی شخص کر سکتا ہے۔ اور وہ یوناف کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ یوناف کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا بلکہ اس نے ہی ایدونس دیوتا کو گرا کر پاش پاش کیا ہے۔ تاکہ دیوتا کے گرنے سے لوگ شرک کی طرف مائل نہ ہوں۔ تم جانتے ہو کہ وہ نیکی کا نمائندہ ہے اور ہر جگہ شرک کے خلاف حرکت میں

آتا ہے۔ پھر اس چٹان نما دیوتا کو صرف یوناف ہی گرا سکتا ہے اور کوئی اس طرح اسے گرا کر پاش پاش نہیں کر سکتا۔

دیکھ سطرون میرا جو آدمی یہ ساری اطلاعات لے کر آیا ہے وہ انسانی شکل و صورت میں وہاں پجاریوں سے بھی ملا۔ ان پجاریوں کا کہنا ہے کہ رات کے پچھلے حصے میں کوئی ایدونس دیوتا کی پشت پر نمودار ہوا اور زور لگا کر اس قوت سے اس نے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو کوہستانی سلسلے کی ڈھلان پر پھینکا کہ دیوتا پاش پاش ہو گیا اور وہ گرانے والا شخص بھاگ کر ایک قریبی چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔

ان پجاریوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ انہوں نے اس بت گرانے والے کو دیکھ لیا تھا اور وہ اس کے تعاقب میں جب چٹان کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا چٹان کی اوٹ میں وہ نہ تھا۔ پجاریوں کا کہنا ہے کہ وہ حیران و پریشان واپس ہو گئے۔ لہٰذا پجاریوں نے باہم مشورہ کرنے کے بعد ایدونس دیوتا کو ترک کر دیا ہے۔ نہ وہ اس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں بلکہ وہ اس سے بد دل ہو چکے ہیں ہاں میں تم سے یہ بھی کہوں کہ ایدونس دیوتا کے بڑے بت کے پاس جو چھوٹے چھوٹے ایدونس دیوتا کے بت رکھے ہوئے تھے وہ بھی توڑ پھوڑ دیئے گئے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب عزازیل خاموش ہوا تو سطرون بڑی بے بسی اور لاچارگی میں عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

آقا یہ یوناف کب تک ہمارے سامنے ایک دراز دست اور حیرت انگیز انسان کی حیثیت سے نمودار ہوتا رہے گا۔ کیا ہم پوری طرح اسے اپنے سامنے بے بس اور مغلوب نہیں کر سکتے۔ اس پر عزازیل معنی خیز انداز میں سطرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون۔ نطیاس کے سارے علوم تمہیں سکھانے کے بعد تو میں تم سے یہی امید رکھتا ہوں کہ تم کسی مناسب موقع پر ضرور یوناف کو اپنے سامنے زیر کر لو گے۔ اب تمہارا کام ہے کہ کوئی مناسب موقع جان کر اس کے خلاف حرکت میں آؤ اسے اپنے سامنے مغلوب کرو۔ پھر میں اس کا کوئی انوکھا ہی بندوبست کروں گا۔ اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت یوناف۔ کیرش اور مارتھا کہاں ہیں۔ عزازیل فوراً" بولا اور کہنے لگا میں یہ تو نہیں بتا سکتا کہ وہ تینوں میاں بیوی کہاں ہیں ہاں میں اپنے ساتھیوں کے ذریعے اس کا محل وقوع تمہیں معلوم کر کے بتا سکتا ہوں۔ اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا۔

آقا آپ کسی کو بھیج کر یہ پتہ کرائیں کہ ان تینوں میاں بیوی نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ میں پہلے افریقہ کی طرف جاؤں گا اور ایدونس دیوتا کی حرمت کو وہاں بحال کرنے کی کوشش کروں گا اتنی دیر تک آپ یہ معلوم کریں کہ یوناف اور کیرش کہاں ہیں۔ پھر میں اور زروعہ دونوں ان پر وارد ہوں گے اور انہیں ایسا سبق سکھائیں گے کہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔ دیکھیں آقا آپ یوناف اور کیرش کا محل وقوع معلوم کریں۔ میں اور زروعہ افریقہ کی طرف جاتے ہیں۔ اس پر نطیاس فوراً" بولا اور کہنے لگا۔

سطرون کا کہنا ٹھیک ہے۔ میں سلیوک اور اوغار بھی سطرون اور زروعہ کے ساتھ افریقہ کی سر زمینوں کی طرف جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح ایدونس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کیا گیا ہے۔ عزازیل نے اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سطرون۔ زروعہ۔ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اور دریائے خابور کے کنارے اس قدیم اور پرانے محل سے وہ افریقہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سطرون، زروعہ، نطیاس، سلیوک اور اوغار پانچوں اس جگہ کے قریب نمودار ہوئے جہاں کبھی ایدونس دیوتا کا بت استادہ تھا اور جسے گرا کر یوناف نے پاش پاش کر دیا تھا۔ بت والی جگہ کے قریب ہی پجاریوں کے رہنے کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے ان کے نزدیک ہی ایک بلند چٹان پر وہ پانچوں نمودار ہوئے تھے پھر سطرون نے بلند آواز میں پکار پکار کر پجاریوں کو اپنی طرف آنے کا ایک طرح سے حکم دیا تھا۔

سطرون کی اس پکار پر تقریباً" سارے پجاری بھاگتے ہوئے اس کے سامنے جمع ہو گئے سطرون تھوڑی دیر تک انہیں بڑے غور اور سوالیہ انداز میں انہیں دیکھتا رہا پھر وہ انتہائی غضب ناک آواز میں انہیں مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

سنو ایدونس دیوتا کے پجاریو! میں نے جب تمہارے لئے ایدونس دیوتا کا بت تراشا تھا تو تمہیں اس دیوتا کا محافظ اور پجاری مقرر کیا تھا۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم اس دیوتا کی حفاظت کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہو اور یہ کہ جو کام تمہارے ذمہ لگایا گیا تھا۔ تم نے اس کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیا ہے۔ سطرون کی اس جواب طلبی پر سارے پجاری خاموش رہے تاہم ایک بوڑھا اور انتہائی سنجیدہ قسم کا پجاری حرکت میں آیا چند قدم وہ آگے بڑھا پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ہمارے آقا آپ دریا کا رخ الٹی سمت بہا رہے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ دیوتا کی حیثیت سے ایدونس خود ہم لوگوں کی حفاظت کرتا نہ یہ کہ ہم پجاری اس کی حفاظت کرتے وہ معبود ہی کیا جو اپنے پجاریوں اور اپنے عقیدتمندوں کی حفاظت کا محتاج ہو۔ ہم نے یہ اندازہ لگایا ہے چونکہ ایدونس دیوتا خود اپنی حفاظت نہیں کر سکا لہٰذا جو دیوتا اپنی

حفاظت نہ کر سکا وہ ہمیں کیا دے گا اور ایسے دیوتا کی پوجا ایسے دیوتا کی پرستش کرنا بے کار بلکہ میں سمجھتا ہوں گناہ ہے۔

اس بوڑھے پجاری کی گفتگو سن کر جہاں اس کے ساتھی پجاریوں کے چہرو[ں پر] خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہاں سطرون بری طرح سیخ پا ہو گیا تھا۔ اس نے ا[نتہائی] قہرانی میں اس پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لگتا ہے۔ تمہاری موت نے تمہیں آوا[ز دی] ہے اور سنو اس کوہستانی سلسلے میں میں تمہیں ایسی موت ماروں گا جو تمہارے دو[سرے] ساتھی پجاریوں کے لئے عبرت کا سامان بنے گی۔ پھر سطرون نے پوری طرح چلاتے ہو[ئے] دوسرے پجاریوں کو کہا کہ جاؤ اپنے رہائش گاہ سے رسیاں لے کر آؤ اور یہ سامنے [والی] چٹان سے اس بوڑھے پجاری کو رسیوں سے کس کر باندھ دو پھر دیکھو میں اسے کیا سزا [دیتا] ہوں۔

سطرون کی یہ غضبناکی دیکھتے ہوئے کچھ پجاری بیچارے بے بس اور مجبور سے ہو[کر] رسیاں لانے اپنے اپنے کمروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

عین اس موقع پر اسی کوہستانی سلسلے کے اندر ایک بہت بڑی چٹان کی اوٹ م[یں سے] یوناف کیرش اور مارتھا نمودار ہوئے۔ لمحوں کے اندر ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوئلے [سے] یوناف نے نطیاس سلیوک' سطرون' زروعہ اور اوغار کی شبیہیں چٹان پر بنائی پھر چند خنجر ا[س] نے چٹان کے پاس رکھ دیئے اس کے بعد وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو مارتھا تو یہیں بیٹھی رہ میں اور کیرش آگے جائیں گے۔ میں نے یہاں اس چ[ٹان] پر سب کی شبیہیں بنا دی ہیں ہم دونوں میاں بیوی سطرون اور زروعہ سے ٹکرانے کی کوش[ش] کریں گے اور اگر وہ تینوں ان کی مدد کے لئے آئیں تو تم یہاں اپنی کاروائی شروع کرنا۔ ا[ن] کی شبیہوں پر خنجر خوب زور سے دبانا پھر دیکھنا اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس پر مارتھا بولی ا[ور] کہنے لگی۔

آپ دونوں فکر مند نہ ہوں میں اب ان ساری چیزوں کی عادی ہو چکی ہوں۔ ہو[ں] ہی نطیاس' سلیوک اور اوغار نے آپ دونوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کی آپ دیکھنا می[ں] ان کا کیا حشر کرتی ہوں۔ اس پر یوناف نے کچھ سوچا چونکا ایک بار پھر اس نے کوئلہ سنبھا[لا] اور چٹان پر اس نے عزازیل کی بھی شبیہہ بنا دی تھی پھر وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو مارتھا ان سب کی مدد کے لئے عزازیل بھی آ سکتا ہے۔ لہٰذا میں نے اس کی بھی شبیہہ بنا دی ہے اگر ایسا ہو تو تم اس کی شبیہہ میں بھی خنجر گھونپ دینا۔ اس پر مارتھا بو[لی] اور کہنے لگی۔ میرے پاس جو چمڑے کی تھیلی ہے اس میں کافی کیلیں ہیں اگر خنجروں سے کا[م] نہ چلا تو میں پتھروں سے ان شبیہوں میں کیلیں گاڑنا شروع کر دوں گی۔ اس پر یوناف نے

ایک قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا ہاں مارتھا اب تم خوب تجربہ کار ہو گئی ہو بس تم یہیں بیٹھو میں اور کیرش آگے بڑھتے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مسکراتے ہوئے اس چٹان کی طرف بڑھے تھے جس کے اوپر سطرون' نطیاس' سلیوک' اوغار اور زروعہ کھڑے تھے۔

سب سے پہلے زروعہ کی نگاہ اپنی پشت پر پڑی اور اس نے یوناف اور کیرش کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ چونکی اور اپنے پہلو میں کھڑے سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سطرون ذرا اپنے پیچھے دیکھو۔ سطرون اچانک مڑا یوناف اور کیرش کو اپنی طرف آتے دیکھ کر انتہائی غضبناک ہو گیا تھا سطرون کے ساتھ ہی زروعہ' سلیوک' اوغار اور نطیاس بھی مڑ کر اپنی طرف آتے یوناف اور کیرش کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی جب نزدیک آ گئے۔ تو سطرون نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نیکی کے نمائندے خوب وقت پر آئے ہو قسم اس زمانے کی مجھے تمہاری ہی ضرورت تھی میں سمجھتا ہوں تو نے ہی ایدوس دیوتا کے مجسمے کو توڑا ہے۔ لہٰذا اب اس کوہستانی سلسلے میں میں تم پر وارد ہوں گا تمہاری زندگی کے رنگوں اور خوابوں میں زہر گھولوں گا۔ اور تمہاری حالت شب کی سلوٹوں میں غم فراق کے قصے سے بھی بد تر بنا کے رکھوں گا۔

سن نیکی کے نمائندے تیرے ظاہر کو گمراہی کے اندھیرے تیرے باطن کو جلتے صحرا میں بدل دوں گا۔ تیرا جسم میں اسی کوہستانی سلسلے میں سوختہ مقدر جیسا تیرے ارادے غم فراق کے قصے بنا کر رکھوں گا۔ میں جانتا ہوں تو بہت اتراتا پھرتا ہے پر دیکھنا آج اس کوہستانی سلسلہ میں میں تیرے سارے وقار و استقامت تیری ساری شجاعت و دلیری کو تیری ذات کی اندھی مسافتوں اور ماتم سرائے دہر میں تبدیل کر کے رہوں گا۔

سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف اور کیرش ایک جگہ رک کر بڑے غور سے انہیں دیکھتے رہے پھر دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے جنگل کی دھاڑتی ہواؤں' صحراؤں سے اٹھتی فضاؤں کی طرح مزید آگے بڑھے اس کے بعد یوناف طوفانوں کے زور بجلیوں کی کڑک کی طرح سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے تیرے جیسے باؤلے کتے میں ماضی میں بہت دیکھ چکا ہوں جو صرف بھونکنا جانتے ہیں۔ عملاً" فعلاً" کچھ نہیں کر سکتے اگر تو مجھے ان کوہستانی سلسلوں میں عجیب و غریب دھمکی دیتا ہے تو میری طرف سے بھی کچھ سن اگر تو میرے خلاف حرکت میں آیا تو سنتا اس کوہستانی سلسلے میں میں تمہیں ہولناکی کا اسم بنا کے رکھوں گا تیری روح کی تہوں میں خوف بھری دوپہر کی لو چلا دوں گا اور تیری حالت دیمک چاٹے لکڑی کے تختے"

گھونٹ گھونٹ پانی کو ترستے بادل سے مختلف نہ ہو گی۔ سن جس طرح دھوئیں کے سماں میں سانسوں کی ٹوٹتی ڈوری کا سماں ہوتا ہے ایسے ہی میں اس کو مستانی سلسلہ میں تبدیل حالت کروں گا۔ اور اگر تجھے میرے کہے ہوئے ان الفاظ پر کوئی شک ہو تو آگے بڑھ مجھ سے ٹکرا اور اپنا انجام دیکھ۔

یوناف کے ان دھمکی آمیز جملوں پر سطرون کچھ دیر خاموش کھڑا رہ کر سوچتا رہا پھر آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آج میں تیرے ساتھ معاملہ طے کر کے ہی رہوں گا۔ اس کے بعد اس نے سلیوک، نیاس اور اوعار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرے تینوں معزز و محترم ساتھیو تم اپنی جگہ پر کھڑے رہو میں اکیلا آج اس یوناف سے ٹکراتا ہوں اس کے بعد سطرون نے اپنی بیوی زروعہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھ زروعہ اگر یوناف کی بیوی کیرش حرکت میں آئے تب تو بھی اس کے خلاف حرکت میں آنا ورنہ تو بھی خاموش رہ کر تماشا دیکھنا سطرون کے اس فیصلے پر یوناف کے چہرے پر انتہائی خنکوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ اپنے جسم کو ایک خاص انداز میں بل دیتا ہوا سطرون سے ٹکرانے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

جوں ہی یوناف سطرون کے قریب آیا سطرون بجلی کے کسی کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور ایک زور دار گھونسا اس نے یوناف کے پیٹ پر دے مارا تھا یوناف بڑی استقامت اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس گھونسے کو برداشت کر گیا تھا۔ اس کے بعد گویا سطرون پر سودا اور جنون طاری ہو گیا تھا اس نے کئی کے لگاتار یوناف کے پیٹ اور شانے پر دے مارے تھے۔ پر سطرون حیران اور دنگ رہ گیا یوناف ان سارے مکوں کو برداشت کر گیا تھا۔ تکلیف کی شدت کے باعث وہ تھوڑا سا جھکا ضرور تھا تاہم وہ زمین پر گرا نہ تھا۔

جوں ہی اپنے مکوں کا رد عمل دیکھتے سطرون سیدھا کھڑا ہوا یوناف حرکت میں آیا اور جس طرح سطرون نے اس کے پیٹ پر گھونسے مارے تھے اسی طرح سب سے پہلے اس نے بھی ایک آہنی ہتھوڑے جیسا گھونسا سطرون کے پیٹ پر مارا دوسرا گھونسا یوناف نے سطرون کی گردن پر تیسرا اس کے چہرے چوتھا اس کی پسلیوں اور پانچواں اس کی کنپٹیوں پر دے مارا تھا۔ یہ پانچ گھونسے کھانے کے بعد سطرون چکرا سا گیا تھا۔ لڑکھڑا کر وہ پیچھے ہٹا قریب تھا وہ زمین پر گر جاتا کہ پیچھے سے اس کی بیوی زروعہ حرکت میں آئی اسے سنبھالا دیا پھر ایک دم زروعہ ہوا میں اچھلی شاید وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکی تھی پھر اس نے اپنی دونوں ٹانگوں کی ضرب پوری قوت سے یوناف کی چھاتی پر لگائی تھی۔ یہ ضرب لگنے سے یوناف اپنی پشت پر چٹانوں میں جا گرا تھا۔

زروعہ کا یوں یوناف کے خلاف حرکت میں آنا تھا کہ کیرش کا رنگ غصے اور غضبناکی

سے بگولہ ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ فوراً حرکت میں آئی اور جس طرح زروعہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ہوا میں بلند ہوئی اور یوناف کی چھاتیوں پر اپنے دونوں پاؤں سے اس نے ضرب لگائی تھی ایسا ہی کیرش نے بھی کیا۔ کیرش کسی گیند کی طرح ہوا میں اچھلی اس لئے کہ وہ بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکی تھی پھر جس طرح زروعہ نے یوناف کی چھاتی پر دونوں پاؤں کی ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب کیرش نے زروعہ کی چھاتی پر لگائی جس کے نتیجے میں زروعہ کئی گز فضا میں اچھلتی ہوئی بری طرح ایک چٹان سے جا ٹکرائی تھی۔

کیرش نے یہیں تک ہی اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ وہ مزید حرکت میں آئی ایک بار پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی۔ ربڑ کے کسی گیند کی طرح فضا میں اچھلی اور دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے دونوں پاؤں کی سخت اور جان لیوا ضرب سطرون کی چھاتی پر لگا ماری تھی۔ جس کے نتیجے میں سطرون بھی ہوا میں اچھلتا ہوا زروعہ کے قریب پتھروں میں جا گرا تھا۔

اتنی دیر تک یوناف سنبھل چکا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا اس کی مدد اور حمایت میں کیرش پوری طرح حرکت میں آ چکی ہے تو وہ بھی طوفانی انداز میں اٹھا بھاگ کر وہ سطرون کی طرف بڑھا سطرون کو بالوں سے پکڑ کر اس نے اوپر اٹھایا پہلے دو تین طمانچے اس نے مار سطرون کے منہ پر دائیں بائیں طرف مارے اس کے بعد اس نے سطرون کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور بری طرح زمین پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد یوناف نے اسے دم نہیں لینے دیا۔ اس کی پسلیوں اس کے چہرے اس کی بغل اس کی گردن اور رانوں پر اس نے لگاتار پاؤں کی ٹھوکریں مارتے ہوئے سطرون کی حالت بری کرنا شروع کر دی تھی۔

یوناف کے ساتھ ہی ساتھ کیرش بھی حرکت میں آئی تھی جس طرح یوناف نے سطرون کو بالوں سے اٹھا کر خوب گھسیٹا تھا اسی طرح کیرش نے بھی زروعہ کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا اسے تھوڑی دیر تک پتھروں پر گھسیٹا پھر جس طرح یوناف نے سطرون کے منہ پر طمانچے مارے تھے ایسے ہی کیرش نے بھی زروعہ کے منہ پر چند طمانچے مارے پھر اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور یوناف کی طرح وہ بھی زروعہ پر اپنے پاؤں کی ٹھوکریں لگانے لگی تھی۔

سطرون اور زروعہ کو یوں یوناف اور کیرش کے ہاتھوں پٹتے دیکھتے ہوئے چٹان کے اوپر کھڑا نیاس سلیوک اور اوعار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیزو! ہمیں اس وقت سطرون اور زروعہ کی مدد کے لئے یوناف اور کیرش کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے۔ اس لئے کہ سطرون اور زروعہ کی مدد کرنا ہم پر فرض بنتا ہے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو آج یہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی سطرون اور زروعہ کو مار مار کر لگتا ہے ان دونوں کا خاتمہ ہی کر دیں گے۔ اس پر سلیوک خوفزدہ سے

انداز میں بولا اور نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا یہ یوناف بھی عجیب و غریب انسان ہے۔ پہلے اس نے ہم سب کو اپنے سامنے زیر کیا اب یہ سطرون کی حالت بھی بد سے بدتر کر رہا ہے میں سمجھا تھا کہ یہ سطرون بے پناہ قوتوں کا مالک ہے اور اس کے پاس ایسی ایسی سری طاقتیں ہیں کہ یہ لمحوں کے اندر یوناف کو اپنے سامنے زیر کر دے گا لیکن اس وقت جو یوناف اس کی یہ حالت کر رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سطرون کبھی بھی یوناف کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے میں کامیاب نہیں ہو گا

یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک چند لمحے کے لئے رکا۔ پھر وہ دوبارہ نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ آقا آپ کا کہنا درست ہے۔ اس موقع پر ہمارا فرض بنتا ہے کہ سطرون اور ذرودعہ کی مدد کے لئے ہم آگے بڑھیں اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف اور کیرش کے خلاف حرکت میں آئیں۔ میرے خیال میں اگر ہم سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف اوور کیرش پر حملہ آور ہو جائیں تو لمحوں کے اندر ان دونوں کو مار کر ہم یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اتنی دیر تک سطرون اور ذرودعہ بھی دونوں میاں بیوی بھی سنبھل جائیں گے اور

ان کے سنبھلنے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی دوبارہ ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس پر نطیاس بولا اور کہنے لگا۔

میرے دونوں عزیزو اب جبکہ ہم سطرون اور ذرودعہ کی مدد کرنے کا فیصلہ ہی کر چکے ہیں تو آؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور ان دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہوں۔ اس کے ساتھ ہی نطیاس سلیوک اور اوغار آگے بڑھے تھے۔ ذرا فاصلے پر چٹان کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی مارتھا ان تینوں کی یہ ساری نقل و حرکت دیکھ رہی تھی جب وہ آگے بڑھے تو اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ تینوں یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا اس نے اپنے کام کی ابتداء کر لی تھی۔

مارتھا کی طرف سے اس کے کام کی ابتداء ہوئی تھی کہ نطیاس سلیوک اور اوغار وہیں پتھروں کے اندر ایک طرح سے گر سے گئے اور بری طرح لوٹتے ہوئے تکلیف اور درد کا اظہار کرنے لگے تھے۔ پھر جلد ہی ان تینوں نے اپنی ہیئت بدل لی اور جہاں وہ پہلے کھڑے تھے وہیں آ کے کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ آقا یہ کیسی بدبختی ہے ہم نے ابھی یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہی ہے کہ اسے شاید ہمارے اس ارادے کا علم ہو گیا ہے اور دیکھو وہ کس قدر بھیانک

میں ہمارے خلاف حرکت میں آیا ہے کہ ہمیں اس نے ایک عجیب سی اذیت اور ے دوچار کر دیا ہے۔ ایسا ہی عذاب اس نے ایک بار صحرائے کالاہاری میں دریائے کے کنارے بھی کیا تھا اور وہ بھی ایسا ہی عذاب تھا جیسا اس وقت اس نے ہم پر کیا ہے۔ اے آقا! ان حالات میں ہم کیسے سطرون اور ذرودعہ کی مدد کرنے کے لئے اور کیرش پر حملہ آور ہو سکتے ہیں اگر ہم نے دوبارہ ایسا کیا تو ہو سکتا ہے وہ ہماری اس سے بھی بدتر کرے۔

اس پر نطیاس خوفزدہ سے انداز میں بولا اور سلیوک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سلیوک میرے عزیز تمہارا کہنا درست ہے۔ یہ شخص بھی عجیب و غریب ہے۔ کہتا ہوں کہ ہم سے بھی زیادہ یہ بے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے۔ تم نے دیکھا ہمارا سوچنا تھا کہ اسے خبر ہوئی اور اس نے ہمیں عذاب سے دوچار کر دیا۔ بہرحال اب ہم کھڑے رہ کر دیکھتے ہیں یہ سطرون اور ذرودعہ ان کے سامنے اپنی حالت کیا بنواتے ہیں۔

ادھر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے سطرون اور ذرودعہ کو مار مار کر ادھ موا سا کر دیا تھا۔ پر وہ بھی غیر معمولی اور بے پناہ قوتوں کے مالک تھے۔ جوں ہی ذرا پلٹنے میں اور میں یوناف اور کیرش نے ان دونوں کو وقفہ دیا وہ فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں یوناف اور کیرش کے ہاتھوں جو انہیں تکلیف پہنچی تھی اسے انہوں نے رفع کر لیا اور بار پھر تازہ دم ہو کر وہ یوناف اور کیرش کے سامنے جم گئے تھے۔

ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے یوناف کیرش کے قریب آیا اور بڑی رازداری میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن کیرش ایک بار پھر یہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے تازہ دم ہو گئے اب یہ ضرور ہمارے خلاف خوفناک اور انتقامی کاروائی کریں گے۔ لہٰذا ان کے اپنی آنے سے پہلے ہی آؤ دونوں میاں بیوی اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کر لیں اگر وہ اپنی سری قوتوں کو ہمارے خلاف استعمال کریں تو تم بھی ایسا ہی کرنا۔ کیرش نے فوراً یوناف کی اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔ خود یوناف بھی ایسا ہی کر چکا تھا۔

سطرون اور ذرودعہ دونوں میاں بیوی بے پناہ غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے اور کیرش کے قریب آ کر رک گئے۔ پھر سطرون بولا اور کہنے لگا۔ ایک دفعہ ہمیں پر گرا کر تم دونوں میاں بیوی نے کیا سمجھ لیا تھا کہ تم دونوں ہم پر قابو پا لو گے۔ اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لو گے۔ ہرگز نہیں ہم تو قیامت تک تم دونوں کا کریں گے اور جب تک تم ہمارے سامنے اپنی شکست اپنی ہزیمت تسلیم نہیں کرتے

اس وقت تک میں اور میری بیوی زروعہ دونوں زہر بھرے سایوں کی طرح تمہارا تعاقب کریں گے۔ دیکھ یوناف سنبھل میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں اگر تو میرے حملوں کے سامنے بچاؤ کر سکتا ہے تو کر دیکھ میری بیوی اس بار ایک طرف ہٹ کر تیرے اور میرے درمیان ہونے والے مقابلے کا نظارہ کرے گی اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اگر تم ایسی جرات اور ہمت اور مردانگی کا مظاہرہ کرنا ہی چاہتے ہو تو پھر آگے بڑھو اور مجھ سے ٹکراؤ پھر دیکھو شکست اور ذلت کس کے مقدر میں آتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سطرون آگے بڑھا اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے یوناف پر ضرب لگانا چاہی لیکن یوناف تو اس سے پہلے ہی اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کر چکا تھا سطرون کا فضا میں اٹھا ہاتھ اس نے فضا میں ہی پکڑا پھر اس نے اپنے دوسرے ہاتھ کے الٹے حصے کی ایک ضرب اس زور سے سطرون کے منہ پر لگائی کہ سطرون چکرا کے رہ گیا تھا۔

لیکن سطرون بھی ہار ماننے والا نہیں تھا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے پھر اس نے اپنی تکلیف اور اذیت کو رفع کیا اور دوبارہ وہ یوناف پر حملہ آور ہوا تھا۔

اس بار سطرون اپنی طاقت اور قوت کو مجتمع کرتا ہوا ہوا میں اچھلا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور ضرب وہ یوناف کے شانے پر لگانے میں کامیاب ہوا تھا۔ یہ ضرب لگتے ہی یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے شانے پر رکھا اور اسے سہلنے لگا تھا اس لئے کہ وہ ضرب کافی شدید تھی۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کیرش کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی اس لئے کہ زروعہ بھی ابھی تک حرکت میں نہیں آئی تھی۔ لہٰذا وہ بھی دخل اندازی نہ کرنا چاہتی تھی۔

یوناف ابھی ضرب لگنے والے شانے کو سہلا ہی رہا تھا کہ سطرون ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوا اور یوناف کے دوسرے شانے پر اس نے ویسی ہی شدید ضرب لگائی تھی۔ یہ ضرب لگنے سے یوناف تکلیف کے باعث کراہ اٹھا تھا لیکن جلد ہی وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور دونوں شانوں پر پڑنے والی ضرب کی اذیت سے اس نے نجات حاصل کر لی تھی۔

یوناف کے دونوں شانوں پر باری باری ضرب لگانے کے بعد سطرون بے حد خوش ہوا تھا۔ اب وہ تیسری بار فضا میں بلند ہوا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ تیسری ضرب یوناف کے سر پر لگائے جوں ہی ضرب لگانے کے لئے اس نے اپنا ہاتھ گرایا یوناف ایک جست کے ساتھ دائیں طرف ہٹ گیا اور جب سطرون کے پاؤں زمین پر لگے تو عین اسی وقت یوناف آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور اپنا دایاں ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے ایک ہتھوڑے جیسا مکا سطرون کی پسلیوں پر دے مارا تھا۔ یہ مکا لگنے سے سطرون کراہ اٹھا تھا اس لئے کہ یوناف نے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کیا ہوا تھا اور جو مکا سطرون کو لگا

تھا اس کی سختی میں بھی دس گنا اضافہ تھا۔

ایک مکا مارنے کے بعد یوناف نے پھر سطرون کو سنبھلنے نہ دیا دوسرا مکا اس نے اس کی پسلیوں کے دوسری جانب لگایا۔ تیسرا مکا یوناف نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ سطرون کی بغل کے نیچے دے مارا تھا۔

یوں لگاتار تین ضربیں اور تین مکے پڑنے کی وجہ سے سطرون بوجھ لادے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا۔ ذرا فاصلے پر کھڑی زروعہ نے جب یوناف کے ہاتھوں سطرون کو بری طرح پٹتے ہوئے دیکھا اور اس نے یہ اندازہ لگایا کہ سطرون یوناف کے سامنے لمحہ بہ لمحہ بالکل بے بس ہوتا چلا جا رہا ہے تو وہ سطرون کی مدد کے لئے بھاگ کر آگے بڑھی۔ لیکن وہ سطرون کی کوئی مدد نہ کر سکی اس لئے کہ کیرش اس پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھی۔ جس وقت زروعہ سطرون کی مدد کے لئے آگے بھاگی تھی اسی وقت کیرش بھی آگے بڑھی تھی اور وہ زروعہ کی راہ روک کھڑی ہوئی تھی۔

اس کے بعد کیرش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس نے فوراً زروعہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے اس پر مکوں تمانچوں جگہ جگہ ضربوں کی ایک بھرمار کر دی تھی۔

جس وقت کیرش اور زروعہ آپس میں ٹکرائی تھیں اس وقت یوناف جو بری طرح سطرون کو مارتے ہوئے اپنے آگے آگے بھگا رہا تھا اس کی توجہ ہٹ گئی تھی اور وہ بڑے غور اور فکرمندی سے کیرش کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس صورت حال سے سطرون نے فوراً فائدہ اٹھایا اور سنبھلا اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پھر اس نے یوناف کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تازہ دم کر لیا تھا۔

یوناف کی اس بے توجہی سے سطرون نے دوسرا فائدہ یہ اٹھایا کہ وہ بھاگ کر آگے بڑھا اور کیرش کے اس نے ایک زبردست ضرب لگائی جس کی وجہ سے کیرش بری طرح لڑکھڑاتی ہوئی دور جا گری تھی۔

کیرش کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرح غضبناک ہو گیا تھا وہ بڑی تیزی سے سطرون کی طرف بڑھا۔ سطرون یہی سمجھا تھا کہ یوناف اب اس سے انتقام لینے کے لئے ضرب لگائے گا لہٰذا وہ یوناف کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا لیکن تیزی سے اس کی طرف آتے ہوئے یوناف نے اچانک اپنا رخ بدلا پھر وہ زروعہ کی طرف بھاگا اور پاؤں کی ایک زور دار ٹھوکر اس نے زروعہ کے پیٹ پر لگائی کہ زروعہ گیند کی طرح فضا میں اچھلتی ہوئی دور جا گری تھی

جس وقت سطرون کو نظر انداز کرتے ہوئے یوناف زروعہ کی طرف بھاگا تھا سطرون بھی یوناف کے پیچھے بھاگا اور جوں ہی یوناف زروعہ کو ضرب لگا کر فارغ ہوا پشت کی طرف

سے یوناف پر سطرون نے بھرپور ضرب لگا دی تھی۔ لیکن سطرون بھی بچ نہ سکا اس لئے کہ اتنی دیر تک کیرش بھی سنبھل چکی تھی اس نے جب دیکھا کہ یوناف اس کی مدد کے لئے ذرودہ کے خلاف حرکت میں آیا ہے اور یہ کہ سطرون نے پشت کی طرف سے یوناف پر ضرب لگائی ہے تو وہ بھاگ کر سطرون کی پشت کی طرف آئی اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ فضا میں بلند ہوئی اور دونوں ہاتھوں کی ضرب اس نے اس قوت سے سطرون کے شانے پر لگائی کہ سطرون دوہرا ہو کر رہ گیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف پر گویا سودا اور جنون طاری ہو گیا تھا پہلے اس نے اپنے پاؤں کی ایک اور ضرب سامنے آنے والی ذرودہ پر لگائی اور ذرودہ ایک بار پھر بل کھاتی ہوئی بری طرح پتھروں پر جا گری تھی۔ پھر سطرون کی طرف دیکھے بغیر یوناف نے اپنی پچھلی سمت ایک زور سے ٹانگ لہرائی کہ یوناف کا پاؤں سطرون کے چہرے پر اس بری طرح آ کر لگا کہ سطرون کسی بوسیدہ عمارت کے گرنے والے ستون کی طرح اپنی پشت کی طرف جا پڑا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے اپنا کوئی مخصوص اشارہ کیرش کو کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی سطرون اور ذرودہ پر حملہ آور ہونا ہی چاہتے تھے کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے غائب ہو گئے۔

چٹان پر کھڑے ہوئے نطیاس۔ سلیوک۔ اور اوغار بھی غائب ہو چکے تھے۔ جس وقت یہ سب نطیاس کے محل میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ عزازیل وہاں پہلے ہی کھڑا ان کا منتظر تھا۔ عزازیل کو دیکھتے ہی نطیاس بولا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم عزازیل۔ اس بار بھی ہم زیر اور مغلوب ہی رہے۔ یوناف اور کیرش نے سطرون اور ذرودہ کو ایسی مار ماری ہے کہ بیان سے باہر ہے جس وقت وہ ان دونوں کو مار پیٹ رہے تھے تو عزازیل میں سلیوک اور اوغار نے بھی آگے بڑھ کر سطرون اور ذرودہ کی مدد کرنا چاہی پر جانے یوناف اور کیرش کے پاس کون سی سری قوت ہے کہ جو کچھ کوئی کرنا چاہے اس کی انہیں پہلے ہی خبر ہو جاتی ہے۔ جوں ہی ہم آگے بڑھے یوناف اور کیرش کی طرف سے ہم پر کوئی سری عمل کیا گیا ویسا ہی سری عمل جو صحرائے کالا ہاری میں دریائے کانگ کے کنارے ہم پر ہوا تھا جب آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ دیکھ محترم عزازیل۔ ہم نے اپنی ہیئت بدل کر بڑی مشکل سے اس اذیت اور عذاب سے نجات پائی

اتنی دیر تک یوناف اور کیرش نے بھی سطرون اور ذرودہ کو مار مار کر چھوڑ دیا تھا۔ پھر مزید مختصر یہ کہ ہم سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ادھر بھاگ آئے گویا اس میں ہم کو بد ترین شکست اور یوناف اور کیرش کو بہترین فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ دیکھ

محترم عزازیل۔ یوناف اور کیرش کے مقابلے میں یہ ہماری بد ترین رسوائی۔ بے عزتی۔ اور نکبت ہے۔

نطیاس کی اس ساری گفتگو کے جواب میں عزازیل تھوڑی دیر تک بڑی سنجیدگی سے سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس اب مجھے اپنی ساری قوتوں کو مجتمع کرتے ہوئے اس یوناف کے خلاف حرکت میں آنا ہی ہو گا۔ مجھے اس کی دست درازی ختم ہی کرنا ہو گی۔ مجھے اس کی خونخواری کو لہو لہو خون خون کرنا ہو گا۔ دیکھ نطیاس میرے بزرگ۔ اب مجھے کوئی ایسا حیلہ اور حربہ استعمال کرنا ہو گا جس سے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کی ساری سری قوتوں کو برف کی طرح مفلوج کر کے انہیں زنجیروں میں جکڑ کر اسیر کرنا ہو گا تاکہ آنے والے دور میں نہ یہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہوں اور نہ ہمارا ان کا کوئی سامنا یا ٹکراؤ ہو۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں نطیاس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہوئی اور وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم عزازیل۔ آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ اگر آپ واقعی یوناف اور کیرش کو ان کی سری قوتوں سے محروم کر کے زنجیروں میں جکڑ کر اسیر کر دینا چاہتے ہیں تو اس کی میرے پاس ایک بہترین ترکیب ہے۔ اس پر عزازیل نے چونک کر نطیاس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

تمہارے پاس کیا ترکیب ہے نطیاس۔ جواب میں نطیاس پہلے کی طرح بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ محترم عزازیل یہ جو محل ہے اس کے تہہ خانے میں میں نے ایک سحری اور سری عمل جاری کر رکھا ہے۔ جو کوئی بھی اس تہہ خانے میں میرے علاوہ داخل ہو گا اس کی ساری سری قوتیں منجمد اور بے سود ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم کسی طرح یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کو محل کے تہہ خانے تک لانے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہم سب کے لئے بالکل بے بس اور لاچار ہو جائیں گے۔

نطیاس کی اس گفتگو سے عزازیل کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس۔ تو نے میرے سارے ہی مسائل کا حل پیش کر دیا ہے۔ اب ہم کوشش کریں گے کہ یوناف اور کیرش کو کسی نہ کسی طرح اس محل میں لائیں اور ہمیشہ کے لئے اسے اس محل کے تہہ خانے میں اسیر کر کے رکھ دیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو نطیاس جب تک ہم یوناف اور کیرش کو اس تہہ خانے میں لانے میں کامیاب نہیں ہوتے تم ایک کام کرو۔ اس تہہ خانے کے اندر جو سب سے محفوظ کمرہ ہے اس کی دیواروں کے اندر لوہے کے بڑے بڑے کڑے نصب کراؤ۔ ان کڑوں کے ساتھ مضبوط زنجیریں ڈلواؤ جنہیں کئی انسان مل کر بھی توڑ نہ سکیں جب ہم یوناف اور کیرش پر قابو پائیں گے تو ان دونوں میاں بیوی کو اس تہہ خانے کی ان ہی زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیں گے جہاں وہ اپنی باقی ماندہ زندگی قیدی اور ایک زندانی کی حیثیت سے گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر سطرون اور زروعہ نے بھی اپنی گردنیں سیدھی کر لی تھیں ان کے چہروں پر بھی خوشی اور اطمینان کی لہریں بکھری تھیں۔ پھر سطرون بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آقا میں نے اور زروعہ نے آج اپنی پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح یوناف اور کیرش کو اپنے سامنے زیر کر لیں۔ ہم نے ہر حربہ' ہر قوت' ہر سری طاقت استعمال کی لیکن ہمارا کوئی بھی جتن ان کے خلاف کامیاب نہ ہوا۔ ان دونوں نے ہمیں اپنے سامنے مغلوب کر لیا۔ آقا! اس شکست پر میں آپ کے سامنے معذرت خواہ ہوں۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔

سطرون! مجھے تم سے اور زروعہ سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی بے پناہ طاقت اور بے شمار سری قوتوں کے مالک ہیں۔ لہٰذا اگر ان دونوں نے مل کر تم دونوں کو زیر کر لیا ہے تو یہ کوئی نئی اور اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ ایسا ماضی میں بھی اکثر ہوتا رہا ہے۔ مجھے افسوس تو یہ ہے کہ جو قوتیں تمہارے لئے نطیاس سے حاصل کی گئی ہیں۔ وہ بھی یوناف کے خلاف کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔ اس پر سطرون کہنے لگا۔

آقا! آپ نے جو نئی تجویز پیش کی ہے جس کے تحت یوناف کو اسیر بنا کر زنجیروں سے تہہ خانے کے اندر جکڑا جائے گا اگر اس میں ہم کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس یوناف اور کیرش سے ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس پر عزازیل نے پہلے ہلکا ہلکا ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

سطرون! تمہارا کہنا درست ہے۔ وہ وقت اب دور نہیں کہ ہم یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کو اس محل کے تہہ خانے میں لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پھر ہم انہیں ان کی ساری سری قوتوں سے محروم کرنے کے بعد اس تہہ خانے میں انہیں زنجیروں میں جکڑ دیں گے۔ اس پر سطرون فوراً" کہنے لگا۔

اے آقا! انہیں یہاں تک لانے کے بعد یقیناً" آپ انہیں ان کی سری قوتوں سے محروم کر دیں گے۔ لیکن ان کے ساتھ جو خوفناک قوت ابلیکا کی شکل میں ہے اس کا کیا بنے گا۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ ہم یوناف اور کیرش پر اس وقت ہاتھ ڈالیں گے جب ابلیکا یوناف کے پاس نہیں ہو گی۔ نطیاس کا کہنا ہے کہ جو کوئی بھی اس تہہ خانے میں داخل ہوتا ہے وہ اپنی سری قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح ابلیکا بھی میرے خیال میں اس تہہ خانے میں داخل ہو کر اپنی قوتوں سے محروم ہو جائے گی اور اگر نہ ہوئی تب میں اپنی طرف سے اس تہہ خانے میں ایک ایسا عمل بھر دوں گا جس کی وجہ سے ابلیکا بھی یوناف اور کیرش کی مدد کرنے کے لئے اس تہہ خانے میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اب بتاؤ خوش اور مطمئن ہو۔

اس پر سطرون بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ آپ نے اپنی گفتگو سے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب مجھے قوی امید ہو گئی ہے کہ ہم یوناف اور کیرش پر قابو پا لیں گے۔ اس گفتگو پر عزازیل بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر عزازیل کے کہنے پر سب محل میں داخل ہو گئے تھے۔

○

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز رومن شہنشاہ مارس کا احسان مند تھا۔ اس لئے کہ مارس نے نہ صرف مصیبت کے وقت خسرو پرویز کو اپنے یہاں پناہ دی تھی۔ بلکہ اسے اپنا بیٹا کہا اور مزید یہ کہ بہرام چوبین کے خلاف لشکر کشی کرنے کے لئے قیصر روم مارس نے خسرو پرویز کو خاصا بڑا لشکر مہیا کیا تھا۔ جس کی مدد سے خسرو پرویز اپنی حکومت بہرام چوبین سے واپس لینے میں کامیاب ہوا تھا۔

اس لئے جب تک رومن شہنشاہ مارس زندہ رہا۔ ایران اور رومنوں کے تعلقات بے حد خوشگوار اور پر امن رہے۔ لیکن ۶۰۲ء عیسوی میں بعض سیاسی طالع آزماؤں نے رومن شہنشاہ مارس کو قتل کر دیا۔ مارس کے قتل کا ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کو بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ رومن جرنیل نرسس جس کی کمانداری میں رومن شہنشاہ مارس نے ایک لشکر خسرو پرویز کے حوالے کیا تھا تاکہ خسرو پرویز کو حکومت واپس ولائی جائے وہ نرسس بھی رومن شہنشاہ مارس کے اس وحشیانہ قتل پر سخت ناراض تھا۔

جن باغیوں اور طالع آزماؤں نے مارس کو قتل کیا تھا انہوں نے ایک شخص فوکاس کو رومنوں کا شہنشاہ بنا دیا۔ رومن جرنیل نرسس چونکہ مرنے والے قیصر روم مارس کے حق میں تھا لہٰذا اس نے فوکاس کو رومن شہنشاہ کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ قسطنطنیہ سے بھاگ گیا اس نے ایک لشکر اکٹھا کیا۔ عدیسہ شہر میں آیا اور یہاں اس نے نئے قیصر روم فوکاس کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی۔

جب قیصر روم مارس کے قتل کی خبر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو پہنچی تو اس نے رومن علاقوں پر لشکر کشی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ۶۰۳ء میں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور رومن علاقوں میں داخل ہوا جہاں جہاں اس کا قدم پڑا اسے فتح حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کے لشکر نے بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے قدیم قلعہ دارا کا محاصرہ کر لیا جو کبھی ایرانیوں کے لئے ناقابل تسخیر تھا۔

یہ قلعہ ایسا مضبوط اور مستحکم تھا کہ خسرو پرویز نے تقریباً" نو ماہ تک اس قلعے کا محاصرہ جاری رکھا۔ اس قلعے کے اندر جو رومن لشکر تھا اس نے بہترین جرا‌تمندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نو ماہ تک لگاتار ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو قلعے میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔

آخر جب قلعے کے محافظ لشکر کو بالکل ہی کمک ملنا بند ہو گئی اور ان کے پاس خوراک کے ذخیرے بھی ختم ہو گئے تب حاکم قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور یہ مضبوط قلعہ بھی خسرو پرویز کے تصرف میں آ گیا تھا۔

اس کے بعد ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز نے آمدہ یعنی دیار بکر شہر کا رخ کیا۔ اور چند روز کی لشکر کشی کے بعد اس شہر کو بھی فتح کر لیا گیا۔

ان شہروں اور قلعوں کی فتح مندی سے خسرو پرویز اور اس کے لشکریوں کے حوصلے خوب بڑھے لہٰذا انہوں نے مزید پیش قدمی کی اور اس کے بعد انہوں نے بین النہرین کے رومن قلعے یکے بعد دیگرے فتح کر کے ایرانی سلطنت میں شامل کرنا شروع کر دیئے تھے۔ اس سلسلے میں رومن جرنیل نرسس بھی ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کی مدد کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ شہر اور قلعے پر قلعے فتح کرتا ہوا ایرانی شہنشاہ آگے بڑھا اور عدیسہ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز جب یہاں تک اپنی فتوحات کا سلسلہ وسیع کر چکا تو اسے ایران سے کمک کے طور پر ایک اور بہت بڑا لشکر مل گیا اسے خسرو پرویز کے حوصلے مزید بلند ہو گئے۔ لہٰذا اس نے ایک لشکر علیحدہ کیا۔ اس کی کمانداری اپنے ایک بہترین جرنیل کو دی اور اسے آرمینا پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔

اس لشکر نے آرمینیا پر حملہ کر کے آرمینیا کے شہر کاپادوگیا پر چڑھائی کی اسے فتح کیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے فریگیا اور بھینیا شہروں پر حملہ آور ہونے کے انہیں فتح کیا اور ان میں قتل و غارت گری اور بربادی کا خوب کھیل کھیلا۔

رومنوں کی بد نصیبی کہ ان کا نیا شہنشاہ فوکاس جیسا کمزور شخص ان کا حکمران تھا۔ وہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کی پیش قدمی کو دیکھتا رہا اور اسے روکنے کے لئے اس نے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ اس وجہ سے رومنوں کے مشرقی ممالک میں بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

خسرو پرویز کے حوصلے اب ایسے بڑھے تھے کہ وہ قصبے پر قصبے اور شہر پر شہر فتح کرتا ہوا قسطنطنیہ کے قریب جا پہنچا اور اس نے اپنی فتوحات کا سلسلہ قسطنطنیہ کے اس قدر نزدیک تک پہنچا دیا کہ قسطنطنیہ کے رہنے والوں نے پہلی مرتبہ سامنے کے کنارے سے ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کے حملوں کی وجہ سے شہر اور دیہاتوں کو اپنی آنکھوں سے جلتے ہوئے دیکھا تھا۔

رومنوں کو یہاں تک سزا دینے کے بعد ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز اپنے ہمسائے یعنی حیرا کی عرب ریاست کے حکمران نعمان کے خلاف حرکت میں آیا تھا۔ حیرا کی ریاست دریائے فرات اور بیت المقدس کو جدا کرنے والے ریگستان کے دائیں کنارے پر واقع تھی۔ اس ریاست پر حملہ آور ہونے کے لئے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو ایک بہانہ مل گیا۔

کہتے ہیں کہ عدی نام کا ایک شاعر جو بنیادی طور پر عرب تھا۔ پہلوی زبان میں بھی خوب مہارت رکھتا تھا۔ اور شاعری کرتا تھا۔ وہ خسرو پرویز کے دربار میں مترجم کی حیثیت سے ملازم تھا۔ یہ شخص حیرا کا رہنے والا تھا۔ ایک بار یہ مدائن سے حیرا گیا تو حیرا کے حکمران نعمان نے کسی رنجش کی بناء پر اس عرب شاعر عدی کو قتل کرا دیا۔

عدی کے قتل کے بعد اس کا بیٹا زید خسرو کے دربار میں مترجم مقرر ہوا۔ اس عہدے پر بیٹھتے ہی زید نے تہیہ کر لیا کہ وہ حیرا کے حکمران نعمان سے اپنے باپ عدی کا انتقام ضرور لے گا۔ لہٰذا نعمان کے ساتھ خسرو پرویز کے تعلقات خراب کرنے کے لئے اس زید نے ایک چال چلی۔

ایک روز جب کہ یہ زید ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ زید نے خسرو پرویز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ عرب رئیس اپنی بیٹیوں کا رشتہ ایرانیوں کو دینا گوارہ نہیں کرتے۔ ساتھ ہی اس نے خسرو پرویز پر یہ بھی انکشاف کیا کہ حیرا کے عرب حکمران نعمان کی ایک بیٹی ہے جس کا نام حذیفہ ہے۔ اور جو عرب کے صحراؤں میں اپنے حسن و جمال میں یکتا اور بے مثال ہے۔

خسرو پرویز نے جب یہ خبر سنی تو اس نے حیرا کے حکمران نعمان کی بیٹی حذیفہ کو اپنے حرم میں لانا چاہا۔ چنانچہ جس روز زید نے نعمان کی بیٹی حذیفہ کے حسن و جمال کی تعریف کی تھی اسی روز خسرو پرویز نے اپنے چند ایلچی حیرا بھیجے تاکہ نعمان پر خسرو پرویز کی خواہش کا اظہار کیا جا سکے۔

جب خسرو پرویز کے یہ ایلچی حیرا کے حکمران نعمان کے پاس پہنچے اور اس کی بیٹی حذیفہ کا خسرو پرویز کے لئے رشتہ طلب کیا تو نعمان نے خسرو پرویز کی اس خواہش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

عرب حکمران نعمان کی اس جسارت پر خسرو پرویز کی پیشانی پر بل آ گیا۔ چنانچہ اس

نے فوراً قبیلہ طے کے رئیس ایاس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اسے حکم دیا کہ حیرا کے حکمران نعمان کے خلاف لشکر کشی کر دے۔ یہ وہی ایاس تھا۔ جس نے خسرو کی اس وقت مدد کی کہ جب وہ ایران سے قسطنطنیہ کی طرف فرار ہو رہا تھا۔

حیرا کے حکمران نعمان کو جب اس لشکر کشی کا علم ہوا تو وہ بھاگ کر شیبانی قبائل کے رئیس ہانی کے پاس گیا اور اپنا سارا خزانہ اس کے سپرد کر دیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کے خزانے کی حفاظت کرے یہ اس کے پاس اس کی امانت ہے۔ نعمان کو یقین تھا کہ خسرو پرویز کی لشکر کشی زید بن عدی کی سازش ہی کا نتیجہ ہے لہٰذا اس سازش کو رفع کرنے کے لئے نعمان فوراً مدائن کی طرف روانہ ہوا تاکہ خسرو پرویز سے ملاقات کرے اور جو غلط فہمیاں ہو گئی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں حیرا کا حکمران نعمان خسرو پرویز کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت حال اس کے سامنے عرض کی لیکن خسرو پرویز کا غصہ فرو نہ ہوا۔ اس نے نعمان کو تین دن اپنے پاس روکے رکھا۔ چوتھے دن اس نے حکم دے دیا کہ نعمان کو ہاتھیوں تلے روند کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ خسرو پرویز کے حکم پر نعمان کو ہاتھیوں کے پیروں تلے کچل دیا گیا۔

یہ کام کرنے کے بعد خسرو پرویز نے شیبانی قبائل کے رئیس ہانی کو پیغام بھیجا کہ حیرا کے حکمران نعمان نے اپنا خزانہ امانت کے طور پر اس کے پاس رکھا تھا وہ خزانہ لے کر خسرو پرویز کی خدمت میں حاضر ہو لیکن شیبانی نے جواب دیا کہ جب تک جان میں جان ہے نعمان کی امانت کسی دوسرے کو نہیں دی جا سکے گی اور میں اس کی حفاظت کروں گا۔

یہ جواب سن کر خسرو پرویز نے چالیس ہزار کا لشکر جو ایرانیوں اور عربوں پر مشتمل تھا' شیبانی قبائل کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ پہلے صحرا کے اندر چھوٹی چھوٹی چپقلشیں ہوتی رہیں۔ آخر ذوکار کے میدان میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے۔

ایرانیوں کو یقین تھا چونکہ شیبانی قبائل کے مقابلے میں ان کے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے لہٰذا وہ بہت جلد عربوں کو شکست دے کر نعمان کا خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر آئی' ایرانی لشکر کے اندر جو عرب سپاہی تھے انہوں نے یہ محسوس کیا کہ عربوں کی تلواروں سے عربوں ہی کے گلے کٹ رہے ہیں لہٰذا انہوں نے ایرانی لشکر کا ساتھ چھوڑ دیا اور فوراً شیبانی قبائل کے ساتھ جا ملے۔

اس سے ایرانیوں کو سخت ذک پہنچی اور پھر ایرانیوں کا ساتھ چھوڑنے والے ان عربوں نے اپنے عرب بھائیوں کا ساتھ دیتے ہوئے اس تندی' اس خونخواری سے ایرانیوں پر حملہ کیا کہ انہوں نے بری طرح ایرانیوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ یہ جنگ ایسی ہولناک تھی کہ ایرانی لشکر کا ایک ایک سپاہی عربوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور کسی بھی ایرانی

سپاہی کو انہوں نے بھاگنے کا موقع نہ دیا' یہاں تک کہ جو ایرانی سپہ سالار تھا اسے بھی عربوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عربوں کی طرف سے ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز خوفزدہ ہو گیا اور اس نے مزید کوئی کارروائی نہ کی۔

جب تک ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز عربوں کے ساتھ برسرپیکار رہا' رومن سلطنت میں بدنظمی اور جنگی کا بدستور دور دورہ رہا۔ رومن شہنشاہ فوکاس کمزور شخص تھا۔ اور نازک حالات پر قابو پانے کا اہل نہ تھا۔ اس نے ایرانی پیش قدمیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی یوں رومن سلطنت ایرانیوں کے سامنے آٹھ سال تک لگاتار ذلت و رسوائی برداشت کرتی رہی اور آٹھ سال تک رومن سلطنت میں برابر بحران کی سی کیفیت طاری رہی۔

یہاں تک کہ اہل روما کی سینٹ کے اراکین نے اندر ہی اندر سازش کر کے افریقہ کے رومن گورنر کے بیٹے ہرکولیس کو طلب کیا تاکہ وہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو اور اہل روما کی شہنشاہ فوکاس سے گلو خلاصی کرائے۔

ہرکولیس جو افریقہ کے گورنر کا بیٹا تھا وہ سینٹ کے طلب کرنے پر افریقہ سے بحری بیڑہ لے کر قسطنطنیہ آن پہنچا۔ ہرکولیس اس ارادے سے آیا تھا کہ وہ فوکاس پر فتح پا کر روما کو اس سے نجات دلائے لیکن فوکاس نے مقابلہ کرنے کے بجائے تخت سے دست بردار ہونے کو ترجیح دی۔

آخر ہرکولیس کو فوکاس کے دست بردار ہونے کے بعد رومن سلطنت کا شہنشاہ بنا دیا گیا۔ تخت نشین ہوتے ہی ہرکولیس نے روما کے نازک حالات کی طرف توجہ دی۔

جب عربوں کے مقابلے میں ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو بدترین شکست ہوئی تو اس نے عربوں کا خیال چھوڑ کر پھر رومنوں کی طرف توجہ دی۔ نئے شہنشاہ ہرکولیس کی اگرچہ خارجہ حالات پر کڑی نظر تھی۔ لیکن ایرانی سپہ سالاروں نے عربوں سے فارغ ہونے کے بعد پھر مزید فتوحات رومنوں کے خلاف حاصل کرنا شروع کر دی تھیں۔

ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز پہلے رومنوں کے شہر الرحہ کی طرف بڑھا۔ بڑی تیزی سے اسے فتح کیا پھر اس نے انطاکیہ کا جا کر محاصرہ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ ارض شام کے عظیم الشان اور قدیم شہر دمشق کی طرف بڑھا اور اسے بھی بغیر کسی مزاحمت کے خسرو پرویز نے فتح کر لیا تھا۔

ان فتوحات کے بعد ایرانی لشکر کے حوصلے جو عربوں کے ساتھ جنگ کے دوران شکست کھانے کے بعد پست ہوئے تھے وہ پھر بلند ہو گئے تھے۔ اب خسرو پرویز نے اپنے لشکر کے ساتھ بیت المقدس کا رخ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ بیت المقدس جسے عیسائی اپنا قبلہ اور اپنا

مرکز خیال کرتے تھے اسے فتح کر کے اس پر قبضہ کر لے۔

آخر خسرو پرویز نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ ایرانیوں کی بیت المقدس کی فتح عیسائی دنیا کے لئے بڑا حادثہ اور سانحہ تھا۔ کیونکہ ایرانیوں نے وہاں سے حضرت مسیح کی وہ صلیب جس پر عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ کو اس پر مصلوب کیا تھا بیت المقدس سے نکال کر مدائن پہنچا دی تھی۔

بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز نے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے نام ایک خط بھیجا۔ یہ خط غرور اور نفرت کی ایک تاریخی دستاویز ہے۔ اس خط میں خسرو پرویز نے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کو لکھا۔

"دیوتاؤں کے دیوتا اور کرہ ارض کے بادشاہ خسرو کی طرف سے اس کے بے حیا ذلیل غلام ہرکولیس کی طرف۔ تم کہتے ہو کہ تمہارا یقین خدا پر ہے تو تمہارے خدا نے بیت المقدس کو میرے ہاتھوں سے کیوں نہ بچایا۔ تم مسیح سے بے فائدہ امید لگا کر اپنے آپ کو فریب میں مبتلا نہ رکھو۔ جو خود بھی یہودیوں کے ہاتھوں سے بچ نہ سکا تھا اور صلیب پر لٹکا کر اس کے جسم میں کیل ٹھونک ٹھونک کے مار دیا گیا تھا۔"

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے رومنوں کے خلاف ان ہی فتوحات پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے ایران کے قدیم شہنشاہوں کے نقش قدم پر چلنا چاہا۔ لہٰذا اس کام کی تکمیل کے لئے اس نے اپنے ایک نامور سپہ سالار جس کا نام شہر براز تھا ایک بہت بڑا لشکر دیا اور اسے مصر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔

شہر براز شام اور مصر کے درمیانی صحرا کو عبور کر کے وادی نیل کے مشہور شہر سکندریہ جا پہنچا اور اسے بغیر کسی مزاحمت کے فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس فتح کا اس وقت کی دنیا پر عجیب و غریب اثر ہوا۔ چونکہ صدیوں پہلے مصر کا تمام علاقہ ایرانیوں کے تسلط سے آزاد ہو چکا تھا۔ اور ساسانی بادشاہوں کی انتہائی تمنا تھی کہ مصر پہلے کی طرح ایران کے ماتحت آجائے جس طرح وہ ایران کے قدیم شہنشاہوں کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔ آخر ایرانیوں کی یہ خواہش پوری تو صدیوں کے بعد ایک بار پھر پوری ہوئی اور وادی نیل پر ایرانیوں کا جھنڈا درفش کاویانی لہرانے لگا۔ اس کامیاب مہم سے یقیناً" ایرانی حکومت کے جاہ و جلال میں اضافہ ہوا اور خسرو پرویز کی حکومت مصر کی فتح کے بعد اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی۔

رومنوں کے خلاف اس قدر فتوحات حاصل کرنے کے بعد ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے ہندوستان کی طرف توجہ دی۔ ایران کی مشرقی سرحد پر اچانک ان دنوں ہن قبائل کے کچھ گروہوں نے حملہ کر دیا تھا۔ لیکن آرمینیا کے سپہ سالار نے ان کی یلغار کو روکا۔

کے خلاف جنگ کی۔ اس جنگ میں ہن قبائل کے گروہ کا سپہ سالار مارا گیا۔ ہن قبائل کی سرکوبی کے بعد خسرو پرویز نے ہندوستان کے شمال مغربی علاقہ پر حملہ کیا اور اسے بھی اپنا زیر نگیں کر لیا۔ ہندوستان پر خسرو پرویز کے اس حملے کا ثبوت خسرو کے بعض سکوں سے ملتا ہے جو اس علاقے میں پائے گئے ہیں۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے ایک اور قدم اٹھایا۔ اس نے ایران کے ایک نامور سپہ سالار شاہین کو ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور اسے حکم دیا کہ کالسیڈونین پر حملہ آور ہو جو قسطنطنیہ کے قریب ہی ایک شہر تھا۔ یہ حکم ملتے ہی ایرانی جرنیل شاہین کاپادوکیا کے راستے کالسیڈونین پر حملہ آور ہوا اور اس پر اس نے قبضہ کر لیا۔

اس شہر پر ایرانیوں کا قبضہ ہونے سے جہاں ایرانیوں کے حوصلے اپنے عروج تک پہنچ گئے وہاں روما کی پوری سلطنت میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ہرکولیس کو جب خبر ہوئی کہ ایرانی جرنیل شاہین نے کالسیڈونین شہر پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ قسطنطنیہ سے نکل کر کالسیڈونین شہر آیا اور اس نے ایرانی جرنیل شاہین سے ملاقات کی اور اس کے مشورہ سے ہرکولیس نے اپنا ایک سفیر مدائن خسرو پرویز کی خدمت میں بھیجا کہ صلح کے لئے گفت و شنید کی جائے۔

لیکن ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز اپنی فتوحات کے نشے میں سرشار تھا۔ اس نے کسی قسم کی بات یا صلح کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس نے رومن سفیروں کو قید کر دیا۔

بلکہ خسرو پرویز نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا۔ اس نے ایک قاصد اپنے جرنیل شاہین کی طرف بھجوایا اور اسے تنبیہہ کی کہ تم نے رومن شہنشاہ ہرکولیس کو بیڑیاں پہنوا کر میرے پاس کیوں نہ بھیجا یہ جو تم نے کوتاہی کی ہے اس کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔

بہرحال کالسیڈونین ایرانیوں نے فتح کر لیا اور اس فتح کے بعد وہ تمام ممالک ایک بار پھر ایرانی بادشاہ خسرو پرویز کے تسلط میں آ گئے تھے جو کبھی قدیم ایرانی سلطنت کا حصہ ہوا کرتے تھے لیکن ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے ان ممالک میں اپنی حکومت قائم نہ کی۔ صرف خراج وصول کرنے پر اکتفا کیا تھا۔

اب رومنوں کے حوصلے ایرانیوں کے سامنے کلیتاً" پست اور مجروح ہو کر رہ گئے تھے۔ رومتہ الکبریٰ کی عظمت ایران کے شہنشاہ کے سامنے جھک گئی تھی۔ ایرانیوں نے رومنوں کے اہم ترین علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ جن میں بین النہرین کے اہم ترین رومن علاقوں کے علاوہ ایشیائے کوچک کے تمام ممالک شام فلسطین اور مصر ایرانی سلطنت کے قبضہ میں آ گئے تھے۔

رومنوں کے پاس صرف قسطنطنیہ کے علاوہ ایشیائے کوچک کی چند بندرگاہیں اور اطالیہ کا کچھ حصہ اور یونان اور افریقہ کے کچھ علاقے رہ گئے تھے۔

پھر رومنوں کی مزید بدبختی کہ انہی دنوں شمال کے وحشی قبائل نے رومن سلطنت پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔ ان حملوں سے رومنوں کی مصیبت اور دشواریوں میں اور اضافہ ہوا تھا۔ ان شمالی خونخوار قبائل نے رومنوں کے شہر تھریس کو لوٹا اور اب وہ خشکی کے راستے رومنوں کے پائے تخت قسطنطنیہ کی طرف بڑھے تھے۔ رومنوں کے لئے حالات چاروں طرف اس قدر خراب اور خستہ ہو چکے تھے کہ لگتا تھا کہ رومن سلطنت ان حالات سے نکل کر کبھی بھی سنبھلنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔

ادھر رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس گو ایک جواں ہمت حکمران تھا لیکن نا موافق حالات کی وجہ سے وہ کچھ ایسا بے بس، بددل ہوا کہ اس نے پائے تخت قسطنطنیہ چھوڑ کر افریقہ میں رومنوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف فرار ہو جانا چاہا۔

اس مقصد کے لئے ہرکولیس نے رومن خزانہ کشتیوں پر لاد کر افریقہ کی طرف روانہ کیا ہی تھا کہ اس کے اس فرار کا راز کھل گیا۔ اس کے اس فرار پر رومنوں نے سخت احتجاج کیا۔ رومنوں کے روحانی پیشوا ہرکولیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہرکولیس سے انہوں نے حلف لیا کہ وہ پائے تخت کو چھوڑ کر کہیں نہیں بھاگے گا۔

اب صورتحال یہ تھی کہ ہرکولیس کی آنکھوں کے سامنے مملکت روم کے ٹکڑے ہوئے۔ عیسائیوں کی مقدس صلیب اس کے سامنے ایرانیوں نے چھینی اور تو اور، خود قیصر روم ہرکولیس نے پائے تخت کو خیرباد کہنے کا منصوبہ بنایا تھا۔

ایسی حالت میں کون کہہ سکتا تھا کہ ہرکولیس کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جم سکیں گے۔ اس کے مردہ جسم میں پھر روح دوڑے گی۔ لیکن عالمی تاریخ نے یہ معجزہ بھی دیکھ لیا۔

جب چاروں طرف سے ایرانیوں نے رومن علاقوں پر مرگ و موت اور تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا تو ہرکولیس کو اس کے ضمیر نے جھنجوڑا اور عزت و اقتدار کے تقاضوں نے اس کی غیرت کو بیدار کیا اور ایسی ڈرامائی تبدیلیاں ہوئیں کہ رومن سلطنت کی گرتی ہوئی دیواریں دفعتاً سنبھل گئیں۔

گو رومنوں کے بہت سے وسائل ایک ایک کر کے ختم ہو چکے تھے لیکن بحری طاقت ابھی تک ان کے پاس تھی۔ یہی ان کا آخری سہارا تھی۔ ہرکولیس اب اس کو بھی داؤ پر لگا دینا چاہتا تھا چنانچہ وہ اپنا بحری بیڑا لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اس خیال سے کہ یا یورپ کو ایرانیوں سے بچا لے گا یا رومنوں کی رہی سہی سلطنت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔

گو ایرانیوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کرنے کے لئے رومن شہنشاہ ہرکولیس کے لئے موسم بڑا نا موافق تھا لیکن ہرکولیس نے موسم کی پرواہ کئے بغیر سمندر کو عبور کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ایسوس پہنچ گیا۔

یہ وہی مقام ہے جو ایران کے شہنشاہ دارا اور سکندر کا میدان جنگ بنا تھا۔ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کی اس مہم کو ناکام بنانے کے لئے اپنے بہترین جرنیل شہربراز کو لشکر دے کر ہرکولیس کو روکنے کے لئے بھیجا۔

اتنی دیر تک ہرکولیس آگے بڑھتا ہوا آرمینیا کی سرحد پر پہنچ گیا تھا۔ یہاں دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ ہرکولیس بہترین جاں بازی اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایرانی جرنیل شہربراز کے سامنے آیا اور اپنی بہترین جنگی قوتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے جنگ کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپنی تدبیر سے ہرکولیس نے رومنوں کی تقدیر کا پانسا پلٹ دیا۔ اس لئے کہ اس جنگ میں ایرانی جرنیل شہربراز کو بدترین شکست ہوئی اور ہرکولیس فتح مند رہا۔

رومن شہنشاہ مارس کے بعد رومنوں کی ایرانیوں کے خلاف یہ پہلی فتح تھی۔ اس فتح پر رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس ایسا خوش ہوا کہ اس نے اب ایرانیوں کے خلاف نا ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چونکہ وہ اپنے چھوٹے سے بحری بیڑے کے ساتھ ہی اس جنگ میں شریک ہوا تھا لہٰذا طویل جنگوں کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے وہ آگے بڑھنے کے بجائے واپس قسطنطنیہ چلا گیا اور بڑی تیزی سے ایرانیوں سے جنگ کرنے کے لئے اس نے اپنے لشکری بھرتی کرتے ہوئے ان کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

O

دریائے خابور کے کنارے عطیاس کے محل میں سطرون، زروعہ، عطیاس، سلیوک اور اوغار بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ عزازیل وہاں نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔ عزازیل بڑا خوش و خرم دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے سطرون بولا اور کہنے لگا۔

آقا! آپ کی حالت سے لگتا ہے کہ آپ کو کوئی بے حد خوشی نصیب ہوئی ہے۔ اس پر عزازیل نے ہلکا ہلکا ایک مکروہ اور کراہت آمیز قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھو سطرون ابھی خوشی حاصل تو نہیں ہوئی لیکن حاصل ہونے کی ایک امید نظر آئی ہے۔ دیکھو میرا قدیم دشمن یوناف اپنی بیوی کیرش اور مارتھا کے ساتھ اس وقت صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں پر چہل قدمی کر رہا ہے۔ دیکھو تھوڑی دیر میں سورج غروب ہو گا اور وہ واپس سرائے کی طرف چلے جائیں گے۔ لیکن ایسا ہونے سے پہلے ہی پہلے تم

سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور صحرائے کالا ہاری کے ان شمالی کوہستانی سلسلوں پر نمودار ہو۔

سنو میرے ساتھیو! میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ صرف سطرون ذروعہ اور اوغار یوناف، کیرش اور مارتھا کے سامنے جائیں گے جب کہ میں، نطیاس اور سلیوک ایک قریبی کوہستانی سلسلہ کے اوپر گھات میں بیٹھ جائیں گے۔

اب سطرون ذروعہ اور اوغار یہ کام کریں گے کہ تینوں یوناف، کیرش اور مارتھا سے ٹکرائیں گے۔ اور ان کے ساتھ لڑتے بھڑتے ہوئے ان تینوں کو اس کوہستانی سلسلہ کی طرف لے آئیں گے جس کے اوپر میں، نطیاس اور سلیوک گھات لگائے بیٹھے ہوں گے۔ جونہی سطرون یوناف کو لے کر ادھر آئے گا سطرون کا یہ کام ہو گا کہ ایک دم پیچھے ہٹ جائے۔ میں اس موقع پر میں اوپر سے یوناف پر ایک بھاری پتھر پھینکوں گا۔ جس سے یقیناً یوناف کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور پھر ہم اس پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو سطرون بولا اور کہنے لگا۔

آقا! یہ ایک بہترین اور آسان ترکیب ہے۔ اگر ہم اسے عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائیں تو یقیناً" یوناف سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس پر عزازیل پھر کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ایسا ہی ہو گا۔ پہلے ہم سب اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر نمودار ہوں گے۔ جہاں میں نطیاس اور سلیوک گھات لگا کے بیٹھیں گے۔ پھر تم تینوں یوناف، کیرش اور مارتھا کے سامنے جانا اور انہیں اپنے ساتھ الجھا کر اس کوہستانی سلسلے کی طرف لانا پھر میں یوناف پر پتھر پھینکوں گا، پھر تم دیکھنا۔ یوناف کس طرح چڑیا کے بے بس اور بے ضرر بچے کی طرح قابو میں آ جاتا ہے۔

عزازیل کی اس ترکیب پر سب خوش ہوئے پھر عزازیل ہی کے کہنے پر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے خابور سے وہ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سب ایک ساتھ صحرائے کالاہاری کے شمالی کوہستانی سلسلہ کی ایک چوٹی پر نمودار ہوئے۔ ایک چٹان کی اوٹ میں رہ کر عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اشارہ کیا پھر وہ کہنے لگا۔ میرے عزیزو نیچے دیکھو۔ یوناف، کیرش اور مارتھا تینوں اس وقت اس کوہستانی سلسلہ میں چہل قدمی کر رہے ہیں۔ مغرب کی طرف دیکھو سورج غروب ہونے کو جھک رہا ہے۔ لہٰذا سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی پہلے یوناف، کیرش اور مارتھا کے خلاف ہمیں اپنے عمل کو مکمل کر لینا چاہئے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل دم بھر کو رکا پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سطرون میں نطیاس اور سلیوک یہیں گھات میں بیٹھتے ہیں۔ تو ذروعہ اور اوغار کو لے کے جا اور یوناف، کیرش اور مارتھا سے ٹکرا۔ اور انہیں اپنے ساتھ الجھا کر اس کوہستانی سلسلہ کی طرف لے آنا جس میں اس وقت ہم لوگ کھڑے ہیں۔ اس کے بعد تم دیکھنا۔ میں کیسے یوناف کے خلاف اپنی کارروائی کی ابتدا کرتا ہوں۔ عزازیل کے یہ الفاظ سن کر سطرون خوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ذروعہ اور اوغار کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور کوہستانی سلسلے کے اوپر سے غائب ہو کر وہ یوناف اور کیرش اور مارتھا کی طرف بڑھا تھا۔

سطرون، ذروعہ اور اوغار کے یوں غائب ہونے کے بعد کوہستانی سلسلہ کے اوپر عزازیل، نطیاس اور سلیوک ایک چٹان کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے تھے پھر نطیاس بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم عزازیل اس یوناف کے قبضے میں جو ابلیکا نام کی قوت ہے اس نے پہلے ہی یوناف کو یہ بتا دیا ہو گا کہ سطرون، ذروعہ اور اوغار ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔ اس پر عزازیل اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ نطیاس میں سارے ماحول پر نگاہ دوڑا چکا ہوں۔ اس وقت ابلیکا نہ یوناف کے پاس ہے نہ ہمارے اطراف میں۔ نہ ہی اس نے وہ گفتگو سنی تھی جو ہم نے تمہارے محل میں کی تھی۔ اور نہ ہی اس وقت تک اسے ہماری روانگی اور یہاں پہنچنے کا علم ہے لہٰذا مجھے امید ہے کہ یوناف کیرش اور مارتھا کو ابھی تک ہماری آمد کی اطلاع نہیں اور ابھی تھوڑی دیر تک سطرون، ذروعہ اور اوغار ان سے ٹکرائیں گے۔ یوناف کو اس کوہستانی سلسلہ کی طرف لائیں گے اس کے بعد دیکھنا۔ اسے میں کس طرح اپنے سامنے بے بس کرتا ہوں۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر نطیاس اور سلیوک دونوں خوش ہو گئے تھے۔ جواب میں انہوں نے کچھ نہ کہا۔

کوہستانی سلسلہ میں اچانک یوناف، کیرش اور مارتھا کے سامنے سطرون، ذروعہ اور اوغار نمودار ہوئے۔ ان تینوں کو دیکھتے ہی یوناف کے ماتھے پر بل اور شکنیں پڑ گئی تھیں۔ اس کا چہرہ بیزاری سے سرخ ہو گیا تھا۔ پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون لگتا ہے پھر تجھے بدبختی، بے تمیزی اور شکست و ریخت کی خارش ہونا شروع ہو گئی ہے۔ دیکھ بدی کے گماشتے چند دن پہلے جو میں نے تیری اور تیرے ساتھیوں کی حالت درد کی تحریروں، کرب کی تفسیروں، یادوں کے خرابوں، جنم کی مجبور تنہائیوں جیسی کی تھی۔ کیا تو اس کو بھول گیا ہے۔ کیا پھر تو تازہ دم ہو کر مجھ سے نپٹنے کے لئے اس کوہستانی سلسلے میں نمودار ہوا ہے۔

اس پر سطرون بلند آواز میں بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے ازل و ابد پر محیط وقت کے اس کالے سمندر میں ایسے نیکی کے نمائندوں پر کرگس کے ہجوم کی طرح وارد ہونا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سطرون لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ زروعہ اور اوغار کے ساتھ اندھیروں کے تلاطم میں بلاؤں کے ہجوم، پیچ کھاتے دھوئیں کے ناگوں، چڑھتے دریاؤں کی خونی موجوں کی طرح آگے بڑھا۔ اس کے بعد وہ قرنوں اور نرسنگھوں کی سی مہیب آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔

سن یوناف! تم جیسے نیکی کے نمائندوں کے لئے عمر کے بقا کو جام زہر آلود کرنا ہمارے اولین فرائض میں شامل ہے۔ تمہارے دل کے دروازے پر خونی دستک دینا اور لوح زیست کو گرد آلود کرنا ہماری سب سے پسندیدہ خواہش ہے۔ سن نیکی کے نمائندے۔ جب تک تو ہمارے سامنے زیر اور مغلوب نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم سحر شکن قوت، منافرت کے غبار اور تن من گھائل کرتے عذاب کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آتے رہیں گے۔

سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بدی کے گماشتے۔ ماضی میں میں تیرے جیسے رات کے دکھ کے ستاروں میں سرکتی، سرسراتی شب اور پرحول دہشت اور وحشت میں کلبلاتی سانپ کی طرح شیطانی قوت بہت دیکھی ہیں۔ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے ہمیشہ ہی شیطانی قوتوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔ اور ان شیطانی قوتوں میں تم اور تمہاری بیوی زروعہ بھی شامل ہیں۔ جو کئی بار میرے ہاتھوں پٹ چکے ہو۔ تم دونوں ہی نہیں تمہارا آقا بھی میرے ہاتھوں پٹنے والوں میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے تینوں نئے اتحادی نخیاس، سلیوک اور اوغار بھی میرے ہاتھوں ہزیمت اور شکست کا منہ دیکھ چکے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف رکا پھر وہ مزید بولتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون میں جانتا ہوں کہ نخیاس سے تجھے جو علوم حاصل ہوئے ہیں تو ان کی بنا پر زبان درازی کرنے لگا ہے۔ اور دست درازی پر اترا ہے پھر یاد رکھنا تیری یہ زبان درازی، تیری یہ دست درازی، تیرے کسی بھی کام نہ آئے گی۔ جس طرح ماضی میں میں تجھے روئی کی طرح دھنتا رہا ہوں ایسا ہی تیرے حال اور مستقبل میں بھی کرتا رہوں گا۔ اور جب تک مجھے میرے خداوند کا تعاون حاصل ہے اس وقت تک سطرون میں تیری حالت اپنے سامنے مغلوبوں اور مفتوحوں جیسی بناتا رہوں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہو گیا اور ہوا میں جست لگاتے ہوئے ایک زور دار مکا اس نے یوناف کی گردن پر دے مارا تھا۔ یوناف بہترین

صبر اور استقامت کا اظہار کرتے ہوئے اس مکے کو برداشت کر گیا۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے ایسا ہی اس نے ایک بھرپور مکا سطرون کی گردن پر جڑ دیا۔ اور سطرون وہ ضرب پڑنے پر تھوڑی دیر کے لئے بلبلایا ضرور تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کیا اور مخصوص انداز میں اس نے کیرش اور مارتھا کی طرف بھی دیکھا تھا یہ اشارہ ملتے ہی کیرش اور مارتھا بھی اپنی قوت میں اضافہ کر چکی تھیں۔

زروعہ آگے بڑھ کر کیرش سے ٹکرائی تھی۔ جب کہ اوغار مارتھا پر حملہ آور ہوئی تھی۔ اس طرح تینوں کوہستانی سلسلے کے قریب ایک دوسرے پر ازلی اور ابدی دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

سطرون، زروعہ اور اوغار چونکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے اور سازش کے تحت کام کر رہے تھے لہٰذا ان تینوں سے مقابلہ کرتے ہوئے وہ پیچھے ہٹنا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ وہ یوناف، کیرش اور مارتھا کو کوہستانی سلسلے کے دامن میں لے آئے تھے۔

پھر ایسا ہوا یوناف، کیرش اور مارتھا سے لڑتے لڑتے سطرون، زروعہ اور اوغار ایک دم پہاڑ کے دامن سے پیچھے ہٹ گئے اسی لمحہ اوپر سے تین پتھر گرائے گئے۔ ایک عزازیل نے دوسرا نخیاس اور تیسرا سلیوک نے۔ ایک پتھر یوناف کے اوپر آن کر گرا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا تھا۔ دوسرا پتھر مارتھا کے اوپر گرا۔ وہ پتھر لگنے سے مارتھا بے چاری ہلاک ہو گئی تھی۔ تیسرا پتھر کیرش پر گرایا گیا تھا۔ لیکن کیرش پہلے ہی پتھر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ لہٰذا وہ جست لگا کر ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ یوں کیرش پتھر کی زد سے بچ گئی تھی۔

مارتھا ہلاک ہو چکی تھی۔ یوناف پتھر لگنے سے زمین پر بے ہوش پڑا تھا اور کیرش انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں کبھی مارتھا کی طرف دیکھتی اور کبھی یوناف کی طرف اس موقع پر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے عزازیل، نخیاس اور سلیوک بھی نیچے اتر آئے تھے۔ پھر عزازیل، نخیاس اور سلیوک، اوغار اور زروعہ نے کیرش کے گرد ایک گول دائرہ سا بنا لیا اور اس دائرے کو وہ آگے بڑھتے ہوئے تنگ کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر عزازیل بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش پتھر لگنے سے میرے خیال میں مارتھا اور یوناف دونوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب تو اکیلی ہمارے سامنے ہے۔ اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ تو کتنی دیر تک ہمارے سامنے اپنا دفاع کرتی ہے۔ تیرے پاس جتنی بھی سری قوتیں ہیں ان کو حرکت میں لے آ۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے تو ہمارے سے بچتی ہے۔ ہم آج تجھے فنا کر کے ہی دم لیں گے۔ اس پر کیرش بڑی جرأتمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ بدی کے گماشتے تو بکتا ہے۔ میرا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میرے خداوند کو منظور ہوا تو میں خود بھی تم لوگوں کے نرغے سے بچ نکلوں گی اور اپنے شوہر یوناف اور اس کی دوسری بیوی مارتھا کو بھی اس کی اصلی حالت میں لے آؤں گی۔

عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا یہ سب دل رکھنے کی باتیں ہیں۔ دیکھ کیرش اب چند لمحوں بعد تو ہمارے سامنے اپنے آپ کو بے بس اور مجبور دیکھ رہی ہو گی اور ہم اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اور اس کے ساتھی بڑی تیزی سے کیرش کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے کیرش کے نزدیک نزدیک تر ہوتے چلے جا رہے تھے۔

عین اسی موقع پر کیرش کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی خوش کن آواز کیرش کی سماعت سے ٹکرائی۔

دیکھ کیرش میری بہن تو فکر مند نہ ہونا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں بر وقت تمہارے یوناف اور مارتھا کی مدد کو نہ پہنچ سکی۔ درحقیقت میں مکہ کی سرزمینوں کی طرف گئی ہوئی تھی۔ اور میری غیر موجودگی میں یہ کھیل کھیلا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کھیل کی جب ابتدا ہوئی تو میں یہاں نہ تھی۔ بہر حال تم فکر مند نہ ہونا۔ دیکھو دشمن گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔ میں تمہاری گردن سے علیحدہ ہو کر یوناف کی طرف جاتی ہوں۔ اور اس کی گردن پر لمس دیتی ہوں اور پھر اس سے کہتی ہوں کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنے آپ کو بحال کرے پھر مارتھا کی طرف جائے۔ اور اس کی بھی خیریت دریافت کرے۔ اور سری قوتوں سے اس کے بھی اوسان بحال کرے۔ جب تک تم ایسا کرتا ہوں میں علیحدہ ہوں تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے جست لگانا اور عین یوناف کے پاس جا کھڑی ہونا۔ اتنی دیر تک میں یوناف کو سنبھال چکی ہوں گی۔ اس کے ساتھ ابلیکا کا سا لمس دیتی ہوئی کیرش کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا فوراً ہی یوناف کی گردن پر لمس دے کر اسے ہوش میں لائی۔ پھر ابلیکا کی کھنکتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ یوناف سنبھلو، دشمن پھر تم پر حملہ آور ہونے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ اپنی سری قوتوں کو بحال کر لو۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف فوراً حرکت میں آیا اور اپنی سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے اس نے پتھر کی اذیت اور زخم سے نجات حاصل کی اور اپنی قوتوں کو اس نے فوراً بحال کر لیا۔

عین اسی لمحہ کیرش بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی۔ بڑی تیزی کے ساتھ ہوا میں اچھلی اور پھر یوناف کے پاس آن کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ پھیلی تھی۔ پھر وہ دونوں بھاگتے ہوئے مارتھا کی طرف

گئے۔ یوناف نے جب اس کی نبض محسوس کی تو اس کے چہرے پر دکھ ہی دکھ اور غم ہی غم بکھر گئے تھے۔ پھر اس نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ کیرش مجھے افسوس ہے کہ مارتھا مر چکی ہے۔ اس پر کیرش بے چاری بھی مغموم اور اداس ہو کر رہ گئی تھی۔

اتنی دیر تک عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف کے قریب آیا اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تو دیکھ چکا ہو گا کہ اس کوہستانی سلسلے میں میرے ساتھیوں نے تیری کیسی ابتر حالت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی تمہیں سبق سیکھ جانا چاہئے۔ نیکی کے پرچار کو ختم کر کے ہمارے سامنے اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لینا چاہئے۔

یوناف نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ پر اسی لمحہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ ہوا میں وہ بڑے خونخوار انداز میں اچھلا اور پھر اپنے دونوں پاؤں کی ضرب اس زور سے عزازیل کی چھاتی پر لگائی تھی کہ عزازیل فضا میں معلق ہوتا ہوا بڑی بے بسی کی حالت میں دور جا گرا تھا۔

عزازیل کے سارے ساتھی عزازیل کی اس بے بسی کو بڑی فکر مندی سے دیکھ رہے تھے کہ عین اسی لمحہ یوناف پھر حرکت میں آیا۔ جس طرح اس نے دونوں پاؤں کی ضرب لگا کر عزازیل کو دور پھینکا تھا ایسی ہی ضرب اس نے سطرون کے بھی لگائی تھی۔ سطرون بھی عزازیل کی طرح فضا میں معلق ہوتا ہوا بری طرح ایک چٹان سے جا ٹکرایا تھا۔ اور چٹان لگنے سے وہ تکلیف کی شدت کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر گیا تھا۔

پھر گویا یوناف پر سودا اور جنون سوار ہو گیا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور بری طرح اس نے نطیاس اور سلیوک کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ جب کہ کیرش ذرودہ اور اوغار پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ نطیاس اور سلیوک کو مارتے مارتے کبھی کبھی کیرش کی مدد کرنے کے لئے یوناف اپنے پاؤں کی ٹھوکر یا ہاتھ کی ضرب ذرودہ اور اوغار پر بھی لگاتے ہوئے ان دونوں کو کیرش کے سامنے بے بس کر دیتا تھا۔ اس موقع پر ابلیکا بھی حرکت میں آئی۔ بجلی کی طرح وہ کڑکی۔ پہلے اوغار پر حملہ آور ہوئی اور اسے ایک پتھر پر دے مارتے ہوئے نیم بے ہوش کر دیا۔ پھر یہی حالت اس نے ذرودہ کی بھی کی۔ اس کے بعد وہ نطیاس پر حملہ آور ہوئی اور نطیاس کو بھی بری طرح ایک چٹان پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد ابلیکا کسی عذاب کی طرح سلیوک پر بھی برسی۔ جو حالت اس نے نطیاس کی کی تھی ویسی ہی اس کی بھی کی۔

یوناف بھاگتا ہوا اس طرف گیا جہاں عزازیل اور سطرون زمین پر پڑے ہوئے کراہ رہے تھے۔ یوناف ان پر حملہ آور ہوا۔ ان پر پاؤں کی ٹھوکروں اور مکوں کی بارش کر دی۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا۔ یوناف بری طرح عزازیل اور سطرون کو پیٹتا رہا۔ جب کہ

ابلیکا اور کیرش دونوں مل کر تھیاس، سلیوک اور اوغار اور ذروعہ پر ادھ موا کر دینے والی
ضربیں لگاتی رہیں۔

پھر عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور یوناف کے سامنے سے ہٹ کر
ایک چٹان پر نمودار ہوا۔ ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی پیچھے ہٹنے
اشارہ کیا۔ یہ اشارہ ملتے ہی سطروں، تھیاس، سلیوک، اوغار اور ذروعہ بھی پیچھے ہٹ کر
عزازیل کے پاس کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے
کہنے لگا۔

"سن بدی کے گماشتے، تم نے میرا حرکت میں آنا بھی دیکھا۔ اپنے آپ کو شامل کر کے
اپنے ساتھیوں کی بھی گنتی کر۔ ہم دو میاں بیوی کے مقابلے میں تم چھ ہو۔ اور چھ کو مار
کر ہم نے ادھ موا کر دیا ہے اور تم چھ کو اس قدر پیٹا ہے کہ تم ہم دونوں کے سامنے سے
بھاگ کر چٹان پر پناہ لینے پر مجبور ہوئے ہو۔ بتاؤ عزازیل آج کا میرا یہ تم لوگوں کو پیٹنا کیسا
رہا۔"

عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس نے اپنی
سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ یوناف اور کیرش بھی حرکت
میں آئے اور بڑے مغموم انداز میں ان دونوں میاں بیوی نے مارتھا کو دفن کر دیا تھا پھر
اپنے سرائے کے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

○

آرمینیا کی سرحد پر ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ ہرکولیس قسطنطنیہ
چلا گیا تھا۔ اور بڑی سرگرمی سے اس نے اپنے لشکر کو از سر نو منظم کرنے کا کام شروع کر
دیا تھا۔ لشکر کی تنظیم، اس کی بھرتی اور تربیت کے علاوہ رومن شہنشاہ نے شمال کے ان
قبائل سے بھی رابطہ کیا اور ان میں سے ایک قبیلے جسے خزر کہہ کر پکارتے تھے اسے اپنے
ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا۔

خزر قبائل کو اپنے ساتھ ملانے اور اپنی جنگی تیاریوں کی تکمیل کے بعد اگلے ہی سال
یعنی ۶۲۲ء میں ہرکولیس نے اپنا بحری بیڑہ لازیکا کے ساحل پر لا ٹھہرایا۔ وہاں سے وہ
آرمینیا پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔
رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے حوصلے بڑے بلند تھے۔ اس لئے کہ اس نے
اتحادی بھی اپنے ساتھ شامل کر لئے تھے۔ جن میں خزر قبائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جس وقت آرمینیا پر حملہ آور ہونے کے لئے رومن شہنشاہ ہرکولیس نے پیش قدمی
کی تھی اس وقت تک ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز آذربائیجان کے شہر شیز میں قیام کئے ہوئے

تھا۔ جب اس نے رومن شہنشاہ ہرکولیس کی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آرمینیا کی
طرف پیش قدمی کی خبر سنی تو اس نے فی الفور چالیس ہزار کا ایک بہترین اور تربیت یافتہ لشکر
تیار کیا اور بڑی تیزی سے آرمینیا کی طرف بڑھا۔

آرمینیا کی طرف پیش قدمی کرنے کے ساتھ ہی خسرو پرویز نے اپنے بہترین جرنیل
شہر براز کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی ایک ایسا ہی لشکر لے کر آرمینیا کی طرف بڑھے تاکہ
دونوں ایرانی لشکر متحد ہو کر ہرکولیس کو شکست دیں اور اپنی پہلی ساکھ کو بحال کریں۔ خسرو
پرویز کا یہ حکم ملتے ہی اس کا جرنیل شہر براز بھی مدائن سے ایسا ہی ایک لشکر لے کر آرمینیا
کی طرف بڑھا تھا۔

رومن شہنشاہ ہرکولیس کو جب خبر ہوئی کہ بیک وقت دو ایرانی لشکر اس کا مقابلہ
کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اس نے ایک لشکر سے نپٹنے کے لئے لائحہ
عمل ترتیب دیا۔ اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ ایرانی جرنیل شہر براز ابھی دور ہے جب
کہ ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز اپنے لشکر کے ساتھ نزدیک پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا ہرکولیس نے فیصلہ
کر لیا کہ وہ پہلے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز پر ضرب لگائے گا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد ہرکولیس بڑی تیزی سے ایرانی لشکر کی طرف بڑھا۔ خسرو پرویز
بھی رومنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن
چونکہ گزشتہ سال آرمینیا کی سرحد پر ایرانیوں کو شکست دے چکے تھے لہٰذا ان کے حوصلے
بڑے بلند تھے۔ اس لڑائی میں انہوں نے بہترین تنظیم کا مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے اس
جنگ میں ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنی اور اپنے بچے کھچے
لشکریوں کی جان بچانے کے لئے میدان جنگ سے جبل ذاگروس کی طرف بھاگ گیا اور وہاں
جا کر پناہ لی۔

اسی دوران ایرانیوں کا دوسرا لشکر بھی ایرانی جرنیل شہر براز کی کمانداری میں وہاں
پہنچا۔ ہرکولیس کی خوش قسمتی کہ اس نے شہر براز کے لشکر بھی بدترین شکست دی اور اسے
بھی اس نے مار بھگایا۔ ان دونوں لشکروں کو باری باری شکست دینے کے بعد ہرکولیس شیر
ہو گیا اور اس نے ایرانی مملکت کے اندر بہت سے شہر اور دیہات تباہ و برباد کر دیئے۔

پھر ہرکولیس نے ایک فاتح کی حیثیت سے اپنی پیش قدمی شروع کی۔ ایرانی مملکت
میں وہ آگے بڑھا۔ اس پیش قدمی کے دوران جو بھی ایرانی آتش کدہ ہرکولیس کے سامنے
آیا اسے اس نے جلتی ہوئی آگ کو خاموش کر کے اس آتشکدے کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ جو
آتشکدے اس دوران ہرکولیس کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئے اور ان کی آگ کو ٹھنڈا کیا گیا
ان میں ایران کا سب سے بڑا اور تاریخی آتش کدہ آذرگشت تاسپ بھی شامل تھا۔

ایران کے خلاف ہرکولیس کی ان مہموں اور فتوحات کی وجہ سے رومنوں کا گرتا ہوا

وقار بڑی حد تک بحال ہو گیا۔ قیصر روم ہرکولیس اپنی مہم سے فارغ ہو کر البانیہ واپس آیا اور وادی کور میں موسم سرما گزارنے کے لئے اس نے قیام کر لیا تھا۔

ادھر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو اپنی اس غیر متوقع شکست کا سخت صدمہ ہوا۔ اس نے دوسرے ہی سال اپنا وقار بحال کرنے کے لئے پھر لشکر تیار کیا اور اپنے بہترین جرنیل شہر براز کی کمان میں اس لشکر کو اس نے البانیہ کی طرف روانہ کیا تاکہ ہرکولیس پر حملہ آور ہو کر اسے قسطنطنیہ کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا جائے۔

لیکن ایرانی جرنیل شہر براز جب البانیہ پہنچا تو ہرکولیس نے اس کے سامنے آنے میں کوئی تاخیر یا تامل نہیں کیا۔ البانیہ کے قریب دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ خوش قسمتی سے اس جنگ میں بھی ہرکولیس کو فتح ہوئی۔ اور شہر براز شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

ہرکولیس کی ان پے در پے فتوحات سے رومنوں کا وقار کسی حد تک بحال ہو گیا تھا۔ لیکن ہرکولیس کو ابھی بہت سا حساب چکانا تھا۔ لہٰذا ۶۲۵ء میں ایک بار پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور ایرانی شہر ارزامین پر وہ حملہ آور ہوا۔ ایرانیوں نے اپنے شہر کا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور یوں ارزامین پر بھی ہرکولیس کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد فتح کے جھنڈے لہراتا ہوا ہرکولیس اپنے لشکر کے ساتھ مزید آگے بڑھا اور آمد شہر یعنی دیار بکر کی طرف آیا اور اسے بھی فتح کیا۔ اس کے بعد وہ میٹرپولس یعنی میافارقین شہر کی طرف آیا۔ ایرانیوں نے یہاں اپنے شہر کا دفاع کرنا چاہا لیکن ناکام رہے اور ایک بار پھر رومن شہنشاہ ہرکولیس نے انہیں مار بھگایا۔

اب رومن شہنشاہ ہرکولیس عقابی شان سے دریائے فرات کی طرف بڑھا۔ ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کو جب اس پیش قدمی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے جرنیل شہر براز کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کیا تاکہ آگے بڑھتے ہوئے ہرکولیس کی راہ روکے۔ اپنے لشکر کے ساتھ شہر براز نے دریائے فرات کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ ادھر رومن شہنشاہ ہرکولیس نے دریائے فرات کو عبور کر کے کیلیکیا شہر کا رخ کیا۔ اس صورتحال میں ایرانی جرنیل شہر براز اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور رومن شہنشاہ ہرکولیس کے پیچھے لگ گیا۔ ہرکولیس بھی بے خبر نہ تھا۔ اس کے جاسوس ایرانی لشکر کی نقل و حرکت کی پل پل کی خبر اسے پہنچا رہے تھے۔ لہٰذا ہرکولیس اچانک پلٹا اور اپنے پیچھے آنے والے ایرانی جرنیل شہر براز پر حملہ آور ہو گیا۔ دریائے فرات کے کنارے خونریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بھی ایرانی جرنیل شہر براز کو بدترین شکست ہوئی۔ اور ہرکولیس فاتح رہا۔ شہر براز شکست کھا کر بھاگ گیا۔

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو اپنی فتوحات کا یوں اچانک پانسہ پلٹ جانے کا سخت صدمہ اور قلق تھا لیکن وہ اب بھی مایوس نہیں تھا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی جنگی تیاریاں اپنے عروج پر پہنچا دیں اور ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ۶۲۵ء میں رومنوں پر بڑے پیمانے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لئے خسرو پرویز نے تمام ملکی وسائل جنگی تیاریوں کے لئے وقف کر دیئے۔ اس دفعہ اس نے حکمت عملی اور سیاست سے کام لیتے ہوئے ایران کے شمالی قبائل سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اور اہوار قبائل کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اہوار قبائل کا خاقان رومنوں کے مقابلے میں ایرانیوں کی مدد کے لئے اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا۔

اس طرح ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز نے دو لشکر تیار کئے۔ ایک لشکر ہرکولیس کا مقابلہ کرنے کے لئے مامور ہوا۔ اور دوسرا لشکر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ جس لشکر نے ہرکولیس پر حملہ آور ہونا تھا اس کا سپہ سالار خسرو پرویز نے اپنے جرنیل شاہین کو بنایا۔ اور اہوار قبائل کے خاقان کو اس کے لشکر کے ساتھ خسرو پرویز نے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا۔

خسرو پرویز کی ان سرگرمیوں سے رومن شہنشاہ ہرکولیس بھی غافل نہ تھا۔ اس نے اب میں تین لشکر تیار کئے۔ ایک لشکر اس نے قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے متعین کیا دوسرا لشکر اس نے اپنے بھائی تھیوڈور کی کمان میں ایرانی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ تیسرا لشکر ہرکولیس نے خود اپنی کمان میں رکھا اور وہ لازیکا پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر گیا۔

سب سے پہلے ایرانی جرنیل شاہین اور رومن جرنیل تھیوڈور اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ حالات سے لگتا تھا کہ ایرانیوں کی بدبختی اور رومنوں کی خوش بختی کی ابتدا ہو چکی تھی۔ اس جنگ میں بھی ہرکولیس کے بھائی تھیوڈور نے ایرانی لشکر کے سپہ سالار شاہین کو بدترین شکست دی۔ ایرانی جرنیل شاہین اپنی اس شکست کو برداشت نہ کر سکا اور خودکشی کر کے اس نے اپنا خاتمہ کر لیا۔

یوں ایرانیوں کے مقابلے میں ہرکولیس کا بھائی تھیوڈور بھی کامیاب رہا۔ ایرانیوں کا دوسرا لشکر جو اہوار قبائل پر مشتمل تھا اور جس کی کمانداری اہوار قبائل کا خاقان کر رہا تھا قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ اہوار قبیلے کے خان نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایرانی لشکر کی کمک بھی آئی لیکن ناکام ہوا اور وہ وہاں سے محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔

اب صاف ظاہر تھا کہ حالات رومن حکومت کے موافق تھے۔ ایران اپنی جیتی ہوئی بازی ہار رہا تھا۔ ۶۲۷ء میں ہرکولیس نے حکومت ایران پر کاری ضرب لگانے کے لئے ایرانیوں کے شہر دست گرد کی طرف پیش قدمی کی جہاں کے قلعے میں ان دنوں خسرو پرویز

اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا۔

یہ قلعہ ایران کے مرکزی شہر مدائن سے ستر میل کے فاصلے پر تھا۔ ہرکولیس ابھی نینوا ہی پہنچا تھا کہ ایرانی لشکر رومنوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھا۔

نینوا کے قدیم اور پرانے کھنڈرات کے قریب رومنوں اور ایرانیوں میں خونریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں ایرانی سپہ سالار لڑتا لڑتا مارا گیا اور لشکر چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ یہاں ہزیمت شدہ ایرانی لشکر کو اور کمک مل گئی لیکن دشمن بدستور دباؤ ڈالتا رہا۔

آخر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے دست گرد کے قریب ایک گہری ندی کے کنارے جو براو رود کے نام سے موسوم ہے اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ دوسرے روز رومن شہنشاہ ہرکولیس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس ندی کے کنارے نمودار ہوا۔ دونوں لشکروں کے درمیان جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جنگ کے شروع میں ہی ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کی ہمت جواب دے گئی۔ آخر اس نے ننگ و ناموس بالائے طاق رکھتے ہوئے پایہ تخت کو خیرباد کہا اور اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر ہرکولیس کو بے اندازہ دولت ہاتھ لگی۔ تین سو رومن جھنڈے بھی ملے جو ایرانیوں کی فتوحات میں ان کے ہاتھ آئے تھے۔ ان کے علاوہ چاندی کی کثیر مقدار، کم خواب کے فرش اور ریشمی ملبوسات بھی ہرکولیس کو ملے۔

خسرو پرویز کے فرار ہونے کے باوجود ایرانی لشکر نے میدان نہ چھوڑا۔ اتنے میں انہیں اور ایرانی کمک ملی۔ دو سو جنگی ہاتھیوں کا دستہ بھی پہنچ گیا۔

دوسری طرف ہرکولیس نے ایرانی لشکر کی جو یہ ثابت قدمی دیکھی تو اس نے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کا تعاقب کرنے کا ارادہ بدل دیا اور اس نے مدائن کا محاصرہ کرنے کا خیال بھی ترک کر دیا۔ اور انہی فتوحات پر اس نے قناعت کر لی جو اب تک اس نے حاصل کی تھیں۔ یہ ارادہ کرنے کے بعد ہرکولیس اپنے لشکر کے ساتھ کرزا کا شہر پہنچ گیا اور موسم سرما گزارنے کے لئے اس نے اپنی جنگی سرگرمیوں کو ملتوی کر دیا تھا۔

O

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے عہد کا اہم ترین واقعہ ہے کہ اس کے دور میں حضور نبوت کے اعلیٰ اور ارفع مرتبے پر سرفراز ہوئے۔ پھر آپ نے ایک نامہ مبارک ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے نام لکھا۔

حضور کا نامہ مبارک جب خسرو پرویز کو پیش کیا گیا اور اس نے یہ خط دیکھا تو طیش میں آ گیا اور کہا۔ نعوذ باللہ یہ کون ہے جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے۔

آخر اس کے حکم سے نامہ مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ جب یہ

آنحضرت کی خدمت اقدس میں پہنچی تو حضور نے فرمایا ایران کے بادشاہ نے اپنی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔

یہ خط ملنے کے بعد خسرو پرویز نے دو امراء جن میں سے ایک کا نام باکور اور دوسرے کا نام اجل تھا انہیں ایلچی بنا کر بھیجا۔ انہیں دو مراسلے دیئے۔ ایک حضور کے نام اور دوسرا یمن کے حکمران باذان کے نام تھا۔

یہ باذان ایران کے ماتحت تھا۔ باذان کو خسرو پرویز نے لکھا تھا کہ مدینے پر فوج کشی کرو۔ اور جس شخص نے نبوت کا دعوہ کیا ہے اسے یہاں لاؤ۔ جب کہ ایلچیوں کو اس نے یہ ہدایت کی کہ پہلے وہ مدینہ جائیں اور جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اسے یہاں آنے کی دعوت دیں تاکہ میں سنوں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

خسرو پرویز کے دونوں ایلچی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے حضرت سلمانؓ فارسی کی وساطت سے کہا۔ حضور نے ان ایلچیوں کو حضرت سلمانؓ فارسی کے یہاں قیام کرنے کو فرمایا۔

پھر وہ ہر روز حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت سلمانؓ کے ذریعے اپنی خواہش کا اظہار کرتے۔ حضور ان سے شفقت کا سلوک فرماتے۔ ایلچی چھ ماہ مدینہ میں ٹھہرے رہے۔ آخر وہ پریشان ہوئے کیونکہ ان کا مقصد پورا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

آخر حضور پر یہ وحی نازل ہوئی کہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویا نے ہلاک کر دیا ہے۔ اسی عرصے میں ایلچی پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنے ترجمان کے ذریعے کہا یا تو آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں یا ہمیں واپس جانے کی اجازت دیں۔ ہمارا بادشاہ یہ گوارہ نہیں کرتا کہ ہم یہاں اور زیادہ ٹھہریں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

خداوند نے تمہارے بادشاہ کو ہلاک کیا۔ اس کے بیٹے شیرویا کو اس کام پر مامور کیا اس نے اسے کل رات قتل کر دیا۔

ایران کے دونوں ایلچی یہ سن کر مدینہ سے چل پڑے اور یمن پہنچ گئے اور قسریٰ کا مراسلہ باذان کو دیا۔ اتنے میں ایران کے نئے حکمران شیرویا کا مراسلہ بھی یمن کے بادشاہ باذان کو پہنچ چکا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ خسرو پرویز نے اس دنیا کو خیرباد کہا اور اس کی بادشاہت مجھے ملی۔ اب تم لشکر سے میرے نام پر بیعت لو۔ اور مدینہ پر فوج کشی نہ کرو۔ جیسا کہ خسرو نے تمہیں حکم دیا تھا۔ اس کے لئے تم میرے حکم کا انتظار کرو۔

ایران کے بادشاہ خسرو کی پے در پے شکستوں سے اس کے وقار کو سخت ٹھیس لگی تھی۔ اور دستگرد کے میدان میں جو اس نے بزدلی دکھائی اور بھاگ کھڑا ہوا تو اس سے اس

کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی تھی۔

عوام کے دلوں میں اب خسرو کے متعلق نفرت اور غصے کے سوا اور کچھ نہ
کیونکہ اس نے اپنے نامور سپہ سالاروں کے ساتھ بھی غیر مناسب اور ناروا سلوک کیا تھ
شہر براز کو جب شکست ہوئی تو اسے خسرو پرویز نے مروا دینا چاہا۔ ادھر شاہین نے
کشی کی تو اس کی لاش نکلوا کر اس کی توہین کی گئی۔ یہ دونوں سپہ سالار اپنی جانثاریوں کی
سے عوام میں بہت مقبول تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے سالاروں کو جنہیں رومنوں
مقابلے میں شکست ہوئی زندان میں ڈال دیا گیا۔ یہ وہ واقعات تھے جن کی وجہ سے عوام
امراء اپنے شہنشاہ خسرو پرویز سے سخت برافروختہ ہوئے تھے۔

خسرو اب یہ چاہتا تھا کہ اپنے چھوٹے بیٹے مردان شاہ کو جو اس کی عیسائی بیوی
شیریں کے بطن سے تھا ولی عہد مقرر کر دے۔ ایرانیوں کے لئے یہ بات اور بھی نا
تھی۔ اس لئے خسرو کے خلاف بغاوت کا مواد پکنے لگا۔ آخر امراء کی مختصر جماعت نے خ
کے بڑے لڑکے قباد کو ولی عہد سلطنت مقرر کیا۔ ادھر مدائن کے فوجی دستوں نے شہنشا
اسیر کر کے قلعہ فراموشی میں ڈال دیا۔ جہاں اسے روٹی اور پانی کے سوا کچھ نہ دیا جاتا ت
اسی زندان میں اس کے متعدد شہزادے اس کی آنکھوں کے سامنے قتل ہو گئے۔ انہی
اس کا چہیتا شہزادہ مردان بھی تھا۔ یوں اپنے اہل خانہ کے ساتھ خسرو پرویز کا بھی خاتمہ ہوا

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے عیسائیوں سے بڑی رواداری برتی تھی۔ اس کی
وجہ یہ تھی کہ اسے قسطنطنیہ میں عیسائیوں کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس وجہ
وہ عیسائیوں کا بڑا احسان مند تھا۔

اور پھر مزید یہ کہ اس کی ایک ملکہ مریم خود رومن شہنشاہ ماریس کی بیٹی تھی اور ا
کی دوسری بیوی جو اس کی محبوبہ تھی اور جس کا نام شیریں تھا وہ بھی عیسائی تھی۔

شیریں نے ایران میں متعدد کلیسا اور راہبوں کے لئے خانقاہیں تعمیر کروائیں جن م
خسرو نے بڑی دلچسپی لی۔ عیسائی راہبوں کی دعاؤں پر اسے بڑا اعتقاد تھا۔ یہاں تک ک
اپنی ابتدائی مہموں میں دعاؤں کی برکت کے لئے راہبوں کو میدان جنگ میں ساتھ لے جا
تھا۔ خسرو کی خاص توجہ کی وجہ سے عیسائیوں کے لئے اشاعت دین کی راہ ہموار ہوئی تھی
جو ایران میں خسرو پرویز کی نامقبولیت اور اس کی بدنامی کا باعث بنی تھی۔

O

عزازیل، نبیاس، سلیوک، اوغار، مطروں اور ذروعہ دریائے خابور کے کنارے نبیاس
کے محل میں جمع ہوئے، وہ سب پریشان تھے۔ شاید کسی اہم موضوع پر وہ ایک دوسر
سے مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ جب سب باہم بیٹھ گئے تب نبیاس بولا اور عزازیل کو مخاط

کر کے کہنے لگا۔

محترم عزازیل ہمارے لئے یہ انتہائی رسوا کن اور ذلت آمیز مقام ہے کہ ہم سب کو
اکیلے یوناف اور اس کی بیوی کیرش نے ایسا زیر کیا کہ ہم سب کو مار مار کر اس نے بھاگ
جانے پر مجبور کر دیا۔ ہم اس کے مقابلے میں سات تھے لیکن وہ دو ہی تھے اور ان دو نے
ہماری پٹائی کی جو کم از کم میرے لئے ناقابل فراموش ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کراہت
آمیز مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

ان دونوں میاں بیوی کی یہ مجال نہ تھی کہ ہماری یہ حالت کرتے۔ اصل حقیقت یہ
ہے کہ اس موقع پر ابلیکا کہیں سے ان کی مدد کے لئے ٹپک پڑی تھی۔ ورنہ میں نے نگاہ
دوڑائی تھی۔ آس پاس کہیں ابلیکا نہ تھی۔ وہ اچانک آدھمکی اور ہم پر حملہ آور ہوئی۔
جس کی وجہ سے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ہمارے مقابلے میں کامیاب اور کامران
رہے۔ اس پر نبیاس انتہائی غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ محترم عزازیل کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم سب سے پہلے اس ابلیکا کو اپنے قابو
میں کریں اس کے بعد یوناف اور کیرش پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسا
کرنے کے لئے میرے پاس ایک سری علم بھی ہے۔ اور میرے پاس ایک عمدہ تجویز بھی
ہے۔ اس پر عزازیل کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی اور وہ پوچھنے لگا۔

دیکھ نبیاس تو کس طرح ابلیکا کو اپنے سامنے بے بس کرے گا۔ اس پر نبیاس کہنے
لگا دیکھ عزازیل۔ میرے پاس ایک ایسا عمل ہے جس کی بناء پر میں ابلیکا کو اپنی گرفت میں
کر سکتا ہوں۔ اس طرح جب ابلیکا میرے قبضے میں آئے گی تو وہ یوناف اور کیرش کی مدد
نہیں کرے گی۔ اس طرح میرے خیال میں ابلیکا کی غیر موجودگی میں ہم یوناف اور کیرش کو
مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس مقصد کے لئے دیکھ عزازیل میں اپنے اس محل کے تہہ خانوں میں ایک چلہ
کاٹوں گا۔ اس چلے کی اگر ابلیکا کو خبر ہوئی اور اس نے یوناف اور کیرش کے ساتھ مزاحمت
کرنے کی کوشش تو ہمارے لئے بہت ہی اچھا ہو گا اس لئے کہ اس چلے کا خاتمہ کرنے کے
لئے وہ یقیناً" مجھ پر حملہ آور ہوں گے۔ اور جب وہ تہہ خانے میں داخل ہوں گے تو اس
تہہ خانے میں، میں نے ایسا عمل ڈال رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے سارے ہی سری
علوم سے محروم ہو جائیں گے اور جب وہ سری علوم سے محروم ہو جائیں گے تو میرے خیال
میں ان پر قابو پانا ہمارے لئے بالکل آسان ہو گا اور پھر جو اس تہہ خانے کی دیواروں کے
اندر ہم نے بڑی بڑی زنجیریں لگا رکھی ہیں ان زنجیروں میں ہم یوناف اور کیرش دونوں میاں
بیوی کو جکڑ دیں گے۔ اس طرح ہم یوناف اور کیرش کے خلاف فتح مندی حاصل کرنے میں

کامیاب ہو سکتے ہیں۔

نطیاس کے اس انکشاف پر عزازیل کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ وہ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نطیاس تیرا کہنا بجا اور خوب ہے۔ تو آج ہی اس محل کے تہہ خانے میں چلے میں بیٹھ جا۔ جب کہ میں سطرون اور ذروعہ کو یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کروں گا۔ یہ ان دونوں سے ٹکرائیں گے اور ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اور ان کے ساتھ لڑتے بھڑتے انہیں اس محل کی طرف لانے کی کوشش کریں گے پھر وہ ان کے سامنے سے بھاگ کر محل کے تہہ خانے میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے جس میں تم نے چلہ پکڑا ہو گا۔ اور یوناف اور کیرش بھی ان دونوں کا تعاقب کرتے ہوئے تہہ خانے میں داخل ہوں گے تو میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھات میں بیٹھا ہوا ہوں گا۔ تہہ خانے میں داخل ہوتے ہی یوناف اور کیرش اپنی سری طاقتوں سے محروم ہو جائیں گے اور ہم ان کو قابو کر کے زنجیروں میں جکڑ دیں گے۔

دیکھ نطیاس میں نے تمہارے لائحہ عمل میں کچھ تبدیلی کی ہے تم چاہتے تھے کہ تم چلے میں بیٹھو اور جب یوناف اور کیرش کو اس چلے کا علم ہو اور وہ تمہیں اس چلے سے اٹھانے کے لئے اس قلعے میں داخل ہوں تو پھر ان پر قابو پایا جائے۔ لیکن میں اس سے پہلے انہیں اپنی گرفت میں کرنا چاہتا ہوں۔ تم چلے میں بیٹھو میں سطرون اور ذروعہ کو یوناف اور کیرش سے ٹکراتا ہوں اگر وہ دونوں سطرون اور ذروعہ کا تعاقب کرتے ہوئے اس تہہ خانے میں آ گئے تو تمہیں مزید چلہ کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اور اگر یوناف اور کیرش تعاقب کرکے اس تہہ خانہ میں نہ آئے تو تم اپنے چلے کو جاری رکھنا یہاں تک کہ ابلیکا یا یوناف کو جب اس کی خبر ہو گی اور وہ تمہیں یا تمہارے چلے کے خلاف عمل کرنے کے لئے جب تہہ خانے میں داخل ہوں گے۔ تو پھر ہم ان پر گرفت کر لیں گے۔ دونوں میں سے مجھے امید ہے کہ ہمارا کوئی نہ کوئی حربہ ضرور کامیاب ہو گا اور ہم یوناف اور کیرش کو ہر صورت میں اپنے سامنے مغلوب کر کے تمہارے اس تہہ خانے میں دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی بڑی بڑی اور مضبوط زنجیروں میں جکڑ کے رکھ دیں گے۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ دن اسی تہہ خانے میں ہمارے اسیر کی حیثیت سے گزاریں۔

عزازیل کا فیصلہ سن کر سارے خوش ہو گئے تھے۔ اس موقع پر سطرون بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آقا یہ ایک بہترین تجویز ہے۔ اگر اس کے ذریعہ ہم یوناف اور کیرش کو اس تہہ

خانے میں لانے کے لئے کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں ہماری ساری دشواریوں کا حل نکل آئے گا۔ اور یوناف اور کیرش سے ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس پر نطیاس پھر بولا اور کہنے لگا۔ یہ جو تہہ خانہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا دروازہ میں سری علوم سے سامنے والی دیوار کے اندر ظاہر کرتا ہوں۔ اب میں ایسا کرتا ہوں کہ یہ دروازہ ظاہر کر کے اسے اپنی جگہ پر رہنے دینا چاہتا ہوں تاکہ اس دروازے سے یوناف اور کیرش اندر داخل ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ہی نطیاس اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور سامنے والی دیوار کے اندر ایک دروازہ ظاہر کر دیا تھا۔ جس کے ذریعے تہہ خانے میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔

یوں عزازیل اور نطیاس کے درمیان طے شدہ لائحہ عمل کے بعد نطیاس اسی روز اس تہہ خانے میں ابلیکا کو اپنے قابو اور گرفت میں کرنے کے لئے چلے میں بیٹھ گیا تھا۔ جب کہ عزازیل سطرون اور ذروعہ کو یوناف اور کیرش سے ٹکرانے کے لئے مناسب موقع اور مناسب جگہ کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا تھا۔

○

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے عہد میں ایران کو وہ دور بھی نصیب ہوا جو قدیم ایرانی سلطنت کے شہنشاہوں کو حاصل تھا۔ اس دور میں ایران کو وہ شان و شوکت بھی حاصل ہوئی جو ساسانی بادشاہوں کو نصیب نہ ہو سکی تھی۔

ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز شجاعت و تدبر میں دوسرے ساسانی بادشاہوں سے بڑھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے اسے پرویز یعنی فتح مند کا لقب ملا۔

تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ جب بہرام چوبین نے خسرو کے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا تو اس کو سب سے بڑا خطرہ خسرو پرویز ہی کی طرف سے تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی شجاعت کی شہرت ضرور ہو گی۔ لیکن عنان حکومت سنبھالنے کے بعد اس کا کردار جو ظاہر ہوا اس سے خسرو کی شجاعت تدبر کی تصدیق نہیں ہوتی۔

وہ بہرام چوبین کے مقابلے میں آیا تو راہ فرار اختیار کر کے رومن دربار میں جا کے پناہ لی۔ پھر جب رومنوں کی مدد سے اسے دوبارہ ایران کی حکومت ملی اور جو فتوحات اسے حاصل ہوئیں ان کا سہرا حقیقت میں خسرو پرویز کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس کے دو مشہور سپہ سالار شاہین اور شہر براز کے سر تھا۔

ان فتوحات کا یہ نتیجہ ہوا کہ رومن شہنشاہ ہرکولیس کو صلح کی پیش کش کرنا پڑی۔ خسرو پرویز اگر صاحب تدبر ہوتا تو صلح کی پیش کش قبول کر لیتا اور ایرانی حدود بحرہ اسود اور

دریائے فرات تک تسلیم کر لی جاتیں اور لازیکا' رومی آرمینیا اور بین النہرین ایرانی سلطنت کا جزو بن جاتے۔

لیکن خسرو پرویز اپنی نخوت پسندی کی وجہ سے یہ حقیقت نہ سمجھ سکا اور اپنے وسائل کو بے فائدہ ان علاقوں میں ضائع کرتا رہا جن پر وہ بحری طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اپنا تسلط برقرار نہ رکھ سکتا تھا۔ اس کا عہد حکومت لڑائیوں میں گزرا لیکن ایران کو ان لڑائیوں کا کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس اس نے ایران کو کمزور کر دیا اور یہی کمزوری بالآخر ساسانی حکومت کے خاتمے کا پیش خیمہ بن گئی تھی۔

کہتے ہیں خسرو پرویز اپنی اس اقبال مندی سے متکبر اور خود پسند ہو گیا تھا اور وہ تباہ کن حرص میں مبتلا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے مال و متاع پر بھی حسد کرنے لگا تھا۔

اس کے علاوہ خسرو سے عوام اس لئے بھی ناراض تھے کہ وہ جبر سے ان سے روپیہ وصول کرتا تھا۔ امراء اس سے اس لئے ناخوش تھے کہ وہ ان کے اقتدار کو پسند نہ کرتا تھا۔ وہ سخت کینہ پرور تھا۔ ان امراء کو بھی اس نے مروانے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے بڑی وفاداری سے اس کی خدمت کی تھی۔ ان میں بندوی اور بسطام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو بہترین جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے ماموں بھی تھے۔

کچھ مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ خسرو پرویز بہت زر پرست حکمران تھا۔ اپنی اڑتیس سال کی حکومت میں اس نے ہر ممکن طریقے سے بے اندازہ دولت جمع کی اور اسے رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنے کے بجائے اپنے خزانوں میں محفوظ کیا۔

اپنے عہد کے اٹھارویں سال میں جب اس نے مدائن میں اپنے خزانے کو نئی عمارت میں منتقل کیا تو اس میں تقریباً" چھیالیس کروڑ اسی لاکھ مثقال یعنی موجودہ دور کے پانچ ارب روپے کے لگ بھگ کا سونا تھا۔

جواہرات اور قیمتی کپڑوں کی کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی اس کی حکومت کے تیرھویں سال کے بعد اس کے خزانے میں اسی کروڑ مثقال وزن کا سونا تھا اور تیسویں سال میں باوجود طویل لڑائیوں کے اس کی مقدار ایک ارب ساٹھ کروڑ مثقال تک پہنچ گئی۔ لڑائیوں سے جو مال غنیمت حاصل ہوتا وہ اس کے علاوہ تھا۔

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز جن باتوں کی وجہ سے خاص طور سے مشہور ہوا ان میں اس کے خزانے بھی ہیں۔ مورخین لکھتے ہیں کہ مشہور خزانوں میں ایک گنج باد آور تھا جو حقیقت میں رومن شہنشاہ ہرکولیس کا خزانہ تھا۔

ہرکولیس نے قسطنطنیہ سے افریقہ کی طرف فرار ہونے کا جب ارادہ کیا تو اپنا خزانہ

[illegible]یوں میں بھر کر حبشہ بھیجنا چاہا۔ اس خزانے میں سونا' جواہرات مروارید' یاقوت اور گوہر [illegible] دیبائیں تھیں۔ اتفاق سے تند و تیز ہوا چلی۔ سمندر میں طغیانی آئی اور رومن شہنشاہ [illegible]یس کا یہ خزانہ بہتا ہوا خلیج فارس کے ساحل پر آ لگا اور خسرو پرویز کے ہاتھ لگ گیا۔ [illegible] نے کہا تھا کہ اس خزانے کا زیادہ حقدار میں ہوں کیونکہ ہوا اسے لے کر میرے پاس [illegible]ی ہے۔

خسرو پرویز کا ایک اور خزانہ گنج گاؤ کے نام سے موسوم تھا۔ مورخین اس کی تفصیل [illegible]ں پیش کرتے ہیں۔

ایک دن ایک شخص اپنے کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔ اتفاقاً" ہل کی نوک ایک مٹکے کے [illegible]تے میں الجھ گئی۔ جو اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا۔

کسان نے خسرو پرویز کے دربار میں حاضر ہو کر یہ سرگزشت بیان کی۔ اس پر خسرو [illegible]ویز نے حکم دیا کہ سارے کھیت کو کھودا جائے اور جو مال و دولت وہاں سے نکلے اس کے [illegible]امنے پیش کی جائے۔

یوں خسرو پرویز کے کہنے پر کھیت کھودنے سے سونا چاندی اور جواہرات سے بھرے [illegible]ئے ایک سو مٹکے برآمد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ یہ مٹکے سکندر اعظم نے اپنے دور میں اس [illegible]مین پر گڑوا دیئے تھے۔ پر وہ انہیں نکالنا بھول گیا تھا۔

مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ ان مٹکوں پر سکندر کے نام کی مہر بھی لگی ہوئی تھی۔ [illegible]ب یہ ساری دولت' جواہرات پیش کئے تو اس نے ایک مٹکا کسان کو بطور انعام دیا کیونکہ [illegible] اس کی زمین سے نکلے تھے۔ اور باقی سارے مٹکوں کے متعلق خسرو پرویز نے حکم دیا کہ [illegible]ں کے خزانے گنج گاؤ میں یہ سارے مٹکے محفوظ کر دیئے جائیں۔

مشہور ایرانی شاعر فردوسی نے اپنے شاہنامے میں ایک اور خزانے کا بھی ذکر کیا ہے [illegible]ں کا نام گنج عروس تھا۔ ان کے علاوہ بھی فردوسی نے بعض خزانوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں [illegible] خسروی' گنج افراسیاب زیادہ مشہور اور نامور ہیں۔

خسرو پرویز زر پرست تو تھا لیکن جہاں اپنے جاہ و جلال کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا وہاں [illegible] دریغ دولت خرچ کرتا جس کے نقش اس کے تمام ہم عصر بادشاہوں کے دلوں پر تھے۔ [illegible]ں کے شاہی تجملات کا اکثر ادیبوں اور شاعروں نے ذکر کیا ہے۔

مشہور ایرانی روایت ہے کہ ایران میں ستار سونے سے سبزیوں کے نمونے تیار کرتے [illegible] اور جب مہمان ضیافت کے لئے دسترخوان پر بیٹھتے تو یہ سبزیاں بھی دسترخوان پر چن دی [illegible] تھیں۔ اور جب کھانا کھانے کے بعد مہمان رخصت ہوتے تو یہ سبزیاں انہیں دے دی [illegible] تھیں۔ اس کے علاوہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز سے کچھ عجائبات بھی وابستہ تھے۔

پہلا عجوبہ خسرو پرویز کے دربار کا جو تھا اسے زرِ مشت فشار کہتے تھے۔ یہ سونے کی نارنگی تھی جو ہاتھ کے دباؤ سے دب جاتی تھی۔ اسے اکثر خسرو پرویز اپنے ہاتھ رکھتا کرتا تھا۔

خسرو پرویز کے دربار کا دوسرا عجوبہ اس کی دستار تھی۔ اس کی دستار کی یہ خصوصیت تھی کہ اگر اس پر دھبے پڑ جاتے تو دستار آگ میں ڈال دی جاتی۔ آگ کی جلن سے دھبے تو دور ہو جاتے لیکن دستار اپر آگ کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کا تیسرا عجوبہ اس کا تخت طاؤس ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ گنبد کی شکل کا تخت ہاتھی دانت اور ساگوان کا بنا ہوا تھا۔ اس کے پترے اور کٹہرے سونے اور چاندی کے تھے۔ اس کی لمبائی ایک سو اسی ہاتھ تھی۔ چوڑائی ایک سو تیس ہاتھ اور اونچائی پندرہ ہاتھ تھی۔

اس کی سیڑھیاں آبنوس کی تھیں۔ سیڑھیوں کے اوپر سونے کا گنبد تھا۔ تخت کا طاق سونے اور لاجورد کا تھا جس میں آسمان' ستاروں' برجوں اور ہفت اقلیم کی شکلیں بنائی گئی تھیں۔

بادشاہوں کی تصویریں اور رزم و بزم کے مناظر دکھائے گئے تھے۔ اس میں ایک آلہ تھا جس سے دن کے مختلف وقتوں کا پتہ چلتا تھا۔

تخت پر بچھانے کے لئے دیبا اور زربفت کے چار قالین تھے۔ جو چار موسموں کو ظاہر کرتے تھے۔ یہ قالین یاقوتوں اور مرواریدوں سے مرصع تھے۔

اس کے علاوہ خسرو پرویز کا تاج سونے کا تھا اس میں چڑیا کے انڈوں کے برابر مروارید اور انار کے رنگ کی طرح یاقوت جڑے تھے۔ جو رات کے وقت صبح کا سماں پیدا کرتے تھے۔ گنبد کی چھت سے طلائی زنجیر آویزاں تھی۔ جس کے ساتھ تاج بندھا تھا۔ جو بادشاہ کے عین سر پر لٹکا رہتا تھا۔

خسرو پرویز کے دربار کا چوتھا عجوبہ مدائن کے محل کے ہال کمرے میں ایک قالین بچھایا جاتا تھا جس کا نام دہار خسرو یعنی بہار خسرو تھا۔ یہ قالین ساٹھ ہاتھ لمبا اور ساٹھ ہی ہاتھ چوڑا تھا۔ موسم سرما میں اس پر بادشاہ کی محفل لگتی تھی تاکہ آنے والی بہار کا منظر پیش نظر رہے۔

قالین کے بیچوں بیچ پانی کی نہریں اور روشیں دکھائی گئی تھیں جن کے گرد باغ کے سبزے' ہرے بھرے کھیت' میوہ دار درختوں اور پودوں کے منظر تھے۔ جن کی شاخیں اور پھول سونے' چاندی اور مختلف رنگوں کے جواہرات کے تھے۔

خسرو پرویز کے دربار کا پانچواں عجوبہ اس کی بیوی شیریں تھی جو فارسی اور اردو ادب

کے سرمائے میں اضافہ کرنے کا موجب ہوئی۔ یہ ایران کے ایک عیسائی گھرانے کی لڑکی تھی۔ جو حسن و جمال کے اعتبار سے چندے آفتاب اور چندے مہتاب تھی۔ اسے خسرو نے زینت حرم بنایا۔

امراء و اشراف کے نزدیک ایک ادنیٰ گھرانے کی لڑکی کا شاہی حرم میں جگہ پانا سخت ناروا تھا۔ ان کی ناپسندیدگی کی خبر جب خسرو پرویز تک پہنچی تو اس نے انہیں بلایا اور حکم دیا کہ طلائی جام کو خون سے بھرا جائے اور اس میں میل کچیل ڈال دی جائے۔

چنانچہ حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور خون اور آلائش سے بھرا ہوا جام پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ جام کیسا ہے' سب یک زبان بولے سخت غلیظ اور ناپاک ہے۔

پھر بادشاہ کے حکم سے اس جام کو اس سے صاف کیا گیا اور اسے مشک و عنبر کی دھونی دی گئی اور چشم خروس کی مانند مے گلگوں اس میں ڈال دی گئی۔

یہ کرنے کے بعد خسرو پرویز نے پوچھا اب یہ جام کیسا ہے۔ اس پر سب نے کہا۔ بہت صاف اور گوارہ ہے۔

اس پر خسرو بولا شیریں بھی ایسی ہی ہے۔ جب تک وہ ہمارے پاس نہ تھی' جام کی اولین صورت میں تھی۔ اب یہ شاہی حرم کی زینت ہے۔ اور اس نے دوسرے جام جیسی صاف اور گوارہ صورت اختیار کر لی ہے۔ خسرو کی اس دلیل سے اس کے سارے امراء خاموش ہو گئے تھے۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا خسرو کی توجہ شیریں کی طرف پیش از پیش ہوتی چلی گئی اور پھر وہ وقت بھی آیا جب عام عیسائی گھرانے کی یہ لڑکی بادشاہ کے دل کی حکمران بن بیٹھی اور رومن شہنشاہ ماریس کی بیٹی مریم جو ملکہ تھی فوت ہوئی تو شیریں محل سرا میں مختار کل ہو گئی۔ مریم کی موت کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے شیریں نے زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

خسرو پرویز اور شیریں کی محبت کے افسانے اس زمانے ہی میں بہت مشہور ہو گئے تھے۔ اس نسبت سے فرہاد اور شیریں کی داستان بھی بہت پرانی ہے۔ بعد میں تو یہ داستان عشقیہ شاعری کا مقبول عام موضوع بن گئی۔ نظامی کی مثنوی شیریں اور امیر خسرو کی مثنوی خسرو شیریں اسی محبت کی یادگار ہیں۔

شعر و ادب کے علاوہ شیریں کی ایک یادگار کھنڈرات کی صورت میں بھی نظر آتی ہے۔ جو قصر شیریں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ کھنڈرات مدائن سے ہمدان آنے والی سڑک پر واقع ہیں۔

خسرو کے محل میں دو نامور بیگمات مریم اور شیریں کے علاوہ بارہ ہزار کنیزیں بھی

تھیں۔ یہ بھی خسرو کے دربار کا عجوبہ ہی تھیں۔ ان میں وہ چند ہزار لونڈیاں بھی تھیں جو صرف رقص و سرود کے فن میں ماہر تھیں۔

خسرو کے دربار کا عجوبہ ایک گھوڑا بھی تھا۔ یوں تو خسرو کے پاس پچاس ہزار گھوڑے، بارہ ہزار شتر اور ایک ہزار ہاتھی تھے۔ لیکن ایک مخصوص گھوڑا جس کا نام شب دیز تھا اس کی سواری کے لئے مخصوص تھا۔ یہ نہایت اصیل اور خوبصورت تھا۔ اور مورخین کے مطابق آب و آتش کی صفات کا مجسمہ تھا۔

جس طرح رستم کی وجہ سے اس کا گھوڑا رخش بے حد مشہور ہوا اس طرح خسرو کا شب دیز نام کا یہ گھوڑا بے حد مشہور ہوا۔

مشہور روایت ہے کہ یہ گھوڑا خسرو کو اس قدر عزیز تھا کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص بھی اس گھوڑے کی موت کی خبر اس تک پہنچائے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔

پھر اچانک ایسا ہوا کہ شب دیز نام کا یہ گھوڑا بیمار ہو گیا اور آخر کچھ دنوں بعد یہ مر گیا۔ خسرو کے لئے اس کا مرنا ایک حادثہ تھا۔ جان کے خوف سے کوئی شخص یہ اطلاع بادشاہ کو نہ دینا چاہتا تھا لیکن خبر بھی بہر صورت پہنچانی تھی۔

آخر داروغہ اصطبل نے خسرو پرویز کے مشہور گویئے باربد کو وسیلہ بنایا۔ باربد نے خسرو پرویز کے حضور گا کر شعر پڑھے جن کا مضمون کچھ یوں تھا۔

شب دیز نہ اب دوڑ سکے گا، نہ چل سکے گا، نہ سو سکے گا۔

یہ سن کر خسرو پرویز چونک کر بولا۔ بخت شب دیز مر گیا۔ باربد نے کہا حضور ہی یہ فرما رہے ہیں اور کسی کی یہ جرات نہیں ہو سکتی۔ اس پر بادشاہ بولا بہت خوب تو نے اپنے آپ کو بچا لیا اور دوسروں کو بھی۔

خسرو پرویز کے دربار کا ایک اور عجوبہ اس کا موسیقار باربد ہے۔ باربد نے متعدد راگ راگنیاں ایجاد کیں۔ اسے اگر ایرانی موسیقی کا سرچشمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ مورخین خسرو پرویز کے دربار میں آنے کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں جو کچھ اس طرح ہے۔

کہتے ہیں خسرو پرویز کے دربار میں گویوں کا رئیس ایک شخص سرگز تھا۔ مرو کے ایک شخص باربد کو بادشاہ کی فن شناسی کا حال معلوم ہوا تو پایہ تخت کا رخ کیا۔

بادشاہ کے دربار کے گویوں کے رئیس سرگز کو معلوم ہوا کہ مرو کا ایک موسیقار آیا ہے جو عود نوازی میں یکتا ہے۔ ساز کے ساتھ خود گاتا بھی ہے۔ سننے والے اس کے نغموں سے مسحور ہو جاتے ہیں۔ وہ اس خیال سے خوفزدہ ہوا کہ بادشاہ کے دربار میں وہ کہیں رسائی حاصل نہ کر لے اور اس پر حاوی نہ ہو جائے۔

سرگز کے دل میں کچھ حسد اور خدشہ پیدا ہوا۔ مبادہ وہ ساز و نغمہ سے دربار پر چھا جائے اور اس کا فن ماند نہ پڑ جائے۔ چنانچہ باربد کو دربار سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ اس کام کے لئے اس نے درباریوں اور خادموں کو بے دریغ دولت دی۔ چنانچہ کافی عرصہ اسے دربار شاہی میں رسائی نہ ہو سکی۔ اور کسمپرسی کی حالت میں دن گزارتا رہا۔

آخر بادشاہ کے شب و روز کا حال معلوم کر کے باربد کو ایک تدبیر سوجھی۔ وہ بادشاہ کے باغبان کے پاس گیا اور اسے اپنے حال زار سے آگاہ کیا۔ اور کچھ نذرانہ پیش کر کے اس سے استدعا کی کہ پیشتر اس کے کہ بادشاہ باغ میں آئے اور مے گساری میں مشغول ہو اسے بادشاہ کی مجلس کے قریب درخت پر چڑھنے کی اجازت دے دے۔

باغبان اس پر راضی ہو گیا۔ بادشاہ کے باغ میں آنے کا وقت ہوا تو باربد سبز ریشمی لباس پہن کر درخت پر چڑھ گیا۔ اور درخت کے ہرے پتوں میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

بادشاہ نے نزول اجلال کیا اور اپنی مخصوص کرسی کو زینت دی۔ سامنے ندیم حلقہ کر کے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ خسرو نے جام ہاتھ میں لیا۔ پھر باربد نے درخت پر بیٹھے بیٹھے عود سنبھالا اور دستانے یزدان آفریں راگنی چھیڑ دی۔

حاضرین اس کی دلنواز آواز سے بے حد محظوظ ہوئے۔ خسرو پرویز اس راگنی سے محظوظ ہوا۔ پوچھا کون گا رہا ہے۔ سب نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کچھ پتہ کسی کو نہ چل سکا گانے والا کون ہے؟ اور کہاں ہے؟

پھر خسرو پرویز نے دوسرا جام ہاتھ میں لیا۔ عین اسی وقت باربد نے دستان پر تو فریاد شروع کی۔ خسرو پرویز کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ وہ پکار اٹھا، کتنا دلنشین نغمہ ہے۔ دل چاہتا ہے تمام جسم سراپائے گوش بن جائے۔

آخر مجبور ہو کر خسرو پرویز نے اپنے ندیموں سے کہا کہ جس طرف سے یہ سریلی آواز آ رہی ہے کچھ دور جا کر دیکھیں۔ لیکن کوئی نشان نظر نہ آیا۔

اتنے میں خسرو نے دوسرا جام ختم کر کے تیسرا جام لیا، ادھر باربد نے ایک اور راگنی اور سبز چھیڑ دی۔ بادشاہ یہ سن کر تڑپ اٹھا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا شاید کوئی فرشتہ ہے جسے خدا نے بھیجا ہے تاکہ ہم اس کے نغموں سے بہرہ مند ہوں۔

پھر خسرو پرویز بلند اور اونچی آواز میں کہنے لگا۔ اے نیک کار آزاد مرد تو نے ہمیں نغموں سے لذت بخشی۔ اب اپنے دیدار سے ہماری آنکھوں کو روشنی دے۔ باربد یہ سن کر درخت سے نیچے اتر پڑا اور بادشاہ کے سامنے زمین بوس ہوا۔

بادشاہ نے اس کی ساری داستان سن کر اس کی بڑی عزت افزائی کی اور اسے اپنے پاس رکھا۔ اور ہمیشہ اس کے فن سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ خسرو پرویز نے اسے اپنے

گوویوں کا رئیس اعظم مقرر کر دیا۔ لیکن پہلے رئیس اعظم سرگز کو یہ تبدیلی پسند نہ آئی تو
آخر اس نے باربد کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

○

یوناف اور کیرش نے حسب سابق صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے قریب سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز جب کہ دونوں میاں بیوی سرائے کے نواح میں چہل قدمی کرتے ہوئے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ابلیکا نے اچانک یوناف کی گردن پر لمس دیا۔

یوناف گفتگو کرتے کرتے اچانک خاموش ہو گیا۔ اور ابلیکا کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گیا تھا۔ دوسری طرف کیرش بھی سنبھل گئی تھی۔ لہٰذا وہ بھی یوناف کے قریب ہو کر ابلیکا کو سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میں تیرے لئے دو خبریں رکھتی ہوں۔ دونوں انتہائی اہم ہیں۔ پہلی خبر یہ کہ عزازیل اور اس کے ساتھی مجھے تم سے علیحدہ کر کے تم پر گرفت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے یہ لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ نطیاس کے محل کے تہہ خانے میں خود نطیاس چلے میں بیٹھ گیا ہے۔ جس کے ذریعے وہ مجھے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے بعد یا تو وہ مجھے تمہارے خلاف استعمال کرے گا یا یہ کہ مجھے تم سے علیحدہ کر کے تمہیں بے بس کر کے وہ تم پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا اگر تم نطیاس کے اس چلے کی ستیاناسی کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ یاد رکھو میرے اور تمہارے درمیان جدائی کی دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا' ادھر کیرش کی حالت بھی پریشان کن ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تو نے کہا تھا کہ تیرے پاس میرے لئے دو خبریں ہیں۔ تو اب دوسری خبر بھی کہہ' پھر میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف دوسری خبر یہ ہے کہ تھوڑی دیر تک سطرون اور ذروعہ تم دونوں پر وارد ہوں گے اور تم سے اپنی گزشتہ شکست اور ہزیمت کا انتقام لینے کی کوشش کریں گے۔ بس یہی وہ دو خبریں ہیں جو میں تم سے کہنا چاہتی تھی۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تیری مہربانی کہ تو نے مجھ سے یہ دو خبریں کہیں۔' جہاں تک پہلی خبر کا تعلق ہے تو اس کے لئے میرے یہ تاثرات ہیں کہ میں اس

ـرون سے نپٹنے کے بعد نطیاس کے محل کا رخ کروں گا اور جس تہہ خانے میں وہ تمہیں ـاصل کرنے کے لئے چلہ کاٹ رہا ہے۔ تو میں اس چلے کی ستیاناسی کر کے رہوں گا۔ ـرے خیال میں اس سطرون اور ذروعہ سے نپٹنے کے بعد میں ان کے پیچھے ہی پیچھے نطیاس ـے محل کا رخ کروں گا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

ہاں تمہارا یہ اندازہ درست ہے پہلے اس سطرون سے نپٹو پھر اس کے تعاقب میں ـیاس کے محل کا رخ کرو۔ میں بھی تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہوں گی۔ پھر جو کچھ ـیش آئے گا تینوں مل کر سنبھال لیں گے۔ یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا خاموش ہو گئی کیونکہ ـن اسی لمحہ سطرون اور ذروعہ دونوں میاں بیوی یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہوئے ـے۔ پھر سطرون بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو نیکی کے نمائندے ایک بار پھر اس کوہستانی سلسلہ میں' میں اور میری بیوی ـم تم سے ٹکرانے کے لئے آن کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم دونوں میاں بیوی کو امید ہے ـ اس بار ہم دونوں یقیناً" تم دونوں پر غلبہ حاصل کر کے رہیں گے۔ اس پر یوناف بے حد ـی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ـن سطرون یہ سب تمہارے خواب' تمہارے وہم اور تمہاری غلط فہمیاں ہیں جب ـ مجھے اپنے خداوند کی نصرت اور مدد حاصل ہے۔ تم کبھی بھی مجھ پر غالب اور فتحمند نہیں ـ سکتے۔ دیکھ سطرون تو نے بے شک اپنی قوتوں کے ساتھ ساتھ نطیاس کی سری قوتوں سے ـی اپنے آپ کو لیس کیا لیکن اس کے باوجود تو مجھ سے کئی بار پٹ چکا ہے۔ پر تم بدی کے ـتے ہو' بڑے ڈھیٹ اور ضدی۔ اپنی شکست کو تم لوگ قبول نہیں کرتے۔ بار بار میرے ـوں پٹنے کے بعد پھر دوبارہ مار کھانے کے لئے آ جاتے ہو۔ اس معاملے میں تم بڑے ـت ہو۔ اس لئے کہ تم مار کھانے کے بڑے تیز اور عادی لوگ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا۔ پھر اپنے پہلو میں کھڑی اپنی بیوی ـل کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ دیکھ کیرش قبل اس کے کہ یہ سطرون اور ذروعہ ہم ـوں سے ٹکرائیں آؤ دونوں میاں بیوی پہلے اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کر کے اپنے جسم ـ برق بھی بھر لیں اور مخالف کی برق سے بچنے کے لئے اپنے اندر مدافعت بھی جمع کر ـ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں ـے۔ اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کرنے کے ساتھ برق اور اس کی مدافعت بھی دونوں ـ اپنے جسموں میں بھر لی تھی۔ پھر وہ سطرون اور ذروعہ کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو ـتے۔

یوناف اور کیرش کو خبر نہ تھی کہ سطرون اور ذروعہ کسی مقصد کے تحت اس کو… سلسلے میں ان سے ٹکرانے کے لئے آئے ہیں۔ دوسری طرف ابلیکا کو بھی یہ خبر نہ ہو… تھی کہ سطرون اور ذروعہ کا اس طرف آنا ایک سازش کے تحت ہے۔ بس وہ صرف یہ… سکی تھی کہ اسے حاصل کرنے کے لئے نبیاس نے محل کے تہہ خانے میں چلہ کاٹنا شر… کر دیا ہے۔ اور ابلیکا کی یہی بے خبری یوناف اور کیرش کی پہلی لاعلمی ان سب کے… مصیبت اور اذیت کا باعث بننے والی تھی۔

سطرون اور ذروعہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ آگے بڑھے۔ سطرون یوناف پر او… ذروعہ کیرش پر حملہ آور ہوئی تھی۔ جونہی سطرون نے یوناف کے ضرب لگانا چاہی۔ یو… اس سے پہلے ہی حرکت میں آیا اور اس کی پسلیوں پر اس نے ایک ایسا زور دار مکا مارا… سطرون درد کی شدت سے دہرا ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ یوناف اپنی طاقت میں دس گنا اضا… کر چکا تھا۔ اور دس گنا طاقت میں اضافہ کرنے کے بعد وہ مکا واقعی ہی کسی بھی مقابل… لئے ناقابل برداشت تھا۔

دوسری طرف کیرش بھی ذروعہ کے حملہ آور ہونے کی منتظر رہی۔ جب ذروعہ… اپنا ہاتھ بلند کیا تاکہ کیرش کے شانے پر ضرب لگائے کہ کیرش نے فضا میں ہی اس کا… پکڑ لیا۔ پھر اس کی بغل کے اندر اتنا زور دار مکا اس نے مارا کہ ذروعہ چیختی چلاتی اور… ضرب لگی تھی اس جگہ کو سہلاتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔

سطرون جب یوناف کی ضرب پڑنے سے شدت درد کے باعث دہرا ہوا تو پھر یو… پر جنون طاری ہو گیا تھا۔ وہ آگے بڑھا پہلے اس نے اپنے داہنے پاؤں کی ایک تخت ٹھ… سطرون کے پیٹ پر لگائی پھر اس کی گردن پر اپنے دائیں ہاتھ کا ایک آہنی مکا ایسا ما… سطرون بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف نے اس پر پاؤں… ضربوں اور ٹھوکروں کی ایک طرح سے بارش کر دی تھی۔

دوسری طرف کیرش بھی بالکل یوناف ہی کی طرح حرکت میں آئی تھی۔ جب… میں ضرب کھانے کے بعد ذروعہ پیچھے ہٹی تھی تو وہ آگے بڑھی۔ اس نے بھی یوناف… طرح ذروعہ کو اپنے پاؤں کی ٹھوکروں پر رکھ لیا تھا۔

تھوڑی دیر تک سطرون اور ذروعہ یوناف اور کیرش کے ہاتھوں بری طرح پٹتے… اس دوران وہ ایک دوسرے کے نزدیک بھی ہوتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک دوسر… طرف مخصوص اشارہ کیا اور جس حالت میں وہ مقابلے پر آئے تھے اسی حالت میں وہ… کھڑے ہوئے۔ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لائے تھے بلکہ یونہی بھاگے تھے…

یوناف اور کیرش ان کے پیچھے آئیں۔

یوناف اور کیرش جو اصل حقیقت سے ناواقف تھے۔ وہ سطرون اور ذروعہ کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ ادھر ابلیکا جو عزازیل کی چالبازیوں سے پوری طرح واقف نہ تھی وہ بھی یوناف اور کیرش کے ساتھ سطرون اور ذروعہ کے تعاقب میں ہو لی تھی۔

عزازیل کا تو پہلے ہی سے یہ طے شدہ لائحہ عمل تھا کہ سطرون اور ذروعہ اپنے پیچھے پیچھے یوناف اور کیرش کو لے کر نبیاس کے محل کی طرف آئیں۔ بھاگتے ہوئے تہہ خانے میں داخل ہوں اور جب ان کے تعاقب میں یوناف اور کیرش بھی اس تہہ خانے میں داخل ہوں تو پھر آسانی کے ساتھ ان سے نپٹا جا سکے اور اس کام میں سطرون اور ذروعہ پوری طرح کامیاب دکھائی دے رہے تھے۔

وہ تھوڑا سا آگے جا کر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اپنے آپ کو انہوں نے روپوش نہیں کیا بلکہ وہ سری قوتوں کی مدد سے بڑی تیزی کے ساتھ فاصلوں کو اپنے سامنے سمیٹنے لگے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش بھی ایسی ہی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے سطرون اور ذروعہ کا سائے کی طرح تعاقب کرنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش کے آگے آگے بھاگتے ہوئے اس دروازے کے ذریعے سطرون اور ذروعہ تہہ خانے میں داخل ہو گئے تھے۔ دروازہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے نبیاس نے دیوار کے اندر نمودار کیا تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے یوناف اور کیرش بھی اس تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ ان دونوں کا تہہ خانے میں داخل ہونا تھا کہ دونوں ایک بار ایک ساتھ چیخ اٹھے۔ اس لئے کہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ اس تہہ خانے میں داخل ہونے کے بعد اپنی ساری قوتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی چیخ و پکار سن کر ابلیکا پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اور وہ تہہ خانے میں داخل نہ ہوئی تھی۔

یوناف اور کیرش کو جب احساس ہوا کہ اس تہہ خانے میں داخل ہونے کے بعد وہ اپنی ساری سری قوتوں سے محروم ہو گئے ہیں تو وہ تیزی سے پلٹے تاکہ باہر نکل کر اپنی قوتوں کو بحال کر لیں لیکن اسی لمحہ نبیاس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی سری قوتوں سے دیوار کے اندر جو دروازہ تھا وہ اس نے عجیب مافوق الفطرت انداز میں بند کر دیا تھا۔ اور لگتا تھا کہ وہاں کوئی دروازہ کبھی تھا ہی نہیں۔ اس لئے کہ دیوار برابر ہو گئی تھی۔

اس کے بعد عزازیل کے اشارے پر سلیوک، نبیاس سطرون اور اوغار اور ذروعہ نے یوناف اور کیرش کو گھیر لیا اور بری طرح انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اپنی طبعی قوتوں کو

حرکت میں لاتے ہوئے کچھ دیر تک یوناف اور کیرش اپنا دفاع کرتے رہے لیکن وہ ایسا زیادہ دیر تک نہ کر سکے اس لئے کہ وہ سری قوتوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جب کہ سطرون' ذروعہ' نطیاس' سلیوک اور اوغار اپنی طبعی قوتوں کے علاوہ سری قوتوں کو بھی استعمال کرتے ہوئے ان کی پٹائی کر رہے تھے۔ آخر مار کھانے کے بعد یوناف اور کیرش ادھ موئے سے ہو کر فرش پر گر گئے تھے۔

جب یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی زمین پر گر گئے تب تہ خانے میں ایک بلند جگہ پر کھڑے عزازیل نے خوشیوں سے بھرا ہوا ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر وہ نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نطیاس یہ وہ خوشی کا موقع ہے جسے دیکھنے کے لئے میری آنکھیں آدم سے لے کر اب تک پتھر ہو کر رہ گئی تھیں۔ آج میں بے حد خوش ہوں کہ میں اپنے سب سے بڑے دشمن کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر رہا ہوں۔ دیکھ نطیاس یہ دونوں میاں بیوی اس وقت کیسے بے بس مجبور اور لاچار زمین پر پڑے ہیں۔ اس وقت یہ اپنی ان سری قوتوں سے بالکل محروم ہو چکے ہیں جنہیں استعمال کر کے ماضی میں ہمیں اپنے سامنے مغلوب اور مفتوح کرتے رہے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل رکا کچھ دیر تک وہ بھرپور خوشی میں مسکراتا رہا پھر سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سطرون اور ذروعہ تم دونوں میاں بیوی حرکت میں آؤ اور یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کو لوہے کی ان زنجیروں میں جکڑ دو جو ہم نے ان کے لئے پہلے سے تیار کر رکھی ہیں۔

سطرون اور ذروعہ فوراً حرکت میں آئے۔ یوناف کو سطرون گھسیٹتا ہوا زنجیروں کے پاس لے گیا اور اس کے دونوں ہاتھ' پاؤں اور گردن اس نے زنجیروں میں جکڑ دی تھی۔ اسی طرح ذروعہ کیرش کو گھسیٹتی ہوئی زنجیروں کے پاس لے گئی تھی۔ اور جس طرح سطرون نے یوناف کو زنجیروں میں جکڑا تھا اسی طرح ذروعہ نے کیرش کو بھی جکڑ دیا تھا۔ پھر اس تہ خانے میں یوناف اور کیرش کی حیثیت ایک زندانی اور اسیر کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔

اس کے بعد عزازیل نے نطیاس' سلیوک اور اوغار کو ان دونوں پر محافظ مقرر کیا اور انہیں اسی طرح عذاب سے دوچار کرنے کی تلقین کی۔ جس طرح یوناف اور کیرش نطیاس' سلیوک اور اوغار کو کمرے میں بند کر کے اذیتیں دیا کرتے تھے۔ یہ احکامات دینے کے بعد عزازیل سطرون اور ذروعہ کو لے کر خوش خوش اور شادمان وہاں سے چلا گیا تھا۔ جب کہ نطیاس سلیوک اور اوغار نے یوناف اور کیرش کو زنجیروں میں جکڑ کر انہیں اسی عذاب سے دوچار کرنا شروع کر دیا تھا۔ جیسے یوناف اور کیرش انہیں کمرے میں بند کر کے کیا کرتے تھے۔

ماخذ برائے ابلیکا

نمبر	کتاب	مصنف
(1)	تفہیم القرآن	ابوالاعلیٰ مودودی
(2)	معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع
(3)	اسلامی انسائیکلوپیڈیا	سید قاسم محمود
(4)	قصص القرآن	مولانا محمد حفظ الرحمٰن
(5)	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر
(6)	تاریخ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون
(7)	طبقات ابن سعد	علامہ محمد بن سعد
(8)	سیرت النبیؐ	ابن ہشام
(9)	شاخ زریں	جیمس جارج فریزر
(10)	تاریخ ایران	پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی
(11)	طبقات ناصری	منہاج سراج
(12)	دنیا کا قدیم ترین ادب	ابن حنیف
(13)	مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ	چودھری غلام رسول
(14)	تاریخ انڈونیشیا	شاہد حسین رزاقی
(15)	تاریخ بلاد فلسطین و شام	جی لی اسٹرینج
(16)	تاریخ بیت المقدس	ممتاز لیاقت
(17)	تاریخ مکہ مکرمہ	محمد عبدالمعبود
(18)	تاریخ شام	ڈاکٹر فلپ کے' حی
(19)	تاریخ لبنان	ڈاکٹر فلپ کے' حی
(20)	تاریخ مدینہ منورہ	محمد عبدالمعبود
(21)	تاریخ قسطنطنیہ	ہیرلڈلیم
(22)	توریت	
(23)	انجیل	

1) THE ROMAN EMPIRE ---- H. STUART JONES,
2) ROME ---- ARTHUR GILMAN
3) CARTHAGE ---- ALFRED J.CHURCH
4) VEDIC INDIA ---- T. FISHER
5) CHALDEA ---- ZENAIDE A. RAGOZIN
6) ASSYRIA ---- ZENAIDE A. RAGOZIN
7) PARTHIA ---- GEORGE RAWLINSON
8) BYZANTINE EMPIRE ---- C. W. C. OMAN
9) MEDIA ---- ZENAIDE .A RAGOZIN
10) GREECE ---- T. FISHER
11) CLASSIC MYTH AND LEGEND
12) ROMAN EMPIRE ---- EDWARD GIBBON
13) HISTORY OF THE WORLD ---- H. A. DAVIES
14) THE ANCIENT WORLD ---- JOSEPH WARD SWAIN
15) ANCIENT INDIA ---- JAWAHARLAL NEHRU
16) MONARCHS RULERS DYNASTIES AND KINGDOMS OF THE WORLD
17) MAHABARATA
18) A HISTORY OF CHINESE CIUILIZATION ---- JACQUES GERNET
20) GREATNESS THAT WAS BABYLON ---- H.W.F. SAGGS
21) 100 GREAT KING'S QUEEN'S ---- JOHN CANNING

اسلامی کتب

بنام خیر الانامؐ	قمر اجنالوی	75.00
رسول عربیؐ اور حصہ جدید	سید اسماعیل صاحب	150.00
غلامان اسلام	پروفیسر مولانا سعید احمد	125.00
مرقع نبوتؐ	آغا اشرف	175.00
انبیائے قرآنؑ	آغا اشرف	125-00
عظمت رسولؐ	نصیر الدین حیدر	250-00
786 حکایات اولیائے کرامؒ	نصیر الدین حیدر	150-00
اہم اسلامی تاریخی واقعات	نصیر الدین حیدر	65-00
اخلاق نامہ	نصیر الدین حیدر	90-00
سیرت ابو بکر صدیقؓ	علامہ عبد الحفیظ حبیتی	75-00
الفاروقؓ	مولانا شبلی نعمانی	125-00
ام الکتاب	مولانا ابو الکلام آزاد	80-00
مسلمان عورت	مولانا ابو الکلام آزاد	75-00
تذکرہ	مولانا ابو الکلام آزاد	75-00
حرف نیاز (مجموعہ)	رفیع الدین ذکی قریشی	75-00
ریاض نعت (")	رفیع الدین ذکی قریشی	75-00
موت کا منظر	خواجہ محمد اسلام	60-00
کرامات الاولیاءؒ	مولانا ابو نعیم قمر	100-00
سیرت حضرت عثمان غنیؓ	زیب ملیح آباد	75-00
سیرت حضرت علیؓ	زیب ملیح آبادی	150-00
تہذیب سیرت ابن ہشام	غلام احمد حریری	100-00
اسلام کے درخشندہ ستارے	نصیر الدین حیدر	275-00
اسلامی جنگیں	کیف زا	60-00

مکتبہ القریش [illegible] اردو بازار لاہور